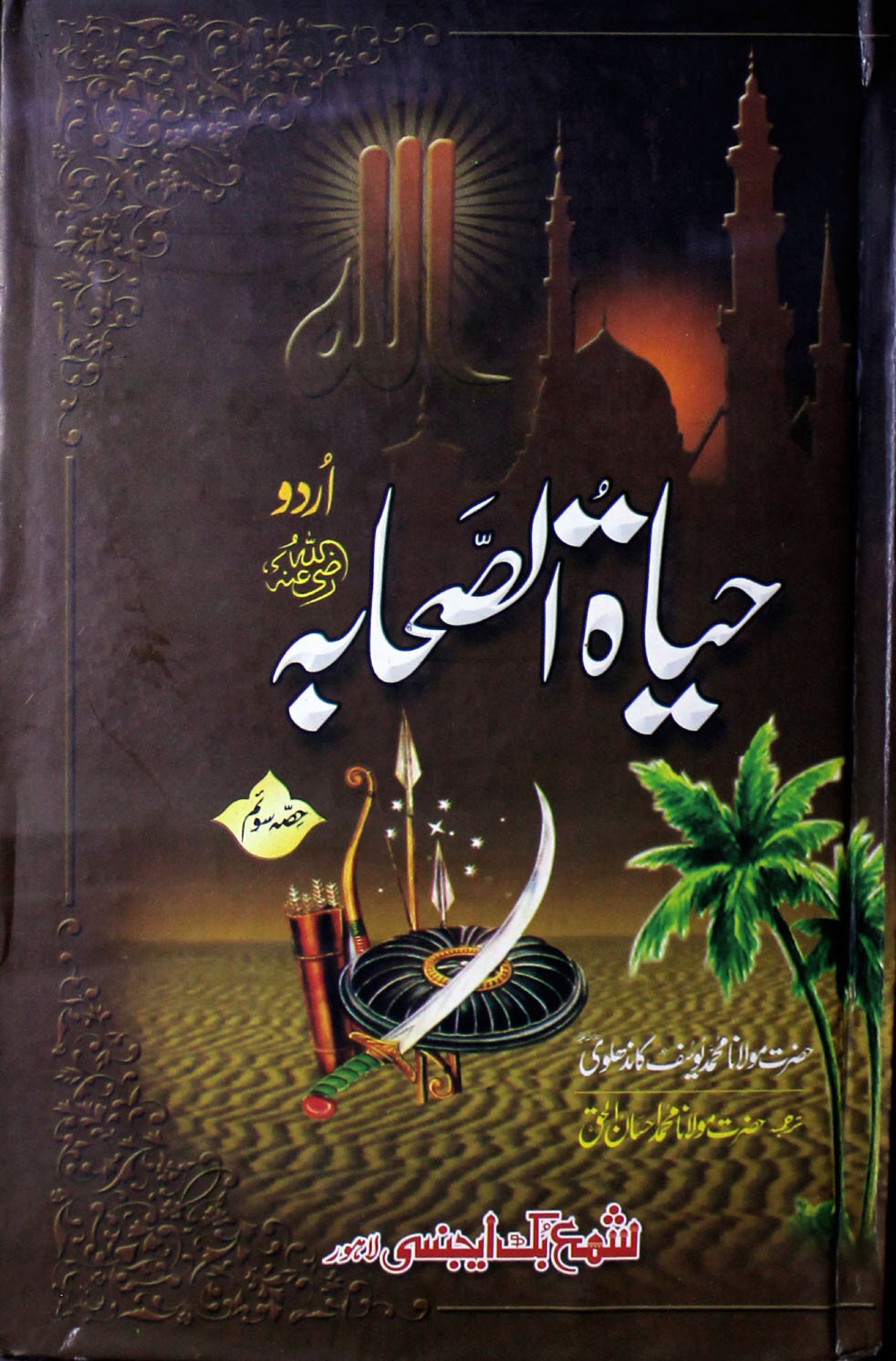

اللہ
اردو
حیاۃ الصحابہ
رضی اللہ عنہم
حصہ سوم
حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی
ترجمہ حضرت مولانا محمد احسان الحق
شمع بک ایجنسی لاہور

اُردو

حصہ سوئم

حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم

تالیف

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

حضرت مولانا محمد احسان الحق

شمع بک ایجنسی
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ ۰ اردو بازار ۰ لاہور
Ph: 042-7232132

نام کتاب .... حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم اردو

مصنف .... حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

مترجم .... حضرت مولانا محمد احسان الحق

باہتمام .... صابر حسین

مطبع .... ریاض شہباز پریس لاہور

ناشر .... شمع بک ایجنسی

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

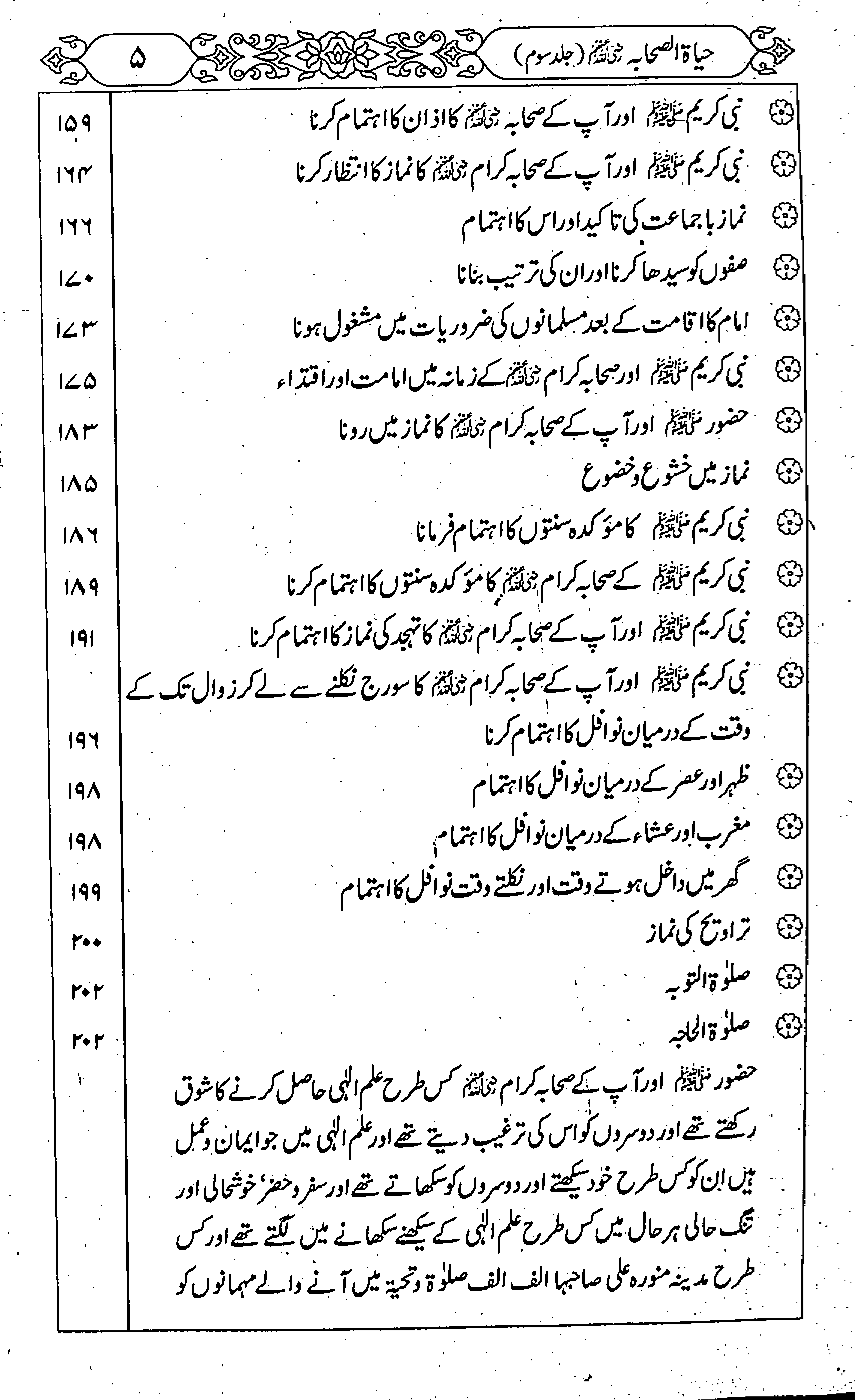
اردو بازار لاہور۔فون 7232132

فہرست مضامین

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح غیب پر ایمان لایا کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبروں کے مقابلہ میں فانی لذتوں، انسانی مشاہدوں، وقتی محسوسات اور مادی تجربوں کو چھوڑ دیتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا انہوں نے غیبی امور کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا اور اپنے مشاہدات کو وہ جھٹلا دیا کرتے تھے۔ ۱۹

- ایمان کی عظمت ۱۹
- ایمان کی مجلسیں ۲۷
- ایمان تازہ کرنا ۲۸
- اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سچا ماننا اور اس کے مقابلہ میں انسانی تجربات اور اپنے مشاہدات کو غلط سمجھنا ۲۸
- ایمان کی حقیقت اور اس کا کمال ۴۱
- اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان لانا ۴۴
- فرشتوں پر ایمان لانا ۵۲
- تقدیر پر ایمان لانا ۵۴
- قیامت کی نشانیوں پر ایمان لانا ۵۹
- قبر اور عالم برزخ میں جو کچھ ہوتا ہے اس پر ایمان لانا ۶۰
- آخرت پر ایمان لانا ۶۵
- قیامت کے دن جو کچھ ہوگا اس پر ایمان لانا ۶۷
- شفاعت پر ایمان لانا ۷۲
- جنت اور جہنم پر ایمان لانا ۷۶

اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین	۹۰
اللہ کے رسول ﷺ نے جن چیزوں کی خبر دی ہے ان پر یقین کرنا	۹۴
اعمال کا بدلہ ملنے کا یقین	۱۰۵
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی پختگی	۱۰۹
نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح مسجدوں میں نمازوں کے لیے جمع ہوتے تھے خود انہیں نمازوں کا کتنا شوق تھا اور دوسروں کو نماز کی کتنی ترغیب دیتے تھے اور نمازوں کے اوقات کے بدلنے سے وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہمارا اصل کام ایک حکم خداوندی سے دوسرے حکم میں اور ایک عمل صالح سے دوسرے عمل میں لگنا ہے اور انہیں ان اعمال کا حکم دیا جاتا تھا کہ وہ ایمان اور ایمانی صفات کو پکا کریں۔ علم اور علم والے اعمال کو پھیلائیں اور اللہ کے ذکر کو زندہ کریں اور دعا کو اور اس کی قبولیت کی شرائط کو قائم کریں چنانچہ وہ کس طرح سے ان اعمال کی وجہ سے اپنے دنیاوی مشاغل کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں ظاہری شکلوں کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے بلکہ وہ تو اس ذات سے براہ راست فائدہ حاصل کرتے ہیں جو تمام چیزوں اور شکلوں کو پیدا کرنے والی اور ان میں تصرف کرنے والی ہے۔	۱۲۱
نبی کریم ﷺ کا نماز کی ترغیب دینا	۱۲۲
حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز کی ترغیب دینا	۱۲۶
نبی کریم ﷺ کا نماز کا شوق اور نماز کا بہت زیادہ اہتمام	۱۲۹
نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا نماز کا شوق اور اس کا بہت زیادہ اہتمام	۱۳۵
مسجدیں بنانا	۱۴۰
مسجدوں کو پاک صاف رکھنا	۱۴۵
مساجد کی طرف پیدل چلنا	۱۴۵
مسجدیں کیوں بنائی گئیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان میں کون سے اعمال کرتے تھے	۱۴۸
حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کن باتوں کو مسجد میں اچھا نہیں سمجھتے تھے	۱۵۵



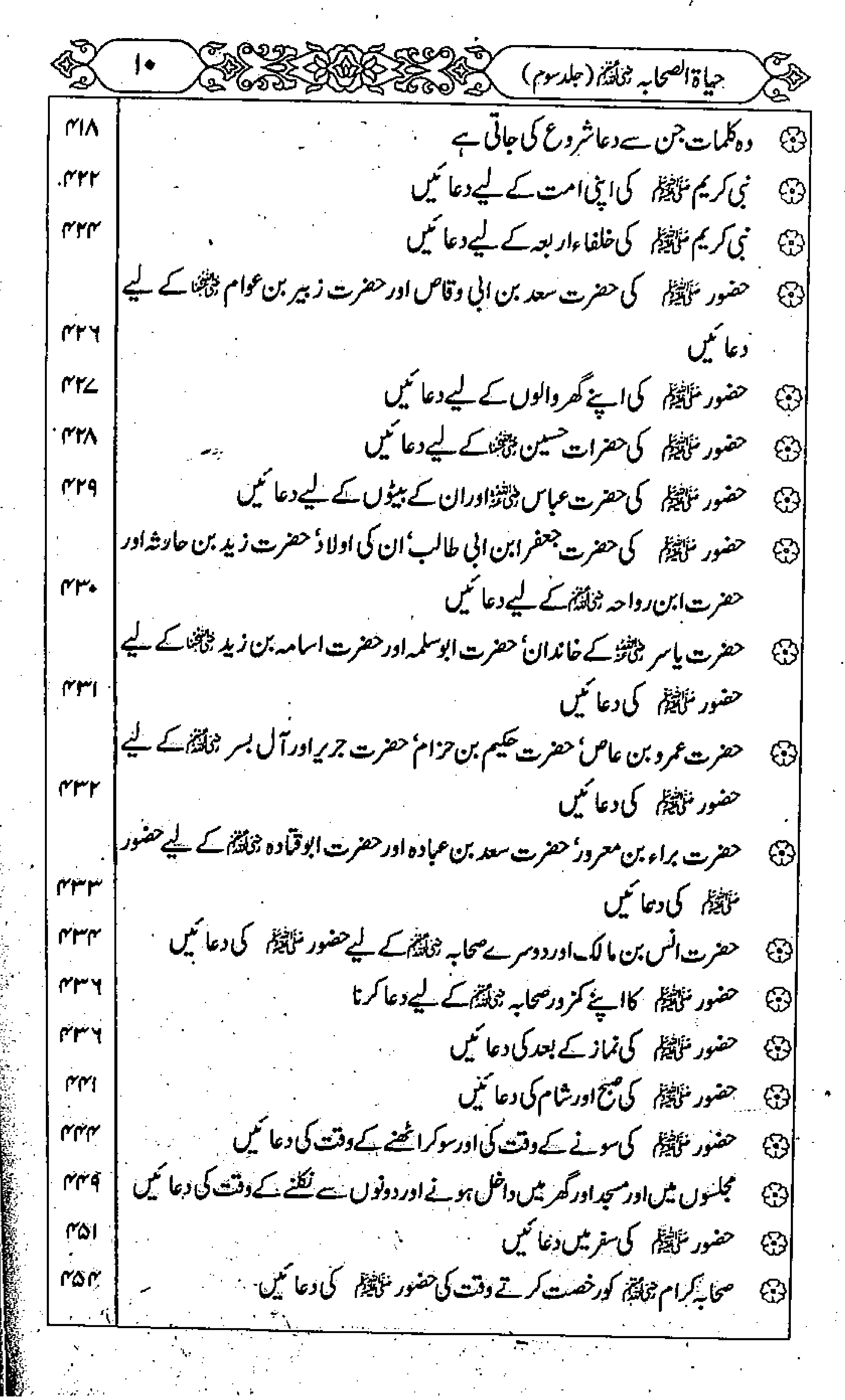
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اذان کا اہتمام کرنا	۱۵۹
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز کا انتظار کرنا	۱۶۴
نماز باجماعت کی تاکید اور اس کا اہتمام	۱۶۶
صفوں کو سیدھا کرنا اور ان کی ترتیب بنانا	۱۷۰
امام کا اقامت کے بعد مسلمانوں کی ضروریات میں مشغول ہونا	۱۷۴
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں امامت اور اقتداء	۱۷۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز میں رونا	۱۸۴
نماز میں خشوع وخضوع	۱۸۵
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤکدہ سنتوں کا اہتمام فرمانا	۱۸۶
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مؤکدہ سنتوں کا اہتمام کرنا	۱۸۹
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تہجد کی نماز کا اہتمام کرنا	۱۹۱
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سورج نکلنے سے لے کر زوال تک کے وقت کے درمیان نوافل کا اہتمام کرنا	۱۹۶
ظہر اور عصر کے درمیان نوافل کا اہتمام	۱۹۸
مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل کا اہتمام	۱۹۸
گھر میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت نوافل کا اہتمام	۱۹۹
تراویح کی نماز	۲۰۰
صلوٰۃ التوبہ	۲۰۲
صلوٰۃ الحاجہ	۲۰۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح علم الٰہی حاصل کرنے کا شوق رکھتے تھے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دیتے تھے اور علم الٰہی میں جو ایمان وعمل ہیں ان کو کس طرح خود سیکھتے اور دوسروں کو سکھاتے تھے اور سفر وحضر، خوشحالی اور تنگ حالی ہر حال میں کس طرح علم الٰہی کے سیکھنے سکھانے میں لگتے تھے اور کس طرح مدینہ منورہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ میں آنے والے مہمانوں کو	

سکھانے کا اہتمام کرتے تھے اور کس طرح علم، جہاد اور کمائی ان تینوں کاموں کو جمع کرتے تھے اور مختلف شہروں میں علم پھیلانے کے لیے آدمیوں کو بھیجا کرتے تھے اور کس طرح اپنے اندر ان صفات کے پیدا کرنے کا اہتمام کرتے تھے جن کی وجہ سے علم اللہ کے ہاں قبول ہوتا ہے۔	۲۰۵
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کی ترغیب دینا	۲۰۶
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم کی ترغیب دینا	۲۰۸
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علمی ولولہ اور شوق	۲۱۵
علم کی حقیقت اور جس چیز پر علم کا لفظ بولا جاتا ہے	۲۱۸
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے علم کے علاوہ دوسرے علم میں مشغول ہونے پر انکار اور سختی	۲۲۱
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے اثر لینا	۲۲۵
جو عالم دوسروں کو نہ سکھائے اور جو جاہل خود نہ سیکھے ان دونوں کو ڈرانا اور دھمکانا	۲۲۹
جو بھی علم اور ایمان حاصل کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمائیں گے۔	۲۳۰
ایمان اور علم و عمل کو بیک وقت اکٹھے سیکھنا	۲۳۲
جتنے دینی علم کی ضرورت ہو اتنا حاصل کرنا	۲۳۴
دین اسلام اور فرائض سکھانا	۲۳۴
نماز سکھانا	۲۳۷
اذکار اور دعائیں سکھانا	۲۳۸
مدینہ منورہ آنے والوں مہمانوں کو سکھانا	۲۴۳
دوران سفر علم حاصل کرنا	۲۴۵
جہاد اور علم کو جمع کرنا	۲۴۸
کمائی اور علم کو جمع کرنا	۲۴۸
کمائی سے پہلے دین سیکھنا	۲۵۱
آدمی کا اپنے گھر والوں کو سکھانا	۲۵۱

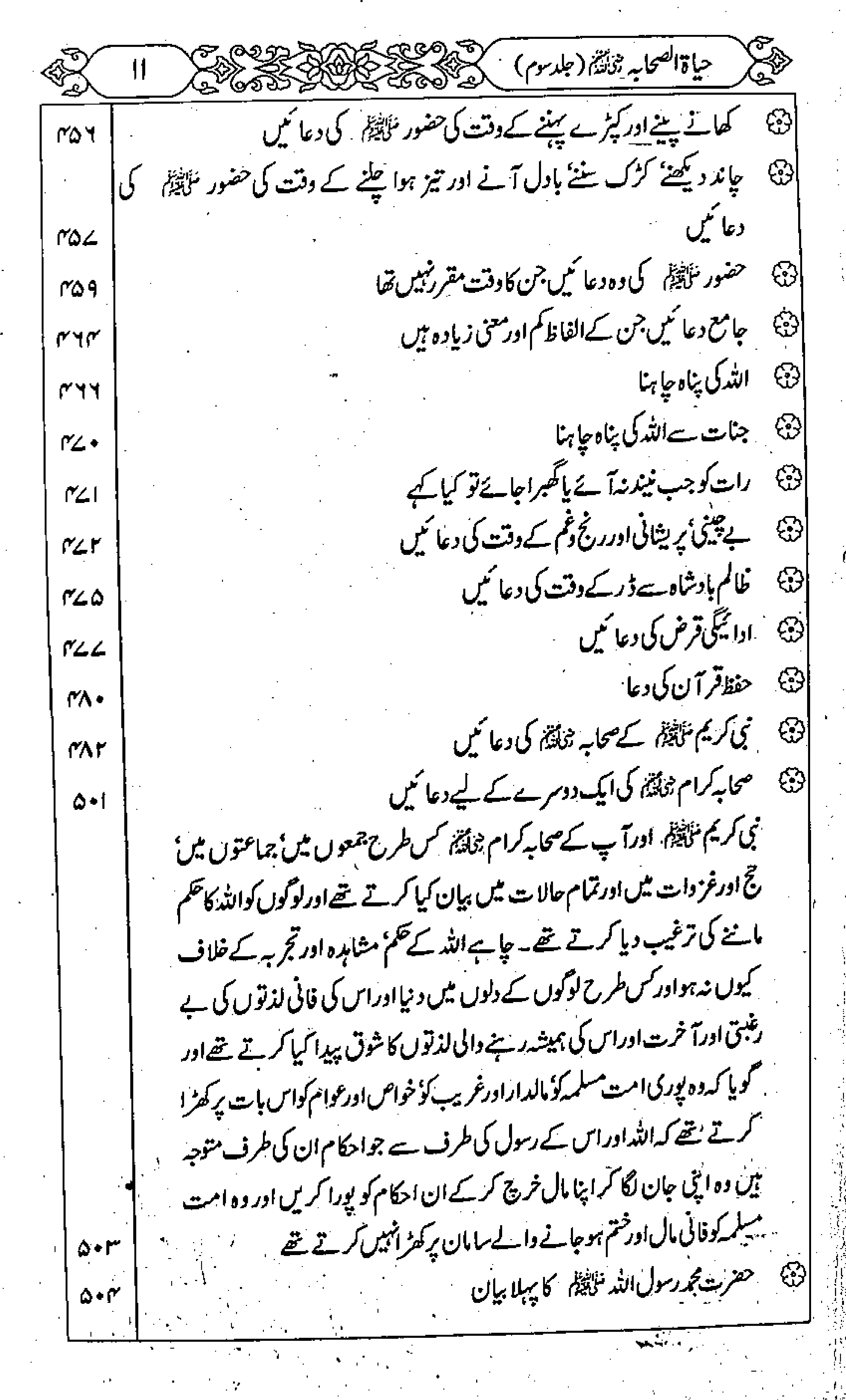
دینی ضرورت کی وجہ سے دشمنوں کی زبان وغیرہ سیکھنا	۲۵۲
امام کا اپنے کسی ساتھی کو لوگوں کے سکھانے کے لیے چھوڑ کر جانا	۲۵۴
کیا امام وقت علمی ضرورت کی وجہ سے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اللہ کے راستہ میں جانے سے روک سکتا ہے۔	۲۵۴
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھانے کے لیے مختلف علاقوں میں بھیجنا	۲۵۶
علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا	۲۵۹
علم کو قابل اعتماد اہل علم سے حاصل کرنا اور جب علم نااہلوں کے پاس ہوگا تو پھر علم کا کیا حال ہوگا	۲۶۳
طالب علم کو خوش آمدید کہنا اور بشارت سنانا	۲۶۶
علمی مجلسیں اور علماء کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا	۲۶۸
علمی مجلس کا احترام اور اس کی تعظیم	۲۷۳
علماء اور طلباء کے آداب	۲۷۳
آدمی کا اس وجہ سے علم کی مجلس میں آنا چھوڑ دینا تاکہ دوسرے لوگ علم حاصل کر سکیں	۲۸۱
علم کا پڑھنا پڑھانا اور علم کو آپس میں دہرانا اور کن چیزوں کا پوچھنا مناسب ہے اور کن کا مناسب نہیں	۲۸۳
قرآن سیکھنا اور سکھانا اور پڑھ کر لوگوں کو سنانا	۲۹۲
ہر مسلمان کو کتنا قرآن سیکھنا چاہیے	۲۹۶
جسے قرآن پڑھنا دشوار ہو وہ کیا کرے	۲۹۷
قرآن کی مشغولی کو ترجیح دینا	۲۹۷
قرآن کی وہ آیات جن کی مراد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ان کے بارے میں سوال کرنے والے پر سختی	۲۹۸
قرآن کے سیکھنے سکھانے پر اجرت لینے کو ناپسند سمجھنا	۳۰۱
لوگوں میں قرآن کے بہت زیادہ پھیل جانے کے وقت اختلاف پیدا ہونے کا ڈر	۳۰۳
قرآن کے قاریوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نصیحتیں	۳۰۵

حضور ﷺ کی احادیث میں مشغول ہونا' احادیث میں مشغول ہونے والے کو کیا کرنا چاہئے	۳۰۹
علم کے اہتمام سے زیادہ عمل کا اہتمام ہونا چاہئے	۳۱۵
سنت کا اتباع اور سلف صالحین کی اقتداء اور دین میں اپنی طرف سے ایجاد کردہ کام پر انکار	۳۱۹
جس رائے کا قرآن و حدیث سے ثبوت نہ ہو ایسی بے اصل رائے سے بچنا	۳۲۴
نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجتہاد کرنا	۳۲۶
فتویٰ دینے میں احتیاط سے کام لینا اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں کون فتویٰ دیا کرتے تھے	۳۲۸
نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علوم	۳۳۱
ربانی علماء اور برے علماء	۳۴۲
علم کا چلے جانا اور اسے بھول جانا	۳۴۵
ایسے علم کا دوسروں تک پہنچانا جس پر خود عمل نہ کر رہا ہو اور نفع نہ دینے والے علم سے پناہ مانگنا	۳۴۸
نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کا کتنا شوق تھا اور وہ کس طرح صبح اور شام' دن اور رات' سفر اور حضر میں ذکر کی پابندی کرتے تھے اور وہ کس طرح دوسروں کو اس کی ترغیب دیتے تھے اور اس کا شوق دلاتے تھے اور ان کے اذکار کیسے تھے	۳۴۹
نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ترغیب دینا	۳۵۰
نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کی ترغیب دینا	۳۵۳
نبی کریم ﷺ کا ذکر کرنے کا شوق	۳۵۵
نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کرنے کا شوق	۳۵۶
اللہ کے ذکر کی مجلسیں	۳۵۸
مجلس کا کفارہ	۳۶۱
قرآن مجید کی تلاوت	۳۶۳

دن اور رات میں سفر اور حضر میں قرآن کی سورتیں پڑھنا	۳۶۶
دن اور رات میں سفر اور حضر میں قرآنی آیات کا پڑھنا	۳۶۹
کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ذکر	۳۷۱
سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کے اذکار	۳۷۴
زیادہ اذکار کے بجائے ان جامع اذکار کو اختیار کرنا جس کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوں	۳۸۰
نمازوں کے بعد کے اذکار اور سونے کے وقت کے اذکار	۳۸۴
صبح اور شام کے اذکار	۳۸۹
بازاروں میں اور غفلت کی جگہوں میں اللہ کا ذکر کرنا	۳۹۰
سفر کے اذکار	۳۹۱
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا	۳۹۳
استغفار کرنا	۳۹۸
ذکر میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں	۴۰۱
ذکر کے آثار اور اس کی حقیقت	۴۰۲
آہستہ آواز سے ذکر کرنا اور بلند آواز سے ذکر کرنا	۴۰۴
ذکر اور تسبیحات کو گننا اور تسبیح کا ثبوت	۴۰۵
ذکر کے آداب اور نیکیوں کا بڑھنا	۴۰۷
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح دعا میں اللہ کے سامنے گڑگڑایا کرتے تھے اور ان کی دعائیں کیسی ہوا کرتی تھیں	۴۰۸
دعا کے آداب	۴۰۹
دعا میں دونوں ہاتھ اٹھانا اور پھر چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرنا	۴۱۱
اجتماعی دعا کرنا اور اونچی آواز سے دعا کرنا اور آمین کہنا	۴۱۲
نیک لوگوں سے دعا کرانا	۴۱۵
گنہگاروں کے لیے دعا کرنا	۴۱۷



وہ کلمات جن سے دعا شروع کی جاتی ہے	۴۱۸
نبی کریم ﷺ کی اپنی امت کے لیے دعائیں	۴۲۲
نبی کریم ﷺ کی خلفاء اربعہ کے لیے دعائیں	۴۲۴
حضور ﷺ کی حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کے لیے دعائیں	۴۲۶
حضور ﷺ کی اپنے گھر والوں کے لیے دعائیں	۴۲۷
حضور ﷺ کی حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے لیے دعائیں	۴۲۸
حضور ﷺ کی حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹوں کے لیے دعائیں	۴۲۹
حضور ﷺ کی حضرت جعفر ابن ابی طالب' ان کی اولاد' حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے لیے دعائیں	۴۳۰
حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کے خاندان' حضرت ابوسلمہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے حضور ﷺ کی دعائیں	۴۳۱
حضرت عمرو بن عاص' حضرت حکیم بن حزام' حضرت جریر اور آل بسر رضی اللہ عنہم کے لیے حضور ﷺ کی دعائیں	۴۳۲
حضرت براء بن معرور' حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہم کے لیے حضور ﷺ کی دعائیں	۴۳۳
حضرت انس بن مالک اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے حضور ﷺ کی دعائیں	۴۳۴
حضور ﷺ کا اپنے کمزور صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے دعا کرنا	۴۳۶
حضور ﷺ کی نماز کے بعد کی دعائیں	۴۳۶
حضور ﷺ کی صبح اور شام کی دعائیں	۴۴۱
حضور ﷺ کی سونے کے وقت کی اور سو کر اٹھنے کے وقت کی دعائیں	۴۴۴
مجلسوں میں اور مسجد اور گھر میں داخل ہونے اور دونوں سے نکلنے کے وقت کی دعائیں	۴۴۹
حضور ﷺ کی سفر میں دعائیں	۴۵۱
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رخصت کرتے وقت کی حضور ﷺ کی دعائیں	۴۵۴

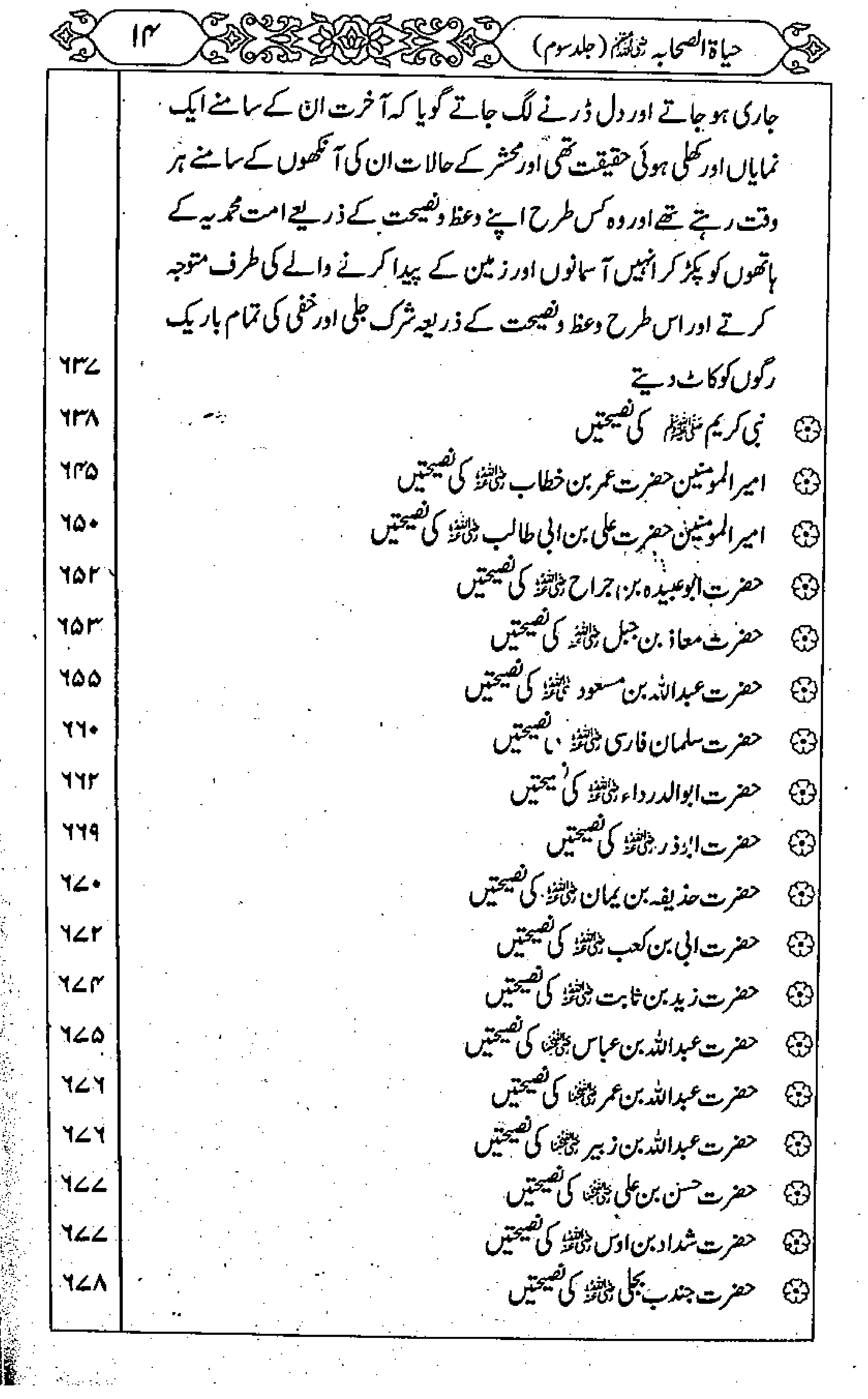


عنوان	صفحہ
کھانے پینے اور کپڑے پہننے کے وقت کی حضور ﷺ کی دعائیں	۴۵۶
چاند دیکھنے، کڑک سننے، بادل آنے اور تیز ہوا چلنے کے وقت کی حضور ﷺ کی دعائیں	۴۵۷
حضور ﷺ کی وہ دعائیں جن کا وقت مقرر نہیں تھا	۴۵۹
جامع دعائیں جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہیں	۴۶۴
اللہ کی پناہ چاہنا	۴۶۶
جنات سے اللہ کی پناہ چاہنا	۴۷۰
رات کو جب نیند نہ آئے یا گھبرا جائے تو کیا کہے	۴۷۱
بے چینی، پریشانی اور رنج وغم کے وقت کی دعائیں	۴۷۲
ظالم بادشاہ سے ڈر کے وقت کی دعائیں	۴۷۵
ادائیگی قرض کی دعائیں	۴۷۷
حفظ قرآن کی دعا	۴۸۰
نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی دعائیں	۴۸۲
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک دوسرے کے لیے دعائیں	۵۰۱
نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح جمعوں میں، جماعتوں میں، حج اور غزوات میں اور تمام حالات میں بیان کیا کرتے تھے اور لوگوں کو اللہ کا حکم ماننے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ چاہے اللہ کے حکم، مشاہدہ اور تجربہ کے خلاف کیوں نہ ہو اور کس طرح لوگوں کے دلوں میں دنیا اور اس کی فانی لذتوں کی بے رغبتی اور آخرت اور اس کی ہمیشہ رہنے والی لذتوں کا شوق پیدا کیا کرتے تھے اور گویا کہ وہ پوری امت مسلمہ کو، مالدار اور غریب کو، خواص اور عوام کو اس بات پر کھڑا کرتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جو احکام ان کی طرف متوجہ ہیں وہ اپنی جان لگا کر اپنا مال خرچ کر کے ان احکام کو پورا کریں اور وہ امت مسلمہ کو فانی مال اور ختم ہو جانے والے سامان پر کھڑا نہیں کرتے تھے	۵۰۳
حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا پہلا بیان	۵۰۴

حضور ﷺ کا جمعہ کا خطبہ	۵۰۵
غزوات میں حضور ﷺ کے بیانات	۵۰۷
رمضان کی آمد پر حضور ﷺ کے بیانات	۵۱۰
نماز جمعہ کی تاکید کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان	۵۱۲
حج میں حضور ﷺ کے بیانات وخطبات	۵۱۳
دجال، مسیلمہ کذاب، یاجوج و ماجوج اور زمین دھنسائے جانے کے بارے میں حضور ﷺ کے بیانات	۵۲۱
غیبت کی برائی میں حضور ﷺ کا بیان	۵۲۶
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان	۵۲۷
برے اخلاق سے بچنے کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان	۵۲۷
کبیرہ گناہوں سے بچنے کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان	۵۲۸
شکر کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان	۵۲۹
بہترین زندگی کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان	۵۳۰
دنیا کی بے رغبتی کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان	۵۳۱
حشر کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان	۵۳۳
تقدیر کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان	۵۳۴
حضور ﷺ کی رشتہ داری کے فائدہ دینے کے بارے میں حضورؐ کا بیان	۵۳۵
حکام اور صدقات کی وصولی کا کام کرنے والوں کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان	۵۳۶
انصار کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان	۵۳۷
نبی کریم ﷺ کے مختلف بیانات	۵۳۸
حضور ﷺ کے جامع بیانات جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہیں	۵۴۰
حضور ﷺ کا آخری بیان	۵۴۶
نبی کریم ﷺ کا فجر سے مغرب تک بیان	۵۴۸
بیان کے وقت نبی کریم ﷺ کی حالت	۵۴۹

امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیانات	۵۴۹
امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بیانات	۵۶۳
امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بیانات	۵۸۶
امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیانات	۵۹۲
امیر المومنین حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے بیانات	۶۱۲
امیر المومنین حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کا بیان	۶۱۶
امیر المومنین حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بیانات	۶۱۷
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیانات	۶۲۲
حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کے بیانات	۶۲۴
حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے بیانات	۶۲۵
حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان	۶۲۷
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان	۶۲۷
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان	۶۲۷
حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان	۶۲۸
حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا بیان	۶۳۱
حضرت یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ کا بیان	۶۳۲
حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان	۶۳۵
حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت سعد بن عبید القاری رضی اللہ عنہ کا بیان	۶۳۵
حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان	۶۳۵
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان	۶۳۶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح سفر اور حضر میں لوگوں کو وعظ اور نصیحت کیا کرتے تھے اور دوسروں کی نصیحت قبول کیا کرتے تھے اور کس طرح دنیا کی ظاہری چیزوں اور اس کی لذتوں سے نگاہ ہٹا کر آخرت کی نعمتوں اور لذتوں کی طرف پھیر لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈراتے تھے کہ آنکھوں سے آنسو

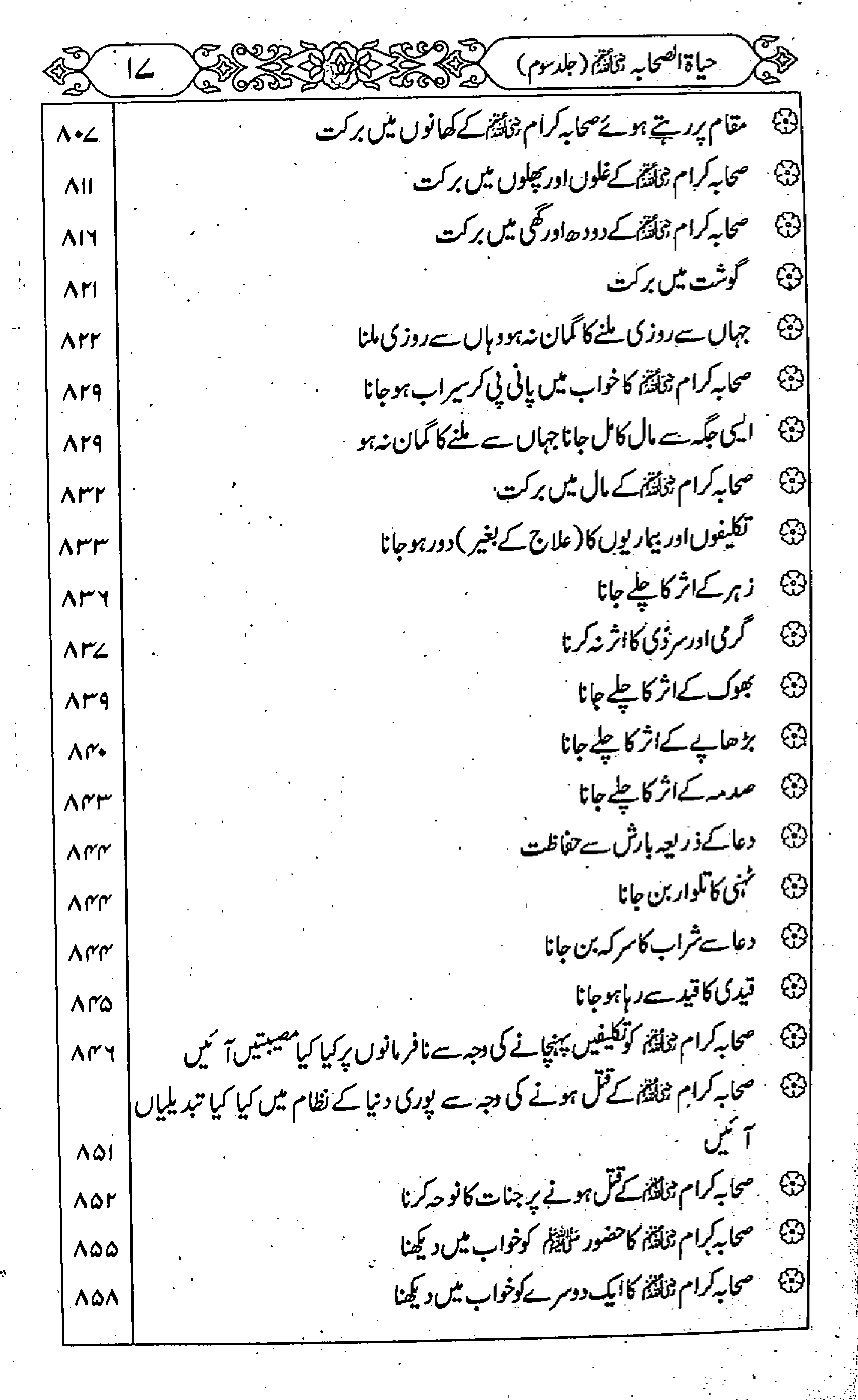


جاری ہو جاتے اور دل ڈرنے لگ جاتے گویا کہ آخرت ان کے سامنے ایک نمایاں اور کھلی ہوئی حقیقت تھی اور محشر کے حالات ان کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت رہتے تھے اور وہ کس طرح اپنے وعظ و نصیحت کے ذریعے امت محمدیہ کے ہاتھوں کو پکڑ کر انہیں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ کرتے اور اس طرح وعظ و نصیحت کے ذریعہ شرک جلی اور خفی کی تمام باریک رگوں کو کاٹ دیتے ۶۳۷

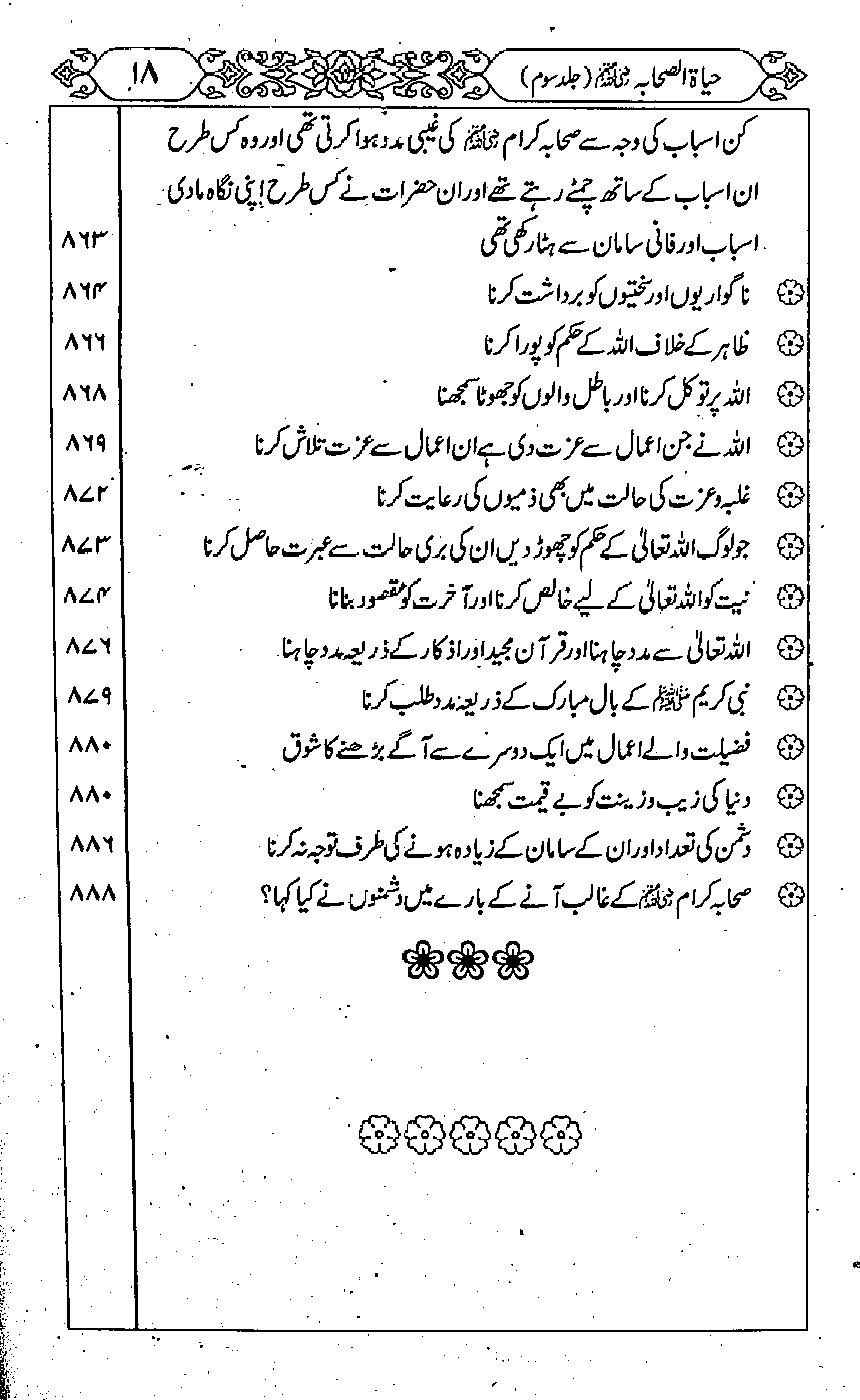
- نبی کریم ﷺ کی نصیحتیں ۶۳۸
- امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۴۵
- امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۵۰
- حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۵۲
- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۵۳
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۵۵
- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۶۰
- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۶۲
- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۶۹
- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۷۰
- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۷۲
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۷۴
- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نصیحتیں ۶۷۵
- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نصیحتیں ۶۷۶
- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی نصیحتیں ۶۷۶
- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نصیحتیں ۶۷۷
- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۷۷
- حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں ۶۷۸

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں	۶۷۹
حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں	۶۸۲
جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مادی اسباب کو چھوڑ دیا اور روحانی اسباب کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اقوام عالم کی ہدایت کا اور انہیں دعوت دینے کی فکر اور وہ حضرات دعوت وجہاد کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور عادات کے ساتھ متصف ہو گئے تھے تو کس طرح انہیں ہر وقت غیبی تائید حاصل رہتی تھی۔	۶۸۳
فرشتوں کے ذریعے مدد	۶۸۴
فرشتوں کا مشرکوں کو قید کرنا اور ان سے جنگ کرنا	۶۸۸
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرشتوں کو دیکھنا	۶۹۵
فرشتوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سلام کرنا اور ان سے مصافحہ کرنا	۶۹۷
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرشتوں کی باتیں سننا	۶۹۸
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرشتوں سے گفتگو کرنا	۶۹۸
فرشتوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان پر بولنا	۶۹۹
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قرآن کو سننے کے لیے فرشتوں کا اترنا	۷۰۰
فرشتوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنازوں کو خود غسل دینا	۷۰۲
فرشتوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنازوں کا اکرام کرنا	۷۰۳
دشمنوں کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رعب	۷۰۵
اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کی پکڑ	۷۰۵
کنکریاں اور مٹی پھینکنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کی شکست	۷۰۹
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دشمنوں کا کم دکھائی دینا	۷۱۱
پروا ہوا کے ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد	۷۱۱
دشمنوں کا زمین میں دھنس جانا اور ہلاک ہونا	۷۱۲
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بددعا سے بینائی کا چلا جانا	۷۱۳

حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعا سے بینائی کا واپس آنا	۷۱۵
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے دشمنوں کے بالا خانوں کا ہل جانا	۷۱۸
دور دراز علاقوں تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آواز کا پہنچ جانا	۷۲۴
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غیبی آوازیں سننا جن کا بولنے والا نظر نہیں آتا تھا	۷۲۷
جنات اور غیبی آوازوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد کرنا	۷۳۹
حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے جنات اور شیاطین کا مسخر ہونا	۷۴۹
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جمادات یعنی بے جان چیزوں کی آواز سننا	۷۵۵
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قبر والوں کی باتیں سننا	۷۵۹
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عذاب میں مبتلا لوگوں کے عذاب کو دیکھنا	۷۶۱
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مرنے کے بعد باتیں کرنا	۷۶۱
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مردوں کا زندہ ہونا	۷۶۵
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شہداء میں زندگی کے آثار	۷۶۶
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبروں سے مشک کی خوشبو آنا	۷۶۹
مقتول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا	۷۷۰
مرنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسم کی حفاظت	۷۷۱
درندوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تابع ہونا اور ان سے باتیں کرنا	۷۷۴
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دریاؤں اور سمندروں کا مسخر ہونا	۷۷۸
آگ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اطاعت کرنا	۷۸۷
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے روشنی کا چمکنا	۷۸۸
بادلوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سایہ کرنا	۷۹۲
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعاؤں سے بارش کا ہونا	۷۹۲
آسمان سے آنے والے ڈول کے ذریعہ پانی پلایا جانا	۷۹۸
پانی میں برکت	۷۹۹
سفر غزوات کے دوران کھانے میں برکت	۸۰۴



عنوان	صفحہ
مقام پر رہتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کھانوں میں برکت	۸۰۷
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غلوں اور پھلوں میں برکت	۸۱۱
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دودھ اور گھی میں برکت	۸۱۶
گوشت میں برکت	۸۲۱
جہاں سے روزی ملنے کا گمان نہ ہو وہاں سے روزی ملنا	۸۲۲
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خواب میں پانی پی کر سیراب ہو جانا	۸۲۹
ایسی جگہ سے مال کا مل جانا جہاں سے ملنے کا گمان نہ ہو	۸۲۹
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مال میں برکت	۸۳۲
تکلیفوں اور بیماریوں کا (علاج کے بغیر) دور ہو جانا	۸۳۳
زہر کے اثر کا چلے جانا	۸۳۶
گرمی اور سردی کا اثر نہ کرنا	۸۳۷
بھوک کے اثر کا چلے جانا	۸۳۹
بڑھاپے کے اثر کا چلے جانا	۸۴۰
صدمہ کے اثر کا چلے جانا	۸۴۳
دعا کے ذریعہ بارش سے حفاظت	۸۴۴
ٹہنی کا تلوار بن جانا	۸۴۴
دعا سے شراب کا سرکہ بن جانا	۸۴۴
قیدی کا قید سے رہا ہو جانا	۸۴۵
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکلیفیں پہنچانے کی وجہ سے نافرمانوں پر کیا کیا مصیبتیں آئیں	۸۴۶
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قتل ہونے کی وجہ سے پوری دنیا کے نظام میں کیا کیا تبدیلیاں آئیں	۸۵۱
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قتل ہونے پر جنات کا نوحہ کرنا	۸۵۲
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا	۸۵۵
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک دوسرے کو خواب میں دیکھنا	۸۵۸



کن اسباب کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غیبی مدد ہوا کرتی تھی اور وہ کس طرح ان اسباب کے ساتھ چمٹے رہتے تھے اور ان حضرات نے کس طرح اپنی نگاہ مادی اسباب اور فانی سامان سے ہٹا رکھی تھی ۸۶۳

- ناگواریوں اور سختیوں کو برداشت کرنا ۸۶۴
- ظاہر کے خلاف اللہ کے حکم کو پورا کرنا ۸۶۶
- اللہ پر توکل کرنا اور باطل والوں کو جھوٹا سمجھنا ۸۶۸
- اللہ نے جن اعمال سے عزت دی ہے ان اعمال سے عزت تلاش کرنا ۸۶۹
- غلبہ وعزت کی حالت میں بھی ذمیوں کی رعایت کرنا ۸۷۲
- جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیں ان کی بری حالت سے عبرت حاصل کرنا ۸۷۳
- نیت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنا اور آخرت کو مقصود بنانا ۸۷۴
- اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنا اور قرآن مجید اور اذکار کے ذریعہ مدد چاہنا ۸۷۶
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کے ذریعہ مدد طلب کرنا ۸۷۹
- فضیلت والے اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا شوق ۸۸۰
- دنیا کی زیب وزینت کو بے قیمت سمجھنا ۸۸۰
- دشمن کی تعداد اور ان کے سامان کے زیادہ ہونے کی طرف توجہ نہ کرنا ۸۸۶
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غالب آنے کے بارے میں دشمنوں نے کیا کہا؟ ۸۸۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم

حصہ سوم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح غیب پر ایمان لایا کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبروں کے مقابلہ میں فانی لذتوں، انسانی مشاہدوں، وقتی محسوسات اور مادی تجربوں کو چھوڑ دیتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا انہوں نے غیبی امور کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا اور اپنے مشاہدات کو وہ جھٹلا دیا کرتے تھے۔

ایمان کی عظمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور چند ساتھیوں سمیت حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمارے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں سے اٹھ کر چلے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس آنے میں کافی دیر ہوگئی۔ ہمیں اس بات کا ڈر ہوا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے گئے ہیں، کہیں اس اکیلے پن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دشمن کی طرف سے کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ اس وجہ سے ہم سب گھبرا کر کھڑے ہوگئے۔ سب سے پہلے میں گھبرا کر اٹھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے نکلا۔ چلتے چلتے انصار کے قبیلہ بنو نجار کے ایک باغ کے پاس پہنچا اور میں نے اس باغ کا چکر لگایا تا کہ مجھے باغ کا کوئی دروازہ مل جائے لیکن مجھے کوئی دروازہ نہ ملا پھر مجھے ایک نالی نظر آئی جو باہر کے ایک کنویں سے باغ کے اندر جا رہی تھی۔ میں سمٹ کر (اس نالی سے) اندر چلا گیا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں

موجود تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم ابو ہریرہ ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا آپ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے پھر اٹھ کر چلے گئے پھر کافی دیر گزر گئی لیکن آپ ﷺ واپس نہ آئے۔ ہمیں اس بات کا ڈر ہوا کہ آپ ﷺ اکیلے ہیں' ہم میں سے کوئی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تو اس اکیلے پن میں آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچاوے' اس خیال سے ہم سب گھبرا گئے۔ سب سے پہلے میں گھبرا کر وہاں سے اٹھا اور آپ ﷺ کو ڈھونڈنے لگ گیا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے میں اس باغ تک پہنچ گیا (باغ کا دروازہ مجھے ملا نہیں اس لئے) میں لومڑی کی طرح سکڑ کر (نالی سے) اندر آ گیا ہوں اور وہ تمام لوگ میرے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے مجھے اپنے دو جوتے (نشانی کے طور پر) دے کر فرمایا میرے یہ دونوں جوتے لے جاؤ اور اس باغ کے باہر تمہیں جو یہ گواہی دیتا ہوا ملے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ دل سے اس پر یقین کر رہا ہو اسے جنت کی بشارت دے دینا۔ مجھے سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے۔ انہوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ! یہ جوتے کیسے ہیں۔ میں نے کہا یہ دونوں جوتے حضور ﷺ کے ہیں جنہیں دے کر حضور ﷺ نے مجھے بھیجا ہے کہ مجھے جو بھی یہ گواہی دیتا ہوا ملے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور دل سے اس پر یقین کر رہا ہو میں اسے جنت کی بشارت دے دوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے سینے پر (اس زور سے) مارا کہ میں سرین کے بل زمین پر گر پڑا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو ہریرہ! واپس جاؤ۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں واپس گیا اور رو کر فریاد کرنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا مجھے عمر رضی اللہ عنہ باہر ملے تھے جو بشارت دے کر آپ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا وہ میں نے انہیں سنائی تو انہوں نے میرے سینے پر اس زور سے دو ہتھڑ مارا کہ میں سرین کے بل گر گیا اور انہوں نے مجھ سے کہا واپس چلے جاؤ (اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے) حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمر! تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں' کیا آپ ﷺ نے اپنے دو جوتے دے کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس لیے بھیجا ہے کہ انہیں جو آدمی اس بات کی گواہی دیتا ہوا ملے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ دل سے اس کا یقین کر رہا ہو تو یہ اسے جنت کی بشارت دے دیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

آپ ﷺ ایسا نہ کریں کیونکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ لوگ اس بشارت کو سن کر اسی پر بھروسہ کر لیں گے (اور مزید نیک عمل کرنے چھوڑ دیں گے) آپ لوگوں کو عمل کرنے دیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اچھا انہیں عمل کرنے دو۔[اخرجه مسلم كذا في جمع الفوائد ۱/ ۷]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں باہر نکلا تو دیکھا کہ حضور ﷺ اکیلے جا رہے ہیں آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا شاید میرے آپ ﷺ کے ساتھ چلنے سے آپ ﷺ کو ناگواری ہو اس لیے میں ذرا فاصلے سے ایسے جگہ چلنے لگا جہاں چاند کی روشنی نہیں پڑ رہی تھی۔ اتنے میں حضور ﷺ نے مڑ کر مجھے دیکھا اور فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے' میں ابوذر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! ادھر آؤ۔ میں کچھ دیر آپ ﷺ کے ساتھ چلا پھر آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ مال والے قیامت کے دن کم ثواب والے ہوں گے البتہ جس کو اللہ نے خوب مال دیا اور اس نے دائیں بائیں آگے پیچھے مال خوب لٹایا اور نیکی کے کاموں میں خوب جمع خرچ کیا تو وہ مالدار بھی قیامت کے دن زیادہ اجر و ثواب والا ہوگا پھر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھوڑی دیر اور چلا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم یہاں بیٹھ جاؤ اور حضور ﷺ نے مجھے ایک وسیع ہموار میدان میں بٹھا دیا جس کے ارد گرد پتھر ہی پتھر تھے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میرے واپس آنے تک یہیں بیٹھے رہنا۔ یہ فرما کر حضور ﷺ نے ایک پتھریلے میدان میں چلنا شروع کر دیا اور چلتے چلتے اتنی دور چلے گئے کہ مجھے نظر نہیں آ رہے تھے پھر کافی دیر کے بعد آپ ﷺ واپس آئے تو میں نے دور سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ جب آپ ﷺ میرے پاس پہنچ گئے تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے آپ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ ﷺ پر قربان کرے آپ اس پتھریلے میدان میں کس سے باتیں کر رہے تھے' مجھے تو آپ کی باتوں کا جواب دیتا ہوا کوئی سنائی نہ دیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو اس پتھریلے میدان کے کنارے میں میرے سامنے آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا آپ ﷺ اپنی امت کو یہ خوشخبری سنا دیں کہ جو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اے جبرائیل! اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کیا جی ہاں (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ وہ چوری

کرے اور زنا کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں! اگرچہ وہ شراب پیئے۔

[اخرجه الشيخان كذا في جمع الفوائد ١/ ٧]

بخاری، مسلم اور ترمذی کی اس جیسی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے چوتھی مرتبہ میں فرمایا چاہے ابوذر کی ناک خاک میں مل جائے۔ (یعنی ایسا ہی ہوگا اگرچہ ابوذر کی رائے یہ ہے کہ ایسا نہ ہو)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھے دیہاتی تھے انہیں علقمہ بن علاثہ کہا جاتا تھا' انہوں نے ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں بہت بوڑھا ہوں' اب اس عمر میں قرآن نہیں سیکھ سکتا لیکن میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور مجھے اس کا پکا یقین ہے۔ جب وہ بڑے میاں چلے گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ آدمی بڑا سمجھدار ہے یا فرمایا تمہارا یہ ساتھی بڑا سمجھدار ہے۔ [اخرجه ابن عساكر كذا في الكنز ١/ ٧٠ واخرجه الخرائطي في مكارم الاخلاق والدارقطني في الافراد من حديث انس و اسناده ضعيف جدا كما في الاصابة ٢/ ٥٠٣]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو آدمی بھی اسے سچے دل سے کہے گا وہ آگ پر ضرور حرام ہو جائے گا۔ اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں آپ کو بتاؤں وہ کلمہ کون سا ہے؟ یہ وہ کلمہ اخلاص ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمائے رکھا اور یہ وہ تقویٰ والا کلمہ ہے جس کی حضور ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو مرتے وقت بہت ترغیب دی تھی یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ [اخرجه احمد كذا في المجمع ١/ ١٥ و اخرجه ايضا ابو يعلى و ابن خزيمة و ابن حبان و البيهقي وغيرهم كما في الكنز ١/ ٤٣]

حضرت یعلیٰ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ واقعہ سنایا اس وقت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں موجود تھے اور وہ میرے والد کی تصدیق کر رہے تھے۔ میرے والد نے فرمایا کہ ایک دن ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں کوئی اجنبی یعنی اہل کتاب (یہود) میں سے ہے؟ میں نے عرض کیا' نہیں یا رسول اللہ! پھر حضور ﷺ نے فرمایا دروازہ بند کر دو (ہم نے دروازہ بند کر دیا) پھر

حضور ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ اور لا الہ الا اللہ کہو چنانچہ ہم نے کچھ دیر اپنے ہاتھ اٹھائے رکھے (حضور ﷺ بھی ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے) پھر حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ نیچے کئے (اور ہم نے بھی نیچے کئے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اے اللہ! تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا اور اس (پر ایمان لانے) کا حکم دیا اور اس پر جنت کا تو نے وعدہ فرمایا اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا پھر فرمایا غور سے سنو، تمہیں بشارت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

[اخرجه احمد قال الهيثمي ۱/ ۱۹ رواه احمد و الطبراني و البزار و رجاله موثقون۔ انتهى]

حضرت رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ واپس آ رہے تھے جب ہم کدید یا قدید مقام پر پہنچے تو کچھ لوگ آپ ﷺ سے اپنے گھر والوں کے پاس جانے کی اجازت مانگنے لگے۔ حضور ﷺ ان کو اجازت دینے لگے۔ پھر کھڑے ہو کر حضور ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ان کو درخت کا وہ حصہ جو رسول اللہ ﷺ کے قریب ہے دوسرے حصے سے زیادہ ناپسند ہے۔ بس اس بات کے سنتے ہی سب رونے لگے۔ کوئی ایسا نظر نہیں آ رہا تھا جو رو نہ رہا ہو۔ ایک آدمی نے کہا اس کے بعد جو اجازت مانگے گا وہ یقیناً بڑا نادان ہوگا۔ حضور ﷺ نے پھر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور خیر کی بات کی اور فرمایا میں اللہ کے ہاں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جو بندہ اس حال میں مرے گا کہ وہ اس بات کی سچے دل سے گواہی دے رہا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور پھر وہ ٹھیک ٹھیک چلتا رہے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا اور میرے رب عز و جل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں حساب کتاب اور عذاب کے بغیر داخل کرے گا اور مجھے امید ہے کہ آپ لوگ اور آپ لوگوں کے نیک ماں باپ اور نیک بیوی بچے جنت میں پہلے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جائیں گے پھر وہ ستر ہزار جنت میں داخل ہوں گے۔

[اخرجه احمد قال الهيثمي ۱/ ۲۰ رواه احمد و عنه ابن ماجه بعضه و رجاله موثقون۔
اخرجه ايضاً الدارمي و ابن خزيمة و ابن حبان و الطبراني بطوله كما في الكنز ۵/ ۲۸۷]

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ اس کے بعد آپ ﷺ سے جو اجازت مانگے گا وہ یقیناً بڑا نادان ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے فلاں! تم نے ایسے اور ایسے کیا

ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! میں نے ایسے نہیں کیا چونکہ حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ اس نے یہ کام کیا ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس سے کئی مرتبہ پوچھا (لیکن ہر مرتبہ وہ یہی جواب دیتا رہا)۔ حضور ﷺ نے فرمایا چونکہ تم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تصدیق کررہے ہو اس وجہ سے تمہارے اس گناہ کو مٹا دیا گیا۔

[اخرجه البزار قال الهيثمی ۱/ ۸۳ رواه البزارو ابو يعلی بنحوه الا انه قال كفر الله عنك كذبك بتصديقك بلا اله الا الله و رجالهما رجال الصحيح۔ انتهٰی وقال فی هامشه عن ابن حجر قلت فيه الحارث بن عبيد ابو قدامة وهو كثير المناكير هذا منها و قد ذكر البزار انه تفرد به۔ انتهٰی]

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تصدیق کرنے کی وجہ سے تمہارے جھوٹ کا کفارہ ہو گیا۔

[عند الطبرانی قال الهيثمی ۱۰/ ۸۳ و رجاله رجال الصحيح]

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے جھوٹی قسم کھائی اور یوں کہا کہ اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو (جھوٹی قسم کھانے کا) گناہ معاف کر دیا گیا (کیونکہ اس نے قسم کے ساتھ لا الہ الا ھو کے الفاظ بھی کہہ دیئے تو ان الفاظ کی برکت سے وہ گناہ معاف ہو گیا)۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جہنمی لوگ جب جہنم میں اکٹھے ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ کچھ قبلہ کو ماننے والے یعنی کچھ مسلمان بھی ہوں گے تو وہ کافر مسلمانوں سے کہیں گے کہ کیا تم لوگ مسلمان نہیں تھے؟ وہ مسلمان جواب دیں گے کیوں نہیں۔ ہم تو مسلمان تھے۔ کفار کہیں گے تمہارے اسلام کا تمہیں کیا فائدہ ہوا؟ تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں آ گئے۔ مسلمان جواب میں کہیں گے ہمارے کچھ گناہ تھے جن کی وجہ سے ہم پکڑے گئے اور جہنم میں ڈال دیئے گئے۔ مسلمانوں کے اس جواب کو اللہ تعالیٰ سنیں گے اور (فرشتوں کو) حکم دیں گے چنانچہ جہنم میں جتنے قبلہ کو ماننے والے مسلمان ہوں گے وہ سب اس میں سے نکال دیئے جائیں گے جب جہنم میں باقی رہ جانے والے کافر یہ منظر دیکھیں گے تو وہ کہیں گے اے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے تو جیسے یہ نکل گئے ہم بھی جہنم سے نکل جاتے پھر حضور ﷺ نے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھ کر یہ آیات پڑھیں:

﴿ الٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴾ [سورۃ الحجر آیت ۱-۲]

''الر...... یہ آیتیں ہیں ایک کامل کتاب اور قرآن واضح کی۔ کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کیا خوب ہوتا اگر وہ مسلمان ہوتے۔''

[اخرجه الطبرانی و رواه ابن ابی حاتم نحوه و فیه البسملة عوض الاستعاذة]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ والوں میں سے کچھ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں چلے جائیں گے تو لات اور عزیٰ (بتوں) کو ماننے والے ان سے کہیں گے کہ جب تم بھی ہمارے ساتھ جہنم کی آگ میں ہو تو لا الہ الا اللہ کہنے کا تمہیں کیا فائدہ ہوا؟ اس پر اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کے حق میں غصہ آ جائے گا تو اللہ تعالیٰ انہیں وہاں سے نکال کر نہر حیات میں ڈال دیں گے جس سے ان کے جسم جہنم کی جلن سے ایسے صاف ہو جائیں گے جیسے کہ چاند گرہن سے نکل کر صاف ہو جاتا ہے اور جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جنت میں یہ لوگ جہنمی کے نام سے پکارے جائیں گے۔

[عند الطبرانی و اخرجه الطبرانی ایضاً عن ابی سعید الخدری بسیاق آخر نحوه]

ایک روایت میں یہ ہے کہ چونکہ ان کے چہروں میں کچھ سیاہی ہوگی اس لیے یہ لوگ جنت میں جہنمی کے نام سے پکارے جائیں گے وہ عرض کریں گے اے رب! تو ہمارا یہ نام ختم کر دے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت کی نہر میں نہانے کا حکم دیں گے وہ اس نہر میں نہائیں گے تو (وہ سیاہی چلی جائے گی اور) ان کا یہ نام ختم ہو جائے گا۔ [کذا فی التفسیر لابن کثیر ۲/ ۵۴۶]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام بھی ایسے پرانا ہو جائے گا جیسے کپڑے کے نقش و نگار پرانے ہو جاتے ہیں۔ کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ روزہ صدقہ اور قربانی کیا چیز ہے؟ اللہ کی کتاب یعنی قرآن پر ایک رات ایسی آئے گی کہ اس کی ایک آیت بھی زمین پر باقی نہ رہے گی (فرشتہ ساری زمین سے سارا قرآن اٹھا کر لے جائے گا) اور لوگوں کی مختلف جماعتیں باقی رہ جائیں گی جن کے بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں کہیں گی ہم نے اپنے آباء واجداد کو اس کلمہ لا الہ الا اللہ پر پایا تھا۔ ہم بھی یہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ حضرت رضی اللہ عنہ (راوی) نے پوچھا کہ جب وہ لوگ یہ نہیں جانتے ہوں گے کہ روزہ صدقہ اور قربانی کیا چیز ہے تو لا الہ الا اللہ پڑھنے سے انہیں کیا

فائدہ ہوگا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اعراض فرمالیا۔ حضرت صلہ نے دوبارہ پوچھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پھر اعراض فرمالیا۔ جب تیسری مرتبہ پوچھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے صلہ! یہ کلمہ انہیں آگ سے نجات دے گا' یہ کلمہ انہیں آگ سے نجات دے گا' یہ کلمہ انہیں آگ سے نجات دے گا۔ [اخرجہ الحاکم ۴/ ۵۴۵ عن ربعی قال الحاکم هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه وقال الذهبی علی شرط مسلم]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ معاملہ صاف رکھنے والا اور اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والا وہ آدمی ہے جو لا الہ الا اللہ والوں سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا اور ان کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والا ہو۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة كذا فی الكنز ۱/ ۴۷]

حضرت سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو کسی نے بتایا کہ حضرت ابوسعد بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے سو غلام آزاد کئے ہیں۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آدمی کے مال میں سے سو غلام بہت زیادہ ہیں لیکن اگر تم کہو تو میں تمہیں اس سے بھی زیادہ فضیلت والے (اعمال) بتادوں۔ ایک تو وہ ایمان جو دن رات ہر وقت دل سے چمٹا ہوا ہو اور دوسرے یہ کہ ہر وقت تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۱۹ واخرجه ابن ابی الدنیا موقوفا باسناده حسن عن سالم بن ابی الجعد قال قیل لابی الدرداء ان رجلا اعتق فذكر نحوه كما فی الترغیب ۳/ ۵۵]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہاری روزی کو تمہارے درمیان تقسیم کیا ہے' اسی طرح اخلاق کو بھی تمہارے درمیان تقسیم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ مال تو اسے بھی دے دیتے ہیں جس سے محبت ہو اور اسے بھی دے دیتے ہیں جس سے محبت نہ ہو لیکن ایمان صرف اسے ہی دیتے ہیں جس سے محبت ہو' چنانچہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اسے ایمان دے دیتے ہیں لہٰذا جو بخل کی وجہ سے مال نہ خرچ کر سکتا ہو اور بزدلی کی وجہ سے دشمن سے جہاد نہ کر سکتا ہو اور راتوں کو محنت نہ کر سکتا ہو اسے چاہئے کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ کثرت سے کہا کرے۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۹۰ رواه الطبرانی موقوفا ورجاله رجال الصحیح۔

انتھیٰ وقال المنذری فی الترغیب ۳/ ۹۵ رواۃ ثقات ولیس فی اصلی رفعہ۔ انتھیٰ]

ایمان کی مجلسیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے ملتے تو اس سے کہتے آؤ تھوڑی دیر اپنے رب پر ایمان کو تازہ کریں۔ ایک دن انہوں نے یہ بات ایک آدمی سے کہی' اسے غصہ آ گیا اور اس نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کو چھوڑ کر ایک گھڑی کا ایمان اختیار کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ابن رواحہ پر رحمت فرمائے یہ ان مجلسوں کو پسند کرتے ہیں جن پر فرشتے فخر کرتے ہیں۔

[اخرجه احمد باسناد حسن كذا فى الترغيب ۳/ ۶۳ وقال الحافظ ابن كثير فى البداية ۴/ ۲۵۸ هذا حديث غريب جدا]

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک ساتھی سے کہا آؤ ہم ایک گھڑی اپنا ایمان تازہ کرلیں۔ اس نے کہا کیا ہم پہلے سے مؤمن نہیں ہیں؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' ہیں لیکن ہم اللہ کا ذکر کریں گے تو اس سے ہمارا ایمان بڑھ جائے گا۔ [قاله البيهقى باسناده]

حضرت شریح بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنے کسی ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر کہتے' آؤ ہمارے ساتھ کچھ دیر رہو تاکہ ہم ایمان تازہ کرلیں اور ذکر کی مجلس میں (اللہ کی ذات و صفات کا آپس میں ذکر کرنے) بیٹھ جائیں۔

[فذروى الحافظ ابو القاسم اللالكائى و هذا مرسل من هذين الوجهين انتهى]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کرتے' آؤ ہم کچھ دیر اپنا ایمان تازہ کرلیں کیونکہ دل اس ہانڈی سے بھی جلدی پلٹ جاتا ہے جو خوب زور و شور سے ابل رہی ہو۔ [اخرجه الطيالسى]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملتے تو مجھے کہتے' اے عُوَیمر! ذرا بیٹھ جاؤ کچھ دیر (ایمان کا) مذاکرہ کرلیں چنانچہ ہم بیٹھ کر مذاکرہ کرلیتے

پھر مجھ سے فرماتے یہ ایمان کی مجلس ہے۔ ایمان تمہارے کرتے کی طرح ہے جسے تم نے پہنا ہوا ہوتا ہے پھر تم اسے اتار لیتے ہو۔ اتارا ہوا ہوتا ہے پھر تم اسے پہن لیتے ہو اور دل اس ہانڈی سے بھی جلدی پلٹ جاتا ہے جو خوب زور و شور سے ابل رہی ہو۔ [عند ابن عساکر کذا فی الکنز ۱:۱۰۱]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں میں سے ایک دو کا ہاتھ پکڑ لیتے اور فرماتے ہمارے ساتھ کچھ دیر رہو تا کہ ہم اپنا ایمان بڑھا لیں اور پھر ہم اللہ تعالیٰ (کی ذات وصفات) کا ذکر کرتے۔ [اخرجہ ابن ابی شیبہ و اللالکائی فی السنۃ کذا فی الکنز ۱۰/ ۲۰۷]

حضرت اسود بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے کہ اتنے میں انہوں نے فرمایا آؤ کچھ دیر بیٹھ کر ایمان تازہ کر لیں۔

[اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ۱/ ۲۳۵]

ایمان تازہ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا ایمان تازہ کرتے رہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم اپنا ایمان کیسے تازہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا الہ الا اللہ کثرت سے کہا کرو۔ [اخرجہ احمد و الطبرانی قال الہیثمی ۱/ ۸۲ رجال احمد ثقات وقال المنذری فی الترغیب ۳/ ۷۵ اسناد احمد حسن]

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سچا ماننا اور اس کے مقابلہ میں انسانی تجربات اور اپنے مشاہدات کو غلط سمجھنا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے شہد پلاؤ (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شہد میں لوگوں کے لیے شفا ہے) وہ آدمی گیا اور اس نے جا کر اپنے بھائی کو شہد پلایا اور پھر آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسے شہد پلایا اس سے تو دست اور زیادہ آنے لگے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اسے شہد پلاؤ۔ اس نے جا کر شہد پلایا اور پھر آ

کرعرض کیا یا رسول اللہ! اس کو تو دست اور زیادہ آنے لگے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ سچ فرماتے ہیں اور تمہارے بھائی کا پیٹ غلط کہتا ہے۔ جاؤ اسے شہد پلاؤ۔ اب جا کر اس نے بھائی کو شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ [اخرجه الشیخان کذا فی التفسیر لابن کثیر ۲/ ۵۷۵]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب ضرورت پوری کر کے گھر واپس آتے اور دروازے پر پہنچتے تو کھنکارتے اور تھوکتے تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک اندر آئیں اور ہمیں کسی نامناسب حالت میں دیکھ لیں چنانچہ وہ ایک دن آئے اور انہوں نے کھنکارا' اس وقت میرے پاس ایک بوڑھی عورت تھی جو پت کا منتر پڑھ کر مجھ پر دم کر رہی تھی۔ میں نے اس کو پلنگ کے نیچے چھپا دیا۔ حضرت عبداللہ اندر آ کر میرے پاس بیٹھ گئے۔ ان کو میری گردن میں ایک دھاگہ نظر آیا۔ انہوں نے کہا یہ دھاگہ کیسا ہے؟ میں نے کہا اس پر منتر پڑھ کر کسی نے مجھے دیا ہے۔ انہوں نے دھاگہ پکڑ کر کاٹ دیا اور فرمایا عبداللہ کے گھر والوں کو شرک کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ منتر' تعویذ اور گنڈا یہ سب شرک ہے (بشرطیکہ ان چیزوں کو ہی خود اثر کرنے والا سمجھے) میں نے ان سے کہا آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں؟ میری آنکھ دکھنے آتی تھی میں فلاں یہودی کے پاس جایا کرتی تھی وہ دم کیا کرتا تھا جب بھی وہ دم کرتا میری آنکھ ٹھیک ہو جاتی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سب کچھ شیطان کی طرف سے تھا۔ شیطان تمہاری آنکھ پر ہاتھ سے کونچا مارتا تھا (جس سے آنکھ دکھنے لگ جاتی تھی) جب وہ یہودی دم کرتا تو وہ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیتا (جس سے آنکھ ٹھیک ہو جاتی) تمہیں یہ کافی تھا کہ تم اس موقع پر یہ دعا پڑھ لیتیں جو کہ حضور ﷺ پڑھا کرتے تھے:

((اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ وَ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا)) [اخرجه احمد کذا فی التفسیر لابن کثیر ۲/ ۴۹۴]

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پہلو میں لیٹے ہوئے تھے' ان کی باندی گھر کے کونے میں (سو رہی) تھی۔ یہ اٹھ کر اس کے پاس چلے گئے اور اس میں مشغول ہو گئے۔ ان کی بیوی گھبرا کر اٹھی اور ان کو بستر پر نہ پایا تو وہ اٹھ کر باہر چلی گئی اور انہیں باندی میں مشغول دیکھا۔ وہ اندر واپس آئی اور چھری لے کر باہر نکلی اتنے میں یہ فارغ ہو کر کھڑے ہو چکے تھے اور اپنی بیوی کو راستے میں ملے۔ بیوی نے چھری اٹھائی ہوئی تھی۔ انہوں نے

پوچھا کیا بات ہے؟ بیوی نے کہا ہاں کیا بات ہے؟ اگر میں تمہیں وہاں پالیتی جہاں میں نے تمہیں دیکھا تھا تو میں تمہارے کندھوں کے درمیان یہ چھری گھونپ دیتی۔ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے مجھے کہاں دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا میں نے تمہیں باندی کے پاس دیکھا تھا۔ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے مجھے وہاں نہیں دیکھا تھا (میں باندی کے پاس نہیں گیا۔ میں نے اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا۔ اگر میں نے اس کے ساتھ کچھ کیا ہوتا تو میں جنبی ہوتا) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت جنابت میں قرآن پڑھنے سے ہمیں منع فرمایا ہے (اور میں ابھی قرآن پڑھ کر تمہیں سنادیتا ہوں)۔ ان کی بیوی نے کہا اچھا قرآن پڑھو۔ انہوں نے یہ اشعار (اس طرح سے) پڑھے کہ ان کی بیوی قرآن سمجھتی رہی۔ (محبت بڑھانے کے لیے میاں بیوی کا آپس میں جھوٹ بولنا جائز ہے)

أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهٗ
كَمَا لَاحَ مَشْهُوْرٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ

''ہمارے پاس اللہ کے رسول آئے جو اللہ کی ایسی کتاب پڑھتے ہیں جو کہ روشن اور چمکدار صبح کی طرح چمکتی ہے۔''

أَتٰى بِالْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا
بِهٖ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے اندھے پن کے بعد ہدایت لے کر آئے اور ہمارے دلوں کو یقین ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا ہے وہ ہو کر رہے گا۔''

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ
إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

''جب مشرکین بستروں پر گہری نیند سو رہے ہوتے ہیں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں ساری رات گزار دیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلو بستر سے دور رہتا ہے۔''

یہ اشعار سن کر ان کی بیوی نے کہا میں اللہ پر ایمان لاتی ہوں اور میں اپنی نگاہ کو غلط قرار دیتی ہوں پھر صبح کو حضرت ابن رواحہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر یہ واقعہ سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ [اخرجه الدارقطني ۴۴ واخرجه الدارقطني ۴۵ ايضاً من طريق آخر عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال دخل عبدالله بن

رواحة رضی اللہ عنہ فذکر نحوه فقال ان رسول الله ﷺ نهى ان يقرأ احدنا القرآن وهو جنب قال فی التعليق ۴۵ فيه سلمة بن بهرام وثقه ابن معين و ابوزرعة وضعفه ابوداؤد۔ انتهى]

حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے کچھ پوچھنے گیا۔ انہوں نے کہا ہم جنگ صفین میں تھے تو ایک آدمی نے کہا کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی کتاب کی طرف بلائے جا رہے ہیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں (میں نے انہیں دیکھا ہے)۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے (اس آدمی کو) کہا' اپنے آپ کو قصوروار ٹھہراؤ کیونکہ ہم نے صلح حدیبیہ کے دن جس دن حضور ﷺ اور مشرکوں کے درمیان صلح ہوتی تھی یہ دیکھا تھا کہ اگر ہم لڑنا مفید سمجھتے تو ہم مشرکوں سے لڑ سکتے تھے (لیکن ہم نے مفید نہ سمجھا۔ صلح کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضور ﷺ کی خدمت میں) عرض کیا کیا ہم حق پر اور یہ مشرک باطل پر نہیں ہیں؟ کیا ہمارے شہید جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں جائیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ہمیں ہمارے دین میں کیوں دبایا جا رہا ہے؟ اور ابھی اللہ نے ہمارے درمیان فیصلہ نہیں فرمایا تو ہم واپس کیوں جا رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں ہونے دیں گے (اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا بلکہ) وہ غصہ میں بھرے سیدھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا' اے ابوبکر! کیا ہم حق پر اور یہ مشرک باطل پر نہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے ابن خطاب! یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز ضائع نہیں ہونے دیں گے پھر سورۃ الفتح نازل ہوئی۔ [اخرجه البخاری فی التفسير و قد رواه البخاری ایضا فی مواضع اخرو مسلم و النسائی من طرق اخرعن سهل بن حنيف به]

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! اپنی رائے کو ناقص سمجھو میں نے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ (کے مشرکوں کی طرف واپس کئے جانے) کے دن دیکھا (کہ جب حضور ﷺ نے انہیں مشرکوں کی طرف واپس کرنے کو مان لیا تو مجھے اس سے اتنی زیادہ گرانی ہوئی) کہ حضور ﷺ کی بات کے انکار کی اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو اس دن میں ضرور انکار کر دیتا۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر سورۃ فتح نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں سورۃ فتح پڑھ کر سنائی۔ [کذا فی التفسير لابن کثير ۴/ ۲۰۰]

اور دعوت الی اللہ کے باب میں صلح حدیبیہ کے قصہ میں بخاری کی لمبی حدیث گزر چکی ہے جسے حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے کہا اے مسلمانو! میں تو مسلمان ہو کر آیا تھا اور اب مجھے مشرکوں کی طرف واپس کیا جا رہا ہے کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ میں کتنی مصیبتیں اٹھا رہا ہوں؟ اور واقعی انہیں اللہ کی خاطر سخت مصیبتیں پہنچائی گئی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برحق نبی نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوں۔ پھر میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں نے عرض کیا پھر ہم کیوں اتنا دب کر صلح کر لیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں' اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ میں نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جا کر اس کا طواف کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے کہا تھا لیکن کیا میں نے تم کو یہ بھی کہا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ جائیں گے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بیت اللہ ضرور جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا اے ابو بکر! کیا یہ اللہ کے برحق نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا' ہیں۔ میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ انہوں نے کہا' تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں نے کہا پھر ہم کیوں اتنا دب کر صلح کریں؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے آدمی! وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتے اور اللہ ان کا مددگار ہے تم ان کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اللہ کی قسم! وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا انہوں نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جا کر اس کا طواف کریں گے؟ انہوں نے کہا' ہاں۔ انہوں نے کہا تھا لیکن کیا انہوں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ جاؤ گے میں نے کہا' نہیں۔ انہوں نے کہا تم بیت اللہ ضرور جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے اپنی اس گستاخی کی معافی کے لیے بہت سے اعمال خیر کیے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ﴾ [سورۃ فتح آیت ۲]

”تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔“

حضور ﷺ نے فرمایا آج مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے روئے زمین کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر حضور ﷺ نے صحابہ کو یہ آیت سنائی۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ کو یہ خوش خبری مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ کیا معاملہ فرمائیں گے لیکن یہ نہ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کیا معاملہ فرمائیں گے؟ اس پر حضور ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ سے لے کر فَوْزًا عَظِيمًا تک۔ ”تا کہ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی بہشت میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ کو رہیں گے اور تا کہ ان کے گناہ دور کر دے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔“ (سورۃ فتح آیت ۱)

[اخرجه احمد و اخرجه الشيخان عن انس كما فى التفسير لابن كثير ۴: ۱۸۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ سے واپسی میں یہ آیت حضور ﷺ پر نازل ہوئی:

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ [سورۃ فتح آیت ۱]

”بیشک ہم نے آپ ﷺ کو ایک کھلم کھلا فتح دی۔“

حضور ﷺ کے صحابہ کو (بیت اللہ کے قریب پہنچ کر) عمرہ کرنے سے روک دیا گیا تھا اور حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے حدیبیہ میں قربانی کے جانور ذبح کر دیئے تھے اور سب پر بہت زیادہ رنج و غم طاری تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے اور پھر حضور ﷺ نے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں:

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ سے لے کر عَزِيزًا﴾ تک۔

حضور ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ کو مبارک ہو۔ آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [عند ابن جرير ۲۶/ ۴۴]

حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ پورا قرآن پڑھے ہوئے قاریوں میں سے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم صلح حدیبیہ کے وقت موجود تھے جب ہم وہاں سے واپس ہوئے تو لوگ اونٹوں کو

دوڑا رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے دوسروں سے پوچھا کہ ان لوگوں کو کیا ہوا؟ (یہ اونٹ اتنے تیز کیوں دوڑا رہے ہیں؟) ان لوگوں نے بتایا کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے تو ہم بھی ان لوگوں کے ساتھ سواریاں تیز دوڑانے لگے۔ جب حضور ﷺ کے پاس پہنچے تو حضور ﷺ کراع الغمیم مقام کے نزدیک اپنی سواری پر تشریف فرما تھے۔ آہستہ آہستہ لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر آپ نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا پڑھ کر سنائی۔ حضور ﷺ کے پاس صحابہ میں سے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ فتح تھی؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے یہ یقیناً زبردست فتح تھی۔ آگے اور بھی حدیث ہے۔

[اخرجه احمد ورواه ابو داؤد فی الجهاد كما فی التفسير لابن كثير ۴/ ۱۸۳]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ فتح مکہ کو بڑی فتح سمجھتے ہو۔ فتح مکہ بھی بڑی فتح ہے لیکن ہم صلح حدیبیہ کے دن جو بیعت الرضوان ہوئی تھی اسے سب سے بڑی فتح سمجھتے ہیں۔ آگے اور بھی حدیث ہے۔ [اخرجه البخاری كما فی التفسير لابن كثير ۴/ ۱۸۲ واخرجه ابن جرير فی تفسير ۲۶/ ۴۴ عن البراء نحوه]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم بڑی فتح صرف صلح حدیبیہ کو ہی شمار کرتے تھے۔

حضرت قیس بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک استاد سے نقل کرتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے مصر فتح کر لیا اور مصری مہینوں میں سے بونہ نامی مہینہ شروع ہو گیا تو مسلمانوں کے امیر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس مصر والے آئے اور انہوں نے کہا اے امیر صاحب! ہمارے اس دریائے نیل کے جاری رہنے کے لیے ایک پرانی رسم ہے وہ رسم ہم ادا نہ کریں تو دریائے نیل کا پانی خشک ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ رسم کیا ہے؟ مصر والوں نے کہا وہ رسم یہ ہے جب اس (بونہ) مہینے کی بارہ تاریخ ہو جاتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کو تلاش کرتے ہیں جو اپنے ماں باپ کے پاس رہتی ہو۔ اس کے ماں باپ کو (بہت سا مال دے کر) راضی کرتے ہیں پھر اس لڑکی کو سب سے عمدہ زیور اور کپڑے پہناتے ہیں اور پھر اسے دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا یہ کام اسلام میں نہیں ہو سکتا۔ اسلام اپنے سے پہلے کے تمام غلط کاموں کو ختم کر دیتا ہے۔ وہ مصری لوگ بونہ مہینے میں وہاں ہی رہے۔ دریائے نیل میں پانی بالکل نہیں تھا۔ بالآخر مصریوں نے مصر چھوڑ کر جانے کا ارادہ کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ کو خط میں یہ ساری تفصیل لکھ کر بھیجی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں یہ لکھا کہ تم نے جو کیا وہ بالکل ٹھیک ہے اور میں اس خط کے ساتھ ایک پرچہ بھیج رہا ہوں اسے دریائے نیل میں ڈال دو پھر آگے اور حدیث بھی ہے جیسے کہ تائیدات غیبیہ کے باب میں دریاؤں کے مسخر ہونے کے ذیل میں آئے گی۔ اس کے آخر میں یہ ہے کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے وہ پرچہ دریائے نیل میں ڈال دیا (یہ جمعہ کا دن تھا) ہفتہ کے دن صبح کو لوگوں نے جا کر دیکھا تو وہ حیران رہ گئے کہ ایک ہی رات میں اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل میں سولہ ہاتھ پانی چڑھا دیا تھا اور یوں اللہ تعالیٰ نے مصر والوں کی اس غلط رسم کو ختم کرا دیا اور آج تک وہ رسم ختم ہے۔ (اس کے بغیر ہی دریائے نیل میں مسلسل پانی چل رہا ہے)۔

[اخرجه الحافظ ابو القاسم اللالکائی فی السنة و اخرجه ایضاً ابن عساکر و ابو الشیخ وغیرهما]

حضرت سہم بن منجاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک غزوے میں گئے ہم چلتے چلتے دارین (جزیرے) کے پاس پہنچ گئے۔ ہمارے اور دارین والوں کے درمیان سمندر تھا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی

((یَا عَلِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ))

ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے راستہ میں ہیں تیرے دشمن سے جنگ کرنے آئے ہیں۔ اے اللہ! دشمن تک پہنچنے کا ہمارے لیے راستہ بنا دے۔ اس کے بعد حضرت علاء رضی اللہ عنہ ہمیں لے کر سمندر میں اتر گئے اور ہم بھی ان کے ساتھ گھس گئے لیکن سمندر کا پانی ہماری زین کے نمدوں تک بھی نہیں پہنچا اور ہم لوگ ان تک پہنچ گئے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۷]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس جیسی حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ مضمون بھی ہے کہ کسریٰ کے گورنر ابن مکعبر نے جب ہمیں (یوں سمندر پر چل کر آتے ہوئے) دیکھا تو اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم! ہم ان لوگوں سے نہیں لڑ سکتے (ان کے ساتھ اللہ کی غیبی مدد ہے) پھر وہ کشتی میں بیٹھ کر فارس چلا گیا۔ [اخرجه ابو نعیم ایضا ۱/ ۸ واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ص ۲۰۸ عن ابی هریرة والطبرانی عنه و ابن ابی الدنیا عن سهم بن منجاب والبیهقی عن انس رضی اللہ عنہ کما سیاتی احادیث هولا فی تسخیر البحار]

اور عنقریب جنگ قادسیہ کے دن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دریائے دجلہ پار

کرنے کے بارے میں احادیث آئیں گی اور ان میں حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی آئے گا کہ آپ لوگوں کو پار کر کے دشمن تک پہنچنے سے صرف پانی کی یہ بوند یعنی دریائے دجلہ روک رہا ہے پھر یہ آیت پڑھی:

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا﴾ [آل عمران: ۱۴۵]

''اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں بدون حکم اللہ تعالیٰ کے اس طور سے کہ اس کی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے۔''

پھر حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا دریائے دجلہ میں ڈال دیا۔ جب انہوں نے ڈالا تو تمام لوگوں نے اپنے جانور دریا میں ڈال دیئے۔ جب دشمن کے لوگوں نے ان کو (یوں دریا پر چل کر) آتے ہوئے دیکھا تو وہ کہنے لگے ''دیو آ گئے' دیو آ گئے'' اور دشمن کے لوگ (آخرکار) بھاگ گئے۔[اخرجه ابن ابی حاتم عن حبیب بن ظبیان]

حضرت معاویہ بن حرمل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ (مدینہ منورہ کے پتھریلے میدان) حرہ میں آگ نکلی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے فرمایا کہ اٹھو اور اس آگ کا انتظام کرو۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! میں کون ہوں؟ میں کیا ہوں؟ (تواضع کرنے لگے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان پر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور دونوں آگ کی طرف چل پڑے اور میں ان کے پیچھے چلنے لگا۔ وہاں پہنچ کر حضرت تمیم رضی اللہ عنہ آگ کو اپنے ہاتھ سے دھکا دیتے رہے حتیٰ کہ وہ آگ (اس) گھاٹی میں داخل ہو گئی (جس میں سے نکل کر آئی تھی) اور آگ کے پیچھے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ بھی گھاٹی کے اندر چلے گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جس نے یہ منظر نہیں دیکھا وہ دیکھنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا (کیونکہ اسے دیکھ کر ایمان تازہ ہو گیا ہے)۔[اخرجه ابو نعیم فی الدلائل صفحه ۲۱۲ واخرجه البیهقی والبغوی کما سیاتی فی التائیدات الغیبیة فی اطاعة النیران]

بحرین کے ایک صاحب ابوسکینہ رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو (خندق کھودتے ہوئے) صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ایک چٹان آ گئی جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خندق کھودنے سے روک دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے ایک کنارے چادر رکھ کر کھڑے ہوئے اور کدال لے کر یہ آیت پڑھی:

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ [سورۃ انعام آیت ۱۱۵]

''اور آپ کے رب کا کلام واقفیت اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہے۔ اس کے کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سن رہے ہیں خوب جان رہے ہیں۔''

اور آپ ﷺ نے زور سے کدال چٹان پر ماری اس سے چٹان کا تہائی حصہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ حضور ﷺ کے کدال مارنے کے ساتھ ایک چمک ظاہر ہوئی' پھر آپ ﷺ نے دوبارہ وہی آیت پڑھ کر کدال ماری تو چٹان کا دوسرا تہائی حصہ بھی ٹوٹ کر گر پڑا اور پھر دوبارہ ایک چمک ظاہر ہوئی جسے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔ حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ وہی آیت پڑھ کر کدال ماری تو چٹان کا آخری تیسرا حصہ بھی ٹوٹ کر گر پڑا پھر حضور ﷺ خندق سے باہر تشریف لائے اور اپنی چادر لے کر بیٹھ گئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ جب بھی چٹان پر چوٹ مارتے تو اس کے ساتھ ایک چمک ظاہر ہوتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے سلمان! کیا تم نے اسے دیکھ لیا؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے' ہاں میں نے اسے دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب میں نے پہلی دفعہ چوٹ ماری تھی تو اس وقت کسریٰ کا شہر مدائن اور اس کے آس پاس کے علاقے اور بہت سارے شہر میرے سامنے ظاہر کر دیئے گئے جنہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہاں جو صحابہ رضی اللہ عنہم اس وقت موجود تھے انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! آپ اللہ سے یہ دعا کریں کہ وہ یہ تمام شہر فتح کر کے ہمیں دے دے اور ان کی اولاد کو ہمارے لیے مال غنیمت بنا دے اور ان کے شہروں کو ہمارے ہاتھوں اجاڑ دے' چنانچہ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی اور فرمایا پھر میں نے دوسری مرتبہ چوٹ ماری تو قیصر کے شہر اور آس پاس کے علاقے میرے سامنے ظاہر کر دیئے گئے جنہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ اللہ سے یہ دعا کریں کہ وہ یہ تمام علاقے فتح کر کے ہمیں دے دے اور ان کی اولاد کو ہمارے لیے مال غنیمت بنا دے اور ان کے شہروں کو ہمارے ہاتھوں اجاڑ دے چنانچہ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی اور فرمایا پھر میں نے تیسری مرتبہ چوٹ ماری تو حبشہ کے شہر اور اس کے آس پاس کے علاقے

میرے سامنے ظاہر کیے گئے جنہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر حضور ﷺ نے فرمایا جب تک حبشہ والے تمہیں چھوڑے رکھیں تم بھی انہیں چھوڑے رکھو اور جب تک ترک تمہیں چھوڑے رکھیں تم بھی انہیں چھوڑے رکھو۔ (یہ حکم شروع میں تھا بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور ہر ملک جانے کا حکم آ گیا) [اخرجه النسائی قال ابن کثیر فی البدایة ۴/ ۱۰۲ هکذا رواه النسائی مطولا وانما روی منه ابو داؤد' وانا لله ماورعوکم واترکو الترك ماترکوکم انتهٰی]

حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ ایک حدیث ذکر فرماتے ہیں جس میں یہ مضمون ہے کہ پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کدال لے کر اس زور سے ماری کہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور اس میں سے ایک روشنی نکلی جس سے سارا مدینہ روشن ہو گیا اور ایسے لگا کہ جیسے اندھیری رات میں چراغ جل رہا ہو اور حضور ﷺ نے ایسے تکبیر کہی جیسے دشمن پر فتح کے وقت کہی جاتی ہے اور مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے دوبارہ کدال ماری تو پھر ایسے ہی ہوا۔ حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ کدال ماری تو پھر ایسے ہی ہوا۔ پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں نے حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا اور اس روشنی کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پہلی چوٹ لگانے سے میرے سامنے حیرہ مقام کے محل اور کسریٰ کا مدائن ایسے روشن ہو گیا جیسے کتے کے نوکدار دانت چمکتے ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ میری امت ان پر غلبہ حاصل کرے گی اور دوسری چوٹ لگانے سے روم کے سرخ محل ایسے روشن ہو گئے جیسے کہ کتے کے نوکدار دانت چمکتے ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ میری امت ان پر غلبہ حاصل کرے گی اور تیسری مرتبہ چوٹ لگانے سے صنعاء کے محل ایسے روشن ہو گئے جیسے کہ کتے کے نوکدار دانت چمکتے ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ میری امت ان پر غلبہ حاصل کرے گی' اس لیے تم سب خوشخبری حاصل کرو یہ سن کر تمام مسلمان بہت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا الحمدللہ سچا وعدہ ہے اور جب کفار کی جماعتیں خندق پر پہنچیں تو مسلمانوں نے کہا یہ تو وہ ہو رہا ہے جس کی ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی تھی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا (اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اس واقعہ نے مسلمانوں کے ایمان اور اطاعت کو اور بڑھا دیا اور منافقوں نے کہا تمہارے رسول تمہیں یہ بتا رہے ہیں کہ وہ یثرب یعنی مدینہ سے ہی حیرہ کے محل اور کسریٰ کا مدائن دیکھ رہے ہیں اور وہ فتح ہو کر تمہیں ملیں گے اور تمہارا

حال یہ ہے کہ تم لوگ خندق کھود رہے ہو اور تم لوگ تو میدان میں ان کے سامنے جا ہی نہیں سکتے۔ اس پر منافقوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا﴾ [سورۃ احزاب آیت ۱۲]

''اور جب کہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے۔''

[اخرجه ابن جرير قال ابن كثير في البداية ۴/ ۱۰۰ و هذا حديث غريب]

تائیدات غیبیہ کے باب میں غزوات میں کھانے کی برکت کے عنوان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث آ رہی ہے جس میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے چھوڑو۔ سب سے پہلے میں اس پتھر پر چوٹ ماروں گا چنانچہ آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھی اور اس پتھر پر ایسی چوٹ ماری جس سے اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ کر گر گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم! روم کے محلات۔ آپ ﷺ نے پھر اس پر ایسی چوٹ ماری جس سے ایک اور ٹکڑا ٹوٹ کر گر پڑا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم! فارس کے محلات۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ ہم تو (اپنی جان بچانے کے لئے) اپنے ارد گرد خندق کھود رہے ہیں اور یہ ہم سے فارس اور روم کے محلات کا وعدہ کر رہے ہیں۔ [اخرجه الطبراني قال الهيثمي ۶/ ۳۲ رجاله رجال الصحيح غير عبدالله بن احمد بن حنبل و نعيم العنبري و هما ثقتان۔ انتهٰى]

اور عنقریب تائیدات غیبیہ کے باب میں زہر کے اثر نہ ہونے کے عنوان میں یہ مضمون آئے گا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے زہر پیا اور فرمایا کوئی انسان اپنے وقت سے پہلے نہیں مر سکتا اور یہ بھی آئے گا کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا اے عربوں کی جماعت! جب تک تمہارے طبقہ (صحابہ رضی اللہ عنہم) کا ایک فرد بھی باقی رہے گا تم جس کام یا ملک کا ارادہ کرو گے اس کے مالک بن جاؤ گے اور یہ بھی آئے گا کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے حیرہ والوں سے کہا میں نے آج جیسا واضح دلیل والا دن کبھی نہیں دیکھا اور نصرت خداوندی کے اسباب کے باب میں آئے گا کہ حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو ہریرہ! ایسے لگ رہا ہے کہ آپ دشمن کی بہت زیادہ فوجیں دیکھ رہے ہیں (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے کہا جی ہاں۔ حضرت ثابت نے کہا آپ ہمارے ساتھ جنگ بدر میں شریک

نہیں ہوئے تھے (اللہ کی طرف سے) ہماری مدد تعداد کی کثرت کی وجہ سے نہیں ہوتی (وہ تو ایمان واعمال اور داعیانہ جذبات کی وجہ سے ہوتی ہے) اور یہ بھی آئے گا کہ ایک آدمی نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا آج رومی کتنے زیادہ اور مسلمان کتنے کم ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں رومی کتنے کم اور مسلمان کتنے زیادہ ہیں۔ لشکر نصرت خداوندی سے زیادہ ہوتے ہیں اور نصرت خداوندی سے محروم ہوں تو کم ہو جاتے ہیں۔ کثرت اور قلت کا دارومدار انسانوں کی تعداد پر نہیں ہے اللہ کی قسم! میری تمنا ہے کہ میرا اشقر نامی گھوڑا تندرست ہو جائے اور رومیوں کی تعداد دوگنی ہو جائے اور یہ بھی آئے گا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا: امابعد! تمہارا خط میرے پاس آیا جس میں تم نے لکھا ہے کہ رومیوں کے لشکر بہت زیادہ جمع ہو گئے ہیں۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہماری مدد سامان کی کثرت اور لشکروں کی کثرت کی وجہ سے نہیں کی تھی۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوے میں جایا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ صرف دو گھوڑے ہوتے تھے اور بعض غزوات میں اونٹ اتنے کم ہوتے تھے کہ ہم باری باری ان پر سوار ہوتے تھے اور جنگ احد کے دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہمارے پاس صرف ایک گھوڑا تھا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے اور اللہ تعالیٰ ہمارے تمام مخالفوں کے خلاف ہماری پشت پناہی کرتے تھے اور پہلے یہ بھی گزر چکا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بڑے سخت حالات کے باوجود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر روانہ فرمایا تھا۔ ہر طرف سے عرب ان پر ٹوٹ پڑے تھے (چند قبائل کے سوا) سارے عرب والے مرتد ہو گئے تھے اور نفاق ظاہر ہو گیا تھا اور یہودیت اور نصرانیت گردن اٹھانے لگی تھی اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حادثہ انتقال کا صدمہ تازہ تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد کم اور دشمن کی تعداد زیادہ تھی اس وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت اس بکری جیسی تھی جو سخت سردی والی رات میں بارش میں بھیگ گئی ہو اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روک لیں لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ سمجھدار اور دور اندیش تھے اس وجہ سے انہوں نے کہا کیا میں اس لشکر کو روک لوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا؟ اگر میں ایسا کروں تو یہ میری بہت بڑی جسارت ہو گی۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے سارے عرب مجھ پر ٹوٹ پڑیں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اس لشکر کو لے کر وہاں جاؤں جہاں جانے کا تمہیں حکم ہوا تھا اور فلسطین کے جس علاقہ میں

جا کر لڑنے کا حضور ﷺ نے تمہیں حکم دیا تھا وہاں جا کر اہل موتہ سے لڑو۔ تم جنہیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہو اللہ ان کے لیے کافی ہے اور غزوہ موتہ کے دن کے بیان میں یہ گزر چکا ہے کہ جب دشمن کی تعداد دو لاکھ ہو گئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے میری قوم! اللہ کی قسم! جس شہادت کو تم پسند نہیں کر رہے ہو (حقیقت میں) تم اسی کی تلاش میں نکلے ہو۔ ہم لوگوں سے جنگ تعداد' طاقت اور کثرت کی بنیاد پر نہیں کرتے بلکہ ہم تو لوگوں سے جنگ اس دین کی بنیاد پر کرتے ہیں جس کے ذریعے اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی ہے لہٰذا چلو دو کامیابیوں میں سے ایک کامیابی تو ضرور ملے گی یا تو دشمن پر غلبہ یا اللہ کے راستہ کی شہادت۔ اس پر لوگوں نے کہا اللہ کی قسم! ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ اس بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے کتنے قصے اس کتاب میں جگہ جگہ موجود ہیں بلکہ احادیث غزوات اور سیرت کی کتابوں میں بھی کثرت سے موجود ہیں لہٰذا انہیں دوبارہ ذکر کر کے ہم اس کتاب کو مزید لمبا نہیں کرنا چاہتے۔

ایمان کی حقیقت اور اس کا کمال

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں حضرت حارثہ بن مالک رضی اللہ عنہ سو رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو پاؤں سے ہلایا اور فرمایا اپنا سر اٹھاؤ۔ انہوں نے سر اٹھا کر کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اے حارثہ بن مالک! تم نے کس حال میں صبح کی؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے پکا سچا مومن ہونے کی حالت میں صبح کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہر حق بات کی کوئی حقیقت ہوا کرتی ہے جو تم کہہ رہے ہو اس کی حقیقت کیا ہے؟ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے اپنے آپ کو دنیا سے ہٹا لیا اور دن کو میں پیاسا رہتا ہوں یعنی روزہ رکھتا ہوں اور رات کو جاگتا ہوں اور مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں اور جنت والوں کو جنت میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور جہنم والوں کو ایک دوسرے پر بھونکتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارا دل نورانی بنا دیا ہے اور تم نے (ایمان کی حقیقت) کو پہچان لیا ہے لہٰذا تم اس (ایمانی کیفیت) پر پکے رہو۔

[اخرجه ابن عساكر و اخرجه العسكري في الامثال عن انس نحوه الا انه سماه حارثة بن النعمان]

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے (حقیقت کو) دیکھ لیا ہے اب اس کو مضبوطی سے پکڑ لو پھر حضور ﷺ نے فرمایا اس بندے کے دل میں اللہ نے ایمان کو روشن کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ میرے لیے اللہ سے شہادت کی دعا فرما دیں۔ حضور ﷺ نے دعا فرما دی چنانچہ ایک دن اعلان ہوا کہ اے اللہ کے سوارو! (گھوڑوں پر) سوار ہو جاؤ۔ اس پر یہی سب سے پہلے سوار ہوئے اور یہی سب سے پہلے شہید ہوئے۔

[کذا فی منتخب الکنز ۵/ ۱۶۰]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ تشریف لے جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک انصاری نوجوان آئے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اے حارثہ! تم نے کس حال میں صبح کی؟ انہوں نے عرض کیا میں نے اللہ پر پختہ ایمان لانے کی حالت میں صبح کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دیکھ لو کیا کہہ رہے ہو؟ کیونکہ ہر قول کی حقیقت ہوا کرتی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنا دل دنیا سے ہٹا لیا ہے پھر آگے عسکری جیسی حدیث ذکر کی ہے اور مزید کچھ اور مضمون بھی ہے۔ [اخرجه ابن النجار کما فی المنتخب ۵/ ۱۶۱ واخرجه ابن المبارك فی الزهد عن صالح بن مسمار نحو سیاق ابن عساکر]

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر قول کی کوئی حقیقت ہوا کرتی ہے۔ تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟

[قال الحافظ فی الاصابة ۱/ ۲۸۹ وهو معضل و کذا اخرجه عبدالرزاق عن صالح بن مسمار و جعفر بن زبرقان و اخرجه فی التفسیر عن یزید اسلمی وجاء موصولا فذکر حدیث انس المذکور وقال اخرجه الطبرانی و ابن مندة و رواه البیهقی فی الشعب من طریق یوسف بن عطیة الصفار وهو ضعیف جدا وقال البیهقی هذا منکر و قد خبط فیه یوسف فقال مرة الحارث وقال مرة بن حارثه وقال ابن صاعد هذا الحدیث لا یثبت موصولا۔ انتهٰی مختصراً واخرجه البزار عن انس قال الهیثمی ۱/ ۵۷ و فیه یوسف بن عطیة لا یحتج به و الطبرانی عن الحدیث ابن مالك الانصاری انه مر بالنبی ﷺ فقال له کیف اصبحت یا حارثة؟ فذکر نحو حدیث ابن عساکر قال الهیثمی ۱/ ۵۷ و فیه من یحتاج الی الکشف عنه]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے کس حال میں صبح کی؟

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے آپ پر ایمان لانے کی حالت میں صبح کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بات کی سچائی کی کوئی دلیل ہوتی ہے اور ہر حق بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے تمہاری بات کی سچائی کی کیا دلیل ہے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! جب بھی صبح ہوتی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں شام نہیں کر سکوں گا اور جب بھی شام ہوتی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں صبح نہیں کر سکوں گا اور جب بھی کوئی قدم اٹھاتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ میں دوسرا قدم نہیں اٹھا سکوں گا اور گویا کہ میں ان تمام امتوں کی طرف دیکھ رہا ہوں جو گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی ہیں اور انہیں ان کے اعمال نامے کی طرف بلایا جا رہا ہے اور ان کے ساتھ ان کے نبی بھی ہیں اور ان کے ساتھ وہ بت بھی ہیں جن کی وہ اللہ کے علاوہ عبادت کیا کرتے تھے اور گویا کہ میں جہنم والوں کی سزا اور جنت والوں کے اجر و ثواب کو دیکھ رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے (ایمان کی حقیقت) پہچان لی اب اسی پر جمے رہنا۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۴۲]

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دینے کے باب میں حضرت سوید بن حارث رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے سات آدمیوں کا وفد لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا انداز گفتگو اور انداز نشست و برخاست اور لباس پسند آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے عرض کیا ہم مومن ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے اور فرمایا ہر بات کی ایک حقیقت اور نشانی ہوا کرتی ہے۔ تمہارے اس قول اور ایمان کی کیا حقیقت اور نشانی ہے؟ حضرت سوید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا پندرہ خصلتیں ہیں ان میں سے پانچ خصلتیں تو وہ ہیں جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان پر ایمان لائیں اور ان میں سے پانچ خصلتیں وہ ہیں جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان پر عمل کریں اور ان میں سے پانچ خصلتیں وہ ہیں جن کو ہم نے زمانہ جاہلیت میں اختیار کیا تھا اور ہم اب تک ان پر قائم ہیں لیکن اگر ان میں سے کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناگوار سمجھیں تو ہم اسے چھوڑ دیں گے پھر آگے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لانے اور ارکان اسلام اور اخلاق طیبہ کے بارے میں حدیث ذکر کی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں قبیلہ بنو حارثہ کے حضرت حرملہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ کر ہاتھ سے زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! ایمان یہاں پر ہے اور سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا' اور یہاں نفاق ہے اور یہ دل اللہ کا ذکر بہت کم کرتا ہے۔ حضور ﷺ خاموش رہے۔ حضرت حرملہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بات پھر دہرائی۔ حضور ﷺ نے حضرت حرملہ کی زبان کا کنارہ پکڑ کر کہا اے اللہ! اس کی زبان کو سچ بولنے والا اور اس کے دل کو شکر کرنے والا بنادے اور اسے میری محبت نصیب فرما اور جو مجھ سے محبت کرے اس کی محبت بھی اسے نصیب فرما اور اس کے معاملے کو خیر کی طرف موڑ دے۔ حضرت حرملہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بہت سے بھائی منافق ہیں۔ میں ان کا سردار تھا۔ کیا میں آپ کو ان کے نام نہ بتاؤں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جو بھی ہمارے پاس اس طرح آئے گا جس طرح تم ہمارے پاس آئے ہم اس کے لیے ایسے ہی استغفار کریں گے جیسے ہم نے تمہارے لیے کیا اور جو نفاق پر ہی ڈٹا رہے گا تو اللہ اس سے خود ہی نبٹ لیں گے۔

[اخرجه ابو نعيم كذا فى الكنز ٢/ ٢٥٠ واخرجه الطبرانى و اسناده لا باس به و اخرجه ابن مندة ايضاً و روينا فى فوائد هشام بن عمار رواية احمد بن سليمان من حديث ابى الدرداء رضی اللہ عنہ نحوه كذا فى الاصابة ١/ ٣٢٠]

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان لانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا۔ وہ جب بھی اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ضرور پڑھتا۔ جب وہ لوگ واپس آئے تو انہوں نے حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ ان لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ چونکہ اس سورت میں رحمٰن کی صفات کا تذکرہ ہے اس لیے اس کا پڑھنا مجھے بہت پسند ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے بتادو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں۔

[اخرجه البيهقى فى الاسماء والصفات ص ٢٠٨ و اخرجه الشيخان عن عائشه كما قال]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عالم نے حضور ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہو کر عرض کیا' یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یا کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو ایک انگلی پر' زمینوں کو دوسری انگلی پر رکھا' پہاڑوں' درختوں' پانی اور گیلی مٹی کو تیسری انگلی پر اور باقی ساری مخلوق کو چوتھی انگلی پر رکھا اور اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو ہلا کر فرماتے ہیں کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی عالم کی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے اتنا ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت آخر تک پڑھی:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ [زمر: ۶۷]

"اور (افسوس ہے کہ) ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی حالانکہ (اس کی وہ شان ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں۔ وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے۔"

[اخرجه البيهقي في الاسماء و الصفات ۴۴۵ و اخرجه الشيخان في صحيحيها كما قال البيهقي]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ قیامت کے دن کافر کو کیسے منہ کے بل اٹھایا جائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس ذات نے اسے دنیا میں پاؤں کے بل چلایا وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ اسے قیامت کے دن منہ کے بل چلائے۔

[اخرجه البيهقي في الاسماء والصفات ص ۳۵۶ و اخرجه الشيخان و احمد و النسائي و ابن ابي حاتم والحاكم وغيرهم نحوه عن انس كما في الكنز ۷/ ۲۲۸]

حضرت حذیفہ بن اسید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر (اپنی قوم سے) کہا اے بنو غفار! تم بات کیا کرو اور قسم نہ کھایا کرو کیونکہ صادق و مصدوق (یعنی جو خود بھی سچ بولتے تھے اور ان سے فرشتہ بھی سچ بات آکر کہتا تھا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے یہ بتایا ہے کہ (قیامت کے دن) لوگوں کو تین جماعتوں میں اٹھایا جائے گا۔ ایک جماعت تو سوار ہو گی اور یہ لوگ کھاتے پیتے اور کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے اور ایک جماعت پیدل بھاگ رہی ہو گی اور ایک جماعت کو فرشتے منہ کے بل گھسیٹ کر (جہنم کی) آگ کے پاس جمع کر رہے ہوں گے ان میں سے ایک آدمی نے پوچھا کہ دو جماعتوں کو تو ہم نے پہچان لیا ہے لیکن جو لوگ پیدل بھاگ رہے ہوں گے ان کا یہ حال کیوں ہو گا؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ سواری پر آفت

ڈال دیں گے اور ایک سواری بھی باقی نہ رہے گی۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کے پاس ایک پسندیدہ باغ ہوگا وہ یہ باغ دے کر پالان والی بوڑھی اونٹنی لینا چاہے گا لیکن وہ بھی اسے نہ مل سکے گی۔

[اخرجه احمد كذا فى التفسير لابن كثير ۳/ ۶۵ و اخرجه الحاكم ۴/ ۵۶۴ عن حذيفة عن ابى ذر نحوه وقال هذا حديث صحيح الاسناد الى الوليد بن جميع ولم يخرجاه وقال الذهبى الوليد قلدوي له مسلم متابعه و احتج به النسائى]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ماں جائے بھائی حضرت طفیل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نصاریٰ کی ایک جماعت سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے کہا اگر تم لوگ یہ دعویٰ نہ کرو کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں تو تم لوگ بہت اچھے ہو۔ انہوں نے کہا اگر تم لوگ یہ نہ کہو کہ جیسے اللہ نے چاہا اور جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چاہا تو تم لوگ بھی بہت اچھے ہو جاؤ پھر میری یہودیوں کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے کہا اگر تم لوگ یہ دعویٰ نہ کرو کہ حضرت عزیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں تو تم لوگ بہت اچھے ہو۔ انہوں نے کہا تم لوگ بھی تو یہ کہتے ہو کہ جیسے اللہ نے چاہا اور جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چاہا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خواب سنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ خواب کسی کو بتایا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثناء بیان فرما کر ارشاد فرمایا تمہارے بھائی نے وہ خواب دیکھا جس کا مضمون تم تک پہنچ چکا ہے لہٰذا تم لوگ یہ نہ کہا کرو بلکہ یہ کہا کرو جیسے اللہ واحدہٗ لاشریک لہٗ نے چاہا۔ [اخرجه البيهقى فى الاسماء والصفات ۱/ ۱۱۰]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ اہل کتاب میں سے ایک آدمی اسے ملا جس نے کہا تم لوگ اگر شرک نہ کرتے اور جیسے اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چاہا نہ کہتے تو تم لوگ بہت اچھے ہوتے۔ اس آدمی نے اس خواب کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ لوگوں کی یہ بات مجھے بھی پسند نہیں اس لیے آئندہ آپ لوگ یوں کہا کریں جیسے اللہ نے چاہا پھر جیسے فلاں نے چاہا یعنی اللہ اور رسول دونوں کو ایک جملہ میں اکٹھا نہ ملا کر لاؤ بلکہ الگ الگ جملوں میں لے کر آؤ۔ [عند البيهقى ايضا]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ایک آدمی حاضر خدمت ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کام کے بارے میں بات کرنے لگا اور بات کرتے کرتے اس نے یوں کہہ دیا جیسے اللہ اور

آپ ﷺ چاہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے مجھے اللہ کے برابر بنا دیا ہے؟ بلکہ یوں کہو جیسے اکیلا اللہ چاہے۔ [اخرجه البیهقی فی الاسماء و الصفات صفحه ۱۱۰]

حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے آ کر حضور ﷺ سے مشیت کے بارے میں پوچھا (کہ کس کے چاہنے سے کام ہوتا ہے) اس یہودی نے کہا کہ میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں (تو کھڑا ہو جاتا ہوں یعنی میرے چاہنے سے ہوا) حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بھی تمہارے کھڑے ہونے کو چاہ لیا تھا (اس لیے تم کھڑے ہو سکے) پھر اس یہودی نے کہا میں بیٹھنا چاہتا ہوں (تو بیٹھ جاتا ہوں) حضور ﷺ نے فرمایا اللہ نے بھی تمہارے بیٹھنے کو چاہ لیا تھا۔ اس یہودی نے کہا میں کھجور کے اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہوں (تو کاٹ لیتا ہوں) حضور ﷺ نے فرمایا اللہ نے چاہ لیا تھا کہ تم اس درخت کو کاٹ لو۔ اس یہودی نے کہا میں اس درخت کو باقی رکھنا چاہتا ہوں (تو وہ باقی رہ جاتا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا اللہ نے چاہ لیا تھا کہ تم اسے باقی رکھو۔ حضرت اوزاعی کہتے ہیں کہ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ دلیل سجھائی جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سجھائی تھی یہی مضمون لے کر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ﴾ [سورۃ حشر آیت ۵]

"جو کھجوروں کے درخت کے تنے تم نے کاٹ ڈالے یا ان کو ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا ہو سو (دونوں باتیں) اللہ ہی کے حکم (اور رضا) کے موافق ہیں اور تاکہ کافروں کو ذلیل کرے۔" [اخرجه البیهقی فی الاسماء والصفات ۱۱۱ قال البیهقی هذا وان کان مرسلا کما قبله من الموصولات فی معناه یوکده۔ انتهی]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے تو آپ ﷺ نے رات کے آخری حصہ میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور فرمایا ہمارا پہرہ کون دے گا؟ میں نے عرض کیا میں' حضور ﷺ نے فرمایا' تم' تم تو سوتے رہ جاؤ گے پھر حضور ﷺ نے فرمایا' اچھا تم ہی پہرہ دو' چنانچہ میں پہرہ دینے لگا۔ جب صبح صادق ہونے لگی تو حضور ﷺ کی بات پوری ہو گئی اور مجھے نیند آ گئی اور جب سورج کی گرمی ہماری پشت پر پڑی تب ہماری آنکھ کھلی

چنانچہ حضور ﷺ اٹھے اور ایسے موقع پر جو کیا کرتے تھے وہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا اگر اللہ چاہتے تو تم یوں سوتے نہ رہ جاتے اور تمہاری نماز قضا نہ ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تمہارے بعد آنے والوں میں سے کوئی سوتا رہ جائے یا نماز پڑھنا بھول جائے تو اس کے لیے عملی نمونہ سامنے آ جائے۔ [اخرجه البيهقي في الاسماء والصفات ص ١٠٩]

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ وضو والے برتن کی حدیث میں اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کہ نماز قضا ہو جانے کے موقع پر) جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تمہاری روحوں کو قبض فرما لیا اور جب چاہا واپس کر دیا پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے سورج کی روشنی کے سفید ہونے تک (وضو استنجا وغیرہ کی) اپنی ضروریات پوری کیں پھر کھڑے ہو کر حضور ﷺ نے نماز پڑھائی۔

[عند البيهقي ايضاً و اخرجه البخاري في الصحيح. بهذا الاسناد كمال قال البيهقي]

حضرت طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے آ کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ذرا یہ تو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ﴾ [سورة آل عمران آیت ۱۳۳]

''اور جنت جس کی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان اور زمین۔''

(جب سب جگہ جنت ہو گئی) تو پھر جہنم کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد ﷺ کے صحابہ سے فرمایا کہ اسے جواب دو لیکن ان میں سے کسی کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذرا تم یہ بتاؤ کہ جب رات آ کر ساری زمین پر چھا جاتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے؟ اس یہودی نے کہا جہاں اللہ چاہتے ہیں وہاں چلا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسے ہی جہنم بھی وہاں ہے جہاں اللہ چاہتا ہے۔ اس پر یہودی نے کہا کہ اے امیر المومنین! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب میں بھی اسی طرح ہے جیسے آپ نے فرمایا۔

[اخرجه عبد بن سعيد و ابن جرير و ابن المنذر و ابن خسرو و هو لفظه كذا في الكنز ٢٧٧/٧]

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ) سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ یہاں ایک آدمی ہے جو مشیت اور ارادے کے بارے میں باتیں کرتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا اے اللہ کے بندے! اللہ نے جیسے چاہا تمہیں ویسے پیدا کیا یا

جیسے تم نے چاہا (تمہیں ویسے پیدا کیا)؟ اس نے کہا نہیں بلکہ جیسے اللہ نے چاہا ویسے پیدا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب وہ چاہتا ہے تمہیں بیمار کرتا ہے یا جب تم چاہتے ہو؟ اس نے کہا نہیں بلکہ جب وہ چاہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر جب وہ چاہتا ہے تمہیں شفا دیتا ہے یا جب تم چاہتے ہو؟ اس نے کہا نہیں بلکہ جب وہ چاہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جہاں تم چاہتے ہو اللہ تمہیں وہاں داخل کرے گا یا جہاں وہ چاہتا ہے؟ اس نے کہا جہاں وہ چاہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر تم اس کے علاوہ کچھ اور کہتے تو میں تمہارے اس دو آنکھوں والے سر کو تلوار سے اڑا دیتا۔ [اخرجه ابن ابی حاتم كذا فی التفسیر لابن كثیر ۳:۲۱۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو ہماری بڑی عجیب ایمانی حالت ہوتی ہے لیکن جب ہم آپ سے جدا ہو جاتے ہیں تو وہ حالت نہیں ہوتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اپنے رب کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تنہائی میں بھی اور لوگوں کے سامنے بھی اللہ ہی کو اپنا رب سمجھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پھر یہ نفاق نہیں ہے۔

[اخرجه البزار فی مسنده كذا فی التفسیر لابن كثیر ۴/ ۳۹۷]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دیہاتی نے آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن مخلوق کا حساب کون لے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ۔ اس دیہاتی نے کہا رب کعبہ کی قسم! پھر تو ہم نجات پا گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے دیہاتی! کیسے؟ اس نے عرض کیا کیونکہ کریم ذات جب کسی پر قابو پا لیتی ہے تو معاف کر دیتی ہے۔

[اخرجه ابن النجار كذا فی الكنز ۷/ ۲۷۰]

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو کلاب میں صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے (وہاں جا کر صدقات وصول کر کے) ان ہی میں تقسیم کر دیئے اور (اپنے لئے) کوئی چیز نہ چھوڑی اور اپنا جو ٹاٹ لے کر گئے تھے اسے ہی اپنی گردن پر رکھے ہوئے واپس آئے تو ان کی بیوی نے ان سے پوچھا کہ صدقات وصول کرنے والے اپنے گھر والوں کے لیے جو ہدیے لایا کرتے ہیں اور آپ بھی وہ لائے ہیں' وہ کہاں ہیں؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ساتھ (مجھے) دبا کر رکھنے والا

ایک نگران تھا (اس لیے ہدیہ نہیں لا سکا) ان کی بیوی نے کہا حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں تو آپ امین تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ دبا کر رکھنے والا ایک نگران بھیج دیا (وہ آپ کو امین نہیں سمجھتے) ان کی بیوی نے اپنے خاندان کی عورتوں میں اس کا بڑا شور مچایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا کیا میں نے تمہارے ساتھ کوئی نگران بھیجا تھا؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اپنی بیوی سے معذرت کرنے کے لیے اور کوئی بہانہ نہ ملا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہنسے اور انہیں کوئی چیز دی اور فرمایا (یہ دے کر) اسے راضی کرلو۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ نگران سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی مراد اللہ تعالیٰ ہیں۔ [اخرجه عبدالرزاق و المحاملي في اماليه كذا في الكنز ۷/ ۸۷]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام آوازوں کو سن لیتا ہے۔ ایک عورت اپنا جھگڑا لے کر حضور ﷺ کے پاس آئی اور حضور ﷺ سے باتیں کرنے لگی' حالانکہ میں کمرے کے ایک کونے میں تھی لیکن مجھے اس کی بات سنائی نہیں دے رہی تھی (اور اللہ تعالیٰ نے اس کی آواز سن لی) پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾ [سورة مجادله آيت ۱]

''بیشک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ ﷺ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی اور (اپنے رنج و غم کی) اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا (اور) اللہ (تو) سب کچھ سننے والا' سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

[اخرجه الامام احمد وهكذا رواه البخاري في كتاب التوحيد تعليقا كذا في التفسير لابن كثير ۴/ ۳۲۸ واخرجه البيهقي في الاسماء والصفات ص ۱۳۶]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بابرکت ہے وہ ذات جو ہر چیز کو سن لیتی ہے۔ میں حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی بات سن رہی تھی لیکن کبھی ان کی آواز مجھے آتی تھی اور کبھی نہیں آتی تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ سے اپنے خاوند کی شکایت یوں کر رہی تھیں کہ یا رسول اللہ! میرے خاوند نے میرا سارا مال کھالیا اور میری جوانی ختم کر دی اور میرے پیٹ سے اس کے بہت سے بچے پیدا ہوئے یہاں تک کہ جب میری عمر زیادہ ہوگئی اور میرے بچے ہونے بند ہو گئے تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا (ظہار طلاق کی ایک قسم ہے)۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس کی شکایت کرتی ہوں حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ابھی وہاں سے اٹھی نہیں تھیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا والی آیت لے کر آ گئے۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے خاوند حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ تھے۔[فی روایۃ لابن ابی حاتم کما فی التفسیر لابن کثیر ۴:۳۱۸]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! اگر محمد تمہارے معبود تھے جن کی تمام عبادت کرتے تھے تو سن لو ان کا انتقال ہو چکا اور اگر تمہارا معبود وہ ہے جو آسمان میں ہے تو پھر تمہارے معبود کا انتقال نہیں ہوا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ [سورۃ آل عمران آیت ۱۴۴]

''محمد نرے رسول ہی تو ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔'' [اخرجہ البخاری فی تاریخہ و عثمان الدارمی فی الرد علی الجہمیہ والاصبہانی فی الحجۃ قال ابن کثیر رجال اسنادہ ثقات کذا فی الکنز ۴/ ۵۱]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کے باب مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ گزر چکا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی عمر عطا فرمائی اور ان کو اتنا عرصہ دنیا میں باقی رکھا کہ اس عرصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دین کو قائم کر دیا۔ اللہ کے حکم کو غالب کر دیا۔ اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا پھر آپ کو اللہ نے اسی حالت پر وفات دی اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں ایک (صاف اور کھلے) راستے پر چھوڑ کر گئے ہیں۔ اب جو بھی ہلاک ہوگا وہ اسلام کی واضح دلیلوں اور (کفر و شرک سے) شفاء دینے والے قرآن کو دیکھ کر ہی ہوگا۔ جس آدمی کے رب اللہ تعالیٰ ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہیں جن پر موت نہیں آ سکتی اور جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کیا کرتا تھا اور ان کو معبود کا درجہ دیا کرتا تھا تو (وہ سن لے کہ) اس کا معبود مر گیا' لہٰذا اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے دین کو مضبوط پکڑ لو اور اپنے رب پر توکل کرو کیونکہ اللہ کا دین موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہے اور جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا اللہ اس کی مدد فرمائیں گے اور اپنے دین کو عزت عطا فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے پاس ہے جو کہ نور اور شفاء ہے اس کتاب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت عطا فرمائی اور اس کتاب میں اللہ کی حلال اور حرام کردہ چیزیں مذکور

ہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ کی مخلوق میں سے جو بھی ہمارے اوپر لشکر لائے گا ہم اس کی پرواہ نہیں کریں گے۔ بیشک اللہ کی تلواریں ستی ہوئی ہیں اور ہم نے ابھی ان کو رکھا نہیں اور جو ہماری مخالفت کرے گا ہم اس سے جہاد کریں گے جیسے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا کرتے تھے۔ یہ حدیث بیہقی نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے (جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہیں اس) کے پاس نماز پڑھنے لگی۔ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھی۔ جب سجدے میں گئی تو اس نے سجدے سے سر نہ اٹھایا بلکہ اسی حال میں مر گئی۔ حضرت عائشہ نے (اس کے یوں اچانک مر جانے پر) فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما (کی اچانک موت) کے مسئلہ میں مجھے اس عورت کے اس قصہ سے بڑی عبرت ملی۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ دوپہر کو اپنی جگہ سوئے ہوئے تھے جب لوگ انہیں جگانے لگے تو دیکھا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے (چنانچہ ان کو جلدی سے غسل دے کر دفن کر دیا گیا) اس سے میرے دل میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ ان کے ساتھ شرارت کی گئی ہے اور زندہ تھے لیکن جلدی میں انہیں دفن کر دیا گیا ہے اب جو میں نے اس عورت کو یوں ایک دم مرتے دیکھا اس سے مجھے بڑی عبرت ہوئی اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو میرا غلط خیال تھا وہ جاتا رہا۔ [اخرجه الحاكم ٣/ ٤٧٦]

فرشتوں پر ایمان لانا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے پانی کے خزانے پر فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے اس) فرشتے کے ہاتھوں میں ایک پیمانہ ہے اور اس پیمانے میں سے گزر کر ہی پانی کا ہر قطرہ زمین پر آتا ہے لیکن حضرت نوح علیہ السلام (کے طوفان) والے دن ایسا نہ ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست پانی کو حکم دیا اور پانی کو سنبھالنے والے فرشتوں کو حکم نہ دیا جس پر وہ فرشتے پانی کو روکتے رہ گئے لیکن پانی نہ رکا بلکہ فرشتوں پر زور کر کے چل پڑا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ﴾ [سورة حاقه آيت ١١]

"جب کہ (نوح علیہ السلام کے وقت میں) پانی کو طغیانی ہوئی۔"

اس فرمان کا مطلب یہی ہے کہ پانی (اللہ کا فرمانبردار تھا لیکن) فرشتوں پر سرکش ہو گیا تھا اور اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے ہوا کے خزانے پر فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے اس کے ہاتھ میں ایک پیمانہ ہے ہوا اس میں سے گزر کر زمین پر آتی ہے لیکن قوم عاد (کی ہلاکت) والے دن ایسا نہ ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو براہ راست (چلنے کا) حکم دیا اور ہوا کو سنبھالنے والے فرشتوں کو حکم نہ دیا اس پر وہ فرشتے ہوا کو روکتے رہ گئے لیکن ہوا زور کر کے چل پڑی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ (سورۃ حاقہ آیت ۶) ''ایک تیز و تند ہوا'' وہ ہوا ان فرشتوں کی نافرمان ہو گئی تھی (اور اللہ کی فرمانبردار تھی) [اخرجه ابن جرير كذا في الكنز ۱/ ۲۷۳]

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت بقیرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے بلایا اس وقت وہ اپنے ایک بالا خانے میں تھے جس کے چار دروازے تھے اور مجھ سے کہا اے بقیرہ! ان دروازوں کو کھول دو کیونکہ آج میرے پاس کچھ ملنے والے آئیں گے اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کون سے دروازے سے میرے پاس آئیں گے؟ پھر اپنا مشک منگوا کر مجھ سے کہا اسے ایک چھوٹے برتن میں پانی میں گھول کر لاؤ۔ میں گھول کر لے آئی تو مجھ سے کہا کہ یہ مشک والا پانی میرے بستر کے چاروں طرف چھڑک دو پھر نیچے چلی جاؤ اور وہاں تھوڑی دیر ٹھہری رہو پھر جب تم اوپر آؤ گی تو تم میرے بستر پر (کوئی چیز) دیکھو گی (چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا اور) جب میں اوپر آئی تو دیکھا کہ ان کی روح پرواز کر چکی ہے اور وہ ایسے لگ رہے ہیں کہ جیسے وہ اپنے بستر پر سو رہے ہوں۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۹۳]

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی گھر والی سے کہا میں نے جو مشک والی تھیلی تمہیں چھپا کر رکھنے کے لیے دی تھی وہ لے آؤ۔ وہ کہتی ہیں میں مشک کی وہ تھیلی لے آئی۔ انہوں نے کہا ایک پیالے میں پانی لے آؤ (میں پیالے میں پانی لے آئی) انہوں نے اس میں مشک ڈال کر اسے اپنے ہاتھ سے گھولا پھر کہا اسے میرے چاروں طرف چھڑک دو کیونکہ میرے پاس اللہ کی ایسی مخلوق آنے والی ہے جو خوشبو تو سونگھ لیتی ہے لیکن کھانا نہیں کھاتی پھر تم دروازہ بند کر کے نیچے اتر جاؤ۔ ان کی گھر والی کہتی ہیں کہ میں نے پانی چھڑکا اور نیچے آ گئی اور تھوڑی دیر ہی بیٹھی تھی کہ میں نے آہٹ سنی۔ میں اوپر گئی تو دیکھا کہ ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ [عند ابن سعد ايضا ۴/ ۹۲]

ابن سعد ہی میں حضرت عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے جس میں یہ قصہ مختصر طور سے ہے۔ اس میں یہ مضمون ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج رات میرے پاس فرشتے آئیں گے جو خوشبو تو سونگھ لیتے ہیں لیکن کھانا نہیں کھاتے اور اسی طرح کے اور قصے تائیدات غیبیہ کے باب میں فرشتوں کے ذریعہ مدد کے ذیل میں انشاء اللہ تعالیٰ آئیں گے۔

تقدیر پر ایمان لانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے ایک بچے کے جنازے کے لیے بلایا گیا۔ میں نے کہا اس بچے کو خوشخبری ہو یہ جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے اور اس نے کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ گناہ کا زمانہ اس نے پایا (یعنی بالغ نہیں ہوا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تم جو کچھ کہہ رہی ہو حق اس کے علاوہ کچھ اور ہے۔ اللہ نے جنت کو پیدا فرمایا اور جنت کے لیے کچھ لوگ پیدا فرمائے اور ان کے جنت میں جانے کا فیصلہ اللہ نے اس وقت کیا جب کہ وہ اپنے باپ کی پشتوں میں تھے اور اللہ نے جہنم کی آگ کو پیدا کیا اور اس میں جانے کے لیے کچھ لوگوں کو پیدا کیا اور اللہ نے ان کے لیے جہنم کا فیصلہ اس وقت کیا جب کہ وہ اپنے باپ کی پشتوں میں تھے۔ (اخرجہ مسلم کذا فی التفسیر لابن کثیر ۲/ ۲۶۸)

حضرت ولید بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں (اپنے والد) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا۔ وہ بیمار تھے۔ میرا اندازہ یہ تھا کہ ان کا اس بیماری میں انتقال ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا اے ابا جان! ذرا کوشش فرما کر مجھے وصیت فرما دیں۔ انہوں نے فرمایا مجھے بٹھا دو جب لوگوں نے انہیں بٹھا دیا تو انہوں نے فرمایا اے میرے بیٹے! تم ایمان کا ذائقہ اس وقت چکھ سکو گے اور اللہ کے علم کی حقیقت کے حق تک اس وقت پہنچ سکو گے جب تم اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لے آؤ گے۔ میں نے عرض کیا اے ابا جان! مجھے یہ کیسے پتہ چلے گا کہ کون سی تقدیر اچھی ہے اور کون سی بری ہے؟ انہوں نے فرمایا تم یہ سمجھ لو کہ جو اچھائی یا برائی تمہیں نہیں پہنچی وہ تمہیں پہنچنے والی نہیں تھی اور جو تمہیں پہنچی ہے وہ تمہیں چھوڑنے والی نہیں تھی۔ اے میرے بیٹے! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پیدا فرمایا پھر اس سے فرمایا لکھ چنانچہ اس نے اسی وقت وہ سب کچھ لکھ دیا جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اے میرے بیٹے! اگر تم اس حال

پر مرے کہ تمہارے دل میں یہ یقین نہ ہوا تو تم جہنم کی آگ میں داخل ہو جاؤ گے۔
[اخرجه الامام احمد و اخرجه الترمذی عن الولید بن عبادة عن ابیه وقال حسن صحیح غریب کما فی التفسیر لابن کثیر ۴/ ۲۶۸]

حضرت ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی جن کو ابوعبداللہ کہا جاتا تھا بیمار تھے ان کے ساتھی ان کی عیادت کرنے آئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ ساتھیوں نے ان سے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا آپ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اپنی مونچھوں کو کترواؤ اور پھر اسی پر جمے رہو۔ یہاں تک کہ تم مجھ سے (قیامت کے دن) آملو؟ اس میں آپ کے ایمان پر خاتمہ کی اور قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی بشارت ہے) انہوں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (انسانوں کی) ایک مٹھی دائیں ہاتھ میں لی اور دوسری مٹھی دوسرے ہاتھ میں لی اور فرمایا کہ اس (داہنی) مٹھی والے اس (جنت) کے لیے ہیں اور اس (دوسری مٹھی) والے اس (جہنم) کے لیے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں (کہ کون کس مٹھی میں ہے اور وہ کہاں جائے گا؟) تو مجھے معلوم نہیں کہ میں کون سی مٹھی میں ہوں؟ (اللہ کی ذات تو بہت بے نیاز ہے اس پر کسی کا زور نہیں چلتا) [اخرجه احمد قال الهیثمی ۷/ ۱۸۶ رجاله رجال الصحیح]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو وہ رونے لگے تو ان سے کسی نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! نہ تو میں موت سے گھبرا کر رو رہا ہوں اور نہ ہی دنیا کو پیچھے چھوڑ کر جانے کے غم میں رو رہا ہوں بلکہ اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (انسانوں کی) دو مٹھیاں ہیں ایک مٹھی جہنم کی آگ میں جائے گی اور دوسری جنت میں۔ اور مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں ان دونوں مٹھیوں میں سے کس میں ہوں؟ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۷/ ۱۸۷ و فیه البراء بن عبدالله الغنوی وهو ضعیف والحسن لم یدرك معاذ]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی آدمی نے کہا کہ یہ ایک آدمی ہمارے پاس آیا ہے جو تقدیر کو جھٹلاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت نابینا ہو چکے تھے انہوں نے فرمایا مجھے اس کے پاس لے جاؤ۔ لوگوں نے کہا' اے ابن عباس! آپ اس کے ساتھ کیا کریں گے؟ انہوں نے

فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر وہ میرے قابو آ گیا تو میں اس کی ناک دانتوں سے ایسے کاٹوں گا کہ وہ کٹ کر الگ ہو جائے اور اگر اس کی گردن میرے قابو میں آ گئی تو میں اسے کچل دوں گا کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گویا کہ میں بنو فہر کی مشرک عورتوں کو خزرج کا طواف کرتے ہوئے اور ان کے سرین ہلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور یہ (تقدیر کو جھٹلانا) اس امت کا پہلا شرک ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! پہلے تو یہ کہیں گے کہ شر اللہ کے مقدر کرنے سے نہیں ہے پھر ان کا یہ برا اور غلط خیال انہیں اس پر لے آئے گا کہ خیر بھی اللہ کے مقدر کرنے سے نہیں ہے۔

[اخرجه احمد عن محمد بن عبيد المكى]

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا وہ زمزم (کے کنویں) سے پانی نکال رہے تھے جس سے ان کے کپڑوں کا نچلا حصہ گیلا ہو چکا تھا۔ میں نے ان سے کہا کچھ لوگوں نے تقدیر پر اعتراض کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اچھا کیا لوگوں نے ایسا کر لیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا تقدیر پر اعتراض کرنے والوں کے بارے میں ہی یہ آیات نازل ہوئی ہیں:

﴿ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ [سورۃ قمر آیت ۴۸، ۴۹]

''تو ان سے کہا جائے گا کہ دوزخ (کی آگ) کے لگنے کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا۔''

یہی لوگ اس امت میں سب سے برے ہیں۔ نہ تو ان کے بیماروں کی عیادت کرو اور نہ ان کے مردوں کی نماز جنازہ پڑھو اگر مجھے ان میں سے کوئی نظر آ گیا تو میں اپنی ان دو انگلیوں سے اس کی دونوں آنکھیں پھوڑ دوں گا۔ [عند ابن ابی حاتم كذا فى التفسير لابن كثير ۴/ ۲۷۶]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اگر تقدیر کے انکار کرنے والوں میں سے کوئی میرے پاس آ جائے تو میں اس کے سر کو کچل دوں۔ لوگوں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے فرمایا اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو ایک سفید موتی سے پیدا کیا ہے۔ اس لوح محفوظ کے دونوں طرف کے پٹے سرخ یاقوت کے ہیں۔ اس کا قلم نور ہے اس کی کتاب نور ہے۔ اس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے۔ روزانہ اللہ

تعالیٰ اسے تین سو ساٹھ مرتبہ دیکھتے ہیں اور ہر دفعہ دیکھنے پر (نہ معلوم کتنی مخلوق کو) پیدا کرتے ہیں' زندہ کرتے ہیں اور موت دیتے ہیں۔ عزت دیتے ہیں اور ذلت دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۳۲۵]

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک دوست شام کا رہنے والا تھا جس سے ان کی خط و کتابت رہتی تھی۔ ایک دفعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے لکھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم تقدیر کے بارے میں کچھ اعتراض کرنے لگ گئے ہو' خبردار! آئندہ مجھے کبھی خط نہ لکھنا کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

[اخرجه احمد و اخرجه ابو داؤد عن احمد بن حنبل به كما فى التفسير لابن كثير ۴/ ۲۶۸]

حضرت نزابن سبرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جو کام آئندہ ہونے والا ہے اس کا پتہ اللہ کو اس وقت چلتا ہے جب وہ کام ہو جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کی مائیں ان کو گم کریں یعنی مر جائیں۔ یہ لوگ یہ بات کہاں سے کہہ رہے ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا کہ وہ قرآن کی اس آیت سے یہ بات نکالتے ہیں:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ﴾

[سورة محمد آيت ۳۱]

''اور ہم ضرور تم سب کے اعمال کی آزمائش کریں گے تاکہ ہم ان لوگوں کو معلوم کر لیں جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں اور جو ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ تمہاری حالتوں کی جانچ کر لیں۔''

یوں کہتے ہیں کہ اللہ کو معلوم نہیں ہے' آزمانے سے اللہ کو معلوم ہوگا (نعوذ باللہ من ذلک)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو علم حاصل نہ کرے وہ ہلاک ہو جائے گا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! علم حاصل کرو اور اس پر عمل کرو اور وہ علم دوسروں کو سکھاؤ اور جسے اللہ کی کتاب میں سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئے وہ مجھ سے پوچھ لے۔ مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو کام آئندہ ہونے والا ہے' اس کا پتہ

اللہ کو اس وقت چلتا ہے جب وہ ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ﴾ [سورۃ محمد آیت ۳۱]

''اور ہم ضرور تم سب کے اعمال کی آزمائش کریں گے تاکہ ہم ان لوگوں کو معلوم کرلیں جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں۔''

حالانکہ اللہ کے فرمان ''ہم معلوم کرلیں'' کا مطلب یہ ہے کہ ہم دیکھ لیں کہ جن لوگوں پر جہاد کرنا اور ثابت قدم رہنا فرض کیا گیا ہے کیا انہوں نے جہاد کیا ہے؟ اور میں نے ان کے بارے میں جن مصائب اور حوادث کے آنے کا فیصلہ کیا تھا کیا انہوں نے ان پر صبر کیا ہے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی العلم کذا فی الکنز ۱/ ۲۶۵]

توکل کے باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ زمین پر اس وقت تک کوئی چیز نہیں ہو سکتی جب تک آسمان میں اس کے ہونے کا فیصلہ نہ ہو جائے اور ہر انسان پر دو فرشتے مقرر ہیں جو ہر بلا کو اس سے دور کرتے رہتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں' یہاں تک کہ اس کی تقدیر کا لکھا فیصلہ آ جائے اور جب تقدیر کا کوئی فیصلہ آ جاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے اس کے اور تقدیر کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں اور اللہ کی طرف سے میری حفاظت کا بڑا مضبوط انتظام ہے۔ جب میری موت کا وقت آ جائے گا تو وہ انتظام مجھ سے ہٹ جائے گا اور آدمی کو ایمان کی حلاوت اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک کہ اس کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ جو کچھ اچھا یا برا اسے پہنچا ہے وہ اس سے ٹلنے والا نہیں تھا اور جو اس سے ٹل گیا ہے وہ اسے پہنچنے والا نہیں تھا۔ ابوداؤد نے اسے تقدیر میں روایت کیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر بیان فرماتے ہوئے یہ اشعار بہت پڑھا کرتے تھے

خَفِّضْ عَلَيْكَ فَاِنَّ الْاُمُوْرَ
بِكَفِّ الْاِلٰهِ مَقَادِيْرُهَا

''اپنے ساتھ آسانی کا معاملہ کرو (اور گھبراؤ مت) کیونکہ تمام کاموں کی تقدیریں اللہ تعالیٰ کی ہتھیلی میں ہیں۔''

فَلَيْسَ يَاتِيْكَ مَنْهِيُّهَا

وَ لَا قَاصِرٌ عَنْكَ مَأمُوْرُهَا

"جس کام کو اللہ نے منع کر دیا وہ تمہارے پاس آنہیں سکتا اور جس کے ہونے کا حکم دے دیا وہ ٹل نہیں سکتا۔" [اخرجه البیهقی فی الاسماء والصفات ۲۲۳]

قیامت کی نشانیوں پر ایمان لانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت

﴿فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ﴾ [سورۃ مدثر آیت ۸]

"پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا۔"

نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں زندگی آرام وراحت سے کیسے گزاروں جبکہ صور (پھونکنے) والا (فرشتہ) صور اپنے منہ میں رکھ چکا ہے اور وہ اپنی پیشانی جھکائے انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے (اللہ کی طرف سے) حکم ملے اور وہ صور پھونک دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا پھر ہم کیا دعا کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو:

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا﴾

[اخرجه ابن ابی شیبة والطبرانی و ابن مردویة كذا فی الكنز ۷/ ۲۷۰ وقال وهو حسن و اخرجه الباوردی عن الارقم بن ابی الارقم نحوه]

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ سنا تو ان پر یہ بات بہت گراں ہوئی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ لوگ یہ کہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

عورتوں کی معاشرت کے باب میں یہ روایت گزر چکی ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا' کانا (دجال) نظر آیا ہے۔ انہوں نے کہا اچھا! یہ سن کر وہ بہت زیادہ گھبرا گئیں اور کانپنے لگیں۔ پھر انہوں نے کہا میں کہاں چھپوں؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس خیمہ میں چھپ جاؤ۔ وہاں کھجور کے پتوں کا بنا ہوا ایک خیمہ تھا جس میں لوگ چھپتے تھے یہ جا کر اس میں چھپ گئیں۔ اس میں گرد وغبار اور مکڑی کے جالے بہت تھے پھر آگے حدیث ذکر کی۔ اس میں یہ ہے کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کانپ رہی ہیں۔

حضور ﷺ نے ان سے پوچھا اے سودہ! تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کانا دجال نکل آیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ ابھی نکلا تو نہیں لیکن نکلے گا ضرور پھر حضور ﷺ نے انہیں باہر نکالا اور ان کے کپڑوں اور جسم سے گرد و غبار اور مکڑی کے جالے صاف کئے۔ اس روایت کو حضور ﷺ کی آزاد کردہ باندی حضرت رزینہ رضی اللہ عنہا سے ابو یعلی اور طبرانی نے نقل کیا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا عراق میں خراسان نام کی کوئی جگہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا دجال وہاں سے نکلے گا۔ نعیم بن حماد نے فتن میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مرو (شہر) کے یہودی فرقے میں سے دجال نکلے گا۔ [اخرجه ابن ابی شیبة كذا فی الكنز ۷/ ۲۶۳]

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں صبح کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا انہوں نے کہا آج رات مجھے صبح تک نیند نہیں آئی۔ میں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے کہا لوگ کہہ رہے تھے کہ دمدار ستارہ نکل آیا، تو مجھے اس کا ڈر ہوا کہ یہ کہیں (وہ) دھواں نہ ہو (جسے قیامت کی نشانیوں میں سے بتایا گیا ہے) اس وجہ سے مجھے صبح تک نیند نہیں آئی۔

[اخرجه ابن جرير و هكذا رواه ابن ابی حاتم عن عبدالله بن ابی مليكة عن ابن عباس و هذا اسناد صحيح الى ابن عباس كذا فی التفسير لابن كثير ۴/ ۱۳۹ واخرجه الحاكم ۴/ ۴۵۹ عن ابن ابی مليكه نحوه غير ان فی روايته فخشيت ان يكون الدجال قد طرق قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه و وافقه الذهبی]

حاکم کی روایت میں یہ ہے کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں دجال نہ نکل آیا ہو۔

قبر اور عالم برزخ میں جو کچھ ہوتا ہے اس پر ایمان لانا

حضرت عبادہ بن نسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے ان کپڑوں کو دھو کر مجھے ان ہی میں کفن دے دینا کیونکہ (مرنے کے بعد) تمہارے باپ کی دو حالتوں میں سے ایک حالت ضرور ہوگی یا تو اسے اس سے بھی اچھے کپڑے (جنت کے) پہنائے جائیں گے یا یہ کفن کے کپڑے بھی بری طرح

چھین لیے جائیں گے۔[اخرجه احمد فی الزهد كذا فی المنتخب ۴/ ۳۶۳]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے (اظہارِ غم کے لئے) یہ شعر پڑھا

لَعَمْرُكَ مَا يُغْنِي الثَّرَاءُ عَنِ الْفَتٰى
اِذَا حَشْرَجَتْ يَوْمًا وَّ ضَاقَ بِهَا الصَّدْرُ

''آپ کی عمر کی قسم! جس دن موت کے وقت سانس اکھڑنے لگے اور اس کی وجہ سے سینہ گھٹنے لگے تو اس وقت جوان آدمی کو مال کی کثرت نفع نہیں دیتی۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اے میری بٹیا! ایسے نہ کہو بلکہ یہ کہو:

﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ﴾ [سورة ق آیت ۱۹]

''اور موت کی سختی (قریب) آ پہنچی یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا۔''

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے یہ دو کپڑے دیکھ لو انہیں دھو کر مجھے ان ہی میں کفن دے دینا کیونکہ نئے کپڑے کی مردے سے زیادہ زندہ کو ضرورت ہے۔ ان کپڑوں کو تو مردے کے جسم کی پیپ اور خون ہی لگے گا (یا یہ کپڑے تو تھوڑی دیر کے لیے ہیں چند دن میں گل سڑ کر ختم ہو جائیں گے)۔[عند احمد ایضا و ابن سعد و الدغولی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیماری اور بڑھ گئی تو میں رونے لگی پھر وہ بے ہوش ہو گئے تو میں نے یہ شعر پڑھا

مَنْ لَّا يَزَالُ دَمْعُهٗ مُقَنَّعًا
فَاِنَّهٗ مِنْ دَمْعِهٖ مَدْفُوْقٌ

''جس کے آنسو ہمیشہ رکے رہے ہوں اس کے آنسو ایک دن ضرور بہیں گے''

پھر ان کو ہوش آیا تو فرمایا بات ویسی نہیں ہے جیسے تم نے کہی بلکہ اے میری بٹیا! صحیح بات وہ ہے جسے اس آیت میں بتایا گیا ہے:

﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ﴾

پھر پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کس دن انتقال ہوا تھا؟ میں نے عرض کیا پیر کے دن۔ فرمایا آج کون سا دن ہے؟ میں نے عرض کیا پیر کا دن۔ فرمایا مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اب سے

لے کر رات تک کسی وقت میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا۔

چنانچہ منگل کی رات کو ان کا انتقال ہوا اور یہ بھی فرمایا کہ حضور ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ میں نے عرض کیا ہم نے حضور ﷺ کو یمن کی سحول بستی کے بنے ہوئے تین سفید اور نئے کپڑوں میں کفن دیا تھا۔ ان کپڑوں میں نہ کرتا تھا اور نہ عمامہ۔ انہوں نے فرمایا میرے اس کپڑے پر زعفران کا دھبہ لگا ہوا ہے اسے دھولو اور اس کے ساتھ دو نئے کپڑے اور شامل کر لینا۔ میں نے عرض کیا یہ کپڑا تو پرانا ہے۔ فرمایا زندہ کو مردے سے زیادہ نئے کپڑے کی ضرورت ہے۔ کفن کے کپڑے تو جسم سے نکلنے والے خون اور پیپ سے خراب ہو جائیں گے۔

[عند ابی یعلی و ابی نعیم والدغولی و البیھقی کذا فی المنتخب ۴/ ۳۶۲ وفی سیاق بن سعد ۳: ۱۹۷ انما یصیر الی الصدید والی البلی]

حضرت یحییٰ بن ابی راشد نصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے سے فرمایا اے میرے بیٹے! جب مجھے موت آنے لگے تو میرے جسم کو (دائیں پہلو کی طرف) موڑ دینا اور اپنے دونوں گھٹنے میری کمر کے ساتھ لگا دینا اور اپنا دایاں ہاتھ میری پیشانی پر اور بایاں ہاتھ میری ٹھوڑی پر رکھ دینا اور جب میری روح نکل جائے تو میری آنکھیں بند کر دینا اور مجھے درمیانے قسم کا کفن پہنانا کیونکہ اگر مجھے اللہ کے ہاں خیر ملی تو پھر اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بہتر کفن دے دیں گے اور اگر میرے ساتھ کچھ اور ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کفن کو مجھ سے جلدی چھین لیں گے اور میری قبر درمیانی قسم کی بنانا کیونکہ اگر مجھے اللہ کے ہاں خیر ملی تو پھر تو قبر کو تاحد نگاہ کشادہ کر دیا جائے گا اور اگر معاملہ اس کے خلاف ہوا تو پھر قبر میرے لیے اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ میری پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی۔ میرے جنازے کے ساتھ کوئی عورت نہ جائے اور جو خوبی مجھ میں نہیں ہے اسے مت بیان کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھے تم لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں اور جب تم میرے جنازے کو لے کر چلو تو تیز چلنا کیونکہ اگر مجھے اللہ کے ہاں سے خیر ملنے والی ہے تو تم مجھے اس خیر کی طرف لے جا رہے ہو (اس لیے جلدی کرو) اور اگر معاملہ اس کے خلاف ہے تو تم ایک شر کو اٹھا کر لے جا رہے ہو اسے اپنی گردن سے جلد اتارو۔

[اخرجہ ابن سعد ۳/ ۵۸ واخرجہ ابن ابی الدنیا فی القبور عن یحیی نحوہ کما فی المنتخب ۴/ ۴۲۷]

امر خلافت کی صلاحیت رکھنے والے حضرات کے مشورے پر امر خلافت کو موقوف کر دینے

کے باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان گزر چکا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھ لیا کہ اب تو موت آنے والی ہے تو فرمایا اب اگر میرے پاس ساری دنیا ہو تو میں اسے موت کے بعد آنے والی ہولناک منظر کی گھبراہٹ کے بدلے میں دینے کو تیار ہوں۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا اے عبداللہ بن عمر! میرے رخسار کو زمین پر رکھ دو (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں) میں نے ان کا سر اپنی ران سے اٹھا کر اپنی پنڈلی پر رکھ دیا تو فرمایا' نہیں۔ میرے رخسار کو زمین پر رکھ دو چنانچہ انہوں نے اپنی داڑھی اور رخسار کو اٹھا کر زمین پر رکھ دیا اور فرمایا او عمر! اگر اللہ نے تیری مغفرت نہ کی تو پھر اے عمر! تیری بھی اور تیری ماں کی بھی ہلاکت ہے۔ اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی' رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک لمبی حدیث میں نقل کیا ہے۔

[وحسن اسنادہ قال الھیثمی ۹/ ۷۶]

رونے کے باب میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت ہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ جنت اور جہنم کا تذکرہ کرتے ہیں تو نہیں روتے لیکن قبر کو یاد کر کے روتے ہیں؟ آگے پوری حدیث ذکر کی۔ ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اسے حدیث حسن قرار دیا ہے۔

حضرت خالد بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیماری بڑھی تو یہ خبر ان کی جماعت اور انصار تک پہنچی۔ یہ لوگ آدھی رات کو یا صبح کے قریب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (میں بھی ان کے ساتھ تھا) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اب کیا وقت ہے؟ ہم نے عرض کیا آدھی رات ہے یا صبح کے قریب۔ انہوں نے فرمایا میں جہنم کی صبح سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ کیا تم لوگ میرے کفن کے لیے کچھ لائے ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں! انہوں نے فرمایا کفن مہنگا نہ بنانا کیونکہ اگر اللہ کے ہاں میرے لیے خیر ہوئی تو مجھے اس کفن سے بہتر کپڑا مل جائے گا اور اگر دوسری صورت ہوئی تو یہ کفن مجھ سے جلدی چھین لیا جائے گا۔ [اخرجہ البخاری فی الادب صفحہ ۷۲]

حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیماری بڑھ گئی تو بنو عبس کے کچھ لوگ ان کے پاس آئے۔ حضرت خالد بن ربیع عبسی نے مجھے بتایا حضرت حذیفہ مدائن میں تھے ہم آدھی رات کو ان کے پاس گئے آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا ہے۔

[اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ۱: ۲۸۲ و اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۳/ ۳۸۰ عن ابی مسعود

الانصاری رضی اللہ عنہ بمعناہ مختصراً]

حضرت صلہ بن زفر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اور حضرت ابومسعود کو بھیجا ہم نے ان کے کفن کے لیے دو دھاری دار منقش چادریں تین سو درہم میں خریدیں۔ انہوں نے ہم سے کہا تم نے میرے لیے جو کفن خریدا ہے وہ ذرا مجھے دکھاؤ۔ ہم نے انہیں وہ کفن دکھایا۔ انہوں نے کہا یہ کفن تو میرے لیے (مناسب) نہیں ہے۔ میرے لیے تو دو سفید عام چادریں کافی تھیں۔ ان کے ساتھ قمیص کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ قبر میں تھوڑی ہی دیر گزرے گی کہ یا تو ان دو چادروں سے بہتر کفن مجھے مل جائے گا یا پھر ان سے بھی زیادہ برے کپڑے پہنا دیئے جائیں گے چنانچہ ہم نے ان کے لیے دو سفید چادریں خریدیں۔

[عند ابی نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۸۳ وعنده ایضاً ۱/ ۲۸۲ عن ابی مسعود مختصراً]

ابونعیم کی دوسری روایت میں یہ مضمون ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کفن دیکھ کر فرمایا تم اس کفن کا کیا کرو گے؟ اگر تمہارا یہ ساتھی نیک ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں عمدہ کفن دے دیں گے اور اگر یہ نیک نہ ہوا تو قبر کے دونوں کنارے اسے قیامت تک (گیند کی طرح) پھینکتے رہیں گے۔ [اخرجه الحاکم ۱/ ۳۸۰ عن قیس بن ابی حازم نحوه]

حاکم کی روایت میں یہ ہے کہ اگر تمہارا یہ ساتھی نیک نہ ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ یہ کفن قیامت کے دن اس کے چہرے پر ماریں گے۔

حضرت ضحاک بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے جوانوں کو بلا کر ان سے کہا جاؤ اور میرے لیے خوب گہری اور چوڑی قبر کھودو۔ وہ گئے اور واپس آ کر انہوں نے کہا کہ ہم خوب چوڑی اور گہری قبر کھود آئے ہیں پھر انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! قبر میں دو قسم کے حالات میں سے ایک طرح کے حالات ضرور پیش آئیں گے یا تو میری قبر کو اتنا کشادہ کر دیا جائے گا کہ اس کا ہر کونہ چالیس ہاتھ لمبا ہو جائے گا پھر میرے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور میں اس میں سے اپنی بیویوں، محلات اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے اکرام و اعزاز کے لیے وہاں تیار کر رکھا ہے وہ سب کچھ دیکھوں گا اور آج مجھے جتنا اپنے گھر کا راستہ آتا ہے اس سے زیادہ مجھے اس ٹھکانے کا راستہ آتا ہوگا اور قبر سے اٹھائے جانے تک جنت کی ہوا اور راحت کا سامان مجھ تک پہنچتا رہے گا اور اگر

خدانخواستہ دوسری حالت ہوئی اور اس سے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں تو میری قبر کو مجھ پر اتنا تنگ کر دیا جائے گا کہ جیسے نیزے کی لکڑی نیزے کے پھل میں تنگ ہوتی ہے وہ قبر اس سے بھی زیادہ تنگ ہوگی پھر میرے لیے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور میں اس میں سے اپنی زنجیروں، بیڑیوں اور جہنم کے قیدی ساتھیوں کو دیکھوں گا اور آج مجھے جتنا اپنے گھر کا راستہ آتا ہے اس سے زیادہ مجھے جہنم میں اپنے ٹھکانے کا راستہ آتا ہوگا اور قبر سے اٹھائے جانے تک جہنم کی گرم ہوا اور گرم پانی کا اثر مجھ تک پہنچتا رہے گا۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۶۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ فضیلت والے لوگوں میں سے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ میں تین حالتوں میں جیسا ہوتا ہوں اگر میں ہر وقت ویسا رہوں تو میں یقیناً جنت والوں میں سے ہو جاؤں اور مجھے اس میں کوئی شک نہ رہے۔ ایک وہ حالت جب کہ میں خود قرآن پڑھ رہا ہوں یا کوئی اور قرآن پڑھ رہا ہو اور میں سن رہا ہوں۔ دوسری وہ حالت جب کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سن رہا ہوں۔ تیسری وہ حالت جب کہ میں کسی جنازے میں شریک ہوں اور جب بھی میں کسی جنازے میں شریک ہوتا ہوں تو اپنے دل میں صرف یہی سوچتا ہوں کہ اس جنازے کے ساتھ کیا ہوگا اور یہ جنازہ کہاں جا رہا ہے۔

[اخرجه ابو نعیم والبیهقی و ابن عساکر کذا فی المنتخب ۵/ ۱۳۸]

آخرت پر ایمان لانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم آپ کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہو جاتے ہیں اور آخرت کی فکر والے بن جاتے ہیں لیکن جب ہم آپ سے جدا ہو جاتے ہیں تو ہمیں دنیا اچھی لگنے لگتی ہے اور بیویوں اور بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے پاس جس حالت پر ہوتے ہو اگر تم ہر وقت اس حالت پر رہو تو فرشتے اپنے ہاتھوں سے تم سے مصافحہ کرنے لگیں اور تمہارے گھروں میں تم سے ملنے آئیں اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئیں گے جو گناہ کریں گے (اور استغفار کریں گے) تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں جنت کے بارے میں بتائیں کہ اس کی عمارت کس چیز سے بنی ہوئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور

ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ اس کا گارا خوب مہکتے ہوئے مشک کا ہے۔ اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں۔ اس کی مٹی زعفران ہے جو جنت میں جائے گا وہ ہمیشہ عیش وعشرت میں رہے گا' کبھی بدحال نہ ہوگا اور ہمیشہ رہے گا' کبھی اسے موت نہیں آئے گی اور نہ ہی اس کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ کبھی اس کی جوانی ختم ہوگی۔ تین آدمی ایسے ہیں جن کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ ایک عادل بادشاہ دوسرا روزہ دار جب تک روزہ نہ کھول لے تیسرے مظلوم کی بددعا جسے بادلوں سے اوپر اٹھالیا جاتا ہے اور اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں میری عزت کی قسم! میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ اس میں کچھ دیر ہو جائے۔

[اخرجه احمد و روى الترمذى و ابن ماجة بعضه كما فى التفسير لابن كثير ۴/ ۴۹]

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ایک مرتبہ فاقہ آیا تو انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر کچھ مانگ لو تو اچھا ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ایمن سے فرمایا یہ کھٹکھٹاہٹ تو فاطمہ کی ہے۔ آج اس وقت آئی ہے پہلے تو کبھی اس وقت نہیں آیا کرتی پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (اندر آ گئیں اور انہوں) نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان فرشتوں کا کھانا لا الہ الا اللہ' سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا ہے۔ ہمارا کھانا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے محمد کے گھرانے کے کسی گھر میں تیس دن سے آگ نہیں جلی۔ ہمارے پاس چند بکریاں آئی ہیں اگر تم چاہو تو پانچ بکریاں تمہیں دے دوں اور اگر چاہو تو تمہیں وہ پانچ کلمات سکھادوں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سکھائے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ کہا کرو:

((يَا اَوَّلَ الْاَوَّلِيْنَ وَ يَا اٰخِرَ الْاٰخِرِيْنَ وَ يَاذَا الْقُوَّةِ الْمَتِيْنَ وَ يَا رَاحِمَ الْمَسَاكِيْنَ وَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ))

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا واپس چلی گئیں۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہوا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دنیا لینے گئی تھی لیکن وہاں سے آخرت لے کر آئی ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تو یہ دن تمہارا سب سے

بہترین دن ہے۔[اخرجه ابو الشیخ فی جز من حدیثه كذا فی الكنز ۱/ ۳۰۲ وقال ولم ار فی رواته من جرح الا ان صورته صورت المرسل فان كان سوید سمعه من علی فهو متصل ا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ ایک سفر میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔انہوں نے لوگوں کو باتیں کرتے ہوئے اور فصیح و بلیغ گفتگو کرتے ہوئے سنا تو فرمایا اے انس! مجھے ان کی باتوں سے کیا تعلق؟ آؤ ہم اپنے رب کا ذکر کریں کیونکہ یہ لوگ تو اپنی زبان سے کھال ہی اتار دیں گے پھر مجھ سے فرمایا اے انس! کس چیز نے ان لوگوں کو آخرت سے پیچھے کر دیا اور کس چیز نے انہیں آخرت سے روک دیا؟ میں نے عرض کیا خواہشات نے اور شیطان نے۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔اللہ کی قسم! نہیں بلکہ انہوں نے اس وجہ سے آخرت کو چھوڑ دیا کہ دنیا تو سامنے ہے اور آخرت بعد میں آئے گی اگر یہ آنکھوں سے آخرت دیکھ لیتے تو اس سے نہ ہٹتے اور شک نہ کرتے۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۵۹]

قیامت کے دن جو کچھ ہوگا اس پر ایمان لانا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ سے لے کر وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ﴾ تک دو آیتیں نازل ہوئیں۔[سورۃ حج آیت ۲،۱]

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو (کیونکہ) یقیناً قیامت (کے دن) کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہوگی جس روز تم لوگ اس (زلزلہ) کو دیکھو گے تمام دودھ پلانے والیاں (مارے ہیبت کے) اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل (پورے دن ہونے سے پہلے) ڈال دیں گی اور (اے مخاطب) تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے، حالانکہ وہ (واقع میں) نشہ میں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز۔"

تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم (علیہ السلام) سے فرمائیں گے آگ میں جانے والوں کو بھیج دو۔وہ

عرض کریں گے اے میرے رب! آگ میں جانے والے کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نوسو ننانوے تو آگ میں جائیں گے اور ایک آدمی جنت میں جائے گا۔ یہ سن کر سارے مسلمان رونے لگ پڑے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میانہ روی اختیار کرو اور ٹھیک ٹھیک چلتے رہو۔ ہر نبوت سے پہلے جاہلیت کا زمانہ ہوا کرتا تھا تو پہلے یہ تعداد ان جاہلیت والوں سے پوری کی جائے گی پھر منافقوں سے پوری کی جائے گی۔ تمہاری اور باقی تمام امتوں کی مثال ایسے ہے جیسے کسی جانور کے پاؤں میں ابھری ہوئی غدود ہو یا جیسے اونٹ کے پہلو میں تل ہو۔ پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ آپ لوگ جنت میں جانے والوں میں سے چوتھائی ہوں گے۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ اکبر کہا پھر فرمایا مجھے امید ہے آپ لوگ جنت میں جانے والوں کا تہائی حصہ ہوں گے۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر اللہ اکبر کہا پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ آپ لوگ جنت میں جانے والوں میں سے آدھے ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر اللہ اکبر کہا۔ راوی کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ حضور ﷺ نے دو تہائی بھی فرمایا یا نہیں (لیکن طبرانی اور ترمذی کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ یہ امت جنت والوں کا دو تہائی ہوگی یعنی اللہ نے حضور ﷺ کی امید سے زیادہ کر دیا)۔

[اخرجه الترمذی و صححه و کذا رواه الامام احمد و ابن ابی حاتم]

اسی آیت کی تفسیر میں بخاری میں یہ روایت ہے کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے اے آدم! وہ عرض کریں گے اے میرے رب! میں حاضر ہوں، ہر خدمت کیلئے تیار ہوں پھر ان کو بلند آواز سے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ اپنی اولاد میں سے آگ میں جانے والوں کو نکال لیں۔ حضرت آدم علیہ السلام پوچھیں گے آگ میں جانے والے کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے تو اس وقت ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور بچہ بوڑھا ہو جائے گا:

﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾

یہ سن کر صحابہ پر ایسا رنج و غم طاری ہوا کہ ان کے چہرے (غم کے مارے) بدل گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یاجوج و ماجوج میں سے نوسو ننانوے ہوں گے (جو جہنم میں جائیں گے) اور تم میں سے ایک ہوگا (جو جنت میں جائے گا) تم باقی لوگوں میں ایسے ہو جیسے سفید بیل کے پہلو میں کالا بال یا کالے بیل کے پہلو میں سفید بال۔ مجھے امید ہے کہ تم جنت والوں کا چوتھائی حصہ ہو

گے۔اس پر ہم نے اللہ اکبر کہا پھر حضور ﷺ نے فرمایا تم جنت والوں کا تہائی ہو گے۔ہم نے اللہ اکبر کہا پھر حضور ﷺ نے فرمایا تم جنت والوں کے آدھے ہو گے پھر ہم نے اللہ اکبر کہا۔

[وقد رواہ البخاری ایضاً فی غیر ھذا الموضع و مسلم والنسائی فی تفسیرہ کذا فی التفسیر لابن کثیر ۳: ۲۰۴ واخرجہ الحاکم ۴/ ۵۶۸ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما نحوہ]

ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بڑی گراں گزری اور ان پر رنج و غم طاری ہو گیا۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب:

﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ [سورۃ زمر آیت ۳۱]

''پھر قیامت کے روز تم مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو اس وقت عملی فیصلہ ہو جائے گا)''

نازل ہوئی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مقدمات بار بار پیش کئے جائیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تو معاملہ بڑا سخت ہو گا ایسے ہی اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔اس میں مزید یہ مضمون بھی ہے کہ جب:

﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾ [سورۃ تکاثر آیت ۸]

''پھر (اور بات سنو کہ) اس روز تم سب سے نعمتوں کی پوچھ ہوگی۔''

نازل ہوئی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم سے کس نعمت کا سوال ہوگا؟ ہمارے پاس تو صرف یہ دو سردار نعمتیں ہیں' کھجور اور پانی۔

[اخرجہ ابن ابی حاتم و قدروی ھذہ الزیادۃ الترمذی و حسنہ و ابن ماجۃ]

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ سورت حضور ﷺ پر نازل ہوئی:

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ○ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ [سورۃ زمر آیت ۳۰-۳۱]

''آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے پھر قیامت کے روز تم مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو گے (اس وقت عملی فیصلہ ہو جائے گا)۔''

تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! خاص خاص گناہوں کے ساتھ ہم پر

وہ جھگڑے بھی بار بار پیش کیے جائیں گے جو دنیا میں ہمارے آپس میں تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں، یہ مقدمات بار بار پیش کیے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ ہر حق والے کو اس کا حق مل جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم پھر تو معاملہ بہت سخت ہے۔

[عند احمد و رواہ الترمذی وقال حسن صحیح کذا فی التفسیر لابن کثیر ۴/ ۵۲ واخرجه الحاکم فی المستدرک ۴/ ۵۷۲ نحوہ وقال هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ]

حضرت قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی گود میں سر رکھے ہوئے تھے کہ اتنے میں رونے لگے پھر ان کی بیوی بھی رونے لگی۔ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے کہا میں نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا، اس لیے میں بھی رونے لگی۔ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ گیا:

﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ [سورۃ مریم آیت ۷۱]

”اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس (جہنم) پر سے گزر نہ ہو۔“

اب مجھے معلوم نہیں میں جہنم سے نجات پا سکوں گا یا نہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ اس وقت بیمار تھے۔ [اخرجه عبدالرزاق کذا فی التفسیر لابن کثیر ۳/ ۱۲۲]

حضرت عبادہ بن محمد بن عبادہ بن صامت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا میرا بستر گھر کے صحن میں باہر نکال دو پھر فرمایا میرے سارے غلام، خادم اور پڑوسی اور وہ تمام آدمی یہاں جمع کر دو جو میرے پاس آیا کرتے تھے جب یہ سب ان کے پاس جمع ہو گئے تو فرمایا میرا تو یہی خیال ہے کہ آج کا دن میری دنیا کی زندگی کا آخری دن ہے اور آج کی رات میری آخرت کی پہلی رات ہے اور مجھے معلوم تو نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ میرے ہاتھ سے یا میری زبان سے تم لوگوں کے ساتھ کوئی زیادتی ہو گئی ہو اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے قیامت کے دن اس کا بدلہ دینا پڑے گا۔ میں پورے زور سے تم لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ تم لوگوں میں سے کسی کے دل میں اگر ایسی کوئی بات ہو تو وہ میری جان کے نکلنے سے پہلے مجھ سے بدلہ لے لے۔ ان سب نے کہا نہیں۔ آپ تو ہمارے لیے والد کی طرح تھے اور ہمیں ادب سکھاتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے کبھی کسی خادم کو برا بھلا نہیں کہا تھا پھر انہوں نے کہا جو کچھ بھی ہوا ہو کیا تم نے مجھے

معاف کر دیا ہے؟ سب نے کہا جی ہاں! فرمایا اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔ پھر فرمایا گر ایسی کوئی بات نہیں ہے تو پھر میری وصیت یاد رکھنا میں پر زور تاکید کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی میرے مرنے پر ہرگز نہ روئے بلکہ جب میری جان نکل جائے تو تم وضو کرنا اور اچھی طرح وضو کرنا اور پھر تم میں سے ہر آدمی مسجد میں جا کر نماز پڑھے پھر عبادہ کے لیے یعنی میرے لیے اور اپنے لیے استغفار کرے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ [سورۃ بقرہ آیت ۴۵-۱۵۳]

''صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو۔''

پھر مجھے قبر کی طرف جلدی جلدی لے جانا میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر نہ چلنا اور نہ میرے نیچے ارغوانی رنگ کا کپڑا ڈالنا۔ [اخرجه البيهقي و ابن عساكر كذا في الكنز ۷/ ۷۹]

بیت المال میں سے اپنے اوپر اور اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرنے میں احتیاط برتنے کے باب میں یہ قصہ گزر چکا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے چار ہزار درہم ادھار مانگے تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاصد سے کہا جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ ابھی وہ بیت المال سے چار ہزار لے لیں پھر بعد میں واپس کر دیں۔ جب قاصد نے واپس آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا جواب بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑی گرانی ہوئی پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ان سے کہا، تم نے کہا تھا کہ عمر چار ہزار بیت المال سے ادھار لے لے اگر میں (بیت المال سے ادھار لے کر تجارتی قافلہ کے ساتھ بھیج دوں اور پھر) تجارتی قافلے کی واپسی سے پہلے مر جاؤں تو تم لوگ کہو گے کہ امیر المومنین نے چار ہزار لیے تھے اب ان کا انتقال ہو گیا ہے، اس لیے یہ ان کے چار ہزار چھوڑ دو (تم لوگ تو چھوڑ دو گے) اور میں ان کے بدلے قیامت کے دن پکڑا جاؤں گا۔

اور عنقریب اللہ تعالیٰ کے علم سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے اثر لینے کے باب میں یہ قصہ آئے گا کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قاری عالم، مالدار اور اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے (اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے دوزخ میں جانے کے) فیصلے والی حدیث ذکر کرتے تو اتنا زیادہ روتے کہ بے ہوش ہو جاتے اور چہرے کے بل گر جاتے یہاں تک کہ حضرت شفی اصبحی انہیں سہارا دیتے اور بہت دیر تک ان کا یہی حال رہتا اور حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث سنتے تو اتنا زیادہ روتے کہ لوگ یہ سمجھتے کہ ان کی تو اب جان نکل جائے گی۔

شفاعت پر ایمان لانا

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں حضور ﷺ نے آخر شب میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم میں سے ہر آدمی اپنے کجاوے کی ہتھی کے ساتھ ٹیک لگا کر سو گیا کچھ دیر بعد میری آنکھ کھلی تو مجھے حضور ﷺ اپنے کجاوے کے پاس نظر نہ آئے۔ اس سے میں گھبرا گیا اور حضور ﷺ کو تلاش کرنے چل پڑا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک جگہ مجھے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما ملے وہ دونوں بھی اسی وجہ سے گھبرائے ہوئے تھے جس وجہ سے میں گھبرایا ہوا تھا۔ ہم لوگ یونہی ڈھونڈ رہے تھے کہ اچانک ہمیں وادی کے اوپر کے حصہ سے چکی چلنے جیسی آواز سنائی دی۔ ہم لوگ اس آواز کی طرف گئے تو دیکھا حضور ﷺ رو رہے ہیں پھر ہم نے حضور ﷺ کو اپنی بات بتائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا آج رات میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے دو باتوں میں اختیار دیا کہ یا تو میں شفاعت کروں یا میری آدھی امت جنت میں چلی جائے۔ میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! میں آپ کو اللہ کا اور آپ کی صحبت میں رہنے کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ آپ ہمیں بھی اپنی شفاعت والوں میں شامل کر لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ لوگ تو میری شفاعت میں ہو ہی پھر ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ ہم لوگوں کے پاس پہنچ گئے تو وہ بھی حضور ﷺ کو اپنی جگہ نہ پا کر گھبرائے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے ان باتوں میں اختیار دیا کہ یا تو میں شفاعت اختیار کروں یا میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے چنانچہ میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ہم آپ ﷺ کو اللہ کا اور آپ ﷺ کی صحبت میں رہنے کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمیں بھی اپنی شفاعت والوں میں شامل کر لیں۔ جب تمام صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا میں تمام حاضرین کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میری

شفاعت میری امت میں سے ہر اس آدمی کے لیے ہے جو اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔[اخرجه البغوی و ابن عساکر کذا فی الکنز ۷/ ۲۷۱]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عقیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قبیلہ ثقیف کے وفد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ جب ہم نے دروازے کے پاس سواریاں بٹھائیں تو اس وقت جس ذات کے پاس جا رہے تھے ہمارے نزدیک اس سے زیادہ مبغوض اور کوئی انسان نہیں تھا لیکن جب اس کی خدمت میں حاضری دے کر باہر آئے تو اس وقت ہماری نزدیک اس ذات سے زیادہ محبوب اور کوئی انسان نہیں تھا جس کی خدمت میں ہم گئے تھے۔ ہم میں سے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے رب سے حضرت سلیمان علیہ السلام جیسا ملک کیوں نہ مانگ لیا؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا ہو سکتا ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے ہاں ملک سلیمانی سے بہتر کوئی چیز مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا اسے ایک خاص دعا ضرور عطا فرمائی۔ کسی نبی علیہ السلام نے وہ دعا مانگ کر دنیا لے لی' کسی نبی کی قوم نافرمان تھی تو اس نے اپنی قوم کے خلاف بددعا کی تو وہ ساری قوم ہلاک ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی وہ خاص دعا عطا فرمائی لیکن میں نے وہ دعا اپنے رب کے ہاں چھپا کر رکھی ہوئی ہے اور وہ دعا یہ ہے کہ میں قیامت کے دن اپنی امت کے لیے شفاعت کروں گا۔[اخرجه البغوی و ابن منده و ابن عساکر قال البغوی لا اعلم روی ابن ابی عقیل غیر هذا الحدیث و هو غریب لم یحدث به الامن هذا الوجه کذا فی الکنز ۷/ ۲۷۲ واخرجه البخاری و الحارث بن ابی اسامه کما فی الاصابة]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے برے لوگوں کے لیے بہترین آدمی ہوں تو قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ اپنی امت کے بروں کے لیے ایسے ہیں تو ان کے نیکوں کیلیے کیسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے نیک لوگ اپنے اعمال کی برکت سے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور میری امت کے برے لوگ میری شفاعت کا انتظار کریں گے۔ غور سے سنو! میری شفاعت قیامت کے دن میری امت کے تمام لوگوں کے لیے ہوگی سوائے اس آدمی کے جو میرے صحابہ میں کمی نکالتا ہو۔[اخرجه الشیرازی فی الالقاب و ابن النجار کذا فی الکنز ۷/ ۲۷۲]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے

لیے شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھے پکار کر پوچھے گا اے محمد! کیا تم راضی ہوگئے؟ میں کہوں گا جی ہاں میں راضی ہوگیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کی طرف) متوجہ ہوکر فرمایا تم عراق والے یہ کہتے ہو کہ قرآن میں سب سے زیادہ امید والی آیت یہ ہے:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ [سورۃ زمر آیت ۵۳]

''آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے (کفر و شرک کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو بالیقین اللہ تعالیٰ تمام (گذشتہ) گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے۔''

میں نے کہا ہم تو یہی کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی کتاب میں سب سے زیادہ امید والی آیت یہ ہے:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ [سورۃ ضحی آیت ۵]

''اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) دے گا سو آپ خوش ہو جائیں گے۔''

اور اس دینے سے مراد شفاعت ہے۔ [اخرجه ابن مردویه کذا فی الکنز ۷/ ۲۷۳]

حضرت ابن بریدہؒ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے وہاں اس وقت ایک آدمی بات کر رہا تھا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ مجھے بات کرنے کی اجازت دیتے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں! اجازت ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بھی ویسی بات کریں گے جیسی دوسرا کر رہا تھا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے دن اتنے لوگوں کی شفاعت کروں گا جتنے زمین پر درخت اور پتھر ہیں پھر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے معاویہ! آپ تو اس شفاعت کے امیدوار ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس شفاعت کے امیدوار نہیں ہیں۔ [اخرجه احمد کذا فی التفسیر لابن کثیر ۳/ ۵۶]

حضرت طلق بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں لوگوں میں سب سے زیادہ شفاعت کو جھٹلایا کرتا تھا یہاں تک کہ ایک دن میری ملاقات حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہوئی اور (اپنی بات

کو ثابت کرنے کے لئے) میں نے ان کو وہ تمام آیتیں پڑھ کر سنا دیں جو مجھے آتی تھیں اور جن میں اللہ تعالیٰ نے جہنم والوں کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے طلق! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم مجھ سے زیادہ اللہ کی کتاب کو پڑھنے والے ہو اور مجھ سے زیادہ رسول اللہ کی سنت کو جاننے والے ہو؟ تم نے جو آیتیں پڑھی ہیں ان سے مراد تو وہ جہنم والے ہیں جو مشرک ہوں اور شفاعت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو (مسلمان تھے لیکن وہ) بہت سے گناہ کر بیٹھے اور انہیں (جہنم) میں عذاب دیا جائے گا پھر ان کو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر) جہنم سے نکالا جائے گا پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کو لگا کر کہا یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہو کہ جہنم میں ڈالنے کے بعد ان کو اس میں سے نکالا جائے گا جیسے تم قرآن پڑھتے ہو ہم بھی ویسے ہی پڑھتے ہیں۔

[اخرجه ابن مردويه]

حضرت یزید الفقیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حدیثیں بیان فرما رہے تھے میں ان کی مجلس میں جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے یہ بیان کیا کہ کچھ لوگ جہنم کی آگ سے باہر نکلیں گے۔ ان دنوں میں اس بات کو نہیں مانتا تھا اس لیے مجھے غصہ آ گیا اور میں نے کہا اور لوگوں پر تو مجھے تعجب نہیں ہے لیکن اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ! مجھے آپ لوگوں پر بڑا تعجب ہے۔ آپ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آگ سے کچھ لوگوں کو نکالیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا﴾ [سورۃ مائدہ آیت ۳۷]

''وہ اس بات کی خواہش کریں گے کہ جہنم سے نکل آویں اور وہ اس سے کبھی نہ نکلیں گے۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھی مجھے ڈانٹنے لگے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ خود ان میں سب سے زیادہ بردبار تھے۔ انہوں نے فرمایا اس آدمی کو چھوڑ دو اور فرمایا یہ آیت تو کفار کے بارے میں ہے پھر یہ آیت پڑھی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ سے لیکر وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ تک﴾ [مائدہ آیت ۳۶-۳۷]

''یقیناً جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس تمام دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور ان چیزوں کے

ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تا کہ وہ اس کو دے کر روز قیامت کے عذاب سے چھوٹ جاویں تب بھی وہ چیزیں ہرگز ان سے قبول نہ کی جاویں گی اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ وہ اس بات کی خواہش کریں گے کہ جہنم سے نکل آئیں اور وہ اس سے کبھی نہ نکلیں گے اور ان کو عذاب دائمی ہوگا۔''

پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا پڑھتا ہوں بلکہ میں نے قرآن یاد کیا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾

[سورۃ بنی اسرائیل آیت: ۷۹]

''اور کسی قدر رات کے حصہ میں سو اس میں تہجد پڑھا کیجئے جو کہ آپ کے لیے (فرض نمازوں کے علاوہ) زائد چیز ہے امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا (یہی وہ مقام ہے جو شفاعت کبریٰ کا ہے) اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے کچھ عرصہ جہنم میں رکھیں گے اور ان سے بات بھی نہ فرمائیں گے اور جب ان کو وہاں سے نکالنا چاہیں گے نکال لیں گے۔''

حضرت یزید الفقیر کہتے ہیں اس کے بعد میں نے کبھی شفاعت کو نہیں جھٹلایا۔

[عند ابن ابی حاتم کذا فی التفسیر لابن کثیر ۲/ ۵۴]

جنت اور جہنم پر ایمان لانا

حضرت حنظلہ کاتب اسیدی رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے جنت اور جہنم کا ذکر اس طرح فرمایا کہ گویا ہم دونوں کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں پھر میں اٹھ کر بیوی بچوں کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ ہنسنے کھیلنے لگ گیا پھر مجھے وہ حالت یاد آئی جو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے) ہماری تھی (کہ ہم دنیا بھولے ہوئے تھے اور جنت اور جہنم آنکھوں کے سامنے تھیں اور اب وہ نہ رہی تھیں) یہ سوچ کر میں باہر نکلا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے۔ میں نے کہا اے ابوبکر! میں تو منافق ہوگیا۔ انہوں نے کہا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے سامنے جنت اور جہنم کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں کہ گویا ہم دونوں کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جب ہم آپ ﷺ کے پاس سے باہر آ جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور کام کاج میں لگ جاتے ہیں تو ہم (جنت جہنم سب) بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارا بھی یہی حال ہے پھر میں نے جا کر حضور ﷺ کی خدمت میں یہ ساری بات کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے حنظلہ! تمہاری جو حالت میرے پاس ہوتی ہے وہی اگر گھر والوں کے پاس جا کر بھی رہے تو فرشتے تم سے بستروں اور راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں لیکن حنظلہ! بات یہ ہے کہ گاہے گاہے گاہے۔[اخرجه الحسن بن سفیان و ابو نعیم كذا فى الكنز ۱/ ۱۰۰]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم نے حضور ﷺ کے پاس جاگ کر گزاری اور صبح ہم حضور ﷺ کی خدمت میں گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج رات مجھے خواب میں انبیاء علیہم السلام اور ان کی تابعدار امتیں دکھائی گئیں۔ ایک ایک نبی میرے پاس سے گزرتا تھا کوئی نبی ایک جماعت میں ہوتا کسی کے ساتھ تین آدمی ہوتے، کسی کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ﴾ [سورۃ ھود آیت ۷۸]

”کیا تم میں کوئی بھی (معقول آدمی اور) بھلا مانس نہیں۔“

پھر حضور ﷺ نے فرمایا پھر میرے پاس سے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ گزرے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ (ﷺ) کے بھائی حضرت موسیٰ بن عمران اور ان کے تابعدار امتی ہیں۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب! میری امت کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی دائیں طرف ٹیلوں میں دیکھو میں نے وہاں دیکھا تو بہت سے آدمیوں کے چہرے نظر آئے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا آپ راضی ہو گئے؟ میں نے کہا اے میرے رب! میں راضی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب اپنی بائیں طرف آسمان کے کنارے میں دیکھو میں نے وہاں دیکھا تو بہت سے آدمیوں کے چہرے نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا آپ راضی ہو گئے؟ میں نے کہا اے میرے رب! میں راضی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے ساتھ ستر ہزار اور بھی ہیں جو جنت میں حساب کے بغیر داخل ہوں گے پھر قبیلہ بنو اسد کے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ جو کہ بدری تھے وہ کہنے لگے اے

اللہ کے نبی! اللہ سے میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! اسے ان میں شامل فرما دے۔ اس پر ایک اور نوجوان نے اٹھ کر کہا یارسول اللہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس دعا میں عکاشہ تم سے سبقت لے گئے پھر حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں اگر تم ستر ہزار والوں میں سے ہو سکتے ہو تو ان میں سے ضرور ہو جاؤ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تم ٹیلوں والوں میں سے ہو جاؤ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر ان میں سے ہو جاؤ جن کو میں نے آسمان کے کنارے میں دیکھا تھا کیونکہ میں نے ایسے بہت سے آدمی دیکھے ہیں جن کے حالات ان تین قسم کے انسانوں کے خلاف ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنت والوں کا چوتھائی حصہ ہو گے اس پر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنت والوں کا تہائی حصہ ہو گے۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنت والوں میں آدھے ہو گے۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ○ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ﴾ [سورۃ واقعہ آیت ۳۹-۴۰]

"(اصحاب الیمین) کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آپس میں یہ بات کرنے لگے کہ یہ ستر ہزار کون ہیں؟ ہم نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور انہوں نے زندگی میں کبھی شرک نہیں کیا۔ ہوتے ہوتے یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ تو وہ لوگ ہیں جو (علاج کے لئے) جسم پر داغ نہیں لگائیں گے اور کبھی منتر نہیں پڑھیں گے اور نہ کبھی بدفالی لیں گے اور اپنے رب پر توکل کریں گے۔ [اخرجه ابن ابی حاتم و كذا رواه ابن جرير و هذا الحديث له طرق كثيرة من غير هذا الوجه فى الصحاح وغيرها كذا فى التفسير لابن كثير ۴/ ۲۹۳ واخرجه الحاكم فى المستدرك ۴/ ۵۷۸ عن عبدالله بن مسعود بطوله نحوه وقال هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه بهذه السياقة وقال الذهبى صحيح]

حضرت سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیہاتی لوگوں کے سوالات سے بڑا نفع پہنچاتے ہیں' چنانچہ ایک دن ایک دیہاتی آیا

اور اس نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک ایسے درخت کا ذکر کیا ہے جس سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کون سا درخت ہے؟ اس نے کہا بیری کا درخت کیونکہ اس میں تکلیف دہ کانٹے ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

﴿فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ﴾ [سورۃ واقعہ آیت ۲۸]

''وہ ان باغوں میں ہوں گے جہاں بے خار بیریاں ہوں گی۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کے کانٹے دور کر دیئے ہیں اور ہر کانٹے کی جگہ پھل لگا دیا ہے۔ اس درخت میں ایسے پھل لگیں گے کہ ہر پھل میں بہتر (۷۲) قسم کے ذائقے ہوں گے اور ہر ذائقہ دوسرے سے مختلف ہوگا۔ [اخرجه ابن النجار]

حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک دیہاتی آدمی آیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے آپ سے جنت میں ایک ایسے درخت کا ذکر سنا ہے کہ میرے خیال میں اس سے زیادہ کانٹے والا درخت اور کوئی نہیں ہوگا یعنی ببول کا درخت۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے ہر کانٹے کی جگہ بھرے ہوئے گوشت والے بکرے کے خصیہ کے برابر پھل لگا دیں گے اور اس پھل میں ستر قسم کے ذائقے ہوں گے ہر ذائقہ دوسرے سے مختلف ہوگا۔ [عند ابن ابی داؤد کذا فی التفسیر لابن کثیر ۴/۲۸۸]

حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے حضور ﷺ سے حوض کے بارے میں پوچھا اور جنت کا تذکرہ کیا۔ پھر اس دیہاتی نے کہا کیا اس میں پھل بھی ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس میں ایک درخت ہے جسے طوبیٰ کہا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کسی اور چیز کا بھی ذکر فرمایا لیکن مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیا چیز تھی۔ اس دیہاتی نے کہا ہمارے علاقہ کے کسی درخت کے مشابہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے علاقے کے کسی درخت کے مشابہ نہیں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم شام گئے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ شام کے ایک درخت کے مشابہ ہے جس کو اخروٹ کہا جاتا ہے۔ ایک تنے پر اگتا ہے اور اس کی اوپر والی شاخیں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں پھر اس دیہاتی نے کہا گچھا کتنا بڑا ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا سیاہ سفید داغوں والا کوا بغیر رکے

ایک مہینہ مسلسل اڑ کر جتنا فاصلہ طے کرتا ہے وہ گچھا اس فاصلے کے برابر ہوگا پھر اس دیہاتی نے کہا اس درخت کی جڑ کتنی موٹی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے گھر والوں کے اونٹوں میں سے ایک جوان اونٹ چلنا شروع کرے اور چلتے چلتے بوڑھا ہو جائے اور بوڑھا ہونے کی وجہ سے اس کی ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ جائے پھر بھی وہ اس کی جڑ کا ایک چکر نہیں لگا سکے گا پھر اس دیہاتی نے پوچھا کیا جنت میں انگور ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! اس نے پوچھا انگور کا دانہ کتنا بڑا ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تیرے باپ نے کبھی اپنی بکریوں میں سے بڑا بکرا ذبح کیا ہے؟ اس نے کہا جی کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر اس نے اس کی کھال اتار کر تیری ماں کو دے دی ہو اور اس سے کہا ہو کہ اس کھال کا ہمارے لیے ڈول بنا دے! اس دیہاتی نے کہا جی ہاں حضور ﷺ نے فرمایا وہ دانہ اس ڈول کے برابر ہوگا پھر دیہاتی نے کہا (جب وہ دانہ ڈول کے برابر ہوگا) تو پھر ایک دانے سے میرا اور میرے گھر والوں کا پیٹ بھر جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں بلکہ تیرے سارے خاندان کا پیٹ بھر جائے گا۔

اخرجه الامام احمد كذا في التفسير لابن كثير ۴/ ۲۹۰

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حبشہ کا ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو چاہو پوچھو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ کو شکل وصورت، رنگ اور نبوت کی وجہ سے ہم پر فضیلت حاصل ہے ذرا یہ بتائیں کہ اگر میں ان چیزوں پر ایمان لے آؤں جن پر آپ ایمان لائے ہیں اور وہ تمام عمل کروں جو آپ ﷺ کر رہے ہیں تو کیا میں بھی جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ ہو سکتا ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا بالکل ضرور۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کالے حبشی کی سفیدی جنت میں ہزار سال کی مسافت سے نظر آئے گی پھر حضور ﷺ نے فرمایا جو آدمی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے وہ اللہ کی ذمہ داری میں آ جاتا ہے اور جو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہے اس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اس پر ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! اس کے بعد ہم کیسے ہلاک ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک آدمی اتنے اعمال لے کر آئے گا کہ اگر وہ اعمال کسی پہاڑ پر رکھ دیئے جائیں تو پہاڑ کو بھی بھاری لگنے لگیں پھر ان اعمال کے مقابلہ میں اللہ کی نعمتیں آئیں گی اور وہ ان سارے اعمال کو ختم کرنے کے قریب ہوں گی البتہ اگر اللہ اسے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے تو اس کے اعمال بچ سکیں گے۔

اور جب یہ سورت هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ سے لے کر مُلْكًا كَبِيْرًا تک نازل ہوئی۔ [سورۃ دھر آیت ۱-۲۰]

''بے شک انسان پر زمانہ میں ایک وقت ایسا بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا (یعنی انسان نہ تھا بلکہ نطفہ تھا)''

تو اس حبشی نے کہا میری آنکھیں بھی وہ سب کچھ جنت دیکھیں گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں دیکھیں گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! یہ سن کر (خوشی کے مارے) وہ رونے لگا اور اتنا رویا کہ اس کی جان نکل گئی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے اسے قبر میں اتار رہے تھے۔ [اخرجه الطبرانی كذا فی التفسير لابن كثير ۴/ ۴۵۷]

حضرت عبداللہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ والی سورۃ نازل ہوئی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کالا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورۃ پڑھ کر سنائی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سورۃ میں جنت کی نعمتوں کے ذکر پر پہنچے تو اس نے ایک لمبا سانس زور سے لیا اور اس کی جان نکل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے شوق نے تمہارے ساتھی اور بھائی کی جان لے لی۔

[مرسل غريب كذا فی التفسير لابن كثير ۴/ ۴۵۳]

حضرت ابو مطر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ابولؤلؤ نے زخمی کیا تو میں ان کے پاس گیا وہ رو رہے تھے میں نے کہا اے امیر المومنین! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آسمان کے فیصلے کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ مجھے جنت میں لے جایا جائے گا یا جہنم میں؟ میں نے ان سے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کی بشارت ہو کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار دفعہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابوبکر و عمر جنت کے بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں اور دونوں بہت عمدہ آدمی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی! کیا تم میرے جنتی ہونے کے گواہ ہو؟ میں نے کہا جی ہاں اور اے حسن! تم اپنے باپ کے گواہ رہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر جنت والوں میں سے ہے۔

[اخرجه ابن عساكر كذا فی المنتخب ۴/ ۴۳۸]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زہد کے باب میں گزر چکا ہے کہ انہوں نے اپنی ایک ضیافت کے موقع

پر فرمایا کہ ہمیں تو یہ کھانا مل گیا لیکن وہ مسلمان فقراء جن کا اس حال میں انتقال ہوا کہ ان کو پیٹ بھر جو کی روٹی بھی نہ ملتی تھی ان کو کیا ملے گا؟ حضرت عمر بن ولید نے کہا انہیں جنت ملے گی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور فرمایا اگر ہمارے حصہ میں دنیا کا یہ مال و متاع ہے اور وہ جنت لے جائیں تو وہ ہم سے بہت آگے نکل گئے اور بڑی فضیلت حاصل کر لی۔

[اخرجه عبد بن حمید وغیره عن قتادة]

حضرت مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب میرے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کی جان نکل رہی تھی۔ ان کا سر میری گود میں تھا۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ انہوں نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے میرے بیٹے! کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا آپ کے مقام کی وجہ سے اور آپ کو مرتے ہوئے دیکھ کر رو رہا ہوں۔ میرے والد نے مجھے کہا مت روئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھے کبھی عذاب نہیں دیں گے اور میں یقیناً جنت والوں میں سے ہوں اور مومن بندے جب تک اللہ کے لیے عمل کریں گے اللہ ان کی نیکیوں کا بدلہ دے گا اور کفار کی نیکیوں کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور مومنین کے وہ عمل جو انہوں نے اللہ کے لیے کیے تھے جب وہ ختم ہو جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا جس کے لیے عمل کیا تھا ہر ایک اس کا ثواب بھی اسی سے لے لے۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۱۴۷]

حضرت ابن شماسہ مہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور ان کی جان نکل رہی تھی۔ انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا اور کافی دیر تک روتے رہے۔ ان کا بیٹا انہیں کہتا رہا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اور یہ بشارت نہیں دی؟ لیکن وہ دیوار کی طرف منہ کر کے روتے رہے پھر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا تم جو میرے فضائل شمار کر رہے ہو ان سب سے افضل تو کلمہ شہادت

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

ہے لیکن میری زندگی کے تین دور ہیں پہلا دور تو وہ ہے کہ مجھے اس زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مبغوض کوئی نہیں تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قابو پا کر قتل کر دینے سے زیادہ محبوب اور کوئی کام نہیں تھا اگر میں اس حال میں مر جاتا تو میں جہنم والوں میں سے ہوتا پھر اللہ نے میرے دل میں اسلام کی حقانیت ڈال دی اور میں بیعت ہونے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں آپ سے بیعت ہو جاؤں۔ حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک بڑھا دیا۔ میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرو! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا میں کچھ شرط لگانا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا یہ شرط لگانا چاہتا ہوں کہ میری مغفرت ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرو! کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام اپنے سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت کرنے سے بھی پہلے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج کرنے سے بھی پہلے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور پھر میرا یہ حال ہو گیا کہ حضور ﷺ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں تھا اور میری نگاہ میں حضور ﷺ سے زیادہ اور کوئی عظمت والا نہیں تھا اگر کوئی مجھ سے کہتا کہ حضور ﷺ کا حلیہ بیان کرو تو میں بیان نہیں کر سکتا تھا کیونکہ میں حضور ﷺ کی عظمت اور ہیبت کی وجہ سے آپ کو آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اگر میں اس حالت پر مرتا تو مجھے یقین تھا کہ میں جنت والوں میں سے ہوتا۔ اس کے بعد ہمیں بہت سے کام کرنے پڑے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ ان کاموں کے کرنے کے بعد اب میرا کیا حال ہو گا؟ لہٰذا جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی عورت جائے اور نہ آگ اور جب تم مجھے دفن کر لو تو میرے اوپر اچھی طرح مٹی ڈالنا اور دفن کر کے میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرے رہنا جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ تم لوگوں کے قریب ہونے سے مجھے انس رہے گا یہاں تک کہ مجھے پتہ چل جائے گا کہ میں اپنے رب کے قاصدوں کے سوالوں کا کیا جواب دیتا ہوں۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۲۵۸ و اخرجه مسلم ۱/ ۷۶ بسند ابن سعد بسياقه نحوه]

حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ رونے لگے۔ ان سے ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا آپ موت سے گھبرا رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' نہیں اللہ کی قسم! نہیں۔ (موت کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں) بلکہ موت کے بعد جو حالات آنے والے ہیں ان کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ نے تو خیر کا زمانہ گزارا ہے پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ انہیں یاد کرانے لگے کہ آپ حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ آپ۔ شام میں بڑی فتوحات حاصل کی ہیں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے ان سب سے افضل چیز کو تو چھوڑ دیا اور

وہ ہے کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پھر آگے حدیث کو مختصر ذکر کیا اور اس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ جب میں مر جاؤں تو کوئی عورت مجھ پر بین نہ کرے اور نہ کوئی تعریف کرنے والا میرے جنازے کے ساتھ جائے اور نہ (جاہلیت کے دستور کے مطابق) میرے جنازے کے ساتھ آگ ہو۔ اب میری لنگی اچھی طرح مضبوطی سے باندھ دو کیونکہ (جان نکالتے وقت) فرشتے مجھ سے جھگڑا کریں گے (تو کہیں اس حالت میں ستر نہ کھل جائے) اور میرے اوپر دونوں طرف اچھی طرح مٹی ڈالنا کیونکہ میرا دایاں پہلو بائیں پہلو سے زیادہ مٹی کا حقدار نہیں ہے اور میری قبر میں کوئی لکڑی اور پتھر استعمال نہ کرنا (تاکہ قبر شاندار نہ بنے)

[اخرجه احمد كذا فى البداية ۸/ ۲۶ وقال و قدروى مسلم هذا الحديث فى صحيحه و فيه زيادات على هذا السياق اى سياق احمد]

ایک روایت میں یہ ہے کہ اس کے بعد حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا اور کہنے لگے اے اللہ! تو نے ہمیں بہت سے حکم دیئے لیکن ہم نے تیری نافرمانی کی اور وہ حکم پورے نہ کئے اور تو نے ہمیں بہت سے کاموں سے روکا لیکن ہم نہ رکے اس لیے ہماری نجات کی بس ایک ہی صورت ہے کہ تو ہمیں معاف کر دے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے گلے پر اس طرح رکھا جیسے کہ گلے میں طوق ڈالا جاتا ہے پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا اے اللہ! میں طاقتور بھی نہیں کہ بدلہ لے سکوں اور نہ بے قصور ہوں کہ عذر پیش کر سکوں اور نہ ہی مجھے اپنی غلطیوں اور گناہوں سے انکار ہے بلکہ میں تو استغفار کرتا ہوں لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وہ یہ کلمات بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور ابن سعد کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! تو نے ہمیں بہت سے حکم دیئے جنہیں ہم نے پورا نہ کیا اور تو نے ہمیں برے کاموں سے روکا لیکن ہم نے اپنے آپ کو ضائع کر دیا نہ تو میں بے قصور ہوں کہ عذر پیش کروں اور نہ ایسا زوردار ہوں کہ بدلہ لے سکوں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ انتقال تک ان ہی کلمات کو دہراتے رہے۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۲۶۰ عن عبدالله بن عمرو رضی اللہ عنہما فذكر الحديث فيما اوصاه عمرو]

نصرت کے باب میں گذر چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تمہارے اوپر جو ہماری نصرت کا حق تھا وہ تم نے پورا پورا ادا کر دیا۔ اب اگر تم چاہو تو یوں کر لو کہ اپنا خیبر کا حصہ خوشی

خوشی مہاجرین کو دے دو اور (مدینہ کے باغات کے) سارے پھل خود رکھ لیا کرو (اور مہاجرین کو اب ان میں سے کچھ نہ دیا کرو یوں مدینہ کا سارا پھل تمہارا اور خیبر کا سارا پھل مہاجرین کا ہو جائے گا) انصار نے کہا (ہمیں منظور ہے) آپ نے ہمارے ذمہ اپنے کئی کام لگائے تھے۔ وہ ہم نے سارے کر دیئے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ ہماری چیز ہمیں مل جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنت تمہیں ضرور ملے گی۔ اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

اور جہاد کے باب میں یہ گذر چکا ہے کہ بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے کے لیے ابھارا تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا واہ واہ! کیا میرے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان صرف یہی چیز حائل ہے کہ یہ (کافر) لوگ مجھے قتل کر دیں؟ یہ کہہ کر کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں اور تلوار لے کر کافروں سے لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم واہ واہ کیوں کہہ رہے ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! صرف اس امید پر کہہ رہا ہوں کہ میں بھی جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جنت والوں سے ہو پھر وہ اپنی جھولی میں سے کھجوریں نکال کر کھانے لگے۔ پھر کہنے لگے ان کھجوروں کے کھانے تک میں زندہ رہوں یہ تو بڑی لمبی زندگی ہے یہ کہہ کر ان کھجوروں کو پھینک دیا اور شہید ہونے تک کافروں سے لڑتے رہے۔ اس حدیث کو امام احمد وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور جہاد کے باب میں زخمی ہونے کے عنوان میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا واہ واہ! جنت کی خوشبو دار ہوا کیا ہی عمدہ ہے جو مجھے احد پہاڑ کے پیچھے سے آ رہی ہے پھر انہوں نے کافروں سے جنگ شروع کر دی یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور صحابہ کرام کے اللہ کے راستے میں شہید ہونے کے شوق میں یہ گذر چکا ہے کہ جب حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ سے ان کے والد نے کہا اب ہم دونوں میں سے ایک کا یہاں رہنا ضروری ہو گیا ہے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اگر جنت کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتی تو میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے میں) آپ کو اپنے سے آگے رکھتا۔ میں اپنے اس سفر میں شہادت کی امید لگائے ہوئے ہوں اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کا قصہ بھی گذر چکا ہے کہ جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں سلام کہتے ہیں اور تم سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ تم اپنے آپ کو کیسا پا رہے ہو؟ تو

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم حضور ﷺ سے کہہ دینا کہ یا رسول اللہ! میرا حال یہ ہے کہ میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ غزوہ بیر معونہ کے دن حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا یعنی جنت ملنے کی کامیابی مل گئی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی بہادری کے عنوان میں یہ گذر چکا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا اے ہاشم! آگے بڑھو جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے اور موت نیزوں کے کناروں میں ہے۔ جنت کے دروازے کھولے جا چکے ہیں اور بڑی آنکھوں والی حوریں آراستہ ہو چکی ہیں۔ آج میں اپنے محبوب دوستوں حضرت محمد ﷺ اور ان کی جماعت سے ملوں گا پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ دونوں نے زوردار حملہ کیا اور دونوں شہید ہو گئے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی بہادری کے عنوان میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا اے مسلمانو! کیا تم جنت سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسر ہوں۔ کیا تم جنت سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسر ہوں میری طرف آؤ اور امارت قبول کرنے سے انکار کرنے کے باب میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے پہلے کبھی میرے دل میں دنیا کا خیال نہیں آیا تھا میں نے سوچا کہ ان سے جا کر کہوں کہ اس خلافت کی امید و طمع وہ آدمی کر رہا ہے جس نے آپ کو اور آپ کے باپ کو اسلام کی وجہ سے مارا تھا اور (مار مار کر) تم دونوں کو اسلام میں داخل کیا تھا (اس سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ذات مراد لے رہے ہیں) لیکن پھر مجھے جنتیں اور نعمتیں یاد آ گئیں تو میں نے ان سے یہ بات کہنے کا ارادہ چھوڑ دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات اس وقت کہی تھی جب دومۃ الجندل میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کون خلافت کی طمع اور امید رکھتا ہے؟ اور حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا قصہ پہلے گزر چکا ہے کہ جب انہوں نے صدقہ کیا تو کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کے گھر والوں کا آپ پر حق ہے۔ آپ کے سسرال والوں کا بھی آپ پر حق ہے تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ان کے حقوق کی ادائیگی میں کبھی کسی کو ان پر ترجیح نہیں دی۔ میں موٹی آنکھوں والی حوریں حاصل کرنا چاہتا ہوں تو اس لیے میں کسی بھی انسان کو اس طرح خوش نہیں کرنا چاہتا کہ اس سے حوروں کے ملنے میں کمی آئے یا وہ نہ مل سکیں کیونکہ اگر جنت کی ایک بھی حور آسمان سے جھانک لے تو اس کی وجہ سے ساری زمین ایسے چمکنے لگے جیسے سورج چمکتا ہے۔ دوسری روایت میں یہ آیا ہے کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا ایسے ہی آرام سے بیٹھی رہو میرے کچھ

ساتھی تھے جو تھوڑا عرصہ پہلے مجھ سے جدا ہو گئے (اس دنیا سے چلے گئے) اگر مجھے ساری دنیا بھی مل جائے تو بھی مجھے ان کا راستہ چھوڑنا پسند نہیں ہے۔ اگر جنت کی خوبصورت حوروں میں سے ایک حور آسمان دنیا سے جھانک لے تو ساری زمین اس کے نور سے روشن ہو جائے اور اس کے چہرے کا نور چاند سورج کی روشنی پر غالب آ جائے اور جو دوپٹہ اسے پہنایا جاتا ہے وہ دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔ اب میرے لیے یہ تو آسان ہے کہ ان حوروں کی خاطر تجھے چھوڑ دوں لیکن تیری خاطر ان کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ سن کر وہ نرم پڑ گئی اور راضی ہو گئی۔ بیماریوں پر صبر کرنے کے باب میں یہ قصہ گذر چکا ہے کہ جب حضور ﷺ نے ایک انصاری عورت سے یہ فرمایا کہ تمہیں ان دو باتوں میں سے کون سی بات پسند ہے۔ ایک یہ کہ میں تمہارے لیے دعا کروں اور تمہارا بخار چلا جائے دوسری یہ کہ تم صبر کرو اور تمہارے لیے جنت واجب ہو جائے تو اس انصاری عورت نے تین دفعہ کہا اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! میں صبر کروں گی اور پھر کہا میں اللہ کی جنت کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قصہ بھی گزر چکا ہے کہ جب وہ بیمار ہوئے تو ان کے ساتھیوں نے ان کو کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں جنت چاہتا ہوں اور اولاد کے مرنے پر صبر کرنے کے باب میں حضرت ام حارثہ رضی اللہ عنہا کا قصہ گذر چکا کہ جب ان کا بیٹا حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کے دن شہید ہوا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھے بتائیں حارثہ کہاں ہے اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی ورنہ اللہ تعالیٰ بھی دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں یعنی کتنا نوحہ کرتی ہوں۔ اس وقت تک نوحہ کرنا حرام نہیں ہوا تھا۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت ام حارثہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو میں نہ روؤں گی اور نہ غم کا اظہار کروں گی اور اگر وہ جہنم میں ہے تو میں جب تک دنیا میں زندہ رہوں گی روتی رہوں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ام حارثہ! وہاں ایک جنت نہیں ہے بلکہ کئی جنتیں ہیں اور (تمہارا بیٹا) حارث (پیار کی وجہ سے حارثہ کی جگہ حارث فرمایا) تو فردوس اعلیٰ میں ہے۔ اس پر وہ ہنستی ہوئی واپس چلی گئیں اور کہہ رہی تھیں واہ واہ! اے حارث تیرے کیا کہنے!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں جہنم کو یاد کر کے رونے لگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا میں جہنم کو یاد کر کے رو رہی ہوں۔ کیا آپ ﷺ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد

نہیں رکھے گا ایک تو اعمال کے ترازو کے پاس جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اس کا ترازو (نیک اعمال کی وجہ سے) ہلکا ہو گا یا (گناہوں کی وجہ سے) بھاری۔ دوسرے اعمال نامے ملنے کے وقت۔ یہاں تک کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں آئے گا یا بائیں میں اور (سامنے سے ملے گا) یا پشت کے پیچھے سے جسے دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا لو میرا اعمال نامہ پڑھ لو تیسرے پل صراط کے پاس۔ جب پل صراط جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا اس کے دونوں کناروں پر بہت سارے آنکڑے اور کانٹے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہیں گے ان آنکڑوں اور کانٹوں میں پھنسا کر روک لیں گے یہاں تک کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس سے نجات پاتا ہے یا نہیں۔ [اخرجه الحاكم ۴/ ۵۷۸ قال الحاكم هذا حديث صحيح اسناده على شرط الشيخين لو لا ارسال فيه بين الحسن و عائشه و كذا قال الذهبى]

حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ [سورة تحريم آيت ٦]

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن (اور سوختہ) آدمی اور پتھر ہیں۔"

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک بڑے میاں بھی تھے۔ بڑے میاں نے کہا یا رسول اللہ! جہنم کے پتھر دنیا کے پتھر جیسے ہوں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جہنم کی چٹانوں میں سے ایک چٹان دنیا کے تمام پہاڑوں سے زیادہ بڑی ہے۔ یہ سن کر وہ بڑے میاں بے ہوش کر گر پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا تو وہ زندہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکار کر کہا اے بڑے میاں! لآ اله الا الله پڑھو۔ اس نے کلمہ پڑھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنت کی بشارت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہ بشارت ہم میں سے ہر ایک کے لیے ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ﴾ [سورة ابراهيم آيت ۱۴]

''یہ ہر اس شخص کے لیے (عام) ہے جو میرے روبرو کھڑا ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے'' [اخرجه ابن ابی حاتم هذا حدیث مرسل غریب کذا فی التفسیر لابن کثیر ۴/ ۳۹۱ و اخرجه الحاکم بمعناه مختصراً من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما و صححه کما تقدم فی الخوف]

حاکم کی ایک روایت میں بڑے میاں کے بجائے ایک نوجوان کے بے ہوش ہو کر گرنے کا ذکر ہے۔ اللہ سے ڈرنے کے باب میں یہ قصہ گذر چکا ہے کہ ایک انصاری نوجوان کے دل میں اللہ کا ڈر اتنا زیادہ بیٹھ گیا تھا کہ جب بھی اس کے سامنے جہنم کا ذکر ہوتا تو وہ رونے لگ جاتا اور اس کیفیت کے غلبہ کی وجہ سے وہ ہر وقت گھر ہی رہنے لگا' باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب اس نوجوان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نگاہ پڑی تو وہ کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے لگ گیا اور اسی حال میں اس کی جان نکل گئی اور وہ مر کر نیچے گر پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے ساتھی کی تجہیز و تکفین کرو۔ جہنم کے ڈر نے اس کے جگر کے ٹکڑے کر دیئے۔

[اخرجه الحاکم و صححه عن سهل و ابن ابی الدنیا وغیره عن حذیفه رضی اللہ عنہ]

اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کا قصہ بھی گذر چکا ہے کہ جب وہ بستر پر لیٹتے تو کروٹیں بدلتے رہتے اور ان کو نیند نہ آتی اور یوں فرماتے اے اللہ! جہنم نے میری نیند اڑا دی ہے پھر کھڑے ہو کر نماز شروع کر دیتے اور صبح تک اس میں مشغول رہتے۔ اس باب کے کچھ قصے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے رونے کے باب میں گذر چکے ہیں اور غزوہ موتہ کے دن کے واقعات میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ غور سے سنو اللہ کی قسم! نہ تو میرے دل میں دنیا کی محبت ہے اور نہ تم لوگوں سے تعلق اور لگاؤ بلکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی اس آیت کو پڑھتے ہوئے سنا جس میں دوزخ کی آگ کا تذکرہ ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ [مریم آیت ۷۱]

''اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس پر سے گذر نہ ہو۔ یہ آپ کے رب کے اعتبار سے لازم ہے جو (ضرور) پورا ہو کر رہے گا''۔

اب مجھے معلوم نہیں کہ اس آگ پر پہنچنے کے بعد واپسی کس طرح ہوگی؟

اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین

حضرت نیار بن مکرم اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿الٓمّٓ ○ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ○ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ﴾ (سورۃ روم آیت ۱ تا ۴)

''الم۔ اہل روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہوئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال کے اندر اندر غالب آ جائیں گے۔''

تو اس وقت فارس والے روم والوں پر غالب آئے ہوئے تھے اور مسلمان یہ چاہتے تھے کہ روم والے فارس والوں پر غالب آ جائیں کیونکہ مسلمان اور روم والے اہل کتاب تھے اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ﴾ [سورۃ روم آیت ۴-۵]

''اس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہوں گے وہ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے (اور) رحیم ہے۔''

اور قریش چاہتے تھے کہ فارس والے روم والوں پر غالب رہیں کیونکہ قریش اور فارس والے دونوں نہ تو اہل کتاب تھے اور نہ انہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا یقین تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ کے مختلف علاقوں میں جا کر بلند آواز سے یہ آیت پڑھنے لگے تو قریش کے کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا یہ آیت ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گی۔ آپ کے حضرت یہ کہتے ہیں روم والے فارس والوں پر تین سے لے کر نو سال کے اندر اندر غالب آ جائیں گے۔ کیا ہم آپ کے ساتھ اس بات پر شرط نہ لگا لیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھیک ہے اور یہ شرط لگانے کے حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مشرکوں نے شرط لگائی اور ہارنے پر جو چیز دینی پڑے گی اسے طے کیا اور مشرکوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ تین سال سے لے کر نو سال تک کی مدت میں سے کتنے سال طے کرتے ہیں؟ آپ ہمارے اور اپنے درمیان کوئی مدت طے کر دیں تاکہ اس کے

پورا ہونے پر پتہ چلے کہ شرط کون ہارتا ہے اور کون جیتتا ہے چنانچہ انہوں نے چھ سال متعین کر دیئے پھر چھ سال گزرنے پر بھی رومی لوگ غلبہ نہ پا سکے تو مشرکین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شرط لگائی ہوئی چیز لے لی پھر جب ساتواں سال شروع ہوا تو روم والے فارس والوں پر غالب آ گئے۔ مسلمان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر چھ سال مقرر کرنے پر اب اعتراض کرنے لگے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ کہا تھا کہ تین سال سے نو سال کے اندر اندر۔ جب نو سال سے پہلے پہلے روم والوں نے فارس والوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس پر بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

[اخرجه الترمذی هکذا ساقه الترمذی ثم قال هذا حدیث صحیح لا نعرفه الا من حدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ﴿الٓمٓ ○ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ○ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ﴾ نازل ہوئی تو مشرکوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ آپ کے حضرت کیا کہہ رہے ہیں؟ یوں کہہ رہے ہیں کہ روم والے فارس والوں پر غالب آ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے حضرت بالکل سچ کہتے ہیں۔ ان مشرکوں نے کہا کیا آپ ہم سے اس پر شرط لگانے کو تیار ہیں؟ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روم والوں کے غالب آنے کی مدت مقرر کر دی لیکن وہ مدت گذر گئی اور رومی فارس والوں پر غالب نہ آ سکے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناگواری کا اظہار فرمایا۔ یہ شرط لگا کر سال مقرر کر دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتے ہوئے ایسا کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب مشرکوں کے پاس جاؤ اور شرط میں جو چیز مقرر کی ہے اس کی مقدار بھی بڑھا دو اور مدت بھی بڑھا دو چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جا کر مشرکوں سے کہا کیا آپ لوگ دوبارہ شرط لگاؤ گے؟ کیونکہ دوبارہ شرط پہلے سے زیادہ اچھی ہوگی۔ مشرکوں نے کہا ٹھیک ہے (چنانچہ دوبارہ جو مدت متعین کی تھی) اس مدت کے پورا ہونے سے پہلے ہی روم نے فارس پر غلبہ پا لیا اور انہوں نے اپنے گھوڑے مدائن میں باندھ دیئے اور رومیہ شہر کی بنیاد رکھی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شرط والا مال لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے اور عرض کیا کہ یہ حرام مال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دوسروں کو دے دو۔

[عند ابن ابی حاتم و اخرجه الامام احمد و الترمذی و حسنه و النسائی و ابن ابی حاتم

و ابن جریر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بمعناہ مختصرا کما فی التفسیر لابن کثیر ۳/ ۴۲۳]

حضرت کعب بن عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اہل حیرہ کے وفد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر اسلام پیش کیا۔ ہم مسلمان ہو گئے اور حیرہ واپس آ گئے۔ چند دن گزرے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر آ گئی جس سے میرے ساتھی تو شک میں پڑ گئے اور کہنے لگے اگر وہ نبی ہوتے تو ان کا انتقال نہ ہوتا۔ میں نے کہا نہیں۔ ان سے پہلے اور انبیاء کا بھی تو انتقال ہو چکا ہے۔ میں اسلام پر پکا رہا پھر میں مدینہ کے ارادے سے چل پڑا۔ راستے میں میرا گذر ایک راہب کے پاس سے ہوا۔ ہم اس سے پوچھے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ میں نے جا کر اسے کہا جس کام کا میں نے ارادہ کیا ہے اس کے بارے میں بتاؤ۔ اس بارے میں میرے دل میں کچھ کھٹک سی ہے۔ اس راہب نے کہا اپنے نام کی کوئی چیز لاؤ۔ میں ٹخنے کی ہڈی لایا (عربی میں ٹخنے کی ہڈی کو کعب کہتے ہیں اور ان کا نام بھی کعب تھا) اس نے کچھ بال نکالے اور کہا اس ہڈی کو ان بالوں میں ڈال دو۔ میں نے وہ ہڈی ان بالوں میں ڈال دی تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل اسی صورت میں نظر آئے جس میں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا منظر بھی سارا اسی طرح نظر آیا جس طرح ہوا تھا (بظاہر جادو کے زور سے یہ سب کچھ نظر آیا) اس سے میرے ایمان کی بصیرت اور بڑھ گئی۔ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سارا قصہ سنایا اور میں ان کے پاس ٹھہر گیا پھر انہوں نے مجھے (اسکندریہ کے بادشاہ) مقوقس کے پاس بھیجا وہاں سے واپس آیا تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے مقوقس کے پاس بھیجا اور جنگ یرموک کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط لے کر مقوقس کے پاس پہنچا۔ مجھے جنگ یرموک کی اس وقت تک خبر نہیں تھی۔ مقوقس نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ رومیوں نے عربوں کو قتل کر دیا ہے اور انہیں شکست دے دی ہے۔ میں نے کہا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا کیوں؟ میں نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کریں گے اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ اس پر اس نے کہا اللہ کی قسم! عربوں نے رومیوں کو ایسے قتل کیا ہے جیسے قوم عاد کو قتل کیا گیا تھا اور تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بالکل سچ کہا پھر اس نے مجھ سے بڑے بڑے صحابہ کے بارے میں پوچھا اور مجھے ان کے لیے ہدیے بھی دیئے۔ میں نے کہا اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ زندہ ہیں ان کے ساتھ بھی حسن سلوک اور صلہ رحمی کرو۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں تجارت وغیرہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا شریک تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عطایا کا رجسٹر بنایا تو مجھے (اپنے خاندان) بنو عدی بن کعب میں شمار کر کے میرا بھی حصہ مقرر کیا۔ [اخرجه البغوی وقال البغوی لا اعلم لکعب بن عدی غیره وھکذا اخرجه ابن قانع عن البغوی ولکنه اقتصر منه الی قوله مات الانبیاء قبله و ابن شاھین و ابو نعیم و ابن السکن بطوله و اخرجه ابن یونس فی تاریخ مصر من وجه آخر عن کعب بطوله کما فی الاصابة ۳/ ۲۹۸]

مرتدین سے جنگ کرنے کے باب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ قول گذر چکا ہے اللہ کی قسم! میں اللہ کی بات کو لے کر کھڑا رہوں گا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتا رہوں گا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا فرمادیں اور اپنے عہد کو ہمارے لیے پورا فرمادیں چنانچہ ہم میں سے جو مارا جائے گا وہ شہید ہو کر جنت میں جائے گا اور ہم میں سے جو باقی رہے گا وہ اللہ کی زمین پر اللہ کا خلیفہ اور اللہ کی عبادت کا وارث بن کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حق کو مضبوط فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ان کے فرمان کے خلاف نہیں ہوسکتا:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ [سورہ نور آیت ۵۵]

"(اے مجموعہ امت!) تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی۔"

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جہاد اور نفر فی سبیل اللہ کے لیے ترغیب دینے کے باب میں ان کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ جو مہاجرین اللہ کے دین کے لیے ایک دم دوڑ کر آیا کرتے تھے وہ آج اللہ کے وعدے سے کہاں دور جا پڑے ہیں؟ تم اس سرزمین میں جہاد کے لیے چلو جس کے بارے میں اللہ نے تم سے قرآن میں وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہیں اس زمین کا وارث بنائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ [سورۃ توبہ:۳۳]

"تاکہ اس کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کردے"

اللہ اپنے دین کو ضرور غالب کریں گے اور اپنے مددگار کو عزت دیں گے اور اپنے دین

والوں کو تمام قوموں کا وارث بنائیں گے اللہ کے نیک بندے کہاں ہیں؟ اور جہاد کے لیے ترغیب دینے کے باب میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ قول گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق ہیں اور بادشاہت میں ان کا کوئی شریک نہیں ان کی کسی بات کے خلاف نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾ [سورۃ انبیاء آیت ۱۰۵]

"اور ہم (سب آسمانی) کتابوں میں لوح محفوظ (میں لکھنے) کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اس زمین (جنت) کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے۔"

یہ زمین تمہاری میراث ہے اور تمہارے رب نے تمہیں دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے اور تین سال سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس زمین کو استعمال کرنے کا موقع دیا ہوا ہے تم خود بھی اس سے کھا رہے ہو اور دوسروں کو بھی کھلا رہے ہو اور یہاں کے رہنے والوں کو قتل کر رہے ہو اور ان کا مال سمیٹ رہے ہو اور آج تک ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر رہے ہو غرضیکہ گزشتہ تمام جنگوں میں تمہارے ناموروں نے ان کو بڑا نقصان پہنچایا ہے اور اب تمہارے سامنے ان کا بہت بڑا لشکر جمع ہو کر آ گیا ہے (اس لشکر کی تعداد دو لاکھ بتائی جاتی ہے) اور تم عرب کے سردار اور معزز لوگ ہو اور تم میں سے ہر ایک اپنے قبیلے کا بہترین آدمی ہے اور تمہارے پیچھے رہ جانے والوں کی عزت تم سے ہی وابستہ ہے۔ اگر تم دنیا کی بے رغبتی اور آخرت کا شوق اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا اور آخرت دونوں دے دیں گے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کی خبر دی ہے ان پر یقین کرنا

حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی آدمی سے گھوڑا خریدا اور اسے اپنے پیچھے آنے کے لیے کہا تاکہ اسے گھوڑے کی قیمت دے دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیز تیز چلتے ہوئے آگے نکل گئے۔ وہ دیہاتی آہستہ آہستہ چل رہا تھا لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گھوڑا خرید لیا ہے اس لیے لوگ اس سے اس گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ ہوتے ہوتے ایک آدمی نے اس گھوڑے کی قیمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ لگا دی تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دے کر کہا اگر

آپ یہ گھوڑا خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ میں اسے بیچنے لگا ہوں۔ حضور ﷺ نے جب اس دیہاتی کی یہ بات سنی تو رک گئے۔ جب دیہاتی آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے اس سے کہا کیا میں نے تم سے یہ گھوڑا خرید نہیں لیا؟ اس نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ کو یہ گھوڑا نہیں بیچا۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، میں تم سے یہ گھوڑا خرید چکا ہوں۔ حضور ﷺ اور وہ دیہاتی آپس میں بات کرنے لگے تو دونوں کے گرد لوگ جمع ہو گئے پھر وہ دیہاتی کہنے لگا آپ اپنا کوئی گواہ لائیں جو اس بات کی گواہی دے کہ میں نے آپ (ﷺ) کے ہاتھ یہ گھوڑا بیچا ہے جو بھی مسلمان وہاں آتا وہ اس دیہاتی کو یہی کہتا تیرا ناس ہو رسول اللہ ﷺ تو ہمیشہ صرف حق بات ہی کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انہوں نے حضور ﷺ کی اور دیہاتی کی گفتگو کو سنا اور دیہاتی کہہ رہا تھا آپ اپنا کوئی گواہ لائیں جو اس بات کی گواہی دے کہ میں نے یہ گھوڑا آپ (ﷺ) کے ہاتھ بیچا ہے۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم نے حضور ﷺ کے ہاتھ یہ گھوڑا بیچا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو؟ حضرت خزیمہ نے کہا یا رسول اللہ! میں اس بنیاد پر گواہی دے رہا ہوں کہ میں آپ ﷺ کو سچا مانتا ہوں اس پر حضور ﷺ نے اکیلے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دی۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۳۷۸ واخرجه ابو داؤد صفحه ۵۰۸ عن عمارة بن خزيمه عن عمه]

حضرت محمد بن عمارہ بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے خزیمہ! تم تو ہمارے ساتھ نہیں تھے تو تم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! جب میں آپ کو آسمان کی باتوں میں سچا مانتا ہوں تو آپ یہ جو بات کہہ رہے ہیں اس میں آپ کو سچا کیسے نہ مانوں؟ چنانچہ حضور ﷺ نے ان کی گواہی دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دے دی۔

[عند ابن سعد ایضاً ۴/ ۳۷۹]

ابن سعد کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس بات کا یقین ہے کہ آپ ہمیشہ صرف حق بات ہی کہتے ہیں ہم اس سے بھی بہتر بات یعنی دینی معاملات میں آپ پر ایمان لا چکے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کی گواہی کو درست قرار دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور ﷺ شب معراج میں مسجد اقصیٰ تشریف لے

گئے تو لوگ اس بارے میں باتیں کرنے لگے اور جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر چکے تھے ان میں سے کچھ لوگ مرتد ہو گئے پھر یہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے جا کر کہا آپ کا اپنے حضرت کے بارے میں کیا خیال ہے، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا انہوں نے یہ بات کہی ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو بالکل سچ ہے۔ لوگوں نے کہا تو کیا آپ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے تھے اور صبح سے پہلے واپس بھی آ گئے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں! میں تو اس سے بھی زیادہ بعید نظر آنے والے امور میں ان کی تصدیق کرتا ہوں وہ صبح اور شام جو آسمان کی خبریں بتاتے ہیں میں ان میں ان کی تصدیق کرتا ہوں اسی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا گیا۔

[اخرجه البيهقي كذا في التفسير لابن كثير ۳/ ۲۱ و اخرجه ابو نعيم عن عائشة نحوه]

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ ایمان لا چکے تھے ان میں سے کچھ لوگ اس موقع پر مرتد ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی بہر حال یہ واقعہ بھی بہت بڑی آزمائش کا تھا۔ [قال ابو نعيم وفيه محمد بن كثير المصيصي ضعفه احمد جدا وقال ابن معين صدوق وقال النسائي وغيره ليس بالقوي كما في المنتخب ۴/ ۳۵۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ شب معراج کا واقعہ تفصیل سے ذکر کرتے ہیں آخر میں یہ ہے کہ جب مشرکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا اے ابوبکر! آپ کا اپنے حضرت کے بارے میں کیا خیال ہے۔ وہ یہ بتا رہے ہیں کہ وہ آج رات ایک مہینے کی مسافت پر گئے تھے اور پھر رات کو ہی واپس آ گئے۔ آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ہے۔

[اخرجه ابن ابي حاتم كما في التفسير لابن كثير ۳/ ۷]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک سال ٹڈیاں کم ہو گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ٹڈیوں کے بارے میں بہت پوچھا لیکن کہیں سے کوئی خبر نہ ملی تو وہ اس سے بہت پریشان ہوئے چنانچہ انہوں نے ایک سوار ادھر یعنی یمن بھیجا اور دوسرا شام اور تیسرا عراق بھیجا تاکہ یہ سوار پوچھ کر آئیں کہ کہیں ٹڈی نظر آئی ہے یا نہیں جو سوار یمن گیا تھا وہ وہاں سے ٹڈیوں کی ایک مٹھی لایا اور لا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ڈال دیں۔ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے جب انہیں دیکھا تو تین دفعہ اللہ اکبر کہا پھر فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار قسم کی مخلوق پیدا کی ہے۔ چھ سو سمندر میں اور چار سو خشکی میں اور ان میں سے سب سے پہلے ٹڈی ختم ہوگی' جب ٹڈیاں ختم ہو جائیں گی تو پھر اور مخلوقات بھی ایسے آگے پیچھے ہلاک ہونی شروع ہو جائیں گی جیسے موتیوں کی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو۔

[اخرجه الحافظ ابو یعلی کذا فی التفسیر لابن کثیر ۲/ ۱۳۱]

حضرت فضالہ بن ابی فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ینبع میں بیمار تھے اور بیماری کافی شدید تھی۔ میں اپنے والد کے ساتھ ان کی عیادت کرنے ینبع گیا۔ میرے والد صاحب نے ان سے کہا آپ یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ اگر آپ کا یہاں انتقال ہو گیا تو آپ کے پاس صرف جہینہ کے دیہاتی ہوں گے۔ آپ تھوڑی سی تکلیف فرما کر مدینہ تشریف لے چلیں اگر آپ کا وہاں انتقال ہوا تو پھر آپ کے ساتھی آپ کے پاس ہوں گے جو آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے (میرے والد) حضرت ابو فضالہ رضی اللہ عنہ بدری صحابہ میں سے تھے (اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں ان کا بڑا مقام تھا) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یقین ہے کہ میرا اس بیماری میں انتقال نہیں ہوگا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ جب تک میں امیر نہ بنایا جاؤں اور پھر میری یہ داڑھی میرے اس سر کے خون سے رنگی نہ جائے اس وقت تک میں نہیں مروں گا۔ [اخرجه احمد فی زوائد و ابن ابی شیبة و البزار وابو نعیم والبیهقی فی الدلائل و ابن عساکر کذا فی منتخب الکنزه ۵/ ۵۹ وقال رجاله ثقات]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اونٹ کی رکاب میں پاؤں رکھ چکا تھا اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے کہا عراق۔ انہوں نے کہا اگر آپ وہاں گئے تو کوئی آپ کو تلوار مار دے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے ان سے پہلے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ہے۔

[اخرجه الحمیدی و البزار و ابو یعلی و ابن حبان والحاکم وغیرهم کذا فی المنتخب]

حضرت معاویہ بن جریر حضرمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گھڑ سوار میرے سامنے سے گزریں (چنانچہ سوار گزرنے لگے) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے ابن ملجم گذرا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے اس کا نام اور نسب پوچھا اس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور

کا نام بتا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو پھر اس نے اپنے باپ کا نام لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تم نے ٹھیک کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ میرا قاتل یہودیوں میں سے ہوگا۔ یہ ابن ملجم یہودی تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا چلے جاؤ۔

[اخرجه ابن عدی و ابن عساکر کذا فی المنتخب ۵/ ۶۳]

حضرت عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ملجم کو دیکھتے تو یہ شعر پڑھتے

• اُرِیْدُ حِبَاءَہٗ وَ یُرِیْدُ قَتْلِی
عَزِیْرَكَ مِنْ خَلِیْلِكَ مِنْ مُّرَادِ

"میں اسے عطیہ دینا چاہتا ہوں وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تم قبیلہ مراد میں سے اپنا وہ دوست لاؤ جو تمہارا عذر بیان کرے۔" (مراد ابن ملجم کا قبیلہ تھا)

[عند عبدالرزاق ابن سعد ووکیع فی الغرر کذا فی المنتخب ۵/ ۶۱]

حضرت ابو طفیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان کے پاس عبدالرحمن بن ملجم آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اسے عطیہ دیا جائے پھر اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس داڑھی کو اوپر کے حصے (کے خون) سے رنگنے سے اس بدبخت کو کوئی نہیں روک سکتا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے

اُشْدُدْ حَیَازِیْمَكَ لِلْمَوْتِ
فَاِنَّ الْمَوْتَ اٰتِیْکَا

"تو موت کے لیے اپنی کمر کس لے کیونکہ موت تمہیں ضرور آئے گی۔"

وَ لَا تَجْزَعْ مِنَ الْقَتْلِ
اِذَا حَلَّ بِوَادِیْکَا

"اور جب قتل تمہاری وادی میں اتر جائے تو پھر قتل ہونے سے نہ گھبرانا۔"

[عند ابن سعد و ابی نعیم کذا فی المنتخب ۵/ ۵۹]

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا جنہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی پرورش کی تھی وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو کہنے لگے اس بیماری میں مجھے موت نہیں آئے گی کیونکہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں لڑائی ہوگی اور میں ان دو

جماعتوں کے درمیان شہید ہو کر ہی مروں گا۔[اخرجه ابن عساكر كذا في المنتخب ۵/ ۲۴۷]۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اللہ کے راستہ میں شوق شہادت کے قصوں میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا یہ قول گذر چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ دنیا میں تمہارا آخری توشہ دودھ کی لسی ہوگی (اور وہ میں پی چکا ہوں اور اب میں دنیا سے جانے والا ہوں) جنگ صفین کے دن حضرت عمار رضی اللہ عنہ جب لڑ رہے تھے لیکن شہید نہیں ہو رہے تھے اس وقت ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کا قصہ بھی گذر چکا ہے اور ان کا یہ قول بھی گذر چکا ہے کہ اے امیر المومنین! یہ فلاں دن ہے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جس دن شہید ہونے کی خوشخبری دی تھی وہ دن یہی ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ جواب میں فرماتے' ارے اپنے اس خیال کو جانے دو۔ اس طرح تین مرتبہ ہوا پھر ان کے پاس دودھ لایا گیا جسے انہوں نے پی لیا پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دودھ ہی وہ چیز ہے جسے میں دنیا سے جاتے وقت سب سے آخر میں پیوں گا پھر کھڑے ہو کر جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ہشام بن ولید بن مغیرہ کی بیٹی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی تیمار داری کیا کرتی تھیں وہ کہتی ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلیے آئے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے باہر گئے تو کہنے لگے اے اللہ! ان کی موت ہمارے ہاتھوں میں نہ ہو کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔[اخرجه ابو يعلى و ابن عساكر كذا في منتخب الكنز ۵/ ۲۴۷]

حضرت ابراہیم بن اشتر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کی بیوی رونے لگی۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا تم کیوں رو رہی ہو؟ اس نے کہا میں اس لیے رو رہی ہوں کہ مجھ میں آپ کو دفن کرنے کی طاقت نہیں اور نہ ہی میرے پاس اتنا کپڑا ہے جو آپ کے دفن کے لیے کافی ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا مت روؤ کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ لوگوں کو فرماتے ہوئے سنا اور ان لوگوں میں میں بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں سے ایک آدمی کی موت جنگل بیابان میں آئے گی اور اس کے جنازے میں مسلمانوں کی ایک جماعت شریک ہوگی۔ اب ان لوگوں میں سے ہر ایک کا انتقال کسی نہ کسی بستی میں اور مسلمانوں کے مجمع میں ہوا ہے لہٰذا اب میں ہی ایسا ہوں کہ جسے جنگل

بیابان میں موت آئے گی اللہ کی قسم! نہ تو میں غلط کہہ رہا ہوں اور نہ حضور ﷺ نے مجھ سے غلط بات کی ہے لہٰذا آنے جانے کے عام راستہ کی طرف دیکھو۔ ان کی بیوی نے کہا حاجیوں کے قافلے واپس جا چکے ہیں اور راستے بند ہو چکے ہیں بہر حال وہ ٹیلہ پر چڑھ کر کھڑی ہو جاتیں اور راستہ کی طرف دیکھتیں (جب کوئی نظر نہ آتا تو) واپس آکر تیمارداری میں لگ جاتیں اور پھر ٹیلے پر چڑھ کر دیکھتیں وہ ایسے ہی کر رہی تھیں کہ اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک جماعت ہے جسے ان کی سواریاں تیزی سے لیے چلی آ رہی ہیں اور وہ اپنے کجاووں میں بیٹھے ہوئے ایسے لگ رہے تھے جیسے گدھ ہوں۔ ان کی بیوی نے کپڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا تو وہ دیکھ کر ان کی طرف آئے یہاں تک کہ ان کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور پوچھا کیا بات ہے؟ ان کی بیوی نے کہا ایک مسلمان مر رہا ہے کیا آپ اس کے کفن کا انتظام کر سکتے ہیں؟ ان لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا وہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ سب کہنے لگے ہمارے ماں باپ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر قربان ہوں اور کوڑے مار کر سواریاں تیز دوڑائیں اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں خوشخبری ہو اور پھر انہیں حضور ﷺ والی وہی حدیث سنائی پھر فرمایا میں نے حضور ﷺ سے یہ سنا ہے کہ جن دو مسلمانوں کے دو یا تین بچے مر جائیں اور وہ ثواب کی نیت سے اس پر صبر کر لیں تو دونوں کو جہنم کے دیکھنے سے بھی اللہ بچا لیں گے۔ تم لوگ سن رہے ہو اگر میرے پاس کفن کے لیے کوئی کپڑا ہوتا تو مجھے اسی میں کفن دیا جاتا ایسے ہی اگر میری بیوی کے پاس میرے کفن کے قابل کوئی کپڑا ہوتا تو مجھے اس میں کفن دیا جاتا (ہمارے پاس تو کفن کا کپڑا ہے نہیں' اس لیے آپ لوگ کفن کا کپڑا دیں) لیکن میں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم میں سے جو آدمی امیر یا چودھری یا نمبردار یا قاصد رہا ہو وہ مجھے کفن نہ دے تو ان لوگوں میں سے ہر آدمی ان میں سے کسی نہ کسی منصب پر رہ چکا تھا صرف ایک انصاری جوان ایسا تھا جس نے ان میں سے کوئی بھی کام نہیں کیا تھا اس نے کہا میں آپ کو کفن دوں گا کیونکہ آپ نے جتنی باتیں کہی ہیں میں نے ان میں سے کوئی کام نہیں کیا۔ میں نے یہ چادر اوڑھ رکھی ہے اور میرے تھیلے میں دو کپڑے ہیں جنہیں میری ماں نے کات کر میرے لیے بنا تھا میں ان تین کپڑوں میں آپ کو کفن دوں گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں تم مجھے ضرور کفن دینا' چنانچہ اس انصاری نے انہیں کفن دیا۔ راوی حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس جماعت میں حضرت حجر بن ادبر اور

(میرے والد) مالک بھی تھے اور یہ سب لوگ یمن کے تھے۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۲۳۳ و اخرجه ابو نعیم عن ام ذر نحوه كما فی المنتخب ۵/ ۱۵۷]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ربذہ بستی کی طرف جلاوطن کر دیا اور تقدیر کی لکھی موت ان کو آنے لگی اور اس وقت ان کے پاس صرف ان کی بیوی اور ان کا ایک غلام تھا تو انہوں نے ان دونوں کو وصیت کی کہ (جب میرا انتقال ہو جائے تو) تم دونوں مجھے غسل دینا اور پھر مجھے کفن دینا پھر میرے جنازے کو راستے کے درمیان رکھ دینا جو بھی پہلا قافلہ آپ لوگوں سے پاس سے گذرے انہیں بتا دینا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی (حضرت) ابوذر ہیں ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان دونوں نے غسل دے کر کفن پہنا کر ان کا جنازہ راستہ کے درمیان رکھ دیا کہ اتنے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عراق کی ایک جماعت کے ساتھ وہاں پہنچے۔ یہ لوگ عمرہ کرنے جا رہے تھے۔ ان کے اونٹ جنازے پر چڑھنے ہی لگے تھے کہ وہ لوگ راستہ میں جنازہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے غلام نے کھڑے ہو کر کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ چیخ مار کر رونے لگے اور فرمانے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ (اے ابوذر!) تو اکیلا چلے گا اکیلا مرے گا اور اکیلا اٹھایا جائے گا پھر وہ اور ان کے ساتھی سواریوں سے اترے اور انہیں دفن کیا پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ والی حدیث سنائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک جاتے ہوئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو جو کچھ کہا تھا وہ بھی بتایا۔ [عند ابن سعد ایضاً ۴/ ۲۳۴]

حضرت حمید بن منہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے دادا حضرت خریم بن اوس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ہجرت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آئے اس وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور میں اسلام میں داخل ہو گیا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے یہ سفید حیرہ (شہر) دکھایا گیا ہے اور یہ شیما بنت بقیلہ ازدیہ سفید خچر پر سوار کالا دوپٹہ اوڑھے ہوئے گویا کہ مجھے نظر آ رہی ہے میں نے کہا یا رسول اللہ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور جو منظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیما کا بتایا ہے اس منظر میں ہمیں ملے تو کیا وہ مجھے مل جائے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! وہ تمہاری (باندی) ہے پھر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد)

بہت سے لوگ مرتد ہو گئے لیکن ہمارے قبیلہ بنو طے میں کوئی مرتد نہ ہوا چنانچہ ہم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حیرہ کے ارادے سے چلے۔ جب ہم حیرہ میں داخل ہونے لگے تو ہمیں سب سے پہلے شیما بنت بقیلہ اسی حال میں ملی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ سفید خچر پر سوار کالا دوپٹہ اوڑھے ہوئی تھی۔ میں نے اس پر فوراً قبضہ کر لیا اور میں نے کہا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سارا حال بتایا تھا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دے دی تھی) حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے گواہ طلب کئے چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری اور حضرت محمد بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہما میرے گواہ بنے جس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مجھے شیما دے دی۔ پھر اس شیما کے پاس اس کا بھائی عبدالمسیح بن بقیلہ صلح کے ارادے سے آیا اور اس نے مجھ سے کہا شیما کو میرے ہاتھ بیچ دو۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! اس کی قیمت دس سو سے کم نہیں لوں گا چنانچہ اس نے مجھے ہزار درہم دے دیئے اور میں نے شیما اس کے سپرد کر دی۔ میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا اگر تم سو ہزار یعنی لاکھ لیتے تو وہ لاکھ بھی تمہیں دے دیتا (اس کے پاس تو پیسے بہت تھے) میں نے کہا مجھے معلوم نہیں تھا کہ دس سو سے بھی بڑا ہندسہ ہوتا ہے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الدلائل صفحه ۱۹۶ و اخرجه الطبرانی عن حمید بطوله کما فی الاصابة ۲/ ۲۲۴ و اخرجه البخاری عن حمید مختصراً و ابن منده بطوله وقال لا یعرف الا بهذا الاسناد تفردبه ذکریا بن یحییٰ عن زفر کذا فی الاصابة ۳:۳۷۱]

حضرت جبیر بن حیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عجمی کا فرسردار بندارفان نے یہ پیغام بھیجا کہ اے عرب کے لوگو! اپنے میں سے ایک آدمی میرے پاس بھیجو تاکہ ہم اس سے بات کریں چنانچہ لوگوں نے اس کام کے لیے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا۔ حضرت جبیر کہتے ہیں کہ میں ان کو دیکھ رہا تھا کہ ان کے لمبے لمبے بال تھے اور وہ کانے تھے چنانچہ وہ اس سردار کے پاس گئے جب وہ وہاں سے واپس آئے تو ہم نے ان سے پوچھا کہ اس سردار سے کیا بات ہوئی؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر میں نے کہا (زمانہ جاہلیت میں) ہم لوگ تمام لوگوں سے زیادہ دور گھر والے تھے (آبادی دور دور تھی) سب سے زیادہ بھوکے تھے، سب سے زیادہ بدحال تھے، تمام لوگوں میں ہر خیر سے سب سے زیادہ دور تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس ایک رسول بھیجا جس نے ہم سے دنیا میں اللہ کی مدد کا آخرت میں جنت کا وعدہ کیا اور جب سے وہ رسول ہمارے پاس آئے ہیں اس وقت سے ہم اپنے رب کی طرف سے مسلسل

کامیابی اور مدد ہی دیکھ رہے ہیں اور اب ہم تمہارے پاس آ گئے ہیں اور اللہ کی قسم! ہمیں یہاں بادشاہت اور شاندار زندگی نظر آ رہی ہے۔ ہم اسے چھوڑ کر بدحالی کی طرف کبھی واپس نہیں جائیں گے بلکہ یا تو تم پر غالب آ کر جو کچھ تمہارے قبضے میں ہے وہ سب کچھ لے لیں گے یا پھر یہاں ہی شہید ہو جائیں گے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الدلائل صفحه ۱۹۸]

حضرت جبیر بن حیہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے اہواز والوں کے پاس آدمی بھیجنے کے بارے میں لمبی حدیث ذکر کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ اہواز والوں نے مطالبہ کیا کہ ان کے پاس کوئی آدمی بھیجیں چنانچہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ ان لوگوں کے ترجمان نے کہا تم لوگ کون ہو؟ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم عرب کے کچھ لوگ ہیں۔ ہم سخت بدحالی میں تھے اور بہت طویل عرصے سے پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا تھے ہم بھوک کی وجہ سے کھال اور گٹھلی چوسا کرتے تھے اون اور بالوں کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ درختوں اور پتھروں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ہمارا یہی حال چل رہا تھا کہ آسمانوں اور زمین کے رب نے ہمارے پاس ہم میں سے ایک نبی بھیجا جس کے ماں باپ کو ہم پہچانتے تھے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کا حکم دیا کہ جب تک تم لوگ ایک اللہ کی عبادت نہ کرو یا جزیہ ادا نہ کرو ہم تم سے جنگ کرتے رہیں گے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اللہ کے سارے پیغام پہنچائے ان میں ایک پیغام یہ تھا کہ ہم میں سے جو آدمی قتل (شہید) ہو گا وہ جنت میں اور ایسی نعمتوں میں جائے گا کہ ان جیسی نعمتیں اس نے کبھی نہیں دیکھی ہوں گی اور ہم میں سے جو زندہ رہ جائے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہو گا اور تم پر غلبہ پائے گا۔ [عند البیهقی فی الاسماء والصفات و رواه البخاری فی الصحیح کما قال البیهقی و اخرجهما ابو نعیم فی الدلائل صفحه ۱۹۹ عن بکربن عبدالله المزنی و زیاد بن جبیر بن حیة نحوه و لعله سقط عن فی روایة عن جبیر بن حیة]

حضرت طلق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے آ کر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابو درداء! آپ کا گھر جل گیا۔ انہوں نے فرمایا میرا گھر نہیں جل سکتا پھر دوسرے آدمی نے آ کر وہی بات کہی تو انہوں نے کہا نہیں میرا گھر نہیں جل سکتا پھر تیسرے آدمی نے آ کر بھی وہی بات کہی تو اس کو بھی یہی کہا کہ میرا گھر نہیں جل سکتا پھر چوتھے آدمی نے آ کر کہا آگ تو بھڑکی تھی اور آپ کے گھر تک بھی پہنچ گئی تھی لیکن وہاں جا کر بجھ گئی۔ انہوں نے فرمایا مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ

ایسا نہیں کریں گے (یعنی میرے گھر کو جلنے نہیں دیں گے) اس آدمی نے کہا اے ابو درداء! ہمیں پتہ نہیں چل رہا کہ آپ کی کونسی بات زیادہ عجیب ہے؟ پہلے آپ نے کہا میرا گھر نہیں جل سکتا پھر بعد میں آپ نے کہا مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کریں گے۔ انہوں نے فرمایا میں نے چند کلمات حضور ﷺ سے سنے ہیں جو آدمی صبح کو یہ کلمات کہہ لے گا شام تک اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی وہ کلمات یہ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَأْلَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ))

''اے اللہ! تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تجھ پر میں نے توکل کیا تو محترم عرش کا رب ہے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے چاہا وہ ہوا اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔ برائیوں سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت صرف بزرگ و برتر اللہ سے ہی ملتی ہے۔ میں اس بات کو جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اے اللہ! میں اپنے نفس کے شر سے اور ہر اس ذی نفس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی پیشانی کو تو پکڑنے والا ہے۔ بے شک میرا رب سیدھے راستے پر ہے۔''

[اخرجه البيهقي في السماء والصفات ۱۲۵]

دعوت کے باب میں گذر چکا ہے کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تیسری بات بھی ضرور ہو کر رہے گی۔ اس لیے کہ حضور ﷺ فرما چکے ہیں۔ صحابہ کرام کا جماعتوں کو دعوت کے لیے بھیجنے کے باب میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ نے جبلہ بن ایہم سے کہا اللہ کی قسم! یہ دربار جہاں تم بیٹھے ہوئے ہو یہ بھی اور انشاء اللہ (تمہارے) بڑے بادشاہ (ہرقل) کا ملک (روم) بھی ہم تم سے ضرور لے لیں گے کیونکہ ہمیں اس کی خبر ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے دی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اللہ کے راستہ میں لشکر بھیجنے کا اہتمام کرنے کے باب میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میری

رائے یہ ہے کہ چاہے آپ خود جائیں چاہے کسی اور کو ان کے پاس بھیج دیں۔ انشاء اللہ کامیابی آپ ہی کو ہوگی۔ آپ کی مدد ضرور ہوگی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تمہیں خیر کی بشارت دے۔ یہ تمہیں کہاں سے پتہ چل گیا (کہ کامیابی تو ہمیں ہی ملے گی اور ہماری مدد ضرور ہوگی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ دین اپنے دشمنوں پر غالب آ کر رہے گا یہاں تک کہ یہ دین مضبوطی سے کھڑا ہو جائے اور دین والوں کو غلبہ مل جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تعجب سے فرمایا سبحان اللہ! یہ حدیث کتنی عمدہ ہے۔ تم نے یہ حدیث سنا کر مجھے خوش کر دیا۔ اللہ تمہیں ہمیں خوش رکھے اور تائیدات غیبیہ کے باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول آئے گا کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے شیر کا کان پکڑ کر مروڑا اور اس کو راستہ سے ہٹایا تو اس کو کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے بارے میں غلط نہیں کہا ہے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابن آدم جس چیز سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ وہ چیز ابن آدم پر مسلط کر دیتے ہیں اور اگر ابن آدم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنے علاوہ کسی اور کو مسلط نہیں ہونے دیتے۔

اعمال کا بدلہ ملنے کا یقین

حضرت ابو اسماء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے کہ اتنے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾

”سو جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ (وہاں) اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔“ [سورۃ زلزال آیت ۷-۸]

یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانا کھانا چھوڑ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جو بھی برا کام کریں گے کیا ہمیں اس کا بدلہ ضرور ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ لوگ جو ناگواریاں (دنیا میں) دیکھتے ہو یہ برے اعمالوں کا بدلہ ہے اور اچھے اعمال کا بدلہ بعد میں آخرت میں دیا جائے گا۔ [اخرجہ ابن ابی شیبہ و ابن راھویہ و عبدابن حمید و الحاکم و غیرھم]

حضرت ابو ادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تم (دنیا

میں) جو ناگواریاں دیکھتے ہو وہ برے کاموں کی وجہ سے پیش آتی ہیں اور نیک کاموں کا بدلہ جمع کیا جا رہا ہے جو تمہیں قیامت کے دن دیا جائے گا اور اس بات کی تصدیق اللہ کی کتاب کی اس آیت سے ہوتی ہے:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾

[سورۃ شوریٰ آیت ۳۰]

''اور تم کو (اے گنہگارو) جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے) اور بہت سے تو در گذر ہی کر دیتا ہے۔''

[عند ابن مردویہ کذا فی الکنز ۱/ ۲۷۵ وقال اوردہ الحافظ ابن حجر فی اطرافہ فی مسند ابی بکر]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا﴾

[سورۃ نساء آیت ۱۲۳]

''جو شخص کوئی برا کام کرے گا وہ اس کے عوض میں سزا دیا جائے گا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ مددگار ملے گا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! مجھ پر جو آیت نازل ہوئی کیا وہ تمہیں میں نہ پڑھا دوں؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! ضرور پڑھا دیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وہ آیت پڑھا دی یہ آیت سنتے ہی مجھے ایسے محسوس ہوا کہ جیسے میری کمر ٹوٹ گئی ہے جس کی وجہ سے میں نے انگڑائی لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے برے کام نہ کئے ہوں؟ اور ہم جو بھی برا کام کریں گے کیا ہمیں اس کا بدلہ ضرور ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تمہیں اور مومنوں کو برے کاموں کا بدلہ تو دنیا ہی میں مل جائے گا اور تم اپنے رب سے اس حال میں ملاقات کرو گے (یعنی مرتے وقت یہ حالت ہوگی) کہ تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور دوسروں کے گناہوں کو جمع کیا جاتا رہے گا اور انہیں ان گناہوں کا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا۔ [اخرجہ عبد بن حمید و الترمذی و ابن منذر قال الترمذی غریب و فی اسنادہ مقال و موسی بن عبیدۃ یضعف فی الحدیث و مولی ابن سباع مجهول و قد روی هذا الحدیث

من غیر ھذا الوجہ عن ابی بکر و لیس لہ اسناد صحیح]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ والی آیت کے بعد حال کس طرح ٹھیک ہو سکتا ہے؟ کیونکہ ہم نے جو بھی برا کام کیا ہے اس کا بدلہ ہمیں ضرور ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تم کبھی تھکتے نہیں؟ کیا تمہیں کبھی کوئی مصیبت پیش نہیں آتی؟ میں نے عرض کیا جی یہ سب کچھ پیش آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی گناہوں کا بدلہ ہے جو تمہیں دنیا میں مل رہا ہے۔ [عند احمد و ابن المنذر و ابی یعلیٰ و ابن حبان و الحاکم و البیہقی و غیرھم کذا فی کنز العمال ۱/ ۲۳۹]

حضرت محمد بن منتشر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے اللہ کی کتاب میں ایک ایسی آیت معلوم ہے جو کہ بہت سخت ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور اسے کوڑا مارا (ظاہری الفاظ قرآن کے آداب کے خلاف تھے) اور فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ کیا تم نے اس آیت کی گہری تحقیق کر لی ہے جس سے تمہیں اس (کے بہت سخت ہونے) کا پتہ چل گیا ہے؟ وہ آدمی چلا گیا اگلے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا جس آیت کا تم نے کل ذکر کیا تھا وہ کون سی ہے؟ اس آدمی نے کہا وہ یہ ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾

"اور ہم میں سے جو بھی کوئی برا کام کرے گا اسے اس کا بدلہ ضرور ملے گا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی تھی تو اس وقت ہمیں کچھ عرصہ تک (پریشانی کی وجہ سے) کھانا پینا بالکل اچھا نہیں لگتا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رعایت والی آیت نازل کر دی (پھر ہماری وہ پریشانی ختم ہوئی) وہ آیت یہ ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

[نساء آیت ۱۱۰]

"اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائے گا۔"

[اخرجہ ابن راھویہ کذا فی الکنز ۱/ ۲۳۹]

حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے فلاں قبیلہ کا ایک اونٹ چوری کیا ہے مجھے (اس گناہ سے) پاک کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ والوں کے پاس آدمی بھیج کر پتہ کرایا۔ انہوں نے بتایا کہ ہاں ہمارا ایک اونٹ گم ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر حضرت عمرو بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کاٹا گیا۔ حضرت ثعلبہ کہتے ہیں جب حضرت عمرو کا ہاتھ کٹ کر نیچے گرا اس وقت میں انہیں دیکھ رہا تھا انہوں نے (اپنے ہاتھ کو خطاب کرتے ہوئے) کہا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے تجھ سے پاک کر دیا ورنہ تو نے تو میرے جسم کو جہنم میں داخل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

[اخرجه ابن ماجه عن عبدالرحمن بن ثعلبة الانصاری عن ابيه كذا فی التفسير لابن كثير ۲/ ۵۶]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے جسم میں ایک بیماری تھی ان کے چند ساتھی ان کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے کہا آپ کے جسم میں جو ہم بیماری دیکھ رہے ہیں اس کی وجہ سے ہمیں بہت رنج و صدمہ ہے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جو بیماری دیکھ رہے ہو اس کی وجہ سے غمگین نہ ہو کیونکہ جو بیماری تم دیکھ رہے ہو وہ گناہوں کی وجہ سے ہے اور جن گناہوں کو اللہ تعالیٰ ویسے ہی معاف فرما دیتے ہیں وہ تو ان سے کہیں زیادہ ہیں پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾

[اخرجه ابن ابی حاتم كذا فی التفسير لابن كثير ۴/ ۱۱۶]

حضرت ابوضمرہ بن حبیب بن ضمرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ ایک تکیہ کی طرف دیکھنے لگا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے کہا ہم نے دیکھا تھا کہ آپ کا بیٹا کنکھیوں سے اس تکیہ کی طرف دیکھ رہا تھا جب لوگوں نے تکیہ اٹھایا تو اس کے نیچے پانچ یا چھ دینار ملے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کف افسوس ملنے لگے اور بار بار انا لله وانا اليه راجعون پڑھتے رہے اور فرماتے رہے میرے خیال میں تو تمہاری کھال ان دیناروں کی سزا برداشت نہیں کر سکتی (کہ تم نے ان کو جمع کر کے رکھا اور انہیں خرچ نہ کیا) [اخرجه احمد فی الزهد و ابو نعيم فی الحلية كذا فی الكنز ۲:۱۴۵ وقال وله حكم

الرفع لانه اخبار عن حال البرزخ]

اور مسلمان کو گالی دینے کے عنوان میں یہ گذر چکا ہے کہ ایک آدمی نے حاضر خدمت ہو کر حضور ﷺ سے اپنے غلاموں (کو سزا دینے) کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ان غلاموں نے جو تجھ سے خیانت کی اور تیری نافرمانی کی اور تجھ سے جھوٹ بولا اس کا حساب کیا جائے گا اور تم نے ان کو جو سزا دی اس کا بھی حساب کیا جائے گا اور اگر تمہاری سزا ان کے جرم کے برابر ہوگی تو معاملہ برابر ہو جائے گا نہ تمہیں انعام ملے گا نہ سزا اور اگر تمہاری سزا ان کے جرم سے کم نکلی تو تمہیں ان پر فضیلت ہو جائے گی اور اگر تمہاری سزا ان کے جرم سے زیادہ ہوگی تو اس زائد سزا کا تم سے بدلہ لیا جائے گا۔ وہ آدمی یہ سن کر ایک طرف ہو کر زور زور سے رونے لگا۔ حضور ﷺ نے اس کو فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں پڑھتے:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ اخیر تک۔ [سورۃ انبیاء آیت ۴۷]

''اور (وہاں) قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے (اور سب کے اعمال کا وزن کریں گے) سو کسی پر اصلاً ظلم نہ ہوگا اور اگر (کسی کا) عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو (وہاں) حاضر کر دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔''

تو اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اپنے لیے اور ان غلاموں کے لیے اس سے بہتر صورت نظر نہیں آ رہی ہے کہ میں ان سے الگ ہو جاؤں اس لیے میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ سب غلام آزاد ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی پختگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [سورۃ بقرہ آیت ۲۸۴]

''اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور جو باتیں تمہارے نفسوں میں ہیں ان کو اگر تم ظاہر کرو گے یا کہ پوشیدہ رکھو گے حق تعالیٰ تم

سے حساب لیں گے پھر (بجز کفر و شرک کے) جس کے لیے منظور ہوگا بخش دیں گے اور جس کو منظور ہوگا سزا دیں گے اور اللہ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔''

تو اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت گرانی اور پریشانی ہوئی اور آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں کچھ ایسے اعمال کا مکلّف بنایا گیا ہے جو ہمارے بس میں ہیں جیسے نماز، روزہ، جہاد اور صدقہ لیکن اب آپ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے (اور اس میں ہمیں ایسے اعمال کا مکلّف بنایا گیا جو ہمارے بس میں نہیں ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تم اس آیت کو سن کر سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (ہم نے اللہ کا حکم سن لیا لیکن ہم اسے مانیں گے نہیں) کہو جیسے کہ تم سے پہلے تورات اور انجیل والوں نے کہا تھا؟ بلکہ تم سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ کہو یعنی ہم نے سن لیا اور مان لیا اے ہمارے رب! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیرے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ دعا مانگنی شروع کر دی اور جب ان کی زبانیں اس دعا سے مانوس ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ [سورۃ بقرہ آیت ۲۸۵]

''اعتقاد رکھتے ہیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مومنین بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ان سے سب نے یوں کہا کہ ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور خوشی سے مانا۔ ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار اور آپ ہی کی طرف (ہم سب کو) لوٹنا ہے۔''

جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت (کے حکم) کو منسوخ کر دیا اور یہ آیت نازل فرمائی:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا

تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ سے لے کر آخر تک۔ [سورۃ بقرہ آیت ۲۸۶]

''اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت (اور اختیار) میں ہو اس کو ثواب بھی اسی کا ملے گا جو ارادہ کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہوگا جو ارادہ سے کرے۔ اے ہمارے رب ہم پر دارو گیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں'' آخر آیت تک۔'' [اخرجه احمد و رواه مسلم مثله]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے ابن عباس! میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا انہوں نے یہ آیت پڑھی اور پڑھ کر رونے لگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کونسی آیت؟ میں نے کہا وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تھی تو اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم بڑے غمگین اور بہت زیادہ پریشان ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو ہلاک ہو گئے پہلے تو ہم زبان سے جو بولتے تھے اور جو عمل کرتے تھے اسی پر ہمارا مواخذہ ہوتا تھا اور اب اس آیت میں یہ آ گیا ہے کہ دل میں جو خیال آئے گا اس پر ہمارا مواخذہ ہوگا اور ہمارے دل ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں (اب جو اچھا یا برا خیال از خود ہمارے دل میں آئے گا اس پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم تو یوں کہو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہنا شروع کر دیا پھر اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ سے لے کر لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ تک آیات نازل ہوئیں جن سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا اور دل میں جو برے خیالات آتے ہیں ان کو معاف کر دیا گیا اور صرف اعمال پر مواخذہ رہ گیا۔

[عند احمد ایضاً]

دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو یوں کہو سَمِعْنَا وَسَلَّمْنَا یعنی ہم نے سنا مان لیا اور تسلیم کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان ڈال دیا۔

[عند احمد ایضاً من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس مختصراً واخرجه مسلم نحوه و ابن جریر من طرق اخری عن ابن عباس و هذه طرق صحیحة عن ابن عباس کما فی التفسیر لابن کثیر ۱/ ۳۳۸]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ نازل ہوئی۔

''(جو لوگ ایمان رکھتے ہیں) اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے (ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہ پر چل رہے ہیں)'' [سورۃ انعام آیت ۸۲]

تو یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر بہت گراں گذری اور وہ اس سے بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) عرض کیا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو؟ (چھوٹے موٹے گناہ تو ہو ہی جاتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جو سمجھے ہو یہاں ظلم سے مراد وہ نہیں ہے (بلکہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے) جیسے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا:

﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ [سورۃ لقمان آیت ۱۳]

''بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔''

[اخرجہ ابن ابی حاتم رواہ البخاری]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے (اللہ کی طرف سے) کہا گیا کہ آپ بھی ان میں سے ہیں۔ [عند ابن مردویہ کذا فی التفسیر لابن کثیر ۲: ۱۵۳]

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھیں ہم نے قریش کی عورتوں کا تذکرہ کیا اور ان کے فضائل بیان کیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا واقعی قریش کی عورتوں کو بڑے فضائل حاصل ہیں لیکن اللہ کی قسم! اللہ کی کتاب کی تصدیق کرنے اور اس پر ایمان لانے میں انصار کی عورتوں سے آگے بڑھا ہوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ جب سورۃ نور کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ [سورۃ نور: ۳۱]

''اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔''

تو انصار مردوں نے واپس گھر جا کر اپنی عورتوں کو وہ حکم سنایا جو اللہ نے اس آیت میں نازل فرمایا ہر آدمی اپنی بیوی، اپنی بیٹی، اپنی بہن اور اپنی ہر رشتہ دار عورت کو یہ آیت پڑھ کر سناتا۔ ان میں سے ہر عورت سنتے ہی اللہ کی نازل کردہ آیت پر ایمان لانے اور اس کی تصدیق کرنے

کے لیے فوراً کھڑی ہو کر منقش چادر لے کر اس میں لپٹ جاتی' چنانچہ حضور ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز میں یہ سب چادروں میں ایسی لپٹی ہوئی آئیں کہ گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوئے ہیں۔ [اخرجه ابن ابی حاتم و رواه ابو داؤد من غير وجه عن صفية بنت شيبة به كذا فى التفسير لابن كثير ۳/ ۲۸۴]

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک بہت بوڑھا آدمی جس کی دونوں بھنویں اس کی آنکھوں پر آ پڑی تھیں اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک ایسا آدمی جس نے بہت بدعہدی اور بدکاری کی اور اپنی جائز ناجائز ہر خواہش پوری کی اور اس کے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ اگر تمام زمین والوں میں تقسیم کر دیے جائیں تو وہ سب کو ہلاک کر دیں۔ تو کیا اس کے لیے توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم مسلمان ہو چکے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں میں کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تک تم اسے (کلمہ شہادت) پڑھتے رہو گے اللہ تعالیٰ تمہاری تمام بدعہدیاں اور بدکاریاں معاف کرتے رہیں گے اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدلتے رہیں گے۔ اس بوڑھے نے کہا یا رسول اللہ! میری تمام بدعہدیاں اور بدکاریاں معاف ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تمہاری تمام بدعہدیاں اور بدکاریاں معاف ہیں۔ یہ سن کر وہ بڑے میاں اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہوئے پیٹھ پھیر کر (خوش خوش) واپس چلے گئے۔

[اخرجه ابن ابی حاتم]

حضرت ابو فروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ذرا یہ بتائیں کہ ایک آدمی نے سارے گناہ کیے ہیں کوئی چھوٹا بڑا گناہ نہیں چھوڑا' کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم مسلمان ہو گئے ہوں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب نیکیاں کرتے رہو اور برے کام چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں کو نیکیاں بنا دیں گے۔ میں نے کہا میری تمام بدعہدیاں اور بدکاریاں بھی معاف ہو جائیں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس پر حضرت ابو فروہ چل پڑے اور حضور ﷺ کی نگاہوں سے اوجھل ہونے تک اللہ اکبر کہتے رہے۔

[اخرجه الطبرانی كذا فى التفسير لابن كثير ۳/ ۳۳۸]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کہا

کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ میں نے زنا کیا تھا جس سے میرے ہاں بچہ پیدا ہوا پھر میں نے اس بچے کو قتل کر ڈالا میں نے کہا نہیں (تم نے دو بڑے گناہ کئے ہیں اس لئے) نہ تو تمہاری آنکھ کبھی ٹھنڈی ہو اور نہ تجھے شرافت و کرامت کبھی حاصل ہو۔ اس پر وہ عورت افسوس کرتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی پھر میں نے حضور ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی اور اس عورت نے جو کچھ کہا تھا اور میں نے اسے جو جواب دیا تھا وہ سب حضور ﷺ کو بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اسے برا جواب دیا۔ کیا تم یہ آیتیں وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے لے کر اِلَّا مَنْ تَابَ آخر تک نہیں پڑھتے۔

"اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو سزا سے اس کو سابقہ پڑے گا کہ قیامت کے روز اس کا عذاب بڑھتا چلا جائے گا اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل (وخوار) ہو کر رہے گا مگر جو (شرک و معاصی سے) توبہ کر لے اور ایمان (بھی) لے آئے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے (گذشتہ) گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔" [سورۃ الفرقان آیت ۶۸-۷۰]

پھر میں نے یہ آیتیں اس عورت کو پڑھ کر سنائیں۔ اس نے کہا تمام تعریفیں اس اللہ کیلیے ہیں جس نے میری خلاصی کی صورت بنا دی۔ [اخرجه ابن ابی حاتم هذا حديث غريب من هذا الوجه و فی رجاله من لا يعرف و قد رواه ابن جرير بسنده بنحوه]

ابن جریر کی ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ افسوس کرتے ہوئے ان کے پاس سے چلی گئی اور وہ کہہ رہی تھی ہائے افسوس! کیا یہ حسن جہنم کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اس روایت میں آگے یہ ہے کہ حضور ﷺ کے پاس سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ واپس آئے اور انہوں نے مدینہ کے تمام محلوں اور گھروں میں اس عورت کو ڈھونڈنا شروع کیا اسے بہت ڈھونڈا لیکن وہ عورت کہیں نہ ملی۔ اگلی رات کو وہ خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو حضور ﷺ نے جو فرمایا تھا وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا۔ وہ فوراً سجدے میں گر گئی اور کہنے لگی تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے لیے خلاصی کی صورت بنا دی اور جو گناہ مجھ سے سرزد ہو گیا تھا اس سے توبہ کا راستہ بنا دیا اور اس عورت نے اپنی ایک باندی اور اس کی بیٹی آزاد کی اور اللہ کے سامنے سچی توبہ کی۔

[کذا فی التفسیر لابن کثیر ۳/ ۳۲۸]

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ والی آیت نازل ہوئی۔ [سورۃ شعراء آیت ۲۲۴]

''اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں۔''

تو (مسلمان شعراء) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو اللہ کو معلوم تھا کہ ہم لوگ شعراء ہیں (لہٰذا یہ سخت وعید تو ہمارے لیے ہوئی) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آگے والی آیت تلاوت فرمائی:

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾

''مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں باتیں تم لوگوں میں موجود ہیں۔

﴿وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾

''اور انہوں نے (اپنے اشعار میں) کثرت سے اللہ کا ذکر کیا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صفت بھی تم میں موجود ہے۔

﴿وَانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا﴾

''اور انہوں نے بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہو چکا ہے (اس کا) بدلہ لیا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صفت بھی تم میں ہے (لہٰذا یہ وعید تم مسلمان شعراء کیلئے نہیں ہے)۔

[اخرجه ابن اسحق و اخرجه ابن ابی حاتم و ابن جریر من روایة ابن اسحق و اخرجه ابن ابی حاتم عن ابی الحسن مولی بنی نوفل بمعناه ولم یذکر کعبا کما فی التفسیر لابن کثیر ۳/ ۳۵۴ و اخرجه الحاکم ۳/ ۴۸۸ عن ابی الحسن بسیاق ابن ابی حاتم]

حضرت عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے دن جو میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اس کی صورت یہ ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ ایک گدھے پر ایک بڑے میاں ایک جنازے کے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں۔ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہیں۔ میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے فلاں بن فلاں صحابی نے بتایا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کو پسند فرماتے ہیں اور جو اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کو ناپسند کرتے ہیں۔ یہ سن کر سب لوگ رونے لگے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہم سب ہی (اللہ سے ملنے یعنی) موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مطلب یہ نہیں ہے بلکہ انسان کے مرنے کا وقت جب قریب آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ﴾ [سورۃ واقعہ آیت ۸۸، ۸۹]

''پھر (جب قیامت واقع ہوگی تو) جو شخص مقربین میں سے ہوگا اس کے لیے تو راحت ہے اور (فراغت کی) غذائیں ہیں اور آرام کی جنت ہے۔''

تو جب اسے (فرشتوں کی طرف سے) ان نعمتوں کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ انسان اللہ سے ملنے کو پسند کرنے لگ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو اس سے زیادہ پسند کرنے لگ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا دوسرا فرمان یہ ہے:

﴿وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ○ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ○ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ﴾ (سورۃ واقعہ آیت ۹۲-۹۳)

''اور جو شخص جھٹلانے والوں (اور) گمراہوں میں سے ہوگا تو کھولتے ہوئے پانی سے اس کی دعوت ہوگی اور دوزخ میں داخل ہونا ہوگا۔''

تو جب اسے ان تکلیفوں کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرنے لگ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کو اس سے زیادہ ناپسند کرنے لگ جاتے ہیں۔

[اخرجه احمد كذا فى التفسير لابن كثير ۴/ ۳۰۱]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب:

﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ [سورۃ زلزال: ۱]

''جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جائے گی۔''

تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) بیٹھے ہوئے تھے وہ یہ سورت سن کر رونے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! کیوں روتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا مجھے

اس سورت نے رلا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اگر تم لوگ غلطیاں اور گناہ نہیں کرو گے (اور پھر استغفار نہیں کرو گے) تا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دیں تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے جو غلطیاں اور گناہ کریں گے (اور استغفار کریں گے) پھر اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دیں گے۔[اخرجه ابن جرير كذا في التفسير لابن كثير ۴/ ۵۴۰]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عمر! تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی زمین (یعنی قبر) میں ہو گے اور تم منکر نکیر کو دیکھو گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! منکر نکیر کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ قبر میں امتحان لینے والے (دو فرشتے) ہیں جو قبر کو اپنے دانتوں سے کریدیں گے اور ان کے بال اتنے لمبے ہوں گے کہ وہ اپنے بالوں کو روندتے ہوئے آئیں گے اور ان کی آواز زوردار گرج کی طرح ہوگی اور ان کی آنکھیں اچکنے والی بجلی کی طرح چمک رہی ہوں گی۔ ان دونوں کے پاس ایک اتنا بڑا ہتھوڑا ہوگا کہ سارے منیٰ والے مل کر اسے نہ اٹھا سکیں۔ حضور ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جسے آپ ﷺ ہلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا لیکن ان دونوں کے لیے اسے اٹھانا میری اس چھڑی سے بھی زیادہ آسان ہوگا۔ وہ دونوں تمہارا امتحان لیں گے اگر تم جواب نہ دے سکے یا تم لڑکھڑا گئے تو پھر وہ تمہیں وہ ہتھوڑا اس زور سے ماریں گے کہ تم راکھ بن جاؤ گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا اس وقت میں اپنی اسی حالت پر ہوں گا؟ (یعنی اس وقت میرے ہوش و حواس ٹھیک ہوں گے) حضور ﷺ نے فرمایا ہاں' میں نے کہا پھر میں ان دونوں سے نمٹ لوں گا۔[اخرجه ابن ابى داؤد فى المصحف و ابو الشيخ فى السنة والحاكم فى الكنى و البيهقى فى كتاب عذاب القبر و الاصبهانى فى الحجة وغيرهم كذا فى الكنز ۸/ ۱۲۱ واخرجه سعيد بن منصور نحوه]

ایک روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے! مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا ہے کہ وہ دونوں تمہارے پاس آئیں گے اور تم سے سوال کریں گے تو تم جواب میں کہو گے میرا رب اللہ ہے۔ تم بتاؤ تم دونوں کا رب کون ہے؟ اور (حضرت) محمد (ﷺ) میرے نبی ہیں تم دونوں کے نبی کون ہیں؟ اور اسلام میرا دین

ہے تم دونوں کا دین کیا ہے؟ اس پر وہ دونوں کہیں گے دیکھو کیا عجیب بات ہے ہمیں پتہ نہیں چل رہا ہے کہ ہمیں تمہارے پاس بھیجا گیا ہے یا تمہیں ہمارے پاس بھیجا گیا ہے۔

[زاده عبدالواحد المقدسی فی کتابه التبصير كما فی الرياض النضرة ۲/ ۳۴]

حضرت ابو بحریہ کندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک مجلس ہے جس میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے ساتھ ایک ایسا آدمی بیٹھا ہوا ہے کہ اگر اس کا ایمان کسی بڑے لشکر میں تقسیم کیا جائے تو ان سب کو کافی ہو جائے گا۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

[اخرجه ابن عساكر كذا فی المنتخب ۵/ ۸]

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کے عنوان میں یہ گذر چکا ہے کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہنسا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ہاں مگر ایمان ان کے دلوں میں پہاڑوں سے بھی بڑا تھا اور مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے عنوان میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے پکڑا اور اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک انہوں نے اس کے معبودوں کی تعریف نہ کی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اتنی تکلیف پہنچائی گئی کہ آخر مجھے مجبور ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنی پڑی اور ان کے معبودوں کی تعریف کرنی پڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا میں اپنے دل کو مطمئن پاتا ہوں۔ [اخرجه ابو نعيم فی الحلية و ابن سعد عن ابی عبيدة و هكذا اخرجه عند ابن جرير و البيهقی كما فی التفسير لابن كثير ۲/ ۵۸۷]

اور امیر کا کسی کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کے عنوان میں گذر چکا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم لوگ مجھے میرے رب سے ڈراتے ہو؟ میں کہہ دوں گا اے اللہ! میں نے تیری مخلوق میں سے سب سے بہترین آدمی کو ان کا خلیفہ بنایا تھا۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میں اللہ کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تم دونوں سے زیادہ جانتا ہوں اور بیت المال کے سارے مال کو تقسیم کر دینے کے عنوان میں یہ گذر چکا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المؤمنین! ہو سکتا ہے کہ کبھی دشمن حملہ آور ہو جائے یا مسلمانوں پر اچانک کوئی مصیبت آ پڑے تو ان

ضرورتوں کے لیے اگر آپ اس مال میں سے کچھ بچا کر رکھ لیں تو اچھا ہوگا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری زبان پر شیطان بول رہا ہے اور اس کا جواب اللہ مجھے سکھا رہا ہے اور اس کے شر سے مجھے بچا رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے ان تمام ضرورتوں کے لیے وہی سب کچھ تیار کیا ہوا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا تھا اور وہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت (ہر مصیبت کا علاج اور ہر ضرورت کا انتظام اللہ و رسول کی ماننا ہے) دوسری روایت میں ہے کہ کل کو پیش آنے والی ضرورت کیلئے میں آج اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میں نے مسلمانوں (کی ضروریات) کے لیے اللہ کا تقویٰ تیار کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ [سورۃ طلاق آیت ۲]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے (مضرتوں سے) نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم کے مال خرچ کرنے کے شوق کے باب میں یہ گذر چکا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سائل کو صدقہ دینے کا ارادہ کیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ چھ درہم تو آپ نے آٹے کے لیے رکھوائے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کسی بھی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو جو چیز اس کے پاس ہے اس سے زیادہ اعتماد اس چیز پر نہ ہو جائے جو اللہ کے خزانوں میں ہے اور مال واپس کرنے کے باب میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تمہارے زمین کے اس ٹکڑے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ آج ایک ایسی سورت نازل ہوئی جس نے ہمیں دنیا ہی بھلا دی ہے اور وہ سورت یہ ہے:

﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ﴾ [سورۃ انبیاء آیت ۱]

''ان (منکر) لوگوں سے ان کا (وقت) حساب نزدیک آ پہنچا اور یہ (سب ہی) غفلت (ہی) میں (پڑے ہیں اور) اعراض کئے ہوئے ہیں۔''

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث گذر چکی ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بڑی فضیلت والے لوگوں میں سے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں تین حالتوں میں جیسا ہوتا ہوں اگر ہر وقت ویسا رہوں تو یقیناً جنت والوں میں سے ہو جاؤں اور مجھے اس میں کوئی شک نہ رہے۔ ایک وہ

حالت جب کہ میں خود قرآن پڑھ رہا ہوں یا کوئی اور قرآن پڑھ رہا ہو اور میں سن رہا ہوں دوسری وہ حالت جب کہ میں حضور ﷺ کا خطبہ سن رہا ہوں تیسری وہ حالت جب کہ میں کسی جنازے میں شریک ہوں اور جب بھی میں کسی جنازے میں شریک ہوتا ہوں تو اپنے دل میں صرف یہی سوچتا ہوں کہ اس جنازے کے ساتھ کیا ہوگا اور یہ جنازہ کہاں جا رہا ہے؟ [اخرجه الحاكم ۳: ۲۸۸ قال الحاكم هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه و قال الذهبي صحيح]

❀❀❀

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح مسجدوں میں نمازوں کے لیے جمع ہوتے تھے خود انہیں نمازوں کا کتنا شوق تھا اور دوسروں کو نماز کی کتنی ترغیب دیتے تھے اور نمازوں کے اوقات کے بدلنے سے وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہمارا اصل کام ایک حکم خداوندی سے دوسرے حکم میں اور ایک عمل صالح سے دوسرے عمل میں لگنا ہے اور انہیں ان اعمال کا حکم دیا جاتا تھا کہ وہ ایمان اور ایمانی صفات کو پکا کریں۔علم اور علم والے اعمال کو پھیلائیں اور اللہ کے ذکر کو زندہ کریں اور دعا کو اور اس کی قبولیت کی شرائط کو قائم کریں چنانچہ وہ کس طرح سے ان اعمال کی وجہ سے اپنے دنیاوی مشاغل کو چھوڑ دیا کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں ظاہری شکلوں کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے بلکہ وہ تو اس ذات سے براہ راست فائدہ حاصل کرتے ہیں جو تمام چیزوں اور شکلوں کو پیدا کرنے والی اور ان میں تصرف کرنے والی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کی ترغیب دینا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں مؤذن آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک برتن میں پانی منگوایا۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس میں ایک مد (تقریباً ۱۴ چھٹانک) پانی آتا ہوگا اس سے وضو کیا پھر فرمایا کہ جیسا میں نے اب وضو کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے اس وضو جیسا وضو کرے گا پھر کھڑے ہو کر ظہر کی نماز پڑھے گا تو اس کے ظہر اور فجر کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے پھر وہ عصر کی نماز پڑھے گا تو اس کے عصر اور ظہر کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے پھر وہ مغرب کی نماز پڑھے گا تو مغرب اور عصر کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے پھر وہ عشاء کی نماز پڑھے گا تو عشاء اور مغرب کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے پھر وہ ساری رات بستر پر کروٹیں بدلتے ہوئے گزارے گا پھر وہ اٹھ کر وضو کر کے فجر کی نماز پڑھے گا تو اس کے فجر اور عشاء کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ یہی وہ نیکیاں ہیں جو گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ مجلس کے ساتھیوں نے پوچھا' اے عثمان! یہ حسنات ہو گئیں تو باقیات صالحات کیا ہوں گی؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا باقیات صالحات یہ کلمات ہیں:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) [اخرجه احمد باسناد حسن و ابو يعلى والبزار كذا فى الترغيب ۱/ ۲۰۳ وقال الهيثمى ۱:۲۹۷ رواه احمد و ابو يعلى و البزار و رجاله الصحيح غير الحارث بن عبدالله مولى عثمان ابن عفان وهو ثقة و فى الصحيح بعضه انتهى]

حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا انہوں نے اس درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اس کو حرکت دی جس سے اس کے پتے گر گئے پھر مجھ سے کہنے لگے کہ ابو عثمان! تم نے مجھ سے یہ نہ پوچھا کہ میں نے اس طرح کیوں

کیا؟ میں نے کہا بتا دیجئے کیوں کیا؟ انہوں نے کہا کہ میں ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا آپ ﷺ نے بھی درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اسی طرح کیا تھا جس سے اس ٹہنی کے پتے جھڑ گئے تھے پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ سلمان! پوچھتے نہیں کہ میں نے اس طرح کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا کہ بتا دیجئے کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب مسلمان اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اس کی خطائیں اس سے ایسے ہی گر جاتی ہیں جیسے یہ پتے گرتے ہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾ [سورة هود آيت ۱۱۴]

"اور آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیک کام مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔" [اخرجه احمد و النسائی والطبرانی قال المنذری فی الترغيب ۱/ ۲۰۱ و رواه احمد محتج بهم فی الصحيح الاعلى بن زيد]

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد اور نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے ان میں سے ایک دوسرے سے افضل اور زیادہ نیک تھا تو جو افضل تھا اس کا تو انتقال ہو گیا اور دوسرا ایک عرصہ تک زندہ رہا پھر اس کا بھی انتقال ہو گیا پھر کسی نے حضور ﷺ کے سامنے یہ کہا کہ پہلا بھائی دوسرے سے فضیلت اور نیکی میں زیادہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا دوسرا نماز نہیں پڑھتا تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! پڑھتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم اسے اس کی نمازوں نے کہاں تک پہنچا دیا؟ پھر حضور ﷺ نے اس موقعہ پر فرمایا کہ نماز کی مثال ایسی ہے کہ کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس کا پانی جاری، گہرا اور میٹھا ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ کیا اس کے میل میں سے کچھ باقی رہے گا؟

[اخرجه احمد قال الهيثمی ۱/ ۲۹۷ رواه احمد و الطبرانی فی الاوسط۔ الا انه قال ثم عمر الآخر بعده اربعين ليلة و رجال احمد رجال الصحيح۔ واخرجه ايضاً مالك و النسائی و ابن خزيمة فی صحيحه كما فی الترغيب ۱/ ۲۰۶]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ قضاعہ کی شاخ بنو بلی کے دو آدمی ایک ساتھ مسلمان ہوئے ان میں سے ایک صاحب جہاد میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا ان شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہو گئے تو مجھے بڑا تعجب ہوا (کہ شہید کا درجہ تو بہت اونچا ہے وہ جنت میں پہلے داخل ہوتے) میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خود عرض کیا یا کسی اور نے عرض کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن صاحب کا بعد میں انتقال ہوا ان کی نیکیاں نہیں دیکھتے کتنی زیادہ ہو گئیں۔ ایک رمضان المبارک کے پورے روزے بھی ان کے زیادہ ہو گئے اور چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں نماز کی ایک سال میں ان کی بڑھ گئیں۔

[اخرجه احمد قال فی الترغیب ۱/ ۲۰۸ رواه احمد باسناد حسن و رواه ابن ماجه و ابن حبان فی صحیحه و البیهقی کلهم عن طلحة بنحوه اطول منه]

ابن ماجہ اور ابن حبان کی روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ ان دونوں کے درجوں میں اتنا فرق ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ سے گناہ ہو گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس آدمی نے کھڑے ہو کر دوبارہ وہی بات کہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ یہ نماز نہیں پڑھی اور کیا تم نے اس نماز کے لیے اچھی طرح وضو نہیں کیا؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نماز تیرے اس گناہ کا کفارہ ہے۔ [اخرجه الطبرانی عن الحارث قال الهیثمی ۱/ ۳۰۱ رواه الطبرانی فی الصغیر والاوسط و الحارث ضعیف]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز۔ تین دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا۔ جب اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار یہی سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کے بعد افضل عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اس آدمی نے کہا میرے والدین حیات ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہوں۔ اس آدمی نے

کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر اور نبی بنا کر بھیجا ہے! میں جہاد ضرور کروں گا اور دونوں کو چھوڑ جاؤں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو (کہ تمہارے والدین محتاج خدمت ہیں یا نہیں اور تمہارے علاوہ کوئی اور خدمت کرنے والا ہے یا نہیں)

[اخرجه احمد قال الهیثمی ۱/ ۳۰۱ وفیه ابن لهیعة وهو ضعیف و قد حسن له الترمذی و بقیة رجاله رجال الصحیح۔ واخرجه ایضاً ابن حبان فی صحیحه کما فی الترغیب ۱/ ۲۱۱]

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ذرا مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوٰۃ ادا کروں اور رمضان شریف کے روزے رکھوں اور اس میں رات کو نفل نماز بھی پڑھوں تو میں کن لوگوں میں شمار ہوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا صدیقین اور شہداء میں۔ [اخرجه البزار و ابن خزیمه و ابن حبان فی صحیحهما و اللفظ لابن حبان کذا فی الترغیب ۱/ ۲۰۰]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وفات کے وقت حضور ﷺ بار بار یہی وصیت فرماتے رہے کہ نماز اور اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا۔ آپ ﷺ یہ وصیت فرماتے رہے یہاں تک کہ غرغرہ کی حالت شروع ہو گئی اور زبان سے یہ کلمات صاف ادا نہیں ہو رہے تھے۔

[اخرجه البیهقی و قد رواه النسائی و ابن ماجه]

امام احمد نے یہی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کی ہے کہ انتقال کے وقت حضور ﷺ بار بار یہی وصیت فرماتے رہے کہ نماز کا اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا۔ آپ ﷺ یہ وصیت فرماتے رہے یہاں تک کہ سینے میں سانس اکھڑ گیا اور آپ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ پورے طور سے ادا نہیں ہو رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہے کہ حضور کریم ﷺ نے مجھے اس بات کا حکم دیا کہ میں ان کے پاس بڑی طشتری جیسی پھیلی ہوئی کوئی چیز لاؤں جس پر حضور ﷺ وہ بات لکھوا دیں جس کے بعد حضور ﷺ کی امت گمراہ نہ ہو سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خطرہ ہوا کہ کہیں میرے جانے کے بعد حضور ﷺ کا انتقال نہ ہو جائے' اس لیے میں نے عرض کیا میں آپ ﷺ کی بات زبانی سمجھ لوں گا اور یاد رکھ لوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نماز' زکوٰۃ اور غلاموں کے خیال رکھنے کی وصیت کرتا ہوں۔

[کذا فی البدایة ۵/ ۲۳۸ و اخرجه ایضاً ابن سعد ۲/ ۲۴۳ عن انس مثله]

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی جیسی حدیث روایت کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز، زکوۃ اور غلاموں کے خیال رکھنے کی مسلسل وصیت فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرواز کر گئی اور اسی طرح روح پرواز کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداعبدہ ورسولہ پڑھنے کی وصیت فرماتے رہے اور یہ بھی فرمایا جو بھی (شہادت کی) ان دونوں باتوں کی گواہی دے گا اسے آگ پر ضرور حرام کر دیا جائے گا۔ [کذا فی البدایۃ ۵/ ۲۳۸ واخرجہ ایضاً ابن سعد ۲/ ۲۴۳ عن انس مثلہ]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری بات یہ فرمائی۔ نماز، نماز اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ [عند احمد و البخاری فی الادب و ابی داؤد ابن ماجہ و ابن جریر و صححہ و ابی یعلی و البیھقی کذا فی الکنز ۴/ ۱۸۰]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز کی ترغیب دینا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے سے انسان زمین پر اللہ کی حفظ وامان میں آ جاتا ہے۔ [اخرجہ الحکیم کذا فی الکنز ۴/ ۱۸۰]

حضرت ابو الملیح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو نماز نہ پڑھے اس کا کوئی اسلام نہیں۔ [اخرجہ ابن سعد کذا فی الکنز ۴/ ۱۸۰]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کا اپنے گھر میں (نفل) نماز پڑھنا نور ہے اور جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس کے اوپر لٹکا دیئے جاتے ہیں اور وہ جب بھی سجدہ کرتا ہے تو اس سجدے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں مٹا دیتے ہیں۔

[اخرجہ عبدالرزاق کذا فی الکنز ۴/ ۱۸۱]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہو کر اس سے سرگوشی کرتے ہیں اور جب تک بندہ دوسری طرف متوجہ نہ ہو اور دائیں بائیں نہ دیکھے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ [اخرجہ عبدالرزاق کذا فی الکنز]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز بہت بڑی نیکی ہے اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ میرے ساتھ نماز میں کون شریک ہو۔ [اخرجه عبدالرزاق كذا في الكنز]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو بھی مسلمان کسی اونچی زمین میں جا کر یا پتھروں سے بنی ہوئی مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے تو زمین یہ کہتی ہے کہ اس مسلمان نے اللہ کی زمین پر اللہ کے لیے نماز پڑھی (اے بندے) جس دن تو اللہ سے ملاقات کرے گا اس دن میں تیرے حق میں گواہی دوں گی۔ [اخرجه ابن عساكر]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی گردن میں پھوڑا نکل آیا۔ انہوں نے نماز پڑھی تو وہ پھوڑا نیچے اتر کر سینے پر آ گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پھر نماز پڑھی وہ کوکھ میں آ گیا۔ انہوں نے پھر نماز پڑھی تو وہ ٹخنے میں آ گیا انہوں نے پھر نماز پڑھی تو انگوٹھے میں آ گیا انہوں نے پھر نماز پڑھی تو وہ چلا گیا۔ [عند عبدالرزاق كذا في الكنز ۴/ ۱۸۱]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک تم نماز میں ہوتے ہو بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہو اور جو بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اس کے لیے دروازہ ضرور کھلتا ہے۔

[اخرجه ابو نعيم في الحلية ۱/ ۱۳۰]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنی ضرورتیں فرض نمازوں پر اٹھا رکھو یعنی فرض نمازوں کے بعد اپنی ضرورتیں اللہ سے مانگو۔ [عند عبدالرزاق]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تک آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے گا اس وقت تک ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک کے درمیان جتنے گناہ کئے ہوں گے وہ سارے گناہ اگلی نماز سے معاف ہو جائیں گے۔ [عند عبدالرزاق ایضاً]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نمازیں بعد والے گناہوں کے لیے کفارہ ہوتی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پاؤں کے انگوٹھے میں ایک پھوڑا نکل آیا تھا پھر وہ پھوڑا چڑھ کر پاؤں کی جڑ یعنی ایڑی میں آ گیا پھر چڑھ کر گھٹنوں میں آ گیا پھر کوکھ میں آ گیا پھر چڑھ کر گردن کی جڑ میں آ گیا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو وہ پھوڑا کندھوں سے نیچے آ گیا انہوں نے پھر نماز پڑھی تو وہ اتر کر ان کی کوکھ میں آ گیا پھر نماز پڑھی تو اتر کو گھٹنوں میں آ گیا پھر نماز پڑھی تو اتر کر قدموں میں آ گیا پھر نماز پڑھی تو وہ پھوڑا ختم ہو گیا۔ [عند ابن عساكر كذا في الكنز ۸/ ۱۸۱]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی خطائیں اس کے سر پر رکھ دی جاتی ہیں اور جب نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کی خطائیں اس سے ایسے جدا ہوتی ہیں جیسے کھجور کی ٹہنیاں دائیں بائیں گر کر درخت سے جدا ہو جاتی ہیں۔

[اخرجه عبدالرزاق]

حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ جب بندہ نماز پڑھنے لگتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر کے اوپر جمع ہو جاتے ہیں پھر جب وہ سجدہ کرتا ہے تو وہ گناہ درخت کے پتوں کی طرح گرنے لگ جاتے ہیں۔ [عند ابن زنجویه]

حضرت طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی عبادت میں محنت کو دیکھنے کے لیے ان کے پاس ایک رات گذاری تو انہوں نے یہ دیکھا کہ (حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رات بھر سوتے رہے اور) رات کے آخری حصے میں انہوں نے کھڑے ہو کر تہجد کی نماز پڑھی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی کثرت عبادت کا جیسا خیال حضرت طارق کا تھا ویسا انہوں نے نہ دیکھا تو انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا پانچ نمازوں کی پابندی کرو کیونکہ جب تک آدمی قتل کر دینے والا گناہ یعنی کبیرہ گناہ نہیں کرتا اس وقت تک یہ نمازیں تمام گناہوں کے لیے کفارہ ہوتی ہیں۔ جب رات ہوتی ہے تو لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ایک جماعت تو وہ ہے جس کے لیے یہ رات رحمت ہے وبال نہیں ہے۔ دوسری جماعت وہ ہے جس کے لیے یہ رات وبال ہے رحمت نہیں ہے۔ تیسری جماعت وہ ہے جس کے لیے یہ رات نہ رحمت ہے اور نہ وبال۔ جس آدمی نے رات کے اندھیرے اور لوگوں کی غفلت کو غنیمت سمجھا اور کھڑے ہو کر ساری رات نماز پڑھتا رہا اس کے لیے تو یہ رات رحمت ہے وبال نہیں ہے اور جس آدمی نے لوگوں کی غفلت اور رات کے اندھیرے کو غنیمت سمجھا اور بے سوچے سمجھے گناہوں میں مشغول رہا اس کے لیے یہ رات وبال ہے رحمت نہیں ہے اور جو آدمی عشاء پڑھ کر سو گیا اس کے لیے یہ رات نہ رحمت ہے اور نہ وبال۔ عبادت میں ایسی رفتار سے بچو جو تمہیں تھکا دے اور پھر تم اسے نباہ نہ سکو۔ اعتدال اور میانہ روی اختیار کرو اور نیک عمل پابندی سے کرو۔

[عن ابن زنجویه ایضاً كذا في الكنز ۱۸۱/۴ واخرجه الطبرانی فی الكبير عن طارق بن شهاب نحوه و رجاله موثقون كما قال الهيثمی ۳۰۰/۱]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم (گناہوں کی بدولت) اپنی جانوں پر آگ جلالیتے ہیں پھر جب ہم فرض نماز پڑھ لیتے ہیں تو وہ نماز پہلے کے تمام گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے پھر ہم اپنی جانوں پر آگ جلالیتے ہیں پھر ہم جب نماز پڑھ لیتے ہیں تو وہ نماز پہلے کے تمام گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے۔[اخرجه احمد والنسائی]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کا شوق اور نماز کا بہت زیادہ اہتمام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشبو اور عورتیں میرے لیے محبوب بنادی گئی ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

[اخرجه احمد والنسائی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا نماز آپ کے لیے محبوب بنادی گئی ہے لہٰذا آپ اس میں سے جتنا چاہیں اپنا حصہ لے لیں۔[عند احمد كذا فى البداية ٦/ ٥٨ واخرجه الطبرانى ايضاً فى الكبير عن ابن عباس نحوه قال الهيثمى ٢/ ٢٧٠ وفيه على بن يزيد و فيه كلام و بقية رجاله رجال الصحيح۔ انتهى]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف فرما تھے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو کسی نہ کسی عمل کا زیادہ شوق عطا فرمایا تھا' مجھے رات کو نماز پڑھنے کا بہت زیادہ شوق ہے' اس لیے میں جب نماز میں کھڑا ہو جاؤں تو کوئی میرے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے لیے آمدنی کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنایا تھا اور میری آمدنی کا ذریعہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ ہے۔ جب میرا انتقال ہو جائے تو پھر یہ پانچواں حصہ میرے بعد کے خلفاء کے لیے ہے۔

[اخرجه الطبرانى فى الكبير قال الهيثمى ٢/ ٢٧١ وفيه اسحق بن عبدالله بن كيسان عن ابيه واسحق لينه ابو حاتم و ابوه وثقه ابن حبان و ضعفه ابو حاتم وغيره۔ انتهى]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اللہ کی اتنی عبادت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم سوج گئے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ معاف نہیں کر دیئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا میں شکر گزار

بندہ نہ بنوں؟ [اخرجه ابو داؤد كذا فى الكنز ۴/ ۳۶ واخرجه ابو يعلى والبزارو الطبرانى فى الاوسط و رجاله رجال الصحيح كمال قال الهيثمى ۲/ ۲۷۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم سوج جاتے۔ [اخرجه البزار قال الهيثمى ۲/ ۲۷۱ رواه البزار باسانيد ورجال احدها الصحيح۔ وهكذا اخرجه الطبرانى فى الكبير عن ابى جحيفة]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنی نماز پڑھا کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم سوج جاتے پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔

[عند الطبرانى ايضاً فى الصغير والاوسط]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو عبادت میں اتنا زیادہ کھڑے رہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم پھٹ جاتے پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔

[عند الطبرانى ايضاً فى الاوسط كما فى المجمع ۲:۲۷۱]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو عبادت میں اتنا کھڑے رہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم ورم کی وجہ سے پھٹ جاتے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ کی مغفرت ہو چکی ہے تو پھر آپ یہ کیوں کرتے ہیں؟ پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [عند الشيخين و عن المغيرة رضی اللہ عنہ نحوه كما فى الرياض ۳۲۹]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں اتنا زیادہ کھڑے رہا کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم پھٹ جاتے۔ [عند ابن النجار]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی اتنی زیادہ عبادت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پرانی مشک کی طرح ہو گئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف نہیں کر دیئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کر دیئے ہیں لیکن کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ [عند ابن النجار ايضاً كذا فى الكنز ۴/ ۳۶]

حضرت حمید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے جس حصہ میں بھی نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہتے دیکھ لیتے تھے اور رات کے جس حصہ میں بھی سوتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے دیکھ

لیتے تھے یعنی کبھی آپ ﷺ رات کے شروع میں نماز پڑھتے کبھی درمیان میں اور کبھی آخری حصے میں اور آپ ﷺ کسی مہینہ میں اتنے زیادہ روزے رکھا کرتے کہ ہم کہتے کہ اس مہینہ میں آپ ﷺ ایک دن بھی روزہ نہیں چھوڑیں گے اور کسی مہینہ میں آپ ﷺ بالکل نہ رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ ﷺ ایک دن بھی روزہ نہ رکھیں گے۔ [اخرجه الشيخان]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی لیکن آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ میں نے برے کام کا ارادہ کرلیا۔ ہم نے پوچھا آپ نے کس کام کا ارادہ کرلیا تھا؟ انہوں نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو چھوڑ کر بیٹھنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ [اخرجه الشيخان ايضاً كذا فى الصفة الصفوة ١/ ٧٥]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ ساری رات نماز میں کھڑے رہے اور فجر تک یہی آیت پڑھتے رہے:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

[سورة مائدة: ۱۱۸]

"اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔" [اخرجه احمد كذا فى البداية ٦/ ٥٨]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کو کچھ تکلیف ہوگئی۔ جب صبح ہوئی تو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! تکلیف کا اثر آپ پر بالکل واضح ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم جو مجھ پر تکلیف کا اثر دیکھ رہے ہو میں نے اس کے باوجود آج رات سات لمبی سورتیں پڑھی ہیں۔

[اخرجه ابو يعلى ورجاله ثقات كما قال الهيثمى ٢/ ٢٧٤]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی۔ حضور ﷺ نے سورۃ بقرہ شروع فرمائی میں نے کہا سو آیتوں پر رکوع کردیں گے لیکن آپ ﷺ پڑھتے رہے پھر میں نے کہا آپ ﷺ اس سورۃ کو دو رکعتوں میں پڑھیں گے لیکن آپ ﷺ پڑھتے رہے پھر میں نے کہا آپ ﷺ اسے ختم کر کے رکوع کردیں گے لیکن آپ ﷺ نے سورۃ نساء شروع کردی اسے ختم کر کے سورۃ آل عمران شروع کردی اور اسے بھی پورا پڑھ لیا۔ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب کسی ایسی آیت کے پاس

سے گذرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو آپ ﷺ سبحان اللہ کہنے لگتے اور جب ایسی آیت کے پاس سے گذرتے جس میں (اللہ سے) مانگنے کا ذکر ہوتا تو آپ ﷺ پناہ مانگتے پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور سبحان ربی العظیم کہنے لگے اور آپ ﷺ کا رکوع قیام جیسا لمبا تھا پھر سمع اللہ لمن حمدہ فرما کر کھڑے ہو گئے اور تقریباً رکوع جتنی دیر کھڑے رہے پھر سجدہ کیا اور سبحان ربی الاعلیٰ کہنے لگے اور آپ ﷺ کا سجدہ بھی قیام جیسا لمبا تھا۔

[اخرجه مسلم انفرد باخراجه مسلم و سورة النساء فی هذا الحدیث مقدمة علی آل عمران و كذلك هی فی مصحف ابن مسعود كذا فی الصفوة ۱/ ۷۵]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے میں نے بھی پیچھے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ آپ ﷺ کو معلوم نہیں تھا (کہ میں بھی آپ ﷺ کی نماز میں شامل ہو گیا ہوں) آپ ﷺ نے سورۃ بقرہ شروع فرما رکھی تھی میرا خیال تھا کہ یہ سورۃ ختم کر کے آپ ﷺ رکوع کر لیں گے لیکن آپ ﷺ پڑھتے ہی رہے۔ حضرت سنان راوی کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہی فرمایا کہ حضور ﷺ نے چار رکعت نماز پڑھی۔ حضور ﷺ کا رکوع قیام کی طرح لمبا ہوتا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (نماز کے بعد) حضور ﷺ کو بتایا کہ میں بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا اب تک میری کمر میں درد ہو رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تم میرے پیچھے ہو تو میں نماز مختصر کر دیتا۔ [عند الطبرانی قال الهیثمی ۲/ ۲۷۵ و فیه سنان بن هارون البرجمی قال ابن معین سنان بن هارون اخو سیف و سنان احسنهما حالا و قال مرة سنان اوثق من سیف و ضعفه غیر ابن معین۔ انتهی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ ایک رات میں سارا قرآن ایک مرتبہ یا دو مرتبہ پڑھ لیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ان لوگوں کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ ساری رات کھڑی رہتی تھی۔ آپ ﷺ سورۃ بقرہ سورۃ آل عمران اور سورۃ نساء پڑھا کرتے تھے۔ خوف والی آیت پر گذرتے تو دعا مانگتے اور اللہ کی پناہ چاہتے اور بشارت والی آیت پر گذرتے تو دعا مانگتے اور اس کا شوق ظاہر کرتے۔

[اخرجه احمد قال الهیثمی ۲/ ۲۷۴ رواه احمد و جاء عنده فی روایة یقرا احدهما القرآن مرتین او ثلاثا و ابو یعلی و فیه ابن لهیعة و فیه كلام۔ انتهی]

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے ہم نے نماز کی اہمیت عظمت اور پابندی کا تذکرہ کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض الوفات شروع ہوا نماز کا وقت آیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی نے عرض کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو بہت رقیق القلب ہیں جلد رو پڑتے ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات دوبارہ فرمائی۔ اس نے اپنی بات دوبارہ عرض کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھن (زلیخا) کی طرح ہو (اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ۔ اوپر سے کہہ رہی ہو کہ ابوبکر بہت روتے ہیں اور اندر دل میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہونے سے لوگ بدفالی لیں گے جیسے کہ زلیخا نے اوپر سے تو عورتوں کا اکرام کیا اور اندر سے مقصود انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کو دکھانا تھا) ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے چلے گئے پھر حضور نے اپنی بیماری میں کچھ کمی محسوس کی تو کمزوری کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے سہارے مسجد گئے گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم زمین پر گھسٹتے ہوئے جا رہے ہیں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے ہوئے دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ سے فرمایا وہیں اپنی جگہ رہو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جا کر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

[اخرجه البخاری]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار کہا (کہ ابوبکر نماز نہیں پڑھا سکتے) اور میں نے بار بار اس وجہ سے کہا کہ مجھے ڈر تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہونے سے لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بدفالی لیں گے کیونکہ مجھے یقین تھا کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑا ہوگا لوگ اس سے ضرور بدفالی لیں گے اس لیے میں نے چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو کھڑا کر دیں۔ [عند البخاری ایضاً من وجه آخر]

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رقیق القلب آدمی ہیں جب قرآن پڑھیں گے تو آنسو نہیں روک سکیں گے اس لیے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بجائے کسی اور کو فرما دیں تو اچھا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے یہ بات صرف اس وجہ سے کہی تھی کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتی تھی کہ حضور ﷺ کی جگہ سب سے پہلے کھڑے ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لوگ بدفالی لیں' اس لیے میں نے یہ بات دو یا تین مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی لیکن حضور ﷺ نے آخر میں یہی فرمایا کہ ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھن (زلیخا) کی طرح ہو۔ [کذا فی البدایۃ ۵/ ۲۳۲]

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ ہمیں حضور ﷺ کی بیماری کے بارے میں کچھ نہیں بتاتیں؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں' ضرور۔ جب حضور ﷺ کی بیماری بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ یا رسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے لیے لگن میں پانی ڈالو۔ ہم نے پانی ڈالا' حضور ﷺ نے غسل کیا پھر آپ ﷺ کھڑے ہونے لگے تو بیہوش ہو گئے پھر جب افاقہ ہوا تو آپ نے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ یا رسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے لگن میں پانی رکھو۔ ہم نے پانی رکھا حضور ﷺ نے غسل کیا پھر آپ ﷺ کھڑے ہونے لگے تو بیہوش ہو گئے پھر جب افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ یا رسول اللہ! وہ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے لگن میں پانی رکھو۔ ہم نے پانی رکھا حضور ﷺ نے غسل کیا پھر آپ ﷺ کھڑے ہونے لگے تو بیہوش ہو گئے پھر جب افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ! وہ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں اور واقعی لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے عشاء کی نماز کے لیے حضور ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل آدمی تھے اس لیے انہوں نے کہا اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ ان دنوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے باہر آنے کا ذکر کیا جیسے پہلے گذر چکا ہے۔

[اخرجہ احمد کذا فی البدایۃ ۵/ ۲۳۳ و اخرجہ ایضاً البیہقی ۸/ ۱۵۱ و ابن ابی شیبۃ

کما فی الکنز ۴/ ۵۹ و ابن سعد ۲/ ۲۱۸ نحوہ]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بخاری میں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کے زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جب پیر کا دن ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم صفیں بنا کر نماز میں کھڑے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ کا پردہ ہٹا کر ہمیں دیکھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ قرآن کے صفحے کی طرح چمک رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے (کہ امت اجتماعی کام میں مشغول ہے جس میں انہوں نے لگایا تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہمیں اتنی زیادہ خوشی ہوئی کہ بس ہم لوگ نماز توڑنے ہی لگے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صف میں کھڑے ہونے کے لیے ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اشارہ سے فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو اور پردہ ڈال کر واپس اندر تشریف لے گئے اور اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

دوسری سند سے بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین دن باہر تشریف نہیں لائے (پیر کے دن) نماز کی اقامت ہو رہی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے لگے کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پردہ اٹھاؤ۔ ساتھ والوں نے پردہ اٹھایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور نظر آیا ایسا عجیب منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے آگے بڑھنے کو فرمایا اور پردہ ڈال دیا پھر اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی (عام) زیارت نہ ہو سکی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ [رواہ مسلم کذا فی البدایة ۵/ ۲۳۵ و اخرج ایضاً ابو یعلی و ابن عساکر و ابن خزیمہ و احمد عن انس بمعناہ بالفاظ مختلفة کما فی الکنز ۴/ ۵۷ و الجمع ۵/ ۱۸۱ والبیہقی ۹/ ۱۵۲ و ابن سعد ۲/ ۲۱۶ ایضاً بمعناہ]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا نماز کا شوق اور اس کا بہت زیادہ اہتمام کرنا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا (وہ بیہوش تھے اور) ان کے اوپر کپڑا ڈالا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا آپ لوگوں کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟ ان لوگوں نے کہا جیسے آپ مناسب سمجھیں میں نے کہا آپ لوگ انہیں نماز کا نام

لے کر پکاریں (نماز کا سنتے ہی ہوش میں آ جائیں گے) کیونکہ نماز ہی ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے یہ سب سے زیادہ گھبرائیں گے چنانچہ لوگوں نے کہا امیر المومنین! نماز (کا وقت ہو گیا ہے) اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! جو آدمی نماز چھوڑ دے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور ان کے زخم میں سے خون بہہ رہا تھا۔

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۱:۲۹۵ رجاله رجال الصحیح]

حضرت مسور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا تو ان پر غشی طاری ہونے لگی کسی نے کہا اگر یہ زندہ ہیں تو پھر یہ نماز کے نام سے جتنی جلدی گھبرا کر اٹھیں گے اتنی جلدی اور کسی چیز کے نام سے نہیں اٹھیں گے کسی نے کہا امیر المومنین نماز ہو چکی ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً ہوش میں آ گئے اور فرمایا نماز۔ اللہ کی قسم! جس نے نماز چھوڑ دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۳۵۰]

حضرت محمد بن مسکین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا تو ان کی بیوی نے ان سے کہا تم انہیں قتل کرنا چاہتے ہو؟ ان کو چاہے تم قتل کر دو چاہے انہیں چھوڑ دو۔ یہ ساری رات نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔

[اخرجه الطبرانی و اسناده حسن کما قال الهیثمی ۹/ ۹۴ واخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۵۷ عن محمد بن سیرین مثله الا ان فی روایة حین اطافوا به یریدون قتله]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب باغیوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو ان کی بیوی نے کہا تم لوگوں نے ان کو قتل کر دیا ہے حالانکہ یہ ساری رات عبادت کیا کرتے تھے اور ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھ لیتے تھے۔ [عند ابی نعیم ایضاً قال ابو نعیم کذا قال انس بن مالك و رواه الناس فقالوا انس بن سیرین۔ انتهی]

حضرت عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے والد نے کہا میں زور لگا کر مقام ابراہیم پر آج رات عبادت کروں گا وہ کہتے ہیں کہ جب میں عشاء کی نماز پڑھ چکا تو مقام ابراہیم پر آ کر اکیلا کھڑا ہو گیا۔ میں کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے پھر انہوں نے ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ سے پڑھنا شروع کیا اور قرآن ختم کیا اور پھر رکوع اور سجدہ

کیا پھر (نماز پوری کر کے) اپنے جوتے اٹھائے (اور چلے گئے) اب مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی تھی یا نہیں۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ١/ ٥٦]

حضرت عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے مقام ابراہیم کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ آگے بڑھے اور ایک رکعت میں سارا قرآن ختم کر کے اپنی نماز پوری کی۔ [عند ابن مبارك فی الزهد و ابن سعد و ابن ابی شیبة ابن منیع و الطحاوی والدارقطنی والبیهقی كذا فی المنتخب ٥/ ٩ وقال سنده حسن]

حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھائی پھر وہ مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوئے اور وتر کی ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھ دیا۔ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ساری رات اللہ کی عبادت کرتے تھے اور ایک رکعت میں سارا قرآن ختم کر لیا کرتے تھے۔

[عند ابن سعد ٣/ ٧٥ كذا فی المنتخب ٥/ ٩]

حضرت مسیب بن رافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نگاہ جاتی رہی تو ایک آدمی نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ میرے کہنے پر سات دن اس طرح صبر سے گذاریں کہ ان میں آپ چت لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھیں تو میں آپ کا علاج کروں گا انشاء اللہ آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آدمی بھیج کر اس بارے میں پوچھا۔ ہر ایک نے یہی جواب میں کہا کہ اگر آپ کا ان سات دنوں میں انتقال ہو گیا تو پھر آپ نماز کا کیا کریں گے؟ اس پر انہوں نے اپنی آنکھوں کو ایسے ہی رہنے دیا اور ان کا علاج نہ کروایا۔

[اخرجه الحاكم ٣/ ٥٤٦]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میری بینائی چلی گئی تو کسی نے مجھ سے کہا ہم آپ (کی آنکھ) کا علاج کر دیتے ہیں لیکن آپ چند دن نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔ میں نے کہا نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو آدمی نماز چھوڑے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوں گے۔ [عند البزار و الطبرانی قال الهیثمی ١/ ١٩٥ رواه البزار و الطبرانی فی الكبیر و فیه سهل بن محمود ذكره ابن ابی حاتم وقال روی عنه احمد بن

ابراهیم الدورقی و سعدان بن یزید قلت و روی عنه محمد بن عبدالله المخرمی ولم یتکلم فیه و بقیة رجاله رجال الصحیح- انتهی]

حضرت علی بن ابی حملہ اور اوزاعی رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روزانہ ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

[عند الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۲/ ۲۵۸ و اسناده منقطع]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نفلی روزے نہیں رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے جب میں روزہ رکھتا ہوں تو کمزوری ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے نماز میں کمی آ جاتی ہے اور مجھے روزہ سے زیادہ نماز سے محبت ہے وہ اگر روزہ رکھتے تو مہینے میں صرف تین دن رکھا کرتے۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۲/ ۲۵۷ رجاله رجال الصحیح و فی بعض طرقه ولم یکن یصلی الضحی- انتهی]

حضرت عبدالرحمٰن بن یزیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت کم (نفلی) روزے رکھتے تھے۔ اس بارے میں کسی نے ان سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب میں وہی بات کہی جو پچھلی حدیث میں گذری ہے۔ [اخرجه ایضاً ابن جریر کما فی الکنز ۴/ ۱۸۱]

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کم روزہ رکھنے والا کوئی فقیہ نہیں دیکھا تو کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ روزے کیوں نہیں رکھتے؟ انہوں نے فرمایا مجھے نماز روزے سے زیادہ پسند ہے۔ روزے رکھتا ہوں تو کمزور ہو جاتا ہوں اور پھر نماز کی ہمت نہیں رہتی۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۱۵۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات عشاء کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں مجھے دیر ہو گئی۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم کہاں تھیں؟ میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی مسجد میں قرآن پڑھ رہے تھے' میں اسے سن رہی تھی۔ میں نے اس جیسی آواز اور اس جیسی قرأت آپ کے کسی صحابی کی نہیں سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر وہ قرأت سنی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ ابوحذیفہ کے غلام سالم ہیں تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری امت میں اس جیسے آدمی بنائے۔

[اخرجه الحاکم ۳/ ۲۲۵ قال الحاکم و وافقه الذهبی صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه]

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ہمیں ایک رات کھیتی والے باغ میں آ گئی چنانچہ ہم نے اس باغ میں قیام کیا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے حضرت مسروق کہتے ہین کہ ان کی آواز بہت دلکش اور قرأت بہت عمدہ تھی اور جیسی آیت پر گذرتے اسی طرح کی دعا وغیرہ کرتے پھر یہ دعا پڑھی اے اللہ! تو تمام عیوب سے پاک ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ملتی ہے اور تو ہی امن دینے والا ہے اور ایماندار کو تو پسند کرتا ہے اور تو ہی نگہبانی کرنے والا ہے اور تو نگہبانی کرنے والے کو پسند کرتا ہے اور تو ہی سچا ہے اور تو سچے کو پسند کرتا ہے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۵۹]

حضرت ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا سات رات مہمان بنا تو وہ اور ان کا خادم اور ان کی بیوی تینوں باری باری رات کو عبادت کرتے تھے اور اس کے لیے انہوں نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۸۳]

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے ایک باغ میں (نفل) نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک چڑیا اڑی اور وہ راستہ کی تلاش میں ادھر ادھر چکر لگانے لگی لیکن اسے راستہ نہیں مل رہا تھا (کیونکہ باغ بہت گھنا تھا) یہ منظر انہیں پسند آیا اور وہ اسے کچھ دیر دیکھتے رہے پھر انہیں اپنی نماز کا خیال آیا تو اب انہیں یہ یاد نہ رہا کہ وہ کتنی رکعت نماز پڑھ چکے ہیں تو کہنے لگے کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی ہے اور وہ فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی نماز کا سارا قصہ سنا کر عرض کیا یا رسول اللہ! (اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اس لئے) یہ باغ اللہ کے نام پر صدقہ ہے آپ اسے جہاں چاہیں خرچ فرما دیں۔ [اخرجه مالك كذا فی الترغیب ۱/ ۳۱۶ وقال و عبدالله بن ابی بکر لم یدرك القصة]

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری مدینہ کی وادی قف میں اپنے ایک باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کھجوریں پکنے کا زمانہ اپنے شباب پر تھا اور خوشے کھجوروں کے بوجھ کی وجہ سے جھکے پڑے تھے۔ ان کی نگاہ ان خوشوں پر پڑی اور کھجوروں کی کثرت کی وجہ سے وہ اچھے معلوم ہوئے پھر انہیں نماز کا خیال آیا تو یہ یاد نہ رہا کہ کتنی رکعت نماز پڑھ چکے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تھا ان انصاری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا اور عرض کیا یہ باغ

اللہ کے لیے صدقہ ہے اسے آپ کسی خیر کے کام میں خرچ کردیں چنانچہ اسے حضرت عثمان نے پچاس ہزار میں بیچا اس وجہ سے اس باغ کا نام خمسین یعنی پچاسا پڑ اگیا۔

[اخرجه مالك كذا فى الاوجز ۱/ ۳۱۵]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ رات بھر اللہ کی عبادت کرتے دن بھر روزہ رکھتے اور (چونکہ وہ مسجد میں زیادہ رہتے تھے اس لئے) ان کا نام مسجد کا کبوتر پڑ گیا تھا۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۳۳۵]

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی کسی نماز کا وقت آتا ہے تو میں اس نماز کی تیاری کر چکا ہوتا ہوں اور میرے اندر اس نماز کا شوق پورے زور پر ہوتا ہے۔

[اخرجه ابن عساكر كذا فى الكنز ۷/ ۸۰ واخرجه ابن المبارك كما فى الاصابة ۲/ ۴۶۸]

مسجدیں بنانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد بنانے کے لیے کچی اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ تھے (یہ غزوہ خیبر کے بعد کا واقعہ ہے جب کہ مسجد نبوی کی دوسری مرتبہ تعمیر ہوئی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیٹ پر ایک اینٹ چوڑائی میں رکھے ہوئے لا رہے تھے۔ سامنے سے میں آیا تو میں سمجھا کہ اس اینٹ کو اٹھانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشواری ہو رہی ہے اس لیے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اینٹ مجھے دے دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ! تم کوئی اور اینٹ لے لو کیونکہ اصل زندگی تو آخرت کی ہے۔

[اخرجه احمد قال الهيثمى ۲/ ۹ رجاله رجال الصحيح]

حضرت طلق بن علی (یمامی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد بنائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (میرے بارے میں کسی صحابی سے) فرما رہے تھے کہ اس یمامی کو گارے کی طرف بڑھاؤ کیونکہ اسے تم سب سے زیادہ اچھی طرح گارا ملانا آتا ہے اور اس کے کندھے بھی تم سب سے زیادہ مضبوط ہیں یعنی تم سب سے زیادہ طاقتور بھی ہے۔

[اخرجه احمد و الطبرانى قال الهيثمى ۲/ ۹ رواه احمد و الطبرانى فى الكبير و رجاله موثقون]

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان

وقت حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد بنا رہے تھے۔ حضور ﷺ کو صحابہ کا یہ کام کچھ پسند نہیں آ رہا تھا۔ میں پھاوڑا لے کر اس سے گارا ملانے لگ گیا۔ حضور ﷺ کو میرا پھاوڑا لے کر اس سے گارا ملانا پسند آیا تو فرمایا اس حنفی (قبیلہ بنو حنیفہ کے آدمی) کو گارا بنانے میں لگا رہنے دو کیونکہ یہ تم سے زیادہ اچھا گارا بنانے والا ہے۔

[عند احمد ایضاً قال الهیثمی ۲/ ۹ و فیه ایوب بن عتبة و اختلف فی ثقة]

جب حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی بیوی کا انتقال ہوا تو وہ فرمانے لگے کہ اس کا جنازہ اٹھاؤ اور خوب شوق سے اٹھاؤ کیونکہ یہ اور اس کی رشتہ دار عورتیں رات کو اس مسجد کے پتھر اٹھاتی تھیں جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور ہم (مرد) دن میں دو دو پتھر اٹھاتے تھے۔

[اخرجه البزار قال الهیثمی ۲/ ۱۰ و فیه ابو مالك النخعی و هو ضعیف]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار نے آپس میں کہا کہ کب تک حضور ﷺ کھجور کی ٹہنیوں (سے بنی ہوئی مسجد) میں نماز پڑھتے رہیں گے؟ اس پر انصار نے حضور ﷺ کے لیے بہت سے دینار جمع کیے اور وہ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ہم اس مسجد کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں اور اسے مزین بنانا چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کے طرز سے ہٹنا نہیں چاہتا' میری مسجد کا چھپر ایسا ہو جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ [اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۲/ ۱۲ و فیه عیسٰی بن سنان ضعفه احمد وغیره و وثقه العجلی و ابن حبان و ابن خراش فی روایة]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار نے بہت سا مال جمع کیا اور اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس مال سے مسجد بنائیں اور اسے بہت زیب و زینت والی بنائیں ہم کب تک کھجور کی ٹہنیوں کے نیچے نماز پڑھتے رہیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کے طرز سے نہیں ہٹ سکتا۔ ایسا چھپر ہو جیسا موسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ [عند البیهقی فی الدلائل]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چھپر اتنا اونچا تھا کہ جب وہ اپنا ہاتھ اٹھاتے تو چھپر کو لگ جاتا تھا۔ حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں مسجد کے ستون کھجور کے تنے کے تھے اور اس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں کی تھی اور چھت پر

کوئی خاص مٹی بھی نہیں تھی۔ جب بارش ہوا کرتی تھی تو ساری مسجد کیچڑ سے بھر جاتی تھی اور آپ ﷺ کی مسجد تو بس چھپر جیسی ہی تھی۔ [رواھما البیھقی ایضاً]

بخاری میں لیلۃ القدر کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں (لیلۃ القدر کی) یہ نشانی دکھائی گئی ہے کہ میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں' لہٰذا جس نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا تھا وہ اب پھر اعتکاف کرے' چنانچہ ہم نے دوبارہ اعتکاف شروع کر دیا۔ اس وقت ہمیں آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آ رہا تھا لیکن تھوڑی دیر کے بعد ایک بادل آیا اور بارش ہوئی اور اتنی ہوئی کہ مسجد کی چھت خوب ٹپکی۔ مسجد کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی اور نماز کھڑی ہو گئی تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کیچڑ میں سجدہ کر رہے ہیں یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی پیشانی پر کیچڑ کا اثر دیکھا۔ [کذا فی وفاء الوفاء ۱/ ۲۴۲]

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما کے پاس ایک بانس تھا جس سے وہ مسجد کی پیمائش کر رہے تھے کہ اتنے میں حضور ﷺ ان کے پاس باہر تشریف لائے اور ان سے فرمایا تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ ان دونوں نے عرض کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی مسجد ملک شام کے طرز پر بنانا چاہتے ہیں اور اس کا جتنا خرچہ ہو گا وہ انصار پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بانس مجھے دو۔ آپ ﷺ نے ان دونوں سے وہ بانس لیا پھر چل پڑے اور دروازے پر پہنچ کر آپ ﷺ نے وہ بانس پھینک دیا اور فرمایا ہرگز نہیں (ملک شام کی طرح مسجد کی شاندار عمارت نہیں بنانی) بس گھاس پھوس اور چھوٹی چھوٹی لکڑیاں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا سائبان ہو اور (موت کا) معاملہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔ کسی نے پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سائبان کیسا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جب کھڑے ہوتے تو ان کا سر چھت کو لگ جاتا۔ [اخرجہ ابن زبالۃ کذا فی وفاء الوفاء ۱/ ۲۴۱]

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ستون سے لے کر مقصورہ (امام کے لیے بنائے جانے والے کمرہ) تک مسجد میں اضافہ کیا اور فرمایا اگر میں نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نہ سنا ہوتا کہ ہمیں اپنی مسجد کو بڑھانا چاہیے تو میں ہرگز نہ بڑھاتا۔ [اخرجہ احمد]

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ مسجد حضور ﷺ کے زمانے میں کچی اینٹ سے بنی ہوئی تھی۔ اس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی اور اس کے ستون

کھجور کے تنوں کے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں کوئی اضافہ نہ کیا البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جیسی کچی اینٹ اور کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھی ویسی ہی بنائی اور اس کے ستون لکڑی کے ہی بنائے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے بدل دیا اور اس میں بہت زیادہ اضافہ کیا اور اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے بنائیں اور اس کے ستون منقش پتھروں کے اور اس کی چھت ساکھو کی لکڑی کی بنائی۔ [اخرجه البخاري و ابو داؤد]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کی مسجد کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے اور مسجد پر کھجور کی ٹہنیوں سے سایہ کیا ہوا تھا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یہ کھجور کے تنے اور ٹہنیاں بوسیدہ ہو کر ریزہ ریزہ ہونے لگیں تو انہیں ہٹا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نئے کھجور کے تنے اور نئی ٹہنیاں لگا دیں۔ پھر یہ ستون حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بوسیدہ ہو گئے تو انہیں ہٹا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی جگہ پکی اینٹیں لگا دیں جو اب تک لگی ہوئی ہیں۔ [اخرجه ابو داؤد ايضاً و سكت عليه عن عطيه]

مسلم میں یہ روایت ہے کہ حضرت محمود بن لبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اسے پسند نہ کیا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ مسجد کو اسی حالت پر رہنے دیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اللہ کے لیے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسی جیسا محل جنت میں بنائے گا۔

حضرت مطلب بن عبداللہ بن حطب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ۲۴ھ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو لوگوں نے ان سے مسجد بڑھانے کی بات کی اور یہ شکایت کی کہ جمعہ کے دن جگہ بہت تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ انہیں مسجد سے باہر میدان میں نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل الرائے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو سب کا اس پر اتفاق ہوا کہ پرانی مسجد کو گرا کر اس میں اضافہ کر دیا جائے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان فرمائی پھر فرمایا اے لوگو! میں نے اس بات کا ارادہ کر لیا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو گرا کر اس میں اضافہ کر دوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اللہ کے لیے مسجد بنائے گا اللہ اس کے لیے جنت میں محل بنائیں گے اور یہ کام مجھ سے پہلے ایک بہت بڑی شخصیت بھی کر

چکی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کو بڑھایا بھی تھا اور اسے نئے سرے سے بنایا بھی تھا اور میں اس بارے میں حضور ﷺ کے اہل الرائے صحابہ سے مشورہ بھی کر چکا ہوں۔ ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ مسجد کو گرا کر نئے سرے سے بنایا جائے اور اس میں توسیع بھی کرائی جائے تو لوگوں نے اس بات کی خوب تحسین کی اور ان کے لیے دعا بھی کی۔ اگلے دن صبح کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کام کرنے والوں کو بلایا (اور انہیں کام میں لگایا) اور خود بھی اس کام میں لگے حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اور رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے اور مسجد سے باہر نہیں جایا کرتے تھے اور آپ نے حکم دیا کہ بطن نخلہ میں چھنا ہوا چونا تیار کیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ربیع الاول ۲۹ھ میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا جو محرم ۳۰ھ میں ختم ہوا۔ یوں دس ماہ میں کام پورا ہوا۔ [رواہ یحییٰ کذا فی وفاء الوفاء ۱/ ۳۵۵]

حضرت جابر بن اسامہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بازار میں تھے میری آپ سے ملاقات ہوئی میں نے پوچھا حضور! کہاں جانے کا ارادہ فرما رہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ حضور ﷺ تمہاری قوم کے لیے مسجد کی جگہ کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں چنانچہ میں جب وہاں پہنچا تو حضور ﷺ مسجد کی جگہ کی نشاندہی کر چکے تھے اور آپ ﷺ نے قبلہ کی نشانی کے لیے ایک لکڑی زمین میں گاڑی ہوئی تھی۔

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط والکبیر قال الهیثمی ۲/ ۱۵ و فیه معاویة بن عبدالله بن حبیب ولم اجد من ترجمه۔ انتهیٰ واخرجه ابو نعیم عن جابر بن اسامة الجهنی نحوه کما فی الکنز ۴/ ۲۶۲ و البادروی عن اسامة الحنفی مثله کما فی الکنز ۴/ ۲۶۳]

حضرت عثمان بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بہت سے شہر فتح کر لیے تو ان شہروں کے گورنروں کو خط لکھے چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ کے گورنر تھے انہیں خط میں یہ لکھا کہ سارے شہر کے لیے جمعہ کی نماز کے لیے ایک جامع مسجد بنائیں (اور ہر قبیلہ کے لیے الگ الگ مسجد بنائیں، ہر قبیلہ والے پانچوں نمازیں اپنی مسجد میں پڑھا کریں لیکن) جمعہ کے دن سب جامع مسجد میں آ کر جمعہ پڑھا کریں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر تھے انہیں بھی یہی لکھا اور لشکروں کے امیروں کو یہ لکھا کہ دیہات میں رہائش نہ رکھیں بلکہ شہروں میں رہیں اور ہر شہر میں ایک ہی مسجد بنائیں اور جیسے کوفہ بصرہ اور مصر والوں نے

مسجدیں بنائی ہیں اس طرح ہر قبیلے والے اپنی اپنی مسجد نہ بنائیں چنانچہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کے پابند ہو گئے۔[اخرجه ابن عساكر كذا فی الكنز ۴/ ۲۵۹]

مسجدوں کو پاک صاف رکھنا

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے یہ نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے محلوں میں مسجدیں تعمیر کرنے اور انہیں اچھی طرح بنانے اور انہیں پاک رکھنے کا حکم دیتے تھے۔[اخرجه احمد قال الهیثمی ۲/ ۱۱ رواه احمد و اسناده صحیح]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں اور ان کی صفائی کی جائے اور انہیں معطر کیا جائے۔

[عند ابی داؤد الترمذی و ابن ماجه كذا فی المشكوٰة صفحه ۶۱]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک عورت مسجد سے کوڑا وغیرہ اٹھایا کرتی تھی پھر اس کا انتقال ہو گیا اور اس کے دفن ہونے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہوئی (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مر جایا کرے تو تم مجھے اس کی خبر کیا کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا میں نے اسے جنت میں دیکھا کہ وہ مسجد میں سے کوڑا وغیرہ اٹھا رہی ہے۔[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۲:۱۰ رواه الطبرانی فی الكبیر و قال فی تراجم النساء الخرقا السوداء التی كانت تمیط الاذی عن مسجد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و ذكر بعد هذا الكلام اسناد عن انس رضی اللہ عنہ قال فذكر الحدیث و رجال اسناد انس رجال الصحیح و اسناد ابن عباس فیه عبدالعزیز بن فائد وهو مجهول و قیل فیه فائد بن عمر و هو وهم انتهی]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے۔[اخرجه ابو یعلی قال الهیثمی ۲/ ۱۱ و فیه عبدالله بن عمر العمری وثقه احمد وغیره واختلف فی الاحتجاج به]

مساجد کی طرف پیدل چلنا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا دور رہتے

تھے کہ میرے علم میں اور کوئی ان سے زیادہ دور نہیں رہتا تھا لیکن وہ ہر نماز مسجد نبوی ﷺ میں پڑھتے تھے ان کی کوئی نماز نہیں جاتی تھی۔ ان سے کسی نے کہا کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ کوئی گدھا خرید لیں اور اندھیرے میں اور سخت گرمی میں اس پر سوار ہو کر (مسجد نبوی ﷺ کو) آیا کریں۔ انہوں نے کہا مجھے اس سے بالکل خوشی نہیں ہوگی کہ میرا گھر بالکل مسجد کے پہلو میں ہو میں تو چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف پیدل چل کر جانا اور اپنے گھر واپس جانا (میرے اعمال نامہ میں) لکھا جائے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے آنے جانے کا سارا ثواب لکھ دیا ہے۔ [اخرجه احمد و مسلم و الدارمی و ابو عوانة و ابن خزیمة و ابن حبانؒ]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری کا گھر مدینے میں (مسجد نبوی ﷺ سے) سب سے زیادہ دور تھا لیکن حضور ﷺ کے ساتھ کی کوئی نماز ان سے فوت نہ ہوتی تھی۔ مجھے ان پر بڑا ترس آیا اس لیے میں نے ان سے کہا اے فلانے! اگر تم گدھا خرید لو تو سخت گرمی سے بھی اور زمین کے کیڑے مکوڑوں سے بھی حفاظت ہو جائے گی۔ اس انصاری نے کہا' ارے میاں! ذرا غور سے سنو! اللہ کی قسم مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میرا گھر حضرت محمد ﷺ کے گھر کے بالکل ساتھ ہو۔ مجھے ان کی یہ بات بڑی گراں لگی اور میں نے جا کر حضور ﷺ کو بتا دی۔ حضور ﷺ نے انہیں بلا کر پوچھا تو انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے بھی وہی بات کہہ دی اور یہ بھی بتایا کہ مجھے دور سے مسجد پیدل آنے جانے میں ثواب کی امید ہے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تم جس ثواب کی امید لگا رہے ہو وہ تمہیں ضرور ملے گا۔ حمیدی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ جو قدم بھی مسجد کی طرف اٹھاتے ہیں اس کے بدلہ میں انہیں ایک درجہ ملتا ہے۔ [عند الطیالسی و مسلم و ابن ماجه و اخرجه ایضاً ابو داؤد والحمیدی بمعناه]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے ساتھ پیدل چل رہا تھا۔ ہم نماز کے لیے (مسجد) جا رہے تھے۔ حضور ﷺ چھوٹے چھوٹے قدم رکھ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں چھوٹے چھوٹے قدم رکھ رہا ہوں؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی جب تک نماز کی کوشش میں لگا رہتا ہے وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۲/ ۳۲ رواه الطبرانی فی الکبیر وله فی روایة اخری انما فعلت هذا لتکثیر خطای فی طلب الصلاة و فیه الضحاك بن نبراس و هو

ضعیف و رواہ موقوفا عن علی زید بن ثابت و رجالہ رجال الصحیح۔ انتھی]

دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں ایسا اس لیے کر رہا ہوں تا کہ نماز کی کوشش میں میرے قدم زیادہ ہو جائیں۔

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ (بصرہ کے قریب) زاویہ نامی بستی میں چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں انہوں نے اذان کی آواز سنی تو آواز سنتے ہی چھوٹے چھوٹے قدم رکھنے شروع کر دیئے یہاں تک کہ میں (ان کے ساتھ) مسجد میں داخل ہو گیا پھر فرمایا اے ثابت! کیا تم جانتے ہو کہ میں اس طرح کیوں چلا۔ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تا کہ نماز کی تلاش میں میرے قدم زیادہ ہو جائیں۔ [اخرجہ الطبرانی فی الکبیر قال الھیثمی ۲/ ۳۲ و قدر رواہ انس عن زید بن ثابت و اللہ اعلم و فیہ الضحاك بن نبراس وھو ضعیف انتھی]

قبیلہ بنو طے کے ایک صاحب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد جانے کے لیے گھر سے نکلے اور تیز تیز چلنے لگے تو کسی نے ان سے کہا آپ تو اس طرح چلنے سے منع کرتے ہیں اور خود اس طرح چل رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ مجھے نماز کا ابتدائی کنارہ یعنی تکبیر اولیٰ مل جاوے۔ [اخرجہ الطبرانی فی الکبیر و فیہ من لم یسم کماتراہ]

حضرت سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے لیے تیزی سے چل رہے تھے کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا جن چیزوں کی طرف تم تیزی سے چلتے ہو کیا ان میں سے نماز اس کی سب سے زیادہ حقدار نہیں ہے۔

[عند الطبرانی ایضاً فیہ و سلمۃ لم یسمع من ابن مسعود کما قال الھیثمی ۲/ ۳۲]

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں حضور ﷺ نے اپنے پیچھے کچھ لوگوں کا شور سنا۔ جب آپ نماز پوری کر چکے تو فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ ان لوگوں نے کہا ہم نماز کے لیے تیزی سے چل کر آ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ آرام سے چلو اور جتنی نماز مل جائے اسے پڑھ لو اور جتنی رہ جائے اسے قضا کر لو۔ [اخرجہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح وھو متفق علی بلفظ وما سبقکم فاتموا کما قال الھیثمی ۲:۳۱]

مسجدیں کیوں بنائی گئیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان میں کون سے اعمال کرتے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو حضور ﷺ کے صحابہ نے کہا ارے' ارے' ٹھہرو' ٹھہرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے پیشاب سے نہ روکو اسے چھوڑ دو۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے پیشاب پورا کر لیا۔ پھر حضور ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا ان مسجدوں میں پیشاب یا گندگی والا کوئی کام کرنا کسی طرح ٹھیک نہیں ہے۔ یہ مسجدیں تو اللہ کے ذکر' نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنی ہیں یا جیسے حضور ﷺ نے فرمایا پھر حضور ﷺ نے لوگوں میں سے ایک آدمی کو حکم دیا اس نے پانی کا ڈول لا کر اس پیشاب پر بہا دیا۔ [اخرجه مسلم ۱۳۸:۱ و اللفظ له الطحاوی ۸/۱]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ گھر سے باہر آئے اور مسجد میں گئے تو وہاں ایک حلقہ لگا ہوا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ ان لوگوں نے کہا ہم بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اللہ کی قسم! آپ لوگ صرف اس وجہ سے بیٹھے ہیں؟ ان لوگوں نے کہا واقعی ہم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے تم لوگوں کو قسم نہیں دی (بلکہ اس وجہ سے قسم دی جو آگے حدیث میں آ رہی ہے) اور کوئی صحابی ایسا نہیں ہے جس کا حضور ﷺ سے میرے جیسا خاص تعلق ہو اور وہ حضور ﷺ کی طرف سے حدیثیں مجھ سے کم بیان کرتا ہو (یعنی میرا حضور ﷺ سے تعلق بھی خاص تھا لیکن میری عادت حضور ﷺ کی طرف سے حدیثیں بہت کم بیان کرنے کی ہے) پھر بھی اس موقع کی ایک حدیث تم لوگوں کو سنا دیتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد میں باہر تشریف لائے اور مسجد میں صحابہ کرام حلقہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے پوچھا آپ لوگ کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اللہ کی تعریف کر رہے ہیں کہ اس نے

ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور اسلام کی دولت سے ہمیں نوازا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا اللہ کی قسم! صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم! ہم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے تمہیں قسم نہیں دی بلکہ ابھی جبرائیل میرے پاس آئے تھے اور یہ خبر سنا گئے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہے ہیں۔

[اخرجه مسلم كذا فى رياض الصالحين صفحه ۵۱۶ و اخرجه ايضاً الترمذى و النسائى كما فى جمع الفوائد ۲/ ۲۴۹]

حضرت ابو واقد حارث بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اتنے میں تین آدمی آئے ان میں سے دو تو آپ ﷺ کی طرف چلے اور ایک چلا گیا۔ وہ دونوں جا کر حضور ﷺ کے پاس کھڑے ہو گئے ان میں سے ایک کو حلقہ میں خالی جگہ نظر آئی وہ جا کر اس جگہ بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پشت پھیر کر چلا گیا۔ جب آپ ﷺ حلقہ سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ ایک نے اللہ کے پاس اپنی جگہ بنائی تو اللہ نے اسے (اپنی رحمت میں) جگہ دے دی اور دوسرا شرما گیا تو اللہ نے بھی اس کے ساتھ حیا کا معاملہ کیا (اپنی رحمت سے محروم نہ فرمایا) اور تیسرے نے (اللہ سے) اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض فرمالیا۔ [اخرجه الشيخان كذا فى رياض الصالحين صفحه ۵۱۵ و اخرجه ايضاً مالك والترمذى كما فى جمع الفوائد ۱/ ۲۱]

حضرت ابو القمراء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں مختلف حلقوں میں بیٹھے ہوئے آپس میں حدیثوں کا مذاکرہ کر رہے تھے کہ اتنے میں حضور ﷺ اپنے ایک حجرے سے باہر مسجد میں تشریف لائے اور تمام حلقوں پر نظر ڈالی اور پھر قرآن والوں کے ساتھ بیٹھ گئے (جو قرآن سیکھ سکھا رہے تھے) اور فرمایا مجھے اس مجلس (میں بیٹھنے) کا حکم دیا گیا ہے۔

[اخرجه ابن مندة كذا فى الاصابة ۴/ ۱۶۰ و اخرجه ابن عبدالبر فى الاستيعاب ۴/ ۱۶۴ واخرجه ايضاً ابو عمرو المدنى فى طبقات القراء كما فى الكنز ۱/ ۲۱۹]

حضرت کلیب بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسجد میں بہت زیادہ شور کی آوازیں سنیں لوگ قرآن پڑھ پڑھا رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان لوگوں کو

خوشخبری ہو یہی لوگ حضور ﷺ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھے۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط کذا فی المجمع ۷/ ۱۶۶ واخرجه ابن منیع بنحوه کما فی الکنز ۱/ ۲۱۸]

حضرت کلیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں تھے انہوں نے وہاں بہت زیادہ شور کی آوازیں سنیں تو انہوں نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ تو ساتھیوں نے بتایا کہ یہ لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں اور ایک دوسرے سے قرآن سیکھ رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا غور سے سنو! ان ہی لوگوں سے حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبت تھی۔

[عند البزار کما فی المجمع ۷/ ۱۶۲ قال الهیثمی ۷/ ۱۶۶ و فی اسناد الطبرانی حفص بن سلیمان الغاضری وهو متروك و وثقه احمد فی روایة وضعفه فی غیرها وفی اسناد البزار اسحاق بن ابراهیم الثقفی وهو ضعیف]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدینہ کے بازار سے گذرے تو کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا: اے بازار والو! تم لوگ کتنے زیادہ عاجز ہو۔ بازار والوں نے کہا اے ابو ہریرہ! کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم لوگ یہاں بیٹھے ہو تو کیا تم لوگ جا کر اس میں سے اپنا حصہ نہیں لے لیتے؟ لوگوں نے پوچھا کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ انہوں نے فرمایا مسجد میں، چنانچہ وہ بازار والے بہت تیزی سے مسجد گئے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہاں ٹھہرے رہے۔ تھوڑی دیر میں وہ لوگ واپس آ گئے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ (کہ جلدی سے واپس آ گئے) انہوں نے کہا اے ابو ہریرہ! ہم مسجد گئے تھے ہم نے اندر جا کر دیکھا تو ہمیں وہاں کوئی چیز تقسیم ہوتی ہوئی نظر نہیں آئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کیا تم نے مسجد میں کوئی آدمی نہیں دیکھا؟ انہوں نے کہا ہم نے بہت سے آدمی دیکھے کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگ قرآن پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگ حلال اور حرام کا مذاکرہ کر رہے تھے تو ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا بھلا ہو یہی اعمال مسجد تو حضرت محمد ﷺ کی میراث ہیں۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن کذا فی الترغیب ۱/ ۲۶]

حضرت ابن معاویہ کندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ملک شام میں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے لوگوں کے بارے میں پوچھا کہ شاید ایسے ہوتا ہوگا کہ آدمی بدکے ہوئے اونٹ کی طرح مسجد میں آتا ہوگا اگر اسے اپنی قوم کی مجلس نظر آتی ہوگی اور جان

پہچان والے لوگ نظر آتے ہوں گے تو ان کے پاس بیٹھ جاتا ہوگا ورنہ نہیں۔ میں نے کہا نہیں ایسے نہیں ہے بلکہ مختلف مجلسیں مسجد میں ہوتی ہیں (اور ہر مجلس میں مختلف قوموں کے لوگ ہوتے ہیں) اور لوگ ان میں بیٹھ کر خیر کے اعمال سیکھتے ہیں اور ان کے بارے میں مذاکرہ کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک تم ایسے رہو گے خیر پر رہو گے۔

[اخرجه المروزی و ابن ابی شیبة کذا فی الکنز ۵/ ۲۲۹]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا آؤ یہود کے پاس چلیں چنانچہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر ان کے پاس گئے اور) ان سے فرمایا اسلام لے آؤ سلامتی پالو گے۔ ان یہودیوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں لیکن پھر بھی تم لوگ اسلام لے آؤ سلامتی میں رہو گے۔ انہوں نے پھر کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام پہنچا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں لیکن پھر بھی تم لوگ اسلام لے آؤ سلامتی میں رہو گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی طرح سمجھ لو زمین اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے۔ اب میں تمہیں اس سرزمین سے جلا وطن کرنا چاہتا ہوں لہٰذا تم میں سے جس کی جو چیز بک سکتی ہے وہ اسے بیچ دے ورنہ اچھی طرح سمجھ لو یہ زمین اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے۔ [اخرجه الشیخان و ابو داؤد کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۴۴]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ غزوہ خندق کے دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے ان کو قریش کے حبان بن عرقہ نامی کافر نے تیر مارا تھا جو ان کے بازو کی اکحل نامی رگ میں لگا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوایا تھا تا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہیں اور ان کی عیادت کے لیے بار بار جانے میں سہولت رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار رکھ دیئے اور غسل فرمایا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے سر سے غبار جھاڑتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ نے تو ہتھیار رکھ دیئے لیکن اللہ کی قسم! میں نے تو ابھی نہیں رکھے آپ ان کی طرف تشریف لے چلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہاں؟ تو جواب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فیصلہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگا دیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ان کے بارے میں میرا فیصلہ

یہ ہے کہ ان میں جو لڑنے کے قابل ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے سارے مال کو (مسلمانوں میں بطور مال غنیمت کے) تقسیم کر دیا جائے۔

حضرت ہشام راوی کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے نقل کرتے ہوئے یہ بتایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ مجھے اس قوم سے جہاد کرنے سے کسی اور سے جہاد کرنا زیادہ محبوب نہیں ہے جس قوم نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور انہیں (ان کے وطن مکہ سے) نکالا (اس سے مراد قبیلہ قریش ہے) اے اللہ! اب میرا خیال تو یہ ہے کہ تو نے ہمارے اور اس قوم کے درمیان جنگ ختم کر دی ہے (یعنی اس غزوہ خندق کے بعد اب ان سے جنگ نہیں ہوگی) لیکن اگر قریش سے کوئی جنگ ابھی ہونے والی ہے تو پھر تو مجھے ان کے لیے زندہ رکھ تاکہ تیری رضا کی خاطر میں ان سے لڑوں اور اگر تو نے ان سے لڑائی ختم کر دی ہے تو میری اس رگ کے زخم کو جاری کر اور اسی کی وجہ سے مجھے موت نصیب فرما' چنانچہ ان کے سینے کے زخم سے پھر خون بہنے لگا اور مسجد میں بنو غفار کا بھی ایک خیمہ لگا ہوا تھا یہ خون بہہ کر ان کے خیمہ تک پہنچ گیا جس سے وہ لوگ گھبرا گئے تو اس خیمہ والوں نے کہا اے خیمہ والو! یہ خون کیا ہے جو تمہاری طرف سے ہماری طرف آ رہا ہے؟ جا کر دیکھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زخم میں سے خون بہہ رہا تھا جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔ [اخرجه الشیخان كذا فی جمع الفوائد ۲/ ۵۲]

حضرت یزید بن عبداللہ بن قسیط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل صفہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابی تھے جن کا (مدینہ میں) کوئی گھر نہیں تھا اس لیے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتے تھے اور دن بھر اسی میں رہتے تھے ان کا مسجد کے علاوہ اور کوئی ٹھکانہ نہ تھا رات کو جب کھانے کا وقت آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بلا کر اپنے صحابہ میں تقسیم فرما دیتے پھر بھی ان میں سے کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کا کھانا کھاتے یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرما دی۔ [اخرجه ابن سعد فی الطبقات ۲/ ۲۰]

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے وہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے فارغ ہوتے تو جا کر مسجد میں ٹھہر جاتے اور یہ مسجد ہی ان کا گھر تھا' اسی میں لیٹا کرتے تھے۔ ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پاؤں مبارک سے

ذرا ہلایا۔ وہ اٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں (مسجد میں) سوتے ہوئے نہیں دیکھ رہا ہوں؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر میں کہاں سوؤں؟ کیا میرا مسجد کے علاوہ کوئی گھر ہے؟ آگے حدیث امر خلافت کے بارے میں ذکر کی۔

[اخرجه احمد قال الهيثمی ۲/ ۲۲ رواه احمد و الطبرانی روی بعضه فی الكبير و فيه شهر بن حوشب و فيه كلام و قد وثق]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے اور جب حضور ﷺ کی خدمت سے فارغ ہو جاتے تو آکر مسجد میں لیٹ جاتے۔

[عند الطبرانی فی الاوسط و فيه شهر ايضاً كما قال الهيثمی]

اور اللہ کے راستہ کے مہمانوں کی ضیافت کے باب میں مسجد میں سونے کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کے قصے گذر چکے ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مسجد میں دوپہر کو آرام کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو زمانہ خلافت میں مسجد میں دوپہر کو آرام کرتے ہوئے دیکھا۔

[اخرجه ابن ابی شيبة]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس آتے اور پھر دوپہر کو آرام کیا کرتے۔ [عند ابن ابی شيبة ايضاً كذا فی الكنز ۴/ ۲۶۱]

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کوئی آدمی زیادہ دیر تک مسجد میں بیٹھے تو اس کے لیے کمر سیدھی کرنے کے لیے لیٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس طرح لیٹنے سے اس کا دل نہیں اکتائے گا۔ [اخرجه از سعد ۳/ ۲۹۴]

حضرت خلید ابو اسحاقؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسجد میں سونے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا گر تم نماز اور طواف کی وجہ سے سونا چاہتے ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔ [اخرجه عبدالرزاق كذا فی الكنز ۴/ ۲۶۱]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی رات کو تیز ہوا اور آندھی چلا کرتی تو حضور ﷺ گھبرا کر ایک دم مسجد تشریف لے جاتے اور آندھی ختم ہونے تک وہاں ہی رہا کرتے اور جب آسمان میں سورج گرہن یا چاند گرہن ہوتا تو آپ ﷺ گھبرا کر نماز پڑھنے کی جگہ یا عیدگاہ

تشریف لے جاتے۔ [اخرجه ابن ابی الدنیا کذا فی الکنز ۴/ ۲۸۹ وقال سنده حسن]

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی وہ جب تھوڑی دیر کے لیے بھی مسجد میں بیٹھا کرتے تو اعتکاف کی نیت کر لیا کرتے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۳/ ۳۱۲]

حضرت عطیہ بن سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف کا وفد رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوایا پھر جب وہ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ [اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۲/ ۲۸ و فیه محمد بن اسحق وهو مدلس و قدعنعنه۔ انتهی]

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں ٹھہرایا تاکہ اس سے ان کے دل زیادہ نرم ہوں اس سے آگے اور حدیث ذکر کی جیسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دینے کے باب میں قبیلہ ثقیف کے اسلام لانے کے قصہ میں گذر چکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نے مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھنا ہوا گوشت کھایا پھر نماز کھڑی ہوگئی تو ہم نے صرف کنکریوں سے ہاتھ پونچھے (اور کچھ نہیں کیا اور نماز میں شامل ہو گئے)۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۲/ ۲۱ و فیه ابن لهیعة و فیه کلام]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد فضیخ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فضیخ لایا گیا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا' اسی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد فضیخ پڑ گیا۔ فضیخ نیم پختہ کھجور کے شربت کو کہا جاتا ہے۔ [عند احمد]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد فضیخ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نیم پختہ کھجور کا شربت فضیخ کے مشکے میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شربت کو نوش فرمایا اور اسی وجہ سے اس کا نام مسجد فضیخ رکھا گیا۔ [عند ابی یعلی قال الهیثمی و فیه عبدالله بن نافع ضعفه البخاری و ابو حاتم و النسائی و قال ابن معین یکتب حدیثه۔ انتهی]

اور اس سے پہلے مسجد میں مختلف اعمال کے قصے گذر چکے ہیں۔ مال خرچ کرنے کے باب

میں کھانا اور مال تقسیم کرنے کے قصے اور بیعت کے باب میں مسجد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کا قصہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے باہمی اتحاد اور اتفاق رائے کے باب میں مسجد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا قصہ اور اللہ کی طرف دعوت دینے کے باب میں حضرت ضمام رضی اللہ عنہ کو مسجد میں دعوت دینے اور ان کے اسلام لانے کا قصہ اور مسجد میں حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے اور مشہور قصیدہ پڑھنے کا قصہ اور صحابہ کے باہمی اتحاد اور اتفاق رائے کے باب میں مسجد میں اہل شوریٰ کے مشورہ کے لیے بیٹھنے کا قصہ اور مال خرچ کرنے کے باب میں صبح کے وقت مسجد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھنے کا قصہ اور دنیا کی وسعت اور کثرت سے ڈرنے کے باب میں مسجد میں نمازوں کے بعد لوگوں کی ضرورت کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹھنے کا قصہ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو مضبوطی سے پکڑ لینے کے باب میں مسجد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے رونے کا قصہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کن باتوں کو مسجد میں اچھا نہیں سمجھتے تھے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ایک غلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں (اپنے آقا) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے اتنے میں ہم لوگ مسجد میں داخل ہو گئے تو ہم نے دیکھا کہ مسجد کے بیچ میں ایک آدمی پیٹھ اور ٹانگوں کو کپڑے سے باندھ کر بیٹھا ہوا ہے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال رکھی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اشارے سے سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ سمجھ نہ سکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہو تو اپنی انگلیاں ہرگز ایک دوسرے میں نہ ڈالے کیونکہ یہ شیطانی حرکت ہے اور جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں ہوتا ہے تو وہ مسجد سے باہر جانے تک نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔ [اخرجه احمد قال الهيثمى ۲/ ۲۵ اسناده حسن]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تو لوگ لہسن پہ ٹوٹ پڑے اور اسے خوب کھانے لگے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ بودار سبزی کھائے وہ

ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۲/ ۱۷ رواه الطبرانی فی الاوسط من روایة ابی القاسم مولی ابی بکر ولم اجد من ذکرہ و بقیة رجاله موثقون۔ انتهی]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! تم یہ دو بدبودار چیزیں پیاز اور لہسن کھاتے ہو حالانکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں کسی سے ان دونوں کی بو محسوس ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر اسے بقیع کی طرف نکال دیا جاتا لہٰذا جو انہیں کھانا چاہتا ہے وہ انہیں پکا کر ان کی بو ختم کر لے۔

[اخرجه مسلم و النسائی و ابن ماجه کذا فی الترغیب ۱/ ۸۸]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے تھے کہ بیان کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی سامنے والی دیوار پر کھنکار پڑا ہوا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں پر بڑا غصہ آیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھرچا اور زعفران منگا کر اس جگہ مل دیا اور فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کے سامنے ہوتے ہیں چنانچہ اس کو اپنے سامنے تھوکنا نہیں چاہئے۔ [اخرجه الشیخان و ابو داؤد واللفظ له]

حضرت ابو سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ کوئی آدمی اس کے سامنے آ کر اس کے چہرے پر تھوک دے؟ تم میں سے کوئی آدمی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب کے سامنے ہوتا ہے اور فرشتہ اس کے دائیں طرف ہوتا ہے لہٰذا اسے نہ اپنے سامنے تھوکنا چاہئے اور نہ دائیں طرف۔ [عند ابن خزیمة فی صحیحه کذا فی الترغیب ۱/ ۱۶۳]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسے گوشت کا ٹکڑا یا کھال آگ میں سکڑ جاتی ہے ایسے ہی کھنکار مسجد میں پھینکنے سے مسجد سکڑ جاتی ہے (یعنی یہ کام مسجد کو بہت برا لگتا ہے یہ مسجد کے ادب کے خلاف ہے) [اخرجه عبدالرزاق کذا فی الکنز ۴/ ۲۶۰]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بنہ جہنی رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ مسجد میں چند لوگوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ ننگی تلوار ایک دوسرے کو دے رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے اس پر اللہ لعنت فرمائے کیا میں نے تمہیں اس سے روکا نہیں؟ جب تم میں سے کسی نے ننگی تلوار پکڑی ہوئی ہو اور وہ اپنے ساتھی کو دینا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ

تلوار نیام میں ڈال کر دے۔ [اخرجه البغوی و السکن و الطبرانی و غیرهم كذا فی الكنز ۴/ ۲۶۲]

حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کسی آدمی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مسجد میں تلوار ننگی کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہم اسے اچھا نہیں سمجھتے تھے ایک آدمی مسجد میں تیر صدقہ کیا کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ جب بھی مسجد سے تیر لے کر گذرے تو وہ تیروں کے پھلوں کو اچھی طرح سے پکڑ کر گذرے۔

[اخرجه عبدالرزاق كذا فی الكنز ۴/ ۲۶۲]

حضرت محمد بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ایک آدمی نے اپنا تیر پلٹا تو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اسے معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ہتھیار الٹنے پلٹنے سے منع فرمایا ہے۔

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط ۲/ ۲۶ و فيه ابو البلال ضعفه ابو حاتم]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے مسجد میں گمشدہ جانور کا اعلان کیا اور یہ کہا کون ہے وہ (جس نے سرخ اونٹ دیکھا ہو اور وہ اس کے مالک کو) سرخ اونٹ (دینے) کے لیے بلا رہا ہو؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں تمہارا اونٹ نہ ملے۔ مسجدیں تو جن کاموں کے لیے بنائی گئی ہیں بس انہی کے لیے استعمال ہونی چاہئیں (اور گمشدہ چیز کا اعلان ان کاموں میں سے نہیں ہے) [اخرجه مسلم و النسائی و ابن ماجه كذا فی الترغيب ۱/ ۱۶۷]

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ یا کوئی اور صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسجد میں ایک آدمی کو گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹ کر خاموش کر دیا اور فرمایا ہم کو اس سے روکا گیا ہے۔

[اخرجه الطبرانی فی الكبير و ابن سيرين لم يسمع من ابن مسعود كذا فی الترغيب ۱/ ۱۶۷]

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو مسجد میں اپنی گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ اس پر ناراض ہوئے تو اس آدمی نے کہا اے ابوالمنذر! آپ تو ایسی سخت بات نہیں کیا کرتے تھے تو فرمایا (مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنے والے پر) ایسے ہی (غصہ) کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

[اخرجه عبدالرزاق كذا فی الكنز ۴/ ۲۶۰]

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا کسی نے مجھے کنکری ماری (جس سے میری آنکھ کھل گئی) تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا جاؤ اور ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ میں ان دونوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم دونوں کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم طائف کے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم دونوں اس شہر کے ہوتے تو میں تم کو دردناک سزا دیتا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو۔ [اخرجه البخاری و البیهقی]

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کی (اونچی) آواز مسجد میں سنی تو فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تم کہاں ہو؟ کیا تم جانتے ہو کہ تم کہاں ہو؟ اور اونچی آواز کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں ناگواری کا اظہار فرمایا۔ [عند ابراهیم بن سعد فی نسخة و ابن المبارك عن سعید بن ابراهیم عن ابیه كذا فی الكنز ۴/ ۲۵۹]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بھی مسجد تشریف لے جاتے تو اونچی آواز سے یہ اعلان فرماتے کہ مسجد میں شور کرنے سے بچو۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز سے فرماتے مسجد میں بیکار باتوں سے بچو۔

[اخرجه عبدالرزاق و ابن ابی شیبة و البیهقی]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں شور کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا ہماری اس مسجد میں آواز بلند نہ کی جائے۔

[عند عبدالرزاق و ابن ابی شیبة كذا فی الكنز ۴/ ۲۵۹]

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ساتھ ایک چبوترہ بنایا جس کا نام بطیحاء رکھا اور فرماتے تھے کہ جو آدمی شور مچانا چاہے یا شعر پڑھنا چاہے یا آواز بلند کرنا چاہے اسے چاہئے کہ وہ (مسجد سے) باہر اس چبوترے پر چلا جائے۔

[اخرجه مالك و البیهقی كذا فی الكنز ۴/ ۲۵۹]

حضرت طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کسی جرم میں پکڑ کر ایک آدمی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو انہوں نے فرمایا تم دونوں اسے مسجد سے باہر لے جاؤ اور وہاں اسے مارو۔

[اخرجه عبدالرزاق كذا فی الكنز ۴/ ۲۶۰]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان وقفے میں کچھ لوگوں کو مسجد کی قبلہ والی دیوار کے ساتھ کمر لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا تم لوگ فرشتوں اور ان کی نماز کے درمیان حائل نہ ہو۔ [اخرجه الطبرانی فی الكبير قال الهيثمی ۲/ ۲۳ و رجاله موثقون]

حضرت عبداللہ بن عامر الہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حابس بن سعد طائی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ ایک مرتبہ وہ سحری کے وقت مسجد میں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد کے اگلے حصے میں نماز پڑھ رہے ہیں تو فرمایا رب کعبہ کی قسم! یہ لوگ تو ریاکار ہیں انہیں ڈراؤ جو انہیں ڈرائے گا وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والا شمار ہوگا چنانچہ کچھ لوگ ان کے پاس گئے اور انہیں باہر نکال دیا تو حضرت حابس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرشتے سحری کے وقت مسجد کے اگلے حصے میں نماز پڑھتے ہیں۔ [اخرجه احمد و الطبرانی فی الكبير قال الهيثمی ۲/ ۱۲ و فيه عبدالله بن عامر الهانی ولم اجد من ذكره و اخرجه ايضاً ابن عساكر و ابو نعيم كما فی الكنز ۴/ ۲۶۲ و اخرجه ابن سعد ۷/ ۴۳۱ ايضاً نحوه]

حضرت مرہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں کوفہ کی مسجد کے ہر ستون کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں آ گئے۔ میں اپنی یہ بات ان کو بتانے گیا تو ایک آدمی مجھ سے پہلے ان کے پاس چلا گیا اور میں جو کچھ کر رہا تھا وہ اس آدمی نے ان کو بتا دیا۔ اس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اسے یہ معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ سب سے قریبی ستون کے پاس بھی ہیں تو نماز پوری کرنے تک اس ستون سے آگے نہ بڑھتا (یعنی مسجد کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھنا کوئی خاص ثواب کا کام نہیں ہے۔ ثواب میں مسجد کے سارے ستون برابر ہیں۔

[اخرجه الطبرانی قال الهيثمی ۲/ ۱۲ و فيه عطاء بن السائب و قد اختلط]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اذان کا اہتمام کرنا

حضرت ابو عمیر بن انس رحمۃ اللہ علیہ اپنے انصاری چچوں سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بارے میں بڑا فکر ہوا کہ اس کے لیے لوگوں کو کیسے جمع کریں۔ کسی نے تجویز پیش کی کہ نماز کا وقت شروع ہونے پر ایک جھنڈا کھڑا کر دیا کریں۔ لوگ جب جھنڈے کو دیکھا کریں گے تو ایک

دوسرے کو بتا دیا کریں گے لیکن آپ ﷺ کو یہ رائے پسند نہ آئی پھر کسی نے یہودیوں کے بگل کا تذکرہ کیا آپ ﷺ کو یہ بھی پسند نہ آیا اور فرمایا یہ تو یہودیوں کا کام ہے پھر کسی نے آپ ﷺ سے گھنٹے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو عیسائیوں کا کام ہے۔ حضور ﷺ کی زیادہ فکر کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ فکر ہوگئی وہ گھر گئے تو انہیں خواب میں اذان دکھائی گئی آگے اور حدیث بھی ذکر کی۔ [اخرجه ابو داؤد]

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے کے بارے میں فکر ہوئی۔ جب نماز کا وقت آتا تو حضور ﷺ کسی آدمی کو اوپر چڑھا دیتے جو ہاتھ سے اشارہ کرتا جو اشارہ دیکھ لیتا وہ آ جاتا اور جو نہ دیکھتا اسے نماز کا پتہ نہ چلتا اس کا حضور ﷺ کو بہت زیادہ فکر تھا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ اگر (نماز کے وقت) گھنٹہ بجانے کا حکم دے دیں تو اچھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو عیسائیوں کا کام ہے پھر انہوں نے عرض کیا اگر آپ ﷺ بگل بجانے کا حکم دے دیں تو اچھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ تو یہودیوں کا کام ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر واپس آ گیا اور حضور ﷺ کو اس بارے میں فکر مند دیکھنے کی وجہ سے میں بہت پریشان تھا۔ رات کو فجر سے پہلے مجھے کچھ اونگھ آئی میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ مسجد کی چھت پر کھڑا ہوا اور دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان دینے لگا۔ [اخرجه ابو الشيخ]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کے زمانے میں نماز کا وقت آتا تو ایک آدمی راستے میں تیز تیز چلتا ہوا جاتا اور اعلان کرتا الصلوٰۃ الصلوٰۃ (نماز نماز) یہ کام لوگوں کو مشکل لگا تو انہوں نے عرض کیا اگر ہم ایک گھنٹہ بنالیں آگے باقی حدیث ذکر کی۔

[عند ابی الشيخ ايضاً كذا فی الكنز ۴/ ۲۶۴،۲۶۵]

حضرت نافع بن جبیر، حضرت عروہ، حضرت زید بن اسلم اور حضرت سعید بن مسیب رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں اذان کا حکم ملنے سے پہلے حضور ﷺ کا ایک اعلانچی یہ اعلان کرتا الصلوٰۃ جامعۃ (نماز کا وقت ہوگیا ہے سب جمع ہو جائیں) جب قبلہ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تبدیل ہوا تو اذان کا حکم آ گیا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضور ﷺ کو نماز کے

وقت کی اطلاع دینے کا بہت فکر تھا۔ نماز کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ کسی نے بگل کا نام لیا اور کسی نے گھنٹے کا۔ آگے باقی حدیث ذکر کی اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ پھر اذان کا حکم مل گیا اور الصلوٰۃ جامعۃ کا اعلان اس مقصد کے لیے رہ گیا کہ لوگوں کو جمع کر کے انہیں کسی خاص واقعہ، کسی فتح وغیرہ کی اطلاع کر دی جاتی یا انہیں کوئی نیا حکم بتا دیا جاتا اور الصلوٰۃ جامعۃ کے ذریعہ اس مقصد کے لیے جمع کرنے کے لیے اعلان کیا جاتا چاہے وہ وقت نماز کا نہ ہوتا۔ [اخرجہ ابن سعد ۱/ ۲۴۶]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبا تشریف لاتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں اور لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو جائیں چنانچہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے تو حبشی لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ میں نے ایک درخت پر چڑھ کر اذان دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا اے سعد! تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ تھوڑے سے لوگ ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ساتھ نہیں ہیں اور میں نے دیکھا کہ یہ حبشی لوگ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں اور پھر آپ کو بھی دیکھ رہے ہیں، اس لیے مجھے ان کی طرف سے آپ پر حملہ کا خطرہ ہوا اس لیے میں نے اذان دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ٹھیک کہا۔ جب تم میرے ساتھ بلال کو نہ دیکھا کرو تو اذان دے دیا کرو چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تین مرتبہ اذان دی۔ [اخرجہ الطبرانی فی الکبیر قال الھیثمی ۲/ ۳۳۶ و فیہ عبدالرحمن بن سعد بن عمار و ھو ضعیف]

حضرت ابو وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ کے ہاں اذان دینے والوں کا (اجر و ثواب میں سے) حصہ جہاد کرنے والوں کے حصے جیسا ہوگا اور مؤذن اذان اور اقامت کے درمیان اس شہید کی طرح ہوتا ہے جو اللہ کے راستے میں اپنے خون میں لت پت ہو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں مؤذن ہوتا تو میرا (دینی) کام پورا ہو جاتا اور میں رات کی عبادت کے لیے نہ اٹھنے کی اور دن کو روزے نہ رکھنے کی پرواہ نہ کرتا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! اذان دینے والوں کی مغفرت فرما۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں اس حال پر پہنچا دیا کہ ہم تو اب اذان کے لیے ایک دوسرے سے تلواروں

سے لڑیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں اے عمر! بلکہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ اذان کمزوروں کے لیے چھوڑیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مؤذنوں کے گوشت کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ قرآن کی آیت ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

[سورۃ حم سجدہ آیت ۳۳]

''اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

اور اس سے مراد مؤذن ہے' جب وہ حی عَلَى الصَّلٰوةِ کہتا ہے تو اس نے اللہ کی طرف بلایا اور جب نماز پڑھتا ہے تو اس نے خود نیک عمل کیا اور جب وہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو وہ فرمانبردار مسلمانوں میں شمار ہو جاتا ہے۔ [اخرجه البیهقی فی شعب الایمان و اخرجه ابو الشیخ عن الرصافی فی کتاب الاذان مثله کما فی الکنز ۴/ ۲۶۶]

حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں مؤذن ہوتا تو میں فرض حج تو ضرور ادا کرتا باقی نفلی حج اور عمرہ نہ کرنے کی کوئی پرواہ نہ کرتا اور اگر فرشتے آسمان سے انسانی شکل میں اترا کرتے تو اذان دینے میں کوئی ان سے آگے نہ نکل سکتا۔ [عند ابن زنجویه کذا فی الکنز ۴/ ۲۶۵]

حضرت قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا تمہارے مؤذن کون لوگ ہیں؟ ہم نے کہا ہمارے غلام اور آزاد کردہ غلام تو فرمایا یہ تو تمہارا بہت بڑا نقص ہے۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو خلیفہ نہ بنتا بلکہ مؤذن بنتا۔

[اخرجه عبدالرزاق و ابن ابی شیبة و ابن سعد و البیهقی کذا فی الکنز ۴/ ۲۶۵]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر بہت افسوس ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے اذان کیوں نہیں مانگ لی۔ اگر میں مانگتا تو حضور ﷺ دونوں کو مؤذن بناتے۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۱/ ۳۲۶ و فیه الحارث وهو ضعیف]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ تمہارے مؤذن نابینا لوگ ہوں (کہ وہ طہارت کا اور نماز کے صحیح وقت کا خیال نہیں رکھ سکیں گے) یا قاری لوگ ہوں (کہ

ان کے پڑھانے اور تعلیم کا حرج ہوگا) [اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۲/ ۲ و رجاله ثقات]

حضرت یحییٰ بکاء کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن میں تو تم سے اللہ کے لیے بغض رکھتا ہوں۔ اس آدمی نے پوچھا کیوں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیونکہ تم اذان میں گانے کی آواز بناتے ہو اور پھر اذان پر اجرت بھی لیتے ہو۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۲/ ۳ و فیه یحییٰ البکاء ضعفه احمد و ابو زرعة و ابو داؤد و وثقه یحییٰ بن سعید القطان و قال محمد بن سعد کان ثقه ان شاء الله]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور فرمایا اگر تم کسی بستی کے پاس سے گذرو اور تمہیں وہاں سے اذان کی آواز سنائی نہ دے تو (حملہ کر کے) ان لوگوں کو قیدی بنا لینا چنانچہ قبیلہ بنوزبید کے پاس سے ان کا گذر ہوا تو انہوں نے وہاں سے اذان کی آواز نہ سنی اس پر انہوں نے اس قبیلہ کو قیدی بنا لیا پھر حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے ان سے اس قبیلہ کے بارے میں بات کی تو حضرت خالد نے وہ قیدی ان کو ہبہ کر دیئے۔

[اخرجه ابن عساکر عن خالد بن سعید عن ابیه کذا فی الکنز ۲/ ۲۹۸]

حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب اپنے امیروں کو مرتدین کے لیے بھیج رہے تھے تو ان کو یہ حکم دے رہے تھے کہ جب تم کسی علاقے کا گھیراؤ کرلو تو اگر تمہیں وہاں اذان سنائی دے تو (لڑائی سے) ہاتھ روک لو اور ان سے پوچھ لو کہ تمہیں ہماری کن باتوں پر اعتراض ہے؟ اور اگر اذان سنائی نہ دے تو ان پر چاروں طرف سے چھاپہ مارو اور انہیں قتل کرو اور ان کی کھیتیاں جلا دو اور انہیں خوب اچھی طرح قتل کرو اور زخمی کرو اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی وجہ سے تم میں کسی قسم کی کمزوری نظر نہ آئے۔ [اخرجه البیهقی]

حضرت زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے لڑنے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا تو ان سے فرمایا رات کو شبخون مارو لیکن جہاں اذان سنو وہاں حملہ کرنے سے رک جاؤ کیونکہ اذان ایمانی شعار ہے۔ [عند عبدالرزاق کذا فی الکنز ۳/ ۱۳۱]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز کا انتظار کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مسجد میں نماز کھڑی ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے اگر لوگ تھوڑے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ جاتے اور نماز نہ پڑھاتے اور جب دیکھتے کہ لوگ زیادہ جمع ہو گئے ہیں تو نماز پڑھا دیتے۔ [اخرجہ ابو داؤد]

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک جوتے کی آہٹ سنتے رہتے اس وقت تک انتظار فرماتے رہتے۔ [عند ابن ابی شیبۃ کذا فی الکنز ۴/ ۲۴۶]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک لشکر تیار کیا اس میں آدھی رات ہوگئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے باہر تشریف لائے اور فرمایا اور لوگ تو نماز پڑھ کر گھروں کو واپس جا چکے ہیں لیکن تم نماز کا انتظار کر رہے ہو۔ غور سے سنو! جب تک تم نماز کا انتظار کرو گے اس وقت تک نماز ہی میں شمار ہو گے۔ [اخرجہ ابن ابی شیبۃ و رجالہ ثقات و عندہ ایضاً و ابن جریر عن جابر رضی اللہ عنہ بنحوہ کذا فی الکنز ۴/ ۱۹۳]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھائی اس کے بعد کچھ لوگ واپس چلے گئے اور کچھ وہاں مسجد میں ٹھہرے رہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ تمہارے رب نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا ہوا ہے اور تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر فرما رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میرے بندوں نے ایک فریضہ ادا کر لیا اور دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔ [اخرجہ ابن جریر کذا فی الکنز ۴/ ۲۴۵ و اخرجہ ابن ماجہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ بنحوہ و رواتہ ثقات کما فی الترغیب ۱/ ۲۴۶]

حضرت ابو امامہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ظہر کی نماز پڑھانے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دوبارہ مسجد میں آئے (ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے) اور لوگوں سے کہا آپ لوگ اپنی جگہ بیٹھے رہیں میں ابھی آتا ہوں چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ پھر ہمارے پاس آئے۔ اس وقت انہوں نے چادر اوڑھ رکھی تھی جب وہ عصر کی نماز پڑھا چکے تو انہوں نے کہا کیا میں آپ

لوگوں کو وہ کام نہ بتاؤں جو خود حضور ﷺ نے کیا ہے؟ ہم نے کہا جی ضرور بتائیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر مسجد میں بیٹھے رہے پھر حضور ﷺ ان کے پاس سے باہر تشریف لائے اور فرمایا ابھی تک تم لوگ مسجد سے گئے نہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا چونکہ تم نماز کا انتظار کر رہے ہو اس لیے کاش تم دیکھ لیتے کہ تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھولا اور پھر تمہاری وجہ سے فخر فرماتے ہوئے اپنے فرشتوں کو تمہیں بیٹھے ہوئے دکھایا۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر کذا فی المجمع ۲/ ۳۸]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضور ﷺ نے عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر فرمائی پھر نماز پڑھانے کے بعد آپ ﷺ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اور لوگ تو نماز پڑھ کر سو چکے ہیں لیکن تم جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو اس وقت سے تم نماز ہی میں شمار ہو رہے ہو۔ [اخرجه البخاری]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو آدمی جب تک نماز کی وجہ سے مسجد میں رکا رہتا ہے اس وقت تک وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے اور فرشتے اس کے لیے یہ دعا کرتے رہتے ہیں اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اے اللہ! اس پر رحم فرما اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ سے کھڑا نہ ہو جائے یا اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔ [عند البخاری ایضاً]

مسلم اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تک بندہ اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھ کر اگلی نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے اس وقت تک وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے اور فرشتے اس کے لیے یہ دعا کرتے رہتے ہیں اے اللہ! اس کی مغفرت فرما! اے اللہ! اس پر رحم فرما اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک وہ واپس نہ چلا جائے یا اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔ کسی نے پوچھا کہ وضو ٹوٹ جانے کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی ہوا آواز کے ساتھ یا بغیر آواز کے خارج ہو جائے۔ [کذا فی الترغیب ۱/ ۲۴۵]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ غلطیوں کو مٹا دیتے ہیں اور گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم

نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتائیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناگواریوں کے باوجود وضو پورا کرنا اور مسجدوں کی طرف قدم زیادہ اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی ہے دشمن کی سرحد پر پہرہ دینا (یہاں دشمن سے مراد شیطان ہے)

[اخرجه ابن حبان فی صحیحه کذا فی الترغیب ۱/ ۲۴۷]

حضرت داؤد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے میرے بھتیجے! کیا تم جانتے ہو کہ آیت اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا

کس بارے میں نازل ہوئی ہے؟ ''خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لیے مستعد رہو۔'' [سورۃ آل عمران آیت ۲۰۰]

میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دشمن کی سرحد پر پہرہ دینے کے لیے کوئی غزوہ نہیں ہوتا تھا (جس میں ہر وقت پہرہ دینے اور مقابلہ کے لیے مستعد رہنا پڑے) بلکہ دشمن سے مقابلہ کے لیے ہر وقت مستعد رہنے کی صورت یہ تھی کہ ایک نماز کے بعد (مسجد میں بیٹھ کر) دوسری نماز کا انتظار کیا جائے۔ [اخرجه الحاکم وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب ۱/ ۲۵۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت:

﴿تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [سورۃ سجدہ آیت ۱۶]

''ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں۔''

اس نماز کے انتظار کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسے عتمہ کہا جاتا ہے یعنی نماز عشاء۔

نماز باجماعت کی تاکید اور اس کا اہتمام

حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نابینا ہوں میرا گھر دور ہے اور میرا ہاتھ پکڑ کر لے جانے والا تو ایک آدمی ہے لیکن اس کا مجھ سے جوڑ نہیں وہ میری بات نہیں مانتا تو کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ میں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اجازت دینے کی گنجائش نہیں۔

[اخرجه احمد و ابو داؤد و ابن ماجه و ابن خزیمة فی صحیحه والحاکم]

امام احمد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازیوں کی تعداد میں کچھ کمی نظر آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا ارادہ ہو رہا ہے کہ میں مسجد میں نماز باجماعت کے لیے لوگوں کا کسی کو امام بناؤں اور خود مسجد سے باہر جاؤں اور جو آدمی مجھے نماز باجماعت چھوڑ کر گھر بیٹھا ہوا ملے اس کا گھر جلا دوں۔ اس پر میں نے عرض کیا میرے اور مسجد کے درمیان کھجور کے درخت اور کچھ اور قسم کے درخت ہیں اور ہر وقت مجھے لے کر آنے والا ملتا نہیں کیا میرے لیے اس بات کی گنجائش ہے کہ میں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم اقامت کی آواز سنتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر نماز کے لیے مسجد میں آیا کرو۔

[کذا فی الترغیب ۱/ ۲۳۸]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ کل قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو اسے چاہیے کہ وہ نمازوں کو اس جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے یعنی مسجد میں' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی علیہ السلام کے لیے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں۔ انہیں میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں۔ اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑنے والے بن جاؤ گے اور اگر تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو آدمی اچھی طرح وضو کرے اور پھر کسی مسجد کے ارادے سے چلے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اس کے لیے ایک نیکی لکھیں گے اور ایک درجہ بلند کریں گے اور ایک گناہ معاف کر دیں گے اور ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہوتا وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا (ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عام منافق کو بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی) ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا جا سکتا تھا وہ بھی لا کر صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ ہم تو اپنا حال یہ دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہوتا یا بیمار ہوتا وہ تو جماعت سے رہ جاتا ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے چل سکتا تھا وہ بھی نماز میں آ جاتا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسی سنتیں سکھائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں۔ ان سنتوں میں سے ایک سنت اس مسجد میں نماز پڑھنا بھی ہے جہاں اذان ہوتی ہو۔ [اخرجه مسلم و

ابو داؤد والنسائی و ابن ماجه کذا فی الترغیب ۱/ ۲۲۴ واخرجه ایضاً عبدالرزاق و الضیاء فی المختارۃ بطوله نحوہ کما فی الکنز ۴/ ۱۸۱ واخرجه الطیالسی صفحه ۱۳۰ ایضاً نحوہ]

طیالسی کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک نے اپنے گھر میں نماز کی ایک جگہ بنا رکھی ہے جس میں وہ نماز پڑھ رہا ہے اگر تم لوگ مسجدوں کو چھوڑ کر گھروں میں نماز پڑھنے لگ جاؤ گے تو تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑنے والے ہو جاؤ گے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ کل اللہ کی بارگاہ میں امن کے ساتھ حاضر ہو وہ ان پانچوں نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرے جہاں اذان ہوتی ہے اس لیے کہ یہ کام ایسی سنتوں میں سے ہے جو سراسر ہدایت ہیں اور اسے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت قرار دیا ہے اور کوئی یہ نہ کہے کہ میرے گھر میں نماز کی جگہ ہے میں اس میں نماز پڑھا کروں گا کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑنے والے ہو جاؤ گے اور اگر تم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۳۵]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اگر کسی کو فجر اور عشاء میں مسجد میں نہ پاتے تو اس کے بارے میں ہمیں بدگمانی ہو جاتی۔[اخرجه الطبرانی و ابن خزیمة فی صحیحه کذا فی الترغیب ۱/ ۲۳۲ واخرجه سعید بن منصور عن ابن عمر نحوہ کما فی الکنز ۴/ ۲۴۴ والبزار کما فی المجمع ۲/ ۴۰ وقال و رجال الطبرانی موثقون]

حضرت ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز میں نہ پایا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار گئے۔ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے پاس سے گذرے تو ان سے فرمایا آج صبح کی نماز میں میں نے سلیمان کو نہیں دیکھا۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ رات کو تہجد کی نماز پڑھتے رہے اس لیے صبح ان کی آنکھ لگ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا فجر کی جماعت میں شریک ہونا مجھے ساری رات عبادت کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔[اخرجه مالك کذا فی الترغیب ۱/ ۲۳۵]

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو عدی بن کعب کی حضرت شفاء رضی اللہ عنہا

رمضان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے آج میں نے صبح کی نماز میں (تمہارے خاوند) ابوحثمہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا؟ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے کہا آج رات انہوں نے اللہ کی عبادت میں بہت زور لگایا جس کی وجہ سے وہ تھک گئے اور سستی کی وجہ سے فجر کی نماز کے لیے مسجد نہ گئے گھر میں نماز پڑھ کر سو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! ان کا صبح کی نماز میں شریک ہونا مجھے ساری رات عبادت میں زور لگانے سے زیادہ محبوب ہے۔ [عند عبدالرزاق]

حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس میرے گھر آئے اور انہوں نے میرے قریب دو مردوں کو سوتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فرمایا ان دونوں کو کیا ہوا؟ انہوں نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! ان دونوں نے لوگوں کے ساتھ عشاء اور تراویح کی نماز پڑھی اور صبح تک نماز پڑھتے رہے اور پھر صبح کی نماز پڑھ کر سو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مجھے ساری رات عبادت کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

[عند عبدالرزاق ایضاً کذا فی کنز العمال ۴/ ۲۴۳]

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے وہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کو غصہ کیوں آرہا ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں سے صرف اسی عمل کا پتہ ہے کہ مسلمان اکٹھے ہو کر جماعت سے نماز پڑھتے ہیں (اور اب اس میں سستی شروع ہو گئی ہے) [اخرجہ البخاری]

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی عشاء کی نماز باجماعت فوت ہو جاتی تو پھر وہ باقی ساری رات عبادت کرتے رہتے۔

[اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ۱/ ۳۰۳ واخرجہ الطبرانی ایضاً]

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی نماز باجماعت فوت ہو جاتی تو اگلی نماز تک مسلسل نماز پڑھتے رہتے۔ [عند البیہقی کما فی الاصابۃ ۲/ ۳۴۹]

حضرت عنبسہ بن ازہر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا دستور تھا کہ جب ان میں سے کسی کی شادی ہوتی تو وہ چند دن چھپا رہتا اور فجر کی نماز کے لیے باہر نہ آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت

یافتہ صحابی حضرت حارث بن حسان رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی وہ فجر کی نماز کے لیے گھر سے باہر آئے تو کسی نے ان سے کہا کہ آج رات ہی تو آپ کی رخصتی ہوئی ہے اور آپ نماز باجماعت کے لیے گھر سے باہر آرہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! جو عورت مجھے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے سے روکے وہ بری عورت ہے۔ [اخرجه الطبرانی فی الکبیر کذا فی مجمع الزوائد ۲/ ۴۱]

صفوں کو سیدھا کرنا اور ان کی ترتیب بنانا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صف کے کنارے تشریف لے جاتے اور لوگوں کے سینے اور کندھوں کو سیدھا کراتے اور فرماتے صفیں ٹیڑھی نہ بناؤ ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور اس کے فرشتے ان کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ [اخرجه ابن خزیمه فی صحیحه کذا فی الترغیب ۱/ ۲۸۲]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صف میں ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک تشریف لے جاتے اور ہاتھ لگا کر ہمارے سینوں اور کندھوں کو سیدھا کرتے اور فرماتے صفیں ٹیڑھی نہ بناؤ آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [عند ابی داؤد باسناد حسن]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگ ایسے صفیں نہیں بناتے جیسے فرشتے اپنے رب کے پاس صفیں بناتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرشتے اپنے رب کے پاس صفیں کیسے بناتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پہلی صفوں کو پورا کرتے ہیں (پھر دوسری صفیں بناتے ہیں) اور صفوں میں مل مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ [اخرجه مسلم والاربعة الا الترمذی کذا فی الترغیب ۱/ ۲۸۳]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اشارے سے بیٹھنے کو فرمایا تو ہم بیٹھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ صفیں ایسے کیوں نہیں بناتے جیسے فرشتے بناتے ہیں۔ آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔

[عند ابی داؤد وابن ماجه کما فی الکنز ۴/ ۲۵۵]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو ایسا سیدھا کرتے تھے کہ گویا ان کے ذریعے تیر سیدھے کئے جائیں گے۔ کرتے کرتے آپ کو اندازہ ہوا کہ ہم صفیں

سیدھا کرنے کی بات اچھی طرح سمجھ گئے ہیں اور ہم خود ہی صفیں سیدھی بنانے لگ گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں سیدھی کرنا چھوڑ دیں پھر ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہنے ہی والے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک آدمی کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ کے بندو! اپنی صفیں سیدھی کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے بدل دیں گے (یا تم میں آپس کی مخالفت پیدا کر دیں گے) [اخرجه البخاری]

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ آدمی اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ اور اپنا گھٹنا اس کے گھٹنے کے ساتھ اور اپنا ٹخنہ اس کے ٹخنے کے ساتھ ملا رہا ہے۔

[عند ابی داؤد و ابن حبان فی صحیحه کذا فی الترغیب ۱/ ۲۸۹]

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صفیں سیدھی کرنے کا حکم دیتے (اور اس کے لیے کچھ آدمی بھیجتے جو صفیں سیدھی کراتے) جب وہ لوگ واپس آ کر بتاتے کہ صفیں سیدھی ہو گئی ہیں تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے۔ [اخرجه مالك و عبدالرزاق و البیهقی]

حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صفیں سیدھی کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے اے فلانے! آگے بڑھ جا' اے فلانے! ذرا آگے ہو جا اور غالباً یہ بھی فرماتے تھے کہ کچھ لوگ پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں پیچھے کر دیں گے۔ [عند عبدالرزاق]

حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ وہ جب نماز پڑھنے کے لیے آگے بڑھتے تو لوگوں کے کندھے اور پاؤں دیکھا کرتے۔

[عند عبدالرزاق ایضاً کذا فی الکنز ۴/ ۲۵۴]

حضرت ابو نضرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب نماز کھڑی ہونے لگتی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے سیدھے ہو جاؤ' اے فلانے! آگے ہو جا' اے فلانے! پیچھے ہو جا' تم لوگ اپنی صفیں سیدھی کرو۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تم لوگ صفیں بنانے میں فرشتوں والا طریقہ اختیار کرو پھر یہ آیت پڑھتے:

﴿وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ﴾ [سورت صافات آیت ۱۶۵-۱۶۶]

"اور (اللہ کے حضور میں حکم سننے کے وقت یا عبادت کے وقت) ہم صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم (اللہ کی) پاکی بیان کرنے میں بھی لگے رہتے ہیں۔"

[اخرجه عبد بن حميد و ابن جرير و ابن ابى حاتم كذا فى الكنز ۴/ ۲۵۵]

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور ان سے بات کر رہا تھا کہ وہ میرے لیے کچھ وظیفہ مقرر کر دیں کہ اتنے میں نماز کی اقامت ہو گئی میں ان سے بات کرتا رہا اور وہ اپنی جوتیوں سے کنکریاں برابر کرتے رہے یہاں تک کہ وہ لوگ آ گئے جن کے ذمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صفیں سیدھی کرنا لگایا ہوا تھا اور انہوں نے بتایا کہ صفیں سیدھی ہو گئیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا تم بھی صف میں سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی۔

[اخرجه عبدالرزاق و البيهقى عن ابى سهيل بن مالك عن ابيه كذا فى الكنز ۴/ ۲۵۵]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدھے ہو جاؤ تمہارے دل سیدھے ہو جائیں گے۔ اور مل کر کھڑے ہو تم پر رحم کیا جائے گا۔ [اخرجه ابن ابى شيبه كذا فى الكنز: ۴/ ۲۵۵]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنا حال تو یہ دیکھا تھا کہ جب تک صفیں مکمل نہ ہو جاتیں نماز کھڑی نہ ہوتی۔

[اخرجه احمد قال الهيثمى ۲/ ۹۰ رجاله رجال الصحيح]

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو صفوں میں نماز کی پہلی صف کی طرف آگے بڑھتے ہیں اور اس کے فرشتے ان کیلئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ [عند الطبرانى و فيه رجل لم يسم كمال قال الهيثمى ۲/ ۹۲]

حضرت عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مکہ میں مقام ابراہیم کے پاس حضرت عامر ابن مسعود قرشی رضی اللہ عنہ نے پہلی صف میں مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو میں نے ان سے پوچھا کیا یہ کہا جاتا تھا کہ پہلی صف میں خیر ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو صف اول کے اجر و ثواب کا پتہ چل جائے تو قرعہ ہی سے وہ صف اول میں کھڑے ہو سکیں۔

[اخرجه الطبرانى فى الكبير قال الهيثمى ۲/ ۹۲ رجاله ثقات الا ان عامر اختلف فى صحبته]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تم لوگ پہلی صف کو لازم پکڑو اور پہلی صف میں بھی دائیں طرف کو لازم پکڑو اور ستونوں کے درمیان صف بنانے سے بچو (کیونکہ وہاں صف کی جگہ نہیں ہوتی) [اخرجه الطبرانی فی الاوسط و الکبیر قال الهیثمی ۲/ ۹۲ و فیه اسماعیل بن مسلم المکی وهو ضعیف]

حضرت قیس بن عباد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں ایک دفعہ مدینہ منورہ گیا جب نماز کھڑی ہوئی تو میں آگے بڑھ کر پہلی صف میں کھڑا ہو گیا پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے ان کے ساتھ ایک آدمی بھی آیا تھا جس کا رنگ گندمی اور داڑھی ہلکی تھی۔ اس نے لوگوں کے چہرے پر ایک نظر ڈالی اور جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے پیچھے ہٹا دیا اور میری جگہ خود کھڑا ہو گیا۔ یہ بات مجھ پر بہت گراں گذری۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم میرے اس رویے کا برا نہ مناؤ اور اس کا غم نہ کرو کیا یہ بات تم پر گراں گذری ہے؟ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پہلی صف میں صرف مہاجر اور انصار ہی کھڑے ہوں۔ میں نے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ [اخرجه الحاکم فی المستدرک ۳/ ۳۰۳ قال الحاکم و وافقه الذهبی هذا حدیث تفرد به الحاکم عن قتادة وهو صحیح الاسناد]

حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن مسجد نبوی میں اگلی صف میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی میرے پیچھے سے آیا اور اس نے مجھے زور سے کھینچ کر پیچھے کر دیا اور خود میری جگہ کھڑا ہو گیا سلام پھیر کر وہ میرے طرف متوجہ ہوئے تو وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے فرمایا اے نوجوان! اللہ تمہیں غمزدہ نہ کرے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں حکم تھا پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۵۲]

امام کا اقامت کے بعد مسلمانوں کی ضروریات میں مشغول ہونا

حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ نماز کھڑی ہو جاتی تھی اور کوئی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ضرورت کی بات کرنے لگ جاتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قبلہ کے درمیان کھڑا ہو جاتا اور کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا رہتا۔ میں بعض دفعہ دیکھتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

زیادہ دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے کچھ لوگ اونگھنے لگتے۔ [اخرجه عبدالرزاق كذا فى الكنز ۴/ ۲۳۴

واخرجه عبدالرزاق ايضاً و ابو الشيخ فى الاذان عن انس رضی اللہ عنہ مثله كما فى الكنز ۴/ ۲۴۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ عشاء کی نماز کھڑی ہو جاتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی آدمی کے ساتھ کھڑے ہو کر بات کرنے لگ جاتے (زیادہ دیر ہو جانے کی وجہ سے) بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سو جاتے پھر وہ نماز کے لیے اٹھتے۔ [عند ابن عساكر كذافى الكنز ۴/ ۲۴۳]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مؤذن جب اقامت کہہ دیتا اور لوگ چپ ہو جاتے تو اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی آدمی ضرورت کی بات کرنے لگتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ضرورت پوری کرتے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چھڑی تھی جس پر آپ ٹیک لگا لیا کرتے۔ [اخرجه ابو الشيخ فى الاذان كذا فى الكنز ۴/ ۲۴۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحمدل تھے جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا (اور سوال کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہ ہوتا) تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ کر لیتے (کہ جب کچھ آئے گا تو تمہیں ضرور دوں گا) اور اگر کچھ پاس ہوتا تو اسی وقت اسے دے دیتے۔ ایک مرتبہ نماز کی اقامت ہو گئی ایک دیہاتی نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو پکڑ لیا اور کہا کہ میری تھوڑی سی ضرورت باقی رہ گئی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ میں اسے بھول جاؤں گا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب اس کی ضرورت سے فارغ ہوئے تو پھر آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔

[اخرجه البخارى فى الادب المفرد صفحه ۴۳]

حضرت ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ نماز کھڑی ہو جاتی تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آکر کوئی آدمی ان سے بات شروع کر دیتا تو بعض دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زیادہ کھڑے رہنے کی وجہ سے ہم میں سے کچھ آدمی بیٹھ جاتے۔

[اخرجه ابو الربيع الزهرانى كذا فى الكنز ۴/ ۲۳۰]

حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ منبر پر تھے اور مؤذن نماز کے لیے اقامت کہہ رہا تھا اس وقت میں نے سنا کہ وہ لوگوں سے حالات اور چیزوں کے بھاؤ پوچھ رہے تھے۔

[اخرجه ابن حبان كذا فى الكنز ۴/ ۲۳۴ و اخرجه بن سعد ۳/ ۵۹ عن موسى نحوه.

صفیں سیدھی کرنے کے عنوان میں یہ قصہ گذر چکا ہے کہ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور ان سے بات کر رہا تھا کہ اتنے میں نماز کھڑی ہو گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں امامت اور اقتداء

صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے بارے میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک لمبی حدیث ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوسفیان! مسلمان ہو جاؤ سلامتی پاؤ گے۔ اس پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ انہیں اپنی قیام گاہ پر لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ وضو کے لیے بھاگنے دوڑنے لگے۔ حضرت ابوسفیان نے یہ منظر دیکھ کر کہا اے ابوالفضل! ان لوگوں کو کیا ہوا؟ کیا انہیں کوئی حکم ملا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ یہ تو نماز کی تیاری کر رہے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے بھی وضو کر لیا پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا۔ اس پر لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں گئے تو لوگ بھی رکوع میں چلے گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا تو لوگوں نے بھی سر اٹھالیا تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج جیسا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ یہ مسلمان یہاں سے لے کر وہاں تک سارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی اطاعت کر رہے ہیں ان سے زیادہ اطاعت نہ تو شرفاء فارس میں دیکھی اور نہ صدیوں سے حکمرانی کرنے والے رومیوں میں۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوالفضل! تمہارا بھتیجا تو بڑے ملک والا ہو گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا نہیں یہ ملک اور بادشاہت نہیں بلکہ نبوت ہے۔

۱ اخرجه ابن ابی شیبة كذا فی الكنز ۵/ ۳۰۰

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فتح مکہ کا غزوہ بیان کرتی ہیں اس میں یہ بھی فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر وضو کرنے لگے تو صحابہ رضی اللہ عنہم وضو کے پانی پر جھپٹنے لگے اور پانی لے کر اپنے چہروں پر ملنے لگے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوالفضل! تمہارے بھتیجے کی بادشاہت تو بڑی ہو گئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں یہ بادشاہت نہیں ہے بلکہ نبوت ہے۔ اسی وجہ سے ان لوگوں میں اتنا شوق ہے۔ [عند الطبرانی فی الصغیر و الكبير قال الهيثمى ۶/ ۶۴ و فيه يحيى بن سليمان بن

فضلة وهو ضعيف]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ رات حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گذاری۔ صبح کو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ نماز کی تیاری کر رہے ہیں' استنجاء اور طہارت کے لیے ادھر ادھر آ جا رہے ہیں تو وہ ڈر گئے (کہ مسلمان شاید حملہ کرنے لگے ہیں) اور انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ان لوگوں کو کیا ہوا؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں نے اذان سن لی ہے اس لیے نماز کی تیاری کے لیے یہ لوگ ادھر ادھر آ جا رہے ہیں پھر جب نماز ہوئی اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع کرنے پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم رکوع میں چلے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کرنے پر سب نے سجدہ کیا تو انہوں نے کہا اے عباس! حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جس بات کا حکم دیتے ہیں یہ اسے فوراً کرتے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں۔ اللہ کی قسم! اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کھانا پینا چھوڑنے کا حکم دے دیں تو یہ اسے بھی پورا کر دیں گے۔ [ذكره ابن كثير في البداية ۴/ ۲۹۱]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کے شوق کے باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث گذر چکی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل آدمی تھے' اس لیے انہوں نے کہا اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں' اس کے آپ زیادہ حقدار ہیں چنانچہ ان دنوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تو بہت رقیق القلب ہیں جلد رو پڑتے ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ اس نے دوبارہ وہی بات کہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ یہی جواب دیا بلکہ تیسری بار بھی یہی جواب دیا اور فرمایا تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھن (زلیخا) کی طرح ہو (کہ اندر سے کچھ اور اوپر سے کچھ۔ اوپر سے کہہ رہی ہو کہ ابوبکر روتے بہت ہیں اور اندر دل میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہونے سے لوگ بدفالی لیں گے جیسے کہ زلیخا نے اوپر اوپر سے تو عورتوں کا اکرام کیا اور اندر سے مقصود انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کو دکھانا تھا) ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بیماری بڑھ چکی تھی میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اور مسلمان بھی تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو نماز کی اطلاع دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کسی سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے چنانچہ میں وہاں سے باہر گیا تو دیکھا کہ لوگوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ میں نے کہا اے عمر! آپ کھڑے ہوں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز اونچی تھی جب انہوں نے اللہ اکبر کہا تو حضور ﷺ نے ان کی آواز سن کر فرمایا ابوبکر کہاں ہیں؟ اللہ اور مسلمان اس کا انکار کر رہے ہیں' اللہ اور مسلمان اس کا انکار کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیج کر بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نماز پڑھائی اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور پھر انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھانی شروع کی۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تیرا بھلا ہو! اے ابن زمعہ! تم نے یہ کیا کیا؟ اللہ کی قسم! جب تم نے مجھے نماز پڑھانے کو کہا تو میں یہی سمجھا کہ حضور ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں کبھی نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! حضور ﷺ نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا لیکن جب مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے تو حاضرین میں آپ ہی مجھے نماز پڑھانے کے سب سے زیادہ حقدار نظر آئے۔

[اخرجه احمد و هكذا رواه ابو داؤد كما فى البداية ۵/ ۲۳۲ وهكذا اخرجه الحاكم ۳/ ۶۴۱ وقال هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه]

دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو حضور ﷺ نے حجرہ سے سر مبارک باہر نکال کر فرمایا نہیں' نہیں لوگوں کو صرف (ابوبکر) ابن ابو قحافہ ہی نماز پڑھائیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے بہت غصہ میں فرمائی۔

[عند ابى داؤد كما فى البداية ۵/ ۲۳۲]

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امر خلافت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم سمجھنے کے باب میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس آدمی سے آگے نہیں بڑھ سکتا جسے حضور ﷺ نے (نماز میں) ہمارا امام بننے کا حکم دیا ہو اور انہوں نے حضور ﷺ کے انتقال تک ہماری امامت کی ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہم اچھی طرح سے سمجھتے ہیں

کہ حضور ﷺ کے بعد لوگوں میں خلافت کے سب سے زیادہ حقدار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ حضور ﷺ کے غار کے ساتھی ہیں اور (قرآن کے الفاظ کے مطابق) ثَانِیَ اثْنَیْنِ دو میں سے دوسرے ہیں۔ ہم ان کی شرافت اور بزرگی کو خوب پہچانتے ہیں اور حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ کا انتقال ہوگیا تو انصار نے کہا ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم مہاجرین میں سے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انصار کے پاس گئے اور ان سے کہا کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ لہٰذا تم میں سے کس کا دل اس بات سے خوش ہوسکتا ہے کہ وہ آگے ہوکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا امام بنے؟ تمام انصار نے کہا ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ کر امام بننے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ [اخرجه النسائی کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۲۰۶]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور میں وہاں موجود تھا' غائب نہیں تھا اور بیمار بھی نہیں تھا' چنانچہ حضور ﷺ نے جس آدمی کو ہمارے دین یعنی نماز کی امامت کے لیے پسند فرمایا اسی کو ہم نے اپنی دنیا کے لیے بھی پسند کرلیا۔ [کذا ذکر فی منتخب الکنز ۴/ ۳۵۴]

حضرت ابولیلی کندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بارہ تیرہ سواروں کے ساتھ آئے۔ یہ تمام سوار حضرت محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے جب نماز کا وقت آیا تو لوگوں نے کہا اے ابوعبداللہ! (نماز پڑھنے کے لیے) آگے بڑھیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم آپ لوگوں کے امام نہیں بنتے اور آپ لوگوں کی عورتوں سے نکاح نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت عطا فرمائی ہے چنانچہ ان لوگوں میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور اس نے چار رکعت نماز پڑھائی۔ جب اس نے سلام پھیرا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں چار رکعت کی ضرورت نہیں تھی ہمیں چار کی آدھی یعنی دو رکعت نماز کافی تھی۔ ہم تو سفر میں ہیں' اس لیے ہمیں رخصت پر عمل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۱۸۹ و اخرجه الطبرانی فی الکبیر و ابو لیلی ضعفه ابن معین کما قال الهیثمی ۲/ ۱۵۶]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے غلام حضرت ابو

سعید رضی اللہ عنہ نے کھانا تیار کیا پھر انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کھانے کے لیے بلایا۔ یہ حضرات تشریف لے آئے اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے تو ان سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا گھر کا مالک آپ کے پیچھے کھڑا ہے وہ امامت کا زیادہ حقدار ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن مسعود! کیا بات اسی طرح ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پیچھے آ گئے حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حالانکہ میں غلام تھا لیکن انہوں نے مجھے آگے کیا آخر میں نے ان سب کی امامت کرائی۔ [اخرجه عبدالرزاق]

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مدینہ کے ایک کنارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی زمین تھی وہاں ایک مسجد میں نماز کھڑی ہونے لگی۔ مسجد کے امام ایک غلام تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں شریک ہونے کے لیے اس مسجد میں داخل ہوئے تو اس غلام نے ان سے کہا آپ آگے تشریف لے چلیں اور نماز پڑھائیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنی مسجد میں نماز پڑھانے کے زیادہ حقدار ہو چنانچہ اس غلام نے نماز پڑھائی۔

[عند عبدالرزاق ایضاً کذا فی الکنز ۴/ ۲۴۶]

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے ہمارے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ بھی تھے ہم نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ (نماز پڑھانے کیلئے) آگے بڑھیں۔ انہوں نے کہا میں ایسا کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آدمی اپنے بستر کے اگلے حصہ کا، اپنی سواری کے اگلے حصے کا اور اپنے گھر میں امام بننے کا زیادہ حقدار ہے چنانچہ انہوں نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا اس نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔

[اخرجه البزار و اخرجه الطبرانی فی الاوسط و الکبیر قال الهیثمی ۲/ ۶۵ و فیه اسحق بن یحیی بن طلحة ضعفه احمد و ابن معین و البخاری و وثقه یعقوب بن شیبة و ابن حبان]

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ملنے ان کے گھر گئے وہاں نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! آپ (نماز پڑھانے کے لئے) آگے بڑھیں کیونکہ آپ کی عمر بھی زیادہ ہے اور علم بھی۔ حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں آپ آگے بڑھیں کیونکہ ہم آپ کے پاس آپ کے گھر میں اور آپ کی مسجد میں آئے ہیں' اس لیے آپ زیادہ حقدار ہیں' چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے اپنی جوتی اتاری اور نماز پڑھائی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ نے جوتے کیوں اتارے؟ کیا آپ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح) مقدس وادی میں ہیں؟ [اخرجه احمد قال الهيثمى ۲/ ٦٦ رواه احمد و فيه رجل لم يسم و رواه الطبرانى متصلا برجال ثقات۔ انتهى و اخرجه الطبرانى عن ابراهيم مختصراً و رجاله رجال الصحيح كما قال الهيثمى]

اور طبرانی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابوموسیٰ! آپ جانتے ہی ہیں کہ یہ بات سنت میں سے ہے کہ گھر والا (نماز پڑھانے کے لئے) آگے بڑھے لیکن حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور ان دونوں حضرات میں سے کسی ایک کے غلام نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔

حضرت قیس بن زہیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت فرات بن حبان رضی اللہ عنہ کی مسجد میں گیا وہاں نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت فرات رضی اللہ عنہ نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ (نماز پڑھانے کے لئے) آگے بڑھیں۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کے آگے کھڑا نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور آپ نے ہجرت بھی مجھ سے پہلی کی تھی اور پھر مسجد بھی آپ کی اپنی ہے۔ حضرت فرات رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے بارے میں ایک بات فرماتے ہوئے سنا تھا (اس کے سننے کے بعد) میں کبھی آپ کے آگے نہیں ہوں گا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے کہا غزوۂ طائف میں جس دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جاسوس بنا کر بھیجا تھا کیا آپ اس دن وہاں موجود تھے؟ حضرت فرات رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں پھر حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ان لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضرت فرات رضی اللہ عنہ نے کہا اے قبیلہ بنو عجل والو! میں نے ان کو (امامت کے لئے) اس لیے آگے بڑھایا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ طائف کے دن ان کو جاسوس بنا کر طائف بھیجا تھا۔ واپس آ کر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات بتائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم سچ کہتے ہو اب اپنے پڑاؤ پر واپس چلے جاؤ کیونکہ آج رات تم جاگتے رہے ہو۔ جب حضرت

حظلہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا ان کی اور ان جیسے لوگوں کی اقتداء کیا کرو۔ [اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۲/ ۶۵ رواه الطبرانی فی الکبیر و رجاله موثقون و رواه ایضاً ابو یعلی و البغوی و ابن عساکر عن قیس نحوه کما فی الکنز ۷/ ۲۸]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ گیا تو امیر مکہ حضرت نافع بن علقمہ رضی اللہ عنہ نے باہر آ کر ہمارا استقبال کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ اپنے پیچھے مکہ والوں کا امیر کس کو بنا کر آئے ہیں؟ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے تو مکہ میں ایک غلام کو ایسے لوگوں کا امیر بنا دیا ہے جو قریش میں سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں میں نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ اور سب سے اچھا قرآن پڑھنے والا پایا اور مکہ ایسی سرزمین ہے جہاں ساری دنیا کے لوگ آتے ہیں تو میں نے چاہا کہ لوگ (نماز میں) ایسے آدمی سے قرآن سنیں جو اچھا قرآن پڑھتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا واقعی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قرآن کی وجہ سے بلند کرتے ہیں۔ [اخرجه ابو یعلی فی مسنده کذا فی منتخب الکنز ۵/ ۲۱۶]

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حج کے موسم میں مکہ کے پاس ایک چشمہ پر ایک جماعت جمع ہو گئی جب نماز کا وقت آیا تو ابوالسائب کے خاندان کا ایک آدمی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھا۔ اس کی زبان فصیح اور صاف نہیں تھی تو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اسے پیچھے کر دیا اور دوسرے آدمی کو آگے کر دیا۔ یہ بات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی۔ وہاں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کچھ نہ کہا جب مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت مسور رضی اللہ عنہ سے باز پرس کی۔ حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! آپ ذرا مجھے مہلت دیں۔ بات یہ ہے کہ اس کی زبان فصیح اور صاف نہیں تھی اور موسم حج کا تھا تو مجھے یہ خطرہ ہوا کہ حجاج کرام اس کی قرأت سن کر اسے ہی اختیار کر لیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا کیا تم نے اس وجہ سے اسے پیچھے کیا تھا؟ حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تم نے ٹھیک کیا۔

[اخرجه عبدالرزاق والبیهقی کذا فی الکنز ۴/ ۲۴۶]

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز کے بعد ان سے کہا میں

امامت کے لیے آگے بڑھنے سے پہلے آپ سے پوچھنا بھول گیا کیا آپ میرے نماز پڑھانے پر راضی ہیں؟ ان لوگوں نے کہا جی ہاں اور اے حضور ﷺ کے خاص صحابی! آپ کے نماز پڑھانے کو کون ناپسند کر سکتا ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور لوگ اس کے نماز پڑھانے پر راضی نہ ہوں تو اس کی نماز کانوں سے بھی اوپر نہیں جاتی یعنی اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں فرماتے۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۲/ ۶۸ رواه الطبرانی فی الکبیر من روایة سلیمان بن ایوب الطلحی قال فیه ابو ذرعة احادیثه لا یتابع علیها و قال صاحب المیزان صحاب منا کیرو قدوثق]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بعض دفعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز نہ پڑھا کرتے تھے (کیونکہ شروع میں یہ بھی بنو امیہ کے خلفاء کی طرح بعض دفعہ نماز کو اتنی دیر سے پڑھتے تھے کہ نماز کا وقت ختم ہو جاتا تھا بعد میں جب یہ خود خلیفہ بنے تھے تو پھر صحیح وقت پر پڑھنے لگ گئے تھے) تو حضرت عمر نے ان سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے جب تم ان جیسی نماز پڑھتے ہو تو میں تمہارے ساتھ نماز پڑھتا ہوں اور جب تم ان جیسی نماز نہیں پڑھتے ہو تو میں اپنی نماز پڑھ کر گھر چلا جاتا ہوں۔ [اخرجه احمد قال الهیثمی ۲/ ۶۸ رواه احمد و رجاله ثقات]

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بعض دفعہ مروان بن حکم کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تھے تو ان سے مروان نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اگر تم ان جیسی نماز پڑھتے ہو تو میں تمہارے ساتھ پڑھتا ہوں اور اگر تم ان جیسی نہیں پڑھتے ہو تو میں اپنی نماز پڑھ کر گھر چلا جاتا ہوں۔
[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۲/ ۶۸ رواه الطبرانی فی الکبیر و رجاله ثقات]

حضرت ابو خالد بجلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حضور ﷺ آپ لوگوں کو اسی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں میری نماز میں کوئی اشکال ہے؟ میں نے کہا میں اسی کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں حضور ﷺ مختصر نماز پڑھاتے تھے اور حضور ﷺ کا قیام اتنی دیر ہوتا تھا جتنی میں مؤذن مینار سے اتر کر صف میں پہنچ جائے۔

[اخرجه احمد قال الهیثمی ۲/ ۷۱ رواه احمد وله فی روایة رایت ابا هریره صلی صلاة

تجوز فیها رواه احمد و رواه ابو یعلی الاول و رجالهما ثقات]

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو خالد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مختصر نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (اتنی مختصر) نماز پڑھا کرتے تھے کہ آج تم میں سے کوئی اتنی مختصر نماز پڑھا دے تو تم اسے بہت بڑا عیب سمجھو۔

[اخرجه احمد قال الهیثمی ۲/ ۱۷ رواه احمد و رجاله ثقات]

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں تشریف لے گئے اتنے میں نماز کھڑی ہو گئی' ان لوگوں کے امام نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ وہ امام صاحب نماز میں کافی دیر بیٹھے رہے وہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے جو ہمارا امام بنے اسے چاہئے کہ وہ رکوع سجدہ تو پورا کرے (لیکن قیام اور قعدہ کو لمبا نہ کرے) کیونکہ اس کے پیچھے چھوٹے' بڑے' بیمار' مسافر اور ضرورت مند ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد جب اگلی نماز کا وقت آیا تو حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی' رکوع سجدہ پورا کیا اور باقی نماز (یعنی قیام اور قعدہ) کو مختصر کیا اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۲/ ۷۳ رواه الطبرانی فی الکبیر بطوله وهو عند الامام احمد باختصار و رجال الحدیثین ثقات انتهی]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز میں رونا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات گذارا کرتے تھے پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا کرتے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر غسل کرتے اب بھی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار اور بالوں پر پانی گرتا ہوا نظر آ رہا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے اور نماز پڑھاتے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی آواز سنا کرتی۔ آگے اور حدیث بھی ذکر کی۔

[اخرجه ابو یعلی قال الهیثمی ۲/ ۸۹ رجاله رجال الصحیح]

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ عجیب بات جو دیکھی ہو وہ ہمیں بتا دیں۔ پہلے تو وہ خاموش ہو

گئیں پھر فرمایا ایک رات حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! مجھے چھوڑو آج رات میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم! مجھے آپ کا قرب بھی پسند ہے اور جس کام سے آپ کو خوشی ہو وہ بھی پسند ہے، چنانچہ حضور ﷺ اٹھے اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور نماز میں روتے رہے اور اتنا روئے کہ آپ ﷺ کی گود گیلی ہو گئی پھر بیٹھ کر اتنا روئے کہ آپ ﷺ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر (سجدہ میں) اتنا روئے کہ زمین تر ہو گئی پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے آئے جب انہوں نے حضور ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ آج رات مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے کہ جو آدمی اسے پڑھے اور اس میں غور وفکر نہ کرے اس کے لیے ہلاکت ہے وہ آیت یہ ہے:

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [آل عمران آیت ۱۹۰]

سے لے کر اخیر تک۔

''بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے۔''

[اخرجه ابن حبان فی صحیحه کذا فی الترغیب ۳/ ۳۲]

حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ کے والد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ ﷺ کے سینے سے رونے کی ایسی آواز آ رہی تھی جیسے چکی کے چلنے کی ہوتی ہے۔ [اخرجه ابو داؤد]

نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ سینے سے رونے کی ایسی آواز آ رہی تھی جیسے ہنڈیا پکنے کی ہوتی ہے۔ [کذا فی الترغیب ۱/ ۳۱۵ واخرجه ایضاً الترمذی فی الشمائل قال الحافظ ۲: ۱۴۱ و اسناده قوی و صححه ابن خزیمة و ابن حبان و الحاکم]

حضرت عبداللہ بن شداد بن الہاد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں صبح کی نماز میں آخری صف میں تھا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی وہ سورۃ یوسف پڑھ رہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے اس آیت تک پہنچے۔

﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ [سورة یوسف آیت ۸۶]
''میں تو اپنے رنج وغم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں۔''
[اخرجه عبدالرزاق و سعيد بن منصور و ابن ابی شيبة و ابن سعد والبيهقی كذا فی منتخب الكنز ۴/ ۳۸۷]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے تین صف پیچھے سے ان کے رونے کی آواز سنی۔ [عند ابی نعيم فی الحلية ۱/ ۵۲]

نماز میں خشوع وخضوع

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوا کرتے تھے۔ [اخرجه احمد فی الزهد كذا فی منتخب الكنز ۴/ ۳۴۷]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے جیسے کہ وہ لکڑی ہوں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ ہے نماز میں خشوع۔ [اخرجه ابن سعد و ابن ابی شيبة كذا فی منتخب الكنز ۴/ ۳۶۰]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے وہ کوئی لکڑی ہوں (بالکل حرکت نہ کرتے) اور یہ کہا جاتا تھا کہ یہ بات نماز کے خشوع میں سے ہے۔ [اخرجه ابو نعيم فی الحلية ۱/ ۳۳۵ صحيح كما فی الاصابة ۲/ ۳۱۰]

حضرت ابن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر تم حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لو تو تم کہو گے یہ کسی درخت کی ٹہنی ہے جسے ہوا ہلا رہی ہے اور منجنیق کے پتھر ادھر ادھر گرا کرتے تھے لیکن وہ نماز میں ان پتھروں کی بالکل پرواہ نہ کرتے۔ [اخرجه ابو نعيم فی الحلية ۱/ ۳۳۵]

حضرت زید بن عبداللہ شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب وہ نماز کے لیے جاتے تو بہت ہی آہستہ چلتے۔ اگر کوئی چیونٹی ان کے ساتھ چلتی تو وہ اس چیونٹی سے بھی آگے نہ نکل سکتے۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۵۴]

حضرت واسع بن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں یہ چاہتے تھے کہ ان کے جسم کی ہر چیز قبلہ رخ رہے یہاں تک کہ وہ اپنے انگوٹھے کو بھی قبلہ رخ رکھتے تھے۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۵۷]

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما جب نماز پڑھا کرتے تو (بالکل حرکت نہ کرتے اور) ایسا معلوم ہوتا کہ وہ کوئی ابھری ہوئی چیز ہیں جسے زمین میں گاڑا ہوا ہے۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٣٣٥ واخرجه الطبرانى فى الكبير بنحوه قال الهيثمى ٢/ ١٣٦ و رجاله رجال الصحيح]

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تو ایسا لگتا کہ جیسے وہ پڑا ہوا کپڑا ہوں۔

[اخرجه الطبرانى فى الكبير قال الهيثمى ٢:١٣٦ و رجاله موثقون والاعمش لم يدرك ابن مسعود]

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرح نماز میں قبلہ رخ رہنے میں بہت زیادہ اہتمام کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا وہ نماز میں اپنا چہرہ ہاتھ اور پاؤں قبلہ رخ رکھنے کا سختی سے اہتمام کرتے تھے۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٣٠٤]

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ میں نے انہیں سجدہ میں یہ کہتے ہوئے سنا! اے اللہ! تو میرا سب سے زیادہ محبوب بن جا اور مجھے ہر چیز سے زیادہ اپنے سے ڈرنے والا بنا دے اور انہیں سجدہ میں یہ کہتے ہوئے بھی سنا اے میرے رب! چونکہ آپ نے مجھے پر بڑے بڑے انعامات فرمائے ہیں اس لیے میں کبھی بھی مجرموں کی مدد نہیں کروں گا۔ [عند ابى نعيم ايضاً]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہی تھی نماز میں ادھر ادھر جھکنے لگی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تو مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ میں (ڈر کی وجہ سے) نماز توڑنے کے قریب ہوگئی پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز میں کھڑا ہو تو اپنے تمام بدن کو بالکل سکون سے رکھے یہود کی طرح ہلے نہیں۔ بدن کے تمام اعضاء کا نماز میں بالکل سکون سے رہنا نماز کے پورا ہونے کا جزو ہے۔

[اخرجه ابن عدى و ابو نعيم فى الحلية ٩/ ٣٠٤ و ابن عساكر كذا فى الكنز ٤/ ٢٣٠]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤکدہ سنتوں کا اہتمام فرمانا

حضرت عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

سنت نمازوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعت نماز پڑھتے پھر آپ ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے پھر میرے گھر واپس آ کر دو رکعت نماز پڑھتے پھر رات کو نو رکعت نماز پڑھتے جن میں وتر کی نماز بھی شامل ہوتی اور رات کو کبھی بہت دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور کبھی بہت دیر تک بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ جب کھڑے ہو کر قرأت فرماتے تو کھڑے ہو کر ہی رکوع سجدہ فرماتے اور جب بیٹھ کر قرأت فرماتے تو بیٹھ کر ہی رکوع سجدہ فرماتے اور جب صبح صادق ہو جاتی اور فجر کا وقت ہو جاتا تو آپ ﷺ دو رکعت نماز پڑھتے پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو فجر کی نماز پڑھاتے۔

[اخرجه مسلم انفرد باخراجه مسلم كذا فی صفة الصفوة ۱/ ۷۵ واخرجه ابو داؤد و الترمذی بعضه كما فی جمع الفوائد ۱/ ۱۱۰]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ فجر کی دو سنتوں سے زیادہ اور کسی سنت کا اہتمام نہیں فرماتے تھے۔[اخرجه الشیخان وغیرهما]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور ﷺ کو فجر سے پہلے کی دو رکعتوں کیلیے جتنی جلدی کرتے ہوئے دیکھا ہے خیر کے کسی کام میں اور مال غنیمت میں اتنی جلدی کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔[فی روایة لابن خزیمة كذا فی الترغیب ۱/ ۳۶۱]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور صبح سے پہلے دو رکعت کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔[اخرجه البخاری]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کی اطلاع دینے کے لیے حضور ﷺ کے پاس آئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان سے کچھ بات پوچھنے لگ گئیں جس میں دیر ہوگئی اور صبح کا چاندنا زیادہ ہو گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضور ﷺ کو خبر کی اور مسلسل خبر کرتے رہے لیکن حضور ﷺ فوری طور پر باہر تشریف نہ لائے بلکہ تھوڑی دیر کے بعد باہر آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے کچھ پوچھنے لگ گئی تھیں جس کی وجہ سے مجھے دیر ہو گئی تھی پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ میں نے آپ کو بار بار اطلاع کی لیکن آپ فوراً باہر تشریف نہ لائے بلکہ کچھ دیر میں آئے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے فجر کی دو رکعت سنت پڑھی تھیں اس وجہ سے مجھے باہر آنے میں دیر ہو گئی۔ حضرت

بلال رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! (آپ سنت نہ پڑھتے کیونکہ) صبح تو بہت زیادہ روشن ہوگئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر صبح اس سے بھی زیادہ روشن ہو جاتی تو بھی میں یہ دو رکعت نماز ضرور پڑھتا اور بہت اچھے اور عمدہ طریقہ سے پڑھتا۔

[اخرجه ابو داؤد ۲/ ۵۹ و اسناده حسن كمال قال النووی فی رياض الصالحين صفحه ۴۱۶]

حضرت قابوس رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میرے والد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ کس نماز کو پابندی سے پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور ان میں لمبا قیام فرماتے اور رکوع سجدہ اچھی طرح کرتے۔[اخرجه ابن ماجه و قابوس هو ابن ابی ظبيان وثق و صحح له الترمذی و ابن خزيمة و الحاكم لكن المرسل الی عائشه رضی اللہ عنہا مبهم كذا فی الترغيب ۱/ ۳۶۴]

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے اور زوال کے بعد چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس گھڑی میں میرا کوئی نیک عمل اوپر چلا جائے۔

[اخرجه احمد و الترمذی قال الترمذی حديث حسن غريب كذا فی الترغيب ۱/ ۳۶۴]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔[اخرجه الترمذی ۵۷]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے چار رکعت نماز نہ پڑھ سکتے تو انہیں ظہر کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ [واخرجه ايضاً الترمذی وحسنه]

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے مہمان بنے تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب سورج ڈھل جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ظہر تک ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا' اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس گھڑی میں میرے لیے خیر کا کوئی عمل اوپر چلا جائے۔[اخرجه الطبرانی فی الكبير والاوسط كذا فی الترغيب ۱/ ۳۶۴ والكنز ۴/ ۱۸۹]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ چار رکعت کے درمیان بیٹھ کر التحیات پڑھتے اور اس میں

((السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین))

کہہ کر مقرب فرشتوں اور مسلمانوں اور مومنوں پر سلام بھیجتے۔

[اخرجه الترمذی ١/ ٥٨ و حسنه]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

[اخرجه ابو داؤد و اسناده صحیح کما فی الریاض صفحه ٣١٩ و اخرجه ابو یعلی و الطبرانی فی الکبیر و الاوسط عن میمونة رضی اللہ عنہا مثل حدیث علی کما فی المجمع ٢/ ٢٢١]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مؤکدہ سنتوں کا اہتمام کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فجر سے پہلے کی سنتوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ دو رکعتیں مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہیں۔ [اخرجه ابن ابی شیبة عن سعید بن جبیر کذا فی الکنز ٤/ ٢٠١]

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ظہر سے پہلے نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کونسی نماز ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ نماز تہجد کی نماز کی طرح شمار ہوتی ہے۔

[اخرجه ابن جریر کذا فی الکنز ٤/ ١٨٩]

حضرت عبداللہ بن عتبہؒ کہتے ہیں کہ میں نے ظہر سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر میں چار رکعت نماز پڑھی۔ [عند ابن ابی شیبة کذا فی الکنز ٤/ ١٨٩]

حضرت حذیفہ بن اسید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب زوال کا وقت ہو جاتا تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چار رکعت نماز بہت لمبی پڑھتے۔ میں نے ان سے ان رکعتوں کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ آگے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ جیسی حدیث ذکر کی ہے۔ [اخرجه ابن ابی شیبة کذا فی الکنز ٤/ ١٨٩]

حضرت عبداللہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ جب سورج ڈھل جاتا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر چار رکعت نماز پڑھتے اور ان میں (سو سے زیادہ آیتوں والی) مئین سورتوں میں سے دو سورتیں پڑھتے پھر جب مؤذن اذان دیتا تو پورے کپڑے پہنتے اور نماز کے لیے چلے

جاتے۔[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۲/ ۲۲۱ و فیه راو لم یسم]

حضرت اسودؒ حضرت مرہ اور حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دن کی نمازوں میں سے صرف ظہر کی نماز سے پہلے کی چار رکعتیں رات کی تہجد کے برابر ہیں اور دن کی تمام نمازوں میں سے صرف ان چار رکعتوں کو ایسی فضیلت ہے جیسے نماز باجماعت کو اکیلے کی نماز پر۔[عند الطبرانی فی الکبیر ایضاً قال الهیثمی ۲/ ۲۲۱ و فیه بشیر بن الولید الکندی و ثقه جماعة و فیه کلام و بقیة رجال رجال الصحیح۔ انتهی وقال المنذریؒ فی ترغیبه ۱/ ۳۶۵ وهو موقوف لا باس به]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دن کی نمازوں میں سے صرف ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کو رات کی تہجد کے برابر سمجھتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ چار رکعت رات کی چار رکعت کے برابر ہیں۔[اخرجه ابن جریر کذا فی الکنز ۴/ ۱۸۹]

حضرت براء رضی اللہ عنہ ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت ہے۔[اخرجه ابن جریر کما فی الکنز ۴/ ۱۸۹]

جب سورج ڈھل جاتا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں جا کر ظہر سے پہلے بارہ رکعت نماز پڑھتے پھر بیٹھ جاتے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ظہر سے پہلے آٹھ رکعت اور ظہر کے بعد چار رکعت پڑھتے۔[اخرجه ابن جریر ایضاً کذا فی الکنز ۴/ ۱۸۹]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین کاموں کا حکم دیا۔ میں جب تک زندہ رہوں گا انہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا ان میں سے ایک کام یہ ہے کہ میں عصر سے پہلے چار رکعت پڑھا کروں لہٰذا میں جب تک زندہ رہوں گا یہ رکعتیں ضرور پڑھا کروں گا۔[اخرجه ابن النجار]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے گا جو عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھے۔[عند ابن جریر کذا فی الکنز ۴/ ۱۹۱]

حضرت ابو فاختہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مغرب اور عشاء کے درمیان والی نماز کا نام صلوٰۃ الغفلة ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن اب تم اس نماز کے بارے میں غفلت میں پڑ چکے ہو (کہ پڑھتے نہیں ہو)[اخرجه ابن ابی شیبة کذا فی الکنز ۴/ ۱۹۲]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو مغرب کے بعد چار رکعت نماز پڑھے وہ غزوے کے بعد

غزوہ کرنے والے کی طرح شمار ہوگا۔ [اخرجه ابن زنجویه کذا فی الکنز ۴/ ۱۹۳]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تہجد کی نماز کا اہتمام کرنا

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تہجد کی نماز نہ چھوڑنا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تہجد کی نماز نہیں چھوڑا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے یا تھکے ہوتے تو بیٹھ کر تہجد پڑھ لیتے۔ [اخرجه ابو داؤد و ابن خزیمة کذا فی الترغیب ۱/ ۴۰۱]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب:

﴿یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ [سورۃ مزمل آیت ۱-۲]

"اے کپڑوں میں لپٹنے والے! رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات۔"

نازل ہوئی تو تہجد کی نماز ہم پر فرض ہوگئی اور ہم رات کو اتنی تہجد پڑھتے کہ ہمارے پاؤں سوج جاتے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر رخصت عنایت فرمادی:

﴿عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى﴾ سے لے کر آخر تک۔

"اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ بعض آدمی تم میں بیمار ہوں گے۔" (سورۃ مزمل آیت ۲۰)

(اس آیت کے نازل ہونے پر تہجد کی فرضیت ختم ہوگئی لیکن نفل نمازوں میں سب سے افضل ہونا باقی رہا)

[اخرجه البزار قال الهیثمی ۲/ ۲۵۱ و فیه علی بن زید و فیه کلام و قد وثق۔ انتهی]

حضرت سعد بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور پھر مدینہ منورہ گئے تاکہ وہاں کی اپنی ساری جائیداد بیچ کر گھوڑے اور اسلحہ خرید لیں اور مرتے دم تک روم والوں سے جہاد کرتے رہیں۔ راستہ میں ان کی اپنی قوم کے کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی جنہوں نے انہیں بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کی قوم کے کچھ آدمیوں نے بھی ایسا کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کیا آپ لوگ میرے طریقے پر نہیں چلتے؟ اور انہیں ایسا کرنے

سے منع فرمادیا تھا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا اوران لوگوں کو اپنے اس رجوع پر گواہ بنایا پھر ہمارے واپس واپس آئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تھا اوران سے وتر کے بارے میں پوچھا تھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا آدمی نہ بتاؤں جو تمام روئے زمین والوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے؟ میں نے کہا ضرور بتائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اوران سے پوچھو اوروہ جو جواب دیں وہ واپس آ کر مجھے بھی بتانا چنانچہ میں حضرت حکیم بن افلح رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں نے ان سے عرض کیا کہ وہ میرے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلیں۔ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں میں تو ان کے قریب بھی نہیں جاؤں گا کیونکہ میں نے انہیں (حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی) ان دو جماعتوں کے بارے میں کچھ فرمانے سے منع کیا تھا لیکن وہ نہ مانیں اوراس بارے میں بہت کچھ کر گذریں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو قسم دی تو وہ میرے ساتھ چل پڑے چنانچہ ہم دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور فرمایا کیا تم حکیم ہو، حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سعد بن ہشام ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ان کے والد کون سے ہشام ہیں؟ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ابن عامر ہیں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عامر کے لیے دعائے رحمت کی اور فرمایا عامر تو بہت اچھے آدمی تھے پھر میں نے کہا: اے ام المومنین! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں آپ مجھے بتائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں پڑھتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے۔ یہ جواب سن کر میں نے مجلس سے اٹھنے کا ارادہ کیا لیکن پھر خیال آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے قیام کے بارے میں بھی پوچھ لوں تو میں نے عرض کیا اے ام المومنین! آپ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے قیام کے بارے میں بھی بتائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تم سورۃ مزمل نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں پڑھتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس سورۃ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے رات کا قیام فرض کیا تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سال بھر مسلسل رات کو اتنا

لمبا قیام کرتے رہے کہ ان کے پاؤں سوج گئے اور اللہ تعالیٰ نے بارہ مہینے تک اس سورۃ کی آخری آیت کو آسمان پر روکے رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے آخر حصہ کو نازل فرما کر رات کے قیام میں تخفیف کر دی چنانچہ رات کا قیام پہلے فرض تھا پھر بعد میں نفل ہو گیا۔ یہ جواب سن کر میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا لیکن پھر خیال آیا کہ حضور ﷺ کے وتر کے بارے میں بھی پوچھ لوں تو میں نے کہا اے ام المومنین! آپ مجھے حضور ﷺ کے وتر کے بارے میں بھی بتائیں۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا ہم حضور ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے تو پھر رات کو جب اللہ آپ ﷺ کو اٹھاتے تو آپ ﷺ مسواک کر کے وضو کرتے پھر آٹھ رکعت پڑھتے اور ان میں صرف آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے اور بیٹھ کر ذکر و دعا کرتے اور سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پڑھتے اس کے بعد بیٹھ کر (التحیات میں) ذکر و دعا کرتے اور پھر اتنی آواز سے سلام پھیرتے جو ہمیں سنائی دیتا پھر سلام کے بعد بیٹھ کر دو رکعت نماز پڑھتے اس طرح اے میرے بیٹے! حضور ﷺ کی گیارہ رکعت ہو جاتیں پھر جب حضور ﷺ کی عمر ذرا زیادہ ہو گئی اور آپ ﷺ کا جسم بھاری ہو گیا تو آپ ﷺ سات رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے اور پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے اے میرے بیٹے! اس طرح یہ کل نو رکعت ہو جاتیں۔ حضور ﷺ جب کوئی نماز شروع فرماتے تو آپ ﷺ کو یہ پسند تھا کہ اسے پابندی سے پڑھیں۔ اس لیے اگر نیند کی زیادتی یا درد یا کسی بیماری کی وجہ سے آپ ﷺ کا رات کا قیام رہ جاتا تو آپ ﷺ دن میں بارہ رکعت پڑھتے اور مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی ساری رات فجر تک قرآن پڑھا ہو یا رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے سارے روزے رکھے ہوں۔ حضرت سعد ؓ کہتے ہیں کہ میں پھر حضرت ابن عباس ؓ کی خدمت میں گیا اور انہیں حضرت عائشہ ؓ کی ساری حدیث سنائی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عائشہ ؓ نے ٹھیک فرمایا۔ اگر میرا ان کے ہاں آنا جانا ہوتا تو میں خود جا کر ان سے براہ راست یہ حدیث سنتا۔ [اخرجه الامام احمد فی مسنده و قد اخرجه مسلم فی صحیحه بنحوه فی التفسیر لابن کثیر ۴/ ۴۳۵]

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں جب سورۃ مزمل کا شروع کا حصہ نازل ہوا تو صحابہ کرام ؓ رات کو اتنی نماز پڑھتے جتنی رمضان کے مہینے میں رات کو پڑھا کرتے تھے اور اس سورۃ کے شروع کے حصے کے اور آخری حصہ کے نازل ہونے میں ایک سال کا وقفہ تھا۔

[اخرجه ابن ابی شیبة کذا فی الکنز ۴/ ۲۸۱]

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کے شروع میں وتر پڑھ لیتے تھے اور پھر جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو دو دو رکعت نماز پڑھتے۔

[اخرجه ابن ابی شیبة کذا فی الکنز ۴/ ۲۷۹]

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہتے رات کو نماز پڑھتے رہتے۔ جب آدھی رات ہو جاتی تو اپنے گھر والوں کو نماز کے لیے اٹھاتے اور فرماتے نماز! اور یہ آیت پڑھتے: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ﴾ سے لے کر ﴿وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾ تک۔

"اور اپنے متعلقین کو (یعنی اہل خاندان کو یا مؤمنین کو) بھی نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے ہم آپ سے (اور دوسروں سے) معاش (کموانا) نہیں چاہتے۔ معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔"

[سورۃ طه آیت ۱۳۲] [اخرجه مالك و البیهقی کذا فی منتخب الکنز ۴/ ۳۸۰]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (کے انتقال کے بعد ان) کی ایک بیوی سے شادی کی اور شادی کے موقع پر انہوں نے کہا میں نے ان سے شادی مال اور اولاد کے شوق میں نہیں کی بلکہ اس وجہ سے کی ہے کہ وہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رات (کے معمولات) کے بارے میں بتائیں۔ چنانچہ شادی کے بعد ان سے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رات کی نماز کس طرح ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا وہ عشاء کی نماز پڑھا کرتے اور ہمیں اس بات کا حکم دیتے کہ ان کے سر کے پاس پانی کا برتن رکھ کر ڈھک دیں (چنانچہ ہم ایسا کرتے) وہ رات کو اٹھتے اور پانی میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر پھیرتے پھر اللہ کا ذکر کرتے (پھر سو جاتے) اس طرح بار بار اٹھتے اور اللہ کا کچھ ذکر کرتے یہاں تک کہ ان کی تہجد کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ (راوی) نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کو یہ واقعہ کس نے سنایا؟ انہوں نے کہا حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے۔ حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ تو قابل اعتماد ہیں۔

[اخرجه الطبرانی و رجاله ثقات کما قال الهیثمی ۹/ ۴۳]

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آدھی رات کو نماز پڑھنا پسند کرتے۔ [اخرجه ابن سعد کذا فی الکنز ۴/ ۲۷۹]

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رات کو کافی دیر تک نماز پڑھتے پھر پوچھتے اے نافع! کیا رات کا آخر حصہ آ گیا؟ میں کہتا نہیں تو پھر نماز پڑھنے لگتے پھر کہتے اے نافع! کیا رات کا آخری حصہ آ گیا؟ میں کہتا جی جہاں۔ تو بیٹھ کر صبح صادق تک دعا و استغفار میں لگے رہتے۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۰۳ بسند جید کما فی الاصابة ۲/ ۳۴۹]

حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی رات کو اٹھتے تو نماز شروع کر دیتے۔[اخرجه ابو نعیم ایضاً ۱/ ۳۰۴]

حضرت ابوغالب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں ہمارے ہاں ٹھہرا کرتے اور رات کو تہجد پڑھا کرتے۔ ایک رات صبح صادق سے کچھ دیر پہلے مجھ سے فرمایا اے ابوغالب! کیا تم کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھتے؟ کیا ہی اچھا ہو اگر تم تہائی قرآن پڑھ لو؟ میں نے کہا صبح ہونے والی ہے میں اتنی دیر میں تہائی قرآن کیسے پڑھ سکتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا سورۃ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے۔[عند نعیم ایضاً]

حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک رات گذاری۔ شروع رات میں وہ سو گئے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور قرآن ترتیل سے ایسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ رہے تھے جیسے کہ محلہ کی مسجد میں امام پڑھتا ہے اور گانے جیسی آواز نہ تھی اور اتنی اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے کہ آس پاس والے سن لیں اور آواز کو گلے میں گھما نہیں رہے تھے۔ جب صبح صادق میں اتنا وقت رہ گیا جتنا مغرب کی اذان سے لے کر نماز مغرب کے ختم ہونے تک کا ہوتا ہے تو پھر انہوں نے وتر پڑھے۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۲/ ۲۶۶ رواه الطبرانی فی الکبیر و رجاله رجال الصحیح- انتهی]

حضرت طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک رات یہ دیکھنے کے لیے گذاری کہ وہ رات کو عبادت میں کتنی محنت کرتے ہیں تو یہی دیکھا کہ انہوں نے رات کے آخری حصے میں تہجد کی نماز پڑھی اور جیسا ان کے بارے میں گمان تھا ویسا نظر نہ آیا۔ آخر میں نے یہ بات خود ان سے ذکر کی تو فرمانے لگے کہ ان پانچ نمازوں کی پابندی کرو کیونکہ یہ پانچ نمازیں ان چھوٹے موٹے زخموں (یعنی صغیرہ گناہوں) کو مٹا دیتی ہیں بشرطیکہ کوئی جان لیوا زخم (یعنی گناہ کبیرہ) نہ ہو۔ جب لوگ عشاء کی نماز پڑھ لیتے ہیں تو تین حصوں میں تقسیم ہو جاتے

ہیں کچھ لوگ تو وہ ہیں جن کے لیے یہ رات وبال ہے رحمت نہیں اور کچھ لوگ وہ ہیں جن کے لیے رحمت ہے وبال نہیں اور کچھ لوگ وہ ہیں جن کے لیے نہ وبال ہے نہ رحمت جو لوگ رات کی تاریکی اور لوگوں کی غفلت کو غنیمت سمجھ کر بے دھڑک گناہوں میں لگ جاتے ہیں' ان کے لیے یہ رات وبال ہے رحمت نہیں اور جن کے لیے یہ رات رحمت ہے وبال نہیں یہ وہ لوگ ہیں جو رات کی تاریکی اور لوگوں کی غفلت کو غنیمت سمجھ کر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ یہ رات ان کے لیے رحمت ہے وبال نہیں اور جن کے لیے نہ رحمت ہے اور نہ وبال یہ وہ لوگ ہیں جو عشاء پڑھ کر سو جاتے ہیں ان کے لیے نہ رحمت ہے اور نہ وبال۔ تم تیز رفتاری سے بچو اور میانہ روی اختیار کرو اور جتنا کرو اسے پابندی سے کرو۔ [اخرجه الطبرانی قال المنذری فی ترغیبه ۱/ ۴۰۱ رواه الطبرانی فی الکبیر موقوفا باسناد لا باس به و رفعه جماعة۔ انتهٰی]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سورج نکلنے سے لے کر زوال تک کے وقت کے درمیان نوافل کا اہتمام کرنا

حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں فتح مکہ کے موقع پر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غسل فرما رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت نماز پڑھی اور یہ چاشت کا وقت تھا۔

[اخرجه الشیخان کذا فی الریاض ۴۲۴]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور کبھی اس سے زیادہ بھی پڑھتے۔ [اخرجه مسلم کذا فی الریاض]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی چھ رکعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد میں نے یہ رکعتیں کبھی نہیں چھوڑیں۔

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۲/ ۲۳۷ و فیه سعد بن مسلم الاموی ضعفه

البخاری و ابن معین و جماعة و ذکره ابن حبان فی الثقات و قال یخطی]

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن میرے پاس تشریف لائے اور چاشت کی چھ رکعت نماز پڑھی۔

[ھکذا اخرجه الطبرانی فی الکبیر والاوسط باسناد حسن کما قال الھیثمی ۲/ ۲۳۸]

حضرت عبداللہ ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے چاشت کی دو رکعت نماز پڑھی تو ان کی بیوی نے ان سے کہا آپ نے تو دو رکعت نماز پڑھی ہے۔ انہوں نے فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کی بشارت ملی تھی۔ اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی دو رکعت نماز پڑھی تھی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل کے سر کی بشارت ملی تھی اس وقت بھی دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ [اخرجه البزار قال الھیثمی ۲/ ۲۳۸ رواه البزار و الطبرانی فی الکبیر ببعضه و فیه شعثاء ولم اجدمن و ثقھا ولاجرحھا وروی ابن ماجة الصلوة حین بشر براس ابی جھل فقل انتھی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب پڑھتے پڑھتے میں اس آیت پر گذرا کرتا:

﴿بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ﴾ [سورة ص آیت ۱۸]

"شام اور صبح تسبیح کیا کریں۔"

تو مجھے پتہ نہیں چلتا تھا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ یہاں تک کہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور ایک پیالہ میں وضو کا پانی منگوایا۔ میں دیکھ رہی تھی کہ اس پیالے میں آٹے کا اثر تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور پھر چاشت کی نماز پڑھی پھر فرمایا اے ام ہانی! یہ اشراق کی نماز ہے۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الھیثمی ۲/ ۲۳۸ و فیه حجاج بن نصیر ضعفه ابن المدینی و جماعة و وثقه ابن معین و ابن حبان وھو فی الصحیح بغیر سیاقه۔ انتھی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا وہ بہت سا مال غنیمت لے کر بہت ہی جلد واپس آ گیا۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے ایسا لشکر کبھی نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ جلدی واپس آ گیا ہو اور اس سے زیادہ مال غنیمت لے کر آیا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے جلدی واپس آنے والا اور اس سے زیادہ مال غنیمت حاصل کرنے والا آدمی نہ بتاؤں۔ یہ وہ آدمی ہے جو اچھی طرح سے وضو کرلے پھر مسجد میں جا کر صبح کی نماز پڑھے تو

وہ آدمی بہت زیادہ مال غنیمت لے کر بہت جلد واپس آ گیا ہے۔[اخرجه ابو يعلى قال المنذرى فى الترغيب ۲/ ۴۲۸ رواه ابو يعلى و رجال اسناده رجال الصحيح و البزار و ابن حبان فى صحيحه و بين البزار فى رواية ان الرجل ابوبكر رضی اللہ عنہ و قدروى هذا الحديث الترمذى فى الدعوات من جامعه من حديث عمر رضی اللہ عنہ انتهى و اخرجه ايضاً احمد من رواية ابن لهيعة و الطبرانى باسناد جيد عن عبدالله بن عمرو رضی اللہ عنہما كما فى الترغيب ۱/ ۴۲۷]

حضرت عطاء ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسجد میں چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔[اخرجه الطبرانى فى جزء من اسمه عطاء كذا فى الكنز ۴/ ۲۸۱]

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دن چاشت کی نماز پڑھتے اور دس دن چھوڑ دیتے۔[اخرجه ابن جرير كذا فى الكنز ۴/ ۲۸۲]

حضرت عائشہ بنت سعد رحمۃ اللہ علیہا کہتی ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ چاشت کی آٹھ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔[اخرجه ابن جرير كذا فى الكنز ۴/ ۲۸۳]

ظہر اور عصر کے درمیان نوافل کا اہتمام

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ ظہر و عصر کے درمیان نفل پڑھتے تھے اور رات کو بڑی لمبی تہجد پڑھتے۔

[اخرجه الطبرانى فى الكبير قال الهيثمى ۲/ ۵۸ و فيه رجل لم يسم]

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ظہر سے عصر تک نماز پڑھتے تھے۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۳۰۴]

مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل کا اہتمام

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء تک نماز پڑھتے رہے۔

[اخرجه النسائى باسناد جيد كذافى الترغيب ۱/ ۳۶۹]

حضرت محمد بن عمار بن یاسر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو مغرب

کے بعد چھ رکعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے محبوب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

[اخرجه الطبرانی فی الثلاثة قال الطبرانی تفرد به صالح بن قطن البخاری و قال المنذری فی ترغيبه ۱/ ۳۶۸ وصالح هذا لا يحضرنی الان فيه جرح ولا تعديل]

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک وقت ایسا ہے جس میں جب بھی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا انہیں نماز پڑھتے ہوئے ہی پایا اور وہ ہے مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت۔ میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا ایک وقت ایسا ہے جس میں جب بھی میں آپ کے پاس آتا ہوں تو آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پاتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ فرصت کا وقت ہے یا یہ غفلت کی گھڑی ہے اس وقت لوگ اپنے کھانے پینے وغیرہ میں لگ جاتے ہیں اور اللہ سے غافل ہو جاتے ہیں اس لیے میں غفلت کی اس گھڑی میں عبادت کرتا ہوں۔ [اخرجه الطبرانی فی الكبير قال الهيثمی ۲/ ۲۳۰ و فيه ليث بن ابی سليم و فيه كلام]

حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا غفلت کی گھڑی یعنی مغرب اور عشاء کے درمیان نفل نماز پڑھنا بہترین عمل ہے۔

[عند الطبرانی ايضاً قال الهيثمی ۲/ ۲۳۰ و فيه جابر الجعفی و فيه كلام كثير]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں فرشتے ان لوگوں کو گھیر لیتے ہیں جو مغرب اور عشاء کے درمیان نفل پڑھتے ہیں اور یہ اوابین کی نماز ہے۔ [اخرجه ابن زنجويه كذا فی الكنز ۴/ ۱۹۳]

گھر میں داخل ہوتے وقت اور گھر سے نکلتے وقت نوافل کا اہتمام

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ (کے بعد ان) کی بیوی سے شادی کی۔ اس نے ان کی بیوی سے ان کے کسی خاص عمل کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا وہ جب بھی گھر سے باہر جانے کا ارادہ کرتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور جب بھی گھر میں داخل ہوتے تو بھی دو رکعت نماز پڑھتے اپنے اس معمول کو کبھی نہیں

چھوڑتے تھے۔[اخرجه ابن المبارك فی الزهد بسند صحیح كذا فی الاصابة ۲/ ۳۰۶]

تراویح کی نماز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں رات کو تراویح پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے لیکن اس کے واجب ہونے کا حکم نہیں دیتے تھے چنانچہ فرماتے تھے جو رمضان کی راتوں میں تراویح ایمان و یقین کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کے شوق میں پڑھے گا اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔[اخرجه مسلم كذا فی الریاض]

ایک روایت میں یہ ہے کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور وہ سلسلہ یونہی چلتا رہا اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شروع زمانے میں یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔[ذكره فی جمع الفوائد عن الستة]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ رمضان میں باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ لوگ کون ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ان میں قرآن کا حافظ کوئی نہیں ہے اس لیے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ انہیں نماز پڑھا رہے ہیں اور یہ ان کے پیچھے پڑھ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے ٹھیک کیا اور ان کا یہ کام بہت اچھا ہے۔

[اخرجه ابو داؤد باسناد ضعیف كذا فی جمع الفوائد]

حضرت عبدالرحمن بن عبد قاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا لوگ مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوئے تھے کوئی اپنی نماز پڑھ رہا تھا اور ایک جماعت اس کے ساتھ پڑھ رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال یہ ہو رہا ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک حافظ قرآن کے پیچھے کھڑا کر دوں تو یہ زیادہ بہتر رہے گا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا اور ان سب کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمع کر دیا پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسری رات پھر گیا لوگ اپنے قاری (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بہت اچھی بدعت ہے لیکن تم شروع رات میں تو تراویح پڑھتے ہو اور آخر رات میں تہجد چھوڑ کر سو جاتے ہو۔ میرے نزدیک تہجد تراویح سے افضل

ہے۔[اخرجه مالك و البخاری و ابن خزیمة وغیرهم كذا فی الكنز و جمع الفوائد]

حضرت نوفل بن ایاس ہذلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان میں مختلف جماعتوں میں تراویح پڑھا کرتے تھے ایک جماعت یہاں تراویح پڑھ رہی ہوتی اور ایک وہاں۔ جس امام کی آواز زیادہ اچھی ہوتی لوگ اس کی طرف زیادہ چلے جاتے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے خیال میں لوگوں نے قرآن کو گانے کی چیز بنالیا ہے۔ غور سے سنو اللہ کی قسم! میرا بس چلا تو اس صورت حال کو ضرور بدل دوں گا چنانچہ تین ہی دن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے تمام لوگوں کو اکٹھا کر کے تراویح کی نماز پڑھائی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آخری صف میں کھڑے ہو کر فرمایا۔ ہے تو یہ (تراویح کا ایک جماعت بن کر پڑھنا) بدعت لیکن ہے بہت عمدہ۔ [اخرجه ابن سعد ۵/ ۵۹]

حضرت ابواسحٰق ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رمضان کی پہلی رات میں باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ قندیلیں روشن ہیں اور اللہ کی کتاب پڑھی جارہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن خطاب! جیسے تم نے اللہ کی مسجدوں کو قرآن سے منور کیا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ تمہاری قبر کو منور فرمائے۔

[اخرجه ابن شاهین كذا فی الكنز ۴/ ۲۸۴ واخرجه الخطیب فی امالیه عن ابی اسحق الهمدانی و ابن عساكر عن اسماعیل بن زیاد بمعناه مختصراً كما فی منتخب الكنز ۴/ ۲۸۷]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رمضان میں تراویح کو ایک بڑی جماعت میں پڑھنے کا سلسلہ شروع کیا اور مردوں کے لیے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا اور عورتوں کے لیے حضرت سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کو۔

[اخرجه الفریابی و البیهقی كذا فی الكنز ۴/ ۲۸۳]

حضرت عمر بن عبداللہ عنسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہو کر مردوں کو تراویح کی نماز باری باری پڑھایا کرتے تھے اور حضرت سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ مسجد کے صحن میں عورتوں کو تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے مردوں عورتوں سب کے لیے ایک ہی امام مقرر کر دیا یعنی حضرت سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فرمانے پر تراویح کے بعد عورتوں کو

روک لیا جاتا۔ جب وہ چلے جاتے پھر انہیں چھوڑا جاتا۔ [اخرجه ابن سعد ۵/ ۲۶]

حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لوگوں کو رمضان میں تراویح پڑھنے کا حکم دیتے اور مردوں کے لیے ایک امام مقرر کرتے اور عورتوں کے لیے دوسرا چنانچہ میں عورتوں کا امام ہوا کرتا۔ [اخرجه البیهقی کذا فی الکنز ۴/ ۲۸۴]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آج رات مجھ سے ایک کام ہو گیا اور یہ واقعہ رمضان کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابی! کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا میرے گھر میں چند عورتیں تھیں ان عورتوں نے کہا ہم نے قرآن نہیں پڑھا' ہم آپ کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھیں گی چنانچہ میں نے انہیں آٹھ رکعت نماز پڑھائی اور وتر بھی پڑھائے۔ حضور ﷺ نے اس پر کچھ نہ فرمایا اس طرح آپ کی رضامندی کی بناء پر یہ سنت ہوئی۔

[اخرجه ابو یعلی قال الهیثمی ۲/ ۷۴ رواه ابو یعلی و الطبرانی بنحوه فی الاوسط و اسناده حسن.]

صلوٰۃ التوبہ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن صبح کے وقت حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا اے بلال! تم کس عمل کی وجہ سے مجھ سے پہلے جنت میں چلے گئے؟ آج رات میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمہارے چلنے کی آہٹ سنی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب بھی مجھ سے گناہ ہو جاتا ہے تو میں فوراً دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھتا ہوں اور جب بھی میرا وضو ٹوٹتا ہے تو میں اسی وقت فوراً وضو کر کے دو رکعت نفل (تحیۃ الوضو) پڑھتا ہوں۔

[اخرجه ابن خزیمة فی صحیحه عن عبدالله بن بریدة کذا فی الترغیب ۱/ ۴۳۷]

صلوٰۃ الحاجہ

حضرت ثمامہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے باغ کا مالی سخت گرمی کے زمانے میں ان کے پاس آیا اور ان سے موسم کی خشکی اور بارش نہ ہونے کی شکایت کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر مالی سے کہا کیا تمہیں کوئی بادل آسمان

میں نظر آ رہا ہے؟ اس نے کہا کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اندر جا کر پھر نماز پڑھی پھر اسے کہا۔ اس طرح تین چار مرتبہ ہوا۔ تیسری یا چوتھی مرتبہ اس مالی کو دیکھنے کو کہا تو اس نے کہا پرندے کے پر جتنا بادل نظر آ رہا ہے۔ حضرت انس نماز پڑھتے رہے اور دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ باغ کے ذمہ دار نے اندر جا کر ان کو بتایا کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش ہو چکی ہے تو اس سے فرمایا جو گھوڑا البشر بن شغاف نے بھیجا ہے۔ اس پر سوار ہو کر جاؤ اور دیکھو بارش کہاں تک ہوئی؟ چنانچہ وہ دیکھ کر آیا اور اس نے بتایا کہ بارش مسیرین کے محلات اور غضبان کے محل سے آگے نہیں ہوئی (یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے باغات میں ہی ہوئی ہے اس سے آگے نہیں ہوئی)

[اخرجه ابن سعد ۷/ ۲۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ایک دفعہ بہت زیادہ درد ہوا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا (اور اپنی تکلیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی جگہ بٹھایا اور خود کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور اپنے کپڑے کا ایک کنارہ میرے اوپر ڈال دیا پھر فرمایا اے ابن ابی طالب! کوئی بات نہیں تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ میں نے اللہ سے اپنے لیے جو چیز بھی مانگی وہی میں نے تمہارے لیے بھی مانگی اور اللہ سے میں نے جو چیز بھی مانگی وہ اللہ نے مجھے ضرور عطا فرمائی البتہ مجھے یہ کہا گیا کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں وہاں سے کھڑا ہوا تو سارا درد ختم ہو چکا تھا اور ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے مجھے کوئی تکلیف ہی نہ ہو۔

[اخرجه ابن ابی عاصم و ابن جریر و صححه و الطبرانی فی الاوسط و ابن شاهین فی السنة كذا فی المنتخب ۵/ ۴۳]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی کنیت ابو معلق تھی اور وہ تاجر تھے۔ اپنے اور دوسروں کے مال سے تجارت کیا کرتے تھے اور وہ بہت زیادہ عبادت گذار اور پرہیزگار تھے ایک مرتبہ وہ سفر میں گئے۔ انہیں راستہ میں ایک ہتھیاروں سے مسلح ڈاکو ملا۔ اس نے کہا اپنا سارا سامان یہاں رکھ دو میں تمہیں قتل کروں گا۔ اس صحابی نے کہا تم نے مال لینا ہے وہ لے لو۔ ڈاکو نے کہا نہیں میں تو تمہارا خون بہانا چاہتا ہوں۔ اس صحابی نے کہا مجھے ذرا مہلت دو میں نماز پڑھ لوں۔ اس نے کہا جتنی پڑھنی ہے پڑھ لو چنانچہ انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور یہ دعا تین مرتبہ مانگی:

((یَا وَدُوْدُ یَاذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَافَعَّالاً لِّمَایُرِیْدُ اَسْئَلُكَ بِعِزَّتِكَ الَّتِیْ لَا تَرَامُ وَمُلْكِكَ الَّذِیْ لَا یُضَامُ وَبِنُوْرِكَ الَّذِیْ مَلَا اَرْكَانَ عَرْشِكَ اَنْ تَكْفِیَنِیْ شَرَّ هٰذَا اللِّصِّ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ))

تو اچانک ایک گھوڑے سوار نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جسے اٹھا کر اس نے اپنے گھوڑے کے کانوں کے درمیان بلند کیا ہوا تھا۔ اس نے اس ڈاکو کو نیزہ مار کر قتل کر دیا پھر وہ اس تاجر کی طرف متوجہ ہوا۔ تاجر نے پوچھا تم کون ہو؟ اللہ نے تمہارے ذریعہ سے میری مدد فرمائی ہے۔ اس نے کہا میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں۔ جب آپ نے (پہلی مرتبہ) دعا کی تو میں نے آسمان کے دروازوں کی کھڑکھڑاہٹ سنی جب آپ نے دوبارہ دعا کی تو میں نے آسمان والوں کی چیخ و پکار سنی پھر آپ نے تیسری مرتبہ دعا کی تو کسی نے کہا یہ ایک مصیبت زدہ کی دعا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اس ڈاکو کو قتل کرنے کا کام میرے ذمہ کر دیں پھر اس فرشتے نے کہا آپ کو خوشخبری ہو کہ جو آدمی بھی وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے اس کی دعا ضرور قبول ہوگی چاہے وہ مصیبت زدہ ہو یا نہ ہو۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا فی کتاب مجاب الدعوة واخرجه ابو موسیٰ فی کتاب الوظائف بتمامه کذا فی الاصابة ۴/ ۱۸۲]



حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح علم الٰہی حاصل کرنے کا شوق رکھتے تھے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دیتے تھے اور علم الٰہی میں جو ایمان و عمل ہیں ان کو کس طرح خود سیکھتے اور دوسروں کو سکھاتے تھے اور سفر و حضر' خوشحالی اور بدحالی ہر حال میں کس طرح علم الٰہی کے سیکھنے سکھانے میں لگتے تھے اور کس طرح مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیہ میں آنے والے مہمانوں کو سکھانے کا اہتمام کرتے تھے اور کس طرح علم' جہاد اور کمائی ان تینوں کاموں کو جمع کرتے تھے اور مختلف شہروں میں علم پھیلانے کے لیے آدمیوں کو بھیجا کرتے تھے اور کس طرح اپنے اندر ان صفات کے پیدا کرنے کا اہتمام کرتے تھے جن کی وجہ سے علم اللہ کے ہاں قبول ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کی ترغیب دینا

حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنی دھاری دار سرخ چادر پر تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں علم حاصل کرنے آیا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوش آمدید ہو طالب علم کو۔ طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور پھر ایک دوسرے پر سوار ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ اس علم سے محبت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں جسے یہ طالب علم حاصل کر رہا ہے۔ [اخرجه احمد والطبرانی باسناد جید و اللفظ له و ابن حبان فی صحیحه و الحاکم وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب ۱/ ۵۹]

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کیا میری عمر زیادہ ہوگئی ہے میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں یعنی میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ مجھے وہ چیز سکھائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جس پتھر، درخت اور ڈھیلے کے پاس سے گزرے ہو اس نے تمہارے لیے دعائے مغفرت کی ہے اے قبیصہ! صبح کی نماز کے بعد تین دفعہ

((سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ))

کہو اس سے تم اندھے پن، کوڑھی پن اور فالج سے محفوظ رہو گے۔ اے قبیصہ! یہ دعا بھی پڑھا کرو:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِمَّا عِنْدَكَ وَاَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَیَّ مِنْ رَّحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ))

اے اللہ! میں ان نعمتوں میں سے مانگتا ہوں جو تیرے پاس ہیں اور اپنے فضل کی مجھ پر بارش کرا اور اپنی رحمت مجھ پر پھیلا دے اور اپنی برکت مجھ پر نازل کر دے۔

[اخرجه احمد کذا فی جمع الفوائد ۱/ ۲۱ قال المنذری و الهیثمی و فیه رجل لم یسم]

حضرت سخبرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ ایک مرتبہ بیان فرما رہے تھے آپ ﷺ کے پاس سے دو آدمی گزرے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تم دونوں بیٹھ جاؤ تم خیر پر ہو۔ جب حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سب حضور ﷺ کے پاس سے ادھر ادھر چلے گئے تو ان دونوں نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ہم سے فرمایا تھا تم دونوں بیٹھ جاؤ تم خیر پر ہو یہ صرف ہم دونوں کے لیے ہے یا تمام لوگوں کے لیے ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو بندہ بھی علم حاصل کرتا ہے تو یہ علم کا حاصل کرنا اس کے پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

[اخرجه الترمذی مختصراً والطبرانی فی الکبیر و اللفظ له کذا فی الترغیب ۱/ ۶۰]

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ ہوا جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم۔ حضور ﷺ نے فرمایا عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی مجھے تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا جو آدمی لوگوں کو خیر سکھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اللہ کے فرشتے اور تمام آسمانوں والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں اس کے لیے دعائے رحمت کرتی ہیں۔ [اخرجه الترمذی]

دوسری روایت میں دو آدمیوں کا ذکر نہیں ہے البتہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے مجھے تمہارے ادنیٰ آدمی پر پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ [سورۃ فاطر آیت ۲۸]

”خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں۔“

اور آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [اخرجه الدارمی عن مکحول مرسلا]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضور ﷺ سے ان دو آدمیوں کے بارے میں پوچھا گیا جو بنی اسرائیل میں سے تھے ان میں سے ایک عالم تھا اور فرض نماز پڑھ کر بیٹھ جاتا اور لوگوں کو خیر کی باتیں سکھاتا رہتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا۔ ان دونوں میں سے کون افضل ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ عالم جو فرض نماز پڑھ کر بیٹھ جاتا تھا اور لوگوں کو خیر کی باتیں سکھاتا رہتا تھا اسے اس عابد پر جو دن بھر روزہ رکھتا تھا اور رات بھر عبادت کرتا تھا ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے مجھے تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔

[اخرجه الدارمی ایضاً مرسلاً کذا فی المشکوٰۃ ۲۸٬۶۲]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ ہم لوگ صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ علی الصبح بازار بطحان یا عقیق میں جائے اور اونچے کوہان والی عمدہ سے عمدہ دو اونٹنیاں کسی قسم کے گناہ اور قطع رحمی کے بغیر پکڑ لائے؟ ہم نے عرض کیا ہم سب اسے پسند کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں جا کر دو آیتوں کا پڑھنا یا پڑھا دینا دو اونٹنیوں سے اور تین آیات کا تین اونٹنیوں سے اسی طرح چار کا چار سے افضل ہے اور ان کے برابر اونٹوں سے افضل ہے۔ [اخرجه مسلم كذا فی مشكوة ۱۷۵ و اخرجه ابو نعیم فی الحلية ۱/ ۳۴۱ و فی رواية فيتعلم او يقرء]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک کمائی کرتا تھا اور دوسرا ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتا تھا۔ کمانے والے بھائی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بھائی (کے نہ کمانے) کی شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تمہیں اس (نہ کمانے والے) بھائی کی برکت سے روزی ملتی ہے۔

[اخرجه الترمذی كذا فی جمع الفوائد ۱/ ۲۰ واخرجه ابن عبدالبر فی جامع بيان العلم ۱/ ۵۹ بمعناه و الحاكم فی المستدرك ۱/ ۹۴ و صححه على شرط مسلم و وافقه الذهبی]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم کی ترغیب دینا

حضرت ابوطفیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے انبیاء علیہم السلام کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو ان کے لائے ہوئے دین کو سب سے زیادہ جاننے والا ہو پھر یہ آیت پڑھا کرتے تھے:

﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ﴾ [سورة آل عمران: ۶۸]

"بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ان کا اتباع کیا تھا اور یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔"

یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا اتباع کرنے والے صحابہ۔ اس لیے تم اس کو تبدیل نہ کرو لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگرچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

[اخرجه اللالكائی كذا فی الكنز ۱/ ۲۰۸]

حضرت کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے صحرا کی طرف لے چلے۔ جب ہم صحرا میں پہنچ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور ایک لمبا سانس لے کر فرمایا' اے کمیل بن زیاد! دل برتن ہیں ان میں سے بہترین برتن وہ ہے جو (اپنے اندر کی چیز کو) زیادہ محفوظ رکھنے والا ہو۔ میں تمہیں جو بات کہہ رہا ہوں وہ یاد رکھنا۔ انسان تین قسم کے ہیں ایک عالم ربانی' دوسرا وہ علم حاصل کرنے والا جو نجات کے راستے پر چل رہا ہے' تیسرے وہ کمینے اور ذلیل لوگ جو ہر شور مچانے والے کے پیچھے چل پڑتے ہیں اور جدھر کی ہوا چلے ادھر کو ہی رخ کر لیتے ہیں' نہ تو علم کے نور سے کچھ روشنی حاصل کی اور نہ کسی مضبوط مددگار کی پناہ حاصل کی۔ علم مال سے بہتر ہے۔ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی حفاظت تمہیں کرنی پڑتی ہے۔ علم عمل کرنے سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔ عالم کی محبت دین ہے جس کا اللہ کے ہاں بدلہ ملے گا۔ علم کی وجہ سے عالم کی زندگی میں اس کی بات مانی جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کا اچھائی سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جب مال چلا جاتا ہے تو مال کی کاریگری اور مال کی بنیاد پر چلنے والے کام بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ مال کے خزانے جمع کرنے والے زندہ بھی ہوں تو بھی وہ (روح اور دل کے اعتبار سے) مردہ شمار ہوتے ہیں اور علماء (مرنے کے بعد بھی) جب تک زمانہ رہے گا باقی رہیں گے۔ (ان کا ذکر خیر ہوتا رہے گا) ان کے جسم دنیا سے چلے جائیں گے لیکن ان کی عظمت کے نقوش دلوں میں باقی رہیں گے اور یہ بات غور سے سنو اور سینے کی طرف اشارہ کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس جگہ ایک زبردست علم ہے کاش! اس علم کو اٹھانے والے مجھے مل جاتے' اب یا تو ایسے لوگ ملتے ہیں جن کی سمجھ تو تیز ہے لیکن (تقویٰ اور طہارت کے نہ ہونے کی وجہ سے) ان پر اطمینان نہیں۔ یہ دین کے اسباب کو دنیا کے لیے استعمال کرتے ہیں اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جو دلائل بیان کیے ہیں ان سے قرآن کے خلاف ہی ثابت کرتے ہیں (کیونکہ علم کا نور انہیں حاصل نہیں ہے) اور اللہ کی نعمتوں کو اس کے بندوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں یا پھر ایسے لوگ ملتے ہیں جو اہل حق کے فرمانبردار تو ہیں لیکن انہیں دین کے زندہ کرنے کی کوئی سمجھ نہیں ہے اور معمولی سا شبہ پیش آتے ہی ان کے دل میں شک پیدا ہو جاتا ہے۔ نہ اس طرف طبیعت جمتی ہے اور نہ اس طرف یا پھر ایسے لوگ ملتے ہیں جو لذتوں میں پڑے ہوئے ہیں اور آسانی سے خواہشات کی بات مان لیتے ہیں یا پھر ایسے لوگ ملتے ہیں جو مال جمع کرنے اور ذخیرہ

کرنے کا ہی جذبہ رکھتے ہیں اور یہ آخری دو قسم کے انسان دین کے داعی بھی نہیں ہیں (پہلے دو دین کے داعی تو تھے لیکن ان میں اور خرابیاں تھیں) اور چرنے والے جانور ان دونوں کے زیادہ مشابہ ہیں اور علم والوں کے مرنے سے علم بھی ختم ہو جائے گا لیکن یہ بات بھی ہے کہ زمین کبھی بھی اللہ کے ایسے بندوں سے خالی نہیں ہوتی جو اس لیے دلائل لے کر کھڑے ہوتے ہیں تاکہ اللہ کے دلائل اور واضح احکام بیکار اور معطل نہ قرار دیئے جائیں۔ ان بندوں کی تعداد چاہے بہت کم ہو لیکن اللہ کے ہاں ان کا درجہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کی حجتوں یعنی قرآنی آیات پر جو غلط اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ان بندوں کے ذریعے دور فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان حجتوں کو اپنے جیسے بندوں تک پہنچا کر ان کے دلوں میں اتار دیتے ہیں اور کمال علم کی وجہ سے ہر امر کی حقیقت ان پر واضح ہو جاتی ہے اور جس امر کی حقیقت عیش و عشرت والوں کو دشوار نظر آتی ہے۔ وہ ان کے لیے بہت آسان ہوتی ہے اور جن کاموں سے جاہل لوگ گھبراتے ہیں اور وحشت محسوس کرتے ہیں ان میں ان کا دل لگتا ہے۔ یہ لوگ اپنے بدن سے تو دنیا میں رہتے ہیں لیکن ان کی روحوں کا تعلق منظر اعلیٰ یعنی آخرت سے ہوتا ہے۔ یہی لوگ اللہ کی زمین پر اس کے خلیفہ ہیں اور اس کے دین کے داعی ہیں۔ ہائے ہائے مجھے ان لوگوں کو دیکھنے کا کتنا شوق ہے' میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے استغفار کرتا ہوں' اب اگر تم چاہو تو جا سکتے ہو۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۷۹ واخرجه ايضاً ابن الانبارى فى المصاحف و المرهبى فى العلم' و نصر فى الحجة و ابن عساكر كما فى الكنز ۵/ ۲۳۱ بنحوه مع اختلاف يسير فى الفاظه و زياده و قد ذكر ابن عبدالبر طرفا منه فى كتابه جامع بيان العلم ۲/ ۱۱۲ ثم قال هو حديث مشهور عند اهل علم ليستغنى عن الاسناد لشهرته عندهم۔ انتهى]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں علم سیکھو کیونکہ اللہ کے لیے علم سیکھنا اللہ سے ڈرنا ہے۔ علم کو تلاش کرنا عبادت ہے اور اس کا آپس میں مذاکرہ کرنا تسبیح (کا ثواب دلاتا) ہے اور (سمجھنے کے لئے) اس میں بحث کرنا جہاد ہے اور نہ جاننے والے کو سکھانا صدقہ ہے اور جو لوگ علم کے اہل ہیں ان پر علم خرچ کرنا اللہ کے تقرب کا ذریعہ ہے کیونکہ علم کے ذریعہ سے حلال و حرام معلوم ہوتا ہے اور علم جنت والوں کے لیے (جنت کے راستے کا) مینار ہے اور وحشت میں انس کا ذریعہ ہے' مسافری میں ساتھی' تنہائی میں بات کرنے والا نفع و خوشی کے نقصان اور غم کے کاموں کو

بتانے والا، دشمنوں کے خلاف ہتھیار اور دوستوں کے نزدیک انسان کی زینت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے کچھ لوگوں کو بلند مرتبہ کرتے ہیں اور ان کو خیر کے کاموں میں پیشرو اور امام بناتے ہیں۔ ان کے طریقوں کو لوگ اختیار کرتے ہیں اور ان کے کاموں میں ان کی اتباع کرتے ہیں اور ان کی رائے اور فیصلہ پر سب مطمئن ہو جاتے ہیں۔ فرشتے ان کی دوستی اور ان کے ساتھ رہنے کا شوق رکھتے ہیں اور اپنے پروں کو ان پر ملتے ہیں اور ہر طرح کی مخلوق ان کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہے یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور دوسرے جانور اور خشکی کے درندے اور جانور بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں کیونکہ علم دلوں کو جہالت سے نکال کر زندگی بخشا ہے اور اندھیرے میں نگاہ کو بصیرت عطا کرتا ہے۔ انسان علم کے ذریعہ سے بہترین لوگوں کے مرتبے کو اور دنیا و آخرت کے بلند درجوں کو پالیتا ہے اس میں غور و فکر کرنے سے روزہ رکھنے کا اور اسے پڑھنے پڑھانے سے راتوں کو عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ علم کی وجہ سے انسان صلہ رحمی کرتا ہے اور حلال اور حرام کا فرق جانتا ہے۔ علم عمل کا امام ہے۔ عمل اس کے تابع ہے خوش قسمت لوگوں کے دلوں میں علم کا الہام ہوتا ہے اور بدقسمت لوگ علم سے محروم رہتے ہیں۔

[اخرجه ابو نعيم فی الحلية ۱/ ۲۳۹ واخرجه ابن عبدالبر فی جامع بيان العلم ۱/ ۵۵ عن معاذ مرفوعاً مثله ثم قال هو حديث حسن جدا ولكن ليس له اسناد قوی و رويناه من طرق شی موقوفاً ثم ذكر بعض اسانيد الموقوف ثم قال و ذكر الحديث بحاله سواء موقوفاً علی معاذ و قال المنذری فی الترغيب ۱/ ۵۸ كذا قال و رفعه غريب جدا]

حضرت ہارون بن رباب کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے تم صبح اس حال میں کرو کہ یا تو (سکھانے والے) عالم ہو یا سیکھنے والے ہو اس کے علاوہ کچھ اور نہ ہو کیونکہ اس کے علاوہ تو آدمی جاہل ہوتا ہے اور جو آدمی علم حاصل کرنے کی حالت میں صبح کرتا ہے اس کے اس عمل کو پسندیدہ سمجھنے کی وجہ سے فرشتے اس کے لیے اپنے پر کھول دیتے ہیں۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی جامع بيان العلم ۱/ ۲۹]

حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس حال میں صبح کرو کہ یا تو تم (سکھانے والے) عالم ہو یا سیکھنے والے ہو اور ایسے آدمی نہ بنو جس کی اپنی کوئی رائے نہ ہو اور وہ ہر ایک کے پیچھے چل پڑے۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی جامعه ۱/ ۲۹]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے لوگو! علم اٹھنے سے پہلے علم حاصل کرلو اور اس کے اٹھنے کی صورت یہ ہوگی کہ علم والے دنیا سے چلے جائیں گے اور تم لوگ علم حاصل کرو کیونکہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہیں اپنے علم کی کب ضرورت پڑ جائے اور علم حاصل کرو لیکن علم میں مبالغہ اور غلو سے بچو اور پرانا طرز اختیار کرو (جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھا) کیونکہ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو اللہ کی کتاب کو تو پڑھیں گے لیکن اسے اپنی پشت کے پیچھے پھینک دیں گے (اس پر عمل نہیں کریں گے)۔[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱۲۶ و ابو قلابة لم یسمع من ابن مسعود۔ واخرج طرفا منه عبدالرزاق عن ایوب عن ابی قلابة عن ابن مسعود کما فی جامع ابن عبدالبر ۱/ ۸۷ و اخرجه ایضاً ابن عبدالبر فیه من طریق شقیق عن ابن مسعود]

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدمی عالم بن کر پیدا نہیں ہوتا بلکہ علم تو سیکھنے سے آتا ہے۔[اخرجه ابن عبدالبر فی جامعه ۱/ ۱۰۰]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم عالم بنو یا علم سیکھنے والے بنو۔ ان دو کے علاوہ کچھ اور نہ بنو۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو علماء سے محبت کرو ان سے بغض نہ رکھو۔[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۱۲۲ رجاله رجال الصحیح الا ان عبدالملك بن عمیر لم یدرك ابن مسعود]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا تو (سکھانے والے) عالم بنو یا طالب علم بنو یا علماء سے محبت کرنے والے اور ان کا اتباع کرنے والے بنو (ان چار کے علاوہ) پانچویں قسم کے مت بنو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ راوی حضرت حمیدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا پانچویں قسم سے کون مراد ہے؟ انہوں نے کہا اپنی طرف سے دین میں نئی باتیں ایجاد کرنے والا۔[اخرجه ابن عبدالبر فی جامعه ۱/ ۲۸]

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے دمشق والو! تم لوگ میرے دینی بھائی ہو علاقے کے پڑوسی ہو اور دشمنوں کے خلاف میرے مددگار ہو لیکن تم مجھ سے دوستی کیوں نہیں رکھتے؟ حالانکہ میرا خرچہ بھی تمہارے ذمہ نہیں ہے دوسروں پر ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے علماء جا رہے ہیں اور تمہارے جاہل لوگ ان سے علم نہیں سیکھ رہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ نے جس روزی کی ذمہ داری لے رکھی ہے تم اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہو اور اللہ نے تمہیں جن کاموں کا حکم دیا ہے انہیں چھوڑ رکھا ہے۔ غور سے سنو! کچھ لوگوں نے بڑی مضبوط

عمارتیں بنائیں اور بہت مال جمع کیا اور بڑی دور کی امیدیں لگائیں لیکن پھر ان کی عمارتیں گر کر قبرستان بن گئیں اور ان کی امیدیں دھوکہ ثابت ہوئیں اور ایسے لوگ خود ہی ہلاک ہو گئے۔ غور سے سنو! علم سیکھو اور سکھاؤ علم سیکھنے والا اور سکھانے والا دونوں اجر میں برابر ہیں۔ اگر یہ دونوں نہ ہوں تو پھر لوگوں میں کوئی خیر نہیں۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۱۳]

حضرت حسان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے دمشق والوں سے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی ہو گئے کہ سالہا سال گندم کی روٹی پیٹ بھر کر کھاتے رہو تمہاری مجلسوں میں اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔ تمہیں کیا ہو گیا تمہارے علماء جا رہے ہیں لیکن تمہارے جاہل علم حاصل نہیں کر رہے؟ اگر تمہارے علماء چاہتے تو ان کی تعداد میں اضافہ ہو سکتا تھا اگر تمہارے جاہل علم کو تلاش کرتے تو وہ اسے ضرور پا لیتے۔ نقصان دینے والی چیزوں کے بجائے اپنے فائدے والی چیزیں اختیار کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو امت بھی ہلاک ہوئی ہے اس کی ہلاکت کے دو ہی اسباب تھے ایک تو وہ اپنی خواہشات پر چل رہے تھے اور دوسرے وہ اپنی تعریف کیا کرتے تھے۔ [عند ابی نعیم ایضاً ۱/ ۲۲۲]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں علم کے اٹھنے سے پہلے اسے حاصل کر لو اور علم کے اٹھنے کی صورت یہ ہو گی کہ علماء دنیا سے چلے جائیں گے اور علم سکھانے والے اور سیکھنے والے دونوں اجر میں برابر ہیں۔ انسان کہلانے کے مستحق دو ہی آدمی ہیں علم سکھانے والا عالم یا علم سیکھنے والا۔ ان دو کے علاوہ باقی انسانوں میں کوئی خیر نہیں۔

[عند ابی نعیم ایضاً ۱/ ۲۱۳ عن معاوية بن قرة عن ابيه]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو بھی صبح سویرے مسجد کو کوئی خیر کی بات سیکھنے یا سکھانے جاتا ہے اس کے لیے اس مجاہد کا اجر لکھا جاتا ہے جو مال غنیمت لے کر واپس آتا ہے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی جامعه ۱/ ۳۲ عن عبدالرحمن بن مسعود الفزاری]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی یہ سمجھے کہ صبح اور شام علم کے لیے جانا جہاد نہیں ہے وہ کم عقل اور ناقص رائے والا ہے۔ [عند ابن عبدالبر ایضاً ۱/ ۱۰۰ عن رجاء بن حيوة]

حضرت ابوذر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آدمی کا علم کا ایک باب سیکھ لینا ہمیں اس کے ہزار رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو طالب

علم طالب علمی کی حالت میں مرے گا وہ شہید ہوگا۔ [اخرجه البزار قال المنذری فی الترغیب ۱/ ۶۱ رواه البزار و الطبرانی فی الاوسط الا انه قال خیر له من الف رکعة۔ انتهی واخرجه ابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ۱/ ۲۵ عنها نحوه بزیادة التطوع]

ایک روایت میں ان دونوں حضرات کا یہ ارشاد نقل ہے کہ علم کا ایک باب سکھانا ہمیں سو رکعت نفل سے زیادہ محبوب ہے چاہے اس پر عمل ہو رہا ہو یا نہ ہو رہا ہو۔

حضرت علی ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جہاد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتا دوں جو تمہارے لیے جہاد سے بہتر ہے؟ تم کسی مسجد میں جا کر قرآن، فقہ یا سنت سکھاؤ۔ [اخرجه ابن زنجویه کذا فی الکنز ۵/ ۲۳۰]

حضرت علی ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جہاد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جو تمہارے لیے جہاد سے بہتر ہے؟ تم ایک مسجد بناؤ اور اس میں قرآن، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اور دین کے فقہی مسائل سکھاؤ۔

[عند ابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ۱/ ۶۲]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لوگوں کو خیر سکھانے والے کے لیے ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر میں مچھلیاں بھی اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں۔

[عند عبدالبر ایضاً صفحه ۶۴]

حضرت زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صبح صبح گیا تو انہوں نے پوچھا اے زر! تم صبح صبح کس لیے آئے ہو؟ میں نے کہا علم حاصل کرنے آیا ہوں۔ فرمایا یا تو علم سکھانے والے عالم بنو یا سیکھنے والے بنو۔ ان دو کے علاوہ اور کچھ نہ بنو۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۱/ ۱۲۲ و فیه حفص بن سلیمان و ثقه احمد و ضعفه جماعة کثیرون انتهی]

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو اپنے گھر سے علم حاصل کرنے نکلتا ہے تو فرشتے اس علم سیکھنے والے اور اسے علم سکھانے والے کیلیے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ [عند الطبرانی ایضاً فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۱۲۳ و فیه عبدالکریم بن ابی المخارق وهو ضعیف انتهی]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علمی ولولہ اور شوق

جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا دیکھو کیا صبح صادق ہو گئی ہے؟ ایک آدمی نے آ کر بتایا کہ ابھی نہیں ہوئی پھر فرمایا دیکھو کیا صبح صادق ہو گئی ہے؟ پھر کسی نے آ کر بتایا کہ ابھی نہیں ہوئی بالآخر ایک آدمی نے آ کر بتایا کہ صبح صادق ہو گئی ہے تو فرمایا میں اس رات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس کی صبح دوزخ کی آگ کی طرف لے جائے۔ خوش آمدید ہو موت کو اس مہمان کو جو بہت لمبے عرصے کے بعد ملنے آیا ہے جس سے مجھے بہت محبت ہے لیکن وہ ایسے وقت آیا ہے جبکہ میرے ہاں فاقہ ہے۔ اے اللہ! تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ مجھے دنیا سے اور اس میں زیادہ عرصہ تک رہنے سے اس وجہ سے محبت نہیں ہے تاکہ میں نہریں کھودوں اور درخت لگاؤں بلکہ اس وجہ سے ہے تاکہ میں سخت گرمی کی دوپہر میں پیاس برداشت کروں یعنی گرمیوں میں روزے رکھوں اور مشقت کے مواقع پر مشقت اٹھاؤں اور علم کے حلقوں میں علماء کی خدمت میں دوزانو بیٹھوں۔

[اخرجه ابو نعيم في الحلية ۱/ ۲۳۹ و ذكره ابن عبدالبر في جامع بيان العلم ۱/ ۵۱ بلا اسناد]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تین کام نہ ہوتے تو میں اسے پسند کرتا کہ دنیا میں اور نہ رہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ وہ تین کام کون سے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ایک تو دن اور رات میں اپنے خالق کے سامنے سر زمین پر رکھنا جو میری آخرت کی زندگی میں آگے جمع ہو رہا ہے۔ دوسرے سخت گرمیوں کی دوپہر میں (روزہ رکھ کر) پیاسا رہنا تیسرے ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا جو عمدہ کلام کو ایسے چنتے ہیں جیسے کہ پھل چنا جاتا ہے۔ آگے اور بھی حدیث ہے۔

[اخرجه ابو نعيم في الحلية ۱/ ۲۱۲]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میں نے ایک انصاری آدمی سے کہا آج صحابہ بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں آؤ ان سے پوچھ پوچھ کر قرآن و حدیث جمع کر لیں۔ انہوں نے کہا اے ابن عباس! آپ پر بڑا تعجب ہے کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہوتے ہوئے بھی لوگوں کو آپ کی ضرورت پڑے گی؟ (انہوں نے میری بات نہ مانی اور اس کے لیے تیار نہ ہوئے تو) میں نے انہیں چھوڑ دیا

اور حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھنے لگا اور مجھے پتہ چلتا کہ فلاں صحابی فلاں حدیث بیان کرتے ہیں تو میں ان کے دروازے پر جاتا وہ دوپہر کو آرام کر رہے ہوتے۔ میں ان کے دروازے پر چادر پر ٹیک لگا کر بیٹھ جاتا اور ہوا کی وجہ سے مٹی مجھ پر پڑتی رہتی وہ صحابی (آرام سے فارغ ہوکر) باہر آتے تو مجھے دیکھتے اور کہتے اے حضور ﷺ کے چچازاد بھائی! آپ کا کیسے آنا ہوا؟ آپ خود کیوں آئے؟ آپ کسی کو میرے پاس بھیج دیتے۔ میں آپ کے پاس آجاتا میں کہتا نہیں (مجھے آپ سے علم حاصل کرنا ہے اس لئے) میرا حق بنتا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں آؤں پھر میں ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھتا (اس طرح میں نے تفسیر اور احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر لیا جنہیں حاصل کرنے کے لیے لوگ میرے پاس آنے لگے) وہ انصاری بھی بہت عرصہ تک زندہ رہے اور انہوں نے دیکھا کہ لوگ میرے اردگرد جمع ہیں اور مجھ سے قرآن وحدیث کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا یہ نوجوان واقعی مجھ سے زیادہ سمجھدار نکلا۔ [اخرجه الحاكم فى المستدرك ١/ ١٠٦ قال الحاكم و وافقه الذهبى هذا حديث صحيح على شرط البخارى و اخرجه ايضاً الدارمى و الحارث فى مسند يهما عن ابن عباس مثله كما فى الاصابة ٢/ ٣٣١ والطبرانى و رجاله رجال الصحيح كمال قال الهيثمى ٩/ ٢٧٧ و اخرجه ابن عبدالبر فى جامع بيان العلم ١/ ٨٥ و ابن سعد فى طبقاته ٤/ ١٨٢ نحوه]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب دنیا کے مختلف شہر فتح ہو گئے تو لوگ دنیا کی طرف متوجہ ہو گئے اور میں نے اپنی ساری توجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (سے قرآن وحدیث لینے) کی طرف لگا دی۔ راوی کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اکثر حدیثیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہیں۔ [اخرجه البزار قال الهيثمى ١/ ١٦١ رجاله رجال الصحيح]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا جس طرح تیرے ساتھی مجھ سے مال غنیمت مانگتے ہیں تم نہیں مانگتے۔ میں عرض کیا میں تو آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ جو علم اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے آپ اس میں سے مجھے بھی سکھائیں۔ اس کے بعد میں نے کمر سے دھاری دار چادر اتار کر اپنے اور حضور ﷺ کے درمیان بچھا دی اور یہ منظر مجھے ایسا یاد ہے کہ اب بھی مجھ کو اس پر جوئیں چلتی ہوئی نظر آ رہی ہیں پھر آپ ﷺ نے مجھے حدیث سنائی جب میں نے وہ حدیث پوری سن لی تو حضور ﷺ نے فرمایا اب اس چادر کو سمیٹ کر اپنے جسم سے باندھ لو

(میں نے ایسے ہی کیا) اس کے بعد حضور ﷺ جو بھی ارشاد فرماتے مجھے اس میں سے ایک حرف بھی نہیں بھولتا تھا۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۲۸۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ یہ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ حدیثیں بہت زیادہ بیان کرتا ہے ہم سب نے اللہ کے پاس جانا ہے (اگر میں غلط حدیث بیان کروں گا تو اللہ میری پکڑ فرمائیں گے اور جو میرے بارے میں غلط گمان رکھتے ہیں اللہ ان سے بھی پوچھیں گے) اور لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ دوسرے مہاجرین اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم ابوہریرہ جتنی حدیثیں بیان نہیں کرتے۔ میرے مہاجر بھائی تو بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے اور میرے انصاری بھائیوں کو اپنی زمینوں اور مویشیوں کی مشغولی تھی اور میں ایک مسکین نادار آدمی تھا اور ہر وقت حضور ﷺ کی خدمت میں پیٹ بھر کھانے پر قناعت کر کے حاضر رہتا تھا۔ انصار و مہاجرین جب حضور ﷺ کی خدمت سے چلے جاتے تو میں پھر بھی حاضر خدمت رہتا۔ وہ حضور ﷺ سے سن کر اپنے کاموں میں لگ کر بھول جاتے' میں سب کچھ یاد رکھتا۔ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو آدمی بھی اپنا کپڑا میرے سامنے پھیلائے گا اور جب میں اپنی بات پوری کرلوں وہ اسے سمیٹ کر اپنے سینے سے لگائے گا وہ کبھی بھی میری کوئی بات نہیں بھولے گا۔ میں نے فوراً اپنی دھاری دار چادر بچھا دی۔ میری کمر پر اس کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں تھا پھر جب حضور ﷺ نے اپنی وہ بات پوری فرمائی تو میں نے چادر سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالی۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے! مجھے اس میں سے ایک بات بھی آج تک نہیں بھولی۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ کی کتاب (قرآن) میں یہ دو آیتیں نہ ہوتیں (جن میں علم کو چھپانے کی ممانعت ہے) تو آپ لوگوں کو کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى سے لے کر الرَّحِيْمُ تک۔ [سورۃ بقرہ آیت ۱۶۰،۱۶۹]

"جو لوگ اخفاء کرتے ہیں ان مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ (اپنی ذات میں) واضح ہیں اور (دوسروں کو) ہادی ہیں بعد اس کے کہ ہم ان کو کتاب الٰہی (تورات و انجیل) میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں' ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور (دوسرے بہتیرے) لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں مگر جو لوگ توبہ کرلیں اور اصلاح کر دیں اور (ان مضامین کو) ظاہر کر دیں تو ایسے لوگوں پر

میں متوجہ ہو جاتا ہوں اور میری تو بکثرت عادت ہے توبہ قبول کر لینا اور مہربانی فرمانا۔" [عند البخاری ۱/ ۳۱۶]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ کہتے تھے کہ ابو ہریرہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میں ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا اور صرف پیٹ بھر کھانے پر گزارہ کر لیتا تھا۔ ان دنوں نہ خمیری روٹی مجھے ملتی تھی اور نہ پہننے کو ریشم اور نہ خدمت کرنے والا کوئی مرد میرے پاس تھا اور نہ کوئی عورت اور بعض دفعہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنا پیٹ کنکریوں کے ساتھ چمٹا دیتا تھا (تاکہ کنکریوں کی ٹھنڈک سے بھوک کی گرمی میں کمی آ جائے) اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ قرآن کی آیت مجھے معلوم ہوتی تھی لیکن میں کسی آدمی سے کہتا کہ یہ آیت مجھے پڑھا دو تاکہ وہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے جائے اور مجھے کچھ کھلا دے اور مساکین کے حق میں سب سے بہتر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ ہمیں گھر لے جاتے اور جو کچھ گھر میں ہوتا' وہ سب کچھ ہمیں کھلا دیتے یہاں تک کہ بعض دفعہ وہ شہد یا گھی کی کپی ہی ہمارے پاس باہر لے آتے۔ اس کپی میں کچھ ہوتا نہیں تھا تو ہم اسے پھاڑ کر اس کے اندر جو ہوتا اسے چاٹ لیتے۔

[اخرجه البخاری ایضاً کذا فی الترغیب ۵/ ۱۷۵]

علم کی حقیقت اور جس چیز پر علم کا لفظ بولا جاتا ہے

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت اور علم دے کر بھیجا ہے اس کی مثال اس بارش جیسی ہے جو بہت زیادہ ہوئی ہو اور ایک زمین پر برسی ہو جس کا ایک ٹکڑا بہت عمدہ اور زرخیز تھا اس ٹکڑے نے بارش کے پانی کو اپنے اندر جذب کر لیا جس سے گھاس اور چارہ خوب اگا۔ اس زمین میں ایک بنجر اور سخت ٹکڑا تھا جس نے اس پانی کو روک لیا (نہ اپنے اندر جذب کیا اور ڈھلان نہ ہونے کی وجہ سے نہ اسے جانے دیا) تو اللہ تعالیٰ نے اس پانی سے لوگوں کو نفع پہنچایا' چنانچہ انہوں نے اسے پیا اور اپنے جانوروں کو پلایا اور اس سے کاشت کی اور اس زمین کا تیسرا ٹکڑا چٹیل میدان تھا جس میں پانی بھی (ڈھلان کی وجہ سے) نہ رکا اور گھاس وغیرہ بھی نہ اگا۔ یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے جو مجھے دے کر بھیجا ہے اس سے اس کو نفع ہوا اس نے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا

اور اس آدمی کی مثال ہے جس نے تکبر کی وجہ سے اس علم و ہدایت کی طرف بالکل توجہ نہ کی اور اللہ کی طرف سے جو ہدایت دے کر مجھے بھیجا گیا ہے اسے بالکل قبول نہ کیا۔

[اخرجه الشيخان كذا في المشكوة صفحه ۲۰]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہلے اللہ نے جس نبی کو بھی اس کی امت میں بھیجا تو اس امت میں اس کے حواری اور خاص صحابی ضرور ہوتے جو اس کی ہر سنت کو مضبوطی سے پکڑتے اور ٹھیک ٹھیک اس کی پیروی کرتے اور اس کے دین کو بعینہ محفوظ رکھتے لیکن بعد میں ایسے نالائق لوگ پیدا ہو جاتے جو ان کاموں کا دعویٰ کرتے جو انہوں نے کئے نہیں ہوتے تھے اور جن کاموں کا حکم نہیں دیا گیا تھا ان کاموں کو کرتے تھے (میری امت میں بھی ایسے لوگ آئندہ ہوں گے) جو ان لوگوں کے خلاف اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو اپنی زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو اپنے دل سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

[اخرجه مسلم كذا في المشكوة صفحه ۲۱]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصل علم تین چیزیں ہیں محکم آیت (یعنی قرآن مجید) قائم دائم سنت یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث جو قابل اعتماد سند سے ثابت ہو اور قرآن و حدیث کے برابر درجہ رکھنے والے فرائض یعنی اجماع اور قیاس۔ ان کے علاوہ جو کچھ ہے وہ زائد علم ہے (اسے حاصل کرنا ضروری نہیں ہے) [اخرجه ابو داؤد وابن ماجه كذا في المشكوة صفحه ۲۷ واخرجه ابن عبدالبر في جامع بيان العلم ۲/ ۲۳ نحوه]

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔ [عند ابن عبدالبر ايضاً ۱/ ۲۴]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ بہت سارے لوگ ایک آدمی پر جمع ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ایک علامہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس کے علامہ ہونے کا کیا مطلب؟ لوگوں نے کہا یہ عربوں کے نسب، عربی زبان، اشعار اور عربوں کا جن چیزوں میں اختلاف ہے ان سب کو تمام لوگوں سے

زیادہ جاننے والا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ ایسا علم ہے جس کے جاننے میں کوئی فائدہ نہیں اور اس کے معلوم نہ ہونے میں کوئی نقصان نہیں۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ۲/ ۲۳]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ علم تین چیزیں ہیں۔ حق بولنے والی کتاب یعنی قرآن مجید، وہ سنت جو قیامت تک چلے گی اور جو بات نہ آتی ہو اس کے بارے میں یہ کہہ دینا کہ میں اسے نہیں جانتا۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی جامعه ۲/ ۲۴]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اصل علم اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ ان دونوں کو چھوڑ کر جو بھی اپنی رائے سے کچھ کہے گا اس کا پتہ نہیں کہ وہ اسے اپنی نیکیوں میں پائے گا یا اپنی برائیوں میں۔ [عند ابن عبدالبر ایضاً ۲/ ۲۶]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد حضرت عطاء، حضرت طاؤس اور حضرت عکرمہ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کیا یہاں کوئی مفتی ہے؟ میں نے کہا پوچھو کیا پوچھتے ہو؟ اس نے کہا میں جب بھی پیشاب کرتا ہوں تو اس کے بعد منی نکل آتی ہے۔ ہم نے کہا وہی منی جس سے بچہ بنتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! ہم نے کہا اس سے تمہیں غسل کرنا پڑے گا وہ انا للہ پڑھتا ہوا پشت پھیر کر واپس چلا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جلدی جلدی نماز پوری کی اور سلام پھیرتے ہی کہا اے عکرمہ! اس آدمی کو میرے پاس لاؤ چنانچہ حضرت عکرمہ اسے لے آئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم نے جو اس آدمی کو مسئلہ بتایا ہے وہ تم نے اللہ کی کتاب سے لیا ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کیا تم نے یہ مسئلہ حضور ﷺ کی سنت سے لیا ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا تم نے حضور ﷺ کے صحابہ سے لیا ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا پھر کس سے لیا ہے؟ ہم نے کہا ہم نے اپنی رائے سے اسے بتایا ہے۔ انہوں نے فرمایا اسی وجہ سے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ پھر اس آدمی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ذرا یہ بتاؤ پیشاب کے بعد جب منی نکلتی ہے تو کیا اس وقت تمہارے دل میں شہوت ہوتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا اس کے نکلنے کے بعد تم اپنے جسم میں سستی محسوس کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں تو فرمایا یہ منی معدہ کی خرابی کی وجہ سے نکلتی ہے لہٰذا تمہارے لیے وضو کافی ہے۔
[اخرجه ابن عساکر بسند حسن کذا فی کنز العمال ۵/ ۱۱۸]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے علم کے علاوہ دوسرے علم میں مشغول ہونے پر انکار اور سختی

حضرت عمرو بن یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کتاب لائی گئی جو کسی جانور کے کندھے کی ہڈی پر لکھی ہوئی تھی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کے بیوقوف اور گمراہ ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ اپنے نبی کے لائے ہوئے علم کو چھوڑ کر دوسرے نبی کے علم کی طرف متوجہ ہوں یا اپنے نبی کی کتاب کے علاوہ کسی اور کتاب کی طرف متوجہ ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ﴾ [سورۃ عنکبوت آیت ۵۱]

”کیا ان لوگوں کو یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی جو ان کو سنائی جاتی رہتی ہے۔“

حضرت خالد بن عرفطہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں قبیلہ عبدالقیس کا ایک آدمی ان کے پاس لایا گیا جس کی رہائش سوس شہر میں تھی (یہ خوزستان کا ایک شہر ہے جس میں حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم فلاں بن فلاں عبدی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لاٹھی تھی وہ انہوں نے اسے ماری۔ اس نے کہا اے امیر المومنین میرا کیا قصور؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیات تین دفعہ پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿الٓرٰ ۞ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۞ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۞﴾ [سورۃ یوسف آیت ۱-۳]

”الر۔ یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تا کہ تم سمجھو۔ ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے اس کے ذریعہ سے ہم آپ

سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس سے قبل آپ محض بے خبر تھے۔"

اور اسے تین دفعہ لاٹھی ماری۔ اس آدمی نے کہا اے امیر المومنین! میرا قصور؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے ہی حضرت دانیال علیہ السلام کی کتابیں لکھی ہیں۔ اس آدمی نے کہا اس بارے میں آپ مجھے جو فرمائیں گے میں وہی کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ اور جا کر ان پر گرم پانی ڈال کر سفید اون سے مل کر ان کو مٹا دو نہ خود پڑھو اور نہ کسی کو پڑھاؤ اگر مجھے پتہ چلا کہ تم نے خود پڑھی ہیں یا کسی کو پڑھائی ہیں تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا پھر اس سے فرمایا یہاں بیٹھو۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دفعہ میں گیا اور اہل کتاب کی ایک کتاب نقل کی اور اسے ایک کھال پر لکھ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر! یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کتاب میں اس لیے لکھ کر لایا ہوں تاکہ ہمارے علم میں اضافہ ہو جائے۔ یہ سنتے ہی حضور ﷺ کو غصہ آ گیا اور اتنا غصہ آیا کہ آپ ﷺ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے پھر (حضور ﷺ کے ارشاد پر لوگوں کو جمع کرنے کے لئے) الصلوۃ جامعۃ کہہ کر اعلان کیا گیا۔ انصار نے کہا تمہارے نبی ﷺ کو کسی وجہ سے سخت غصہ آیا ہوا ہے اس لیے ہتھیار لگا کر چلو، ہتھیار لگا کر چلو۔ چنانچہ انصار تیار ہو کر آئے اور آ کر حضور ﷺ کے منبر کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو! مجھے ایسے کلمات دیئے گئے ہیں جن کے الفاظ کم اور معانی بہت زیادہ ہیں اور وہ مہر کی طرح آخری درجے کے اور فیصلہ کن نوعیت کے کلمات ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بہت مختصر کر کے مجھے عطا فرمائے ہیں اور میں تمہارے پاس ایسی ملت لے کر آیا ہوں جو بالکل واضح اور صاف ستھری ہے لہٰذا تم حیرت اور پریشانی میں مت پڑو اور نہ حیرت میں پڑنے والوں یعنی اہل کتاب سے دھوکہ کھاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے فوراً کھڑے ہو کر عرض کیا میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور آپ کے رسول ہونے پر بالکل راضی ہوں پھر حضور ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ [اخرجه ابو یعلی ؤالهیثمی ۱/ ۱۸۲ وفیه عبدالرحمن الواسطی ضعفه احمد و جماعة. انتهی و اخرجه ایضاً ابن المنذر و ابن ابی حاتم و العقیلی و نصر المقدسی و سعید بن منصور کما فی الکنز ۱/ ۱۹۳ واخرجه عبدالرزاق وغیره عن ابراهیم النخعی مختصراً مقتصرا علی الموقوف کما فی الکنز]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اہل کتاب سے ایک کتاب ملی وہ اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اہل کتاب سے ایک بہت اچھی کتاب ملی ہے۔ یہ سنتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا اور فرمایا اے ابن الخطاب کیا تم ابھی تک اسلام کے امور کے بارے میں حیران و پریشان ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں تمہارے پاس ایسی ملت لے کر آیا ہوں جو بالکل واضح اور صاف ستھری ہے۔ تم اہل کتاب سے کچھ نہ پوچھو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ جواب میں تمہیں حق بات کہہ دیں اور تم اسے جھٹلا دو یا وہ غلط بات کہہ دیں اور تم اسے سچا مان لو (ان کے ہاں حق اور باطل آپس میں ملا ہوا ہے) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میرا ہی اتباع کرنا پڑتا (اس کے علاوہ ان کے لیے بھی کامیابی کا اور کوئی راستہ نہ ہوتا) [اخرجه ابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ۲/ ۴۲ من طریق ابن ابی شیبة باسناده و اخرجه ایضاً احمد و ابو یعلی و البزار عن جابر نحوه قال الهیثمی ۱/ ۷۴ وفی مجالد بن سعید ضعفه احمد و یحیی بن سعید وغیرهما]

حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرا اپنے ایک بھائی کے پاس سے گذر ہوا جو کہ قبیلہ بنو قریظہ میں سے ہے۔ اس نے مجھے تورات میں سے جامع باتیں لکھ کر دی ہیں کیا میں انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کروں؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سنتے ہی غصہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بدل گیا تو میں نے کہا (اے عمر!) کیا تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غصہ کے آثار نہیں دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے فوراً عرض کیا ہم اللہ کے رب ہونے پر' اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ زائل ہو گیا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کر لیتے تو تم گمراہ ہو جاتے۔ دوسری امتوں میں سے تم میرے حصے میں آئے ہو اور دوسرے نبیوں میں سے میں تمہارے حصے میں آیا ہوں۔

[اخرجه احمد والطبرانی قال الهیثمی و رجاله رجال الصحیح الاجابر الجعفی وهو ضعیف واخرجه الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء۔ نحوه کما فی المجمع]

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیر المومنین! ہم نے جب مدائن شہر فتح کیا تو مجھے ایک کتاب ملی جس کی باتیں مجھے پسند آئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا اس کی باتیں اللہ کی کتاب سے لی ہوئی ہیں؟ اس آدمی نے کہا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑا منگا کر اسے مارنا شروع کر دیا اور یہ آیتیں اسے پڑھ کر سنائیں۔

﴿الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ○ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا﴾

سے لے کر

﴿وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾ [سورة یوسف آیت ا-۳]

ترجمہ اسی باب کے شروع میں گذر چکا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم سے پہلے لوگ صرف اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے علماء اور پادریوں کی کتابوں کی طرف متوجہ ہو گئے اور انہوں نے تورات اور انجیل کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ یہ دونوں کتابیں بوسیدہ ہو گئیں اور دونوں میں جو علم الٰہی تھا وہ سب جاتا رہا۔ [اخرجه نصر المقدسی كذا فی الكنز ۱/ ۹۵]

حضرت حریث بن ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل کتاب سے کچھ بھی نہ پوچھا کرو کیونکہ وہ خود گمراہ ہو چکے ہیں، اس لیے تمہیں کبھی بھی ہدایت کی بات نہیں بتائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ حق بات بیان کریں اور تم اسے جھٹلا دو اور وہ غلط بات بیان کریں اور تم اس کی تصدیق کر دو۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی جامع بيان العلم ۲/ ۴۰ واخرجه عبدالرزاق ايضاً عن حريث نحوه عن القاسم بن عبدالرحمان عن عبدالله قاله ابن عبدالبر فی جامعه ۲/ ۴۲ واخرجه الطبرانی فی الكبير نحو السياق الاول و رجاله موثقون كما قال الهيثمی ۱/ ۱۹۲]

عبدالرزاق کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر امت نے ان سے ضرور پوچھنا ہے تو پھر یہ دیکھو کہ جو اللہ کی کتاب کے مطابق ہو وہ لے لو اور جو اس کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تم اہل کتاب سے کوئی بات کیسے پوچھتے ہو جب کہ تمہاری یہ کتاب جو اللہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے تمہارے سامنے موجود ہے۔ تمام کتابیں بہت زمانہ پہلے اللہ کے پاس سے آئی ہیں اور یہ ابھی ابھی اللہ کے ہاں سے آئی ہے۔

بالکل تروتازہ ہے۔ اس میں باہر کی کوئی چیز ملائی نہیں جا سکی کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب میں یہ نہیں بتایا کہ ان اہل کتاب نے اللہ کی کتاب (تورات اور انجیل) کو بدل دیا ہے اور اس میں تحریف کی ہے اور بہت سی باتیں اپنے پاس سے لکھ کر اس میں شامل کر کے یوں کہنے لگے کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہیں۔ یہ اس لیے کیا تا کہ کچھ تھوڑا سا دنیاوی فائدہ حاصل ہو جائے۔ وہ علم الٰہی جو تمہارے پاس آیا ہے کیا وہ تمہیں ان سے پوچھنے سے روکتا نہیں؟ (قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے اہل کتاب سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے) اللہ کی قسم! ہم نے تو کبھی نہیں دیکھا کہ اہل کتاب کا کوئی آدمی اس علم کے بارے میں پوچھ رہا ہو جو اللہ نے تمہارے پاس نازل فرمایا ہے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی جامعه ۲/ ۴۲]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تم اہل کتاب سے ان کی کتابوں کے بارے میں پوچھتے ہو حالانکہ تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے جو تمام کتابوں کے بعد سب سے آخر میں ابھی ابھی اللہ کے پاس سے آئی ہے۔ تم اسے پڑھتے بھی ہو اور وہ بالکل تروتازہ ہے اور اس میں کوئی اور چیز ابھی تک ملائی بھی نہیں جا سکی۔ [عند ابن ابی شیبة كذا فی جامع ابن عبدالبر]

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے اثر لینا

حضرت ولید بن ابی الولید ابو عثمان مدنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عقبہ بن مسلم نے ان سے بیان کیا کہ حضرت شفی اصبحی نے ان سے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کے اردگرد بہت لوگ جمع ہیں۔ میں نے پوچھا یہ صاحب کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں ان کے قریب جا کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ لوگوں کو حدیثیں بتا رہے تھے جب وہ خاموش ہو گئے اور سب لوگ چلے گئے اور وہ اکیلے رہ گئے تو میں نے عرض کیا کہ میرے آپ پر جتنے حق بنتے ہیں (کہ میں مسلمان ہوں مسافر ہوں اور طالب علم ہوں وغیرہ) ان سب کا واسطہ دے کر میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے وہ حدیث سنائیں جو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور خوب اچھی طرح سمجھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ضرور، میں تمہیں وہ حدیث ضرور سناؤں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمائی اور میں نے اسے خوب اچھی طرح سمجھا ہے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسے زور سے سسکی لی کہ بے ہوش ہونے کے

قریب ہو گئے۔ ہم کچھ دیر ٹھہرے رہے پھر انہیں افاقہ ہوا تو فرمایا میں تمہیں وہ حدیث ضرور سناؤں گا جو حضور ﷺ نے مجھ سے اس گھر میں بیان فرمائی تھی اور اس وقت میرے اور حضور ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا پھر اتنے زور سے سسکی لی کہ بے ہوش ہی ہو گئے پھر انہیں افاقہ ہوا اور انہوں نے اپنا چہرہ پونچھا اور فرمایا میں تمہیں وہ حدیث ضرور سناؤں گا جو حضور ﷺ نے اس وقت مجھ سے بیان فرمائی تھی جب کہ ہم دونوں اس گھر میں تھے اور ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اس کے بعد پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اتنے زور سے سسکی لی کہ بے ہوش ہو گئے اور منہ کے بل زمین پر گرنے لگے لیکن میں نے انہیں سنبھال لیا اور بہت دیر تک انہیں سہارا دیے کر سنبھالے رکھا پھر انہیں افاقہ ہوا تو فرمایا کہ مجھ سے حضور ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس وقت کسی میں اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہوگی بلکہ ہر جماعت گھٹنوں کے بل سر جھکائے ہوئے ہوگی اور اللہ تعالیٰ پہلے تین آدمیوں کو بلائیں گے۔ ایک وہ آدمی جس نے سارا قرآن یاد کیا اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ کے راستے میں شہید کیا گیا اور تیسرا مالدار آدمی۔ پھر اللہ تعالیٰ قرآن کے قاری کو فرمائیں گے جو وحی میں نے اپنے رسول پر نازل کی تھی کیا میں نے وہ تجھے نہیں سکھائی تھی؟ وہ کہے گا اے میرے رب! سکھائی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے جو کچھ سیکھا تھا اس پر کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں رات دن اس کی تلاوت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے تو غلط کہتا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو غلط کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تاکہ لوگ تجھے قاری کہیں سو یہ تجھے کہا جا چکا (اور تیرا مقصد حاصل ہو چکا) پھر مالدار کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کیا میں نے تجھے اس قدر زیادہ وسعت نہیں دی تھی کہ تو کسی کا محتاج نہیں تھا؟ وہ کہے گا جی ہاں بہت وسعت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جب میں نے تجھے اتنا زیادہ دیا تو تو نے اس کے مقابلہ میں کیا عمل کئے؟ وہ کہے گا میں صلہ رحمی کرتا تھا اور صدقہ خیرات دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو غلط کہتا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو غلط کہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کہیں گے تو نے سب کچھ اس لیے کیا تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں بہت سخی ہے اور یہ کہا جا چکا اور پھر اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے تمہیں کس وجہ سے قتل کیا گیا؟ وہ کہے گا تو نے اپنے راستہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا تھا اس وجہ سے میں نے کفار سے جنگ

کی یہاں تک کہ مجھے قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے تو غلط کہتا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو غلط کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تھا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں بہت بہادر ہے اور یہ کہا جا چکا پھر حضور ﷺ نے میرے گھٹنوں پر ہاتھ مار کر فرمایا اے ابو ہریرہ! اللہ کی مخلوق میں یہی تین آدمی ہیں جن کے ذریعہ قیامت کے دن سب سے پہلے آگ کو بھڑکایا جائے گا۔ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سن کر حضرت شفی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور انہیں یہ حدیث سنائی۔ حضرت ابو عثمان کہتے ہیں کہ حضرت علاء بن ابی حکیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تلوار بردار تھے۔ انہوں نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ ایک آدمی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ حدیث سنائی' اسے سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ان تینوں کے ساتھ یہ کیا جائے گا تو باقی لوگوں کے ساتھ کیا ہوگا؟ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کیا اور اتنا زیادہ روئے کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ شاید وہ ہلاک ہو جائیں گے اور ہم نے کہا یہ آدمی تو ہمارے پاس بہت خطرناک خبر لے کر آیا ہے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا اور انہوں نے اپنا چہرہ صاف کیا اور فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [سورة هود آيت ۱۵-۱۶]

"جو شخص (اپنے اعمال خیر سے) محض حیات دنیوی (کی منفعت) اور اس کی رونق (کا حاصل کرنا) چاہتا ہے تو ہم ان لوگوں کے (ان) اعمال (کی جزا) ان کو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور ان کے لیے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے لیے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ (ثواب وغیرہ) نہیں اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب کا سب ناکارہ (ثابت) ہوگا اور (واقع میں تو) جو کچھ کر رہے ہیں وہ اب بھی بے اثر ہے۔"

[اخرجه الترمذی ۲/ ۶۱ قال الترمذی هذا حديث حسن غريب وقال المنذری فی الترغيب ۱/ ۲۸ و رواه ابن خزيمة فی صحيحه نحوا هذا لم يختلف الا فی حرف او

حرفین و ابن حبان فی صحیحه بلفظ الترمذی۔ انتهی بتغیر یسیر]

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مروہ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی آپس میں ملاقات ہوئی وہ دونوں کچھ دیر آپس میں بات کرتے رہے پھر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ چلے گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وہاں روتے ہوئے رہ گئے تو ایک آدمی نے ان سے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ صاحب یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ابھی بتا کر گئے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا اللہ تعالیٰ اسے چہرے کے بل آگ میں ڈال دیں گے۔

[اخرجه احمد و رواته رواة الصحیح كذا فی الترغیب ۴/ ۳۴۵]

بنونوفل کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب سورۃ طسم شعراء نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ﴾

''اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں۔''

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پر پہنچے ''ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہو یہ لوگ پھر پڑھا وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا ''اور انہوں نے (اپنے اشعار میں) کثرت سے اللہ کا ذکر کیا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہو یہ لوگ پھر پڑھا وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ''اور انہوں نے بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہو چکا ہے (اس کا) بدلہ لیا'' پھر فرمایا تم ہو یہ لوگ۔ (سورۃ شعراء آیت ۲۲۴۔۲۲۷) [اخرجه الحاکم ۳/ ۴۸۸]

حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یمن والے آئے اور انہوں نے قرآن سنا تو وہ رونے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (تواضعاً) فرمایا ہم بھی ایسے تھے پھر دل سخت ہو گئے۔ ابونعیم صاحب کتاب کہتے ہیں دل سخت ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچان کر دل طاقتور اور مطمئن ہو گئے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة كذا فی الکنز ۱/ ۲۲۴]

جو عالم دوسروں کو نہ سکھائے اور جو جاہل خود نہ سیکھے ان دونوں کو ڈرانا اور دھمکانا

حضرت ابزی خزاعی ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے بیان فرمایا اور مسلمانوں کی چند جماعتوں کی خوب تعریف کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کچھ لوگ ایسے ہیں جو نہ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ پیدا کرتے ہیں اور نہ ان کو سکھاتے ہیں اور نہ انہیں سمجھدار بناتے ہیں اور نہ ان کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور نہ انہیں برائی سے روکتے ہیں اور کیا بات ہے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے پڑوسیوں سے دین کی سمجھ حاصل نہیں کرتے اور ان سے سیکھتے نہیں اور سمجھ و عقل کی باتیں حاصل نہیں کرتے؟ اللہ کی قسم! یا تو یہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو سکھانے لگ جائیں اور انہیں سمجھدار بنانے لگ جائیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کرنے لگ جائیں اور انہیں بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے لگ جائیں اور دوسرے لوگ اپنے پڑوسیوں سے سیکھنے لگ جائیں اور ان سے سمجھ و عقل کی باتیں حاصل کرنے لگ جائیں اور دین کی سمجھ حاصل کرنے لگ جائیں ورنہ میں انہیں اس دنیا میں جلد سزا دوں گا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا خیال ہے حضور ﷺ نے کن لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے؟ تو کچھ لوگوں نے کہا ہمارے خیال میں تو قبیلہ اشعر کے لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے کیونکہ وہ خود دین کی سمجھ رکھتے ہیں اور ان کے کچھ پڑوسی ہیں جو چشموں پر زندگی گزارنے والے دیہاتی اور اجڈ لوگ ہیں۔ جب یہ خبر ان اشعری لوگوں تک پہنچی تو انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے بہت سے لوگوں کی تو تعریف فرمائی لیکن ہمارے بارے میں آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا ہے تو ہماری کیا خامی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو سکھائیں، ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں اور انہیں سمجھدار بنائیں اور انہیں نیکی کا حکم کریں اور انہیں برائی سے روکیں اور ایسے ہی دوسرے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے سیکھیں اور ان سے سمجھ و عقل کی باتیں حاصل کریں اور دین کی سمجھ حاصل کریں نہیں تو میں ان سب کو دنیا ہی میں جلد سزا دوں گا۔ ان اشعری

لوگوں نے عرض کیا کیا دوسروں کی غلطی پر ہم پکڑے جائیں گے؟ حضور ﷺ نے پھر وہی ارشاد فرمایا تو انہوں نے عرض کیا ہمیں ایک سال کی مہلت دے دیں چنانچہ حضور ﷺ نے انہیں ایک سال کی مہلت دی تا کہ وہ ان پڑوسیوں کو سکھائیں۔ ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں اور انہیں سمجھدار بنائیں پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ [سورۃ مائدہ آیت ۷۸-۷۹]

”بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی تھی داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبان سے۔ یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے جو برا کام انہوں نے کر رکھا تھا اس سے باز نہ آتے تھے واقعی ان کا فعل بیشک برا تھا۔

[اخرجه ابن راهويه والبخاری فی الوحدان و ابن السكن و ابن منده والطبرانی و ابو نعيم و ابن عساكر و الباوردی و ابن مردويه وقال ابن السكن ماله غيره و اسناده صالح كذا فی الكنز ۲/ ۱۳۹]

جو بھی علم اور ایمان حاصل کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمائیں گے

حضرت عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور رونے لگا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ اس آدمی نے کہا نہ تو میں اس وجہ سے روتا ہوں کہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی رشتہ داری ہے اور نہ اس وجہ سے روتا ہوں کہ مجھے آپ سے کچھ دنیا ملا کرتی تھی (جو آپ کے انتقال کے بعد مجھے نہیں ملے گی) بلکہ اس وجہ سے روتا ہوں کہ میں آپ سے علم حاصل کیا کرتا تھا اور اب مجھے ڈر ہے کہ یہ علم حاصل کرنے کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مت رو کیونکہ جو بھی علم اور ایمان حاصل کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمائے گا جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا حالانکہ اس وقت علم اور

ایمان نہ تھا۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۳۴]

حضرت یزید بن عمیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگ رونے لگے۔ حضرت معاذ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اس علم کی وجہ سے روتے ہیں جس کے حاصل کرنے کا سلسلہ آپ کے انتقال پر ٹوٹ جائے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ علم و ایمان قیامت تک اپنی جگہ رہیں گے جو ان دونوں کو تلاش کرے گا وہ انہیں قرآن و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ضرور پالے گا (چونکہ قرآن مجید معیار ہے اس لئے) ہر کلام کو قرآن پر پیش کرو اور قرآن کو کسی کلام پر پیش مت کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کرو اگر یہ حضرات نہ ملیں تو پھر ان چار سے حاصل کرو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ (ابو الدرداء)، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ (یہ ابن سلام وہی ہیں جو یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے تھے) کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یہ جنت میں بلا حساب جانے والے دس آدمیوں میں سے ہیں اور عالم کی لغزش سے بچو اور جو بھی حق بات لے کر آئے اسے قبول کرلو اور جو غلط بات لے کر آئے اسے قبول نہ کرو چاہے وہ کوئی بھی ہو۔[عند ابن عساکر و سیف کما فی الکنز ۷/ ۸۷]

حضرت یزید بن عمیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا مرض الوفات شروع ہوا تو کبھی وہ بے ہوش ہو جاتے تھے اور کبھی انہیں افاقہ ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ تو ایسی بے ہوشی طاری ہوئی کہ ہم سمجھے کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے پھر انہیں افاقہ ہوا تو میں ان کے سامنے بیٹھا ہوا رو رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا میں نہ تو اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ مجھے آپ سے کوئی دنیا ملا کرتی تھی جو اب مجھے نہیں ملا کرے گی اور نہ اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی رشتہ داری ہے بلکہ اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ آپ سے علم کی باتیں اور صحیح فیصلے سنا کرتا تھا وہ سب اب جاتا رہے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مت رو کیونکہ علم اور ایمان اپنی جگہ رہیں گے جو انہیں تلاش کرے گا وہ انہیں ضرور پالے گا لہٰذا علم کو وہاں تلاش کرو جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تلاش کیا تھا کیونکہ وہ جانتے نہیں تھے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا جیسے کہ قرآن میں ہے:

﴿اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ﴾ [سورۃ صافات آیت ۹۹]

''میں تو اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں وہ مجھ کو (اچھی جگہ) پہنچا ہی دے گا۔''

میرے بعد ان چار آدمیوں سے علم حاصل کرنا اگر ان میں سے کسی سے نہ ملے تو پھر ممتاز اور عمدہ لوگوں سے علم کے بارے میں پوچھنا وہ چار یہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عویمر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور حکیم آدمی کی لغزش سے اور منافق کے فیصلے سے بچ کر رہنا۔ میں نے پوچھا مجھے کس طرح حکیم آدمی کی لغزش کا پتہ چل سکتا ہے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ گمراہی کا کلمہ جسے شیطان کسی آدمی کی زبان پر اس طرح جاری کر دیتا ہے جسے وہ بے سوچے سمجھے فوراً بول دیتا ہے اور منافق بھی کبھی حق بات کہہ دیتا ہے لہٰذا علم جہاں سے بھی آئے تم اسے لے لو کیونکہ حق بات میں نور ہوتا ہے اور جن باتوں کا حق اور باطل ہونا واضح نہ ہو ان سے بچو۔

[اخرجه الحاكم ۴/ ۴۶۶ قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه]

حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ یمن میں رہا کرتے تھے۔ وہاں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آئے اور فرمایا اے یمن والو! اسلام لے آؤ سلامتی پا لو گے۔ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمہاری طرف قاصد بن کر آیا ہوں۔ حضرت عمرو کہتے ہیں کہ میرے دل میں ان کی محبت ایسی بیٹھی کہ میں ان کے انتقال تک ان سے جدا نہیں ہوا ان کے ساتھ ہی رہا۔ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو میں رونے لگا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا اس علم کی وجہ سے روتا ہوں جو آپ کے ساتھ چلا جائے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ علم اور ایمان قیامت تک دنیا میں رہیں گے' آگے اور حدیث ذکر کی۔

[عند ابن عساكر ايضاً كما فى الكنز ۷/ ۸۷]

ایمان اور علم و عمل کو بیک وقت اکٹھے سیکھنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' میں نے اپنی زندگی کا بڑا عرصہ اس طرح گذارا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن سے پہلے ایمان سیکھتا تھا اور جو بھی سورت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی ہر ایک اس کے حلال و حرام ایسے سیکھتا تھا جیسے تم قرآن کو سیکھتے ہو اور جہاں وقف کرنا مناسب ہوتا تھا اس کو بھی سیکھتا تھا پھر اب میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو ایمان سے پہلے قرآن حاصل

کر لیتے ہیں اور سورۃ فاتحہ شروع سے آخر تک ساری پڑھ لیتے ہیں اور انہیں پتہ نہیں چلتا کہ سورۃ فاتحہ کن کاموں کا حکم دے رہی ہے اور کن کاموں سے روک رہی ہے اور اس سورۃ میں کون سی آیت ایسی ہے جہاں جا کر رک جانا چاہئے اور سورۃ فاتحہ کو ردی کھجور کی طرح بکھیر دیتا ہے یعنی جلدی جلدی پڑھتا ہے۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۱/ ۱۶۵ رجاله رجال الصحیح]

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم نوعمر لڑکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ پہلے ہم نے ایمان سیکھا پھر ہم نے قرآن سیکھا جس سے ہمارا ایمان اور تازہ ہو گیا۔

[اخرجه ابن ماجه صفحه ۱۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آیت یا چند آیتیں یا پوری سورۃ نازل ہوتی تو اس سے مسلمانوں کا ایمان اور خشوع اور بڑھ جاتا اور وہ آیت یا سورۃ جس کام سے روکتی سارے مسلمان اس سے رک جاتے۔

[اخرجه العسکری و ابن مردویه و سنده حسن کذا فی الکنز ۱/ ۲۳۲]

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صحابہ رضی اللہ عنہم ہمیں پڑھاتے تھے انہوں نے ہمیں بتایا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیتیں پڑھتے اور اگلی دس آیتیں تب شروع کرتے جب پہلی دس آیتوں میں جو علم و عمل ہے اسے اچھی طرح جان لیتے چنانچہ یوں ہم علم و عمل دونوں سیکھتے۔ [اخرجه احمد ۵/ ۴۱۰ قال الهیثمی ۱/ ۱۶۵ و فیه عطاء بن السائب اختلط فی آخر عمره. انتهی و اخرجه ابن ابی شیبة عن ابی عبدالرحمن السلمی نحوه کما فی الکنز ۱/ ۲۳۲]

حضرت ابو عبدالرحمٰن سے اسی جیسی دوسری روایت میں یہ مضمون بھی منقول ہے کہ ہم قرآن کو اور اس پر عمل کو سیکھتے تھے اور ہمارے بعد ایسے لوگ قرآن کے وارث بنیں گے جو پانی کی طرح سارا قرآن پی جائیں گے لیکن یہ قرآن ان کی ہنسلی کی ہڈی سے نیچے نہیں اترے گا اور حلق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا بلکہ اس سے بھی نیچے نہیں جائے گا۔ [اخرجه ابن سعد ۶/ ۱۷۲]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی دس آیتیں سیکھتے تو بعد والی آیتیں تب سیکھتے جب پہلی آیتوں میں جو کچھ ہوتا اسے اچھی طرح سیکھ لیتے۔ حضرت شریک راوی سے پوچھا گیا کیا اس سے مراد یہ ہے کہ پہلی آیتوں میں جو عمل ہوتا اسے سیکھ لیتے حضرت شریک نے کہا جی ہاں۔ [اخرجه ابن عساکر کذا فی الکنز ۱/ ۲۳۲]

جتنے دینی علم کی ضرورت ہو اتنا حاصل کرنا

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے قبیلہ بنو عبس والے! علم تو بہت زیادہ ہے اور عمر بڑی تھوڑی ہے لہٰذا دین پر عمل کرنے کے لیے جتنے علم کی ضرورت پڑتی جائے اتنا علم حاصل کرتے جاؤ اور جس کی ضرورت نہیں اسے چھوڑ دو اور اس کے حاصل کرنے کی مشقت میں نہ پڑو۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۸۹ عن حفص بن عمر السعدى عن عمه]

حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنو عبس کا ایک آدمی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں تھا اس آدمی نے دریائے دجلہ سے پانی پیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا اور پی لو۔ اس نے کہا نہیں میں سیر ہو چکا ہوں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے تمہارے پانی پینے سے دریائے دجلہ میں کوئی کمی آئی ہے؟ اس آدمی نے کہا میں نے جتنا پانی پیا ہے اس سے اس دریا میں کیا کمی آئے گی؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم بھی اسی دریا کی طرح ہے لہٰذا جتنا علم تمہیں فائدہ دے اتنا حاصل کر لو۔ [عند ابى نعيم ايضاً ۱/ ۱۸۸]

حضرت محمد بن ابی قیلہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو خط لکھ کر علم کے بارے میں پوچھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے یہ جواب لکھا کہ تم نے مجھے خط لکھ کر علم کے بارے میں پوچھا ہے۔ علم تو بہت زیادہ ہے میں سارا لکھ کر تمہیں نہیں بھیج سکتا' البتہ تم اس بات کی پوری کوشش کرو کہ تمہاری اللہ سے ملاقات اس حال میں ہو کہ تمہاری زبان مسلمانوں کی آبرو سے رکی ہوئی ہو اور تمہاری کمر پران کے ناحق خون کا بوجھ نہ ہو اور تمہارا پیٹ ان کے اموال سے خالی ہو اور تم مسلمانوں کی جماعت سے چمٹے ہوئے ہو۔ [اخرجه ابن عساكر كذا فى الكنز ۵/ ۲۳۰]

دین اسلام اور فرائض سکھانا

حضرت ابورفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک اجنبی پردیسی آدمی اپنے دین کے بارے میں پوچھنے آیا ہے جسے کچھ معلوم نہیں ہے کہ اس کا دین کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان چھوڑ کر میرے پاس تشریف لائے پھر ایک کرسی لائی گئی۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے اور اس

پر حضور ﷺ بیٹھ کر مجھے اللہ کا علم سکھانے لگے پھر منبر پر واپس جا کر اپنا بیان پورا فرمایا۔

[اخرجه مسلم ۱/ ۲۸۷ و اخرجه البخاری فی الادب صفحه ۱۷۱ نحوه والنسائی فی الزینة کما فی ذخائر المواریث و الطبرانی و ابو نعیم کما فی کنز العمال ۵/ ۲۴۲]

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے اسلام سکھا دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور حج بیت اللہ کرو اور لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو اور ان کے لیے وہی چیز ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔[اخرجه ابن جریر کذا فی الکنز ۱/ ۷۰]

حضرت محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت فروہ بن مسیک مرادی رضی اللہ عنہ کندہ کے بادشاہوں کو چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کا اتباع کرنے کے لیے اپنی قوم کے نمائندے بن کر حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے اور وہ قرآن، اسلام کے فرائض اور شرعی احکام سیکھتے تھے۔ آگے اور حدیث ذکر کی ہے۔

[اخرجه ابن سعد ۱/ ۳۲۷]

حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یمن سے بہراء قبیلہ کا وفد آیا جو کہ تیرہ آدمی تھے وہ اپنے اونٹوں کی نکیل پکڑ کر چلتے رہے یہاں تک کہ بنو جدیلہ قبیلہ کے محلہ میں حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچ گئے۔ حضرت مقداد نے باہر آ کر انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں اپنے گھر کے ایک حصے میں ٹھہرایا۔ وہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں الوداع کہنے کے لیے حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ انہیں اب جاتے ہوئے ہدیئے دیے جائیں پھر وہ لوگ اپنے علاقے کو واپس چلے گئے۔[اخرجه ابن سعد ایضاً ۱/ ۳۳۱]

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما لوگوں کو اسلام سکھایا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور جو نماز اللہ نے تم پر فرض کی ہے اسے وقت پر ادا کرو کیونکہ نماز میں کوتاہی کرنا ہلاکت ہے اور دل کی خوشی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور جسے امیر بنایا جائے اس کی بات سنو اور مانو۔[اخرجه عبدالرزاق و ابن ابی شیبة و ابن جریر والستة فی الایمان کذا فی الکنز ۱/ ۶۹]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کیا اے امیر المومنین! مجھے دین سکھادیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، حج بیت اللہ کرو، رمضان کے روزے رکھو اور ہر اس کام سے بچو جس کو کرنے سے شرم آتی ہو (اور یہ تمام کام بالکل حق اور سچ ہیں اس لئے) جب اللہ سے ملاقات ہو تو کہہ دینا کہ عمر نے مجھے ان کاموں کا حکم دیا تھا۔ [اخرجه البيهقي و الاصبهاني في الحجة]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کیا اے امیر المومنین! مجھے دین سکھائیں۔ اس کے بعد پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور آخر میں یہ مضمون بھی ہے کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے بندے! ان تمام کاموں کو مضبوطی سے تھام لو اور جب اللہ سے ملو تو جو دل میں آئے کہہ دینا۔ [اخرجه ايضاً ابن عدي واللالكائي قال البيهقي قال البخاري هذا مرسل لان الحسن لم يدرك عمر كذا في الكنز ١/ ٧٠]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا اے امیر المومنین! میں دیہات کا رہنے والا ہوں اور مجھے بہت کام ہوتے ہیں اس لیے مجھے ایسے عمل بتائیں جن پر پوری طرح اعتماد کرسکوں اور جن کے ذریعے میں منزل مقصود یعنی اللہ تک یا جنت تک پہنچ سکوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھی طرح سمجھ لو اور اپنا ہاتھ مجھے دکھاؤ، اس نے اپنا ہاتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو، حج اور عمرہ کرو اور (امیر کی) فرمانبرداری کرو، لوگوں کے ظاہری اعمال اور حالات دیکھو، ان کے پوشیدہ اور چھپے ہوئے اعمال اور حالات مت تلاش کرو، ہر وہ کام کرو کہ جس کی خبر لوگوں میں پھیل جائے تو تمہیں نہ شرم اٹھانی پڑے اور نہ رسوائی برداشت کرنی پڑے اور ہر اس کام سے بچو کہ جس کی خبر لوگوں میں پھیل جائے تو تمہیں شرم بھی اٹھانی پڑے اور رسوا بھی ہونا پڑے۔ اس آدمی نے کہا اے امیر المومنین! میں ان تمام باتوں پر عمل کروں گا اور جب اپنے رب سے ملوں گا تو کہہ دوں گا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ کام بتائے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان تمام کاموں کو لے جاؤ اور جب اپنے رب سے ملو تو جو دل چاہے کہہ دینا۔ [اخرجه ابن عساكر كذا في الكنز ٨/ ٢٠٨]

نماز سکھانا

حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی مسلمان ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے سب سے پہلے نماز سکھاتے۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر و البزار قال الهیثمی ۱/ ۲۹۳ رجاله رجال الصحیح]

حضرت حکم بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز سکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو تو پہلے اللہ اکبر کہو اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ لیکن کانوں سے اوپر نہ لے جاؤ اور پھر یہ پڑھو:

((سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ))

''اے اللہ تو پاک ہے ہم تیری تعریف کرتے ہیں تیرا نام برکت والا ہے تیری بزرگی بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' [اخرجه ابو نعیم کذا فی الکنز ۴/ ۲۰۳]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر اس طرح التحیات سکھاتے تھے جیسے کہ استاد مکتب میں بچوں کو سکھاتا ہے۔

[اخرجه مسدد و الطحاوی کذا فی الکنز ۴/ ۲۱۷]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے التحیات سکھائی اور ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں التحیات سکھائی تھی

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ الْمُبَارَكٰتُ لِلّٰهِ))

[اخرجه الدار قطنی و حسنه کذا فی الکنز ۴/ ۲۱۷]

حضرت عبدالرحمٰن بن عبد قاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر لوگوں کو التحیات سکھاتے ہوئے سنا۔ فرما رہے تھے اے لوگو! کہو التحیات للہ سے لے کر آخر تک۔[اخرجه مالك و الشافعی و الطحاوی و عبدالرزاق وغیرهم]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں التحیات اس طرح سکھاتے تھے جیسے ہمیں قرآن کی کوئی سورۃ سکھاتے تھے۔[عند ابن ابی شیبة]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی حدیث منقول ہے۔ [عند ابن ابی شیبۃ ایضاً]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے التحیات اس طرح سکھائی جس طرح مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی کوئی سورۃ سکھایا کرتے تھے اور اس وقت میرا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں تھا پھر اس کے بعد التحیات کو ذکر کیا۔ [عند ابن ابی شیبۃ ایضاً]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سورتوں کا شروع والا حصہ اور قرآن سکھاتے تھے چنانچہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا خطبہ اور نکاح وغیرہ کسی ضرورت کا خطبہ بھی سکھایا پھر التحیات کا ذکر کیا۔ [عند العسکری فی الامثال]

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہمیں التحیات اس طرح سکھاتے تھے جس طرح ہمیں قرآن کی کوئی سورۃ سکھاتے تھے۔ اس میں ہماری الف اور واؤ کی غلطی بھی پکڑتے تھے۔ [عند ابن النجار کذا فی کنز العمال ۴/ ۱۲۸۔۱۲۹]

حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے لیکن رکوع سجدہ پورا نہیں کر رہا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کتنے عرصہ سے تم ایسی نماز پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا چالیس سال سے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے چالیس سال سے ٹھیک نماز نہیں پڑھی اور اگر تم ایسی نماز پڑھتے ہوئے مر و گے تو تم اس حالت پر نہیں مرو گے جس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کئے گئے تھے پھر اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے سکھانے لگے۔ پھر فرمایا آدمی کو چاہئے کہ چاہے وہ نماز میں قیام مختصر کرے لیکن رکوع سجدہ پورا کرے۔

[اخرجہ عبدالرزاق و ابن ابی شیبۃ والبخاری و النسائی کذا فی الکنز ۴/ ۲۳۰]

اذکار اور دعائیں سکھانا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں تمہیں پانچ ہزار بکریاں دے دوں یا ایسے پانچ کلمات سکھا دوں جن سے تمہارا دین اور دنیا دونوں ٹھیک ہو جائیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پانچ ہزار بکریاں تو بہت زیادہ ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہ کلمات ہی سکھا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہو:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ خُلُقِیْ وَطَیِّبْ لِیْ کَسْبِیْ وَقَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَلَا تُذْھِبْ قَلْبِیْ اِلٰی شَیْءٍ صَرَفْتَہٗ عَنِّیْ))

''اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما اور میرے اخلاق وسیع فرما اور میری کمائی کو پاک فرما اور جو روزی تو مجھے عطا فرمائے اس پر مجھے قناعت نصیب فرما اور جو چیز تو مجھ سے ہٹا لے اس کی طلب مجھ میں باقی نہ رہنے دے۔''

[اخرجہ ابن النجار کذا فی الکنز ۱/ ۳۰۵]

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اپنی بیٹیوں کو یہ کلمات سکھاتے اور انہیں ان کے پڑھنے کی تاکید کرتے اور فرماتے میں نے یہ کلمات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سیکھے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پریشانی یا مشکل کام پیش آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات پڑھتے:

((لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَہٗ تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ))

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا بردبار بڑے کرم والا ہے۔ وہ تمام عیبوں سے پاک ہے۔ اللہ برکت والا ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بڑے عرش کا رب ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

[اخرجہ النسائی و ابو نعیم کذا فی الکنز ۱/ ۲۹۸]

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھتیجے! میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں۔ موت کے وقت جو ان کلمات کو کہے گا وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ تین مرتبہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا بردبار بڑے کرم والا ہے۔'' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ تین مرتبہ ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔'' تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ''وہ ذات بابرکت ہے جس کے قبضہ میں تمام بادشاہی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

[اخرجہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق و سندہ حسن کذا فی الکنز ۸/ ۱۱۱]

حضرت سعد بن جنادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طائف والوں میں سے میں سب سے پہلے نبی

کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور طائف کے جنوب میں واقع پہاڑی سلسلے کے بالائی حصہ سے صبح صبح چلا اور عصر کے وقت منیٰ میں پہنچا پھر پہاڑ پر چڑھا اور اتر کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہوا۔ حضور ﷺ نے مجھے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور اِذَا زُلْزِلَتِ سکھائی اور یہ کلمات بھی سکھائے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور فرمایا یہی وہ نیک کلمات ہیں جو باقی رہنے والے ہیں۔

[اخرجه الطبرانی کذا فی التفسیر لابن کثیر ۳/ ۸۲]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ ہمیں سکھاتے کہ صبح کو ہم یہ دعا پڑھیں:

((اَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَسُنَّةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَمِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ))

''ہم نے فطرت اسلام' کلمہ اخلاص' اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے نبی کی سنت اور ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر صبح کی' سب سے یکسو ہو کر ایک اللہ کے ہو گئے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔''

اور شام کو بھی یہ دعا پڑھیں (صرف اَصْبَحْنَا کی جگہ اَمْسَيْنَا کہہ لیں)۔

[اخرجه عبدالله بن احمد فی زوائده کذا فی الکنز ۱/ ۲۹۴]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمیں یہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جس طرح استاد بچوں کو لکھنا سکھاتا ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ))

''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے ناکارہ عمر کی طرف پہنچا دیا جائے اور دنیا کے فتنوں سے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

[اخرجه ابن جریر کذا فی الکنز ۱/ ۳۰۷]

حضرت حارثؓ بن نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں مرجانے والے کے

لیے یہ دعا سکھائی:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاِخْوَانِنَا وَاِخْوَاتِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُكَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ))

''اے اللہ! ہمارے بھائی اور بہنوں کی مغفرت فرما اور ہمارے آپس کے تعلقات کو ٹھیک فرما اور ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت پیدا فرما۔ اے اللہ! یہ تیرا بندہ فلاں بن فلاں ہے۔ ہمیں تو یہی معلوم ہے کہ یہ بہت نیک تھا اور آپ اسے ہم سے زیادہ جانتے ہیں آپ ہماری اور اس کی مغفرت فرمادیں۔''

اپنی جماعت میں میں سب سے چھوٹا تھا۔ میں نے عرض کیا اگر مجھے اس کی کوئی نیکی معلوم نہ ہو تو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تم وہی کہو جو تمہیں معلوم ہے۔

[اخرجه ابو نعیم عن عبدالله بن حارث بن نوفل كذا في الكنز ۸/ ۱۱۴]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رمضان شریف آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دعا کے یہ کلمات سکھاتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ سَلِّمْنِیْ لِرَمَضَانَ وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِیْ وَسَلِّمْهُ لِیْ مُتَقَبَّلًا))

''اے اللہ! مجھے رمضان کے لیے صحیح سالم رکھ اور رمضان کو میرے لیے صحیح سالم رکھ (یعنی چاند وقت پر نظر آئے بادل وغیرہ نہ ہوں) اور پھر اسے قبول بھی فرما۔''

[اخرجه الطبرانی فی الدعا والدیلمی و سنده حسن كذا في الكنز ۴/ ۳۲۳]

حضرت سلامہ کندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے لیے یہ کلمات سکھاتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ دَاحِیَ الْمَدْحُوَّاتِ وَبَارِیَ الْمَسْمُوْكَاتِ وَجَبَّارَ الْقُلُوْبِ عَلٰی فِطْرَتِھَا شَقِیِّھَا وَسَعِیْدِھَا اِجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِیَ بَرَكَاتِكَ وَرَاْفَةَ تَحَنُّنِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ لِمَا اُغْلِقَ وَالْمُعْلِنِ الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَالدَّامِغِ لِجَیْشَاتِ الْاَبَاطِیْلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ بِاَمْرِكَ بِطَاعَتِكَ مُسْتَوْفِزًا

فِیْ مَرْضَاتِكَ غَیْرَ نَكِلٍ عَنْ قَدَمٍ وَلَا وَهْنٍ فِیْ عَزْمٍ وَاعِیًا لِّوَحْیِكَ حَافِظًا لِّعَهْدِكَ مَاضِیًا عَلٰى نَفَاذِ اَمْرِكَ حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِّقَابِسٍ بِهٖ هُدِیَتِ الْقُلُوْبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَالْاِثْمِ وَاَبْهَجَ مُوْضِحَاتِ الْاَعْلَامِ وَمُنِیْرَاتِ الْاِسْلَامِ وَنَائِرَاتِ الْاَحْكَامِ فَهُوَ اَمِیْنُكَ الْمَامُوْنُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ وَشَهِیْدُكَ یَوْمَ الدِّیْنِ وَبَعِیْثُكَ نِعْمَةً وَرَسُوْلُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً

اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهٗ مُفْسَحًا فِیْ عَدْنِكَ وَاجْزِهٖ مُضَاعَفَاتِ الْخَیْرِ مِنْ فَضْلِكَ مُهَنَّاتٍ غَیْرَ مُكَدَّرَاتٍ مِنْ فَوْزِ ثَوَابِكَ الْمَعْلُوْلِ وَجَزِیْلِ عَطَائِكَ الْمَخْزُوْنِ اَللّٰهُمَّ اَعْلِ عَلٰى بِنَاءِ النَّاسِ بِنَاءَهٗ وَاَكْرِمْ مَثْوَاهُ لَدَیْكَ وَنُزُلَهٗ وَاَتِمَّ لَهٗ نُوْرَهٗ وَاجْزِهٖ مِنْ اِنْبِعَاثِكَ لَهٗ مَقْبُوْلَ الشَّهَادَةِ وَمَرْضِیَّ الْمَقَالَةِ ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَكَلَامٍ فَصْلٍ وَحُجَّةٍ وَبُرْهَانٍ عَظِیْمٍ))

''اے اللہ! اے بچھی ہوئی زمینوں کے بچھانے والے! بلند آسمانوں کے پیدا کرنے والے! بدبخت اور نیک بخت دلوں کو ان کی فطرت پر پیدا کرنے والے! اپنی معظم رحمتیں، بڑھنے والی برکتیں اور اپنی خاص مہربانی اور شفقت حضرت محمد ﷺ پر نازل فرما جو کہ تیرے بندے اور رسول ہیں اور جو نبوتیں پہلے گذر چکی ہیں ان کے لیے مہر ہیں اور بند سعادتوں کو کھولنے والے ہیں اور صحیح طریقے سے حق کی مدد کرنے والے ہیں اور جس طرح انہیں ذمہ داری دی گئی اس طرح انہوں نے باطل کے لشکروں کو نیست و نابود کر دیا اور تیری اطاعت کیلیے تیرے حکم کو لے کر کھڑے ہو گئے اور تجھے خوش کرنے کے لیے ہر دم مستعد رہے۔ انہوں نے آگے بڑھنے میں بالکل سستی نہ کی اور نہ عزم و ارادہ میں کچھ کمزوری ظاہر کی تیری وحی کو خوب یاد کیا اور تیرے عہد کی حفاظت کی اور تیرے ہر حکم کو نافذ کیا یہاں تک کہ روشنی لینے والوں کے لیے نور اسلام کا شعلہ روشن کر دیا۔ آپ ﷺ ہی کے ذریعہ دلوں کو فتنوں اور گناہوں میں غوطے کھانے کے بعد ہدایت ملی اور آپ نے کھلی اور واضح نشانیوں کو، اسلام کے روشن دلائل کو اور منور احکام کو

خوب اچھی طرح واضح کر دیا وہ تیرے معصوم اور محفوظ امین ہیں اور تیرے علمی خزانے کے خزانچی اور محافظ ہیں قیامت کے دن تیرے گواہ ہیں تو نے انہیں نعمت بنا کر بھیجا ہے اور وہ تیرے سچے رسول ہیں جو رحمت بن کر آئے ہیں۔

اے اللہ! اپنی جنت عدن میں ان کو خوب کشادہ جگہ عطا فرما اور اپنے بار بار دیئے جانے والے ثواب میں سے اور اپنی بڑی عطا کے خزانوں میں سے خوب بڑھا کر صاف ستھری جزا انہیں عطا فرما۔ اے اللہ! ان کی عمارت کو تمام لوگوں کی عمارت سے اونچا فرما اور اپنے ہاں ان کے ٹھکانے اور مہمانی کو خوب عمدہ فرما اور اپنے نور کو ان کے لیے پورا فرما اور تو ان کو یہ بدلہ دے کہ جب ان کو قیامت کے دن اٹھائے تو ان کی گواہی قبول ہو اور ان کی بات تیری پسند کے مطابق ہو اور عدل و انصاف والی ہو اور ان کا کلام صحیح اور غلط میں تمیز کرنے والا ہو اور وہ مضبوط حجت اور بڑی دلیل والے ہوں۔''

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط و ابو نعیم فی عوالی سعید بن منصور کذا فی الکنز ۱/ ۲۱۴ قال ابن کثیر فی تفسیره ۳/ ۵۰۹ هذا مشهور من کلام علی رضی اللہ عنہ و قد تکلم علیه ابن قتیبة فی مشکل الحدیث و کذا ابو الحسن احمد بن فارس الکفوی فی جزء جمعه فی فضل الصلٰوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ان فی اسناده نظر وقد روی الحافظ ابو القاسم الطبرانی هذا الاثر۔ انتهی]

مدینہ منورہ آنے والے مہمانوں کو سکھانا

حضرت شہاب بن عباد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں قبیلہ عبدالقیس کا جو وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا تھا ان میں سے ایک صاحب کو اپنے سفر کی تفصیل بتاتے ہوئے اس طرح سنا کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آنے سے بہت زیادہ خوش ہوئے۔ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس والوں تک پہنچ گئے تو انہوں نے ہمارے لیے کشادہ جگہ بنا دی، ہم وہاں بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خوش آمدید کہا اور ہمیں دعا دی پھر ہماری طرف دیکھ کر فرمایا تمہارا سردار اور ذمہ دار کون ہے؟ ہم سب نے منذر بن عائذ کی طرف اشارہ کیا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ اشج سردار ہے (اشج اسے کہتے ہیں جس کے سر یا چہرے پر کسی زخم کا نشان ہو) ان کے چہرے پر

گدھے کے کھر لگنے کے زخم کا نشان تھا اور یہ سب سے پہلا دن تھا جس میں ان کا نام اشج پڑا۔ یہ باقی لوگوں سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے اپنے وفد کی سواریوں کو باندھا اور ان کا سامان سنبھالا پھر اپنا بیگ نکالا اور سفر کے کپڑے اتار کر نئے کپڑے پہنے پھر وہ حضور ﷺ کی طرف آئے اس وقت حضور ﷺ نے پاؤں پھیلا کر تکیہ لگا رکھا تھا جب حضرت اشج حضور ﷺ کے قریب پہنچے تو لوگوں نے ان کے لیے جگہ بنا دی اور یوں کہا اے اشج! یہاں بیٹھ جاؤ۔ حضور ﷺ پاؤں سمیٹ کر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا اے اشج یہاں آ جاؤ چنانچہ وہ حضور ﷺ کے دائیں طرف آرام سے بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں خوش آمدید کہا اور بہت شفقت اور مہربانی کا معاملہ کیا پھر حضور ﷺ نے ان سے ان کے علاقے کے بارے میں پوچھا اور ہجر کی ایک ایک بستی صفا، مشقر وغیرہ کا نام لیا۔ حضرت اشج نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ﷺ تو ہماری بستیوں کے نام ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہارے علاقے میں گیا ہوں اور میں نے خوب گھوم پھر کر دیکھا ہے پھر حضور ﷺ نے انصار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اپنے ان بھائیوں کا اکرام کرو کیونکہ یہ تمہاری طرح مسلمان بھی ہیں لیکن ان کے بالوں اور کھال کی رنگت تم سے بہت زیادہ ملتی جلتی ہے۔ اپنی خوشی سے اسلام لائے ہیں ان پر زبردستی نہیں کرنی پڑی اور یہ بھی نہیں کہ مسلمانوں کے لشکر نے حملہ کر کے ان پر غلبہ پا لیا ہو اور ان کا تمام مال، مال غنیمت بنا لیا ہو یا انہوں نے اسلام سے انکار کیا ہو اور انہیں قتل کیا گیا ہو (وہ وفد انصار کے ہاں رہا) پھر حضور ﷺ نے اس وفد سے پوچھا تم نے اپنے بھائیوں کے اکرام اور مہمانی کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا یہ ہمارے بہت اچھے بھائی ہیں انہوں نے رات کو ہمیں نرم نرم بستروں پر سلایا اور عمدہ کھانے کھلائے اور صبح کو ہمیں ہمارے رب کی کتاب اور ہمارے نبی ﷺ کی سنتیں سکھائیں۔ حضور ﷺ کو انصار کا یہ رویہ بہت پسند آیا اور آپ ﷺ اس سے بہت خوش ہوئے اور پھر آپ ﷺ نے ہم میں سے ہر ایک کی طرف توجہ فرمائی اور ہم نے جو کچھ سیکھا سکھایا تھا اس کا اندازہ لگایا تو ہم میں سے کسی نے التحیات سیکھ لی تھی، کسی نے سورۃ فاتحہ کسی نے ایک سورت، کسی نے دو سورتیں، کسی نے ایک سنت اور کسی نے دو سنتیں۔ آگے لمبی حدیث ذکر کی۔

[اخرجه الامام احمد ۴/ ۲۰۶ قال المنذری فی الترغیب ۴/ ۵۲ و هذا الحدیث بطوله رواه احمد باسناد صحیح وقال الهیثمی ۸/ ۷۸ و رجاله ثقات]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس عبد القیس کا وفد آرہا ہے لیکن ہمیں کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ واقعی وہ وفد پہنچ گیا۔ انہوں نے آکر حضور ﷺ کو سلام کیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے توشہ کی کھجوروں میں سے کچھ باقی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں پھر حضور ﷺ کے ارشاد فرمانے پر چمڑے کا ایک دستر خوان بچھا دیا گیا اور انہوں نے اپنی بچی ہوئی کھجوریں اس پر ڈال دیں۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع فرمالیا اور اس وفد سے مختلف کھجوروں کے بارے میں فرمانے لگے کہ تم اس کھجور کو برنی اور اسے یہ اور اسے یہ کہتے ہو۔ انہوں نے کہا جی ہاں پھر آپ ﷺ نے اس وفد کو تقسیم کر دیا کہ (مدینے کے رہنے والے) مسلمان ان میں سے ایک ایک کو لے جائیں اور اپنے ہاں ٹھہرائیں اور انہیں قرآن و حدیث پڑھائیں اور نماز سکھائیں۔ ایک ہفتہ وہ یوں ہی سیکھتے رہے پھر حضور ﷺ نے سارے وفد کو بلایا (اور ان کا امتحان لیا) تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ابھی پورا سیکھے اور سمجھے نہیں ہیں کچھ کمی ہے پھر انہیں دوسرے مسلمانوں کے حوالے کر دیا اور ایک ہفتہ ان کے ہاں رہنے دیا پھر انہیں بلایا (اور ان کا امتحان لیا) تو دیکھا کہ انہوں نے سب کچھ پڑھ لیا ہے اور پوری طرح سمجھ لیا ہے پھر اس وفد نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ نے ہمیں بڑی خیر سکھا دی ہے اور دین کی سمجھ عطا کر دی ہے۔ اب ہم اپنے علاقے کو جانا چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ضرور چلے جاؤ پھر ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے علاقے میں جو شراب پیتے ہیں اگر ہم اس کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھ لیں۔ اس کے بعد آگے حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے کدو کے تونبے اور درخت کی کھوکھلی جڑ سے بنائے ہوئے برتن اور روغنی مرتبان میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

[اخرجه عبدالرزاق كذا في الكنز ۳/ ۱۱۳]

دوران سفر علم حاصل کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نو سال مدینہ منورہ میں رہے اور اس عرصہ میں آپ ﷺ نے کوئی حج نہیں کیا پھر آپ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کروایا کہ اللہ کے رسول ﷺ اس سال حج کریں گے تو بہت سارے لوگ مدینہ منورہ آگئے۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ وہ حضور ﷺ

کی اقتداء کرے اور وہی کام کرے جو حضور ﷺ کریں۔ جب ذیقعدہ میں پانچ دن باقی رہ گئے تو آپ ﷺ حج کے لیے تشریف لے چلے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں اب کیا کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا پہلے غسل کرو پھر کسی کپڑے کی لنگوٹی باندھ لو پھر احرام باندھ لو اور اونچی آواز سے لبیک کہو پھر حضور ﷺ وہاں سے تشریف لے چلے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر بیدا نامی اونچے مقام پر پہنچی تو آپ ﷺ نے ان الفاظ سے لبیک پڑھی:

((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ))

''اے اللہ حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں۔ تمام تعریفیں، تمام نعمتیں اور ساری بادشاہت تیرے لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔''

اور لوگوں نے بھی لبیک پڑھی اور کچھ لوگ ذاالمعارج جیسے کلمات پڑھ رہے تھے اور نبی کریم ﷺ سن رہے تھے لیکن آپ ﷺ نے ان سے کچھ نہ فرمایا پھر میں نے حضور ﷺ کے سامنے نگاہ ڈالی تو مجھے حد نگاہ تک آدمی ہی آدمی نظر آئے۔ کوئی سوار تھا کوئی پیدل اور یہی حال آپ ﷺ کے دائیں بائیں اور پیچھے تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے درمیان تھے۔ آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا تھا۔ آپ ﷺ اس کی تفسیر بھی جانتے تھے اور قرآن پر جیسا عمل آپ ﷺ کرتے تھے ویسا ہم بھی کرتے تھے۔ آگے اور حدیث بھی ذکر کی ہے آئندہ حضور ﷺ کے خطبات حج کے عنوان کے ذیل میں حضور ﷺ کے صحابہ کرام کو سفر حج میں سکھانے کے واقعات آجائیں گے اور جہاد میں نکل کر سیکھنے سکھانے کے باب میں اس باب کے کچھ واقعات گذر چکے ہیں۔

حضرت جابر بن ازرق غاضری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں سواری پر اپنا سامان لے کر حاضر ہوا۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ ہم منزل پر پہنچ گئے۔ حضور ﷺ نے سواری سے اتر کر چمڑے کے ایک خیمے میں قیام فرمایا اور آپ ﷺ کے خیمے کے دروازے پر تیس کوڑے بردار آدمی کھڑے ہو گئے ایک آدمی مجھے دھکے دینے لگا۔ میں

نے کہا اگر تم مجھے دھکے دو گے تو میں بھی تمہیں دھکے دوں گا اور اگر تم مجھے مارو گے تو میں بھی تمہیں ماروں گا۔ اس آدمی نے کہا او سب سے برے آدمی! میں نے کہا اللہ کی قسم! تم مجھ سے زیادہ برے ہو۔ اس نے کہا کیسے؟ میں نے کہا میں اطراف یمن سے اس لیے آیا ہوں تا کہ نبی کریم ﷺ سے حدیثیں سنوں اور واپس جا کر اپنے پیچھے والوں کو وہ ساری حدیثیں سناؤں اور تم مجھے روکتے ہو۔ اس آدمی نے کہا تم نے ٹھیک کہا اللہ کی قسم! واقعی میں تم سے زیادہ برا ہوں۔ پھر حضور ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور منیٰ میں جمرہ عقبہ کے پاس سے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ چمٹنے لگے اور ان کی تعداد بڑھتی گئی۔ یہ سب لوگ حضور ﷺ سے مختلف باتیں پوچھنا چاہتے تھے لیکن تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی آپ ﷺ تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔ اتنے میں ایک آدمی آیا جس نے اپنے بال کٹوا رکھے تھے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے دعائے رحمت فرما دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ بال منڈوانے والوں پر رحمت نازل فرمائے۔ اس آدمی نے پھر کہا میرے لیے دعائے رحمت فرما دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ بال منڈوانے والوں پر رحمت نازل فرمائے۔ اس آدمی نے پھر کہا میرے لیے دعائے رحمت فرما دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ بال منڈوانے والوں پر رحمت فرمائے۔ یہ دعا آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی تو وہ آدمی گیا اور جا کر اس نے اپنے بال منڈوا دیے۔ اس کے بعد مجھے جو بھی نظر آیا اس کے بال منڈے ہوئے تھے۔ [اخرجه ابو نعيم كذا فى الكنز ۳/ ۴۹ واخرجه ابن منده و قال غريب لا يعرف الا بهذا الاسناد كما فى الاصابة ۱/ ۲۱۱]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾

[سورۃ توبہ آیت ۱۲۲]

''اور (ہمیشہ کے لئے) مسلمانوں کو یہ (بھی) نہ چاہئے کہ (جہاد کے واسطے) سب کے سب (ہی) نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت (جہاد میں) جایا کرے تا کہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تا کہ یہ لوگ اپنی (اس) قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس

واپس آویں ڈراویں تا کہ وہ (ان سے دین کی باتیں سن کر برے کاموں سے) احتیاط رکھیں۔"

اس کی تفسیر کے بارے میں علامہ ابن جریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ ٹھیک قول ان علماء کا ہے جو فرماتے ہیں کہ جہاد کے لیے نکلنے والی چھوٹی جماعت سفر جہاد میں دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر کے آئیں گے کیونکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں اور کفار کے خلاف اپنے دین والوں کی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدد فرماتے ہیں تو اس طرح حقیقت اسلام اور اس کے تمام دینوں پر غلبہ پانے کا علم ان نکلنے والوں کو بھی حاصل ہو جائے گا جن کو پہلے سے یہ علم حاصل نہیں تھا اور جب یہ لوگ اپنی قوم میں جا کر ان کو اللہ کی اس غیبی مدد کے واقعات سنائیں گے جس کی وجہ سے مسلمان کافر مشرکوں پر غالب آئے اور اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے کافروں پر اللہ کے عذاب اترنے کے عینی مشاہدہ کے واقعات سنائیں گے تو باقی ماندہ لوگ ان واقعات کو سن کر برے کاموں سے اور زیادہ احتیاط کرنے لگیں گے اور ان کا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور زیادہ بڑھ جائے گا۔ [قالہ ابن جریر ۱۱/ ۵۱]

جہاد اور علم کو جمع کرنا

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ غزوے میں جایا کرتے تھے اور ایک دو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سننے اور یاد رکھنے کے لیے چھوڑ جاتے تھے جب ہم غزوے سے واپس آتے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تمام حدیثیں ہمیں سنا دیتے اور ان سے سننے کی بنیاد پر ہم حدیث آگے بیان کرتے وقت یوں کہہ دیتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

[اخرجه ابن ابی خیثمة و ابن عساکر کذا فی الکنز ۵/ ۲۴۰]

کمائی اور علم کو جمع کرنا

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے ستر آدمی ایسے تھے جو رات ہوتے ہی اپنے ایک معلم کے پاس مدینہ میں چلے جاتے اور رات بھر

اس سے قرآن پڑھتے رہتے اور صبح کو ان میں سے جو طاقتور اور صحت مند ہوتے وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور پینے کا میٹھا پانی بھر کر لاتے اور جن کے پاس مال کی گنجائش ہوتی وہ بکری ذبح کر کے اس کا گوشت بناتے اور گوشت کے ٹکڑے حضور ﷺ کے حجروں پر ٹانک دیتے۔ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو (مکہ میں) شہید کر دیا گیا تو ان ستر آدمیوں کو حضور ﷺ نے بھیجا ان میں میرے ماموں حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ قبیلہ بنو سلیم کے ایک قبیلے کے پاس آئے۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کے امیر سے کہا کیا میں جا کر ان لوگوں کو یہ نہ بتا دوں کہ ہم ان سے لڑنے کے ارادے سے نہیں آئے؟ اس طرح وہ ہمیں چھوڑ دیں گے۔ جماعت والوں نے کہا ٹھیک ہے' چنانچہ حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے جا کر ان لوگوں کو یہ بات کہی۔ اس پر ایک آدمی نے انہیں ایسا نیزہ مارا جو پار نکل گیا جب حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ نیزہ پیٹ میں پہنچ گیا ہے تو انہوں نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم! میں تو کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ قبیلہ والے ان تمام حضرات پر ٹوٹ پڑے اور سب کو قتل کر دیا اور ایک بھی باقی نہ رہا جو واپس جا کر حضور ﷺ کو خبر کر سکے۔ اس جماعت کی شہادت پر میں نے حضور ﷺ کو جتنا غمگین دیکھا اتنا کسی جماعت پر نہیں دیکھا' چنانچہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ جب بھی فجر کی نماز پڑھتے تو ہاتھ اٹھا کر اس قبیلے کے لیے بددعا کرتے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۱۲۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر کہا ہمارے ساتھ چند آدمی بھیج دیں جو ہمیں قرآن و سنت سکھائیں چنانچہ حضور ﷺ نے ان کے ساتھ انصار کے ستر آدمی بھیج دیئے جن کو (حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے) قراء کہا جاتا تھا ان میں میرے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ لوگ قرآن پڑھتے تھے اور رات کو ایک دوسرے سے سنتے سناتے تھے اور علم حاصل کرتے تھے اور دن میں پانی لا کر مسجد میں رکھ دیتے اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور انہیں بیچ کر اہل صفہ اور فقراء صحابہ کے لیے کھانا خرید کر لاتے۔ حضور ﷺ نے ان حضرات کو ان لوگوں کے پاس بھیج دیا وہ لوگ ان کے آڑے آئے اور انہیں اس جگہ پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا تو ان لوگوں نے کہا اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی ﷺ کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم تیرے پاس پہنچ گئے ہیں اور ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے اور پیچھے سے آ کر میرے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ کو ایک آدمی نے ایسا نیزہ مارا

بو پار نکل گیا۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے کہا رب کعبہ کی قسم! میں تو کامیاب ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائیوں سے فرمایا تمہارے بھائی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے یہ دعا مانگی ہے کہ اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم تیرے پاس پہنچ گئے ہیں اور ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔ [عند ابن سعد ۳/ ۵۱۴]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی ہم دونوں قبیلہ بنو امیہ بن زید کے محلّہ میں رہتے تھے جو کہ مدینہ کے علاقہ عوالی میں تھا اور ہم دونوں باری باری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتے تھے۔ ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں۔ جب میں جاتا تو اس دن کی وحی وغیرہ کی تمام خبریں لا کر میں اس انصاری کو سنا دیتا جب وہ جاتا تو وہ آ کر اس دن کی تمام خبریں مجھے سنا دیتا چنانچہ میرا انصاری ساتھی اپنی باری والے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور واپس آ کر اس نے بہت زور سے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور زور سے کہا کیا عمر اندر ہیں؟ میں گھبرا کر اس کے پاس باہر آیا۔ اس نے کہا بہت بڑی بات پیش آ گئی ہے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے) میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کیا تم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور میں نے کھڑے کھڑے عرض کیا کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں نے (خوشی سے) کہا اللہ اکبر۔ [اخرجه البخاری ۱/ ۱۹]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حدیث نہیں سنی کیونکہ ہماری جائیداد اور دنیاوی مشاغل بھی تھے (جن کو وقت دینا پڑتا تھا) اور اس زمانے میں لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے اس لیے جو مجلس میں حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سن لیتا وہ غائب کو سنا دیتا۔

[اخرجه الحاكم في المستدرك ۱/ ۱۲۷ قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه و وافقه الذهبي]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے ہر حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی (کچھ سنی ہیں اور کچھ نہیں سنی ہیں) ہم لوگ اونٹ چرانے میں مشغول رہتے تھے ہمارے ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنتے تھے پھر وہ ہمیں سنا دیا کرتے تھے۔ [اخرجه الحاكم ايضاً في معرفة علوم الحديث

صفحہ ۱۴ وھکذا اخرجہ احمد و رجالہ رجال الصحیح کمال قال الھیثمی ۱/ ۱۵۴ واخرجہ ابو نعیم بمعناہ کما فی الکنز ۵/ ۲۳۸]

حضرت ابوانس مالک بن ابی عامر اصحی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ اتنے میں ایک آدمی ان کے پاس اندر آیا اور اس نے کہا اے ابو محمد! اللہ کی قسم ہمیں معلوم نہیں کہ یہ یمنی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ جانتا ہے یا آپ لوگ؟ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایسی باتیں نقل کرتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی ہیں۔ وہ آدمی یہ بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہہ رہا تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ انہوں نے (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حدیثیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ حالات معلوم ہیں جو ہمیں معلوم نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم مالدار لوگ تھے ہمارے گھر اور بال بچے تھے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صبح وشام حاضری دیتے تھے اور پھر واپس چلے جاتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسکین آدمی تھے نہ ان کے پاس مال تھا اور نہ اہل وعیال۔ انہوں نے اپنا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے رکھا تھا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے یہ ساتھ جاتے' اس لیے ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ انہیں وہ کچھ معلوم ہے جو ہمیں معلوم نہیں اور انہوں نے وہ کچھ سن رکھا ہے جو ہم نے نہیں سنا اور ہم میں سے کوئی بھی ان پر یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ انہوں نے اپنے پاس سے بنا کر وہ باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی ہیں۔ [اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۳/ ۵۱۲ قال الحاکم ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ]

کمائی سے پہلے دین سیکھنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے اس بازار میں وہی کاروبار کرے جس نے دین کی سمجھ حاصل کر لی ہو۔ [اخرجہ الترمذی کذا فی الکنز ۲/ ۲۱۸]

آدمی کا اپنے گھر والوں کو سکھانا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ [سورۃ تحریم آیت ۶]

''تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔''

کے بارے میں فرمایا اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خیر والے اعمال سکھاؤ۔

[اخرجه الحاكم و صححه على شرطهما كذا فى الترغيب ۱/ ۸۵]

ایک روایت میں یہ ہے کہ انہیں تعلیم دو اور ادب سکھاؤ۔

[اخرجه الطبرى فى تفسير ۲۸۵/ ۱۷]

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چند ہم عمر نوجوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیس دن ٹھہرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندازہ ہوا کہ ہمارے دلوں میں گھر جانے کا شوق پیدا ہو گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا کہ گھر کن کن کو چھوڑ آئے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت شفیق، نرم اور رحم دل تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر واپس چلے جاؤ اور انہیں (جو سیکھا ہے وہ) سکھاؤ اور انہیں (نیک اعمال کا) حکم دو اور جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے ویسے نماز پڑھو اور جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے دیا کرے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کیا کرے۔

[اخرجه البخارى فى الادب ۳۳]

دینی ضرورت کی وجہ سے دشمنوں کی زبان وغیرہ سیکھنا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اور لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ لڑکا قبیلہ بنو نجار کا ہے اور جتنا قرآن آپ پر نازل ہو چکا ہے اس میں سے سترہ سورتیں پڑھ چکا ہے چنانچہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھ کر سنایا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید! تم میرے لیے یہود کی لکھائی سیکھ لو کیونکہ اللہ کی قسم! مجھے لکھائی کے بارے میں یہود پر کوئی اطمینان نہیں ہے چنانچہ میں نے یہود کی زبان کو اور ان کی لکھائی کو سیکھنا شروع کر دیا، مجھے آدھا مہینہ نہیں گزرا تھا کہ میں ان کی زبان کا ماہر ہو گیا چنانچہ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہود کے نام خطوط لکھا کرتا اور جب یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام خط لکھ کر بھیجتے تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سناتا۔

[اخرجه ابو يعلى و ابن عساكر]

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تم سریانی زبان اچھی طرح جانتے ہو؟ کیونکہ میرے پاس سریانی زبان میں خط آتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سیکھ لو چنانچہ میں نے سترہ دنوں میں سریانی زبان اچھی طرح سیکھ لی۔

[عندھما ایضاً و ابن ابی داؤد]

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میرے پاس (یہود کے) خطوط آتے ہیں میں نہیں چاہتا کہ ہر آدمی انہیں پڑھے کیا تم عبرانی یا سریانی زبان کی لکھائی سیکھ سکتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں چنانچہ میں نے وہ زبان سترہ دنوں میں اچھی طرح سیکھ لی۔

[عند ابن ابی داؤد و ابن عساکر ایضاً کذا فی منتخب الکنز ۵/ ۱۸۵ واخرجه ابن سعد ۴/ ۱۷۴ عن زید نحوه]

حضرت عمر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے سو غلام تھے۔ ان میں سے ہر غلام الگ زبان میں بات کرتا تھا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ ان میں سے ہر ایک سے اسی کی زبان میں بات کرتے تھے۔ میں جب ان کے دنیاوی مشاغل پر نگاہ ڈالتا تو ایسے لگتا کہ جیسے کہ ان کا پلک جھپکنے کے بقدر بھی آخرت کا ارادہ نہیں ہے اور میں جب ان کی آخرت والے اعمال کی مشغولی پر نگاہ ڈالتا تو ایسے لگتا کہ جیسے کہ ان کا پلک جھپکنے کے بقدر بھی دنیا کا ارادہ نہیں ہے۔

[اخرجه الحاکم فی المستدرک ۳/ ۵۴۹ و ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۳۴]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ستاروں کا اتنا علم حاصل کرو جس سے تم خشکی اور سمندر میں صحیح راستہ معلوم کر سکو اس سے زیادہ نہ حاصل کرو۔ [اخرجه ابن ابی شیبة و ابن عبدالبر فی العلم]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ستاروں کا اتنا علم حاصل کرو جس سے تم راستہ معلوم کر سکو اور نسب بھی اتنے معلوم کرو جس سے تم صلہ رحمی کر سکو۔ [عند هناد کذا فی الکنز ۵/ ۲۳۴]

حضرت صعصعہ بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ یہ آیت کس طرح پڑھتے ہیں لا یاکله الا الخاطئون (اس کا ترجمہ یہ ہے اسے صرف قدم اٹھانے والے کھائیں گے) اشکال یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی قسم! قدم تو ہر آدمی اٹھاتا ہے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرائے اور فرمایا یہ آیت اس طرح ہے لا یاکله الا الخاطئون اس کا ترجمہ یہ ہے "یہ کھانا نافرمان لوگ ہی

کھائیں گے۔'' اس دیہاتی نے کہا آپ نے ٹھیک فرمایا اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ اپنے بندے کو یونہی (دوزخ میں) جانے دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالاسود دوئلی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اب تو تمام عجمی لوگ اللہ کے دین میں داخل ہو گئے ہیں اس لیے تم ان کے لیے ایسی علامتیں مقرر کرو جن سے وہ اپنی زبان سے صحیح قرأت کر سکیں چنانچہ انہوں نے اس کے لیے رفع، نصب اور جر کی اصطلاحات مقرر کیں (جو علم نحو میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اس طرح عربی کے علم نحو کی ابتداء ہوئی) [اخرجه البيهقي و ابن عساكر و ابن النجار كذا في الكنز ۵/ ۲۳۷]

امام کا اپنے کسی ساتھی کو لوگوں کے سکھانے کے لیے چھوڑ کر جانا

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے حنین تشریف لے گئے تو اپنے پیچھے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں پر امیر بنا کر چھوڑ گئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ مکہ میں لوگوں کو قرآن سکھائیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں پھر جب وہاں سے مدینہ واپس جانے لگے تو دوبارہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں پر مقرر فرمایا۔ [اخرجه الحاكم ۳/ ۲۷۰]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے حنین کی طرف تشریف لے گئے تو اپنے پیچھے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو چھوڑ گئے تا کہ وہ مکہ والوں میں دین کی سمجھ پیدا کریں اور انہیں قرآن پڑھائیں۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۶۴]

کیا امام وقت علمی ضرورت کی وجہ سے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اللہ کے راستہ میں جانے سے روک سکتا ہے؟

حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنے پیچھے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ ذمہ دار بنا جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور لوگوں کو تمام علاقوں میں تقسیم کر دیا تھا (حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس رکھا ہوا تھا) حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بہت ہی ضروری کام کی وجہ سے بھیجتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نام لے کر آدمیوں کے بھیجنے کا مطالبہ ہوتا اور یوں کہا جاتا کہ حضرت زید بن ثابت کو بھیج دیں تو فرماتے میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے مرتبہ سے

ناواقف نہیں ہوں لیکن اس شہر (مدینہ) والوں کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کی ضرورت ہے کیونکہ مدینہ والوں کو پیش آنے والے مسائل میں جیسا عمدہ جواب حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے ایسا کسی اور سے نہیں ملتا۔[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۷۴]

حضرت سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس دن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اس دن ہم لوگ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے۔ میں نے کہا آج لوگوں کے بہت بڑے عالم کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ آج ان پر رحمت نازل فرمائے۔ یہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی لوگوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تمام علاقوں میں بکھیر دیا تھا اور انہیں اپنی رائے سے فتویٰ دینے سے منع کر دیا تھا لیکن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مدینہ ہی میں رہے اور مدینہ والوں کو اور باہر سے آنے والوں کو فتویٰ دیا کرتے تھے۔[عند ابن سعد ایضاً ۴/ ۱۷۶]

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ اس پر انہوں نے مجھ سے فرمایا اس طرح تو تم مجھے لوگوں کے کاموں کے بارے میں غور و فکر کرنے سے ہٹا دو گے اس لیے تم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ کیونکہ انہیں اس کام کیلئے مجھ سے زیادہ فرصت ہے اور انہیں پڑھ کر سناؤ میری اور ان کی قرأت ایک جیسی ہے کوئی فرق نہیں ہے۔[عند ابن الانباری کذا فی منتخب الکنز ۵/ ۱۸۴]

اور جلد اول صفحہ نمبر ۳۶۰ پر ابن سعد کی یہ روایت گذر چکی ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے شام جانے سے مدینے والوں کو فقہی مسائل میں اور فتویٰ لینے میں بڑی دقت پیش آ رہی ہے کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ مدینہ میں لوگوں کو فتویٰ دیا کرتے تھے۔ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے یہ بات کی تھی کہ وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں روک لیں کیونکہ لوگوں کو (فتویٰ میں) ان کی ضرورت ہے لیکن انہوں نے مجھے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ایک آدمی اس راستہ میں جا کر شہید ہونا چاہتا ہے تو میں اسے نہیں روک سکتا۔ آگے اور حدیث بھی ذکر کی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھانے کے لیے مختلف علاقوں میں بھیجنا

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں قبیلہ جدیلہ کی دو شاخوں عضل اور قارہ کے کچھ لوگ غزوہ احد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے ہمارے علاقہ میں لوگ مسلمان ہو چکے ہیں آپ ہمارے ساتھ اپنے چند ساتھی بھیج دیں جو ہمیں قرآن پڑھائیں اور ہم میں دین کی سمجھ پیدا کریں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ چھ آدمی بھی دیئے جن میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حلیف حضرت مرشد بن ابی مرشد رضی اللہ عنہ بھی تھے اور یہی ان کے امیر تھے پھر اس کے بعد غزوہ رجیع کا مختصر قصہ ذکر کیا۔ [اخرجه الحاكم ۳/ ۲۲۲]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یمن کے کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم میں ایسا آدمی بھیج دیں جو ہم میں دین کی سمجھ پیدا کرے اور ہمیں سنتیں سکھائے اور اللہ کی کتاب کے مطابق ہمارے جھگڑوں کے فیصلے کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! یمن چلے جاؤ اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کرو اور ان کو سنتیں سکھاؤ اور ان کے جھگڑوں کے اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے کرو۔ میں نے عرض کیا یمن والے تو اجڈ لوگ ہیں اور وہ ایسے مقدمات میرے پاس لائیں گے جن کا صحیح فیصلہ مجھے معلوم نہیں ہوگا تو پھر میں کیا کروں گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا جاؤ اللہ تمہارے دل کو (صحیح فیصلہ کی) ہدایت دے دے گا اور تمہاری زبان کو (صحیح فیصلہ پر) جما دے گا چنانچہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ) اس دن سے لے کر آج تک مجھے کبھی بھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کوئی شک یا تردد نہیں ہوا۔

[اخرجه ابن جرير كذا في منتخب الكنز ۵/ ۳۷]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یمن والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا ہمارے ساتھ ایسا آدمی بھیج دیں جو ہمیں قرآن سکھائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں یمن والوں کے ساتھ بھیج دیا اور فرمایا یہ اس امت کے امین ہیں۔

[اخرجه الحاكم في المستدرك ۳/ ۲۷ قال الحاكم صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه بذكر القرآن و وافقه الذهبي وقال اخرجه مسلم بدون ذكر القرآن و اخرجه ابن سعد ۳/ ۲۹۹ عن انس بنحوه]

ابن سعد کی روایت میں یہ ہے کہ یمن والوں نے حضور ﷺ سے یہ مطالبہ کیا کہ حضور ﷺ ان کے ساتھ ایک آدمی بھیج دیں جو انہیں سنت اور اسلام سکھائے۔

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے پاس حضور ﷺ کی تحریر ہے جو حضور ﷺ نے لکھ کر حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو اس وقت عطا فرمائی تھی جب حضور ﷺ نے انہیں اس لیے یمن بھیجا تھا تاکہ وہاں والوں میں دین کی سمجھ پیدا کریں اور انہیں سنت سکھائیں اور ان سے صدقات وصول کریں اور انہیں تحریر لکھ کر دی اور انہیں ہدایت بھی دی۔ تحریر میں یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تحریر ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ [سورة مائده آيت ١]

"اے ایمان والو! عہدوں کو پورا کرو۔"

(حضرت) محمد رسول اللہ ﷺ عمرو بن حزم کو یمن بھیج رہے ہیں اور ان سے یہ عہد لے رہے ہیں کہ وہ اپنی تمام باتوں میں اللہ سے تقویٰ اختیار کریں گے کیونکہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کریں اور نیک کردار ہوں۔ [اخرجه ابن ابى حاتم عن عبدالله بن ابى بكر بن محمد بن عمرو بن حزم كذا فى التفسير لابن كثير ٢/ ٣]

حضور ﷺ نے حضرت معاذ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجا اور دونوں کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو قرآن سکھائیں۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٥٦]

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے حضور ﷺ نے قیس کے ایک قبیلے کی طرف بھیجا تاکہ میں انہیں اسلام کے احکام سکھاؤں۔ میں نے وہاں جا کر دیکھا تو وہ تو بدکے ہوئے اونٹوں کی طرح تھے۔ ان کی نگاہیں ہر وقت اوپر اٹھی رہتی تھیں اور ان کو بکری اور اونٹوں کے علاوہ اور کوئی فکر نہیں تھا' اس لیے میں حضور ﷺ کی خدمت میں واپس آ گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عمار! کیا کر کے آئے ہو؟ (اپنی کارگذاری سناؤ) میں نے ان کے تمام حالات سنائے اور ان میں جو لاپرواہی اور غفلت تھی وہ بھی بتائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمار! کیا میں تمہیں ان سے بھی زیادہ عجیب لوگ نہ بتاؤں جو کہ ان باتوں سے واقف ہیں جن سے یہ ناواقف ہیں لیکن پھر بھی وہ ان کی طرح غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ [اخرجه البزار و الطبرانى كذا فى الترغيب ١/ ٩١]

حضرت حارثہ بن مضرب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو خط کوفہ والوں کو بھیجا تھا

وہ میں نے پڑھا تھا اس میں لکھا ہوا تھا اما بعد! میں تمہارے پاس حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو استاد اور وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ یہ دونوں حضور ﷺ کے چیدہ اور برگزیدہ صحابہ میں سے ہیں۔ ان دونوں کی بات سنو اور ان دونوں کی اقتداء کرو اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھیج کر میں نے بڑی قربانی دی ہے کیونکہ مجھے ان کی یہاں ضرورت تھی لیکن میں نے تمہاری ضرورت کو مقدم رکھا۔ [اخرجہ ابن سعد ۶/ ۷]

حضرت ابوالاسود دؤلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں بصرہ گیا تو وہاں حضرت عمران بن حصین ابو نجید رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے انہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بصرہ اس لیے بھیجا تھا تا کہ وہ بصرہ والوں میں دین کی سمجھ پیدا کریں۔ [اخرجہ ابن سعد ۷/ ۱۰]

حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں انصار میں سے صرف پانچ آدمیوں نے سارے قرآن کو یاد کیا تھا۔ حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابو ایوب اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہم۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے انہیں خط لکھا کہ شام والے بہت زیادہ مسلمان ہو گئے ہیں اور سارے شہر ان سے بھر گئے ہیں اور انہیں ایسے آدمیوں کی شدید ضرورت ہے جو انہیں قرآن سکھائیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں۔ اے امیر المومنین! سکھانے والے آدمی بھیج کر آپ میری مدد کریں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پانچوں حضرات کو بلایا اور ان سے فرمایا تمہارے شامی بھائیوں نے مجھ سے مدد مانگی ہے کہ میں ان کے پاس ایسے آدمی بھیجوں جو انہیں قرآن سکھائیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں۔ اللہ آپ لوگوں پر رحم فرمائے۔ آپ لوگ اپنے میں سے تین آدمی اس کام کے لیے دے کر میری مدد کریں۔ اب اگر آپ لوگ چاہیں تو قرعہ اندازی کر لیں یا پھر جو اپنا نام از خود پیش کر دے وہ چلا جائے۔ ان حضرات نے کہا نہیں، قرعہ اندازی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ تو بہت بوڑھے ہیں اور یہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیمار ہیں چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ملک شام گئے۔ ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حمص شہر سے شروع کرو کیونکہ تم لوگوں کو مختلف استعداد والا پاؤ گے۔ بعض ایسے بھی ہوں گے جو جلدی سیکھ جائیں گے جب تمہیں کوئی ایسا آدمی نظر آئے تو دوسرے لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کر دو (کہ وہ اس سے علم

حاصل کریں) جب تم حمص والوں کے بارے میں مطمئن ہو جاؤ تو پھر تم میں سے ایک وہاں ہی ٹھہر جائے اور ایک دمشق چلا جائے اور ایک فلسطین چنانچہ یہ حضرات حمص تشریف لے گئے اور وہاں ٹھہر گئے اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ دمشق اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فلسطین چلے گئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا تو طاعون عمواس میں انتقال ہو گیا بعد میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فلسطین چلے گئے ان کا بھی وہاں ہی انتقال ہوا البتہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ دمشق ہی رہے اور ان کا وہاں ہی انتقال ہوا۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۷۲ و الحاکم کذا فی الکنز ۱/ ۲۸۱ و اخرجه البخاری فی التاریخ الصغیر صفحه ۲۲ عن محمد بن کعب بالسیاق المذکور مختصراً]

علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا

حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے (اور میں نے وہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھی اور پتہ چلا کہ وہ صحابی شام میں رہتے ہیں اس لئے) میں نے اونٹ خریدا اور اس پر کجاوہ کسا اور ایک ماہ کا سفر کر کے ملک شام پہنچا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ صحابی حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے ان کے دربان سے کہا ان سے جا کر کہو کہ دروازے پر جابر آیا ہے۔ انہوں نے کہا کیا عبداللہ کے بیٹے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ وہ یہ سنتے ہی ایک دم اپنا کپڑا گھسیٹتے باہر آئے اور میرے گلے لگ گئے اور میں نے بھی انہیں گلے لگا لیا پھر میں نے کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ نے قصاص کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے تو مجھے یہ ڈر رہا کہ کہیں اس کے سننے سے پہلے آپ کا یا میرا انتقال نہ ہو جائے (اس لیے میں اتنا لمبا سفر کر کے صرف اسی حدیث کو سننے آیا ہوں) انہوں نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو اس حال میں جمع کریں گے کہ سب ننگے بدن بغیر ختنے کے اور خالی ہاتھ ہوں گے۔ ہم نے پوچھا خالی ہاتھ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے ساتھ دنیا کی کوئی چیز نہ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ان میں ایسی آواز سے اعلان فرمائیں گے جسے دور والا بھی اسی طرح سن سکے گا جیسے نزدیک والا۔ میں بدلہ لینے والا ہوں اور میں (ہر چیز کا) مالک ہوں جس دوزخی پر کسی جنتی کا کوئی حق ہے وہ اس وقت تک

دوزخ میں نہیں جا سکتا جب تک میں اس دوزخی سے اس جنتی کا بدلہ نہ لے لوں اور جس جنتی پر کسی دوزخی کا کوئی حق ہے وہ اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتا جب تک میں اس سے اس دوزخی کا بدلہ نہ لے لوں اور میں کسی کی رعایت بالکل نہیں کروں گا اگر صرف تھپڑ ہی ظلماً مارا ہوگا تو بھی اس سے تھپڑ کا بدلہ لوں گا۔ ہم نے پوچھا اللہ تعالیٰ بدلہ کس طرح لے کر دیں گے جب کہ ہم اس حال میں آئیں گے کہ ہم ننگے بدن' بغیر ختنے کے اور خالی ہاتھ ہوں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بدلہ نیکیوں اور برائیوں کے ذریعہ ہوگا (مظلوم کو ظالم کی نیکیاں مل جائیں گی یا مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے) [اخرجه احمد والطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۱۳۳ و عبدالله بن محمد ضعیف۔ انتهی واخرجه البخاری فی الادب المفرد وابویعلی فی سنده کما قال الحافظ فی الفتح ۱/ ۱۲۷ واخرجه ابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ۱/ ۹۳ بطوله و اخرجه الحاکم فی المستدرک ۴/ ۵۷۴ من طریق عبدالله بن محمد بن عقیل عن جابر بطوله وقال هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه وقال الذهبی صحیح]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے قصاص کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث پہنچی اور لوگوں میں حدیث بیان کرنے والے صحابی مصر میں تھے چنانچہ میں نے ایک اونٹ خریدا اور سفر کر کے مصر پہنچا اور اس صحابی کے دروازے پر گیا آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [قال الحافظ وله طریق اخری اخرجها الطبرانی فی مسند الشامیین و تمام فی فوائده من طریق الحجاج بن دینار عن محمد بن منکدر واسناده صالح و له طریق ثالثة اخرجها الخطیب فی الرحلة من طریق ابی الجارود العنسی عن جابر قال بلغنی حدیث فی القصاص فذکر الحدیث نحوه و فی اسناده ضعف۔ انتهی]

حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس زمانے میں میں مصر کا امیر تھا تو ایک دن دربان نے آ کر کہا کہ دروازے پر ایک دیہاتی آدمی اونٹ پر آیا ہے اور اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا جابر بن عبداللہ انصاری۔ میں نے بالا خانے سے جھانک کر کہا میں نیچے آ جاؤں یا آپ اوپر آئیں گے' انہوں نے کہا نہ آپ نیچے اتریں اور نہ مجھے اوپر چڑھنے کی ضرورت ہے مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ مسلمان کے عیب چھپانے کے بارے میں ایک حدیث حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں میں اسے سننے آیا ہوں' میں نے

کہا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے گا تو گویا اس نے زندہ درگور لڑکی کو زندہ کر دیا۔ یہ حدیث سن کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے واپس جانے کے لیے سواری کو ہانکا۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی و فیه ابو سنان القسملی و ثقه ابن حبان و ابن خراش فی روایة و ضعفه احمد و البخاری و یحیی بن معین]

حضرت منیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے چچا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی کو یہ خبر ملی کہ حضور ﷺ کے ایک اور صحابی حضور ﷺ سے یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ جو آدمی اپنے مسلمان بھائی (کے عیب) پر دنیا میں پردہ ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (کے گناہوں) پر پردہ ڈالیں گے وہ روایت بیان کرنے والے صحابی مصر میں تھے تو پہلے صحابی سفر کر کے ان کے پاس مصر گئے اور ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا جی ہاں میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی اپنے مسلمان بھائی (کے عیب) پر دنیا میں پردہ ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (کے گناہوں) پر پردہ ڈالیں گے۔ پہلے صحابی نے کہا میں نے بھی یہ حدیث حضور ﷺ سے سنی ہے۔ [اخرجه احمد عن عبدالملك بن عمیر قال الهیثمی ۱/ ۱۳۴ و منیب هذا ان کان ابن عبدالله فقد و ثقه ابن حبان و ان کان غیره فانی لم ارمن ذکره]

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سواری پر سفر کر کے مصر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا میں آپ سے ایک ایسی حدیث کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس حدیث کے موقع پر جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اب ان میں صرف میں اور آپ باقی رہ گئے ہیں۔ آپ نے مسلمان کی پردہ پوشی کے بارے میں حضور ﷺ کو کیا فرماتے ہوئے سنا؟ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو دنیا میں کسی مسلمان (کے عیب) پر پردہ ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (کے گناہوں) پر پردہ ڈالیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ مدینہ واپس لوٹ گئے اور جب تک یہ حدیث بیان نہ کر دی اس وقت تک اپنا کجاوہ نہ کھولا۔

[رواه احمد هکذا منقطع الاسناد. انتهی ماقاله الهیثمی]

حضرت ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ کے ایک بڑے میاں حضرت ابوسعید اعمی رحمۃ اللہ علیہ کو سنا کہ وہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ بیان کر رہے تھے کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے (مصر کا) سفر کیا۔ جب وہ مصر پہنچ گئے تو لوگوں نے ان کے آنے کا تذکرہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے کیا۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس باہر آئے پھر اس کے بعد پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اس کے بعد یہ ہے کہ یہ حدیث سن کر حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اپنی سواری کے پاس آئے اور اس پر سوار ہو کر مدینہ واپس لوٹ گئے اور اپنا کجاوہ بھی نہیں کھولا۔ [رواہ سفیان بن عیینة کذا ذکرہ ابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ۱/ ۹۳]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے تو ان کے اور دربان کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا۔ حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اندر سے ان کی آواز سن لی اور اندر آنے کی اجازت دے دی۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ سے ملنے نہیں آیا بلکہ کسی ضرورت سے آیا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کیا آپ کو وہ دن یاد ہے کہ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جسے اپنے بھائی کی کسی برائی کا پتہ چلے اور وہ اس پر پردہ ڈال دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر پردہ ڈالیں گے۔ حضرت مسلمہ نے کہا جی ہاں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا بس میں اسی لیے آیا تھا۔

[اخرجه الطبرانی عن مکحول قال الهیثمی ۱/ ۱۳۴ رواه الطبرانی فی الکبیر هکذا و فی الاوسط عن محمد بن سیرین قال خرج عقبة بن عامر فذکره مختصراً و رجال الکبیر رجال الصحیح۔ انتهی]

حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک صحابی نے صرف ایک حدیث سننے کے لیے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس مصر کا سفر کیا۔ [اخرجه ابو داؤد کذا فی الفتح الباری ۱/ ۱۲۸ واخرجه الدارمی صفحه ۵۵ من طریق عبدالله مثله]

دارمی میں اس کے بعد یہ مضمون ہے کہ وہ صحابی جب حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو وہ اپنی اونٹنی کو جو ملا ہوا پانی پلا رہے تھے انہیں آتا ہوا دیکھ کر حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے خوش آمدید کہا۔ انہوں نے کہا میں آپ سے صرف ملنے نہیں آیا بلکہ اس وجہ سے آیا ہوں کہ میں نے اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی۔ مجھے امید ہے کہ وہ آپ کو اب بھی یاد ہوگی۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون سی حدیث ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس حدیث میں یہ اور یہ مضمون ہے۔

حضرت عبیداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے پتہ چلا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک



حدیث ہے تو مجھے اس بات کا ڈر ہوا کہ کہیں اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو پھر شاید مجھے یہ حدیث کسی اور کے پاس نہ مل سکے اس وجہ سے میں سفر کر کے ان کے پاس عراق گیا۔

[اخرجه الخطيب كذا في الفتح ١٠/ ١٢٨ واخرجه ابن عساكر عن عبيده الله نحوه كما في الكنز العمال ٥/ ٢٣٩]

ابن عساکر میں اس کے بعد یہ مضمون ہے کہ میں نے ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا انہوں نے مجھے وہ حدیث سنائی اور مجھ سے یہ عہد لیا کہ میں یہ حدیث کسی اور سے بیان نہ کروں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو میں آپ لوگوں کو وہ حدیث ضرور سنا دیتا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان آگے آرہا ہے جو بخاری میں منقول ہے کہ اگر مجھے کسی کے بارے میں پتہ چل جائے کہ وہ مجھ سے زیادہ اللہ کی کتاب کو جانتا ہے تو میں ضرور سفر کر کے اس کے پاس جاؤں اور ابن عساکر میں ان کا یہ فرمان منقول ہے کہ اگر مجھے کسی کے بارے میں یہ پتہ چلے کہ اونٹ مجھے اس تک پہنچا سکتے ہیں اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے علوم کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو میں ضرور اس کے پاس جاؤں تاکہ میرے علم میں اور اضافہ ہو سکے۔

علم کو قابل اعتماد اہل علم سے حاصل کرنا اور جب علم نا اہلوں کے پاس ہو گا تو پھر علم کا کیا حال ہو گا؟

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسے آدمی کے حوالے فرما دیں جو اچھی طرح سکھانے والا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے حوالے فرما دیا اور ارشاد فرمایا میں نے تمہیں ایسے آدمی کے حوالے کیا ہے جو تمہیں اچھی طرح تعلیم دے گا اور اچھی طرح ادب سکھائے گا۔

[اخرجه ابن عساكر كذا في الكنز ٧/ ٩٥ واخرجه الطبراني عن ابي ثعلبة مثله]

طبرانی میں اس کے بعد یہ مضمون ہے کہ جب میں حضرت ابو عبیدہ کی خدمت میں پہنچا تو وہ اور حضرت بشیر بن سعد ابو نعمان رضی اللہ عنہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر وہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا اے ابو عبیدہ! اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس طرح مجھے

بیان نہیں کیا تھا یعنی وہ تو مجھے دیکھ کر خاموش نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا بیٹھ جاؤ ہم تم کو حدیث سنائیں گے پھر فرمایا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں تو اس وقت نبوت کا دور ہے پھر نبوت کے طرز پر خلافت ہوگی پھر بادشاہت اور جبر ہوگا۔

[قال الهيثمى ۵/ ۱۸۹ و فيه رجل لم يسم و رجل مجهول ايضاً انتهى]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب چھوڑا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں وہ باتیں ظاہر ہو جائیں گی جو تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ظاہر ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ باتیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے نیک اور بہترین آدمیوں میں سستی اور تمہارے بُرے لوگوں میں بے حیائی ظاہر ہو جائے گی اور بادشاہت تمہارے چھوٹوں میں اور دینی علم تمہارے کمینوں میں منتقل ہو جائے گا۔ [اخرجه ابن عساكر و ابن النجار كذا فى الكنز ۲/ ۱۳۹ واخرجه عبدالبر فى جامع بيان العلم ۱/ ۱۵۷ عن انس نحوه و فى روايته و الفقه فى ارذالكم و فى لفظ آخر عنده عنه والعلم فى ارذالكم]

حضرت ابو امیہ جمحی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ سے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں پوچھا گیا آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ علم چھوٹوں کے پاس تلاش کیا جانے لگے گا۔ [عند ابن البر ايضاً واخرجه الطبرانى عن ابى امية نحوه قال الهيثمى ۱/ ۱۳۵ وفيه ابن لهيعة وهو ضعيف]

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے غور سے سنو! سب سے سچی بات اللہ تعالیٰ کی ہے اور سب سے اچھا طریقہ حضرت محمد ﷺ کا ہے اور سب سے بُرے کام وہ ہیں جو نئے ایجاد کیے جائیں۔ غور سے سنو! لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک ان کے پاس علم ان کے بڑوں کی طرف سے آئے گا۔

[اخرجه ابن عبدالبر فى جامع العلم ۱/ ۱۵۸ عن هلال الوزان]

حضرت بلال بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ لوگ کب سدھرتے ہیں اور کب بگڑتے ہیں؟ جب علم چھوٹے کی طرف سے آئے گا تو بڑا اس کی نافرمانی کرے گا اور جب علم بڑے کی طرف سے آئے گا تو چھوٹا اس کی اتباع کرے گا اور

دونوں ہدایت پا جائیں گے۔[عند ابن عبدالبر ایضاً]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ اس وقت تک نیکوکار اور اپنے دین پر پختہ رہیں گے جب تک ان کے پاس علم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے اور ان کے اپنے بڑوں کی طرف سے آئے گا اور جب ان کے پاس علم ان کے چھوٹوں کی طرف سے آنے لگے گا تو پھر لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔[اخرجه الطبرانی فی الکبیر و الاوسط قال الهیثمی ۱/ ۱۳۵ و رجاله موثقون۔ واخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۱/ ۱۵۹ عن ابن مسعود نحوه]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک وہ علم اپنے بڑوں سے حاصل کریں گے اور جب علم اپنے چھوٹوں اور اپنے بروں سے حاصل کرنے لگیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔[عند ابن عبدالبر ایضاً]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم لوگ اس وقت تک خیر پر رہو گے جب تک علم تمہارے بڑوں میں رہے گا اور جب علم تمہارے چھوٹوں میں آ جائے گا تو چھوٹے بڑوں کو بیوقوف بنائیں گے۔[عند ابن عبدالبر ایضاً]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ گمراہ کرنے والا انسان وہ ہے جو قرآن پڑھے اور اس کے معنی اور مطلب کو نہ سمجھے پھر وہ بچے، غلام، عورت اور باندی کو سکھائے پھر یہ سب مل کر قرآن کے ذریعے علم والوں سے جھگڑا کریں۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی الجامع بیان العلم ۲/ ۱۹۴]

حضرت ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس امت پر مجھے کسی مومن کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ اسے اس کا ایمان برے کام سے روک لے گا اور اس فاسق کی طرف سے بھی کوئی خطرہ نہیں ہے جس کا فاسق ہونا کھلا اور واضح ہو۔ مجھے تو اس امت پر اس آدمی کی طرف سے خطرہ ہے جس نے قرآن تو پڑھا ہے لیکن زبان سے اچھی طرح پڑھ کر وہ صحیح راستہ سے پھسل گیا یعنی زبان سے پڑھنے کو ہی اصل سمجھ لیا اور قرآن کی صحیح تفسیر چھوڑ کر اس نے اپنی طرف سے اس کا مطلب بنا لیا۔[اخرجه ابن عبدالبر ایضاً]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے فرمایا اے میرے بیٹو! میں تمہیں تین باتوں سے روکتا ہوں انہیں اچھی طرح یاد رکھنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

سے حدیث صرف معتبر اور قابل اعتماد آدمی سے ہی لینا کسی اور سے نہ لینا اور قرضے لینے کی عادت نہ بنا لینا چاہے چوغہ پہن کر گذارہ کرنا پڑے اور اشعار لکھنے میں نہ لگ جانا ورنہ ان میں تمہارے دل ایسے مشغول ہو جائیں گے کہ قرآن سے رہ جاؤ گے۔ [اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/۱۴۰ و فی اسناده ابن لهیعة و یحتمل فی هذا علی ضعفه]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ مقام میں لوگوں میں بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا اے لوگو! تم میں سے جو قرآن کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہے وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس جائے اور جو میراث کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس جائے اور جو کوئی فقہی مسائل پوچھنا چاہتا ہے وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس جائے اور جو مال لینا چاہتا ہے وہ میرے پاس آ جائے کیونکہ اللہ نے مجھے مال کا والی اور اس کا تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۱/۱۳۵ و فیه سلیمان بن داود بن الحصین لم ار من ذکره]

طالب علم کو خوش آمدید کہنا اور بشارت سنانا

حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں اپنی سرخ دھاریوں والی چادر پر ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں علم حاصل کرنے آیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طالب علم کو خوش آمدید ہو پھر آگے اور حدیث ذکر کی جیسے کہ باب کے شروع میں گذر چکی ہے۔

[اخرجه الطبرانی و احمد]

حضرت ابو ہارون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتے تو فرماتے خوش آمدید ہو ان لوگوں کو جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت فرمائی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لوگ تمہارے تابع ہوں گے اور زمین کے آخری کناروں سے تمہارے پاس دین کی سمجھ حاصل کرنے آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت تم مجھ سے قبول کر لو۔ [اخرجه الترمذی]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تمہارے پاس مشرق کی

طرف سے لوگ علم حاصل کرنے آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ راوی کہتے ہیں چنانچہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ جب ہمیں دیکھتے تو فرماتے خوش آمدید ہو ان لوگوں کو جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت فرمائی تھی۔

[عند الترمذی ایضاً و اخرجه ابن ماجه صفحه ۲۷ عنه عن ابی سعید بمعناه مختصراً و اخرجه الحاکم ۱/ ۸۸ ایضاً من طریق ابی نضرة عن ابی سعید مختصرا وقال الحاکم هذا حدیث صحیح ثابت و وافقه الذهبی وقال لاعلة له و اخرجه ابن جریر و ابن عساکر بالسیاق الاول عند الترمذی]

ترمذی کی ایک روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ اللہ نے تمہیں جو علم عطا فرما رکھا ہے وہ انہیں بھی سکھاؤ۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ مختلف دور دراز علاقوں سے لوگ آئیں گے جو تم سے دین کے بارے میں پوچھیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے لیے جگہ میں گنجائش پیدا کرو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت قبول کرو اور ان کو سکھاؤ۔ ابن عساکر کی روایت میں یہ ہے کہ انہیں سکھاؤ اور انہیں کہو خوش آمدید، خوش آمدید، قریب ہو جاؤ۔ [کما فی الکنز ۵/ ۲۴۵]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس جب یہ نوعمر جوان آتے تو فرماتے خوش آمدید ہو ان لوگوں کو جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت فرمائی تھی۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ ہم ان کے لیے مجلس میں گنجائش پیدا کریں اور ان کو حدیث سمجھائیں کیونکہ آپ لوگ ہی ہمارے بعد جگہ سنبھالنے والے ہیں اور احادیث دوسروں کو سنانے والے ہیں اور ان نوجوانوں سے فرمایا کرتے تھے اگر تمہیں کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو مجھ سے سمجھ لینا کیونکہ تم سمجھ کر اٹھو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تم بے سمجھے اٹھ جاؤ۔ [اخرجه ابن النجار کذا فی الکنز ۵/ ۲۴۳]

حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس عیادت کے لیے گئے۔ ہماری تعداد اتنی زیادہ تھی کہ سارا گھر بھر گیا تو انہوں نے اپنے پاؤں سمیٹ کر فرمایا ہم لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے گئے ہماری تعداد اتنی زیادہ تھی کہ سارا گھر بھر گیا۔ انہوں نے اپنے پاؤں سمیٹ کر فرمایا ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کرنے گئے اور ہماری تعداد اتنی زیادہ تھی کہ سارا گھر بھر گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلو کے بل لیٹے ہوئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھا تو اپنے پاؤں سمیٹ لیے اور فرمایا میرے بعد تمہارے پاس بہت لوگ علم حاصل کرنے آئیں گے تم انہیں خوش آمدید کہنا اور ان سے سلام اور مصافحہ کرنا اور انہیں خوب سکھانا۔ حضرت

حسن کہتے ہیں اللہ کی قسم! ہمیں تو ایسے لوگ ملے جنہوں نے نہ تو ہمیں خوش آمدید کہا اور نہ ہم سے سلام اور مصافحہ کیا اور نہ ہمیں سکھایا بلکہ جب ہم ان کے پاس گئے تو ہمارے ساتھ جفا کا معاملہ کیا (حضرت حسن بصری صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد والے لوگوں کی شکایت کر رہے ہیں)

[اخرجه ابن ماجه ۳۷]

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بھی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کوئی حدیث بیان کرتے تو ضرور مسکراتے تو میں نے ان سے کہا مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اس طرح لوگ آپ کو بیوقوف سمجھنے لگیں گے۔ انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی بات فرماتے تو ضرور مسکراتے۔

[اخرجه احمد و الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۱۳۱ و فیه حبیب بن عمر و قال الدارقطنی مجهول]

علمی مجلسیں اور علماء کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! ہمارے ساتھ بیٹھنے والوں میں سے کون سب سے بہترین ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دیکھنے سے تمہیں اللہ یاد آئے اور جس کی گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل سے تمہیں آخرت یاد آئے۔ [اخرجه ابو یعلی قال المنذری ۱/ ۷۶ رواته رواة الصحیح الامبارك بن حسان]

حضرت قرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی حلقے بنا کر بیٹھ جاتے (اور آپس میں سیکھنے سکھانے لگ جاتے اور جب ضرورت پڑتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے)

[اخرجه البزار و فیه سعید بن سلام کذبه احمد]

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمیں حدیث سناتے تو یہ بھی فرماتے یہ حدیث ایسے نہیں سیکھی جاتی تھی جس طرح تم اور تمہارے ساتھی کرتے ہیں کہ ایک آدمی بیٹھ جاتا ہے اور سب اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور وہ ان میں بیان کرتا ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فجر کی نماز سے فارغ ہو کر کئی حلقے بنا لیتے اور ان حلقوں میں قرآن پڑھتے اور فرائض اور سنتیں سیکھتے۔ [و یزید الرقاشی ضعیف کذا فی مجمع الزوائد ۱/ ۱۳۲]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مہاجرین کی ایک جماعت میں ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ہمارے پاس کپڑے بہت کم تھے جس کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے ایک قاری قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم سب اللہ کی کتاب سن رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ بھی بنائے ہیں کہ مجھے اپنے آپ کو ان کے پاس بٹھائے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے پر گول حلقہ بن گیا اور سب نے چہرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر لیے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے علاوہ اور کسی کو نہیں پہچانا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فقراء مہاجرین! تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہیں قیامت کے دن پورا نور حاصل ہوگا اور تم مالداروں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور یہ آدھا دن پانچ سو برس کا ہوگا۔

[اخرجه البیهقی کذا فی البدایة ٦/ ٥٧ و اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ١/ ٣٤٢ اطول منه]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی مسجد میں دو حلقوں پر گذر ہوا۔ ایک حلقہ والے دعا میں اور اللہ سے راز و نیاز کی باتوں میں لگے ہوئے تھے اور دوسرے حلقہ والے دینی علم سیکھ سکھا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں حلقوں والے خیر پر ہیں لیکن ایک حلقہ والے دوسرے سے بہتر ہیں یہ تو اللہ سے دعا کر رہے ہیں اور اس سے راز و نیاز میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر اللہ چاہے گا تو ان کو دے گا اور اگر چاہے گا تو نہیں دے گا۔ یہ دوسرے حلقہ والے سیکھ رہے ہیں اور جسے نہیں آتا اسے سکھا رہے ہیں اور مجھے تو سکھانے والا ہی بنا کر بھیجا گیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آکر ان کے پاس بیٹھ گئے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ١/ ٥٠ واخرجه الدارمی نحوه]

حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ عشاء کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وقت؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ایک ضروری دینی مسئلہ ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھ گئے اور دونوں بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ جب باتوں سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! تہجد کی نماز پڑھ لیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم تو نماز میں ہی تھے۔

[اخرجه عبدالرزاق و ابن ابی شیبة کذا فی الکنز ٥/ ٢٢٨]

حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں علم حاصل کرنے مدینہ آیا۔ میں حضور ﷺ کی مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ لوگ حلقے بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں۔ میں حلقوں کے پاس سے گزرتا رہا اور چلتے چلتے ایک حلقہ کے پاس پہنچا تو اس میں ایک صاحب تھے جن کا رنگ بدلا ہوا تھا اور ان کے جسم پر دو کپڑے تھے۔ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے ابھی سفر سے آئے ہوں۔ میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا رب کعبہ کی قسم! لوگوں سے بیعت لینے والے بادشاہ ہلاک ہو گئے اور مجھے ان کا غم نہیں اور یہ بات انہوں نے کئی مرتبہ کہی۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ کافی دیر تک حدیثیں بیان فرماتے رہے۔ اس کے بعد وہ کھڑے ہو گئے۔ ان کے کھڑے ہونے کے بعد میں نے ان کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ مسلمانوں کے سردار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں ان کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے، ان کا گھر بالکل پرانا سا تھا۔ اس کی شکل و صورت بوسیدہ سی تھی اور ان میں دنیا کی رغبت بالکل نہ تھی۔ بالکل دنیا سے الگ تھلگ تھے۔ ان کی تمام باتیں آپس میں ملتی جلتی تھیں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر مجھ سے پوچھا تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے کہا عراق والوں میں سے۔ انہوں نے فرمایا عراق والے تو مجھ سے بہت زیادہ سوالات کرتے ہیں۔ جب انہوں نے یہ فرمایا تو مجھے غصہ آ گیا اور میں نے گھٹنے کے بل بیٹھ کر اپنے ہاتھ چہرے تک اٹھا لیے اور قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور میں نے دعا کرنی شروع کی۔ اے اللہ! ہم تجھ سے ہی ان لوگوں کی شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے بہت مال خرچ کیا اور اپنے جسموں کو خوب تھکایا اور اپنی سواریوں کو چلایا۔ یہ سب کچھ ہم نے علم حاصل کرنے کے لیے کیا جب ہماری ان سے ملاقات ہوئی تو یہ ہمیں ترش روئی سے ملے اور ہمیں ایسے سخت کلمات کہہ دیئے۔ یہ سن کر حضرت ابی رضی اللہ عنہ رونے لگے اور مجھے راضی کرنے لگے اور فرمانے لگے تیرا بھلا ہو! میرا مطلب یہ نہیں تھا ہرگز نہیں تھا پھر فرمانے لگے اے اللہ! اگر تو نے مجھے آئندہ جمعہ تک زندہ رکھا تو میں نے جو کچھ حضور ﷺ سے سن رکھا ہے وہ سب ضرور بیان کر دوں گا اور کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کروں گا۔ اس کے بعد میں ان کے پاس سے واپس آ گیا اور اگلے جمعہ کا انتظار کرنے لگا، لیکن جمعرات کو میں کسی کام سے باہر آیا تو میں نے دیکھا کہ تمام گلیاں لوگوں سے بھری ہوئی ہیں۔ جس گلی میں جاتا ہوں وہاں لوگ ہی لوگ نظر آتے ہیں۔ میں نے پوچھا ان لوگوں کو کیا ہوا؟ لوگوں

نے کہا ہمارا خیال ہے آپ اجنبی مسافر ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ لوگوں نے کہا مسلمانوں کے سردار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضرت جندب کہتے ہیں میں عراق واپس آیا تو میری ملاقات حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور میں نے انہیں حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی ساری بات بتائی۔ انہوں نے فرمایا ہائے افسوس! کاش وہ زندہ رہ جاتے تا کہ ہمیں ان کی وہ خاص بات پہنچ جاتی۔ [اخرجہ ابن سعد ۳/۵۰۱]

حضرت ہلال بن یساف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں بصرہ آیا اور ایک مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا ایک بڑے میاں جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہیں ایک ستون سے ٹیک لگا کر لوگوں میں حدیث بیان کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہیں۔ [اخرجہ ابن سعد ۴/۲۸۸]

حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایسی زبردست مجلس دیکھی ہے کہ سارے قریش والے اس پر فخر کریں تو بجا ہے۔ یہ واقعی قابل فخر مجلس ہے۔ میں نے ایک دن دیکھا کہ بہت سے لوگ ان کے گھر کے باہر راستہ پر جمع ہیں اور اتنے زیادہ ہیں کہ آنے جانے کی بالکل جگہ نہیں ہے۔ میں نے اندر جا کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا کہ دروازے پر بہت سے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میرے لیے وضو کا پانی رکھو چنانچہ وہ وضو کر کے بیٹھ گئے اور فرمایا باہر جاؤ اور لوگوں میں اعلان کرو کہ جو قرآن اور اس کے حروف اور اس کی کسی چیز کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہے وہ اندر آ جائے چنانچہ میں نے باہر جا کر یہ اعلان کیا تو ایک بہت بڑی تعداد اندر آئی جس سے سارا گھر اور حجرہ بھر گیا اور انہوں نے جو بات بھی پوچھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا اور جتنا انہوں نے پوچھا اتنا بلکہ اس سے کہیں اور زیادہ اپنے پاس سے انہیں بتایا پھر فرمایا اب اپنے دوسرے بھائیوں کو اندر آنے کا موقع دے دو چنانچہ وہ لوگ باہر چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا باہر جا کر اب یہ اعلان کرو کہ جو قرآن کی تفسیر اور شرح کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہے وہ اندر آ جائے چنانچہ میں نے باہر جا کر یہ اعلان کیا تو ایک بہت بڑی تعداد اندر آئی جس سے سارا گھر اور حجرہ بھر گیا اور انہوں نے جو بات بھی پوچھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا اور جتنا ان لوگوں نے پوچھا اتنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنے پاس سے بیان کر دیا پھر فرمایا اب اپنے دوسرے بھائیوں کو اندر آنے کا موقع دے دو چنانچہ وہ لوگ

چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا باہر جا کر اعلان کر دو کہ جو حلال حرام اور فقہی مسائل پوچھنا چاہتا ہے وہ اندر آ جائے چنانچہ میں نے باہر جا کر یہ اعلان کر دیا تو بہت بڑی تعداد اندر آئی جس سے سارا گھر اور حجرہ بھر گیا اور ان لوگوں نے جو بھی پوچھا اس کا انہیں جواب دیا اور اتنا ہی اور اپنے پاس سے بیان کر دیا پھر ان سے فرمایا اب اپنے دوسرے بھائیوں کو موقع دے دو چنانچہ یہ لوگ باہر چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا باہر جا کر یہ اعلان کر دو کہ جو میراث وغیرہ جیسے مسائل پوچھنا چاہتا ہے وہ اندر آ جائے چنانچہ میں نے باہر جا کر یہ اعلان کر دیا تو بہت بڑی تعداد اندر آئی جس سے سارا گھر اور حجرہ بھر گیا اور ان لوگوں نے جو بھی پوچھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا اور اتنا ہی اور اپنے پاس سے بیان کر دیا پھر فرمایا اب اپنے دوسرے بھائیوں کو موقع دے دو چنانچہ وہ لوگ باہر چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا باہر جا کر اعلان کر دو کہ جو عربی لغت' اشعار اور انوکھے کلام کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے وہ اندر آ جائے۔ میں نے باہر جا کر یہ اعلان کر دیا جس پر ایک بہت بڑی تعداد اندر داخل ہوئی جس سے سارا گھر اور حجرہ بھر گیا اور ان لوگوں نے جو بات بھی پوچھی اس کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اور اتنا ہی اور اپنے پاس سے بیان کر دیا اگر سارے قریش حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس مجلس پر فخر کریں تو انہیں فخر کرنے کا حق پہنچتا ہے اور میں نے اس جیسا منظر اور کسی کے ہاں نہیں دیکھا۔

[اخرجه ابو نعيم فی الحلية ١/ ٣٢٠ و اخرجه الحاكم ٣/ ٥٣٨ بنحوه]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہترین مجلس وہ ہے جس میں حکمت کی باتیں بیان کی جائیں۔ [اخرجه الطبرانی فی الكبير كما قال الهيثمی ١/ ١٦٧]

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ بہترین مجلس وہ ہے جس میں خوب حکمت کے موتی بکھیرے جائیں اور رحمت خداوندی کی پوری امید ہو (کیونکہ اس میں ایسے اعمال کئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے) [اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ١/ ٥٠]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں متقی لوگ سردار ہیں اور فقیہ لوگ امت کے رہنما ہیں اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے (ایمان و علم میں) اضافہ ہوتا ہے۔

[اخرجه الطبرانی فی الكبير قال الهيثمی ١/ ١٢٦ ذكر هذا فی حديث طويل و رجاله موثقون]

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیمتی اور کارآمد نصیحت کے طور پر یہ کہا جاتا تھا کہ بڑی عمر

والوں کے پاس بیٹھا کرو اور علماء سے دوستی لگاؤ اور حکمت والے سمجھدار لوگوں سے میل جول رکھو۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کے دینی سمجھ رکھنے کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس کا چلنا اور آنا جانا علم والوں کے پاس ہو۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی جامعه ۱/ ۱۲۶]

ایک روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں اور اس کا بیٹھنا بھی ان کے ساتھ ہو۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۱۱ عن ابی الدرداء مثله]

علمی مجلس کا احترام اور اس کی تعظیم

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ کچھ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کرنے لگے۔ انہیں غصہ آ گیا اور فرمایا میں انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیثیں سنا رہا ہوں جنہیں میری آنکھوں نے دیکھا ہے اور میرے کانوں نے سنا ہے اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہیں (اور حدیث نہیں سن رہے ہیں) غور سے سنو اللہ کی قسم! اب میں تمہارے درمیان میں سے چلا جاؤں گا اور کبھی بھی تمہارے پاس واپس نہیں آؤں گا۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کہاں چلے جائیں گے؟ انہوں نے کہا میں اللہ کے راستے میں جہاد کرنے چلا جاؤں گا۔ میں نے کہا اب جہاد کرنا آپ کے بس میں نہیں ہے کیونکہ نہ آپ گھوڑے پر بیٹھ سکتے ہیں نہ تلوار چلا سکتے ہیں اور نہ نیزہ مار سکتے ہیں (آپ بہت بوڑھے اور کمزور ہو چکے ہیں) انہوں نے فرمایا اے ابو حازم! میں جا کر جہاد کی صف میں کھڑا ہو جاؤں گا کوئی نامعلوم تیر یا پتھر آ کر مجھے لگے گا اور اس طرح اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کا درجہ عطا فرما دیں گے۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۱۵۵ و فیه عبدالحمید بن سلیمان وهو ضعیف]

علماء اور طلباء کے آداب

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش کا ایک جوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت دے دیں تمام لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اسے ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے ایسی بات نہ کہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذرا قریب آ جاؤ۔

وہ حضور ﷺ کے قریب آ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم زنا کو اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا بالکل نہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہ ہی دوسرے لوگ اسے اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا بالکل نہیں اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اور نہ ہی اور لوگ اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند کرتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے اپنی بہن کے لیے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا بالکل نہیں اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اور نہ ہی دوسرے لوگ اسے اپنی بہنوں کے لیے پسند کرتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں بالکل نہیں اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے حضور ﷺ نے فرمایا اور نہ ہی دوسرے لوگ اسے پھوپھیوں کے لیے پسند کرتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے اپنی خالہ کے لیے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا بالکل نہیں۔ اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اور نہ ہی دوسرے لوگ اسے اپنی خالاؤں کے لیے پسند کرتے ہیں پھر حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھ کر یہ دعا مانگی اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما اور اس کے دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے سمجھانے اور دعا فرمانے کے بعد اس جوان کی توجہ اس طرف سے بالکل ہٹ گئی۔ [اخرجہ احمد و الطبرانی قال الهیثمی ۱/ ۱۲۹ رواہ احمد و الطبرانی فی الکبیر و رجالہ رجال الصحیح]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو اسے تین مرتبہ کہتے تاکہ سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں۔

[اخرجہ الطبرانی فی الکبیر و اسنادہ حسن کما قال الهیثمی ۱/ ۱۲۹]

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ والوں کے واعظ حضرت ابن ابی سائب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تین کاموں میں میری بات مانو ورنہ میں تم سے سخت لڑائی کروں گی۔ حضرت ابن ابی سائب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا وہ تین کام کیا ہیں؟ اے ام المومنین! میں آپ کی بات ضرور مانوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پہلی بات یہ ہے کہ تم دعا میں بہ تکلف قافیہ بندی سے

بچو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس طرح قصداً نہیں کیا کرتے تھے اور دوسری بات یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک دفعہ لوگوں میں بیان کیا کرو اور زیادہ کرنا چاہو تو دو دفعہ ورنہ زیادہ سے زیادہ تین دفعہ کیا کرو اس سے زیادہ نہ کرو ورنہ لوگ (اللہ کی) اس کتاب سے اکتا جائیں گے اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہ کرنا کہ تم کسی جگہ جاؤ اور وہاں والے آپس میں بات کر رہے ہوں اور تم ان کی بات کاٹ کر اپنا بیان شروع کر دو بلکہ انہیں اپنی بات کرنے دو اور جب وہ تمہیں موقع دیں اور کہیں تو پھر ان میں بیان کرو۔

[اخرجه احمد قال الهیثمی ۱/ ۱۹۱ رواه احمد و رجاله رجال الصحیح و رواه ابو یعلی بنحوه]

حضرت شقیق بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا مجھے خبر مل جاتی ہے کہ آپ لوگ باہر بیٹھے ہیں لیکن بعض دفعہ میں جان بوجھ کر آپ لوگوں کے پاس باہر نہیں آتا تاکہ میرے زیادہ بیانات اور زیادہ حدیثیں سنانے کی وجہ سے آپ لوگ اکتا نہ جائیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعظ اور بیان میں ہمارا خیال فرماتے تھے تاکہ ہم اکتا نہ جائیں۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۱/ ۱۰۵]

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک آدمی پر گذر ہوا جو ایک قوم میں وعظ کہہ رہا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے وعظ و نصیحت کرنے والے! لوگوں کو (اللہ کی رحمت سے) ناامید نہ کرنا۔ [عند الطبرانی فی الکبیر و رجاله رجال الصحیح ولکن الاعمش لم یدرك ابن مسعود کما قال الهیثمی ۱/ ۱۹۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں دین کی سمجھ رکھنے والا حقیقی عالم نہ بتاؤں؟ یہ وہ عالم ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی انہیں کھلی چھٹی دے اور نہ انہیں اللہ کی پکڑ سے بے خوف اور بے فکر ہونے دے اور نہ قرآن کے علاوہ کسی اور چیز میں ایسا لگے کہ قرآن چھوٹ جائے۔ اس عبادت میں خیر نہیں ہے جس میں دینی علم نہ ہو اور اس دینی علم میں خیر نہیں ہے جسے آدمی سمجھا نہ ہو یا جس کے ساتھ پرہیزگاری نہ ہو اور قرآن کی اس تلاوت میں کوئی خیر نہیں جس میں انسان قرآن کے معنی اور مطلب میں غور و فکر نہ کرے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۷۷ و ابن عساکر و غیرهم کذا فی الکنز العمال، ۵/ ۲۳۱ و اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۲/ ۴۴ مرفوع نحوه ثم قال لایاتی هذا الحدیث

مرفوعا الامن ھذا الوجہ و اکثرھم یوقفونہ علی علی۔ انتھی]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجا تو ان دونوں کو یہ ہدایات دیں کہ آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا اور ایک دوسرے کی بات ماننا اور لوگوں کو خوشخبریاں سنانا اور لوگوں کو مت بھگانا چنانچہ (یمن جا کر) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا اور انہیں اسلام لانے کی اور دینی سمجھ حاصل کرنے کی اور قرآن پڑھنے پڑھانے کی ترغیب دی اور فرمایا میں تمہیں جنت والے اور دوزخ والے بتادیتا ہوں جب کسی آدمی کا بھلائی کے ساتھ ذکر ہو تو سمجھ لو کہ وہ جنت والوں میں سے ہے اور جب کسی کا برائی کے ساتھ ذکر ہو تو سمجھ لو وہ دوزخ والوں میں سے ہے۔

[اخرجہ الطبرانی فی الاوسط قال الھیثمی ۱/ ۱۶۲ و رجالہ موثقون]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب آپس میں بیٹھا کرتے تھے تو ان کی باتیں دینی امور کے بارے میں ہی ہوتی تھیں یا پھر خود کوئی سورت پڑھتے یا کسی کو پڑھاتے۔

[اخرجہ الحاکم ۱/ ۹۴ قال الحاکم ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم و وافقہ الذھبی]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آدمی علم کے اعلیٰ مرتبہ پر اس وقت ہوگا جب اپنے سے اوپر والے سے حسد نہ کرے اور اپنے سے نیچے والے کو حقیر نہ سمجھے اور علم کے بدلہ میں کوئی قیمت نہ چاہے۔ [اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ۱/ ۳۰۶]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خود علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اور علم کے لیے وقار اور سکون و اطمینان سیکھو اور جس سے علم سیکھو اس کے سامنے بھی تواضع اختیار کرو اور جسے علم سکھاؤ اس کے سامنے بھی تواضع اختیار کرو اور متکبر عالم نہ بنو۔ اس طرح تمہارا جہل تمہارے علم کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا بلکہ ختم ہو جائے گا۔ [اخرجہ ابن عبدالبر فی جامع العلم ۱/ ۱۳۵ واخرجہ احمد فی الزھد و البیھقی و ابن ابی شیبۃ وغیرھم کما فی الکنز ۵/ ۲۲۸ وفی نقلہ علمکم بجھلکم]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (تمہیں سکھانے والے) عالم کا یہ حق ہے کہ تم اس سے سوال زیادہ نہ کرو اور اسے جواب دینے کی مشقت میں نہ ڈالو یعنی اسے مجبور نہ کرو اور جب وہ تم سے منہ دوسری طرف پھیر لے تو پھر اس پر اصرار نہ کرو اور جب وہ تھک جائے تو اس کے کپڑے نہ پکڑو

اور نہ ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرو اور نہ آنکھوں سے اور اس کی مجلس کا کچھ نہ پوچھو اور اس کی لغزشیں تلاش نہ کرو اور اگر اس سے کوئی لغزش ہو جائے تو تم اس کا لغزش سے رجوع کا انتظار کرو اور جب وہ رجوع کر لے تو اسے قبول کر لو اور یہ بھی نہ کہو کہ فلاں نے آپ کی بات کے خلاف بات کہی ہے اور اس کے کسی راز کا افشاء نہ کرو اور اس کے پاس کسی کی غیبت نہ کرو اس کے سامنے اور اس کی پیٹھ پیچھے دونوں حالتوں میں اس کے حق کا خیال کرو اور تمام لوگوں کو سلام کرو لیکن اسے بھی خاص طور سے کرو اور اس کے سامنے بیٹھو اگر اسے کوئی ضرورت ہو تو دوسروں سے آگے بڑھ کر اس کی خدمت کرو اور اس کے پاس جتنا وقت بھی تمہارا گذر جائے تنگ دل نہ ہونا کیونکہ یہ عالم کھجور کے درخت کی طرح ہے جس سے ہر وقت کسی نہ کسی فائدے کے حاصل ہونے کا انتظار رہتا ہے اور یہ عالم اس روزہ دار کے درجہ میں ہے جو اللہ کے راستہ میں جہاد کر رہا ہو جب ایسا عالم مر جاتا ہے تو اسلام میں ایسا شگاف پڑ جاتا ہے جو قیامت تک پر نہیں ہو سکتا اور آسمان کے ستر ہزار مقرب فرشتے طالب علم کے ساتھ (اکرام کے لئے) چلتے ہیں۔

[اخرجه المرهبى و ابن عبدالبر فى جامع العلم كذا فى الكنز ۵/ ۲۴۲ والمنتخب ۴/ ۴۳ واخرجه الخطيب فى الجامع عن على بمعناه مختصراً كما فى الكنز ۵/ ۲۲۹]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ام ولد باندی حضرت جمیلہ رحمہا اللہ کہتی ہیں کہ جب حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے اے لونڈیا! ذرا خوشبو لانا تا کہ میں اپنے ہاتھوں کو لگا لوں یہ ثابت کی ماں کا بیٹا یعنی خود حضرت ثابت' جب تک میرے دونوں ہاتھوں کو چوم نہیں لے گا اس وقت تک راضی نہیں ہوگا۔

[اخرجه ابو يعلى قال الهيثمى ۱/ ۱۳۰ و جميلة هذه لم ارمن لم ترجمها]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک بات پوچھنا چاہتا تھا لیکن ان کے رعب اور ہیبت کی وجہ سے میں ان سے دو سال تک نہ پوچھ سکا یہاں تک کہ کسی سفر حج یا عمرہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی ضرورت کے لیے مرالظہران کی وادی میں اراک مقام پر اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ گئے اور مجھے تنہائی کا موقع مل گیا تو میں نے کہا اے امیر المومنین! میں آپ سے دو سال سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں لیکن صرف آپ کی ہیبت کی وجہ سے نہ پوچھ سکا۔ انہوں نے فرمایا ایسا مت کرو۔ جب کسی بات کا مجھ سے پوچھنے کا ارادہ ہوا کرے تو فوراً

پوچھ لیا کرو اگر مجھے وہ بات معلوم ہوگی تو میں تمہیں بتا دوں گا ورنہ کہہ دوں گا کہ مجھے معلوم نہیں۔ پھر تم اس آدمی سے پوچھ لینا جو اسے جانتا ہو۔ میں نے کہا وہ دو عورتیں کون ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (سورۃ تحریم میں) فرمایا ہے کہ وہ دونوں حضور ﷺ کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی مددگار بنی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں۔ اس کے بعد اور لمبی حدیث ذکر کی ہے۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۱/ ۱۱۲]

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن آپ سے ڈر بھی لگتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے بھتیجے! مجھ سے ضرور پوچھ لو۔ میں نے عرض کیا جب غزوہ تبوک میں حضور ﷺ اپنے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر گئے تھے تو ان سے کیا فرمایا تھا؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا تھا اے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جاؤ جیسے کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے (کوہ طور پر جاتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو پیچھے چھوڑ گئے تھے)

[اخرجه ابن عبدالبر ایضاً و اخرجه ابن سعد ۳/ ۲۴ عن سعید نحوه مع زیادات]

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا پانی کے ایک چشمہ پر گذر ہوا۔ اس چشمہ والوں نے ان سے میراث کے بارے میں پوچھا تو حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں لیکن تم لوگ میرے ساتھ کسی کو بھیج دو میں معلوم کر کے اسے جواب بتا دوں گا چنانچہ چشمہ والوں نے ان کے ساتھ ایک آدمی بھیج دیا۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو عالم اور فقیہ بننا چاہتا ہے اسے ایسے ہی کرنا چاہئے جیسے کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کیا۔ ان سے ایسی بات پوچھی گئی جو انہیں معلوم نہیں تھی تو یوں کہہ دیا اللہ اعلم اللہ جانتے ہیں (میں نہیں جانتا)۔

[اخرجه ابن سعد كذا فی الكنز ۵/ ۲۴۱]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اولاد کی میراث کے بارے میں پوچھا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ کسی نے ان سے کہا آپ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے فرمایا ابن عمر سے وہ چیز پوچھی گئی جو اسے معلوم نہیں اس نے کہہ دیا

میں نہیں جانتا (ٹھیک تو کیا)۔[اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۲/ ۵۲]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ جب وہ پوچھنے والا پشت پھیر کر چل پڑا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ سے کہا ابن عمر سے ایسی چیز پوچھی گئی جو اسے معلوم نہیں تو اس نے کہہ دیا مجھے معلوم نہیں۔[عن ابن سعد ۴/ ۱۴۴]

حضرت عقبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مسلسل چونتیس مہینے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحبت میں رہا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آپ سے کوئی چیز پوچھی جاتی تو آپ کہہ دیتے میں نہیں جانتا اور پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے کیا تم جانتے ہو یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ یہ لوگ ہماری پشتوں کو جہنم تک جانے کے لیے پل بنانا چاہتے ہیں۔[اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۲/ ۵۴]

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ لوگ یہ سمجھے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا سوال ہی نہیں سنا' اس لیے اس آدمی نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا آپ نے میرا سوال نہیں سنا؟ انہوں نے فرمایا سنا ہے لیکن شاید آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ لوگ ہم سے جو کچھ پوچھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سے اس کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا۔ اللہ تم پر رحم کرے ہمیں ذرا مہلت دو تا کہ ہم تمہارے سوال کے بارے میں سوچ لیں۔ اگر ہمیں اس کا کوئی جواب سمجھ میں آ گیا تو ہم تمہیں بتا دیں گے اور اگر نہ آیا تو تمہیں بتا دیں گے کہ ہمیں معلوم نہیں۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۶۸]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! جس آدمی سے ایسی بات پوچھی جائے جو اسے معلوم ہے تو وہ بتا دے اور جسے معلوم نہیں ہے وہ کہہ دے اللہ زیادہ جانتا ہے (میں نہیں جانتا) کیونکہ یہ بھی علم میں سے ہے کہ جس بات کو آدمی نہیں جانتا اس کے بارے میں کہہ دے کہ اللہ زیادہ جانتا ہے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے:

﴿قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ [سورۃ ص آیت ۸۶]

''آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن (کی تبلیغ) پر نہ کچھ معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں سے ہوں۔'' [اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۲/ ۵۱]

حضرت عبداللہ بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا مجھے معلوم نہیں پھر فرمایا اس بول سے میرے جگر کو بہت زیادہ ٹھنڈک پہنچی ہے کہ مجھ سے ایسی بات پوچھی گئی جو مجھے معلوم نہیں اور میں نے کہہ دیا مجھے معلوم نہیں۔

[اخرجه سعدان بن نصر كذا فى الكنز ۵/ ۲۴۱ واخرجه الدارمى عن ابى البخترى وزاذان عن على مقتصرا علىٰ قوله كما فى الكنز ۵/ ۲۴۳]

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب کوئی عالم میں نہیں جانتا کہنا چھوڑ دیتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ اپنی ہلاکت کی جگہ پر پہنچ گیا ہے۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی عالم میں نہیں جانتا کہنے سے چوک جائے تو سمجھ لو کہ وہ اپنی ہلاکت کی جگہ پر پہنچ گیا ہے۔ [اخرجه ابو داؤد فى تصنيفه لحديث مالك كذا فى جامع بيان العلم ۲/ ۵۵۴ اخرجه ابن السمعانى كذا فى الكنز ۵/ ۲۴۱]

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو حدیثیں سناتے اور جب دیکھتے کہ یہ تھک گئے ہیں اور اکتا گئے ہیں تو انہیں پودے لگانے میں مشغول کر دیتے۔

[اخرجه ابن السمعانى كذا فى الكنز ۵/ ۲۴۱]

حضرت عبداللہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں کا مہر چالیس اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) سے زیادہ مقرر نہ کرو چاہے ذی الغصہ قیس بن حصین حارثی (جیسے سردار) کی بیٹی کیوں نہ ہو جو اس سے زیادہ مقرر کرے گا میں وہ زائد رقم لے کر بیت المال میں جمع کر دوں گا۔ اس پر عورتوں کی صف میں سے ایک عورت کھڑی ہوئی جس کا قد لمبا تھا اور ناک چپٹی تھی اور اس نے کہا آپ کو ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں؟ اس عورت نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ [سورة النساء آيت ۲۰]

''اور تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ بھی مت لو۔''

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا عورت نے ٹھیک کہا مرد نے غلطی کی یعنی عمر نے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فى جامع العلم ۱/ ۱۳۱]

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ

پوچھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا کچھ جواب دیا اس آدمی نے کہا اے امیر المومنین! مسئلہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس طرح ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا تم نے ٹھیک کہا میری بات غلط تھی۔

﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ [سورة يوسف آيت ٧٦]

''اور ہر جاننے والے کے اوپر اس سے زیادہ جاننے والا ہوتا ہے۔''

حضرت سعید بن مسیبؒ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کا آپس میں کسی مسئلہ میں اتنا جھگڑا ہو جاتا تھا کہ دیکھنے والا یوں سمجھتا تھا کہ اب شاید یہ دونوں کبھی آپس میں اکٹھے نہیں ہوں گے لیکن وہ دونوں جب اس مجلس سے اٹھتے تو ایسے لگتا کہ کوئی بات ہوئی ہی نہیں تھی بالکل ٹھیک ٹھاک ہوتے۔

[اخرجه الخطيب فى رواة مالك كذا فى الكنز ۵/ ۲۴۱]

آدمی کا اس وجہ سے علم کی مجلس میں آنا چھوڑ دینا تا کہ دوسرے لوگ علم حاصل کر سکیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارہ سواروں کی جماعت میں (اپنی بستی سے) چلا اور سفر کر کے مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ٹھہر گئے میرے ساتھیوں نے کہا ہمارے اونٹ کون چرائے گا تا کہ (وہ تو ہمارے اونٹ لے کر چلا جائے اور فارغ ہو کر) ہم جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کی روشنی حاصل کر سکیں اور شام کو جب وہ اونٹ چرا کر واپس آئے گا تو ہم نے جو کچھ دن بھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو گا وہ سب اسے بتا دیں گے؟ میں اونٹ چرانے کے لیے تیار ہو گیا اور چند دن اونٹ چراتا رہا پھر میں نے دل میں سوچا کہ کہیں میرا نقصان تو نہیں ہو رہا کیونکہ میرے ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حدیثیں سنتے ہیں جو میں نہیں سنتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کچھ سیکھ رہے ہیں جو میں نہیں سیکھ رہا چنانچہ ایک دن (میں اونٹ لے کر نہ گیا اور دوسرے ساتھی اپنے اپنے اونٹ لے کر گئے اور) میں مجلس میں حاضر ہوا تو میں نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پورا وضو کرے گا وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک صاف ہو جائے گا جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔ میں یہ فضیلت سن کر بہت خوش ہوا

اور واہ واہ کرنے لگا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ارے میاں اگر تم اس سے پہلے والا کلام سن لیتے تو اور زیادہ حیران ہوتے۔ میں نے کہا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے ذرا مجھے وہ کلام تو سنا دیں۔ انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے سارے دروازے کھول دیں گے کہ جس سے چاہے داخل ہو جائے اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے منہ پھیر لیا اور تین مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی فرمایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی مرتبہ بھی ایسے ہی کیا تو میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھ سے کیوں منہ پھیر رہے ہیں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہیں ایک آدمی (کا مجلس میں آنا) زیادہ پسند ہے یا بارہ (کا) جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں اسی وقت اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا۔ [اخرجه ابن عساكر كذا فى الكنز ۱/ ۷۷ و اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۹/ ۳۰۷ نحوه]

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ثقیف کے وفد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر اپنے نئے جوڑے پہنے میرے ساتھیوں نے کہا ہماری سواریوں کو کون تھام کر رکھے گا؟ لیکن سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فوراً حاضری دینے کا شوق تھا اور کوئی بھی اس کام کے لیے ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا۔ میں ان سب میں چھوٹا تھا میں نے کہا اگر آپ لوگ چاہیں تو میں سواریوں کے لیے یہاں ٹھہرنے کے لیے تیار ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ جب آپ لوگ اندر سے باہر آ جائیں تو پھر آپ لوگوں کو میری سواری کی وجہ سے یہاں رکنا ہوگا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے اور وہ سب اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے اور وہاں سے فارغ ہو کر باہر واپس آئے اور کہنے لگے آؤ چلیں میں نے کہا' کہاں؟ تمہارے گھر' میں نے کہا میں نے اپنے گھر سے اتنا سفر کیا لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دیئے بغیر میں واپس چلا جاؤں حالانکہ آپ لوگوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا جیسے کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ اس پر ساتھیوں نے کہا اچھا جلدی کرو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر بات پوچھ آئے ہیں تمہیں اب کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے لیے اللہ سے دعا

فرما دیں کہ مجھے علم اور دین کی سمجھ عطا فرما وے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے کیا کہا؟ میں نے اپنی درخواست دوبارہ پیش کی تو حضور ﷺ نے فرمایا تم نے ایسی فرمائش کی ہے کہ ویسی تمہارے ساتھیوں میں سے کسی نے نہیں کی۔ جاؤ اب تم ہی اپنے ان ساتھیوں کے بھی امیر ہو اور تمہاری قوم میں سے جو بھی تمہارے پاس آئے تم اس کے امیر ہو۔ آگے اور حدیث بھی ذکر کی ہے۔

[اخرجه الطبراني قال الهيثمي ۹/ ۳۷۱ رواه الطبراني و رجاله رجال الصحيح غير حكيم بن عباد وقد وثق]

دوسری مختصر روایت میں یہ ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ کے پاس ایک قرآن رکھا ہوا تھا وہ میں نے حضور ﷺ سے مانگا حضور ﷺ نے مجھے عطا فرما دیا۔

علم کا پڑھنا پڑھانا اور علم کو آپس میں دہرانا اور کن چیزوں کا پوچھنا مناسب ہے اور کن کا مناسب نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوتے تھے اور کبھی ہماری تعداد ساٹھ تک بھی ہو جاتی تھی۔ حضور ﷺ ہم لوگوں میں حدیث بیان فرماتے پھر اپنی کسی ضرورت سے اندر تشریف لے جاتے ہم لوگ بیٹھ کر اسے آپس میں اتنا دہراتے کہ جب وہاں سے اٹھتے تو وہ حدیث ہمارے دل میں پختہ ہو چکی ہوتی۔

[اخرجه ابو يعلى قال الهيثمي ۱/ ۱۶۱ وفيه يزيد الرقاشي وهو ضعيف]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو ہم سب آپ کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ ہم میں سے کوئی آپ ﷺ سے قرآن کے بارے میں، کوئی فرائض کے بارے میں اور کوئی خواب کی تعبیر پوچھتا۔ [اخرجه الطبراني في الكبير قال الهيثمي ۱/ ۱۵۹ وفيه محمد بن عمر الرومي ضعفه ابو داؤد و ابو زرعة وثقه ابن حبان]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس جب ان کے ساتھی آیا کرتے تو ان سے فرمایا کرتے کہ مل کر پڑھا کرو، بشارتیں سنایا کرو اور (علم کو) بڑھاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری خیر کو بڑھائے اور تم سے محبت کرے اور جو تم سے محبت کرتا ہے اس سے بھی محبت کرے اور مسائل کو ہمارے سامنے دہراتے رہا کرو کیونکہ مسائل کے آخری حصے کا ثواب پہلے حصے کی طرح ہے اور اپنی گفتگو میں

استغفار شامل کر لیا کرو۔ [اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۱۶۱ و رجاله موثقون]

حضرت ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں حدیثیں لکھ کر دے دیں۔ فرمایا ہرگز لکھ کر نہیں دیں گے۔ ہم ہرگز حدیث کو قرآن نہیں بنائیں گے بلکہ تم ہم سے حدیثیں ایسے لو جیسے ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (بغیر لکھے ہوئے زبانی) لی تھیں اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حدیثیں آپس میں دہرایا کرو کیونکہ اس طرح پختہ یاد ہو جاتی ہیں۔

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۱/ ۱۶۱ و رجاله رجال الصحیح]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا حدیثوں کا آپس میں مذاکرہ کرتے رہا کرو اس سے حدیثیں اچھی طرح یاد ہو جاتی ہیں۔ [اخرجه الحاکم ۱/ ۹۴ و ابن عبدالبر فی جامع العلم ۱/ ۱۱۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حدیثوں کا آپس میں مذاکرہ کرتے رہا کرو کیونکہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمام حدیثیں بھول جاؤ گے۔

[اخرجه الحاکم ۱/ ۹۵ واخرجه ابن ابی شیبة کما فی جامع العلم ۱/ ۱۰۱ عن علی مثله]

ابن عبدالبر کی روایت کے شروع میں یہ بھی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے رہا کرو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا حدیثوں کا آپس میں مذاکرہ کرتے رہو کیونکہ مذاکرہ کرنے سے حدیثیں زندہ رہتی ہیں یعنی یاد رہتی ہیں۔ [اخرجه الحاکم ۱/ ۹۵]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم کا پڑھنا پڑھانا نفل نماز کا ثواب دلاتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا رات کے کچھ حصے میں علم کا آپس میں مذاکرہ کرنا مجھے رات بھر عبادت کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ [عند ابن عبدالبر فی العلم ۱/ ۲۲]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوالحسن! کئی مرتبہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود ہوتے تھے اور ہم غائب ہوتے تھے اور کبھی ہم موجود ہوتے تھے اور آپ غیر حاضر۔ تین باتیں میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا آپ کو وہ معلوم ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ تین باتیں کیا ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آدمی کو ایک آدمی سے محبت ہوتی ہے حالانکہ اس نے اس میں کوئی خیر کی

بات نہیں دیکھی ہوتی اور ایک آدمی کو ایک آدمی سے دوری ہوتی ہے حالانکہ اس نے اس میں کوئی بری بات نہیں دیکھی ہوتی اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں اس کا جواب مجھے معلوم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسانوں کی روحیں ازل میں ایک جگہ اکٹھی رکھی ہوئی ہیں وہاں وہ ایک دوسرے کے قریب آ کر آپس میں ملتی ہیں جن میں وہاں آپس میں تعارف ہو گیا ان میں یہاں دنیا میں الفت ہو جاتی ہے اور جن میں وہاں اجنبیت رہی ہو یہاں دنیا میں ایک دوسرے سے الگ رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ایک بات کا جواب مل گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آدمی حدیث بیان کرتا ہے کبھی اسے بھول جاتا ہے کبھی یاد آ جاتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جیسے چاند کا بادل ہوتا ہے ایسے دل کے لیے بھی بادل ہے۔ چاند خوب چمک رہا ہوتا ہے بادل اس کے سامنے آ جاتا ہے تو اندھیرا ہو جاتا ہے اور جب بادل ہٹ جاتا ہے چاند پھر چمکنے لگتا ہے۔ ایسے ہی آدمی ایک حدیث بیان کرتا ہے وہ بادل اس پر چھا جاتا ہے تو وہ حدیث بھول جاتا ہے اور جب اس سے بادل ہٹ جاتا ہے تو اسے وہ حدیث یاد آ جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو باتوں کا جواب مل گیا تیسری بات یہ ہے کہ آدمی خواب دیکھتا ہے تو کوئی خواب سچا ہوتا ہے کوئی جھوٹا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں اس کا جواب بھی مجھے معلوم ہے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو بندہ یا بندی گہری نیند سو جاتا ہے تو اس کی روح کو عرش تک چڑھایا جاتا ہے جو روح عرش پر پہنچ کر جاگتی ہے اس کا خواب تو سچا ہوتا ہے اور جو اس سے پہلے جاگ جاتی ہے اس کا خواب جھوٹا ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ان تین باتوں کی تلاش میں ایک عرصہ سے لگا ہوا تھا' اللہ کا شکر ہے کہ میں نے مرنے سے پہلے ان کو پالیا۔

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۱/ ۱۶۲ و فیه ازهر بن عبدالله قال العقیلی حدیثه غیر محفوظ عن ابن عجلان و هذا الحدیث یعرف من حدیث اسرائیل عن ابی اسحق عن الحارث عن علی موقوفا و بقیة رجاله موثقون۔ انتهی]

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تنہائی میں بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے دل میں کچھ سوچ رہے تھے پھر آدمی بھیج کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا جب وہ آ گئے تو ان سے فرمایا اس امت میں کیسے اختلاف ہو سکتا ہے جب کہ ان کی کتاب ایک،

ہے اور ان کا نبی ایک ہے اور ان کا قبلہ ایک ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! ہم پر قرآن نازل ہوا ہم نے اسے پڑھا اور ہمیں معلوم ہے کہ قرآن کی یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن ہمارے بعد کے لوگ قرآن تو پڑھیں گے لیکن انہیں یہ نہیں معلوم ہوگا کہ یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی ہے اس طرح ہر جماعت کی اس بارے میں الگ الگ رائے ہوگی جب ہر جماعت کی الگ الگ رائے ہوگی تو ان میں اختلاف ہو جائے گا اور جب ان میں آپس میں اختلاف ہو جائے گا تو پھر آپس میں لڑ پڑیں گے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان پر برسے اور انہیں خوب ڈانٹا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو بات کہی تھی وہ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سمجھ آ گئی تو انہیں بلایا اور ان سے فرمایا وہ اپنی بات ذرا دوبارہ کہنا۔ [اخرجه سعيد بن منصور و البيهقى و الخطيب فى الجامع كذا فى الكنز ۱/ ۲۸۸]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج رات میں نے ایک آیت پڑھی جس کی وجہ سے مجھے ساری رات نیند نہیں آئی۔ وہ آیت یہ ہے:

﴿اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ﴾ [سورة بقره آيت ۲۶۶]

''بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا۔ اس کے (درختوں کے) نیچے نہریں چلتی ہوں اس شخص کے یہاں اس باغ میں اور بھی ہر قسم کے (مناسب) میوے ہوں اور اس شخص کا بڑھاپا آ گیا ہو اور اس کے اہل و عیال بھی ہوں جن میں (کمانے کی) قوت نہیں۔ سو اس باغ پر ایک بگولا آوے جس میں آگ (کا مادہ) ہو پھر وہ باغ جل جاوے۔''

میں ساری رات یہ سوچتا رہا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں کیا کہنا چاہتے ہیں اس سے مراد کیا ہے؟ ایک آدمی نے کہا اللہ زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ اللہ زیادہ جانتے ہیں لیکن میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ اگر آپ لوگوں میں سے کسی کو کچھ معلوم ہے یا اس نے اس بارے میں کچھ سن رکھا ہے تو وہ بتا دے اور لوگ تو خاموش رہے لیکن میں نے دھیمی آواز سے کچھ کہا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہو اے میرے بھتیجے! کہو اپنے آپ کو اتنا کم درجہ کا نہ سمجھو میں نے کہا اس مثال سے مراد عمل ہے انہوں نے فرمایا عمل مراد لینے کی کیا دلیل ہے؟ میں نے کہا (دلیل تو کوئی نہیں ہے لیکن) میرے دل میں یہ بات آئی ہے جو میں نے

کہہ دی ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے چھوڑ کر خود تفسیر کرنے لگے اور فرمایا اے میرے بھتیجے! تم نے ٹھیک کہا واقعی اس سے عمل ہی مراد ہے۔ ابن آدم جب بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کے اہل و عیال زیادہ ہو جاتے ہیں تو اسے اپنے باغ کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے ہی قیامت کے دن اسے عمل کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی۔ اے میرے بھتیجے! تم نے بالکل ٹھیک کہا۔

[اخرجه عبد بن حميد و ابن المنذر و اخرجه ايضاً ابن المبارك و ابن جرير و ابن ابى حاتم والحاكم بمعناه مختصراً كما فى الكنز ۱/ ۲۳۴ وصححه الحاكم ۳/ ۵۴۲ على شرط الشيخين]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے غزوہ بدر میں شریک ہونے والے بڑے بوڑھوں کے ساتھ اپنی مجلس میں شریک فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اس نوجوان کو ہمارے ساتھ شریک کرتے ہیں حالانکہ اس جتنے تو ہمارے بیٹے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو تم جانتے ہو۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی بلایا اور مجھے بھی بلایا۔ میں سمجھ گیا کہ مجھے صرف اس لیے بلایا ہے تاکہ وہ لوگ میری (علمی) حیثیت دیکھ لیں اور فرمایا آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہتے ہیں اور پھر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ سے لے کر آخر تک ساری سورۃ پڑھی ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح (مع اپنے آثار کے) آ پہنچے (یعنی واقع ہو جائے) اور (آثار جو اس پر متفرع ہونے والے ہیں یہ ہیں کہ) آپ لوگوں کو اللہ کے دین (یعنی اسلام) میں جوق در جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجئے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' ان میں سے کسی نے کہا اللہ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے اور ہمیں فتح نصیب ہو جائے تو ہم اس کی تعریف کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں اور کسی نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ بعضوں نے کچھ نہیں کہا بلکہ خاموش رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اے ابن عباس! کیا تم بھی ایسے ہی کہتے ہو؟ میں نے کہا نہیں انہوں نے فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے اور تم لوگوں کو دیکھ لو تو یہ آپ کے دنیا سے جانے کے قریب آنے کی نشانی ہے لہٰذا آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اس سے مغفرت طلب کیجئے وہ بڑا توبہ قبول

کرنے والا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بھی اس سورۃ کے بارے میں اتنا ہی معلوم ہے جتنا تمہیں معلوم ہے۔ [اخرجه سعيد بن منصور و ابن سعيد و ابو يعلى و ابن جرير و ابن المنذر و الطبرانى وابن مردويه و ابو نعيم والبيهقى فى الدلائل كذا فى الكنز ١/ ٢٧٦ واخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٣١٧ نحوه و اخرجه الحاكم ٣/ ٣٥٩ عن ابن عباس قال كان عمر رضی اللہ عنہ ليلنى مع اصحاب النبى صلی اللہ علیہ وسلم فقال له عبدالرحمن بن عوف اتساله فذكر نحوه مختصراً ثم قال هذا حديث صحيح على شرط الشيخين و وافقه الذهبى]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾

[سورۃ مائدہ آیت ۱۰۱]

”اے ایمان والو! ایسی (فضول) باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کر دی جاویں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہوں۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچھ مہاجرین کو اپنے نسب میں کچھ شبہ تھا ایک دن یہ لوگ آپس میں کہنے لگے اللہ کی قسم! ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہمارے نسب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کچھ قرآن نازل فرمادیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جو تم نے ابھی پڑھی تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا تمہارے یہ ساتھی یعنی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اگر امیر بن گئے تو یہ زاہد تو ہوں گے لیکن مجھے خود بینی کا ڈر ہے کہ کہیں اس میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! ہمارے ساتھی (کے فضائل اور درجے) کو تو آپ جانتے ہیں اللہ کی قسم! آپ کیا فرما رہے ہیں؟ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد) ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور جتنے دن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو شادی کا پیغام دینا چاہا تھا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرانی ہوئی تھی۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی نافرمانی کے قصے میں فرمایا ہے:

﴿وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا﴾ [سورۃ طه آیت ۱۱۵]

''ہم نے (اس حکم کے اہتمام میں) ان میں پختگی (اور ثابت قدمی) نہ پائی۔''

ایسے ہی ہمارے ساتھی نے حضور ﷺ کو ناراض کرنے میں پختگی نہ دکھائی (بلکہ جونہی پتہ چلا کہ یہ کام حضور ﷺ کو پسند نہیں ہے انہوں نے فوراً اس ارادہ کو چھوڑ دیا) اور یہ تو دل کے وہ خیالات ہیں جن کے آنے کو کوئی روک نہیں سکتا اور اللہ کے دین کی سمجھ رکھنے والے فقیہ اور اللہ کے احکام کے جاننے والے عالم سے بھی کبھی لغزش ہو جاتی ہے لیکن جب اسے اس پر متنبہ کیا جائے تو فوراً اسے چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس! جو یہ چاہتا ہے کہ تمہارے (علوم کے) سمندروں میں گھس کر تمہارے ساتھ غوطہ لگائے اور گہرائی تک جا پہنچے وہ ایسا کام کرنا چاہتا ہے جو اس کے بس میں نہیں (یعنی تم نے اپنے دلائل سے مجھے لاجواب کر دیا ہے) [اخرجه الزبير بن بكار فى الموفقيات كذا فى المنتخب ۵/ ۲۲۹]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں سامنے سے مقصورہ والے حضرت خباب رحمۃ اللہ علیہ ظاہر ہوئے اور کہنے لگے اے عبداللہ بن عمر! کیا آپ نے وہ حدیث سنی ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو گھر سے ہی جنازہ کے ساتھ چلے اور اس کی نماز جنازہ پڑھے اور پھر دفن تک اس کے پیچھے رہے اس کو دو قیراط اجر ملے گا۔ ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے اور جو نماز جنازہ پڑھ کر واپس آ جائے اس کو احد پہاڑ کے برابر اجر ملے گا یعنی ایک قیراط اجر ملے گا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کہ ان سے حضرت ابو ہریرہ کی اس حدیث کے بارے میں پوچھو اور وہ جو جواب دیں وہ آ کر بتاؤ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک مٹھی مسجد کی کنکریاں لے کر ہاتھ میں الٹ پلٹ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ قاصد یعنی حضرت خباب واپس آ گئے اور آ کر بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا ہے تو ہاتھ میں جو کنکریاں تھیں انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے زمین پر پھینک کر کہا پھر تو ہم نے اجر و ثواب کے بہت سے قیراط کھو دیئے۔

[اخرجه مسلم عن عامر بن سعد بن ابى وقاص حدثه عن ابيه كذا فى الترغيب ۵/ ۳۰۲
و اخرجه الحاكم ۳/ ۵۱۰ عن الوليد بن عبدالرحمان بسياق آخر بمعناه]

حاکم کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں نہ تو

زمینداره کی مشغولی تھی اور نہ بازار کے کاروبار اور تجارت کی جس کی وجہ سے ہمیں حضور ﷺ کو چھوڑ کر جانا پڑتا ہو۔ میری چاہت تو بس اتنی تھی کہ حضور ﷺ مجھے یا تو کوئی کلمہ اور بات سکھا دیں یا کھانے کا کوئی لقمہ کھلا دیں اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! واقعی تم ہم سب سے زیادہ حضور ﷺ کو چمٹے رہتے تھے اسی وجہ سے تم ہم سب سے زیادہ حضور ﷺ کی حدیثوں کو جاننے والے ہو۔ [وبھذا السیاق اخرجہ ابن سعد ۴/ ۳۳۲ عن الولید الا انہ لم یذکر قول ابن عمر قال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاہ]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہتر کوئی قوم نہیں دیکھی کہ انہوں نے حضور ﷺ کی وفات تک حضور ﷺ سے صرف تیرہ مسئلے ہی پوچھے جن کا قرآن میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر ہے:

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ﴾

"صحابہ آپ سے قابل احترام مہینے، شراب اور جوئے، یتیموں، حیض، اور مال غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔"

یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ "صحابہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں۔" اور وہ صرف اپنے فائدہ کی بات ہی پوچھا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا بیت اللہ کا سب سے پہلے فرشتوں نے طواف کیا تھا اور حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کئی نبیوں کی قبریں ہیں۔ جب کسی نبی کو اس کی قوم بہت زیادہ تکلیف دینے لگتی تو وہ انہیں چھوڑ کر بیت اللہ کے پاس آ جاتا تو پھر وفات تک یہاں ہی اللہ کی عبادت کرتا رہتا۔

[اخرجہ الطبرانی فی الکبیر قال الھیثمی ۱/ ۱۵۸ وفیہ عطاء بن السائب وھو ثقۃ ولکنہ اختلط و بقیۃ رجالہ ثقات۔ انتھی واخرجہ البزار کما فی الاتقان]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصار کی عورتیں بہت اچھی ہیں دینی مسئلہ پوچھنے اور دین کی سمجھ حاصل کرنے میں حیا نہیں کرتی ہیں۔ [اخرجہ ابن عبدالبر فی العلم ۱/ ۸۸]

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پڑوسن تھی۔ میں نے (ان کے گھر جا کر) عرض کیا یا رسول اللہ! ذرا یہ بتائیں کہ جب کوئی عورت

خواب میں یہ دیکھے کہ اس کے خاوند نے اس سے صحبت کی ہے تو کیا اسے غسل کرنا پڑے گا؟ یہ سن کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے ام سلیم! تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں تم نے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عورتوں کو رسوا کر دیا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے حیا نہیں کرتے۔ ہمیں جب کسی مسئلہ میں مشکل پیش آئے تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لینا اس سے بہتر ہے کہ ہم ایسے ہی اندھیرے میں رہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم! تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں اگر اسے (کپڑوں پر یا جسم پر) پانی نظر آئے تو اسے غسل کرنا پڑے گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا عورت کا بھی پانی ہوتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر بچہ ماں کے کیسے مشابہ ہو جاتا ہے؟ یہ عورتیں مزاج اور طبیعت میں مردوں جیسی ہیں۔ [اخرجه احمد قال الهيثمی ۱/ ۱۶۵ وهو فی الصحيح باختصار وفی اسناد احمد انقطاع بين ام سليم و اسحاق]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات ارشاد فرما دیتے تو بعض لوگ ایک دوسرے سے اس کے بارے میں بہت زیادہ سوالات کرتے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگ جاتے جب پوچھنا شروع کرتے تو اس وقت تو وہ چیز حلال ہوتی لیکن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں اتنے سوالات کرتے کہ آخر وہ چیز اللہ کی طرف سے حرام کر دی جاتی۔

[اخرجه البزار قال الهيثمی ۱/ ۱۵۸ و فيه قيس بن الربيع وثقه شعبة و سفيان و ضعفه احمد و يحيی بن معين وغيرهما۔ انتهی]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لعان کی آیتیں زیادہ سوالات کرنے کی وجہ سے نازل ہوئیں۔ [اخرجه البزار قال الهيثمی و رجاله ثقات]

ایک دن لوگوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ سوالات کیے تو انہوں نے حضرت حارث بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اے حار بن قیس! (شفقتاً حارث کو حار کہہ کر پکارا) تمہارا کیا خیال ہے یہ لوگ اتنا زیادہ پوچھ کر کیا کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت حارث نے کہا یہ لوگ تو بس سیکھ کر چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! تم نے ٹھیک کہا۔ [اخرجه الطبرانی فی الكبير قال الهيثمی و رجاله موثقون]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے لوگو! جو چیز ابھی ہوئی نہیں اس کے بارے میں مت پوچھو کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس آدمی پر لعنت بھیجتے تھے جو اس چیز کے بارے میں پوچھے جو ابھی

ہوئی نہیں۔[اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۱۴۳]

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی کے لیے یہ بات حلال نہیں ہے کہ وہ اس چیز کے بارے میں پوچھے جو ابھی ہوئی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام امور کے بارے میں فیصلہ فرما رکھا ہے جو آئندہ ہونے والے ہیں۔[عند ابن عبدالبر ایضاً]

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے جب کوئی چیز پوچھی جاتی تھی تو اس وقت تک اس کے بارے میں اپنی سمجھ سے کوئی جواب نہ دیتے تھے جب تک یہ نہ پوچھ لیتے کہ یہ بات ہو چکی ہے یا نہیں اگر وہ ہوئی نہ ہوتی تو اس کا جواب نہ دیتے اور اگر ہو چکی ہوتی تو پھر اس کے بارے میں گفتگو فرماتے اور جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو پوچھتے کہ کیا پیش آ چکا ہے؟ تو کوئی آدمی ان سے کہتا اے ابوسعید! ابھی پیش تو نہیں آیا لیکن ہم پہلے سے اس کا جواب تیار کر رہے ہیں۔ یہ فرماتے اسے چھوڑ دو اور اگر پیش آ چکا ہوتا تو اس کا جواب بتا دیتے۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کیا یہ پیش آ چکا ہے؟ میں نے کہا نہیں تو فرمایا جب تک یہ پیش نہ آئے اس وقت تک مجھے آرام سے رہنے دو۔

[اخرجه ابن عبدالبر ایضاً ۱/ ۱۴۲ واخرجه ابن سعد ۳/ ۵۰۰ عن مسروق]

ابن سعد کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک یہ پیش نہ آ جائے اس وقت تک ہمیں آرام سے رہنے دو جب یہ پیش آ جائے گا تب ہم تمہارے لیے کوشش کر کے اپنی رائے بتا دیں گے۔

حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو پوچھا کیا یہ مسئلہ پیش آ چکا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں تو فرمایا جب تک یہ مسئلہ پیش نہ آ جائے اس وقت تک ہمیں چھوڑے رکھو جب یہ پیش آ جائے گا تب زور لگا کر اس کا صحیح جواب نکال کر تمہیں بتائیں گے۔[اخرجه ابن سعد ۳/ ۲۵۶]

قرآن سیکھنا اور سکھانا اور پڑھ کر لوگوں کو سنانا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض

کیا یا رسول اللہ! میں نے فلاں قبیلہ کا حصہ خرید اتو مجھے اس میں اتنا اور اتنا نفع ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے زیادہ نفع کی صورت نہ بتا دوں؟ اس نے کہا کیا اس سے زیادہ نفع ہو سکتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ آدمی دس آیتیں سیکھ لے (تو اسے اس سے زیادہ نفع مل جائے گا) چنانچہ وہ آدمی گیا اور اس نے دس آیتیں سیکھیں اور آ کر حضور ﷺ کو اس کی اطلاع کی۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۷/۱۶۵ رواه الطبرانی فی الکبیر و الاوسط و رجاله رجال الصحیح]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی سورۃ نہ سکھاؤں کہ اس جیسی سورۃ تورات، انجیل، زبور اور قرآن (کسی آسمانی کتاب) میں نازل نہیں ہوئی۔ میں نے کہا ضرور سکھائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا امید ہے اس دروازے سے نکلنے سے پہلے ہی تم اس سورۃ کو سیکھ لو گے پھر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا پھر آپ ﷺ مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھا اور میں اس خیال سے پیچھے ہٹنے لگا کہ حضور ﷺ کہیں مجھے بتانے سے پہلے باہر نہ چلے جائیں۔ جب میں دروازے کے قریب پہنچ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ سورۃ جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو تو کیا پڑھتے ہو؟ میں نے کہا سورۃ فاتحہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا بس یہی ہے یہی وہ سات آیتیں ہیں جن کو نماز میں بار بار پڑھا جاتا ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ﴾ [سورۃ حجر آیت ۸۷]

''اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو (نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا''

یہی وہ چیز ہے جو مجھے خاص طور سے دی گئی ہے۔ [اخرجه البیهقی كذا فی الكنز ۱/ ۲۲۰]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے تو دیکھا کہ حضور ﷺ کھڑے ہوئے اصحاب صفہ کو قرآن پڑھا رہے ہیں اور آپ ﷺ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ مبارک پر پتھر کا ٹکڑا باندھا ہوا ہے تا کہ کمر سیدھی ہو جائے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۴۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے

تھے۔ آہستہ آہستہ بہت سے لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے تو وہ ان کے سامنے قرآن پڑھنے لگے۔ اتنے میں ایک آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی عجیب بات نہ بتاؤں؟ وہ گھر میں بیٹھے ہوئے تھے پھر ان کے پاس لوگ جمع ہو گئے تو وہ ان کے سامنے قرآن پڑھنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ تم مجھے ایسی جگہ بٹھا دو جہاں ان میں سے مجھے کوئی نہ دیکھ سکے؟ اس نے کہا جی ہاں حضور ﷺ تشریف لے گئے اور اس آدمی نے حضور ﷺ کو ایسی جگہ بٹھا دیا جہاں حضور ﷺ کو ان میں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اور وہاں سے حضور ﷺ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی تلاوت کو سننے لگے پھر حضور ﷺ نے فرمایا یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لہجہ جیسی آواز میں قرآن پڑھ رہے ہیں۔

[اخرجه ابو يعلى قال الهيثمى ۹/ ۳۶۰ رواه ابو يعلى و اسناده حسن۔ و اخرجه ابن عساكر مثله كما فى الكنز ۷/ ۹۴]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اشعری بھائی کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ میں نے کہا میں نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ لوگوں کو قرآن سکھا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذرا غور سے سنو! وہ بہت سمجھ دار آدمی ہیں لیکن یہ بات انہیں نہ بتانا پھر فرمایا تم نے دیہاتیوں کو کس حال میں چھوڑا؟ میں نے کہا اشعری قبیلہ والے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ بصرہ والے میں نے کہا اگر یہ بات بصرہ والے سن لیں تو انہیں بہت بری لگے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بات انہیں نہ بتانا لیکن ہیں وہ لوگ دیہاتی ہی البتہ ان میں سے جسے اللہ جہاد فی سبیل اللہ کی توفیق دے دے (تو وہ دیہاتی نہیں رہے گا) [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۶۲]

حضرت ابورجاء عطاردی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ کی اس مسجد میں ہمارے پاس بار بار تشریف لاتے اور ایک ایک حلقہ میں بیٹھتے اور ان کا یہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ انہوں نے دو سفید چادریں پہنی ہوئی ہیں اور مجھے قرآن پڑھا رہے ہیں اور میں نے سورۃ اقرا باسم ربك الذی خلق ان سے ہی سیکھی تھی اور یہ سورۃ حضرت محمد ﷺ پر سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۲۵۶]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا تو میں نے قسم کھائی کہ دو

پٹھوں کے درمیان جو قرآن ہے جب تک میں اس سارے کو جمع نہیں کرلوں گا اس وقت تک میں اپنی پیٹھ سے چادر نہیں اتاروں گا یعنی آرام نہیں کروں گا' چنانچہ جب تک میں نے سارا قرآن جمع نہیں کرلیا یعنی یاد نہ کرلیا اپنی پیٹھ سے چادر نہیں اتاری یعنی بالکل آرام نہیں کیا۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۶۷]

حضرت میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے چار سال میں سورۃ بقرہ سیکھی۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۲۱]

قبیلہ اشجع کے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ مدائن شہر میں لوگوں نے سنا کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ مسجد میں ہیں تو لوگ ان کے پاس آنے لگے یہاں تک کہ ان کے پاس ایک ہزار کے قریب آدمی جمع ہو گئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ۔ جب سب بیٹھ گئے تو انہوں نے سورہ یوسف پڑھنی شروع کر دی۔ آہستہ آہستہ لوگ بکھرنے لگے اور جانے لگے اور تقریباً سو کے قریب رہ گئے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور فرمایا تم لوگ چکنی چپڑی خوشنما باتیں سننا چاہتے ہو۔ میں نے تمہیں اللہ کی کتاب سنانی شروع کی تو تم چلے گئے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۰۳]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آدمی کو ایک آیت پڑھاتے اور فرماتے جتنی چیزوں پر سورج کی روشنی پڑتی ہے یا روئے زمین پر جتنی چیزیں ہیں یہ آیت ان سب سے بہتر ہے۔ اس طرح آپ پورا قرآن سکھاتے اور ہر آیت کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب صبح ہوتی تو لوگ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر آنے لگتے۔ یہ ان سے فرماتے سب اپنی جگہ بیٹھ جائیں پھر ان لوگوں کے پاس سے گذرتے جنہیں قرآن پڑھا رہے ہوتے اور ان سے فرماتے اے فلانے! تم کون سی سورۃ تک پہنچ گئے ہو؟ وہ اس سورت کی آیت بتاتا تو یہ اس سے آگے والی آیت اسے پڑھاتے پھر فرماتے اس آیت کو سیکھ لو یہ تمہارے لیے ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو زمین اور آسمان کے درمیان ہیں اور کسی کاغذ پر صرف ایک آیت لکھی ہوا سے دیکھنا بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے پھر دوسری آیت پڑھاتے اور یہی ارشاد فرماتے اور ان سب لوگوں کو یہی بات کہتے۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۷/ ۱۶۷ ارواه كله الطبرانی و رجال الجميع ثقات]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اس قرآن کو اپنے اوپر لازم سمجھو کیونکہ یہ اللہ کا دسترخوان ہے اللہ کے اس دسترخوان سے ہر ایک کو ضرور لینا چاہئے اور علم سیکھنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔[اخرجه البزار قال الهيثمی ۱/ ۱۲۹ رواه البزار فی حديث طويل و رجاله موثقون]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ قرآن اللہ کا دسترخوان ہے جو آدمی اسے جتنا زیادہ سیکھ سکتا ہے اسے اتنا سیکھنا چاہئے خیر سے سب سے زیادہ خالی گھر وہ ہے جس میں اللہ کی کتاب میں سے کچھ نہ ہو اور جس گھر میں اللہ کی کتاب میں سے کچھ نہیں وہ اس اجاڑ اور ویران گھر کی طرح ہے جس میں رہنے والا کوئی نہ ہو اور جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان نکل جاتا ہے۔[عند ابی نعيم فی الحلية ۱/ ۱۳۰]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بہت زیادہ آیا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا جا اللہ کی کتاب سیکھ' چنانچہ وہ چلا گیا اور کئی دن تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نظر نہ آیا پھر اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمر نے نہ آنے پر اس پر کچھ خفگی کا اظہار کیا تو اس نے کہا مجھے اللہ کی کتاب میں وہ کچھ مل گیا ہے جس کے بعد عمر کے دروازے کی ضرورت نہیں رہی۔[اخرجه ابن ابی شيبة كذا فی الكنز ۲/ ۱۱۷]

ہر مسلمان کو کتنا قرآن سیکھنا چاہئے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر مسلمان کے لیے کم از کم چھ سورتیں سیکھنا ضروری ہیں دو سورتیں فجر کی نماز کے لیے دو سورتیں مغرب کی نماز کے لیے اور دو سورتیں عشاء کی نماز کے لئے۔

[اخرجه عبدالرزاق كذا فی الكنز ۱/ ۲۱۷]

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا سورۃ بقرہ' سورۃ نساء' سورۃ مائدہ' سورۃ حج اور سورۃ نور ضرور سیکھو کیونکہ اللہ نے جو اعمال فرض کیے ہیں وہ سب ان سورتوں میں مذکور ہیں۔[اخرجه الحاكم و البيهقی]

حضرت حارثہ بن مضرب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خط میں یہ لکھا کہ سورۃ نساء' سورۃ احزاب اور سورۃ نور سیکھو۔[عند ابی عبيد]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سورۃ براءت سیکھو اور اپنی عورتوں کو سورۃ نور سکھاؤ اور انہیں

چاندی کے زیور پہناؤ۔

[عند ابی عبید ایضاً و سعید بن منصور و ابی الشیخ و البیهقی کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۴]

جسے قرآن پڑھنا دشوار ہو وہ کیا کرے

نبی کریم ﷺ کے صحابی حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں یہ شکایت کی کہ قرآن میرے ہاتھ سے نکل جاتا ہے یاد نہیں رہتا اور اسے پڑھنا بھی دشوار ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایسے کام کی ذمہ داری مت اٹھاؤ جو تمہارے بس میں نہیں اور تم سجدے زیادہ کرو یعنی نفل نماز کثرت سے پڑھا کرو۔ حضرت عمیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابو ریحانہ عسقلان تشریف لائے تھے اور وہ سجدے بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔[اخرجه عبدالغافر بن سلامه الحمصی فی تاریخه کذا فی الاصابة ۲/ ۱۵۶]

قرآن کی مشغولی کو ترجیح دینا

حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم عراق کے ارادے سے (مدینہ سے) نکلے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ساتھ حرء کے مقام تک چلے (جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے) پھر آپ نے وضو کر کے فرمایا کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ کیوں چلا؟ ساتھیوں نے کہا جی ہاں ہم لوگ حضور ﷺ کے صحابہ ہیں۔ اس لیے آپ ہمارے ساتھ چلے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (یہ وجہ تو خیر ہے ہی لیکن اصل میں میں آپ لوگوں کو ایک خاص بات کہنا چاہتا تھا اور وہ یہ ہے کہ) تم لوگ ایسے علاقہ میں جارہے ہو کہ وہاں کے لوگ شہد کی مکھی جیسی دھیمی آواز سے قرآن پڑھتے ہیں۔ ان کے سامنے احادیث بیان نہ کرنا ورنہ وہ (قرآن کو چھوڑ کر) تمہارے ساتھ (احادیث میں) مشغول ہو جائیں گے بلکہ قرآن کو (احادیث سے) الگ تھلگ رکھو اور حضور ﷺ کی طرف سے روایت کم کرو اور اب جاؤ میں تمہارے ساتھ (اجر میں) شریک ہوں جب حضرت قرظہ (عراق) پہنچے تو لوگوں نے کہا آپ ہمیں حدیثیں سنائیں فرمایا حضرت ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس کام سے روکا ہے۔

[اخرجه الحاکم ۱/ ۱۰۲ قال الحاکم هذا حدیث صحیح الاسناد له طرق تجمع و

یذاکربو' و قرظة بن کعب الانصاری صحابی سمع من رسول الله ﷺ واما سائر رواۃ فقد احتجابه انتهی و وافقه الذهبی فقال صحیح وله طرق واخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۲/ ۱۲۰ عن قرظة مثله]

ابن عبدالبر کی ایک روایت میں یہ ہے ان کو احادیث نہ سنانا ورنہ تم ان کو ان ہی میں مشغول کر دو گے اور قرآن عمدہ طریقہ سے پڑھنا دوسری روایت میں یہ ہے کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا کیا تم جانتے ہو میں آپ لوگوں کے ساتھ کیوں نکلا؟ ہم نے کہا آپ ہمیں رخصت کرنا چاہتے ہیں اور ہمارا اکرام کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا یہ تو ہے ہی لیکن میں ایک اور ضرورت کی وجہ سے نکلا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تم ایسے علاقہ میں جا رہے ہو اور پھر آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔[اخرجه ابن سعد ۶/ ۷ بسیاق ابن عبدالبر الا ان فی روایة جردو القرآن]

قرآن کی وہ آیات جن کی مراد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ان کے بارے میں سوال کرنے والے پر سختی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ صبیغ عراقی ملک شام کے مسلمان لشکروں میں قرآن کی (ان) چیزوں کے بارے میں پوچھنے گا (جن کی مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا) وہ چلتے چلتے مصر پہنچ گیا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ان کا قاصد خط لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر فرمایا وہ آدمی کہاں ہے؟ قاصد نے کہا قیام گاہ میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پر نگاہ رکھنا وہ کہیں چلا نہ جائے ورنہ تمہیں سخت سزا دوں گا۔ قاصد اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تم کیا پوچھتے ہو؟ اس نے اپنے سوالات بتائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ کھجور کی ٹہنی لاؤ (میں نے جا کر ان کو ٹہنی لا دی) انہوں نے صبیغ کو اس ٹہنی سے اتنا مارا کہ اس کی پیٹھ زخمی ہوگئی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا جب اس کی پیٹھ ٹھیک ہوگئی تو اسے پھر ٹہنی سے اتنا مارا کہ اس کی پیٹھ زخمی ہوگئی اور اسے چھوڑ دیا جب اس کی پیٹھ ٹھیک ہوگئی اور اسے مارنے کے لیے تیسری مرتبہ بلایا تو صبیغ نے کہا اے امیر

المومنین! اگر آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو اچھی طرح قتل کریں اور اگر آپ میرا علاج کرنا چاہتے ہیں تو اب میں ٹھیک ہو گیا ہوں (قرآن کی متشابہ آیات کے بارے میں پوچھنے اور گفتگو کرنے سے میں نے توبہ کر لی ہے) اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے علاقہ میں جانے کی اجازت دے دی اور (وہاں کے گورنر) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ صبیغ کے ساتھ کوئی مسلمان نہ بیٹھا کرے۔ اس سے صبیغ بہت زیادہ پریشان ہوا پھر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اب صبیغ کی حالت ٹھیک ہو گئی ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ اب لوگوں کو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی اجازت دے دو۔

[اخرجه الدارمی و ابن عبدالحکم و ابن عساکر]

حضرت سلیمان بن یسارؒ کہتے ہیں کہ بنوتمیم کے ایک آدمی کو صبیغ بن عسل کہا جاتا تھا۔ وہ مدینہ منورہ آیا۔ اس کے پاس چند کتابیں تھیں اور وہ قرآن کی متشابہ آیات کے بارے میں پوچھا کرتا تھا (جن کی مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے لیے کھجور کی ٹہنیاں تیار کروائیں اور آدمی بھیج کر اسے بلایا جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ عمر ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اشارہ کر کے اسے ٹہنیوں سے مارنا شروع کر دیا اور اتنا مارا کہ اس کا سر زخمی ہو گیا اور خون اس کے چہرے پر بہنے لگا تو صبیغ نے کہا اے امیر المومنین! اب بس کر دیں اللہ کی قسم! میرے دماغ میں جو (شیطان) گھسا ہوا تھا وہ اب جاتا رہا۔

[عند الدارمی ایضاً و ابن الانباری وغیرهم كذا فی الكنز ۱/ ۲۲۸ واخرجه ایضاً الخطیب و ابن عساکر من طریق انس و السائب بن یزید و ابی عثمان النهدی مطولا و مختصراً]

ابو عثمان کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں لکھا کہ اس کے ساتھ نہ بیٹھو چنانچہ جب وہ آتا اور ہم سو آدمی بھی ہوتے تو ہم بکھر جاتے۔ حضرت سعید بن میسب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صبیغ تمیمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے سورۃ ذاریات کے بارے میں ان سے پوچھا آگے اور حدیث ذکر کی۔ [اخرجه الدارقطنی فی الافراد بسند ضعیف]

ابن انباری کی روایت میں یہ ہے کہ پہلے تو صبیغ اپنی قوم کا سردار تھا لیکن اس واقعہ کے بعد اس کی قوم میں اس کی کوئی حیثیت نہ رہی۔

[اخرجه الانباری من وجه آخر عن السائب بن یزید عن عمر بسند صحیح و اخرجه

الاسماعیلی فی جمعه حدیث یحیی بن سعید من هذا الوجه کذا فی الاصابة ۲/ ۱۹۸]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کچھ لوگ مصر میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ملے اور ان سے کہا ہمیں اللہ کی کتاب میں ایسی چیزیں نظر آ رہی ہیں جن پر عمل کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے لیکن ان پر عمل نہیں ہو رہا اس لیے ہم اس بارے میں امیر المومنین سے ملنا چاہتے ہیں چنانچہ حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ مدینہ آئے اور یہ لوگ بھی ان کے ساتھ مدینہ آئے۔ حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور عرض کیا اے امیر المومنین! کچھ لوگ مجھ سے مصر میں ملے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں اللہ کی کتاب میں ایسی چیزیں نظر آ رہی ہیں جن پر عمل کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے لیکن ان پر عمل نہیں ہو رہا' اس لیے اس بارے میں وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں اکٹھا کر کے میرے پاس لے آؤ چنانچہ حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ انہیں اکٹھا کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے ان میں سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ قریب تھا اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلایا اور فرمایا میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے سارا قرآن پڑھا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے سارا دل میں جما لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے سارا نگاہ میں بٹھا لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے سارا قرآن یاد کر لیا ہے؟ کیا تم نے سارے پر عمل کر لیا ہے؟ پھر ان میں سے ایک ایک کو بلا کر ہر ایک سے یہی سوالات کیے پھر فرمایا عمر کو اس کی ماں گم کرے کیا تم عمر کو اس بات کا مکلف بناتے ہو کہ وہ تمام لوگوں کو قرآن پر عمل کرنے کے لیے کھڑا کر دے۔ ہمارے رب کو پہلے سے معلوم ہے کہ ہم سے خطائیں سرزد ہوں گی پھر یہ آیت پڑھی:

﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا﴾ [سورة نساء آیت ۳۱]

"جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے ان میں جو بھاری بھاری کام ہیں اگر تم ان سے بچتے رہے تو ہم تمہاری خفیف برائیاں تم سے دور فرما دیں گے اور ہم تم کو ایک معزز جگہ میں داخل کر دیں گے۔"

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا مدینہ والوں کو معلوم ہے کہ تم لوگ کس وجہ سے آئے ہو؟

انہوں نے کہا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر انہیں معلوم ہوتا تو میں تمہارے اوپر رکھ کر ان کو بھی یہی نصیحت کرتا۔ [اخرجه ابن جرير كذا فى الكنز ۱/ ۲۸۸]

قرآن کے سیکھنے سکھانے پر اجرت لینے کو ناپسند سمجھنا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خود تو حضور ﷺ (اجتماعی کاموں میں) زیادہ مشغول رہتے تھے۔ اس لیے جب کوئی آدمی آپ ﷺ کے پاس ہجرت کر کے آتا تو آپ ﷺ اسے قرآن سکھانے کے لیے ہم میں سے کسی کے حوالے فرما دیتے چنانچہ حضور ﷺ نے ایک آدمی میرے حوالے کیا وہ گھر میں میرے ساتھ رہتا تھا۔ میں اسے رات کو گھر میں کھانا کھلاتا اور اسے قرآن پڑھاتا۔ وہ اپنے گھر واپس چلا گیا۔ اسے یہ خیال ہوا کہ اس پر (میرا) کچھ حق ہے اس لیے اس نے مجھے ایک ایسی کمان ہدیے میں دی کہ میں نے اس سے عمدہ لکڑی والی اور اس سے اچھا مڑنے والی کمان کبھی نہیں دیکھی تھی۔ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا (اس کمان کے بارے میں) کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اسے گلے میں لٹکاؤ گے تو یہ تمہارے دونوں کندھوں کے درمیان ایک چنگاری ہوگی۔

[اخرجه الطبرانى و الحاكم و البيهقى كذا فى الكنز ۱/ ۲۳۱ قال الحاكم ۳/ ۳۵۶ بعد ما اخرجه بنحوه هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه و وافقه الذهبى]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو قرآن کی ایک سورۃ سکھائی اس نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑا یا چادر ہدیہ میں دی۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم اسے لو گے تو تمہیں آگ کا کپڑا پہنایا جائے گا۔

[اخرجه عبد بن حميد قال فى الكنز ۱/ ۲۳۱ رواته ثقات. واخرجه ايضاً و ابن ماجه والرويانى و البيهقى و ضعفه و سعيد بن منصور عنه قال علمت رجلا فاهدى الى قوسا فذكر بنحوه كما فى الكنز ۱/ ۲۳۰]

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھایا۔ میں نے انہیں ہدیے میں ایک کمان دی۔ وہ اسے گلے میں لٹکا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابی! یہ کمان تمہیں کس نے دی؟ انہوں نے کہا حضرت طفیل بن

عمرو رضی اللہ عنہ نے۔ میں نے انہیں قرآن پڑھایا تھا حضور ﷺ نے فرمایا تم اسے گلے میں ڈال لو لیکن ہے یہ جہنم کا ایک ٹکڑا۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! ہم ان کا کھانا بھی کھاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو کھانا کسی اور کے لیے پکایا گیا ہو لیکن موقع پر تم بھی پہنچ گئے تو اس کے کھانے میں حرج نہیں ہے اور جو تمہارے لیے ہی پکایا گیا ہو تو اگر تم اسے کھاؤ گے تو آخرت میں تمہارا اتنا حصہ کم ہو جائے گا۔ [اخرجه البغوى و ابن عساكر قال البغوى حديث غريب كذا فى الكنز ۱:۲۳۱ و اخرجه الطبرانى فى الاوسط بنحوه و فيه عبدربه بن سليمان بن عمير ولم اجدمن ترجمه ولاظنه ادرك الطفيل قاله الهيثمى ۴/ ۹۵]

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ ایک آدمی تھا جسے میں قرآن سکھاتا تھا اس نے مجھے ایک کمان ہدیہ میں دی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عوف! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ سے اس حال میں ملو کہ تمہارے دونوں کندھوں کے درمیان جہنم کی ایک چنگاری ہو۔

[اخرجه الطبرانى فى الكبير كذا فى الكنز ۱/ ۲۳۲ و ذكره الهيثمى فى المجمع ۴/ ۹۲ عنه فيه اطول منه وقال و فيه محمد بن اسماعيل بن عياش وهو ضعيف۔ انتهى]

حضرت مثنیٰ بن وائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میں نے ان کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھا ان سے ایک آدمی نے (قرآن) سکھانے والے کی تنخواہ کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا حضور ﷺ کے پاس ایک آدمی اندر آیا جس نے اپنے کندھے پر کمان ڈالی ہوئی تھی وہ کمان حضور ﷺ کو بہت پسند آئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری کمان بہت عمدہ ہے کیا تم نے یہ خریدی ہے؟ اس آدمی نے کہا نہیں، میں نے ایک آدمی کے بیٹے کو قرآن پڑھایا تھا اس نے مجھے یہ ہدیہ میں دی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ آگ کی کمان تمہارے گلے میں ڈالے؟ اس نے کہا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو پھر اسے واپس کر دو۔

[اخرجه الطبرانى فى الكبير قال الهيثمى ۴/ ۹۲ لمثنى وولده ذكرهما ابن ابى حاتم ولم يخرج و احدمنهما و بقية رجاله ثقات]

حضرت اسیر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ حضرت

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جو قرآن سارا پڑھ لے گا اسے میں دو ہزار وظیفہ لینے والوں میں شامل کر دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اوہ! اوہ! کیا اللہ کی کتاب پر وظیفہ دیا جائے گا۔

[اخرجه ابو عبید و غیرہ كذا فی الكنز ١/ ٢٢٨]

حضرت سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک گورنر کو خط لکھا کہ لوگوں کو قرآن سیکھنے پر کچھ وظیفہ دو تو اس گورنر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ نے مجھے لکھا کہ قرآن سیکھنے پر کچھ وظیفہ دو اس طرح تو وہ بھی قرآن سیکھنے لگے گا جو صرف وظیفہ کے رجسٹر میں اندراج کروانا چاہتا ہوگا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ اچھا لوگوں کو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی) صحبت اور (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی) دوستی کی بنیاد پر دو۔ [اخرجه ابو عبید كذا فی الكنز ١/ ٢٢٩]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علم اور قرآن والو! علم اور قرآن پر قیمت مت لو ورنہ زناکار لوگ تم سے پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔

[اخرجه الخطیب فی الجامع كذا فی الكنز ١/ ٢٢٩]

چونکہ دوسری احادیث میں قرآن پڑھانے پر اجرت لینے کی اجازت بھی آئی ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ اجرت نہ لے اور اگر لے تو پڑھانے میں جو وقت خرچ ہوا ہے اجرت کو اس کا بدل سمجھے پڑھانے کے عمل کا بدل نہ سمجھے۔

لوگوں میں قرآن کے بہت زیادہ پھیل جانے کے وقت اختلاف پیدا ہونے کا ڈر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ان کے پاس ایک خط آیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ کوفہ والوں میں سے بہت سے لوگوں نے اتنا قرآن پڑھ لیا۔ یہ پڑھ کر (خوشی کی وجہ سے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا۔ اللہ ان پر رحم فرمائے میں نے کہا ان میں اختلاف ہو جائے گا۔ انہوں نے فرمایا اوہ! تمہیں یہ کہاں سے پتہ چل گیا؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا تو میں اپنے گھر چلا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے میرے پاس بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ میں نے انہیں کوئی عذر کر دیا پھر انہوں نے یہ کہلا کر بھیجا کہ میں

تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تمہیں ضرور آنا ہوگا چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے فرمایا تم نے کوئی بات کہی تھی؟ میں نے کہا استغفر اللہ! اب وہ بات دوبارہ نہیں کہوں گا۔ فرمایا میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم نے جو بات کہی تھی وہ دوبارہ کہنی ہوگی۔ میں نے کہا آپ نے فرمایا تھا کہ میرے پاس خط میں یہ لکھا ہوا آیا ہے کہ کوفہ والوں میں سے بہت سے لوگوں نے اتنا اتنا قرآن پڑھ لیا ہے اس پر میں نے کہا تھا کہ ان میں اختلاف ہو جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں یہ کہاں سے پتہ چلا؟ میں نے کہا میں نے یہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ سے لے کر وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ تک پڑھی۔

''اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپ کو اس کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے مزے دار معلوم ہوتی ہے اور وہ اللہ کو حاضر ناظر بتاتا ہے اپنے مافی الضمیر پر حالانکہ وہ (آپ کی مخالفت میں) نہایت شدید ہے اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں فساد کر دے اور (کسی کے) کھیت یا مویشی کو تلف کر دے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتے۔'' [سورۃ بقرۃ آیت ۲۰۴٬۲۰۵]

جب لوگ اس طرح کریں گے تو قرآن والا صبر نہیں کر سکے گا پھر میں نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝﴾

[سورۃ بقرہ آیت ۲۰۶٬۲۰۷]

''اور جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کر تو نخوت اس کو اس گناہ پر (دوگنا) آمادہ کر دیتی ہے سو ایسے شخص کی کافی سزا جہنم ہے اور وہ بری ہی آرام گاہ ہے اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم نے ٹھیک کہا۔[اخرجه الحاكم ۳/ ۵۴۰ قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين و وافقه الذهبي]

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک دفعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور میں نے ان کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میرا خیال یہ ہے کہ قرآن لوگوں میں بہت زیادہ پھیل گیا ہے میں نے کہا اے امیر المومنین! مجھے تو یہ بات بالکل پسند نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ کھینچ کر فرمایا کیوں؟ میں نے کہا اس لیے کہ جب سب لوگ قرآن پڑھیں گے (اور صحیح مطلب سمجھنے کی استعداد نہیں ہوگی) تو اپنے طور سے معنی اور مطلب تلاش کرنے لگیں گے اور جب معنی و مطلب تلاش کرنے لگیں گے تو ان میں اختلاف ہو جائے گا اور جب ان میں اختلاف ہو جائے گا تو ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے چھوڑ دیا اور الگ بیٹھ گئے۔ بس وہ دن میں نے جس پریشانی میں گذارا یہ اللہ ہی جانتا ہے پھر ظہر کے وقت ان کا قاصد میرے پاس آیا اور اس نے کہا امیر المومنین بلا رہے ہیں چلو۔ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا تم نے کیا بات کہی تھی؟ میں نے اپنی ساری بات دہرا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (سمجھتا تو میں بھی اسے تھا لیکن) میں لوگوں سے یہ بات چھپاتا تھا۔ [عند الحاکم ایضاً]

قرآن کے قاریوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نصیحتیں

حضرت کنانہ عدوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ملک شام میں مسلمانوں کے جو لشکر تھے ان کے امراء کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خط میں یہ لکھا کہ قرآن کے تمام حافظوں کی فہرست میرے پاس بھیج دو تاکہ میں ان کا وظیفہ بڑھاؤں اور انہیں اطراف عالم میں لوگوں کو قرآن سکھانے کے لیے بھیج دوں۔ اس پر حضرت (ابو موسیٰ) اشعری رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ہمارے ہاں حافظوں کی تعداد تین سو سے زیادہ ہو گئی ہے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان حافظوں کو یہ نصیحتیں لکھیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ خط اللہ کے بندے عمر کی طرف سے حضرت عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) اور ان کے ساتھ جتنے حافظ قرآن ہیں ان سب کے نام ہے۔ السلام علیکم! امابعد! یہ قرآن تمہارے لیے باعث اجر سبب شرف و عزت اور (آخرت میں کام آنے والا) ذخیرہ ہے اس لیے تم اس کے پیچھے چلو (اپنی خواہشات کو قربان کر کے اس پر عمل کرو) قرآن تمہارے پیچھے نہ چلے (یعنی قرآن کو اپنی خواہشات کے تابع نہ بناؤ) کیونکہ قرآن جس کے پیچھے چلے گا تو قرآن اسے گدی کے بل گرا دے گا پھر اسے آگ میں پھینک دے

گا اور جو قرآن کے پیچھے چلے گا قرآن اسے جنت الفردوس میں لے جائے گا۔ تم اس بات کی پوری کوشش کرو کہ قرآن تمہارا سفارشی بنے اور تم سے جھگڑا نہ کرے کیونکہ قرآن جس کی سفارش کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس سے قرآن جھگڑا کرے گا وہ آگ میں داخل ہوگا اور یہ جان لو کہ قرآن ہدایت کا چشمہ اور علم کی رونق ہے اور یہ رحمان کے پاس سے آنے والی سب سے آخری کتاب ہے۔ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اندھی آنکھوں کو' بہرے کانوں کو اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھولتے ہیں اور جان لو کہ بندہ جب رات کو کھڑا ہوتا ہے اور مسواک کر کے وضو کرتا ہے پھر تکبیر کہہ کر (نماز میں) قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ کر کہتا ہے اور پڑھ۔ اور پڑھ۔ تم خود پاکیزہ ہو اور قرآن تمہارے لیے پاکیزہ ہے اور اگر وہ وضو کرے لیکن مسواک نہ کرے تو فرشتہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسی تک محدود رہتا ہے' اس سے آگے کچھ نہیں کرتا۔ غور سے سنو! نماز کے ساتھ قرآن کا پڑھنا محفوظ خزانہ اور اللہ کا مقرر کردہ بہترین عمل ہے' لہٰذا جتنا ہو سکے زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھو۔ نماز نور ہے اور زکوٰۃ دلیل ہے اور صبر روشن اور چمکدار عمل ہے اور روزہ ڈھال ہے اور قرآن تمہارے لیے حجت ہوگا یا تمہارے خلاف لہٰذا قرآن کا اکرام کرو اور اس کی توہین نہ کرو کیونکہ جو قرآن کا اکرام کرے گا اللہ اس کا اکرام کرے گا اور جو اس کی توہین کرے گا' اللہ اس کی توہین کرے گا اور جان لو کہ جو قرآن پڑھے گا اور اسے یاد کرے گا اور اس پر عمل کرے گا اور جو اس میں ہے اس کی اتباع کرے گا تو اس کی دعا اللہ کے ہاں قبول ہوگی۔ اگر اللہ چاہے گا تو اس کی دعا دنیا میں پوری کر دے گا ورنہ وہ دعا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ ہوگی اور جان لو کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ان لوگوں کے لیے بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے جو ایمان والے اور اپنے رب پر توکل کرنے والے ہیں۔"

[اخرجه ابن زنجويه كذا فى الكنز ١/ ٢١٧]

حضرت ابو کنانہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن کے حافظوں کو جمع کیا۔ ان کی تعداد تقریباً تین سو تھی پھر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن کی عظمت بیان کی اور فرمایا یہ قرآن تمہارے لیے باعث اجر ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارے لیے بوجھ اور وبال بن جائے لہٰذا تم

قرآن کا اتباع کرو (اپنی خواہشات کو قربان کر کے اس پر عمل کرو) قرآن کو اپنے تابع نہ کرو کیونکہ جو قرآن کے تابع ہوگا اسے قرآن جنت کے باغوں میں لے جائے گا اور جو قرآن کو اپنے تابع کرے گا قرآن اسے گدی کے بل گرا کر آگ میں پھینک دے گا۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٥٧]

حضرت ابواسود دیلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن کے حافظوں کو جمع کیا اور فرمایا میرے پاس اندر صرف قرآن کے حافظوں کو ہی لاؤ' چنانچہ ہم تقریباً تین سو حافظ ان کی خدمت میں اندر گئے پھر انہوں نے ہمیں نصیحت کی اور فرمایا تم لوگ شہر والوں کے حافظ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لمبی مدت گذر جانے پر تمہارے دلوں میں سختی آ جائے جیسے کہ اہل کتاب کے دل سخت ہو گئے تھے۔ پھر فرمایا ایک سورۃ نازل ہوئی تھی جو سورۃ برأت جتنی لمبی تھی اور سورۃ برأت کی طرح اس میں سختی اور ڈانٹ ڈپٹ تھی۔ اس وجہ سے ہم کہتے تھے کہ یہ سورۃ براءت کے مشابہ ہے۔ اس کی ایک آیت مجھے یاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر ابن آدم کو سونے کی دو وادیاں مل جائیں تو وہ تیسری وادی کی تمنا کرنے لگے گا اور ابن آدم کے پیٹ کو صرف (قبر کی) مٹی ہی بھر سکتی ہے اور ایک اور سورۃ بھی نازل ہوئی تھی جس کے بارے میں ہم کہتے تھے کہ یہ سورۃ مسبحات کے مشابہ ہے کیونکہ وہ بھی سبح للہ سے شروع ہوتی تھی۔ اس کی ایک آیت مجھے یاد ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [سورۃ صف آیت ۲]

''اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔''

ہر بات گواہی بن کر تمہاری گردنوں میں ڈالی جائے گی پھر قیامت کے دن اس کے بارے میں تم سے پوچھ ہوگی۔ [عند ابی نعیم ایضاً]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ کے کچھ لوگ آئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا اور انہیں اس بات کی تاکید کی کہ وہ اللہ سے ڈریں اور قرآن کے بارے میں آپس میں جھگڑا نہ کریں کیونکہ قرآن میں اختلاف نہیں ہے اور نہ اسے چھوڑا جا سکتا ہے نہ اسے زیادہ پڑھنے سے دل اکتاتا ہے اور کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ شریعت اسلام کے حدود' فرائض اور اوامر سب ایک ہی ہیں۔ اگر قرآن میں ایک جگہ کسی کام کا حکم ہوتا اور دوسری جگہ اس کی ممانعت ہوتی تو پھر تو قرآن میں اختلاف ہوتا۔ قرآن میں تمام مضامین ایک دوسرے کی تائید کرنے والے ہیں

اور مجھے یقین ہے کہ تم لوگوں میں علم اور دین کی سمجھ اور لوگوں سے زیادہ ہے اور اگر مجھے کسی آدمی کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے علوم کو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے اور اونٹ مجھے اس تک پہنچا سکتے ہیں تو میں (اس سے علم حاصل کرنے کے لئے) ضرور اس کے پاس جاتا تا کہ میرے علم میں اضافہ ہو جائے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر سال قرآن ایک مرتبہ پیش کیا جاتا تھا اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ پیش کیا گیا تھا (رمضان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قرآن سناتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام کو) اور میں جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھ کر سناتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فرماتے کہ میں نے قرآن بہت اچھا پڑھا ہے' لہٰذا جو میری طرح قرآن پڑھتا ہے وہ میری طرح پڑھتا رہے اور اسے غلط سمجھ کر چھوڑے نہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بھی کئی طرح قرآن پڑھنا ثابت ہے جو ان میں سے کسی ایک طرح قرآن پڑھتا ہو وہ اسے نہ چھوڑے کیونکہ جو ان میں سے کسی ایک طرح کا انکار کرے گا وہ باقی تمام کا انکار کرنے والا شمار ہوگا۔ [اخرجه ابن عساکر کذا فی الکنز ۱/ ۲۳۲]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہمدان کے رہنے والے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ کا مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہوا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے فرمایا مجھے امید ہے کہ اب آپ لوگوں میں دین' دینی سمجھ اور قرآن کا علم مسلمانوں کے باقی تمام لشکروں سے زیادہ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد آگے لمبی حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ اس قرآن میں کسی قسم کا اختلاف نہیں اور نہ یہ زیادہ پڑھنے سے پرانا ہوتا ہے اور نہ اس کی عظمت دل میں کم ہوتی ہے۔ [اخرجه الامام احمد ۱/ ۴۰۵ و اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۷/ ۱۵۳ و فیه من لم یسم و بقیة رجاله رجال الصحیح]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن کے حافظ میں مندرجہ ذیل نشانیاں ہونی چاہئیں جن سے وہ پہچانا جائے (اس زمانے میں قرآن کا ہر حافظ قرآن کا عالم بھی ہوتا تھا) رات کو لوگ جب سو رہے ہوں تو وہ اللہ کی عبادت کر رہا ہو۔ دن کو لوگ بغیر روزہ کے ہوں تو وہ روزہ دار ہو اور جب لوگ خوش ہو رہے ہوں تو وہ (امت کے غم میں) غمگین ہو اور جب لوگ ہنس رہے ہوں تو وہ (اللہ کے سامنے) رو رہا ہو اور جب لوگ آپس میں مل کر ادھر ادھر کی باتیں کر رہے ہوں تو وہ

خاموش ہو اور جب لوگ اکڑ رہے ہوں تو وہ عاجز اور مسکین بنا ہوا ہو اور اسی طرح حافظ قرآن کو رونے والا، غمگین، حکمت والا، بردبار، علم والا اور خاموش رہنے والا ہونا چاہئے اور بدسلوک، غافل، شور مچانے والا، چیخنے والا اور تیز مزاج نہیں ہونا چاہئے۔ [اخرجه ابو نعيم في الحلية ۱/ ۱۳۰]

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ تم اس کی پوری کوشش کرو کہ تم سننے والے بنو (یعنی سنانے سے زیادہ اچھے لوگوں کو سنا کرو) اور جب تم سنو کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے ایمان والو! تو اپنے کان اس کے حوالے کر دو (یعنی پورے غور سے اسے سنو) کیونکہ یا تو اللہ تعالیٰ خیر کے کام کا حکم دے رہے ہوں گے یا کسی برے کام سے روک رہے ہوں گے۔ [عند ابی نعیم ایضاً]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں مشغول ہونا، احادیث میں مشغول ہونے والے کو کیا کرنا چاہئے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں لوگوں سے بات فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک دیہاتی نے آکر کہا قیامت کب ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (نے اسے کوئی جواب نہ دیا بلکہ) بات فرماتے رہے (کیونکہ حدیث کے درس کا ادب یہ ہے کہ بیچ میں سوال نہ کرنا چاہئے اور نہ جواب دینا چاہئے) بعض لوگوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات تو سن لی ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں آئی ہے اور بعض لوگوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سنی ہی نہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات پوری فرما لی تو فرمایا قیامت کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا میں یہاں ہوں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت کو ضائع کر دیا جائے تو تم قیامت کا انتظار کرو۔ اس دیہاتی نے پوچھا امانت کا ضائع کرنا کس طرح ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کام نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو تم قیامت کا انتظار کرو۔

[اخرجه البخاری ۱/ ۱۴]

حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ رقہ شہر کی سب سے بڑی مسجد میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کھڑے ہو کر ارشاد فرماتے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں لوگوں کو خطبہ دیا تھا اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! کون سا مہینہ سب سے زیادہ قابل احترام

ہے؟ لوگوں نے کہا یہی (حج والا مہینہ) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کون سا شہر سب سے زیادہ قابل احترام ہے؟ لوگوں نے کہا یہی (مکہ شہر) پھر آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایسے ہی قابل احترام ہیں جیسے کہ تمہارا یہ (حج کا) دن، تمہارا یہ (حج والا) مہینہ اور تمہارا یہ شہر (مکہ مکرمہ) قابل احترام ہے اور یہ اس دن تک قابل احترام ہیں جس دن تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے۔ کیا میں نے (اللہ کا پیغام سارا) پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔ پھر فرمایا اے لوگو!) تم میں سے جو یہاں موجود ہے وہ غائبین تک پہنچائے (اس کے بعد حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! تم بھی میرے قریب آ جاؤ تا کہ ہم (حضور ﷺ کا دین) تم تک پہنچائیں جیسا کہ حضور ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا۔ [اخرجه البزار قال الهيثمى ۱/ ۱۳۹ و رجاله موثقون]

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حمص میں میں، حضرت ابن ابی زکریا اور حضرت سلیمان بن ابی حبیب، ہم تینوں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا تمہارا یہ (ہمارے ساتھ) بیٹھنا اللہ کی طرف سے تم تک دین کے پہنچنے کا ذریعہ ہے اور اللہ کی تم پر حجت ہے اور حضور ﷺ نے خود (اللہ کا دین) پہنچایا، لہٰذا تم دوسروں تک پہنچاؤ۔

[اخرجه الطبرانى]

ایک روایت میں حضرت سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا کرتے وہ ہمیں حضور ﷺ کی طرف سے بہت سی حدیثیں سنایا کرتے۔ جب خاموش ہونے لگتے تو فرماتے کیا تم لوگ سمجھ گئے؟ جیسے تم تک یہ حدیثیں پہنچائی گئی ہیں ایسے ہی تم بھی آگے دوسروں تک پہنچاؤ۔ [قال الهيثمى ۱/ ۱۴۰ رواهما الطبرانى فى الكبير و اسناد هما حسن]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ! میرے خلفاء و نائبین پر رحم فرما۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث کی روایت کریں گے اور لوگوں کو حدیثیں سکھائیں گے۔ [اخرجه الطبرانى فى الاوسط كذا فى الترغيب ۱/ ۴۷ و اخرجه ايضاً ابن النجار و الخطيب فى شرف اصحاب الحديث وغيرهما كما فى الكنز ۵/ ۲۴۰]

حضرت عاصم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن باہر تشریف لاتے اور منبر کے دو مٹھوں کو پکڑ کر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے ہمیں ابو القاسم رسول اللہ الصادق والمصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان کی اور پھر مسلسل احادیث بیان کرتے رہتے۔ جب امام کے نماز کے لیے باہر آنے پر حجرہ کے دروازے کے کھلنے کی آواز سنتے تو پھر بیٹھتے۔

[اخرجه الحاکم ۳/ ۵۱۲ قال الحاکم هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه و وافقه الذهبی]

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کرتے کہ آپ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث بیان فرمادیں تو وہ فرماتے مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ میں کہیں کوئی حرف گھٹا یا بڑھا نہ دوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو جان بوجھ کر میرے بارے میں جھوٹ بولے گا وہ آگ میں جائے گا۔

[اخرجه احمد و ابن عدی و العقیلی و ابو نعیم فی المعرفة کذا فی الکنز ۵/ ۲۳۹]

حضرت عبدالرحمٰن بن حاطب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ مکمل اور زیادہ عمدہ طریقہ سے حدیث بیان کرنے والا نہیں دیکھا لیکن پھر بھی وہ حدیث بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔

[اخرجه ابن سعد و ابن عساکر کذا فی المنتخب ۵/ ۹]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا) سب سے زیادہ حافظ نہیں ہوں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو میرے بارے میں ایسی بات کہے جو میں نے نہیں کہی ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو میرے بارے میں جھوٹی بات کہے تو وہ اپنا گھر آگ میں بنالے۔ [عند احمد و ابی یعلی و البزار قال الهیثمی ۱/ ۱۴۳ هو حدیث رجاله رجال الصحیح والطریق الاول فیها عبدالرحمن بن ابی الزناد و هو ضعیف و قد وثق۔ انتهی]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں جب تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث بیان کرتا

ہوں تو (کمال احتیاط کی وجہ سے) میری یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ آسمان سے زمین پر گر جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہو جاتا ہے کہ میں حضور ﷺ کی طرف سے ایسی بات کہہ دوں جو آپ ﷺ نے نہ فرمائی ہو اور جب میں تم سے آپس کے معاملات کے بارے میں بات کرتا ہوں تو پھر یہ کیفیت نہیں ہوتی (اور اس میں اتنی احتیاط کی ضرورت نہیں ہوتی) کیونکہ انسانوں سے جنگ تو تدبیر و حکمت اور داؤ سے ہی جیتی جا سکتی ہے۔[اخرجه الشيخان و غيرهما كذا فى الكنز ۵/ ۲۴۰]

حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ پورا سال گذر جاتا لیکن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی طرف سے کوئی حدیث بیان نہ کرتے چنانچہ ایک سال ایسا ہی گذرا اس کے بعد ایک حدیث بیان کی تو ایک دم پریشان ہو گئے اور پیشانی پر پسینہ بہنے لگا اور فرمانے لگے یہی الفاظ حضور ﷺ نے فرمائے تھے یا ان جیسے یا ان کے قریب الفاظ تھے۔

[اخرجه الحاكم ۳/ ۳۱۴ قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه و وافقه الذهبى]

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک دن حدیث بیان کرنے لگے اور فرمایا میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا (پھر حدیث بیان کی) تو کانپنے لگے اور کپکپی کی وجہ سے کپڑے ہلنے لگے اور فرمایا حضور ﷺ نے یہی الفاظ فرمائے تھے یا ان جیسے یا ان کے مشابہ الفاظ تھے۔[اخرجه ابن عبدالبر فى جامع العلم ۱/ ۷۹ واخرجه ابن سعد ۳/ ۱۵۶ عن عمرو بمعناه وعن مسروق نحوه]

حضرت ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جب حضور ﷺ کی طرف سے حدیث بیان کرنے سے فارغ ہو جاتے تو فرماتے کہ حضور ﷺ نے یا تو یہی الفاظ فرمائے تھے یا ان جیسے یا ان سے ملتے جلتے الفاظ تھے۔

[اخرجه الطبرانى فى الكبير و رجاله ثقات كذا فى مجمع الزوائد ۱/ ۱۴۱ و اخرجه ابن عبدالبر فى الجامع ۱/ ۷۸ عن ربيعة ابن زيد ان ابا الدرداء رضی اللہ عنہ كان فذكر نحوه]

ابن عبدالبر کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اے اللہ! اگر یہ الفاظ نہیں ہیں تو ان جیسے الفاظ تھے۔

[واخرجه ابو يعلى والروياني و ابن عساكر عن ابي الدرداء نحوه كما في الكنز ۵/ ۲۴۳]

حضرت محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی طرف سے حدیث بیان کر لیتے تو فرمایا کرتے کہ یا تو حضور ﷺ نے یہی الفاظ فرمائے تھے یا پھر جیسے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔[اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۱/ ۷۹]

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی طرف سے بہت کم حدیث بیان کیا کرتے اور جب بیان کرتے۔ آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔

[اخرجه ایضاً احمد و ابو یعلی و الحاکم کما فی الکنز ۵/ ۲۴۰]

حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا کوئی صحابی حضور ﷺ سے حدیث سن کر اس کے بیان کرنے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ احتیاط برتنے والا نہیں تھا۔ یہ حدیث کے الفاظ نہ بڑھاتے تھے اور نہ گھٹاتے تھے اور نہ ان میں کچھ تبدیلی کرتے تھے۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۴۴]

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک سال تک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ میری نشست رہی۔ میں نے انہیں اس عرصہ میں حضور ﷺ کی طرف سے ایک بھی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا۔[عند ابن سعد ایضاً ۴/ ۱۴۵]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں جو مجھے یاد بھی ہیں لیکن میں انہیں صرف اس وجہ سے بیان نہیں کرتا کہ میرے ساتھ کے صحابہ ان حدیثوں میں میری مخالفت کریں گے۔[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی و رجاله موثقون]

حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے مطرف! (مجھے بہت زیادہ حدیثیں یاد ہیں) اللہ کی قسم! مجھے اس کا یقین ہے کہ اگر میں چاہوں تو دو دن مسلسل حضور کریم ﷺ کی طرف سے حدیثیں اس طرح بیان کر سکتا ہوں کہ کوئی حدیث دو دفعہ بیان نہ ہو لیکن مجھے زیادہ حدیثیں بیان کرنا پسند بھی نہیں اور میں زیادہ بیان بھی نہیں کرتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعض صحابہ بھی اس طرح حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے جس طرح میں حاضر ہوا کرتا تھا اور انہوں نے بھی حضور ﷺ سے اسی طرح سنا جس طرح میں نے سنا لیکن وہ کچھ حدیثیں ایسی بیان کرتے ہیں جن کے الفاظ کچھ آگے پیچھے ہو گئے ہیں چنانچہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ بعض دفعہ تو یوں فرماتے کہ اگر آپ لوگوں کو میں یہ حدیث بیان کروں کہ میں

نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے تو مجھے یقین ہے کہ میں ان الفاظ میں بالکل سچا ہوں گا اور کبھی پورے وثوق سے کہتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا۔[عند احمد قال الهیثمی ۱/ ۱۴۱ و فیه ابو هارون الغنوی لم ارمن ترجمه]

حضرت سلیمان بن ابی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ کی قسم! میں جان بوجھ کر آپ لوگوں کو حدیثیں نہیں سناتا اور یوں نہیں کہتا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ ہاں اگر آپ لوگ کہیں تو میں حضور ﷺ کے غزوات میں شریک ہوا ہوں اور ان میں بہت کچھ دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ سنانے کو تیار ہوں لیکن یوں کہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے اس کے لیے تیار نہیں ہوں۔[اخرجه ابن سعد ۳/ ۲۲۹ و ابن عساکر کذا فی المنتخب ۵/ ۲۰۳]

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اور حضرت ابوالازہر دونوں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے ابوالاسقع! ہمیں ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے حضور ﷺ سے سنی ہو جس میں نہ تو وہم ہو نہ کمی زیادتی ہو۔ انہوں نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے آج رات کچھ قرآن پڑھا ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں لیکن ہمیں قرآن اچھی طرح یاد نہیں ہے۔ الف یا واؤ کی زیادتی ہو جاتی ہے تو فرمایا یہ قرآن کتنے عرصے سے تمہارے درمیان ہے اور تم لوگ اب تک اسے اچھی طرح یاد نہیں کر سکے ہو اور سمجھتے ہو کہ تم لوگوں سے قرآن میں کمی زیادتی ہو جاتی ہے تو پھر تمہارا ان حدیثوں کے بارے میں کیا خیال ہے جنہیں ہم نے حضور ﷺ سے سنا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے ہم نے حضور ﷺ سے وہ حدیث ایک دفعہ ہی سنی ہو اس لیے حضور ﷺ والے الفاظ بعینہ بیان کرنا تو ہمارے لیے بہت مشکل ہے البتہ ان کا معنی اور مطلب ہم بیان کر سکتے ہیں تم اسی کو کافی سمجھو۔[اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۱/ ۷۹]

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انتقال سے پہلے حضور ﷺ کے جن صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس آدمی بھیج کر انہیں اطراف عالم سے (مدینہ منورہ میں) جمع کیا وہ یہ ہیں حضرت عبداللہ بن حذافہ، حضرت ابوالدرداء، حضرت ابوذر اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم جب یہ حضرات آگئے تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ لوگوں نے اطراف عالم میں حضور ﷺ کی طرف سے یہ کیا حدیثیں پھیلا دی ہیں؟ انہوں نے کہا کیا آپ ہمیں (حدیثیں بیان کرنے سے) روکنا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ آپ

لوگ میرے پاس رہیں۔ اللہ کی قسم! جب تک میں زندہ ہوں آپ لوگ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے (یہاں رہ کر حدیثیں بیان کریں) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم بھی حدیثیں خوب جانتے ہیں اس لیے آپ لوگوں کی حدیثوں کو دیکھیں گے کہ کونسی لینی چاہئے اور کونسی چھوڑنی چاہئے چنانچہ یہ حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال تک ان کے پاس ہی (مدینہ منورہ میں) رہے۔ ان سے جدا نہ ہوئے۔ [اخرجه ابن عساكر كذا فی الكنز ۵/ ۲۳۹]

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیج کر انہیں بلایا اور ان سے فرمایا آپ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیثیں کثرت سے کیوں بیان کر رہے ہیں؟ پھر شہید ہونے تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں (وہیں مدینہ میں) روکے رکھا۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهيثمی هذا اثر منقطع و ابراهيم ولدسنة عشرين ولم يدرك من حياة عمر الاثلاث سنين انتهى واخرجه ابن سعد ۴/ ۱۵۳ عن ابراهيم نحوه و ذكر ابا ذربدل ابی مسعود]

حضرت ابن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم لوگ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کرتے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث بیان فرماویں وہ فرماتے اب ہم زیادہ بوڑھے ہو گئے ہیں اور بھولنے لگ گئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث بیان کرنا بڑی ذمہ داری کا کام ہے (اگر اس میں غلطی ہوگئی تو سخت پکڑ ہوگی)

[اخرجه ابن عساكر كذا فی الكنز ۵/ ۲۳۹]

علم کے اہتمام سے زیادہ عمل کا اہتمام ہونا چاہئے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جو چاہے سیکھو لیکن اللہ کی طرف سے فائدہ تب ہی ہوگا جب تم سیکھے ہوئے پر عمل کرو گے۔ [اخرجه ابن عدی والخطيب]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جتنا چاہے علم حاصل کرلو تمہیں علم حاصل کرنے کا ثواب تب ملے گا جب اس پر عمل کرو گے۔

[عند ابی الحسن بن الاخرم المدينی فی اماليه كذا فی الجامع الصغير]

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کے دس صحابہ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ہم مسجد قبا میں علم سیکھ سکھا رہے تھے کہ اتنے میں حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم جتنا چاہے علم حاصل کرلو۔ اس کے بعد پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔

[ذکرہ ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۶]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سی چیز میری جہالت کی حجت کو ختم کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا علم پھر اس نے پوچھا کون سی چیز علم کی حجت کو ختم کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا عمل۔

[اخرجہ الخطیب فی الجامع و فیہ عبداللہ بن خراش وھو ضعیف کذا فی الکنز ۵/ ۲۲۹]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی کتاب (قرآن) سیکھو۔ اس کی وجہ سے تمہاری پہچان ہوگی اور اس پر عمل کرو اس سے تم اللہ کی کتاب والے ہو جاؤ گے۔

[اخرجہ ابن ابی شیبۃ کذا فی الکنز ۵/ ۲۲۹]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم حاصل کرو اس سے تمہاری پہچان ہوگی اور جو علم حاصل کیا ہے اس پر عمل کرو اس سے تم علم والے ہو جاؤ گے کیونکہ تمہارے بعد ایسا زمانہ آئے گا جس میں حق کے دس حصوں میں سے نو کا انکار کر دیا جائے گا اور اس زمانے میں صرف وہ نجات پا سکے گا جو گمنام اور لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والا ہوگا۔ یہی لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہوں گے۔ یہ لوگ جلد باز بری بات پھیلانے والے اور باتونی نہیں ہوں گے۔

[اخرجہ احمد فی الزھد و ابو عبید و الدینوری فی الغریب و ابن عساکر کذا فی الکنز ۵/ ۲۲۹]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے حاملین علم (اے علماء!) علم پر عمل کرو کیونکہ عالم وہ ہے جو علم حاصل کرے پھر اس پر عمل کرے اور اس کا عمل اس کے علم کے مطابق ہو۔ عنقریب ایسے لوگ ہوں گے جو علم حاصل کریں گے لیکن ان کا علم ان کی ہنسلی کی ہڈی سے آگے نہیں جائے گا (اور اللہ کے ہاں نہیں پہنچے گا) ان کا باطن ظاہر کے خلاف ہوگا اور ان کا عمل ان کے علم کے خلاف ہوگا وہ اپنے اپنے حلقے میں بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر کریں گے اور ان کے حلقہ میں بیٹھنے والا انہیں چھوڑ کر دوسرے کے پاس اگر بیٹھے گا تو یہ اس پر ناراض ہوں گے۔ ان کی مجلسوں میں ان کے جو اعمال ہوں گے وہ اللہ کی طرف اوپر نہیں جائیں گے۔ [ذکرہ ابن عبدالبر ۲/ ۷ واخرجہ

الدارقطنی فی الجامع و ابن عساکر و النرسی عن علی مثلہ کما فی الکنز ۵/ ۲۲۳]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! علم حاصل کرو اور آدمی جو علم حاصل کرے اس پر عمل بھی کرے۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱/ ۱۶۴ رجاله موثقون الا ان اباعبیدة لم یسمع من ابیه۔ انتهی و اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۱۳۱ عن علقمة عن عبدالله نحوه]

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس مسجد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو سنا کہ انہوں نے گفتگو سے پہلے قسم کھا کر فرمایا تم میں سے ہر آدمی اپنے رب سے تنہائی میں اکیلے ملے گا جیسے کہ تم میں سے ہر ایک چودھویں کا چاند تنہائی میں الگ دیکھتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے ابن آدم! تجھے کس چیز نے میرے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا؟ (کہ میری نافرمانی کرتا رہا) اے ابن آدم! تو نے رسولوں کو (ان کی دعوت کا) کیا جواب دیا؟ اے ابن آدم! تو نے جو علم حاصل کیا تھا اس پر کیا عمل کیا؟ حضرت عدی بن عدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو علم حاصل نہ کرے اس کے لیے ایک مرتبہ ہلاکت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو اسے علم عطاء فرما دیتے اور جو علم حاصل کرے اور اس پر عمل نہ کرے اس کے لیے سات مرتبہ ہلاکت ہے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة و اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۱/ ۲ عن عبدالله بن عکیم عن ابن مسعود نحوه ماتقدم]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا باتیں تو تمام لوگ بہت اچھی کرتے ہیں لیکن جس کا عمل اس کے قول کے مطابق ہوگا وہی کامیاب ہوگا اور جس کا فعل قول کے خلاف ہوگا وہ (قیامت کے دن) اپنے آپ کو ملامت کرے گا۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۲/ ۶]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو (لوگوں سے مستغنی ہو کر) اللہ (کے کام) میں مشغول ہو جائے گا تمام لوگ اس علم کے محتاج ہو جائیں گے اور جو اس علم پر عمل کرے گا جو اللہ نے اسے دیا ہے تو تمام لوگ اس علم کے محتاج ہو جائیں گے جو اس کے پاس ہے۔

[عند ابن عبدالبر ایضاً ۲/ ۱۰ و اخرج ابن عساکر ایضاً الحدیث الاول مثله کما فی الکنز ۵/ ۲۴۳]

حضرت لقمان بن عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میں اپنے رب سے اس بات سے ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن مجھے تمام مخلوق کے سامنے بلا کر فرمائے اے عویمر! میں کہوں لبیک اے میرے رب! پھر وہ فرمائے تم نے جو علم حاصل کیا تھا اس پر کیا عمل کیا

تھا؟ [اخرجه البيهقى كذا فى الترغيب ١/ ٩٠ و اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢١٣ عن لقمان نحوه]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے سب سے زیادہ ڈر اس بات کا ہے کہ قیامت کے دن مجھے یہ کہا جائے اے عویمر! کیا تم نے علم حاصل کیا تھا یا جاہل ہی رہے تھے؟ اگر میں کہوں گا کہ میں نے علم حاصل کیا تھا تو نیک کام کا حکم دینے والی ہر آیت اور برے کام سے روکنے والی ہر آیت اپنے حق کا مطالبہ کرے گی۔ حکم دینے والی آیت کہے گی کیا تو نے میرا حکم مانا تھا؟ اور روکنے والی آیت کہے گی کیا تو اس برے کام سے رک گیا تھا؟ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔ [عند ابی نعیم ایضاً]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا انسان اس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک علم حاصل نہ کرے اور علم کے ذریعہ سے حسن و جمال تب حاصل ہو سکتا ہے جب اس پر عمل کرے۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢١٣ و عنده ايضاً ١/ ٢١١ عنه مثل قول ابن مسعود من طريق عدى]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے نزدیک قیامت کے دن لوگوں میں سب سے برے مرتبے والا وہ عالم ہوگا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا ہو (یعنی اس پر عمل نہ کیا ہو)

[عند ابی نعیم ایضاً ١/ ٢٢٣]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہل سکیں گے جب تک اس سے چار باتیں نہ پوچھ لی جائیں۔ اس نے اپنے جسم کو کن کاموں میں استعمال کیا؟ اپنی عمر کہاں لگائی اور مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ [اخرجه ابن عبدالبر فى جامع العلم ٢/ ٣]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم علم تو جو چاہو سیکھ لو لیکن اللہ تمہیں علم پر اجر تب دیں گے جب تم اس پر عمل کرو گے۔

[عند ابن عبدالبر ايضاً ٢/ ٦ و اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٣٦ عن معاذ مثله]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم علم تو جو چاہے سیکھ لو لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں علم پر اجر تب دیں گے جب تم اس پر عمل کرو گے۔ علماء کا اصل مقصد تو علم کی حفاظت کرنا ہے (کہ اسے یاد رکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے) اور نادان لوگوں کا مقصد تو خالی آگے بیان کر دینا ہے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فى جامع العلم ٢/ ٦]

سنت کا اتباع اور سلف صالحین کی اقتداء اور دین میں اپنی طرف سے ایجاد کردہ کام پر انکار

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ (اللہ والے) صحیح راستہ اور سنت کو لازم پکڑ لو کیونکہ روئے زمین پر جو بندہ بھی صحیح راستہ اور سنت پر ہوگا پھر وہ اللہ کا ذکر کرے گا اور اس کے ڈر سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں گے تو اسے اللہ تعالیٰ ہرگز عذاب نہیں دیں گے اور روئے زمین پر جو بندہ بھی صحیح راستہ اور سنت پر ہوگا پھر وہ اپنے دل میں اللہ کو یاد کرے گا اور اللہ کے ڈر سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے تو اس کی مثال اس درخت جیسی ہو جائے گی جس کے پتے سوکھ گئے ہوں اور تیز ہوا چلنے سے اس کے پتے بہت زیادہ گرنے لگیں تو ایسے ہی اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ گرانے لگ جائیں گے اور اللہ کے راستے اور سنت پر درمیانی رفتار سے چلنا اس سے بہتر ہے کہ انسان اللہ کے راستہ کے خلاف اور سنت کے خلاف بہت زیادہ محنت کرے اس لیے تم دیکھ لو چاہے تم زیادہ محنت کرو چاہے درمیانی رفتار سے چلو لیکن تمہارا ہر عمل انبیاء علیہم السلام کے طریقے اور سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔

[اخرجه اللالكائى فى السنة كذا فى الكنز ١٠/ ٩٧ واخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ١٥٣ نحوه]

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو بیان کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! تمہارے لیے سنتیں جاری ہو چکی ہیں اور فرائض مقرر ہو چکے ہیں اور تمہیں ایک صاف اور واضح راستہ دے دیا گیا ہے۔ اب تم لوگ ہی اس راستہ سے دائیں بائیں ہٹ کر لوگوں کو گمراہ کر دو تو یہ الگ بات ہے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فى جامع العلم ٢/ ١٨٧]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعرات کے دن کھڑے ہو کر فرماتے اصل چیزیں دو ہیں۔ ایک زندگی گزارنے کا طریقہ اور دوسرا کلام۔ سب سے افضل اور سب سے زیادہ سچا کلام اللہ تعالیٰ کا ہے اور سب سے عمدہ طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور تمام کاموں میں سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے ایجاد کیے جائیں اور ہر نیا کام (جو قرآن و حدیث نے نہ نکالا گیا ہو وہ) بدعت ہے۔

غور سے سنو! ایسا نہ ہو کہ مدت لمبی ہو جائے اور اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں اور لمبی امیدیں تمہیں (آخرت سے) غافل کر دیں کیونکہ جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہے اور جو آنے والی نہیں ہے وہ دور ہے۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۱۸۱]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنت پر میانہ روی سے چلنا بدعت پر زیادہ محنت کرنے سے اچھا ہے۔ [اخرجه الحاکم ۱/ ۱۰۳ قال الحاکم هذا حدیث مسند صحیح علی شرطهما ولم یخرجاه و وافقه الذهبی و اخرجه الطبرانی فی الکبیر کما فی المجمع ۱/ ۱۷۳]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن بھی نازل ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنتیں مقرر فرمائیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ ہمارا اتباع کرو (کیونکہ ہم نے قرآن و سنت کو پورا اختیار کیا ہوا ہے) اگر ایسا نہیں کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

[اخرجه احمد قال الهیثمی ۱/ ۱۷۳ و فیه علی بن زید بن جدعان و هو ضعیف]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے کہا تم احمق ہو کیا تمہیں اللہ کی کتاب میں یہ صاف طور سے لکھا ہوا ملتا ہے کہ ظہر کی نماز میں چار رکعتیں ہیں اور اس میں قرأت اونچی آواز سے نہ کرو؟ پھر حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے باقی نمازوں اور زکوٰۃ وغیرہ کا نام لیا (کہ کیا ان کے تفصیلی احکام قرآن میں ہیں؟) کیا تمہیں ان اعمال کی تفصیل اللہ کی کتاب میں ملتی ہے؟ اللہ کی کتاب میں یہ تمام چیزیں اجمالاً ذکر ہوئی ہیں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو کھول کر تفصیل سے بیان کیا ہے۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ۲/ ۱۹۱]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے جو کسی کی اقتداء کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی اقتداء کرے کیونکہ وہ اس امت میں سب سے زیادہ نیک دل، سب سے زیادہ گہرے علم والے، سب سے کم تکلف والے، سب سے زیادہ سیدھے طور طریقے والے اور سب سے زیادہ اچھی حالت والے تھے۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لیے چنا تھا لہٰذا تم ان کے فضائل و درجات کا اعتراف کرو اور ان کے نقش قدم پر چلو کیونکہ وہ سیدھی راہ پر تھے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۲/ ۹۷ و اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۰۵ بمعناه عن ابن عمر کما تقدم فی صفة الصحابة الکرام]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اے جماعت علماء! اللہ سے ڈرو اور اپنے سے پہلے لوگوں کے راستہ کو پکڑے رکھو میری زندگی کی قسم! اگر تم اس راستہ پر چلو گے تو تم دوسروں سے بہت آگے نکل جاؤ گے اور اگر تم اسے چھوڑ کر دائیں بائیں چلے جاؤ گے تو تم بہت زیادہ بھٹک جاؤ گے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۹۷ واخرجه ابن ابی شیبة وابن عساکر عن مصعب بن سعد کما فی الکنز ۵/ ۲۳۳]

حضرت مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے والد جب مسجد میں نماز پڑھتے تو مختصر پڑھتے البتہ رکوع اور سجدہ پورا کرتے اور گھر میں جب نماز پڑھتے تو نماز، رکوع اور سجدہ سب کچھ لمبا کرتے۔ میں نے کہا ابا جان! جب آپ مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو مختصر پڑھتے ہیں اور جب گھر میں نماز پڑھتے ہیں تو لمبی پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! ہم امام ہیں لوگ ہمارے پیچھے چلتے ہیں، ہماری اقتداء کرتے ہیں۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۱۸۲ رجاله رجال الصحیح]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے سے پہلے لوگوں کے پیچھے چلو اپنی طرف سے نئے نئے طریقے مت چلاؤ (تمہیں عقل لڑانے کی ضرورت نہیں ہے) اللہ کے رسول اور صحابہ تمہیں سب کچھ کر کے دے گئے ہیں۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۱۸۱ رجاله رجال الصحیح]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا اور ان کی فضیلت کا اعتراف کرنا دونوں سنت میں سے ہیں۔ [عند ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۱۸۷]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے زمانہ کے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے سے بچو کیونکہ ایک آدمی جنت والوں کے عمل کرتا ہے پھر اللہ کے علم کے مطابق وہ پلٹا کھا جاتا ہے اور دوزخ والوں کے عمل کرنے لگ جاتا ہے اور وہ دوزخی بن کر مرتا ہے اور ایک آدمی دوزخ والوں کے عمل کر رہا ہوتا ہے پھر وہ اللہ کے علم کے مطابق پلٹا کھا جاتا ہے اور جنت والوں کے عمل کرنے لگ جاتا ہے اور جنتی بن کر مرتا ہے۔ اگر تم نے ضرور ہی کسی کے پیچھے چلنا ہے تو پھر تم ان لوگوں کے پیچھے چلو جن کا خاتمہ ایمان و اعمال صالحہ پر ہو چکا ہے اور وہ دنیا سے جا چکے ہیں جو ابھی زندہ ہیں ان کے پیچھے مت چلو (کیونکہ کسی زندہ انسان کے بارے میں اطمینان نہیں کیا جا سکتا نہ معلوم کب گمراہ ہو

جائے) [اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۱۱۵]

حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ کچھ لوگ مغرب کے بعد سے مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان میں ایک آدمی ہے جو کہہ رہا ہے اتنی مرتبہ اللہ اکبر اتنی مرتبہ سبحان اللہ اور اتنی مرتبہ الحمد للہ کہو حضرت عبداللہ نے پوچھا پھر کیا وہ لوگ کہہ رہے ہیں؟ اس آدمی نے کہا جی ہاں۔ فرمایا آئندہ جب تم انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھو تو مجھے آ کر بتانا (چنانچہ اس نے آ کر بتایا تو) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور انہوں نے ٹوپی والا جبہ پہن رکھا تھا اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ذرا تیز مزاج آدمی تھے۔ جب انہوں نے ان لوگوں کو وہ کلمات اس ترتیب سے کہتے ہوئے سنا تو کھڑے ہو کر فرمایا میں عبداللہ بن مسعود ہوں۔ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم نے اس بدعت کو لا کر بڑا ظلم کیا ہے اور تم اس طرح تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے علم میں آگے نکل گئے ہو (وہ تو اس طرح ذکر نہیں کیا کرتے تھے) حضرت معضد نے کہا ہم تو کوئی بدعت لا کر ظلم نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہم علم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے آگے نکل گئے ہیں پھر حضرت عمرو بن عتبہ نے کہا اے ابو عبدالرحمن! ہم اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم صحیح راستہ پر چلتے رہو بلکہ اسے ہی چمٹے رہو اللہ کی قسم! اگر تم ایسا کرو گے تو تم بہت آگے نکل جاؤ گے اور راستہ سے ہٹ کر دائیں بائیں ہو جاؤ گے تو بہت زیادہ بھٹک جاؤ گے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۴/ ۳۸۱ واخرجه ایضاً من طریق ابی الزعرا قال جاء المسیب بن نجیة الی عبدالله فقال انی ترکت قوما فی المسجد فذکر نحوه]

حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ کچھ لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور بعد میں یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے اس بدعت کو شروع کر کے بڑا ظلم کیا ہے کیونکہ اگر یہ بدعت نہیں ہے تو پھر ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو (نعوذ باللہ من ذلک) گمراہ قرار دینا پڑے گا۔ اس پر حضرت عمرو بن عتبہ بن فرقد نے کہا میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اے ابن مسعود! اور اس کام سے توبہ کرتا ہوں پھر آپ نے انہیں بکھر جانے کا حکم دیا۔ حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں دو حلقے دیکھے تو ان دونوں کے درمیان کھڑے ہو

گئے اور فرمایا کون سا حلقہ پہلے شروع ہوا تھا۔ ایک حلقہ والوں نے کہا ہمارا تو دوسرے حلقے والے سے فرمایا تم لوگ اٹھ کر اسی میں آجاؤ اور یوں دو حلقوں کو ایک کر دیا۔ [اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۱۸۱ رواه الطبرانی فی الکبیر و فیه عطاء بن السائب و هو ثقة ولکنه اختلط]

طبرانی کی ایک صحیح اور مختصر روایت میں یہ ہے کہ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کپڑا اوڑھے ہوئے آئے اور فرمایا جو مجھے جانتا ہے وہ تو مجھے جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا تو میں تعارف کرا دیتا ہوں کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں کیا تم لوگ حضرت محمد ﷺ اور ان کے صحابہ سے بھی زیادہ ہدایت یافتہ ہو یا تم نے گمراہی کی دم پکڑ رکھی ہے؟

حضرت عمرو بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ آئے اور فرمایا اے ابو عبدالرحمٰن! ذرا ہمارے پاس باہر آئیں؟ چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا اے ابو موسیٰ! آپ اس وقت کیوں آئے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے ایک ایسا کام دیکھا ہے جو ہے تو خیر لیکن اسے دیکھ کر میں پریشان ہو گیا ہوں' ہے تو وہ خیر لیکن اس نے مجھے چونکا دیا ہے۔ کچھ لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک آدمی کہہ رہا ہے اتنی دفعہ سبحان اللہ کہو اتنی دفعہ الحمد للہ کہو چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسی وقت چل پڑے اور ہم بھی ان کے ساتھ گئے یہاں تک کہ ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا تم لوگ کتنی جلدی بدل گئے ہو حالانکہ حضور ﷺ کے صحابہ ابھی زندہ ہیں اور حضور ﷺ کی بیویاں ابھی جوان ہیں اور حضور ﷺ کے کپڑے اور برتن ابھی اپنی اصلی حالت پر ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ تم اپنی برائیاں گنو میں اس بات کا ضامن ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیاں گننے لگیں گے۔ [اخرجه الطبرانی فی الکبیر ایضاً قال الهیثمی ۱/ ۱۸۱ و فیه مجالد بن سعید و ثقه النسائی و ضعفه البخاری و احمد بن حنبل و یحیی]

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں اپنے والد (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے پوچھا تم کہاں تھے؟ میں نے کہا مجھے کچھ لوگ ملے تھے میں نے ان سے بہتر آدمی کبھی نہیں دیکھے وہ لوگ اللہ کا ذکر کر رہے تھے پھر ان میں سے ایک آدمی کانپنے لگا اور تھوڑی دیر میں اللہ کے ڈر سے بے ہوش ہو گیا۔ اس لیے میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ انہوں نے کہا اس کے بعد ان کے ساتھ کبھی نہ بیٹھنا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی

اس بات کا میں نے اثر نہیں لیا تو فرمایا میں نے حضور ﷺ کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا ہے ان حضرات پر تو ایسی حالت طاری نہیں ہوتی تھی تو تمہارا کیا خیال ہے یہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں؟ اس پر مجھے بات سمجھ میں آ گئی کہ بات یونہی ہے اور میں نے ان لوگوں کو چھوڑ دیا۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ٣: ١٦٧]

حضرت ابو صالح سعید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عتر تجیبی کھڑے ہو کر لوگوں میں قصہ گوئی کر رہا تھا تو اس سے حضور ﷺ کے صحابی حضرت صلہ بن حارث غِفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے حضور ﷺ کے عہد کو چھوڑا نہیں ہے اور کوئی قطع رحمی نہیں کی ہے تو پھر تم اور تمہارے ساتھی کہاں سے ہمارے درمیان (قصہ گوئی کے لئے) کھڑے ہو گئے ہو (اور اپنی بڑائی کے اظہار کیلئے یہ قصہ گوئی کر رہے ہو) [اخرجه الطبرانى فى الكبير قال الهيثمى ١/ ١٨٩ و اسناده حسن۔ واخرجه ايضاً البخارى و البغوى عن محمد بن الربيع الجيزى وقال ابن السكن ليس لصلة غير هذا الحديث كذا فى الاصابة ٢/ ١٩٣]

حضرت عمرو بن زرارہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم نے گمراہی والی بدعت ایجاد کی ہے یا تم حضرت محمد ﷺ اور ان کے صحابہ سے زیادہ ہدایت والے ہو گئے ہو۔ میں نے دیکھا کہ یہ بات سنتے ہی تمام لوگ اٹھ کر ادھر ادھر چلے گئے اور میری جگہ پر ایک آدمی بھی نہ رہا۔ [اخرجه الطبرانى قال الهيثمى ١/ ١٨٩ رواه الطبرانى فى الكبير وله اسنادان احدهما رجاله رجال الصحيح۔ انتهى]

جس رائے کا قرآن وحدیث سے ثبوت نہ ہو ایسی بے اصل رائے سے بچنا

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا اے لوگو! صحیح اور درست رائے تو صرف حضور ﷺ کی ہی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی انہیں یہ رائے سمجھاتے تھے اور ہماری رائے تو بس گمان اور تکلف ہی ہے۔ (اس کا صحیح ہونا ضروری نہیں۔)

[اخرجه ابن عبدالبر فى جامع العلم ٢/ ١٣٤]

حضرت صدقہ بن ابی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اپنی رائے پر چلنے والے سنتوں کے دشمن ہیں۔ سستی کی وجہ سے سنتیں یاد نہیں کیں اور جتنی یاد کی تھیں انہیں محفوظ نہیں رکھا اور جب ان سے ایسی بات پوچھی گئی جس کا جواب نہیں آتا تھا تو شرم کے مارے یہ نہیں کہا کہ ہم نہیں جانتے اس لیے سنتوں کے مقابلہ میں اپنی رائے لے آئے۔ ایسے لوگوں سے بالکل بچ کر رہنا۔ [عند ابن عبدالبر ایضاً ۲/ ۱۳۵]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنت تو وہ ہے جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا۔ تم اپنی غلط رائے کو امت کے لیے سنت مت بناؤ۔ [عند ابن عبدالبر ایضاً ۲/ ۱۳۶ و اخرج الحدیث الاول ابن ابی حاتم و البیھقی ایضاً عن عمر مثله کما فی الکنز ۵/ ۲۴۱]

کنز کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے:

﴿وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ [سورۃ نجم آیت ۲۸]

''اور یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں ہوئے۔''

حضرت عمر بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ سمجھایا ہے آپ اس کے مطابق فیصلہ کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسی بات نہ کہو کیونکہ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی (کہ ان کی ہر بات اللہ کی طرف سے ہوتی تھی) ہمارے دل میں جو بات آتی ہے وہ شیطان کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے۔ (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تواضع ہے) [اخرجه ابن المنذر کذا فی الکنز ۵/ ۲۴۱]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یوں مت کہا کرو کہ بتائیں آپ کی کیا رائے ہے؟ بتائیں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ تم سے پہلے والے اس طرح کہنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور ایک چیز پر دوسری چیز کا قیاس نہ کیا کرو ورنہ تمہارے قدم جمنے کے بعد پھسل جائیں گے اور جب تم میں سے کسی سے ایسی بات پوچھی جائے جو وہ نہ جانتا ہو تو کہہ دے کہ اللہ ہی جانتے ہیں کیونکہ یہ (کہنا) بھی ایک تہائی علم ہے۔ [اخرجه الطبرانی قال الھیثمی ۱/ ۱۸۰ والشعبی لم یسمع من ابن مسعود و فیه جابر الجعفی وھو ضعیف انتھی]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہر آنے والا سال پہلے سال سے برا ہوگا (اپنی ذات کے اعتبار سے تو) کوئی سال کسی سال سے بہتر نہیں۔ کوئی جماعت کسی جماعت سے بہتر نہیں لیکن

ہوگا یوں کہ تمہارے علماء اور تمہارے بھلے اور بہترین لوگ چلے جائیں گے اور پھر ایسے لوگ آ جائیں گے جو اپنی رائے سے تمام کاموں میں قیاس کرنے لگ جائیں گے۔ اس طرح اسلام میں شگاف پڑ جائے گا اور وہ گر جائے گا۔ [اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۱۸۰ و فیه مجالد بن سعید و قد اختلط واخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۱/ ۱۳۵ بنحوه]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (دین میں) اصل تو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس کے بعد جو اپنی رائے سے کچھ کہے گا تو مجھے معلوم نہیں کہ اسے وہ اپنی نیکیوں میں پائے گا یا برائیوں میں۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۱۳۶]

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے فرمایا مجھے اپنے رب سے اس بات سے حیا آتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہوں۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۳۳]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجتہاد کرنا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تو فرمایا جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ پیش ہوگا تو تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟ میں نے کہا اللہ کی کتاب کے مطابق۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسے اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ تو پھر؟ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسے رسول اللہ کی سنت میں نہ پاؤ تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور (سوچ بچار میں) کوئی کمی نہیں کروں گا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق عطا فرمائی جس سے اللہ کے رسول خوش ہیں۔

[اخرجه ابو داؤد الترمذی و الدارمی کذا فی المشکوۃ ۲/ ۳۱۶]

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ اس چیز سے ڈرنے والا نہیں تھا جسے وہ نہ جانتا ہو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ڈرنے والا نہیں تھا۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک مسئلہ

پیش ہوا۔ انہوں نے اس کے لیے اللہ کی کتاب میں کوئی اصل نہ پائی اور نہ ہی سنت میں کوئی نشان پایا تو فرمایا اب میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اگر ٹھیک فیصلہ ہوا تو اللہ کی طرف سے اور اگر غلط فیصلہ ہوا تو میری طرف سے اور میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

[اخرجه ابن سعد و ابن عبدالبر فی العلم كذا فی الكنز ۵/ ۲۴۱]

حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ خط لکھا کہ جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر تمہارے پاس ایسا مقدمہ آئے جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو پھر اس میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر ایسا مقدمہ آئے جو نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول میں تو پھر وہ فیصلہ کرو جس پر علماء کا اجماع و اتفاق ہو اور اگر ایسا مقدمہ آئے جو نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اور نہ اس میں کسی عالم نے کوئی بات کی ہے تو پھر دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کر لو چاہو تو آگے بڑھ کر اپنی رائے سے اجتہاد کر کے فیصلہ کر لو اور چاہو تو پیچھے ہٹ جاؤ (اور کوئی فیصلہ نہ کرو) اور میرے خیال میں پیچھے ہٹنا تمہارے لیے بہتر ہی ہے۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۵۶ عن الشعبی]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جسے کسی معاملہ میں فیصلہ کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو اسے چاہئے کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر ایسا معاملہ ہو جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو پھر اس میں وہ فیصلہ کرے جو اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور اگر ایسا معاملہ پیش آجائے جو نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ اس کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی فیصلہ کیا ہو پھر اس میں وہ فیصلہ کرے جو نیک لوگوں نے کیا ہو اور اگر ایسا معاملہ پیش آجائے جو نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نیک بندوں نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا ہو تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد کرے اور اپنی اس بات پر پکا رہے اور شرمائے نہیں۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ پھر اپنی رائے سے اجتہاد کرے اور یہ ہرگز نہ کہے میرا خیال تو ایسا ہے البتہ میں ڈرتا بھی ہوں کیونکہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے البتہ ان دونوں کے درمیان بہت سے مشتبہ امور ہیں (جن کا حلال یا حرام ہونا واضح نہیں ہے) اس لیے وہ کام چھوڑ دو جن میں کسی قسم کا شک ہے اور وہ کام اختیار کرو جن میں کوئی شک نہیں۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۵۷]

حضرت عبداللہ بن ابی یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ معمول

دیکھا کہ جب ان سے کوئی چیز پوچھی جاتی اور وہ اللہ کی کتاب میں ہوتی تو وہ فرما دیتے اور اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی اور حضور ﷺ سے بھی کچھ منقول نہ ہوتا لیکن حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے کچھ منقول ہوتا تو وہ فرما دیتے اور اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی اور حضور ﷺ سے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بھی کچھ منقول نہ ہوتا تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد کرتے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۵۷]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب ہمارے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی مضبوط دلیل آجاتی تو ہم اس کے برابر کسی کو نہ سمجھتے (بلکہ اسی کو اختیار کر لیتے)۔

[عند ابن عبدالبر ایضاً و اخرج ابن سعد ۴/ ۱۸۱ الحدیث الاول بمعناه]

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کیا یہ چیز پیش آچکی ہے؟ میں نے کہا نہیں تو فرمایا جب تک یہ پیش نہ آجائے اس وقت تک ہمیں آرام کرنے دو۔ جب پیش آجائے گی تو پھر ہم کوشش کر کے اپنی رائے بتا دیں گے۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۲/ ۵۸]

فتویٰ دینے میں احتیاط سے کام لینا اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں کون فتویٰ دیا کرتے تھے؟

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کے ایک سو بیس صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد میں پایا کہ ان میں جو حدیث بیان کرنے والے تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ ان کا بھائی حدیث بیان کر دے اور انہیں حدیث بیان نہ کرنی پڑے اور ان میں جو بھی مفتی تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ ان کا بھائی فتویٰ دے دے اور خود انہیں فتویٰ نہ دینا پڑے۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی الجامع ۲/ ۱۶۳ و اخرجه ابن سعد ۶/ ۱۱۰ عن عبدالرحمن نحوه و زادمن الانصار]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ آدمی پاگل ہے کہ اس سے جو بھی فتویٰ پوچھا جائے وہ فوراً فتویٰ دے دے۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۲/ ۱۶۵ و هكذا اخرجه عن ابن عباس رضی اللہ عنہما و اخرجه الطبرانی فی الكبير عن ابن مسعود نحوه و رجاله موثقون كما قال الهيثمی ۱/ ۱۸۳]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں کو فتویٰ دینے والے آدمی تین طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ آدمی جو قرآن کے ناسخ و منسوخ کو جانتا ہے' دوسرا وہ امیر جماعت جسے فتویٰ دیئے بغیر چارہ نہیں اور تیسرا احمق۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۲/ ۱۶۶]

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم امیر نہیں ہو پھر بھی تم لوگوں کو فتویٰ دیتے ہو؟ جسے امارت کی راحت ملی ہے اسے ہی امارت کی مشقت بھی اٹھانے دو یعنی جو امیر ہے اسے ہی فتویٰ کی ذمہ داری اٹھانے دو تم فتویٰ نہ دو۔ [اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۲/ ۱۶۶ و زادفی روایة اخر ۲/ ۱۴۳]

حضرت ابو منہال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سونے چاندی کی خرید و فروخت کے بارے میں پوچھا تو میں نے جس سے بھی پوچھا اس نے یہی کہا تم دوسرے سے پوچھ لو کیونکہ وہ مجھ سے بہتر اور مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اس کے بعد سونے چاندی کی خرید و فروخت کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی الجامع العلم ۲/ ۱۶۶]

حضرت ابو حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تو ہر آدمی اس مسئلہ میں فتویٰ دے رہا ہے حالانکہ اگر یہ مسئلہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوتا تو اس کے لیے وہ تمام بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر لیتے (اور پھر ان کے مشورہ سے فتویٰ دیتے)۔ [اخرجه ابن عساکر کذا فی الکنز ۵/ ۲۴۱]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کون فتویٰ دیا کرتا تھا؟ انہوں نے فرمایا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور میرے علم میں ان دو کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۵۱]

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ [عند ابن سعد ایضاً]

حضرت فضیل بن ابی عبداللہ بن دینار اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی احادیث کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ [عند ابن سعد ایضاً ۴/ ۱۵۷ واخرجه ابن عساکر عن عبدالله بن دینار الاسلمی عن

ابیہ مثلہ کما فی المنتخب ۵/ ۷۷]

حضرت ابوعطیہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے ایک مسئلہ پوچھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے یہ مسئلہ میرے علاوہ کسی اور سے بھی پوچھا ہے؟ اس آدمی نے کہا ہاں میں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھا اور انہوں نے اس کا یہ جواب دیا تھا۔ جواب سن کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت کی۔ اس پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا جب تک یہ بڑے عالم تم میں ہیں مجھ سے کچھ نہ پوچھا کرو۔ [اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۶۰]

حضرت ابوعمرو شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک یہ بڑے عالم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تم میں ہیں مجھ سے کچھ نہ پوچھا کرو۔ [عند ابن سعد ایضاً و اخرجہ ابو نعیم فی الفتوی ۱/ ۱۲۹ عن ابی عطیہ و عامر عن ابی موسی قولہ نحوہ]

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فتویٰ دینے والے حضرات تین مہاجرین میں سے تھے اور تین انصار میں سے تھے۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

[اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۶۷]

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے فتویٰ دینے والے حضرات یہ تھے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت زید، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔ [عند ابن سعد ایضاً ۸/ ۱۶۸]

حضرت قبیصہ بن ذویب بن حلحلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اور جب تک حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ میں رہے اس وقت تک وہ مدینہ میں قضاء، فتویٰ، قرأت اور فرائض و میراث میں امام تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مدینہ سے چلے جانے کے بعد بھی وہ پانچ سال مزید امام رہے پھر سنہ چالیس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو بھی یہی امام تھے یہاں تک کہ سنہ پینتالیس میں حضرت زید کا انتقال ہوگیا۔

[اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۷۵]

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا کرتے تھے اور وہ بھی بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مشورہ دیا کرتے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور پھر انتقال تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی مشغلہ رہا۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۱]

حضرت زیاد بن میناء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت رافع بن خدیج، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت ابو واقد لیثی اور حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہم اور ان جیسے اور صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقال پر یہ دونوں دینی خدمتیں ان حضرات کو میسر ہوئیں اور یہ سب اپنے انتقال تک ان میں ہی لگے رہے اور پھر ان میں سے فتویٰ میں زیادہ قابل اعتماد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۷]

حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مستقل فتویٰ دیا کرتی تھیں اور پھر انتقال تک ان کا یہی مشغلہ رہا۔ اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ میں ہر وقت ان کے ساتھ رہا کرتا تھا اور وہ میرے ساتھ بہت اچھا سلوک فرمایا کرتی تھیں (حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے) آگے اور حدیث ذکر کی۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۹]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علوم

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس حال میں چھوڑ کر گئے کہ آسمان میں جو بھی پرندہ اپنے دونوں پروں کو ہلاتا ہے اس سے ہمیں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا) کوئی نہ کوئی علم یاد آجاتا ہے۔ طبرانی کی روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز بھی جنت کے قریب کرنے والی اور دوزخ کی آگ سے دور کرنے والی ہے وہ تمہارے لیے بیان کر دی گئی ہے۔ [اخرجه احمد قال الهيثمى ۸/ ۲۶۳ رواه احمد و الطبرانى و رجال الطبرانى رجال الصحيح غير محمد بن عبدالله بن يزيد المقرى وهو ثقة و فى اسناد احمد من لم يسم. انتهى و

اخرجه الطبرانی عن ابی الدرداء مثل حدیث ابی ذر عند احمد قال الهیثمی ۸/ ۲۶۴ و رجاله رجال الصحیح۔ واخرجه ابن سعد ۴/ ۱۷۰ عن ابی ذر مثله]

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے ایک ہزار مثالیں (کہاوتیں) سیکھی ہیں۔ [اخرجه احمد قال الهیثمی ۸/ ۲۶۴ و اسناده حسن]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک حدیث ذکر کی جس میں یہ بھی فرمایا کہ (حضور ﷺ کی وفات کے موقع پر) جس چیز کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہو جاتا تو میرے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) ایسی حدیث سناتے جسے سن کر سب مطمئن ہو جاتے اور فیصلہ کن بات سامنے آجاتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ سوال کیا کہ حضور ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے؟ تو اس بارے میں ہمیں کسی کے پاس کوئی علم (قرآن یا حدیث کا) نہ مل سکا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کی جس جگہ روح قبض کی جاتی ہے اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی حضور ﷺ کی میراث کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا تو ہمیں اس بارے میں کسی کے پاس کوئی علم نہ مل سکا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم انبیاء کی جماعت کسی کو وارث نہیں بناتے اور جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوا کرتا ہے۔ [اخرجه البغوی و ابن عساکر وغیرهما کذا فی منتخب الکنز ۴/ ۳۴۶]

حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور تمام زمین والوں کے علم کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم والا پلڑا جھک جائے گا۔ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے دل نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ میں نے جا کر حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا تم اسے نہیں مان رہے ہو اور اللہ کی قسم! حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تو اس سے آگے کی بھی بات کہہ رکھی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ دنیا سے گئے اس دن علم کے دس حصوں میں سے نو حصے چلے گئے۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۶۹ رواه الطبرانی باسانید و رجال هذا رجال الصحیح غیر اسد ابن موسی وهو ثقه۔ انتهی و اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۵۳ نحوه]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بارے میں ایک لمبی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہم میں اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والے اللہ

کی کتاب کو ہم سب سے زیادہ پڑھنے والے اور اللہ کے دین کی ہم سب سے زیادہ سمجھ رکھنے والے تھے۔ [اخرجه الطبرانی كذا فی مجمع الزوائد ۹/ ۶۹]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم اتنا زیادہ تھا کہ اس کے سامنے تمام لوگوں کا علم اتنا کم لگتا تھا کہ جیسے وہ کسی سوراخ میں چھپا کر رکھا ہوا ہو۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۵۳]

مدینہ کے ایک صاحب کہتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو مجھے ان کے سامنے فقہاء بچوں کی طرح نظر آئے۔ وہ دینی سمجھ اور علم کی وجہ سے تمام فقہاء پر حاوی تھے۔

[عند ابن سعد ایضاً]

حضرت ابواسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے میری ان سے شادی کر دی ہے ان کی آنکھیں کمزور ہیں' پیٹ بڑا ہے (شکل وصورت اچھی نہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہاری جن سے شادی کی ہے ان کے فضائل یہ ہیں کہ یہ میرے صحابہ میں سب سے پہلے اسلام لائے اور ان کا علم ان سب سے زیادہ ہے اور یہ ان میں سب سے زیادہ بردبار ہیں (اے فاطمہ! صورت نہ دیکھو سیرت دیکھو) [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۱۰۲ هو مرسل صحیح الاسناد۔ و اخرجه الطبرانی و احمد عن معقل بن یسار فذکر الحدیث قال الهیثمی ۹/ ۱۰۱ و فیه خالد بن طهمان و ثقه ابو حاتم وغیره بقیة رجاله ثقات]

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے فاطمہ!) کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تمہاری شادی ایسے آدمی سے کی ہے جو میری امت میں سب سے پرانے اسلام لانے والے' سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ بردبار ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ کس معاملہ میں نازل ہوئی؟ اور کہاں نازل ہوئی؟ اور کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی؟ میرے رب نے مجھے سمجھدار دل اور خوب بولنے والی فصیح زبان دی ہے۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۵۴]

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مشکل مسئلہ سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے جس کے حل کے لیے حضرت ابوالحسن یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوں۔

[عند ابن سعد ایضاً ۴/ ۱۵۴]

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو سورۃ بھی نازل ہوئی مجھے معلوم ہے کہ وہ کس بارے میں نازل ہوئی؟ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کوئی آدمی مجھ سے زیادہ اللہ کی کتاب کو جاننے والا ہے اور اونٹ اور سواریاں مجھے اس تک پہنچا سکتی ہیں تو میں اس کے پاس ضرور جاؤں گا۔[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۵۹]

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلسوں میں بہت بیٹھا ہوں۔ میں نے انہیں (دینی فیضان میں) تالاب کی طرح پایا کسی تالاب سے ایک آدمی سیراب ہوتا ہے اور کسی تالاب سے دو اور کسی سے دس آدمی اور کسی سے سو آدمی سیراب ہوتے ہیں اور بعض تالاب اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ ساری زمین والے اس سے سیراب ہو جائیں۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اسی بڑے تالاب کی طرح پایا (ان سے ساری دنیا سیراب ہوتی تھی)[عند ابن سعد ایضاً]

حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ سامنے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ دین کی سمجھ اور علم سے بھری ہوئی کوٹھی ہیں۔ حضرت اسد بن وداعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا یہ تو علم سے بھری ہوئی کوٹھی ہیں اور انہیں قادسیہ بھیج کر میں نے قادسیہ والوں کو اپنے پر ترجیح دی ہے۔[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۶۱]

حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور ہم ان سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھنے لگے۔ انہوں نے فرمایا کس صحابی کے بارے میں پوچھتے ہو؟ ہم نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمیں کچھ بتادیں۔ انہوں نے فرمایا انہوں نے قرآن و حدیث کا علم حاصل کیا اور علم کی انتہا کو پہنچ گئے اور یہی بات ان کے زیادہ علم والا ہونے کے لیے کافی ہے پھر ہم نے عرض کیا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ فرماویں۔ فرمایا انہیں علم میں اچھی طرح رنگا گیا پھر اچھی طرح رنگ ہو کر باہر نکلے پھر ہم نے عرض کیا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کچھ بتاویں۔ فرمایا وہ ایسے مومن ہیں جو بھول گئے تھے اور جب انہیں یاد دلایا گیا تو انہیں یاد آ گیا پھر ہم نے عرض کیا ہمیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ فرماویں۔ فرمایا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں منافقوں کو سب سے

زیادہ جاننے والے تھے۔ پھر ہم نے عرض کیا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ بتاویں۔ فرمایا انہوں نے علم تو خوب اچھی طرح حاصل کیا تھا اور خوب یاد تھا لیکن پھر اس کے پھیلانے میں کامیاب نہ ہوسکے (آخر میں طبیعت میں سختی زیادہ ہوگئی تھی) پھر ہم نے عرض کیا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ بتائیں فرمایا انہوں نے پہلا علم بھی حاصل کیا (جو پہلے نبی لے کر آئے تھے) اور بعد والا علم بھی حاصل کیا (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے) وہ علم کا ایسا سمندر ہیں جس کی گہرائی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور وہ ہمارے گھرانے میں سے ہیں پھر ہم نے عرض کیا اے امیر المومنین! اب آپ اپنے بارے میں کچھ بتاویں فرمایا تم لوگ اصل میں یہ بات پوچھنا چاہتے تھے۔ میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب ارشاد فرمادیتے اور جب میں خاموش ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم از خود گفتگو کی ابتداء فرماتے۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۶۲]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مقتدا تھے اور اللہ کے فرمانبردار تھے اور سب طرف سے یکسو ہو کر ایک اللہ کے ہو گئے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے (حضرت فروہ بن نوفل اشجعی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا ابوعبدالرحمٰن یعنی حضرت ابن مسعود سے غلطی ہوگئی ہے۔ یہ الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں استعمال فرمائے ہیں:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

[سورۃ نحل آیت ۱۲۰]

"بیشک ابراہیم علیہ السلام بڑے مقتدا تھے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ارشاد فرمایا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مقتدا تھے اور اللہ کے فرمانبردار تھے اور سب طرف سے یکسو ہو کر ایک اللہ کے ہو گئے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ اس پر میں سمجھا کہ وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ الفاظ جان بوجھ کر استعمال کر رہے ہیں۔ اس پر میں خاموش ہو گیا پھر انہوں نے فرمایا کیا تم جانتے ہو لفظ امت کا کیا مطلب ہے؟ لفظ قانت کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا اللہ ہی جانتے ہیں (میں نہیں جانتا) فرمایا امت وہ انسان ہے جو لوگوں کو بھلائی اور خیر سکھائے اور قانت وہ ہے جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہو تو

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ لوگوں کو خیر سکھایا کرتے تھے اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار تھے۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو غور سے دیکھا تو میں نے دیکھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا علم چھ حضرات پر پہنچ کر ختم ہو گیا۔ حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ' حضرت معاذ' حضرت ابوالدرداء اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔ پھر میں نے ان چھ حضرات کو غور سے دیکھا تو ان کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر پہنچ کر ختم ہو گیا۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں مدینہ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا تو مجھے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مضبوط علم والوں میں سے نظر آئے۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۷۶]

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (چھوٹی عمر کے نہ ہوتے اور) ہماری عمر کو پالیتے تو ہم میں سے کوئی آدمی ان کے (علم کے) دسویں حصے کو نہ پا سکتا۔ اس روایت میں حضرت نضر راوی نے یہ بھی بڑھایا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ قرآن کے بہترین ترجمان تھے۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۱]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زیادہ علم کی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سمندر کہا جاتا تھا۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۱]

حضرت لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اس کی وجہ کیا ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر ان نوعمر (صحابی) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ جب ان میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف ہو جاتا تو وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کرتے۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۱]

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ حاضر دماغ' زیادہ سمجھدار' زیادہ علم والا اور زیادہ بردبار کوئی نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں مشکل مسائل کے لیے بلایا کرتے اور ان سے فرماتے تیار ہو جاؤ یہ مشکل مسئلہ تمہارے پاس آیا ہے (اور ان کے سامنے وہ مشکل مسئلہ رکھتے) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان ہی کے قول پر فیصلہ کر

دیتے حالانکہ ان کے ارد گرد بہت سے بدری مہاجر اور انصاری صحابہ بیٹھے ہوئے ہوتے۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۴]

حضرت ابوزناد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بخار ہو گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے پاس عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا تمہاری بیماری کی وجہ سے ہمارا بڑا نقصان ہو رہا ہے اللہ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۵]

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو (اللہ کی طرف سے) بڑی سمجھ، عقل اور بہت علم دیا گیا تھا۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کسی (کی رائے) کو ان (کی رائے) پر ترجیح دی ہو۔[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۵]

حضرت محمد بن ابی بن کعب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ اس امت کے بہت بڑے عالم بن جائیں گے کیونکہ انہیں (اللہ کی طرف سے) عقل اور سمجھ بھی خوب ملی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی ہے کہ اللہ انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے۔[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۵]

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تمام لوگوں میں علم کے اعتبار سے ایسے اونچے تھے جیسے کھجور کے چھوٹے درختوں میں لمبا درخت ہوتا ہے۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۵]

حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی حج پر گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حج کے امیر تھے وہ سورۃ نور پڑھنے لگے اور ساتھ کے ساتھ اس کی تفسیر کرنے لگے جسے سن کر میرے ساتھی نے کہا سبحان اللہ! اس آدمی کے سر سے کیا کچھ نکل رہا ہے؟ اگر ترک لوگ اسے سن لیں تو مسلمان ہو جائیں۔

[اخرجه الحاكم ۳/ ۵۳۷ قال الحاكم هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه]

دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو وائل کہتے ہیں (تفسیر سن کر) میں نے کہا ان جیسی باتیں میں نے نہ کسی آدمی سے سنیں ہیں اور نہ کہیں دیکھی ہیں۔ اگر فارس اور روم والے یہ سن لیتے تو مسلمان ہو جاتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے ایک مسئلہ پوچھا جو انہیں یمن سے حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔ میں نے انہیں اس کا جواب دیا تو فرمایا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم نبوت کے گھرانے سے بولتے ہو۔ [اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۸۴]

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کچھ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس اشعار کے لیے آتے کچھ لوگ نسب اور کچھ لوگ عرب کے واقعات معلوم کرنے آتے وہ ہر طرح کے لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور جس طرح چاہتے خوب گفتگو کرتے۔ [اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۸۲]

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کئی عمدہ صفات کی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تمام لوگوں پر فوقیت رکھتے تھے وہ گزشتہ علوم کو خوب جانتے تھے اور جب ان کے مشورے کی ضرورت ہوتی تو بہت سمجھداری کا مشورہ دیتے اور بردباری اور جود وسخا ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ میں نے کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا جو ان سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے فیصلوں کو جاننے والا ہو اور ان سے زیادہ سمجھداری کی رائے والا ہو اور اشعار کو، عربی لغت کو، قرآن کی تفسیر کو، حساب اور میراث کو اور گزشتہ واقعات کو ان سے زیادہ جاننے والا ہو اور ان سے زیادہ درست رائے والا ہو کسی دن وہ اپنی مجلس میں بیٹھتے تو صرف دین کی سمجھ کے بارے میں بات کرتے اور کسی دن صرف قرآن کی تفسیر کے بارے میں بات کرتے اور کسی دن صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے بارے میں بات کرتے اور کسی دن اشعار کے بارے میں اور کسی دن عرب کی لڑائیوں کے بارے میں بات کرتے اور میں نے یہی دیکھا کہ جو عالم بھی ان کی مجلس میں آیا وہ آخر کار ان (کی علمی عظمت) کے سامنے ضرور جھک گیا اور جو بھی ان سے کچھ پوچھنے آیا اسے اپنے سوال کا جواب ضرور ملا۔

[اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۸۳]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر اور انصاری بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہر وقت رہا کرتا تھا اور میں ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے بارے میں اور ان غزوات کے متعلق اترنے والے قرآن کے بارے میں خوب سوالات کرتا تھا اور میں ان میں سے جس کے پاس جاتا وہ میرے آنے سے بہت خوش ہوتا کیونکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ دار

(چچازاد بھائی) تھا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مضبوط اور پختہ علم والوں میں سے تھے۔ میں نے ان سے ایک دن مدینہ میں نازل ہونے والی سورتوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا مدینہ میں ستائیس سورتیں نازل ہوئیں اور باقی مکہ میں۔ [اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۸۶]

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما گذرے ہوئے علوم اور واقعات کو ہم سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور جو نیا مسئلہ پیش آجائے اور اس کے بارے میں قرآن وحدیث میں کچھ نہ آیا ہو اس کے متعلق وہ سب سے زیادہ دینی سمجھ رکھنے والے ہیں۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں میں نے یہ بات حضرت ابن عباس کو بتائی تو انہوں نے فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بہت علم ہے کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال وحرام کے بارے میں خوب پوچھا کرتے تھے (یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے فضائل کا اعتراف فرما رہے ہیں) [اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۸۶]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کی راتوں میں دیکھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اردگرد بہت سے حلقے ہیں اور ان سے مناسک حج کے بارے میں لوگ خوب پوچھ رہے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اب جتنے صحابہ باقی رہ گئے ہیں یہ ان میں سے سب سے زیادہ مناسک حج کو جاننے والے ہیں۔ [اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۸۴]

حضرت یعقوب بن زید رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے انتقال کی خبر ملی تو انہوں نے ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ بردبار انسان کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے انتقال سے اس امت کا ایسا نقصان ہوا ہے جس کی تلافی کبھی نہیں ہو سکے گی۔

[اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۸۶]

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج اس شخصیت کا انتقال ہو گیا جس کے علم کے مشرق سے لے کر مغرب تک کے تمام لوگ محتاج تھے۔ [اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۸۷]

حضرت ابوکلثوم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما دفن ہو گئے تو حضرت ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس امت کے عالم ربانی کا انتقال ہو گیا۔ [اخرجہ ابن سعد ۴/ ۱۸۳]

حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نوعمر فقہاء میں شمار کیے جاتے تھے۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۷]

حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اب ملک شام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی حضرت عبادہ بن صامتؓ اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہما سے زیادہ قابل اعتمادٗ زیادہ دینی سمجھ رکھنے والا اور ان سے زیادہ پسندیدہ باقی نہیں رہا۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۸]

مروان بن حکم کے منشی ابوزعیزعہ کہتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور مجھے تخت کے پیچھے بٹھا دیا۔ مروان ان سے پوچھنے لگا اور میں ان کے جواب لکھنے لگا۔ جب ایک سال ہو گیا تو مروان نے انہیں بلا کر پردے کے پیچھے بٹھایا اور ان سے وہی پچھلے سال والے سوالات کیے۔ انہوں نے بعینہٖ وہی پچھلے سال والے جواب دیئے نہ کوئی حرف کم کیا اور نہ زیادہ اور نہ آگے کیا اور نہ پیچھے۔ [اخرجه الحاكم ۳/ ۵۱۰ قال الحاكم هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه و قال الذهبي صحيح]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کسی چیز میں شک ہوا اور انہوں نے اس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہیں ان کے پاس اس چیز کا علم ضرور ملا۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۹]

حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔
[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۹]

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو جاننے والا اور بوقت ضرورت ان سے زیادہ سمجھداری کی رائے والا' آیت کے شان نزول کو اور میراث کو ان سے زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا۔ [عند ابن سعد ایضاً]

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علم میراث کو اچھی طرح جانتی تھیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میراث کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۹ و اخرجه الطبراني بلفظه و اسناده حسن كما قال الهيثمي ۹/ ۲۴۲]

حضرت محمود بن لبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی حدیثیں یاد تھیں لیکن حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما جیسی کوئی نہ تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتی تھیں اور پھر انتقال تک ان کا یہ مشغلہ رہا۔ اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے پاس آدمی بھیج کر سنتیں پوچھا کرتے تھے۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۸۹]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح و بلیغ اور ان سے زیادہ عقلمند کوئی خطیب نہیں دیکھا۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۲۴۳ رجاله رجال الصحیح]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ طب، فقہ اور اشعار کو جاننے والی ہو۔

[عند الطبرانی ایضاً و اسناده حسن کما ذکر الهیثمی ۹/ ۲۴۲]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا میں آپ کے معاملہ میں جتنا سوچتا ہوں اتنا ہی مجھے تعجب ہوتا ہے۔ آپ مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والی نظر آتی ہیں تو میں کہتا ہوں اس میں کیا بات ہے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں (آپ کو دین کی سب سے زیادہ سمجھ والا ہونا ہی چاہئے) آپ مجھے عرب کی لڑائیوں کو ان کے نسب ناموں کو اور ان کے اشعار کو جاننے والی نظر آتی ہیں تو میں کہتا ہوں اس میں کیا بات ہے؟ آپ کے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) قریش کے بہت بڑے عالم تھے (لہٰذا ان کی بیٹی کو ایسا ہونا ہی چاہئے) لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ آپ طب بھی جانتی ہیں یہ آپ نے کہاں سے سیکھ لی؟ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر (پیار سے نام بدل کر) کہا اے عریہ! جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماریاں زیادہ ہوگئیں تو عرب و عجم کے اطباء ان کے پاس دوائیاں بھیجنے لگے۔ اس طرح میں نے علم طب سیکھ لیا۔ احمد کی روایت میں یہ ہے کہ میں ان دوائیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج کیا کرتی تھی یہاں سے میں نے طب سیکھی (حضرت عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے)۔ [اخرجه البزار و اللفظ له و احمد و الطبرانی فی الاوسط

و الکبیر قال الهیثمی ۹/ ۲۴۲ و فیه عبدالله بن معاویه الزبیری قال ابو حاتم مستقیم الحدیث و فیه ضعف و بقیة رجال احمد و الطبرانی فی الکبیر ثقات۔ انتهی]

ربانی علماء اور برے علماء

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم علم کے چشمے' ہدایت کے چراغ' اکثر گھروں میں رہنے والے' رات کے چراغ' نئے دل والے اور پرانے کپڑوں والے بنو۔ آسمان میں پہچانے جاؤ گے اور زمین والوں پر پوشیدہ رہو گے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی جامع العلم ۱/ ۱۲۶ و اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۷۷ عن علی بمعناه]

ابو نعیم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں زمین والوں پر پوشیدہ رہنے کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ ان صفات کی وجہ سے تمہارا زمین پر بھی ذکر خیر ہوگا۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر ملی کہ باب بنی سہم کے پاس کچھ لوگ تقدیر کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں وہ اٹھ کر ان کی طرف چلے اور اپنی چھڑی حضرت عکرمہ کو دی اور اپنا ایک ہاتھ اس چھڑی پر رکھا اور دوسرا ہاتھ حضرت طاؤس پر رکھا۔ جب ان کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے خوش آمدید کہا اور اپنی مجلس میں ان کے بیٹھنے کے لیے جگہ بنائی لیکن وہ بیٹھے نہیں بلکہ ان سے فرمایا تم اپنا نسب نامہ بیان کرو تاکہ میں تمہیں پہچان لوں۔ ان سب نے یا ان میں سے کچھ نے اپنا نسب نامہ بیان کیا تو فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو گونگے اور بولنے سے عاجز نہیں ہیں بلکہ اللہ کے ڈر سے خاموش رہتے ہیں۔ یہی لوگ فصاحت والے' فضیلت والے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے واقعات کو جاننے والے علماء ہیں۔ جب انہیں اللہ کی عظمت کا دھیان آتا ہے تو ان کی عقلیں اڑ جاتی ہیں' ان کے دل شکستہ ہو جاتے ہیں اور ان کی زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔ جب ان کو اس کیفیت سے افاقہ ہوتا ہے تو وہ پاکیزہ اعمال کے ذریعے سے اللہ کی طرف تیزی سے چلتے ہیں حالانکہ وہ عقلمند اور طاقتور ہوں گے لیکن پھر بھی وہ اپنے آپ کو کوتاہی کرنے والوں میں شمار کریں گے اور اسی طرح وہ نیک اور خطاؤں سے پاک ہوں گے لیکن اپنے آپ کو ظالم اور خطاکار لوگوں میں شمار کریں گے اور اللہ کے لیے زیادہ (اعمال اور قربانی) کو زیادہ نہیں سمجھیں گے اور اللہ کے لیے کم پر وہ راضی نہیں ہوں گے اور اعمال

میں اللہ کے سامنے نخرے نہیں کریں گے۔ تم انہیں جہاں بھی ملو گے وہ اہتمام اور فکر سے چلنے والے ڈرنے والے اور کپکپانے والے ہوں گے۔ حضرت وہب فرماتے ہیں یہ باتیں ارشاد فرمایا کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھے اور اپنی مجلس میں واپس تشریف لے آئے۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۳۲۵]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر علم والے علم کی حفاظت کرتے اور جو علم کے اہل ہیں ان ہی کو علم دیتے تو اپنے زمانے والوں کے سردار ہو جاتے لیکن انہوں نے دنیا والوں کے سامنے اپنا علم رکھ دیا تا کہ ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کر لیں اس وجہ سے علم والے دنیا والوں کی نگاہ میں بے قیمت ہو گئے میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو تمام فکروں کو ایک فکر یعنی آخرت کی فکر بنا دے گا اللہ تعالیٰ اس کی تمام فکروں کی کفایت فرمائیں گے اور جسے دنیاوی افکار نے پراگندہ کر دیا تو اللہ کو بھی اس بات کی پرواہ نہیں ہوگی کہ وہ دنیا کی کس وادی میں ہلاک ہو گیا۔ [اخرجه ابن عساكر كذا فى الكنز ۵/ ۲۴۳ واخرجه ابن عبدالبر فى جامع العلم ۲/ ۱۸۷ عن ابن مسعود نحوه]

حضرت سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے ان کا یہ ارشاد پہنچا کہ اگر حاملین علم، علم کو اس کے حق کے ساتھ لیتے اور اس کے مناسب جو آداب ہیں انہیں اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور نیک لوگ ان سے محبت کرتے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی ہیبت ہوتی۔ لیکن انہوں نے علم کے ذریعے دنیا حاصل کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے وہ اللہ کے ہاں مبغوض بن گئے اور لوگوں کی نگاہ میں بھی بے حیثیت ہو گئے۔

[اخرجه ابن عبدالبر فى العلم ۱/ ۱۸۸]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم میں ایک زبردست فتنہ اٹھے گا جس میں کم عمر تو بڑھ جائے گا اور زیادہ عمر والا بوڑھا ہو جائے گا اور نئے طریقے ایجاد کر کے اختیار کر لیے جائیں گے اور اگر کسی دن انہیں بدلنے (اور صحیح اور مسنون طریقہ لانے) کی کوشش کی جائے گی تو لوگ کہنے لگیں گے یہ تو بالکل اجنبی اور اوپرا طریقہ ہے۔ اس پر لوگوں نے پوچھا ایسا فتنہ کب ہوگا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تمہارے امین لوگ کم ہو جائیں گے اور تمہارے امراء و حکام زیادہ ہو جائیں گے اور تمہارے دین کی سمجھ رکھنے والے کم ہو جائیں

گے اور تمہارے قرآن پڑھنے والے زیادہ ہو جائیں گے اور دین کے غیر یعنی دنیا کے لیے دینی علم حاصل کیا جائے گا اور آخرت والے عمل سے دنیا طلب کی جائے گی۔
[اخرجه عبدالرزاق كذا فى الترغيب ا/ ۸۲ واخرجه ابن عبدالبر فى العلم ا/ ۱۸۸]

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ نئے طریقے گھڑے جائیں گے جس پر لوگ چلنے لگیں گے اور جب اس میں کچھ تبدیلی کی جانے لگے گی تو وہ لوگ کہیں گے ہمارا معروف طریقہ بدلا جا رہا ہے اور یہ بھی ہے کہ تمہارے دین کی سمجھ رکھنے والے کم ہو جائیں گے اور تمہارے امراء و حکام خزانے بھرنے لگیں گے۔
[اخرجه عبدالرزاق كذا فى الترغيب ا/ ۸۲ واخرجه ابن عبدالبر فى العلم ا/ ۱۸۸]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ بات اچھی طرح جان لو کہ یہ احادیث جن میں اصل یہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے اللہ کی رضامندی حاصل کی جائے اگر انہیں کوئی دنیا کا سامان حاصل کرنے کے لیے سیکھے گا تو وہ کبھی جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا۔
[اخرجه ابن عبدالبر فى العلم ا/ ۱۸۷]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ تورات کے بھی بڑے عالم تھے) سے پوچھا جب علماء علم کو یاد کرلیں گے اور اچھی طرح سمجھ لیں گے تو پھر کون سی چیز ان کے دلوں سے علم کو لے جائے گی؟ حضرت کعب نے کہا دو چیزیں ایک تو دنیا کی لالچ دوسرے لوگوں کے سامنے اپنی حاجتیں لے جانا۔ [عند ابن عبدالبر ايضاً ۲/ ۶ عن ابى معن]

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان فتنوں کا ذکر کیا جو آخری زمانہ میں ہوں گے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا اے علی! یہ فتنے کب ہوں گے؟ فرمایا جب غیر دین یعنی دنیا کے لیے دینی علم حاصل کیا جائے گا اور عمل کے غیر یعنی عزت اور مال کے لیے علم سیکھا جائے گا اور آخرت کے عمل سے دنیا طلب کی جائے گی۔ [اخرجه عبدالرزاق كذا فى الترغيب ا/ ۸۳]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہارے بارے میں دو آدمیوں سے ڈرتا ہوں ایک تو وہ آدمی جو قرآن کی غلط تفسیر کرے گا اور دوسرا وہ آدمی جو ملک کے بارے میں اپنے بھائی سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا۔ [اخرجه ابن عبدالبر فى العلم ا/ ۱۹۴ كما فى الكنز ۵/ ۲۳۳]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں بصرہ کا وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ان میں احنف بن قیس بھی تھے اور سب کو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جانے دیا لیکن حضرت احنف بن قیس کو روک لیا اور انہیں

ایک سال روکے رکھا اس کے بعد فرمایا تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں کیوں روکا تھا؟ میں نے اس وجہ سے روکا تھا کہ ہمیں حضور ﷺ نے ہر اس منافق سے ڈرایا جو عالمانہ زبان والا ہو مجھے ڈر ہوا کہ شاید تم بھی ان میں سے ہو لیکن (میں نے ایک سال رکھ کر دیکھ لیا کہ) انشاء اللہ تم ان میں سے نہیں ہو۔[اخرجه ابن سعد و ابو يعلى كذا في الكنز ۵/ ۲۳۲]

حضرت ابوعثمان نہدی کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ اس منافق سے بچو جو عالم ہو۔ لوگوں نے پوچھا منافق کیسے عالم ہوسکتا ہے؟ فرمایا بات تو حق کہے گا لیکن عمل منکرات پر کرے گا۔[اخرجه البيهقى و ابن النجار]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم یہ بات کہا کرتے تھے کہ اس امت کو وہ منافق ہلاک کرے گا جو زبان کا عالم ہوگا۔[عند جعفر الفريابى و ابى يعلى و نصر و ابن عساكر]

حضرت ابوعثمان نہدی کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس امت پر سب سے زیادہ ڈر اس منافق سے ہے جو عالم ہو۔ لوگوں نے پوچھا اے امیر المومنین! منافق کیسے عالم ہوسکتا ہے؟ فرمایا وہ زبان کا تو عالم ہوگا لیکن دل اور عمل کا جاہل ہوگا۔[عند مسدد و جعفر الفريابى كذا فى الكنز ۵/ ۲۳۳]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسی جگہوں سے بچو جہاں کھڑے ہونے سے انسان فتنوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کسی نے پوچھا اے ابوعبداللہ! فتنوں کی یہ جگہیں کون سی ہیں؟ فرمایا امراء اور حکام کے دروازے آدمی کسی حاکم یا گورنر کے پاس جاتا ہے اور غلط بات میں اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس کی تعریف میں ایسی خوبیاں ذکر کرتا ہے جو اس میں نہیں ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جیسے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ پر اونٹ ہوتے ہیں ایسے سلاطین کے دروازوں پر فتنے ہوتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تم ان سلاطین سے جتنی دنیا حاصل کرلو گے وہ سلاطین تمہارے دین میں اتنی کمی کر دیں گے یا اس سے دگنی کمی کر دیں گے۔[اخرجه ابن عبدالبر فى العلم ۱/ ۱۶۷]

علم کا چلا جانا اور اسے بھول جانا

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ نے آسمان کی طرف

دیکھا اور فرمایا اس وقت مجھے وہ وقت بتایا گیا ہے جس میں علم اٹھالیا جائے گا۔ ابن لبید رضی اللہ عنہ نامی ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب علم کتابوں میں لکھ دیا جائے گا اور دل اسے سمجھ لیں گے اور محفوظ کرلیں گے تو علم کیسے اٹھالیا جائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا میں تو تمہیں مدینہ والوں میں سب سے زیادہ سمجھدار آدمی سمجھتا تھا پھر حضور ﷺ نے اس بات کا ذکر کیا کہ یہود و نصاریٰ کے پاس اللہ کی کتاب ہے لیکن پھر بھی گمراہ ہیں۔ راوی کہتے ہیں پھر میری حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ والی حدیث انہیں سنائی۔ حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو علم میں سب سے پہلے اٹھائی جائے گی؟ میں نے کہا ضرور فرمایا خشوع۔ یہاں تک کہ تمہیں کوئی خشوع والا نظر نہ آئے گا۔ [اخرجه الحاکم ۱/ ۹۹ قال الحاکم هذا صحیح و قد احتج الشیخان بجمیع رواته و کذا قال الذهبی و اخرجه البزار و الطبرانی فی الکبیر عن عوف نحوه کما فی مجمع الزوائد ۱/ ۲۰۰ و اخرجه ابن عبدالبر فی العلم ۱/ ۵۴ بنحوه]

ابن عبدالبر کی روایت میں یہ ہے کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا جنہیں زیاد بن لبید کہا جاتا تھا یا رسول اللہ! علم ہم میں سے کس طرح اٹھالیا جائے گا جبکہ ہم میں اللہ کی کتاب ہوگی اور ہم وہ اپنے بیٹوں اور عورتوں کو سکھائیں گے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت شداد نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ علم کے اٹھائے جانے کی کیا صورت ہوگی؟ میں نے کہا میں تو نہیں جانتا فرمایا علم کے برتن یعنی علماء اٹھ جائیں گے اور کیا تم جانتے ہو کہ علم کی کونسی صفت اٹھالی جائے گی؟ میں نے کہا نہیں جانتا۔ فرمایا کوئی خشوع والا نظر نہیں آئے گا۔

[اخرجه الحاکم ایضاً من حدیث ابی الدرداء و ابن لبید الانصاری رضی اللہ عنہما والطبرانی فی الکبیر عن صفوان بن عسال و وحشی بن حرب رضی اللہ عنہما کما فی المجمع بمعناه]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تورات اور انجیل یہود و نصاریٰ کے پاس ہے لیکن ان کے کس کام آرہی ہے؟ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ تورات و انجیل کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے ہیں اور حضرت ابن لبید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ان یہود و نصاریٰ کو تورات و انجیل سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم لوگ جانتے ہو کہ اسلام کیسے کم ہوگا؟ لوگوں

نے کہا جیسے کپڑے کا رنگ اور جانور کا موٹاپا کم ہو جاتا ہے اور زیادہ چھپائے اور دبائے رکھنے سے درہم کم ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسلام کے کم ہونے کی بھی یہی صورت ہوگی لیکن اس کے کم ہونے کی اس سے زیادہ بڑی وجہ علماء کا انتقال کر جانا اور دنیا سے چلے جانا ہے۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۲۰۲ و رجاله موثقون]

حضرت سعید بن میسب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شریک تھا۔ جب ان کو قبر میں دفن کر دیا گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے لوگو! جو یہ جاننا چاہتا ہے کہ علم کیسے چلا جائے گا تو یہ علم اس طرح جائے گا اللہ کی قسم! آج بہت زیادہ علم چلا گیا۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۱/ ۲۰۲ و فیه علی بن زید بن جدعان و فیه ضعف]

حضرت عمار بن ابی عمار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ہم جھونپڑی کے سائے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں جا کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے فرمایا اس طرح علم چلا جاتا ہے آج بہت زیادہ علم دفن ہو گیا۔ [عند ابن سعد ۴/ ۱۷۷]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یوں علم چلا جاتا ہے ایک آدمی ایک چیز کو جانتا ہے اس چیز کو اور کوئی نہیں جانتا جب یہ آدمی مر جاتا ہے تو جو علم اس کے پاس تھا وہ بھی چلا جاتا ہے۔ [عند ابن سعد ایضاً]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم جانتے ہو علم کیسے جاتا ہے اس کے جانے کی صورت یہ ہے کہ علماء زمین سے چلے جائیں۔ [کذا فی المجمع ۱/ ۲۰۲]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ آدمی علم سیکھ کر بھول جاتا ہے اس کی وجہ گناہوں میں مبتلا ہونا ہے۔ [اخرجه ابن ابی شیبة کذا فی جامع العلم ۱/ ۱۰۸]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم کی آفت اسے بھول جانا ہے۔

[اخرجه نعیم فی الحلیة ۱/ ۱۳۱ و اخرجه الطبرانی فی الکبیر و رجاله موثقون الا ان القاسم لم یسمع من جده کما قال الهیثمی ۱/ ۱۹۹ و المنذری فی الترغیب ۱/ ۹۲]



ایسے علم کا دوسروں تک پہنچانا جس پر خود عمل نہ کر رہا ہو اور نفع نہ دینے والے علم سے پناہ مانگنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں یہ علم دیا گیا ہے۔ اب ہم یہ علم تم تک پہنچا رہے ہیں اگرچہ ہم اس پر خود عمل نہ کر رہے ہوں۔

[اخرجه البیهقی و ابن عساکر کذا فی الکنز ۷/ ۲۴]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَدُعَاءٌ لَا يُسْمَعُ))

''اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔'' [اخرجه الحاکم ۱/ ۱۰۴ قال الحاکم هذا حدیث صحیح ولم یخرجاه وقال الذهبی صحیح و اخرجه ایضاً من حدیث انس رضی اللہ عنہ و صححه علی شرط مسلم]



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کا کتنا شوق تھا اور وہ کس طرح صبح اور شام دن اور رات سفر اور حضر میں ذکر کی پابندی کرتے تھے اور وہ کس طرح دوسروں کو اس کی ترغیب دیتے تھے اور اس کا شوق دلاتے تھے اور ان کے اذکار کیسے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ترغیب دینا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے اتنے میں مہاجرین نے کہا کہ جب سونے اور چاندی کے بارے میں قرآن نازل ہو چکا (جس میں بتایا گیا کہ جو لوگ مال و دولت اکٹھی کریں اور زکوٰۃ وغیرہ نہ دیں اللہ کے راستے میں خرچ نہ کریں انہیں دردناک عذاب ہوگا) تو اب ہمیں کس طرح پتہ چلے کہ کون سا مال بہتر ہے؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کہو تو میں آپ لوگوں کو یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ دوں۔ انہوں نے کہا ضرور۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیئے۔ میں بھی اپنے اونٹ کو تیز دوڑاتا ہوا ان کے پیچھے چل پڑا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابھی سونے اور چاندی کے بارے میں قرآن کی آیتیں نازل ہوئی ہیں اس پر مہاجرین کہہ رہے ہیں جب سونے اور چاندی کے بارے میں قرآن نازل ہو چکا تو اب ہمیں کس طرح پتہ چلے کہ کون سا مال بہتر ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی زبان کو ذکر کرنے والا اور دل کو شکر کرنے والا بنا لو اور ایسی مومن عورت سے شادی کرو جو ایمان (والے کاموں) میں تمہاری مدد کرے۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ وہ آخرت (والے کاموں) میں تمہاری مدد کرے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلية ۱/ ۱۸۲ و اخرجه احمد و الترمذی و حسنه و ابن ماجة عن ثوبان بمعناه]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ [سورۃ توبہ آیت ۳۴]

''جو لوگ سونا چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔''

اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا' ہلاکت ہو سونے کے لیے ہلاکت ہو چاندی کے لیے۔ یہ فرمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر بڑا گراں

گذرا اور انہوں نے عرض کیا اب ہم کس چیز کو مال بنا کر اپنے پاس رکھیں؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آگے پچھلی حدیث سے مختصر حدیث ذکر کی۔

[اخرجه عبدالرزاق كذا فى التفسير لابن كثير ۲/ ۳۵۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے راستہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک پہاڑ کے پاس سے ہوا جسے جمدان کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلتے رہو یہ جمدان ہے۔ مفردون آگے نکل گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! مفردون کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔

[اخرجه مسلم]

ترمذی میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! مفردون کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اللہ کے ذکر پر فریفتہ ہوں اور ذکر ان کے سارے بوجھ اتار دے گا اور وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے ہو کر اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ [كذا فى الترغيب ۳/ ۵۹ و اخرجه الطبرانى عن ابى الدرداء رضی اللہ عنہ بسياق الترمذى كما فى المجمع ۱۰/ ۷۵]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہاں ہیں آگے نکل جانے والے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کچھ لوگ آگے جا چکے ہیں اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سفر میں آگے نکل جانا مراد نہیں ہے بلکہ) وہ آگے نکل جانے والے کہاں ہیں جو اللہ کے ذکر پر فریفتہ ہوں؟ جو جنت کے باغوں میں چرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اللہ کا ذکر زیادہ کرے۔

[اخرجه الطبرانى قال الهيثمى ۱۰/ ۷۵ و فيه موسى بن عبيدة وهو ضعيف]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کون سے بندے سب سے افضل درجہ والے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے ہوں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کے راستہ میں غزوہ کرنے والوں سے بھی زیادہ افضل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اگر غازی اپنی تلوار کفار اور مشرکین پر اتنی زیادہ چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے اور وہ خود خون میں رنگا جائے تو بھی اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے اس سے درجے میں

افضل ہوں گے۔

[اخرجه الترمذی قال الترمذی حدیث غریب و اخرجه البیهقی مختصراً کذا فی الترغیب ۳/ ۵۶]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی آدمی نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو اللہ کے ذکر سے زیادہ عذاب سے نجات دینے والا ہو۔ کسی نے عرض کیا کہ کیا اللہ کے راستہ میں جہاد بھی اللہ کے ذکر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں سوائے اس کے کہ مجاہد اپنی تلوار اتنی چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے۔

[اخرجه الطبرانی فی الصغیر والاوسط قال المنذری ۳/ ۵۶ و الهیثمی ۱۰/ ۷۴ رجالهما رجال الصحیح و اخرجه الطبرانی عن معاذ بن جبل نحوه کما فی المجمع ۱۰/ ۷۳]

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا کون سا مجاہد سب سے زیادہ اجر والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو ان میں اللہ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے پھر اس نے پوچھا کون سا نیک بندہ سب سے زیادہ اجر والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوحفص! ذکر والے تو ساری خیر لے گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بالکل۔

[اخرجه احمد قال الهیثمی ۱۰/ ۷۴ رواه احمد والطبرانی الا انه قالا ساله فقال ای المجاهدین اعظم اجر او فیه زبان بن فائد و هو ضعیف و قد وثق وکذلك ابن لهیعه وبقیة رجال احمد ثقات۔ انتهی]

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ اسلام کے نفلی اعمال بہت زیادہ ہیں آپ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جسے میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

[اخرجه الترمذی قال الترمذی حدیث حسن غریب و اخرجه الحاکم وقال صحیح الاسناد و ابن ماجه و ابن حبان فی صحیحه کما فی الترغیب ۳/ ۵۴]

حضرت مالک بن یخامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا حضور ﷺ سے جدائی کے وقت میری جو آخری گفتگو حضور ﷺ سے ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے عرض کیا کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری موت اس

حال میں آئے کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

[عند الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۷۴ رواه الطبرانی باسانید وفی هذه الطریق خالد بن یزید بن عبدالرحمن بن ابی مالك و ضعفه جماعة و وثقه ابو زرعة الدمشقی وغیره و بقیة رجاله ثقات و رواه البزار من غیر طریقه و اسناده حسن۔ انتهی واخرجه ابن ابی الدنیا و ابن حبان فی صحیح کما فی الترغیب ۳/ ۵۵ و ابن النجار کما فی الکنز ۱/ ۲۰۸]

بزار کی روایت میں یہ ہے کہ مجھے سب سے افضل اور اللہ کے سب سے زیادہ قریب عمل بتائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کی ترغیب دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے آپ کو انسانوں کے تذکرے میں مشغول نہ کرو کیونکہ یہ تو بلاء اور مصیبت ہے بلکہ اللہ کا ذکر اہتمام سے کرو۔ [اخرجه ابن ابی الدنیا]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کا ذکر پابندی سے کرو کیونکہ یہ تو سراسر شفاء ہے اور انسانوں کے تذکرے سے بچو کیونکہ یہ سراسر بیماری ہے۔

[عند ابن ابی الدنیا ایضاً و احمد فی الزهد و هناد کذا فی الکنز ۱/ ۲۰۶]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ہمارے دل پاک ہوتے تو اللہ کے ذکر سے کبھی نہ اکتاتے۔ [اخرجه ابن المبارك کذا فی الکنز ۱/ ۲۱۸]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ تم صرف ایسے آدمی کے ساتھ رہو جو اللہ کے ذکر میں تمہاری مدد کرے (اصل یہ ہے کہ انسان اصول وآداب کے ساتھ سب سے مل جل کر رہے اور یہی افضل ہے اور جو صبر نہ کر سکے تو مجبوری کی وجہ سے الگ تھلگ رہا کرے) [اخرجه البیهقی کذا فی الکنز ۱/ ۲۰۸]

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ایک آدمی رات بھر گوری چٹی باندیاں تقسیم کرتا رہے اور دوسرا آدمی رات بھر قرآن پڑھتا رہے اور اللہ کا ذکر کرتا رہے تو یہ ذکر والا افضل ہوگا۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۰۴]

حضرت حبیب بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت

میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرماویں۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم خوشی میں اللہ کو یاد رکھو اللہ تکلیف میں تمہیں یاد رکھے گا اور جب تمہارا دل دنیا کی کسی چیز کی طرف جھانکے تو تم اس میں غور کرو کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ [اخرجه احمد كذا فى الصفوة ١/ ١٥٨]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہے، تمہارے مالک یعنی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بڑھانے والا ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم دشمن سے لڑائی کرو اور وہ تم کو قتل کریں اور تم ان کو قتل کرو اور درہم اور دینار تقسیم کرنے سے بھی بہتر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اے ابوالدرداء! وہ عمل کونسا ہے؟ فرمایا اللہ کا ذکر اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی نیکی ہے۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢١٩]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا جن لوگوں کی زبانیں ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہیں گی ان میں سے ہر آدمی جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢١٩]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی آدمی نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا ہو۔ لوگوں نے عرض کیا اے ابوعبدالرحمٰن! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی اس سے زیادہ نجات دینے والا نہیں؟ فرمایا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ [سورة عنكبوت آيت ۴۵]

''اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔''

ہاں اگر مجاہد اتنی تلوار چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے (تو یہ اس سے زیادہ نجات دینے والا ہے)

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٣٥]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں صبح اور شام اللہ کا ذکر کرنا اللہ کے راستہ میں تلواریں توڑ دینے سے اور مال لٹا دینے سے زیادہ افضل ہے۔

[اخرجه ابن ابى شيبة كذا فى الكنز ١/ ٢٠٧]

نبی کریم ﷺ کا ذکر کرنے کا شوق

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو فجر کی نماز کے بعد سے لے کر سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتی رہے یہ مجھے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے ایسے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے جن میں سے ہر ایک کا خون بہا بارہ ہزار ہو اور میں ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سے لے کر سورج غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کرتی رہے۔ یہ مجھے اولاد اسماعیل میں سے ایسے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے جن میں سے ہر ایک کا خون بہا بارہ ہزار ہو۔

[اخرجه ابو يعلى قال الهيثمى ١٠/ ١٠٥ و فيه محتسب ابو عائذ و ثقه ابن حبان و ضعفه غيره]

احمد اور ابو یعلی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو عصر پڑھ کر بیٹھ جائے اور شام ہونے تک خیر کی باتوں کو املا کرائے یہ اس آدمی سے افضل ہے جو اولاد اسماعیل میں سے آٹھ غلام آزاد کرے اور ابو یعلی کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو صبح سے لے کر سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتے رہیں یہ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔

[قال الهيثمى ١٠/ ١٠٥ و فى رواية ابى يعلى يزيد الرقاشى ضعفه الجمهور وقد وثق وفى رواية احمد لم يذكر يزيد الرقاشى]

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں صبح کی نماز میں شریک ہو کر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہوں یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں سورج نکلنے تک اللہ کے راستہ میں مجاہدوں کو عمدہ گھوڑے دیتا رہوں۔

[اخرجه الطبرانى فى الكبير والاوسط باسانيد ضعيفة كذا فى مجمع الزوائد ١٠/ ١٠٥]

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں صبح کی نماز سے لے کر سورج نکلنے تک (اللہ کے ذکر کے لئے) بیٹھا رہوں یہ مجھے اولاد اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ [اخرجه البزار]

بزار اور طبرانی کی روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں صبح کی نماز پڑھ کر

سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتا رہوں یہ مجھے اللہ کے راستے میں سورج نکلنے تک گھوڑا دوڑانے سے زیادہ محبوب ہے۔ [قال الهيثمی ۱۰/ ۱۰۶ رواه البزار و الطبرانی و فی اسنادهما محمد بن ابی حمید وهو ضعيف۔ انتهى]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔ [اخرجه مسلم و الترمذی كذا فی الترغيب ۳/ ۸۴]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں (فجر کے بعد) بیٹھ کر سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتا رہوں اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا رہوں یہ مجھے اولادِ اسماعیل میں سے دو غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے اور عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک یہ کلمات کہتا رہوں یہ مجھے اولادِ اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میں سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتا رہوں اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ کہتا رہوں یہ مجھے اولادِ اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے اور عصر کی نماز سے لے کر سورج ڈوبنے تک اللہ کا ذکر کرنا مجھے اولادِ اسماعیل میں سے اتنے اور اتنے غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ [اخرجه احمد قال الهيثمی ۱۰/ ۱۰۴ رواه كله احمد و الطبرانی بنحوه الرواية الثانية و اسانيده حسنة۔ انتهى]

نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کرنے کا شوق

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صبح سے لے کر شام تک سارا دن اللہ کا ذکر کرتا رہوں۔ یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں صبح سے لے کر شام تک سارا دن لوگوں کو سواری کے لیے عمدہ گھوڑے دیتا رہوں۔ [اخرجه الطبرانی قال الهيثمی ۱۰/ ۷۵ رواه الطبرانی من طريق القاسم عن جده ابن مسعود ولم يسمع منه]

حضرت عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اللہ کے ذکر کے علاوہ کوئی اور بات کرنے سے بہت گرانی ہوتی تھی۔

[رواه الطبرانی من طريق القاسم قال الهيثمی ۲/ ۲۱۹ عبيدة لم يسمع من ابيه و بقية رجاله ثقات]

طبرانی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صبح صادق سے لے کر فجر کی نماز تک کسی کو بات کرتے ہوئے سنتے تو اس سے ان کو بہت گرانی ہوتی۔ طبرانی کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ باہر آئے تو دیکھا کہ فجر کے بعد کچھ لوگ باتیں کر رہے ہیں انہوں نے ان لوگوں کو بات کرنے سے منع کیا اور فرمایا تم لوگ یہاں نماز کے لیے آئے ہو اس لیے یا تو نماز پڑھو یا چپ رہو۔

[قال الهيثمي ٢/ ١٩ و عطاء لم يسمع من ابن مسعود و بقية رجاله ثقات]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا سو دفعہ اللہ اکبر کہنا مجھے سو دینار صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ [اخرجه ابو نعيم فی الحلية ١/ ٢١٩]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا صبح سے لے کر رات تک اللہ کا ذکر کرنا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں صبح سے لے کر رات تک اللہ کے راستہ میں (مجاہدوں کو) عمدہ گھوڑے سواری کے لیے دیتا رہوں۔ [اخرجه ابو نعيم فی الحلية ١/ ٢٥٩]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ ایک سفر میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے انہوں نے لوگوں کو فصیح و بلیغ باتیں کرتے ہوئے سنا تو فرمایا اے انس! مجھے ان لوگوں سے کیا تعلق؟ آؤ ہم اپنے رب کا ذکر کریں کیونکہ یہ لوگ تو اپنی زبان سے کھال ادھیڑ دیں گے۔ اس کے بعد آگے ویسی حدیث ذکر کی جیسی آخرت پر ایمان لانے کے باب میں گذر چکی ہے۔ [اخرجه ابو نعيم فی الحلية ١/ ٢٥٩]

حضرت معاذ بن عبداللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں ایک مجلس میں تھا جس میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن جعفر اور حضرت عبداللہ بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ حضرت ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک تو عرش تک پہنچ کر ہی رکتا ہے اس سے پہلے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور دوسرا زمین اور آسمان کے درمیان کے خلاء کو بھر دیتا ہے اور وہ ہیں لا اله الا الله والله اكبر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ نے خود ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو گئی (انہیں اس بات کا غم تھا کہ

مجھے اب تک حضور ﷺ کی یہ بات معلوم کیوں نہیں تھی) پھر فرمایا ہمیں ان دونوں کلمات سے بہت تعلق اور محبت ہے۔ [اخرجه الطبرانی قال المنذری فی الترغیب ۳/ ۹۴ رواته الی معاذ بن عبدالله ثقات سوی ابن لهیعة ولحدیثه هذا شواهد وقال الهیثمی ۱۰/ ۸٦ و معاذ بن عبدالله لم اعرفه و ابن لهیعة حدیث حسن و بقیة رجاله ثقات]

حضرت جریری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ذات عرق مقام سے احرام باندھا اور پھر احرام کھولنے تک ہم نے انہیں اللہ کے ذکر کے علاوہ اور کوئی بات کرتے ہوئے نہیں سنا۔ احرام کھول کر مجھ سے فرمایا اے بھتیجے! احرام اس طرح ہوا کرتا ہے۔

[اخرجه ابن سعد ۷/ ۲۲]

اللہ کے ذکر کی مجلسیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے عنقریب حشر والوں کو پتہ چل جائے گا کہ کرم والے کون ہیں؟ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! کرم والے کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ذکر کی مجلسوں والے۔

[اخرجه احمد و ابو یعلی و ابن حبان فی صحیحه وغیرهم کذا فی الترغیب ۳/ ٦۳ قال الهیثمی ۱۰/ ۷٦ رواه احمد باسنادین واحدهما]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا یہ لشکر بہت سا مال غنیمت لے کر جلدی ہی واپس آ گیا۔ ایک آدمی جو اس لشکر کے ساتھ نہیں گیا تھا اس نے کہا ہم نے اس جیسا کوئی لشکر نہیں دیکھا جو اتنا زیادہ مال غنیمت لے کر اتنی جلدی لوٹ آیا ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے لوگ نہ بتا دوں جو ان سے زیادہ مال غنیمت لے کر ان سے بھی جلدی واپس آ گئے ہوں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز میں شریک ہو کر پھر اپنی جگہوں میں بیٹھ کر سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتے رہیں۔ یہ ہیں وہ لوگ جو ان سے زیادہ مال غنیمت لے کر ان سے بھی زیادہ جلدی واپس آ گئے ہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز پڑھیں پھر اپنی جگہوں میں بیٹھ کر سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتے رہیں پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گھر واپس

جائیں یہ ہیں وہ لوگ جو ان سے زیادہ مالِ غنیمت لے کر ان سے زیادہ جلدی واپس آگئے ہیں۔

[اخرجه ابن زنجويه والترمذی قال الترمذی غريب لا نعرفه الا من هذا الوجه و فيه حماد بن ابی حميد ضعيف كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۸ و اخرجه البزار عن ابی هريره رضی اللہ عنہ بمعناه و فی روايته فقال ابو بكر رضی اللہ عنہ يا رسول الله ما راينا بعثا قال الهيثمی ۱۰/ ۱۰۷ و فيه حميد مولی ابن علقمة وهو ضعيف]

حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک گھر میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ آخر تک۔ [سورة كهف آيت ۲۸]

"اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام (یعنی علی الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لیے کرتے ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تلاش کرنے نکلے تو دیکھا کہ کچھ لوگ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگوں کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور کچھ لوگوں کی کھالیں خشک ہیں اور کچھ لوگوں کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے جن کے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم دیا۔

[اخرجه الطبرانی كذا فی التفسير لابن كثير ۳/ ۸۱]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر گذر ہوا وہ اپنے ساتھیوں میں بیان کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غور سے سنو تم لوگ ہی وہ جماعت ہو جن کے پاس بیٹھنے کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ سے لے کر وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا تک۔ غور سے سنو تم لوگ جتنے بیٹھے ہو اتنے ہی تمہارے ساتھ فرشتے بھی بیٹھے ہوئے ہیں اگر تم سُبْحَانَ اللّٰهِ کہو گے تو وہ بھی سُبْحَانَ اللّٰه کہیں گے اور اگر تم اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہو گے تو وہ بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہیں گے اگر تم اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو گے تو وہ بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں گے پھر (مجلس ختم ہو جانے پر) وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس اوپر چلے جائیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ جانتے ہیں لیکن پھر بھی وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! تیرے بندے سُبْحَانَ اللّٰه کہتے رہے تو ہم بھی سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتے رہے اور وہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے رہے تو ہم بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے رہے اور وہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے رہے تو ہم بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے رہے پھر ہمارے رب فرمائیں گے اے میرے فرشتو! میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی ہے۔ وہ فرشتے عرض کریں گے کہ ان میں تو فلاں فلاں خطا کار بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

[اخرجه الطبرانی فی الصغیر قال الهیثمی ۱۰/ ۷۶ و فیه محمد بن حماد الکوفی وهو ضعیف]

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ذکر کرنا چھوڑ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ لوگ کیا کر رہے تھے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کرتے رہو کیونکہ میں نے آپ لوگوں پر رحمت کو اترتے ہوئے دیکھا ہے اس لیے میں نے چاہا کہ میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ اس رحمت میں شامل ہو جاؤں پھر فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ بنائے ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۴۲]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی بہت سی جماعتیں مقرر فرما رکھی ہیں جو کہ زمین پر اللہ کے ذکر کی مجلسوں میں اترتی ہیں اور ان کے پاس ٹھہرتی ہیں لہٰذا تم جنت کے باغوں میں چرا کرو۔ صحابہ نے پوچھا جنت کے باغ کہاں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کی مجلسیں (جنت کے باغ ہیں) صبح شام اللہ کا ذکر کیا کرو بلکہ اپنے آپ کو ہمیشہ اللہ کے ذکر میں مشغول رکھو جو یہ جاننا چاہتا ہے کہ اللہ کے ہاں اس کا کیا مرتبہ ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ یہ دیکھ لے کہ اس کے نزدیک اللہ کا کیا مرتبہ ہے؟ کیونکہ بندہ اللہ کو اپنے نزدیک جو درجہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اپنے ہاں اس بندے کو وہی درجہ دیتے ہیں۔ [اخرجه ابن ابی الدنیا و ابو یعلی و البزار و الطبرانی و الحاکم و صححه و البیهقی قال المنذری فی الترغیب ۳/ ۶۵ فی اسانیدهم کلها عمر مولی غفرة ویاتی الکلام علیه و بقیة اسانیدهم ثقات مشهورون یحتج بهم والحدیث حسن. قال الهیثمی ۱۰/ ۷۷ و فیه عمر بن عبدالله مولی غفرة و قد وثقه غیر واحد و ضعفه جماعة و بقیة رجالهم رجال الصحیح]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو بیٹھ

جاتے اور سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتے رہتے۔

[اخرجه الطبرانی فی الصغیر قال الهيثمی ۱۰/ ۱۰۷ رجاله ثقات وهو فی الصحيح غير قوله يذكر الله]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ذکر کی مجلسوں کا ثواب کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ذکر کی مجلسوں کا ثواب جنت ہے جنت۔

[اخرجه الطبرانی و المنذری ۳/ ۶۵]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذکر کی مجلسیں علم کے زندہ ہونے کا ذریعہ ہیں اور یہ مجلسیں دلوں میں خشوع پیدا کرتی ہیں۔ [اخرجه ابن عساكر كذا فی الكنز ۱/ ۲۰۸]

مجلس کا کفارہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھ لیتے تو کچھ کلمات پڑھا کرتے۔ میں نے حضور ﷺ سے ان کلمات کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ان کلمات کا فائدہ یہ ہے کہ آدمی نے اگر خیر کی بات کی ہو تو یہ کلمات اس پر قیامت کے دن تک کے لیے مہر بن جائیں گے اور اگر بری باتیں کی ہوں تو یہ کلمات ان کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں اور وہ کلمات یہ ہیں:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ))

''اے اللہ! میں تیری پاکی اور تیری تعریف بیان کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔''

[اخرجه ابن ابی الدنيا و النسائی واللفظ لهما و الحاكم و البيهقی]

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جب مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں یہ دعا پڑھتے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ))

تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کچھ کلمات پڑھتے ہیں پہلے تو آپ یہ کلمات نہیں

پڑھا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجلس میں جو غلطیاں ہو جاتی ہیں یہ کلمات ان کے لیے کفارہ ہیں۔ [عن ابی داؤد و اخرجہ النسائی ایضاً و اللفظ لہ و الحاکم و صححہ و الطبرانی فی الثلاثۃ مختصراً باسناد جید عن رافع بن خدیج نحوہ حدیث ابی برزۃ]

طبرانی نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے اس جیسی حدیث ذکر کی ہے اس میں واتوب الیك کے بعد یہ کلمات بھی ہیں:

((عَمِلْتُ سُوْءً اَوْظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ))

''اور میں نے جو بھی برا کام کیا یا اپنی جان پر ظلم کیا تو اسے معاف کر دے تیرے سوا اور کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔''

ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کلمات آپ نے ابھی کہنے شروع کئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں۔ [کذا فی الترغیب ۳/ ۷۲]

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو ہم زمانہ جاہلیت کی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم ایسی مجلسوں میں بیٹھو جن میں تمہیں اپنے بارے میں ڈر ہو (کہ تم سے غلط باتیں ہوگئی ہوں گی) تو اٹھتے وقت یہ کلمات پڑھ لیا کرو سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ اس مجلس میں جو کچھ ہوا ہوگا یہ کلمات اس کے لیے کفارہ بن جائیں گے۔

[اخرجہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط قال الھیثمی ۱۰/ ۱۴۲ و فیہ من لم اعرفہ]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کچھ کلمات ایسے ہیں کہ جو شخص بھی کسی حق کی یا باطل کی مجلس سے اٹھتے وقت ان کلمات کو تین مرتبہ پڑھ لے گا تو یہ کلمات اس کی طرف سے (اس مجلس کی تمام غلطیوں کا) کفارہ ہو جائیں گے اور اگر (اس مجلس میں اس سے کوئی غلطی نہ ہوئی ہو بلکہ) وہ مجلس خیر کی اور ذکر کی تھی تو پھر اللہ تعالیٰ ان کلمات کے ذریعہ ایسی مہر لگا دیتے ہیں

جیسی انگوٹھی سے لکھی ہوئی تحریر پر لگائی جاتی ہے پھر آگے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی حدیث ذکر کی۔

[اخرجه ابو داؤد و ابن حبان فی صحیحه کذا فی الترغیب ۳/ ۴۲]

قرآن مجید کی تلاوت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کچھ وصیت فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرنے کو اپنے لیے ضروری سمجھو کیونکہ یہ تمام کاموں کی جڑ ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اور وصیت فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی تلاوت کو ضروری سمجھو کیونکہ تلاوت زمین پر تمہارے لیے نور اور آسمان میں تمہارے لیے ثواب کا ذخیرہ ہے۔[اخرجه ابن حبان فی حدیث طویل کذا فی الترغیب ۳/ ۸]

حضرت اوس بن حذیفہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قبیلہ ثقیف کا وفد بن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم میں سے جو اخلافی تھے وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ہاں ٹھہرے اور مالکی حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمہ میں ٹھہرایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہم سے (کھڑے کھڑے) باتیں کرتے اور اتنی دیر کھڑے رہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (تھک جاتے اور) باری باری دونوں پاؤں پر آرام فرماتے زیادہ تر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی شکایت کرتے اور فرماتے مکہ میں ہمیں کمزور سمجھا جاتا تھا۔ جب ہم مدینہ آ گئے تو ہم نے ان سے بدلہ لینا شروع کر دیا اور لڑائیوں میں کبھی وہ جیتتے اور کبھی ہم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ جس وقت ہمارے پاس تشریف لاتے ایک رات اس سے دیر سے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ روزانہ جس وقت ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے آج اس سے دیر سے تشریف لائے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے قرآن کی ایک مقدار روزانہ پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے وہ آج کسی وجہ سے پوری نہ ہو سکی اس لیے میں نے چاہا کہ اسے پورا کر کے پھر آپ لوگوں کے پاس آؤں۔ اگلے دن صبح کو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ انہوں نے قرآن ختم کرنے کے کتنے حصے بنا رکھے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ (قرآن ختم کرنے کے لیے سات حصے بنا رکھے ہیں) پہلے حصے میں سورۃ فاتحہ کے بعد والی تین سورتیں، دوسرے حصے میں اس کے بعد والی پانچ سورتیں، تیسرے حصے میں اس کے بعد والی سات سورتیں، چوتھے حصے

میں اس کے بعد والی نو سورتیں، پانچویں حصے میں اس کے بعد والی گیارہ سورتیں، چھٹے حصے میں اس کے بعد والی تیرہ سورتیں اور ساتویں حصے میں مفصل والی سورتیں۔

[اخرجه الطیالسی و احمد و ابن جریر و الطبرانی و ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۳۲ و اخرجه ابو داؤد ۲/ ۳۱۰ عن اوس بن حذیفة بنحوه مطولا]

ابو داؤد کی روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اسے پورا کیے بغیر میں آ جاؤں اسے میں نے اچھا نہ سمجھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی نے حضور ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی حضور ﷺ نے فرمایا روزانہ میں جتنا قرآن پڑھتا تھا آج رات وہ رہ گیا ہے اس پر میں کسی چیز کو ترجیح نہیں دے سکتا (میں وہ پڑھ رہا ہوں اس لیے ابھی اجازت نہیں ہے)

[اخرجه ابن ابی داؤد فی المصاحف کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۶]

حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے ہمیں ہمارے رب کی یاد دلاؤ تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ قرآن پڑھ کر سنایا کرتے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۵۸ و اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۰۹ عن ابی سلمة نحوه]

حضرت حبیب بن ابی مرزوق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ بعض دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے ہمیں ہمارے رب کی یاد دلاؤ تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ قرآن پڑھا کرتے۔ وہ بہت اچھی آواز سے قرآن پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابو نضرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہمیں ہمارے رب کا شوق دلاؤ وہ قرآن پڑھنے لگے۔ لوگوں نے کہا نماز۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا ہم نماز میں نہیں ہیں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب گھر تشریف لے جاتے تو قرآن کھول کر اسے پڑھا کرتے۔ [ابن ابی داؤد کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۴]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ جو دن یا رات آئے میں اس میں قرآن دیکھ کر پڑھا کروں۔ [اخرجه احمد فی الزهد و ابن عساکر کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۵]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تمہارے دل پاک ہوتے تو تم لوگ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے کلام سے سیر نہ ہوتے۔[عند احمد و ابن عساکر ایضاً کذا فی الکنز ۱: ۲۱۸]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ہمارے دل پاک ہوتے تو ہم اپنے رب کے کلام سے کبھی بھی سیر نہ ہوتے اور مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میری زندگی میں کوئی دن ایسا آئے جس میں میں دیکھ کر قرآن نہ پڑھوں' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دیکھ کر اتنا زیادہ قرآن پڑھا کرتے تھے کہ ان کے انتقال سے پہلے ہی ان کا قرآن پھٹ گیا تھا۔[عند البیھقی فی الاسماء و الصفات ۱/ ۱۸۲]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیشہ دیکھ کر قرآن پڑھا کرو۔

[اخرجه ابن ابی داؤد فی المصاحف کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۶]

حضرت حبیب شہید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے انہوں نے کہا جو وہ کیا کرتے تھے لوگ اسے نہیں کر سکتے وہ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے اور ہر دو نمازوں کے درمیان قرآن پڑھا کرتے۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۷۰]

حضرت ابن ابی ملیکہؒ کہتے ہیں حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ قرآن لے کر اپنے چہرے پر رکھا کرتے اور رونے لگ جاتے اور فرماتے یہ میرے رب کا کلام ہے یہ میرے رب کی کتاب ہے۔[اخرجه الحاکم ۳/ ۲۴۳ و قال الذھبی مرسل]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آدمی بازار سے اپنے گھر واپس آئے تو اسے چاہئے کہ وہ قرآن کھول کر پڑھا کرے کیونکہ اسے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی۔

[اخرجه ابن ابی داؤد]

دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھیں گے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ الم پر دس نیکیاں ملیں گی بلکہ الف پر دس نیکیاں ملیں گی اور لام پر دس اور میم پر دس[عند ابن ابی داؤد ایضاً فی روایة اخری و فی اسانیدھما نویر مولی جعدة ابن ھبیرة کما فی الکنز ۱/ ۲۱۹]

دن اور رات میں، سفر اور حضر میں قرآن کی سورتیں پڑھنا

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عقبہ بن عامر! جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے تعلق جوڑو جو تمہیں محروم رکھے (اور تمہیں نہ دے) تم اسے دو اور جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کر دو۔ اس کے بعد میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ملاقات ہوئی تو مجھ سے فرمایا اے عقبہ بن عامر! کیا میں تمہیں چند ایسی سورتیں نہ سکھا دوں کہ ان جیسی سورتیں اللہ نے تورات، زبور، انجیل اور قرآن کسی میں بھی نازل نہیں فرمائیں اور میں ہر رات انہیں ضرور پڑھتا ہوں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان سورتوں کے پڑھنے کا حکم دیا ہے اس وقت سے میں ہر رات ان کو ضرور پڑھتا ہوں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان کے پڑھنے کا حکم دیا ہے تو مجھ پر واجب ہو گیا ہے کہ انہیں نہ چھوڑوں۔ [اخرجه ابن عساكر كذا في الكنز ۱/ ۲۲۳]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر تشریف لاتے تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو ملا کر اپنے اوپر دم کرتے اور جہاں تک ہو سکتا دونوں ہاتھ سارے جسم پر پھیرتے اپنے سر، چہرہ اور جسم کے اگلے حصے سے اس کی ابتداء فرماتے اور اس طرح تین مرتبہ فرماتے۔ [اخرجه النسائی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لاتے تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور انہیں چہرے، بازو، سینے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتے پھیرتے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ گئی تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے ساتھ اس طرح کروں۔

[عند ابن النجار كذا في الكنز ۴/ ۶۸ و عزاه في جمع الفوائد قرآن الى السنة الا النسائي بمعنى حديث ابن النجار الا انه قال المعوذات و قل هو الله احد]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک الم تنزیل اور تبارك الذی بيده الملك دونوں سورتیں پڑھ نہ لیتے نہ سوتے۔ حضرت طاؤس کہتے ہیں یہ دونوں سورتیں

قرآن کی ہر سورۃ پر ستر نیکیاں زیادہ فضیلت رکھتی ہیں۔

[اخرجه الترمذی کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۷۶]

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹتے تو سونے سے پہلے مسبحات پڑھتے یعنی وہ سورتیں پڑھتے جن کے شروع میں سبح یا یسبح آتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے۔

[اخرجه الترمذی و ابو داؤد]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ زمر اور سورۃ بنی اسرائیل پڑھ نہ لیتے سویا نہ کرتے۔[عند الترمذی فی جمع الفوائد ۲/ ۲۶۰]

حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جسے میں لیٹتے وقت پڑھ لیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کرو کیونکہ اس سورۃ میں شرک سے بیزاری ہے۔

[عند الترمذی ایضاً ۲/ ۱۷۶]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آدمی کے پاس اس کی قبر میں عذاب کے فرشتے آئیں گے وہ پاؤں کی طرف سے آئیں گے تو پاؤں کہیں گے تمہارے لیے ہماری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ یہ سورۃ ملک پڑھا کرتا تھا پھر وہ سینے کی طرف سے آئیں گے تو سینہ کہے گا تمہارے لیے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ یہ سورۃ ملک پڑھا کرتا تھا پھر وہ سر کی طرف سے آئیں گے تو سر کہے گا تمہارے لیے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ یہ سورۃ ملک پڑھا کرتا تھا۔ یہ سورۃ مانع ہے۔ یہ عذاب کو روکتی ہے اور تورات میں ہے کہ جس نے کسی رات میں اس سورۃ کو پڑھا اس نے بہت زیادہ ثواب حاصل کیا اور بہت عمدہ کام کیا۔

[اخرجه الحاکم قال الحاکم صحیح الاسناد]

نسائی میں یہ حدیث مختصر ہے اور ان لفاظ کے ساتھ ہے کہ جو ہر رات تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے بچائے گا اور ہم لوگ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مانعہ کہا کرتے تھے یعنی عذاب قبر کو روکنے والی۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ ہے کہ یہ ایسی سورت ہے کہ جو اسے ہر رات پڑھے گا وہ بہت زیادہ ثواب کمانے والا اور بہت عمدہ کام کرنے

والا ہوگا۔ [کذا فی الترغیب ۳/ ۳۸ واخرجه البیهقی فی کتاب عذاب القبر عن ابن مسعود بطوله کما فی الکنز ۱/ ۱۲۳]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص سورۃ بقرہ، سورۃ آل عمران اور سورۃ نساء کسی رات میں پڑھے گا اسے قانتین یعنی فرمانبرداروں میں لکھ دیا جائے گا۔ [اخرجه ابو عبید و سعید بن منصور و عبد بن حمید و البیهقی فی شعب الایمان کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۲]

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے جبیر! کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ جب تم سفر میں جایا کرو تو تمہاری حالت سب سے اچھی اور تمہارا توشہ سب سے زیادہ ہو؟ میں نے کہا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ پانچ سورتیں پڑھا کرو قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ، اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہر سورۃ کے شروع میں بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو اور آخر میں بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھو (اس طرح سورتیں پانچ ہوں گی اور بسم اللہ چھ مرتبہ ہوگی) حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حالانکہ میں غنی اور مالدار تھا لیکن جب میں سفر میں جایا کرتا تھا تو میں سب سے زیادہ خستہ حالت والا اور سب سے کم توشہ والا ہوتا تھا تو جب مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورتیں سکھائیں اور میں نے انہیں پڑھنا شروع کیا تو میں سب سے اچھی حالت والا اور سب سے زیادہ توشہ والا ہو گیا اور پورے سفر میں واپسی تک میرا یہی حال رہتا ہے۔ [اخرجه ابو یعلی والهیثمی]

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات بہت زیادہ بارش ہوئی تھی اور سخت اندھیرا چھایا ہوا تھا ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے نکلے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھا دیں آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہو میں نے کچھ نہ کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا کہو میں نے کچھ نہ کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا کہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کیا کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح اور شام تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین پڑھا کرو ان کا پڑھنا ہر چیز سے کفایت کرے گا۔ [اخرجه ابو داؤد الترمذی و النسائی بالاسانید الصحیحة قال الترمذی حدیث حسن صحیح کذا فی الاذکار للنووی ۹۶]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو صبح کی نماز کے بعد دس مرتبہ قل هو الله احد پڑھے گا وہ

سارا دن گناہوں سے محفوظ رہے گا چاہے شیطان کتنا ہی زور لگائے۔

[اخرجه سعید بن منصور و ابن الفریس کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۳]

دن اور رات میں سفر اور حضر میں قرآنی آیات پڑھنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس منبر کی لکڑیوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اسے جنت میں جانے سے موت کے علاوہ اور کوئی چیز روکنے والی نہیں ہوگی اور جو اسے بستر پر لیٹتے وقت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے اس کے گھر پر اس کے پڑوسی کے گھر پر اس کے ارد گرد کے چند اور گھروں پر امن عطا فرمائیں گے۔

[اخرجه البیهقی فی شعب الایمان قال البیهقی اسناده ضعیف کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ایسا کوئی آدمی نظر نہیں آتا جو پیدائشی مسلمان ہو یا بالغ ہو کر مسلمان ہوا ہو اور اس آیت اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو پڑھے بغیر رات گذارتا ہو کاش کہ آپ لوگ جان لیتے کہ اس آیت کا درجہ کتنا بڑا ہے۔ یہ آیت آپ لوگوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خزانے سے دی گئی ہے جو عرش کے نیچے ہے اور آپ لوگوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی اور میں اسے ہر رات تین مرتبہ پڑھ کر سوتا ہوں۔ عشاء کے بعد کی دو رکعتوں میں اور وتر میں بھی اسے پڑھتا ہوں اور بستر پر لیٹتے وقت بھی پڑھتا ہوں۔

[اخرجه ابو عبید فی فضائله و ابن ابی شیبة و الدارمی و غیرهم کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کوئی ایسا عاقل بالغ آدمی نہیں دیکھا جو سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں کو پڑھے بغیر سو جاتا ہو کیونکہ یہ آیتیں اس خزانے سے آئی ہیں جو عرش کے نیچے ہے۔ [اخرجه الدارمی و مسدد و محمد بن نصر و ابن الفریس و ابن مردویه کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۲]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو آدمی رات کو سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں پڑھے گا اس کے لیے رات بھر کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ [اخرجه الدارمی کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۲]

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو رات کو کسی گھر میں سورۃ بقرہ کی دس آیتیں پڑھے گا اس گھر میں صبح تک کوئی شیطان داخل نہیں ہوگا۔ وہ دس آیتیں یہ ہیں سورۃ بقرہ کی شروع کی چار آیتیں، آیت الکرسی اس کے بعد کی دو آیتیں اور سورۃ بقرہ کی آخری

تین آیتیں۔ (اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۱۸ رجاله رجال الصحیح الا ان الشعبی لم یسمع من ابن مسعود۔ انتهی)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے کھلیان میں کھجوریں رکھی ہوئی تھیں اور وہ ان کی نگرانی کرتے تھے۔ انہیں محسوس ہوا کہ یہ کھجوریں کم ہو رہی ہیں تو انہوں نے ایک رات ان کھجوروں کا پہرہ دیا تو انہوں نے ایک جانور دیکھا جو بالغ لڑکے جیسا تھا۔ فرماتے ہیں میں نے اسے سلام کیا اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا تم کون ہو۔ جن ہو یا انسان؟ اس نے کہا جن ہوں۔ میں نے کہا ذرا اپنا ہاتھ مجھے دو۔ اس نے اپنا ہاتھ مجھے دیا تو اس کے ہاتھ کتے کے ہاتھ جیسا تھا اور بال بھی کتے جیسے تھے۔ میں نے کہا جنات کی شکل وصورت ایسی ہوتی ہے؟ اس نے کہا تمام جنات کو معلوم ہے کہ ان میں مجھ سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں ہے۔ میں نے کہا تم نے (کھلیان سے کھجوریں چرانے کا کام) کیوں کیا؟ اس نے کہا ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ آپ کو صدقہ کرنا بہت پسند ہے تو ہم نے چاہا کہ ہمیں بھی آپ کی کچھ کھجوریں مل جائیں۔ میں نے کہا کون سی چیز ایسی ہے جس کی وجہ سے ہماری تم لوگوں سے حفاظت ہو جائے؟ اس نے کہا یہ آیت الکرسی جو سورۃ بقرہ میں ہے جو اسے شام کو پڑھے گا وہ صبح تک ہم سے محفوظ رہے گا اور جو اسے صبح کو پڑھے گا وہ شام تک ہم سے محفوظ رہے گا۔ صبح کو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے جا کر یہ سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خبیث نے سچ کہا۔

(اخرجه النسائی و الحاکم و الطبرانی و ابو نعیم و البیهقی مع فی الدلائل و سعید بن منصور وغیرهم کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۱ وقال الهیثمی ۱۰/ ۱۱۸ رواه الطبرانی و رجاله ثقات)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حمص سے چلا اور رات کو زمین کے ایک خاص ٹکڑے میں پہنچا تو اس علاقے کے جنات میرے پاس آ گئے اس پر میں نے سورۃ اعراف کی یہ آیت آخر تک پڑھی:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ﴾ (سورۃ اعراف آیت ۵۴)

''بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ چھپا دیتا ہے شب سے دن کو ایسے طور پر کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں یاد

رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا۔ بڑی خوبیوں کے گھرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ جو تمام عالم کے پروردگار ہیں۔“

اس پر ان جنات نے ایک دوسرے سے کہا اب تو صبح تک اس کا پہرہ دو (چنانچہ انہوں نے ساری رات میرا پہرہ دیا) صبح کو میں سواری پر سوار ہو کر وہاں سے چل دیا۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۳ و فیه المسیب بن واضح و قد وثقه غیر واحد و ضعفه جماعة و بقیة رجاله رجال الصحیح انتهی]

حضرت علاء بن لجلاج رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹوں سے کہا جب تم مجھے قبر میں رکھنے لگو تو بسم اللہ وعلی ملة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر مجھے قبر میں رکھنا اور میری قبر پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا اور میرے سرہانے سورۂ بقرہ کی شروع کی اور آخر کی آیتیں پڑھنا کیونکہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایسا کرنے کو بہت پسند کرتے تھے۔ [اخرجه ابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۱۱۹]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو یہ چاہتا ہے کہ اس کا اجر و ثواب بہت بڑے اور مکمل پیمانے میں تولا جائے تو وہ یہ آیتیں تین مرتبہ پڑھے:

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ [سورۃ صافات آیت ۱۸۰]

”آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں۔“ [اخرجه ابن زنجویه فی الترغیب کذا فی الکنز ۱/ ۲۲۲]

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو اس کے تمام کونوں میں آیت الکرسی پڑھتے۔

[اخرجه ابو یعلی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۲۸ رجاله ثقات الا ان عبدالله لم یسمع من ابن عوف]

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ذکر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن لوگوں میں سے کسے آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ حاصل ہوگی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چونکہ مجھے معلوم تھا کہ تمہیں احادیث حاصل کرنے کا بہت زیادہ شوق ہے اس وجہ سے میرا خیال یہی تھا کہ تم سے پہلے یہ بات مجھ سے کوئی نہیں پوچھے گا۔ قیامت کے دن میری شفاعت کی

سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہوگی جو لا الہ الا اللہ خالص دل سے کہے گا۔

[اخرجه البخاري كذا في الترغيب ۳/ ۷۲]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لا الہ الا اللہ اخلاص سے کہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کسی نے پوچھا اس کا اخلاص کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا اخلاص یہ ہے کہ یہ کلمہ انسان کو اللہ کے حرام کردہ کاموں سے روک دے۔

[عند الطبراني في الاوسط كذا في الترغيب ۳/ ۷۳]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ورد سکھا دیں جس سے آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا الہ الا اللہ کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا' اے میرے پروردگار! یہ تو ساری ہی دنیا کہتی ہے۔ ارشاد ہوا لا الہ الا اللہ کہا کرو۔ عرض کیا اے میرے رب! میں تو کوئی ایسی خاص چیز مانگتا ہوں جو مجھ ہی کو عطا ہو۔ ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسری طرف لا الہ الا اللہ رکھ دیا جائے تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا۔ [اخرجه النسائي و ابن حبان في صحيحه والحاكم و صححه كذا في الترغيب ۳/ ۷۵ واخرجه ابو يعلى عن ابي سعيد نحوه]

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ہوں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں ہو تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا۔

[قال الهيثمي ۱۰/ ۸۲ و رجاله وثقوا وفيهم ضعف]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کیا وصیت کی تھی؟ صحابہ نے عرض کیا ضرور بتائیں ارشاد فرمایا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو یہ وصیت کی تھی کہ اے میرے بیٹے! میں تمہیں دو باتوں کی وصیت کرتا ہوں اور دو باتوں سے روکتا ہوں میں لا الہ الا اللہ کہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اگر یہ کلمہ ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں سارے آسمان اور زمینیں رکھ دی جائیں تو کلمہ والا پلڑا جھک جائے گا اور اگر سارے آسمان ایک حلقہ بن جائیں تو بھی یہ کلمہ انہیں توڑ کر آگے چلا جائے گا اور اللہ تعالیٰ تک پہنچ کر رہے گا اور دوسری وصیت یہ کرتا ہوں کہ سبحان

اللہ العظیم و بحمدہٖ کہا کرو کیونکہ یہ ساری مخلوق کی عبادت ہے اور اسی کی برکت سے ان کو رزق دیا جاتا ہے اور فرمایا تمہیں دو باتوں سے روکتا ہوں ایک شرک دوسرا تکبر کیونکہ یہ دونوں بری صفات اللہ سے روک دیتی ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ بات تکبر میں سے ہے کہ آدمی کھانا تیار کرے اور اس کھانے پر ایک جماعت کو بلائے اور انہیں کھلائے یا صاف ستھرے کپڑے پہنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ دونوں باتیں تکبر میں سے نہیں ہیں، تکبر تو یہ ہے کہ تم مخلوق کو بیوقوف بناؤ اور دوسرے لوگوں کو حقیر سمجھو۔ [اخرجه البزار قال الهیثمی ۱۰/ ۸۴ و فیه محمد بن اسحق وهو مدلس و هو ثقه و بقیة رجاله رجال الصحیح۔ انتهی و اخرجه الحاکم عن عبدالله نحوه وقال صحیح الاسناد کما فی الترغیب ۳/ ۷۷]

ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر تمام آسمان اور زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے یہ سب ایک حلقہ بن جائے اور ان پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رکھ دیا جائے تو یہ کلمہ ان سب کو توڑ دے گا۔

حضرت یعلی بن شداد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے والد حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے جب مجھے یہ واقعہ بیان کیا اس وقت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے اور وہ میرے والد کی تصدیق کر رہے تھے۔ میرے والد نے مجھے بتایا کہ ایک دن ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں کوئی اجنبی آدمی اہل کتاب میں سے ہے؟ ہم نے عرض کیا کوئی نہیں۔ ارشاد فرمایا کواڑ بند کر دو۔ اس کے بعد فرمایا ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ ہم نے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے رکھے (اور کلمہ طیبہ پڑھا) پھر فرمایا الحمد للہ اے اللہ! تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا ہے اور اس کے پڑھنے کا تو نے مجھے حکم دیا ہے اور اس پر تو نے مجھ سے جنت کا وعدہ کیا ہے اور تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا پھر فرمایا کہ خوش ہو جاؤ۔ اللہ نے تمہاری مغفرت فرما دی۔

[اخرجه احمد باسناد حسن و الطبرانی وغیرهما کذا فی الترغیب ۳/ ۷۴ وقال الهیثمی ۱۰/ ۸۱ رواه احمد و فیه راشد بن داؤد و قد وثقه غیر واحد و فیه ضعف و بقیة رجاله ثقات۔ انتهی]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کچھ وصیت فرما دیں۔ ارشاد فرمایا جب تم سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اس کے بعد فوراً کوئی نیکی کا کام کرو اس سے وہ برائی مٹ جائے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا لا الہ الا اللہ بھی نیکیوں میں سے ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو تمام نیکیوں سے افضل ہے۔

[اخرجه احمد قال الهيثمى ۱۰/ ۸۱ رجاله ثقات الا ان شمر بن عطية حدث به عن اشياخه عن ابى ذر ولم يسم احد منهم]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم! یہی ہے یہی ہے لوگوں نے پوچھا یہی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہی تقویٰ والا کلمہ ہے مسلمان ہی اس کے زیادہ مستحق ہیں اور اس کے اہل ہیں۔

[اخرجه ابن خسرو و كذا فى الكنز ۱/ ۲۰۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾ [سورۃ فتح آیت ۲۶]

''اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا۔''

اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تقویٰ والی بات لا الہ الا اللہ ہے۔ ابن جریر وغیرہ میں اس کے بعد اللہ اکبر بھی ہے۔ [اخرجه عبدالرزاق و ابن جرير و ابن المنذر و ابن ابى حاتم و الحاكم و البيهقى فى الاسماء و الصفات كذا فى الكنز ۱/ ۲۶۵]

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے اذکار

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باقیات صالحات کثرت سے پڑھا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا باقیات صالحات کیا چیز ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہنا۔

[اخرجه احمد و ابو يعلى و النسائى و اللفظ له و ابن حبان فى صحيحه و الحاكم و صححه كذا فى الترغيب ۳/ ۹۱ وقال الهيثمى ۱/ ۸۷ والرواية احمد و ابى يعلى اسنادهما حسن]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اپنی حفاظت کا سامان لے لو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی دشمن آ گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں آگ

سے حفاظت کا سامان لے لو اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہا کرو کیونکہ یہ کلمات تم سے آگے جا کر آخرت میں کام آئیں گے اور تمہارے اچھے انجام کا سبب بنیں گے اور یہی وہ اعمال صالحہ ہیں جن کا ثواب باقی رہتا ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ نجات دینے والے کلمات ہیں اور اوسط طبرانی کی روایت میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا اضافہ بھی ہے۔ [اخرجه النسائی و اللفظ له و الحاکم و البیهقی قال الحاکم صحیح علی شرط مسلم و فی روایة منجیات بتقدیم النون علی الجیم و رواه الطبرانی فی الاوسط و رواه فی الصغیر من حدیث ابی هریره فجمع بین اللفظین فقال و مجنبات و اسناده جید قوی کذا فی الترغیب ۳/ ۹۲ و اخرجه الطبرانی فی الاوسط ۸۹]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات کی طاقت رکھتے ہو کہ روزانہ احد پہاڑ کے برابر عمل کر لیا کرو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون روزانہ احد پہاڑ کے برابر عمل کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم سب کر سکتے ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا احد سے بڑا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا احد سے بڑا ہے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا احد سے بڑا ہے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا احد سے بڑا ہے۔ [اخرجه ابن ابی الدنیا و النسائی والطبرانی و البزار وقال الهیثمی ۱۰/ ۹۱ رواه الطبرانی والبزار و رجالهما رجال الصحیح وقال المنذری فی الترغیب ۳/ ۹۴ رواه ابن ابی الدنیا و النسائی والطبرانی و البزار کلهم عن الحسن عن عمران ولم یسمع و رجالهم رجال الصحیح الا شیخ النسائی عمرو بن منصور وهو ثقة۔ انتهی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں پودا لگا رہا تھا کہ اتنے میں حضور ﷺ میرے پاس سے گذرے اور فرمایا اے ابو ہریرہ! کیا لگا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا پودا لگا رہا ہوں' فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بہتر پودا نہ بتا دوں؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا ان میں سے ہر کلمہ کے بدلے جنت میں ایک درخت لگ جائے گا۔ [اخرجه ابن ماجه باسناد حسن و اللفظ له و الحاکم وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب ۳/ ۸۴]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں پر گذرو تو خوب چرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا

مسجدیں۔ میں نے عرض کیا ان میں چرنے کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔ [اخرجه الترمذى قال الترمذى حديث غريب قال المنذرى فى الترغيب ٣/ ٩٧ وهو مع غرابة حسن الاسناد]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک ٹہنی پکڑ کر اسے ہلایا تاکہ اس کے پتے گریں لیکن کوئی پتہ نہ گرا آپ ﷺ نے اسے پھر ہلایا تو پھر بھی کوئی پتہ نہ گرا آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ ہلایا تو پھر گرنے لگے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے سے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے۔

[اخرجه احمد قال فى الترغيب ٣/ ٩٣ رجاله رجال الصحيح۔ واخرجه الترمذى بمعناه]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دیہاتی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ مجھے ایسا کلام بتا دیں جسے میں پڑھتا رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھا کرو۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اس نے کہا یہ تمام کلمات تو میرے رب کی تعریف کے ہو گئے میرے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ دعا مانگا کرو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ ''اے اللہ! میری مغفرت فرما' مجھ پر رحمت فرما' مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے رزق نصیب فرما۔'' حضرت ابو مالک اشجعی کی روایت میں وعافنی بھی ہے۔'' ایک روایت میں یہ ہے کہ اس دعا میں تمہاری دنیا اور آخرت دونوں آ گئیں۔ [اخرجه مسلم]

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دیہاتی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے قرآن سیکھنے کی بہت کوشش کی لیکن سیکھ نہ سکا۔ اب آپ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جو قرآن کی جگہ بھی ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا کرو اس نے انگلیوں پر گنتے ہوئے یہ کلمات کہے اور پھر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سارے کلمات تو میرے رب کی تعریف کے ہو گئے خود میرے لیے کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ دعا مانگا کرو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاھْدِنِیْ یہ سن کر وہ دیہاتی چل دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دیہاتی دونوں ہاتھوں کو خیر سے بھر کر جا رہا ہے۔ بیہقی کی روایت

میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی ہے۔[عند ابن ابی الدنیا و رواہ البیہقی مختصر و اسناد جید کذا فی الترغیب ۳/ ۹۰ واخرجہ ابو داؤد بتمامہ]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے وہ کلام نہ بتاؤں جو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے وہ کلام ضرور بتائیں جو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ فرمایا اللہ کو سب سے زیادہ پسند کلام سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔[اخرجہ مسلم والنسائی و رواہ الترمذی الا انہ قال سبحان ربی و بحمدہ وقال حدیث حسن صحیح]

ترمذی کی روایت میں سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا کلام سب سے افضل ہے؟ فرمایا وہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے یا اپنے بندوں کے لیے چنا اور وہ ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے گا وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا یا فرمایا جنت اس کے لیے واجب ہو جائے گی اور جو آدمی سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہے گا اس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا پھر تو ہم میں سے کوئی بھی ہلاک نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں لیکن بات یہ ہے کہ آدمی اتنی نیکیاں لے کر آئے گا کہ کسی پہاڑ پر رکھ دی جائیں تو وہ پہاڑ دب جائے لیکن پھر نعمتیں آئیں گی اور ان کے بدلہ میں وہ نیکیاں سب ختم ہو جائیں گی۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ ہی اپنی رحمت اور فضل سے دستگیری فرمائیں گے۔[اخرجہ الحاکم وصححہ من حدیث اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ عن ابیہ کذا فی الترغیب ۳/ ۸۱]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہو؟ پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک صاحب نے پوچھا کہ ہم کس طرح ایک ہزار نیکیاں کما سکتے ہیں؟ فرمایا آدمی سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی یا اس کی ہزار خطائیں گرادی جائیں گی۔ ترغیب میں ہے کہ مسلم کی روایت میں تو او ہے جس کا ترجمہ یا لکھا گیا ہے لیکن ترمذی اور نسائی کی روایت میں واؤ ہے جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اور اس کی ہزار خطائیں گرادی جائیں گی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔[اخرجہ مسلم و الترمذی و صححہ و النسائی و اخرجہ ایضاً ابن ابی شیبۃ و عبد

بن حمید و ابن حبان و ابو نعیم کما فی الکنز ۱/ ۲۱۱]

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خدمت کرنے کے لیے پیش کیا۔ ایک دن حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھا ہوا تھا آپ ﷺ نے مجھے پاؤں مبارک مار کر فرمایا کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ نہ بتا دوں؟ میں نے کہا ضرور بتائیں فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (برائیوں سے بچنے کی طاقت اور نیکیاں کرنے کی قوت صرف اللہ ہی سے ملتی ہے) [اخرجہ الحاکم و صححہ کذا فی الترغیب ۳/ ۱۰۴]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا کہ اتنے میں آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابوذر! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ میں نے کہا ضرور بتائیں فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

[اخرجہ ابن ماجہ و ابن ابی الدنیا و ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب ۳/ ۱۰۵]

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھ سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ سکھا دوں جو مجھے حضور ﷺ نے سکھایا تھا؟ میں نے کہا اے چچا جان! ضرور سکھائیں۔ فرمایا جب حضور ﷺ میرے مہمان بنے تھے تو ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور بتا دیں۔ فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کثرت سے پڑھا کرو۔ [اخرجہ الطبرانی قال الھیثمی ۱۰/ ۹۸ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط باسنادین ورجال احدھما ثقات انتھٰی]

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں معراج کی رات میں حضور ﷺ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر گذر ہوا تو انہوں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل نے کہا یہ حضرت محمد ﷺ ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور ﷺ سے فرمایا اے محمد! اپنی امت سے کہنا کہ وہ جنت کے پودے کثرت سے لگائیں کیونکہ جنت کی مٹی بہت عمدہ ہے اور وہاں بہت کشادہ زمین ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا جنت کے پودے کیا ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے مجھے سلام کیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور فرمایا اپنی امت سے کہنا۔ [اخرجه احمد باسناد حسن و ابن ابی الدنیا و ابن حبان فی صحیحه كذا فی الترغیب ۳/ ۱۰ قال الهیثمی ۱۰/ ۹۷ و رجال احمد رجال الصحیح غیر عبدالله بن عبدالرحمان بن عبدالله بن عمر وهو ثقة]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس نے بسم اللہ کہا اس نے اللہ کا ذکر کیا اور جس نے الحمد للہ کہا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور جس نے اللہ اکبر کہا اس نے اللہ کی عظمت بیان کی اور جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اس نے اللہ کی توحید بیان کی اور جس نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہا اس نے فرمانبرداری کا اظہار کیا اور اس نے خود کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اسے جنت میں اس کی وجہ سے رونق اور خزانہ ملے گا۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۲۲]

حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں بعد میں نفع دیں گے اور وہ یہ ہے کہ تم یہ بات جان لو کہ قیامت کے دن اللہ کے سب سے بہترین بندے وہ ہوں گے جو (دنیا میں) اللہ کی خوب حمد وثنا کرنے والے ہوں گے۔ [اخرجه احمد قال الهیثمی ۱۰/ ۹۵ رواه احمد موقوف وهو شبه المرفوع و رجاله رجال الصحیح]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا تو ہمیں پتہ چل گیا لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ایسا کلمہ ہے جسے اللہ نے اپنے لیے پسند فرمایا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اسے کہا جائے۔

[اخرجه ابن ابی حاتم]

حضرت ابوظبیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ابن کواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سُبْحَانَ اللّٰهِ کے بارے میں پوچھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ایسا کلمہ ہے جسے اللہ نے اپنے لیے پسند فرمایا ہے اور اس میں ہر بری صفت سے اللہ کی پاکی بیان کرنا ہے۔

[عند العسکری فی الامثال و اخرجه ابو الحسن البکائی عنه نحوه كما فی الكنز ۱/ ۲۱۰]

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو مارنے کا حکم دیا تو ان میں سے ایک بسم اللہ اور دوسرا سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مارنے والے سے کہا تیرا بھلا ہو سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنے والے کی پٹائی ذرا ہلکی کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر عیب سے پاک ہونا صرف مومن ہی کے

دل میں پختہ ہوتا ہے۔[اخرجه البيهقى فى شعب الايمان كذا فى الكنز ۱۰/ ۲۱۰]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جب بھی میں تمہیں کوئی بات بتاتا ہوں تو اس کے ساتھ ہی اللہ کی کتاب میں سے وہ آیت ضرور لاتا ہوں جس سے میری اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ مسلمان بندہ جب سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَتَبَارَكَ اللّٰہِ کہتا ہے تو ایک فرشتہ ان کلمات کو لے کر اپنے پر کے نیچے رکھ لیتا ہے پھر انہیں لے کر اوپر چڑھتا ہے تو وہ فرشتوں کی جس جماعت پر بھی گذرتا ہے وہ ان کلمات کے کہنے والے کے لیے استغفار کرتے ہیں آخر وہ ان کلمات کو لے کر اللہ تعالیٰ کی ذات عالی تک پہنچ جاتا ہے پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ﴾ [سورۃ فاطر آیت ۱۰]

''اچھا کلام اسی تک پہنچتا ہے اور اچھا کام اس کو پہنچاتا ہے۔''

زیادہ اذکار کے بجائے ان جامع اذکار کو اختیار کرنا جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوں

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت میرے پاس سے نماز کے لیے تشریف لے گئے (اور میں اپنے مصلیٰ پر بیٹھی ہوئی تھی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کے بعد (دوپہر کے قریب) تشریف لائے تو میں اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم اسی حال پر ہو جس پر تمہیں میں نے چھوڑا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ پڑھے۔ اگر ان کو اس سب کے مقابلہ میں تولا جائے جو تم نے صبح سے پڑھا ہے تو وہ غالب ہو جائیں وہ کلمے یہ ہیں:

((سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَاءَ نَفْسِہٖ وَزِنَةَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِہٖ))

''اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اور اس کی مرضی اور خوشنودی کے بقدر اور اس کے عرش کے وزن کے بقدر اور اس

کے کلمات کی مقدار کے بقدر۔"

مسلم کی روایت میں اس طرح سے ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ رِضَاءَ نَفْسِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَزِنَةَ عَرْشِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ نسائی میں اس کے بعد یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بھی اسی طرح چار مرتبہ' نسائی کی دوسری روایت میں یہ کلمات اس طرح ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَاءَ نَفْسِہٖ وَزِنَةَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ۔ [اخرجه السنة الا البخاری كذا فی الترغیب ۳/ ۹۸]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک صحابی عورت کے پاس تشریف لے گئے اس کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جو اس گننے سے آسان ہو یا فرمایا جو اس سے افضل ہو سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِکَ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ مِثْلَ ذٰلِکَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِثْلَ ذٰلِکَ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِثْلَ ذٰلِکَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ مِثْلَ ذٰلِکَ اللہ کی تعریف اس مخلوق کے بقدر کرتی ہوں جو اس نے آسمان میں پیدا کی اور اس مخلوق کے بقدر جو اس نے زمین میں پیدا کی اور اس مخلوق کے بقدر جو ان دونوں زمین وآسمان کے درمیان ہے اور اس مخلوق کے بقدر جسے وہ پیدا کرنے والا ہے اور اس سب کے برابر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اس سب کے برابر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اس سب کے برابر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اس سب کے برابر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ [اخرجه ابو داؤد الترمذی و حسنه والنسائی و ابن حبان فی صحیحه والحاکم و صححه كذا فی الترغیب ۳/ ۹۹]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں اپنے ہونٹوں کو ہلا رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابوامامہ! تم ہونٹ ہلا کر کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا ذکر نہ بتاؤں جو تمہارے دن رات ذکر کرنے سے بھی زیادہ ہے اور افضل بھی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتائیں۔ فرمایا تم یہ کلمات کہا کرو:

((سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْاَمَا خَلَقَ سُبْحَانَ اللّٰہِ

عَدَدَ مَا فِی الْاَرْضِ سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلاَ مَا فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا اَحْصٰی کِتَابُہٗ سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلاَمَا اَحْصٰی کِتَابُہٗ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ کُلِّ شَیْءٍ سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلاَ کُلِّ شَیْءٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلاَمَا خَلَقَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ مَا فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلاَ مَا فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ مَا اَحْصٰی کِتَابُہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلاَمَا اَحْصٰی کِتَابُہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ کُلِّ شَیْءٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلاَ کُلِّ شَیْءٍ))

''میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں مخلوق کی تعداد کے برابر' اللہ کی پاکی مخلوق کے بھر دینے کے بقدر' اللہ کی پاکی ان تمام چیزوں کے برابر جو زمین میں ہیں' اللہ کی پاکی ان تمام چیزوں کے بھر دینے کے بقدر جو زمین و آسمان میں ہیں' اللہ کی پاکی ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر جن کو اس کی کتاب نے شمار کیا' اللہ کی پاکی ہر چیز کی تعداد کے برابر اور اللہ کی پاکی ہر چیز کو بھر دینے کے بقدر بیان کرتا ہوں۔ اسی طرح اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں (چاروں چیزوں کے شمار کرنے اور بھر دینے کے برابر)''

طبرانی میں یہ مضمون ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی زبردست چیز نہ بتاؤں کہ اس کے کہنے پر تمہیں اتنا زیادہ ثواب ملے گا کہ اگر تم دن رات عبادت کر کے تھک جاؤ تو بھی اس کے ثواب تک نہ پہنچ سکو؟ میں نے کہا ضرور بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آخر تک لیکن یہ کلمات مختصر ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ اسی طرح سے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ اسی طرح سے۔ [اخرجه الطبرانی باسناد بن احدهما حسن کذا فی الترغیب ۳/ ۹۹ واخرجها الطبرانی ایضا باسناد آخر قال افلا ادلك علی ماهواکبر من ذکر اللیل علی النهار تقول الحمد لله فذکره مختصر اوفی رواة و تسبیح الله مثلهن و فیه لیث بن ابی سلیم وهو مدلس کما قال الهیثمی ۱۰/ ۹۳]

طبرانی کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کلمات کو سیکھ لو اور اپنے بعد اپنی اولاد کو سکھاؤ۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میرے ہونٹ ہل رہے ہیں فرمایا اے ابو الدرداء! کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے کہا اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا ذکر نہ سکھاؤں جو رات کے شروع سے دن تک اور دن کے شروع سے رات تک مسلسل ذکر کرنے سے افضل ہے۔ میں نے کہا ضرور سکھائیں فرمایا:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلاَمَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلاَمَا خَلَقَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلاَمَا اَحْصٰى كِتَابُهٗ)) [اخرجه الطبرانی و البزار قال الهیثمی ۱۰/ ۹۴ و فیه لیث بن ابی سلیم وهو ثقة ولکنه اختلط و ابو اسرائیل الملائی حسن الحدیث و بقیة رجالها رجال الصحیح انتهی وفی هامشه عن ابن حنجریل اکثر علی تضعیفه بعضهم و صفه مع سوء الحفظ والاضطراب بالصدق]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک دن حلقہ میں حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے حضور ﷺ کو اور لوگوں کو سلام کیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جب وہ آدمی بیٹھا تو اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا اَنْ يُّحْمَدَ وَيَنْبَغِيْ لَهٗ میں اللہ کی ایسی تعریف کرتا ہوں جو بہت زیادہ ہو عمدہ اور بابرکت ہو اور ایسی ہو جیسی ہمارے رب کو پسند ہے اور جیسی اس کی شان کے مناسب ہے۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تم نے کیا کہا؟ اس نے دوبارہ وہی کلمات دھرا دیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! دس فرشتے ان کلمات کی طرف جھپٹے تھے ان میں سے ہر ایک انہیں لکھنا چاہتا تھا لیکن انہیں سمجھ نہ آیا کہ انہیں کیسے لکھیں، اس لیے وہ کلمات لے کر اوپر اللہ رب العزت کے دربار میں پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے جیسے کہے ہیں ویسے ہی لکھ دو۔

[اخرجه احمد قال المنذری فی الترغیب ۳/ ۱۰۳ رواته احمد و رواة ثقات و النسائی و ابن حبان فی صحیحه الا انهما قال کما یحب ربنا و یرضی انتهی]

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی مجلس میں ایک آدمی نے کہا اَلْحَمْدُ

لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ وہ آدمی خاموش رہا اور یوں سمجھا کہ یہ کلمات جو اچانک اس کی زبان سے نکلے ہیں یہ حضور ﷺ کو ناگوار گذرے ہیں۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا وہ کون ہے؟ اس نے ٹھیک بات ہی کہی ہے۔ اس پر اس آدمی نے کہا میں نے کہے ہیں اور مجھے ان سے خیر کی امید ہے۔ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں نے تیرہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ تمہارے ان کلمات کو اللہ کے درمیان میں پیش کرنے کے لیے جھپٹ رہے ہیں۔

[عند الطبرانی حسن و اللفظ له والبیهقی و ابن ابی الدنیا کذا فی الترغیب ۳/ ۱۰۲]

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک آدمی کے پاس تسبیح ہے جس پر وہ اللہ کا ذکر کر رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تسبیح پر لمبے چوڑے ذکر کرنے کے بجائے اسے یہ کلمات کہنا کافی ہیں (کہ ان میں الفاظ کم ہیں لیکن معنی بہت زیادہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلَاَ السَّمٰوٰتِ وَمِلَاَ مَاشَآءَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدَ میں اللہ کی پاکی اتنی بیان کرتا ہوں جو آسمانوں کو بھر دے اور آسمانوں کے بعد اللہ جس چیز کو چاہے اسے بھر دے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلَاَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمِلَاَ مَاشَآءَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ مِلَاَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمِلَاَ مَاشَآءَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ

نمازوں کے بعد کے اذکار اور سونے کے وقت کے اذکار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فقراء مہاجرین نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مالدار لوگ سارے بلند درجے لے اڑے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ان کے حصہ میں آگئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ عرض کیا جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں ویسے یہ بھی پڑھتے ہیں۔ جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں یہ بھی رکھتے ہیں لیکن یہ صدقہ خیرات کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔ یہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں کہ تم اس پر عمل کر کے اپنے سے پہلوں کو پکڑ لو اور بعد والوں سے بھی آگے بڑھے رہو اور کوئی شخص تم سے اس وقت تک افضل نہ ہو جب تک وہ بھی اس چیز کو نہ کر لے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور بتا دیجئے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳، ۳۳

مرتبہ پڑھ لیا کرو (ان حضرات نے شروع کر دیا مگر اس زمانے کے مالدار بھی اسی نمونہ کے تھے۔ انہوں نے بھی معلوم ہونے پر شروع کر دیا تو) فقراء مہاجرین دوبارہ حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ! ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سن لیا اور وہ بھی یہی کرنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ راوی حضرت سمی کہتے ہیں میں نے گھر والوں کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے مجھے کہا آپ کو سمجھنے میں غلطی ہوگئی ہے۔ آپ کے استاد نے یوں کہا ہوگا سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ پڑھا کرو اس پر میں (اپنے استاد) حضرت ابو صالح کے پاس گیا اور گھر والوں کی بات انہیں بتائی۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ دو مرتبہ اس طرح انہوں نے ۳۳ مرتبہ ان کلمات کو گنا (کہ اللہ اکبر بھی اس حدیث میں ۳۳ بار ہے ۳۴ بار نہیں) [اخرجه البخاری و مسلم و اللفظ له]

ابوداؤد میں یہ روایت اس طرح ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مالدار تو سارا اجر و ثواب لے گئے آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور اس روایت میں یوں ہے کہ تم ہر نماز کے بعد اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ اور سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ کہا کرو اور ان کے اخیر میں یہ کہا کرو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ جب تم یہ سب کچھ کہہ لو گے تو تمہارے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

[واخرجه الترمذی و حسنه و النسائی من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما نحوه]

ترمذی اور نسائی میں یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فقراء مہاجرین سے فرمایا جب تم نماز پڑھ چکو تو سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ مرتبہ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۱۰ مرتبہ کہہ لیا کرو۔

[کذا فی الترغیب ۳: ۱۱۰ و اخرجه ابن عساکر عن ابی ہریرة نحوه روایة ابی داؤد کما فی الکنز ۱/ ۲۹۶ والبخاری فی التاریخ و الطیالسی و ابن عساکر عن ابی ذرنحوه و زاد و بعد ذالک ذکر الصدقات کما فی الکنز ۲/ ۲۱۵ وقال سنده حسن و اخرجه البزار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مطولا جدا کما فی المجمع ۱۰/ ۱۰۱]

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک مہمان آیا۔ حضرت ابوالدرداء نے اس سے پوچھا کہ تم نے ٹھہرنا ہے تو ہم تمہاری سواری چرنے کے لیے بھیج دیں؟ اور اگر ابھی جانا ہے تو چارہ ساتھ کر دیں اس نے کہا نہیں میں نے ابھی جانا ہے فرمایا میں تمہیں ایسا عمدہ توشہ دوں گا کہ اگر اس سے بہتر توشہ مجھے ملتا تو میں تمہیں وہ دیتا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مالدار لوگ تو دنیا اور آخرت دونوں لے اڑے۔ ہم بھی نماز پڑھتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، ہم بھی روزہ رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں۔ وہ صدقہ دیتے ہیں ہم صدقہ نہیں دے سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو گے تو پہلے والوں میں سے کوئی تم سے آگے نہ نکل سکے گا اور بعد والوں میں سے کوئی تم کو پا نہ سکے گا، البتہ جو یہ عمل کرلے گا وہ تمہیں پالے گا۔ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا کرو۔ [اخرجه احمد و البزار و الطبرانی باسانید قال الهيثمی ۱۰/ ۱۰۰ واحد اسانيد الطبرانی رجاله رجال الصحيح و اخرجه عبدالرزاق كما فی الكنز ۱/ ۲۹۶ نحوه و زاد ويجاهدون كما نجاهدو صلوٰة مكتوبة]

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ مرسلا روایت کرتے ہیں کہ کچھ مسلمان فقراء نے عرض کیا یا رسول اللہ! مالدار تو سارا اجر و ثواب لے گئے۔ وہ صدقہ کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے وہ خرچ کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذرا یہ بتاؤ اگر دنیا کا سارا مال ایک دوسرے پر رکھا جائے تو کیا یہ آسمان تک پہنچ جائے گا؟ انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کی جڑ زمین میں ہے اور اس کی شاخ آسمان میں؟ تم ہر نماز کے بعد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ دس مرتبہ کہا کرو۔ ان کلمات کی جڑ زمین میں اور شاخ آسمان میں ہے۔ [اخرجه عبدالرزاق و ابن زنجويه كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۷]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تو ان کے ساتھ ایک چادر، چمڑے کا ایک گدا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو گھڑے بھیجے۔ میں نے ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کنویں سے ڈول کھینچتے کھینچتے میرے سینے میں تکلیف شروع ہو گئی ہے اور تمہارے والد محترم کے پاس اللہ نے قیدی بھیجے ہیں جاؤ اور ان سے خادم مانگ لاؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم! میں نے بھی اتنی

چکی پیسی ہے کہ میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں' چنانچہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں گئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے بٹیا! کیسے آئی ہو؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا بس آپ کو سلام کرنے آئی ہوں اور شرم کی وجہ سے غلام نہ مانگ سکیں اور یوں ہی واپس آگئیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا میں تو شرم کی وجہ سے غلام نہ مانگ سکی پھر ہم دونوں اکٹھے حضور ﷺ کی خدمت میں گئے اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کنویں سے پانی کھینچتے کھینچتے میرے سینے میں تکلیف ہوگئی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں۔ اب اللہ نے آپ کے پاس قیدی بھیجے ہیں اور کچھ وسعت فرمائی ہے۔ اس لیے ہمیں بھی ایک خادم دے دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! صفہ والے سخت فقر و فاقہ میں ہیں اور بھوک کے مارے ان کا برا حال ہے ان پر خرچ کرنے کے لیے میرے پاس اور کچھ ہے نہیں' اس لیے یہ غلام بیچ کر میں ساری رقم ان پر خرچ کروں گا' اس لیے میں تمہیں کوئی خادم نہیں دے سکتا۔ ہم دونوں واپس آگئے۔ ہمارا ایک چھوٹا سا کمبل تھا جب اس سے سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا۔ رات کو ہم دونوں اس میں لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ ہم دونوں اٹھنے لگے تو فرمایا اپنی جگہ لیٹے رہو پھر فرمایا تم نے مجھ سے جو خادم مانگا ہے کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں؟ ہم نے کہا ضرور بتا دیں۔ فرمایا یہ چند کلمات مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سکھائے ہیں تم دونوں ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ' دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ' دس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا کرو اور جب بستر پر لیٹا کرو تو ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ' ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا کرو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! جب سے میں نے یہ تسبیحات حضور ﷺ سے سنی ہیں کبھی نہیں چھوڑیں۔ راوی کہتے ہیں ابن کواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا جنگ صفین کی رات کو بھی نہیں چھوڑیں؟ فرمایا اے عراق والو! اللہ تمہیں مارے جنگ صفین کی رات کو بھی نہیں چھوڑیں۔

[اخرجه احمد قال المنذری فی الترغیب ۳/ ۱۱۲ رواه احمد واللفظ له و رواه البخاری و مسلم و ابو داؤد و الترمذی فی هذا السیاق ما یستغرب و اسناده جید و رواته ثقات و عطاء بن السائب ثقه و قد سمع منه حماد بن سلمة قبل اختلاطه انتهی و اخرجه ابن سعد ۸/ ۲۵ عن علی مثله و اخرجه ایضاً الحمیدی و ابن ابی شیبة و عبدالرزاق والعدنی و ابن جریر و الحاکم وغیرهم عن عطاء بن

السائب عن ابیه عن علی مطولا وروی النسائی و ابن ماجة بعضه کما فی الکنز ۸/ ۶۶]

ابن ابی شیبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہی حدیث اس طرح سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم دونوں کو ایسی چیز نہ بتاؤ جو تمہارے لیے خادم سے بھی بہتر ہے؟ تم دونوں ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا کرو۔

[کذا فی الکنز و قد بسط فیه فی طرق حدیث علی هذا]

اس طرح یہ سو ہو جائیں گے اور جب رات کو بستر پر لیٹا کرو تو بھی یہی کلمات کہا کرو۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کاج کی شکایت کرنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! چکی پیسنے کی وجہ سے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے خود ہی چکی پیستی ہوں، خود ہی آٹا گوندھتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر اللہ تمہیں کوئی چیز دینا چاہتے ہیں تو وہ تمہارے پاس خود ہی آجائے گی لیکن میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتاؤں گا جب تم بستر پر لیٹا کرو تو ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا کرو۔ اس طرح یہ کلمات ۱۰۰ ہو جائیں گے اور تمہارے لیے خادم سے بہتر ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد اور مغرب کی نماز کے بعد دس دس مرتبہ یہ کلمات کہا کرو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ان میں سے ہر کلمہ کے بدلے میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ گرائے جائیں گے اور ان میں سے ہر کلمہ کا ثواب اتنا ہو گا جتنا اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے ایک غلام آزاد کرنے اور اس دن کا شرک کے علاوہ کا ہر گناہ معاف کر دیا جائے گا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ جب تم صبح کو ان کلمات کو کہہ لو گی تو شام ہونے تک ہر شیطان سے اور ہر بری حالت سے ان کلمات کی وجہ سے حفاظت ہو گی۔ [عند احمد قال الهیثمی ۱۰/ ۱۰۷ رواہ احمد و الطبرانی بنحوه اخصر منه وقال هی تحرسك مکان وهو و اسناد هما حسن۔ انتهی]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ لیتے تو ان کلمات کو فرماتے:

((لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں (سارا) ملک اسی کا ہے اور ساری تعریفیں اسی کے لیے ہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو نعمت تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور جو فیصلہ تو کر دے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں اور تیرے سامنے کسی مالدار کو اس کی دولت کام نہیں دیتی۔"

[اخرجه البزار قال الهیثمی ۱۰/ ۱۰۳ و اسناده حسن و اخرجه البزار ایضاً عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مثله الا ان فی روانه اذا انصرف من صلاته۔ و زادبیده الخیر ولم یذکر یحی ویمیت ولا قوله ولا رادلما قضیت قال الهیثمی رواه البزار و الطبرانی بنحوه الا انه زاد یحیی ویمیت ولم یقل بیده الخیر و اسناد هما حسن و اخرجها الطبرانی عن المغیرة رضی اللہ عنہ مثل حدیث جابر رضی اللہ عنہ الا ان فی روایة فی دبر صلاة و زاد و هو حی لا یموت بیده الخیر ولم من قوله اللهم لا مانع۔ الی آخره قال الهیثمی ۱۰/ ۱۰۲ رجاله رجال الصحیح وهو فی الصحیح باختصار]

صبح اور شام کے اذکار

بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام عبدالحمید کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کی خدمت کیا کرتی تھیں انہوں نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے مجھے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سکھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ صبح کو یہ کلمات کہو

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَاءَ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا))

"میں اللہ کی پاکی اور اس کی تعریف بیان کرتی ہوں، نیکیاں کرنے کی طاقت صرف اللہ ہی سے ملتی ہے جو اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔ میں جانتی ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ کے علم نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔"

جو ان کلمات کو صبح کہے گا وہ شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو کہے گا وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔ [اخرجه ابوداؤد والنسائی قال المنذری فی مختصر السنن و فی اسناده امراء ة مجهولة

واخرجه ایضاً ابن السنی کما فی تحفة الذاکرین ۷۶]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو آدمی صبح وشام یہ کلمات سات مرتبہ کہے گا:

((حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ))

''اللہ مجھے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے توکل کیا وہ عظیم عرش کا رب ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہر فکر و پریشانی سے اس کی کفایت کریں گے چاہے سچے دل سے کہے یا جھوٹے سے۔[اخرجه ابو داؤد]

بازاروں میں اور غفلت کی جگہوں میں اللہ کا ذکر کرنا

حضرت عصمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل سبحۃ الحدیث ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل تحریف ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! سبحۃ الحدیث کیا ہے؟ فرمایا سبحۃ الحدیث یہ ہے کہ لوگ باتیں کر رہے ہوں اور ایک آدمی تسبیح و تہلیل اور اللہ کا ذکر کر رہا ہو پھر ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! تحریف کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تحریف یہ ہے کہ لوگ خیریت سے ہوں اچھے حال پر ہوں اور کوئی پڑوسی یا ساتھی پوچھے تو یوں کہہ دیں کہ ہم برے حال میں ہیں۔ [اخرجه الطبرانی کذا فی الترغیب ۳/ ۱۹۴ قال الهیثمی ۱۰/ ۸۱ و فی الفضل بن مختار وهو ضعیف]

حضرت ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں کے ساتھ بیٹھتے ہو تو وہ لوگ لامحالہ باتیں شروع کر دیں گے جب تم دیکھو کہ وہ (اللہ سے) غافل ہو گئے ہیں تو تم اس وقت اپنے رب کی طرف پورے ذوق شوق سے متوجہ ہو جانا۔ ولید راوی کہتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ بات ٹھیک ہے اور مجھے حضرت ابوطلحہ حکیم بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ مقبول دعا کی نشانی یہ ہے کہ جب تم لوگوں کو غافل دیکھو تو اس وقت تم اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۳۶]

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بازار میں دو آدمیوں کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ ایک

نے دوسرے سے کہا لوگ اس وقت (اللہ سے) غافل ہیں آؤ ہم اللہ سے استغفار کریں چنانچہ دونوں نے ایسا کیا پھر دونوں میں سے ایک کا انتقال ہو گیا۔ دوسرے نے اسے خواب میں دیکھا تو اس نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ جب شام کو بازار میں ہماری ملاقات ہوئی تھی تو اللہ نے اس وقت ہماری مغفرت کر دی تھی۔ [اخرجه ابن ابی الدنیا و غیره كذا فی الترغیب ۳/ ۱۹۱]

سفر کے اذکار

حضرت ابولاس خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سفر حج کے لیے صدقہ کے اونٹ دیئے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ اونٹ ہمیں اٹھا نہیں سکیں گے۔ فرمایا ہر اونٹ کے کوہان پر ایک شیطان ہوتا ہے جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو جیسے اللہ نے تمہیں حکم دے رکھا ہے تم اللہ کا نام لو پھر انہیں اپنے کام میں لاؤ ان سے اپنی خدمت لو یہ تمہیں اللہ کے حکم سے اٹھا لیں گے۔ [اخرجه احمد و الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۱ رواه احمد و الطبرانی باسانید رجال احدها رجال الصحیح غیر محمد بن اسحق و قد صریح بالسماع فی احدها انتهی وذكر فی الاصابة ۴/ ۱۶۸ فی ترجمة ابی لاس روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحمل علی اهل الصدقة فی الحج و ذكر البخاری حدیثه فی الصحیح تعلیقا و اخرج البغوی و غیره عن ابی سهل الخزاعی رضی اللہ عنہ قال حملنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علی اهل الحدیث]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر ٹھیک طرح سے بیٹھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ایک مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا پھر میرے اوپر لیٹ کر مسکرانے لگے پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا جو بھی آدمی اپنی سواری پر سوار ہو کر وہ کام کرے جو میں نے کیے ہیں تو اللہ اس کی طرف متوجہ ہو کر ایسے ہی مسکرائیں گے جیسے میں تمہیں دیکھ کر مسکرایا ہوں۔

[اخرجه احمد قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۱ و فیه ابوبكر بن ابی مریم وهو ضعیف]

حضرت ابوملیح بن اسامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سواری پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ہمارے اونٹ کو ٹھوکر لگی۔ میں نے کہا شیطان ہلاک ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مت کہو کہ شیطان ہلاک ہو کیونکہ اس سے تو وہ پھول کر

کمرے جتنا ہو جائے گا (اور کہے گا کہ یہ مجھے کچھ سمجھتا ہے تبھی تو مجھے برا کہا) اور کہے گا میری طاقت سے ایسا ہوا بلکہ یوں کہو بسم اللہ اس سے وہ مکھی کی طرح چھوٹا ہو جائے گا۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۲ رجاله رجال الصحیح غیر محمد بن حمران وهو ثقه و اخرجه احمد باسانید عن ابی تمیمة الهیجی عمن کان روف رسول الله ﷺ قال کنت ردفه علی الحمار فغثر الحمار فذکر نحوه و فی روایة وقال صرع بقوتی و اذا قلت بسم الله تصاغرت الیه نفسه حتی یکون اصغر من ذباب و رجالها کلها رجال الصحیح]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جب کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ))

''اے اللہ! ہر اونچی جگہ پر تیرے لیے بلندی ہے اور ہر حال میں تیرے لیے تمام تعریفیں ہیں۔'' [اخرجه احد و ابو یعلی قال الهیثمی و فیه زیاد النمیری و قد وثق علی ضعفه و بقیة رجاله ثقات انتهی]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم کسی منزل پر اترتے تو کجاووں کے کھولنے تک سبحان اللہ پڑھتے رہتے۔

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال شعبة تسبیحا باللسان وسند جید کما قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۳]

سفر جہاد میں اللہ کے ذکر کرنے کے عنوان میں اس باب کے کچھ قصے گذر چکے ہیں۔

حضرت عوف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ''اللہ کے نام سے نکلتا ہوں۔ میں نے اللہ پر توکل کیا گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ سے ہی ملتی ہے'' حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ دعا تو قرآن میں بھی ہے:

﴿ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ﴾ [سورۃ هود آیت ۴۱]

''اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ ہی کے نام سے ہے۔''

اور انہوں نے علی اللہ توکلنا کے الفاظ بیان کیے۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۹ رواه الطبرانی موقوفا اسناده منقطع و فیه

المسعودی و قد اختلط انتہی]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب رات کا دو تہائی حصہ گذر جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے اور فرماتے اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو۔ اللہ کا ذکر کرو۔ ہلا دینے والی چیز آ گئی (مراد پہلی مرتبہ صور پھونکنا ہے) جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آئے گی (مراد دوسری مرتبہ صور پھونکنا ہے) موت اپنے اندر لی ہوئی مصیبتوں کے ساتھ آ گئی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہتا ہوں تو میں نے ذکر و دعا کے لیے جتنا وقت مقرر کر رکھا ہے اس میں سے کتنا وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے لیے مقرر کر دوں؟ فرمایا جتنا تم چاہو۔ میں نے کہا چوتھائی وقت مقرر کر دوں؟ فرمایا جتنا تم چاہو لیکن اگر اس سے بڑھا دو تو بہتر ہے۔ میں نے کہا دو تہائی کر دوں؟ فرمایا جتنا تم چاہو لیکن اگر بڑھا دو تو بہتر ہے۔ میں نے کہا پھر تو میں سارا وقت ہی آپ کے لیے کر دیتا ہوں فرمایا پھر تو تمہارے ہر فکر کی کفایت کی جائے گی اور تمہارا ہر گناہ معاف کر دیا جائے گا۔

[اخرجه احمد و ابن منيع و الروياني و الحاكم و البيهقي في شعب الايمان و سعيد بن منصور و عبد بن حميد كذا في الكنز ١/ ٢١٥ وقال لروايته ابن منيع حسن و اخرجه الترمذي وقال حسن و صححه الحاكم كما في الترغيب ٣/ ١٦١ و ابو نعيم كما في الكنز ١/ ٢١٥ عن حبان ابن منقذ مختصراً مقتصرا على آخره]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم میں سے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے چار پانچ صحابی دن رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوتے تھے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ضرورت پیش آئے اس میں کام آ سکیں چنانچہ ایک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہو لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رؤساء انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے اور نماز شروع کر دی اور سجدہ فرمایا اور بہت لمبا سجدہ کیا۔ میں رونے لگ پڑا۔ میں یہ سمجھا کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کر لی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر مجھے بلایا اور فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا

رسول اللہ! آپ نے بہت لمبا سجدہ کیا جس کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی روح قبض کر لی ہے اور اب میں آپ کو کبھی بھی زندہ نہ دیکھ سکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھ پر میری امت کے بارے میں ایک خاص فضل فرمایا ہے اس کے شکرانے میں میں نے اتنا لمبا سجدہ کیا اور وہ یہ ہے کہ میری امت میں سے جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھیں گے اور اس کی دس برائیاں مٹا دیں گے۔

[اخرجه ابو یعلی و اللفظ له و ابن ابی الدنیا]

احمد اور حاکم کی روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا کیا میں آپ کو خوشخبری نہ سناؤں؟ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا' اس لیے میں نے شکرانے میں اللہ کے لیے اتنا لمبا سجدہ کیا۔ [قال الحاکم صحیح کذا فی الترغیب ۳/ ۱۵۵ وقال فی روایتهما ای ابی یعلی و ابن ابی الدنیا موسی بن عبیدة الزاهدی وقال الهیثمی ۱۰/ ۱۶۱ و هو ضعیف]

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ بہت خوش تھے اور خوشی کے آثار آپ ﷺ کے چہرے پر نظر آ رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج تو آپ بہت ہی خوش ہیں اور خوشی کے آثار آپ ﷺ کے چہرے پر نظر آ رہے ہیں۔ فرمایا جی ہاں! میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا آپ کی امت میں سے جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھیں گے اور اس کی دس برائیاں مٹا دیں گے اور اس کے دس درجے بلند کر دیں گے اور جواب میں اس پر اتنی ہی رحمت نازل کریں گے۔ [اخرجه احمد و النسائی و اخرجه ابن حبان فی صحیحه و الطبرانی بنحوه كذا فی الترغیب ۳/ ۱۵۷ و اخرجه ایضاً عبدالرزاق بنحوه كما فی الكنز ۱/ ۲۱۶ وللحدیث طرق كثیرة و الفاظ مختلفة]

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا منبر کے قریب ہو جاؤ ہم لوگ حاضر ہو گئے جب حضور ﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین۔ جب آپ ﷺ فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ ﷺ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت

حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو) انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی ہو۔ میں نے کہا آمین پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہوا اور وہ درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجے پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔

[اخرجه الحاكم و صححه و اخرجه ابن حبان فی صحيحه عن مالك بن الحويرث و البزار و الطبرانی عن عبدالله بن الحارث بن جزء الزبيدی رضی اللہ عنہ و ابن خزيمة و ابن حبان عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ و الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بنحوه كما فی الترغيب ۳/ ۱۶۶ و اخرجه الطبرانی ايضاً حديث كعب و رجاله ثقات كما قال الهيثمی و حديث مالك و فيه عمران بن ابان و ثقه ابن حبان و ضعفه غير واحد من هذا الطريق اخرجه ابن حبان كما قال الهيثمی ۱۰/ ۱۶۶]

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھ گئے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے تو یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے تو یا رسول اللہ! آپ ہمیں بتائیں کہ ہم آپ پر کس طرح درود پڑھا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ کاش وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نہ پوچھتے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر کے بعد فرمایا یوں کہا کرو:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))

"اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے درود بھیج جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر درود بھیجا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے برکت نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر تمام جہانوں میں برکت نازل فرمائی بیشک تو ہر تعریف کا مستحق اور بڑی شان

والا ہے۔''

اور مجھ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو تمہیں (التحیات میں) معلوم ہو چکا ہے۔

[اخرجه مالك و ابن ابی شیبة و مسلم والاربعة الا ابن ماجة وعبدالرزاق وعبد بن حمید کذا فی الکنز ۱/ ۲۱۷]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے لگو تو اچھی طرح بھیجا کرو کیونکہ تمہیں پتہ نہیں ہے کہ تمہارا درود تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر (فرشتوں کے ذریعہ) پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا آپ ہمیں سکھا دیں فرمایا یوں کہا کرو:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ))

''اے اللہ! اپنی خاص رحمتیں، مہربانی اور اپنی برکتیں اس ذات کے حصے میں کر دے جو تمام رسولوں کے سردار، سب متقیوں کے امام اور آخری نبی ہیں جن کا نام محمد ہے جو تیرے بندے اور رسول ہیں جو خیر کے امام اور پیشوا ہیں اور رحمت والے رسول ہیں۔ اے اللہ! ان کو اس مقام محمود میں اٹھا جس پر تمام اگلے پچھلے لوگ رشک کریں گے۔''

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))

[اخرجه ابن ماجة موقوفا باسناد حسن کذا فی الترغیب ۳/ ۱۶۵]

حضرت علی رضی اللہ عنہ درود کے جو الفاظ سکھایا کرتے تھے وہ پہلے گذر چکے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جیسے پانی آگ کو مٹا دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اس سے زیادہ خطاؤں کو مٹانے والا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غلام آزاد کرنے سے اور اللہ کے راستہ میں تلوار چلانے سے افضل

ہے۔[اخرجه الخطيب والاصبهانى كذا فى الكنز ١/ ٢١٣]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہیں بھیجتے اس وقت تک دعا آسمان اور زمین کے درمیان رکی رہتی ہے بالکل اوپر نہیں جاتی۔

[اخرجه الترمذى و عند ابن راهويه بسند صحيح عن عمر قال ذكر لى ان الدعاء يكون بين السماء والارض فذكر نحوه]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک نبی کریم ﷺ پر درود نہیں پڑھ لیا جاتا اس وقت تک دعا ساری کی ساری آسمان سے پہلے رکی رہتی ہے جب درود آجاتا ہے پھر دعا اوپر جاتی ہے۔

[عند الرهادى و اخرجه الديلمى و عبدالقادر الرهادى فى الاربعين عن عمر مرفوعا موقوفا من قوله وهو اصح من المرفوع وقال الحافظ العراقى وهو ان كان موقوفا عليه فمثله لا يقال من قبل الراى وانما هو امر توفيقى فحكمه حكم المرفوع كما صرح به جماعة من الائمة اهل حديث والاصول كذا فى الكنز ١/ ٢١٣)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک حضرت محمد ﷺ پر درود نہیں پڑھ لیا جاتا اس وقت تک ہر دعا رکی رہتی ہے۔ [اخرجه الطبرانى فى الاوسط موقوفا قال المنذرى فى ترغيبه رواة ثقات و رفعه بعضهم والموقوف اصح۔ واخرجه ايضاً البيهقى فى شعب الايمان و عبدالله العيشى فى حديثه و عبدالقادر الرهادى فى الاربعين كما فى الكنز ١/ ٢١٤]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو آدمی جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ پر سو دفعہ درود پڑھے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر خاص قسم کا نور ہوگا جسے دیکھ کر لوگ کہیں گے یہ کون سا عمل کیا کرتا تھا؟ (جس کی وجہ سے اسے یہ نور ملا ہے)

[اخرجه البيهقى فى شعب الايمان كذا فى الكنز ١/ ٢١٤]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبیوں کے علاوہ کسی اور پر درود بھیجنا مناسب نہیں۔

[اخرجه عبدالرزاق كذا فى الكنز ١/ ٢١٦]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کسی کی طرف سے کسی پر درود بھیجنا مناسب نہیں صرف نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا چاہئے۔

[عن الطبرانى قال الهيثمى ١٠/ ١٦٧ رواه الطبرانى موقوفا ورجاله رجال الصحيح۔ انتهى]

استغفار کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم شمار کیا کرتے تھے کہ حضور ﷺ ایک ہی مجلس میں سو دفعہ رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ وَتُبۡ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ کہہ لیتے ''اے میرے رب! میری مغفرت فرما میری توبہ قبول فرما بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔'' [اخرجہ ابو داؤد والترمذی]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے اپنی زبان کی تیزی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم استغفار سے کہاں غفلت میں پڑے ہو؟ میں تو روزانہ اللہ سے سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ [اخرجہ ابو داؤد و الترمذی]

ابونعیم کی دوسری روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میری زبان گھر والوں کے بارے میں تیزی کر جاتی ہے جس سے مجھے ڈر ہے کہ یہ تو مجھے آگ میں داخل کر دے گی۔ آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے استغفار کرو۔ ہم نے استغفار کیا فرمایا پورے ستر مرتبہ کرو۔ ہم نے ستر مرتبہ کیا۔ فرمایا جو بندہ اور بندی ایک دن میں ستر مرتبہ اللہ سے استغفار کرے گا اللہ اس کے سات سو گناہ معاف کر دیں گے اور وہ بندہ اور بندی نامراد ہو گیا جو دن اور رات میں سات سو سے زیادہ گناہ کرے۔ [اخرجہ ابو داؤد و الترمذی]

حضرت علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پیچھے بٹھایا اور حرہ کی طرف لے گئے پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کرتا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! پہلے آپ نے اپنے رب سے استغفار کیا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے۔ یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا حضور ﷺ نے ایک دن مجھے اپنے پیچھے بٹھایا تھا پھر مجھے حرہ کی طرف لے گئے تھے پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا اے اللہ! میرے گناہوں کو

معاف فرما کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کرتا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! پہلے آپ ﷺ نے اپنے رب سے استغفار کیا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا میں اس وجہ سے مسکرا رہا ہوں کہ میرا رب اپنے بندے پر تعجب کر کے مسکراتا ہے اس بندے کو معلوم ہے کہ میرے علاوہ اور کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔ [اخرجه ابن ابی شیبة و ابن منیع و صححه كذا فی الكنز ۱/ ۲۱۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کے بعد کسی کو آپ سے زیادہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ کہتے ہوئے نہیں دیکھا ''میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کر کے اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔'' [اخرجه ابو یعلی و ابن عساكر كذا فی الكنز ۱/ ۲۱۲]

حضرت محمد بن عبداللہ بن محمد بن جابر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں وہ اپنے دادا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دو یا تین مرتبہ کہا ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! حضور ﷺ نے فرمایا یہ کہو:

((اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ))

''اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسعت والی ہے اور مجھے اپنے عمل سے زیادہ تیری رحمت کی امید ہے۔''

اس نے یہ کہا۔ حضور ﷺ نے کہا دوبارہ کہو اس نے دوبارہ کہا حضور ﷺ نے کہا پھر کہو اس نے پھر کہا حضور ﷺ نے کہا اٹھ جا' اللہ نے تیری مغفرت کر دی ہے۔

[اخرجه الحاكم قال الحاكم رواته موثقون لا یعرف واحد منهم بجرح كذا فی الترغیب ۳/ ۱۳۲]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ))

''میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔''

فرمایا تیرا بھلا ہو اس کے پیچھے اس کی بہن کو بھی لے آ اور وہ یہ ہے فَاغْفِرْلِيْ وَتُبْ

عَلَیَّ ''تو میری مغفرت کردے اور میری توبہ قبول فرما۔''

[اخرجه احمد فی الزهد و هناد كذا فی الكنز ۱/ ۲۱۱]

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس آدمی پر تعجب ہوتا ہے جو ہلاک ہو جائے حالانکہ نجات کا سامان اس کے پاس تھا پوچھا گیا نجات کا سامان کیا ہے؟ فرمایا استغفار۔[اخرجه الدينوری كذا فی الكنز ۱/ ۲۱۱]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آدمی کے لیے خوشخبری ہے جس کے اعمال نامہ میں تھوڑا سا بھی استغفار پایا جائے۔[اخرجه ابن ابی شيبه كذا فی الكنز ۱/ ۲۱۲]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو آدمی بھی تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ''میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو سدا زندہ رہنے والا سب کو قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔''

کہے گا اس کی پوری مغفرت کردی جائے گی اگر چہ وہ میدان جنگ سے بھاگ کر آیا ہو۔

[اخرجه الطبرانی موقوفا قال الهيثمی ۱۰/ ۲۱۰ و رجاله وثقوا]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم لوگوں کو میرے گناہ معلوم ہو جائیں تو میرے پیچھے دو آدمی بھی نہ چلیں اور تم لوگ میرے سر پر مٹی ڈالنے لگو اگر اللہ تعالیٰ میرے گناہوں میں سے ایک گناہ کو بھی معاف کردے اور مجھے اس کے بدلہ میں عبداللہ ابن روثہ (گوبر کا بیٹا عبداللہ کہہ کر) پکارا جائے تو بھی میں اس پر راضی ہوں۔

[اخرجه الحاكم ۳/ ۲۱۹ و صححه الحاكم و الذهبی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں روزانہ بارہ ہزار مرتبہ توبہ اور استغفار کرتا ہوں اور یہ مقدار میرے (گناہوں کے) قرضے کے مطابق ہے یا فرمایا اس کے (یعنی اللہ کے مجھ پر) قرضے کے مطابق ہے۔[اخرجه ابو نعيم فی الحلية ۱/ ۲۸۳]

ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ میرے گناہوں کے برابر ہے۔

[كما ذكر فی صفة الصفوة ۱/ ۲۸۸]

ایک آدمی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوعمارہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا

تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ''اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو'' [سورۃ بقرہ آیت: ۱۹۵] کیا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو دشمن سے اتنی جنگ کرتا ہے کہ خود شہید ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد تو وہ آدمی ہے جو گناہ کرے اور یوں کہے کہ اللہ اسے معاف نہیں کریں گے۔ [اخرجه الحاكم صحيح على شرطهما كذا في الترغيب ۳/ ۱۳۲]

ذکر میں کون سی چیزیں شامل ہیں

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں پر نور چمکتا ہوا ہوگا' وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے' لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے۔ ایک دیہاتی نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا حال بیان کر دیجئے تا کہ ہم انہیں پہچان لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مختلف جگہوں کے اور مختلف خاندانوں کے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی وجہ سے آپس میں محبت کریں اور ایک جگہ جمع ہو کر اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔

[اخرجه الطبراني باسناد حسن]

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رحمٰن کے دائیں طرف ایسے لوگ ہوں گے جو انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے اور رحمان کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ ان کے چہروں کی سفیدی دیکھنے والوں کی نگاہ کو چکا چوند کر دے گی۔ ان کو جو مقام اور اللہ کا قرب نصیب ہوگا اسے انبیاء اور شہداء بہت اچھا سمجھیں گے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ لوگ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مختلف قبیلوں کے لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر کی وجہ سے آپس میں جمع ہوں اور اچھی اچھی باتوں کو ایسے چن لیں جیسے کھجوریں کھانے والا اچھی کھجوریں چنتا ہے۔

[عند الطبراني ايضاً و اسناده مقارب لا باس به كذا في الترغيب ۳/ ۲۶ وقال الهيثمي ۱۰/ ۷۷ حدثث عمرو بن عبسة رواه الطبراني و رجاله موثقون۔ انتهى]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم آپس میں زمانہ جاہلیت کے بارے میں بات کر رہے تھے کہ کس طرح ہم گمراہ تھے پھر کیسے اللہ نے ہمیں ہدایت

عطا فرمائی۔ حضور ﷺ کو ان کا یہ عمل بہت پسند آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کام کیا اسی طرح رہا کرو اسی طرح کیا کرو۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۱۰/ ۸۰ و فی مبارك بن فضالة و قدوثق و ضعفه غیر واحد و بقیة رجاله رجال الصحیح انتهی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کثرت سے کیا کرو کیونکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوگا تو عدل و انصاف کا ذکر بھی ہوگا اور جب عدل و انصاف کا ذکر ہوگا تو اللہ کا ذکر ہوگا۔ [اخرجه ابن عساکر کذا فی المنتخب ۴/ ۳۹۱]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم ﷺ پر درود بھیج کر اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کر کے اپنی مجلسوں کو آراستہ کیا کرو۔ [عند ابن عساکر ایضاً کذا فی المنتخب ۴/ ۳۹۴]

ذکر کے آثار اور اس کی حقیقت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ کے ولی اور دوست کون لوگ ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔

[اخرجه البزار قال الهیثمی ۱۰/ ۷۸ رواه البزار عن شیخه علی بن حرب الرازی ولم اعرفه و بقیة رجاله وثقوا۔ انتهی]

حضرت حنظلہ کاتب اسیدی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے کاتبوں میں سے تھے وہ فرماتے ہیں ہم لوگ حضور ﷺ کے پاس تھے حضور ﷺ نے ہمارے سامنے جنت اور جہنم کا ذکر اس طرح فرمایا کہ گویا ہم دونوں کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں پھر میں اٹھ کر بیوی بچوں کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ ہنسنے کھیلنے میں لگ گیا پھر مجھے وہ حالت یاد آگئی جو (حضور ﷺ کے سامنے) ہماری تھی (کہ دنیا بھولے ہوئے تھے اور جنت اور جہنم آنکھوں کے سامنے تھیں) تو میں گھر سے نکلا آگے پوری حدیث ذکر کی جس طرح کہ جنت اور جہنم پر ایمان لانے کے عنوان میں گذر چکی ہے جس کے آخر میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے حنظلہ! تمہاری جو حالت میرے پاس ہوتی ہے وہی حالت اگر گھر والوں کے پاس جا کر بھی رہے تو فرشتے تم سے بستروں پر اور راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں لیکن حنظلہ! بات یہ ہے کہ گاہے گاہے۔ گاہے گاہے۔

[اخرجه الحسن بن سفیان و ابو نعیم]

ایک روایت میں ہے کہ جیسے تم میرے پاس ہوتے ہو ویسے ہی گھر جا کر بھی رہو تو فرشتے تم پر پروں سے سایہ کریں۔ [عند الطیالسی و ابی نعیم کذا فی الکنز ۱/ ۱۰۰]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہو جاتے ہیں اور دنیا کی بے رغبتی اور آخرت کی رغبت کی کیفیت بن جاتی ہے لیکن جب ہم چلے جاتے ہیں تو پھر یہ کیفیت نہیں رہتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس تمہاری جو کیفیت ہوتی ہے اگر میرے پاس سے جانے کے بعد بھی وہی رہے تو فرشتے تمہاری زیارت کرنے آئیں اور راستوں میں تم سے مصافحہ کریں اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئیں گے جو اتنے گناہ کریں گے کہ وہ آسمان کے بادلوں تک پہنچ جائیں گے پھر وہ اللہ سے استغفار کریں گے تو ان کے جتنے گناہ ہوں گے اللہ ان سب کو معاف کر دیں گے اور کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔ [اخرجه ابن النجار کذا فی الکنز ۱/ ۱۰۱]

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ طواف کر رہے تھے۔ میں نے طواف کے دوران حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ان کی بیٹی سے شادی کا پیغام دیا تو وہ خاموش رہے اور میرے پیغام کا کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اگر یہ راضی ہوتے تو کوئی نہ کوئی جواب ضرور دیتے۔ اب اللہ کی قسم! میں ان سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کروں گا۔ اللہ کی شان وہ مجھ سے پہلے مدینہ واپس پہنچ گئے میں بعد میں مدینہ آیا' چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں داخل ہوا اور جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنے کی کوشش کی پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے خوش آمدید کہا اور فرمایا کب آئے ہو؟ میں نے کہا ابھی پہنچا ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہم لوگ طواف کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اپنی آنکھوں کے سامنے ہونے کا دھیان جما رہے تھے کیا اس وقت تم نے مجھ سے (میری بیٹی) حضرت سودہ بنت عبداللہ کا ذکر کیا تھا حالانکہ تم مجھ سے اس بارے میں کسی اور جگہ بھی مل سکتے تھے؟ میں نے کہا ایسا ہونا مقدر تھا' اس لیے ایسا ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا اب تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے کہا اب تو پہلے سے بھی زیادہ تقاضا ہے چنانچہ انہوں نے دونوں بیٹوں حضرت سالم اور حضرت عبداللہ کو بلا کر میری شادی کر دی۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۰۹ واخرجه ابن سعد ۴/ ۱۶۷ عن نافع بمعناه مع زیادة]

آہستہ آواز سے ذکر کرنا اور بلند آواز سے ذکر کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے تھے کہ جس نماز کے لیے مسواک کی جاتی ہے اسے اس نماز پر ستر گنا فضیلت حاصل ہے جس کے لیے مسواک نہ کی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ذکر خفی جسے کوئی نہ سنے اسے (بلند آواز والے ذکر پر) ستر گنا فضیلت حاصل ہے اور فرماتے تھے جب قیامت کا دن آئے گا اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو حساب کے لیے جمع کریں گے اور لکھنے والے فرشتے اپنے لکھے ہوئے دفتر لے کر آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرمائیں گے کیا اس بندے کا کوئی عمل لکھنے سے رہ گیا ہے؟ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں اس کے جس عمل کا پتہ چلا وہ ہم نے ضرور لکھا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس بندے سے کہیں گے تیرا ایک چھپا ہوا عمل میرے پاس ہے جسے تو بھی نہیں جانتا اور میں تجھے اس کا بدلہ دوں گا اور وہ ہے ذکر خفی یعنی آہستہ آواز سے ذکر کرنا۔

[اخرجه ابو يعلى قال الهيثمى ١٠/ ٨١ و فيه معاوية بن يحيىٰ الصدفى وهو ضعيف۔ انتهى]

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے جنت البقیع میں آگ کی روشنی دیکھی تو ہم وہاں گئے تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اترے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں مجھے یہ آدمی دو چنانچہ انہوں نے قبر کے پاؤں کی طرف سے وہ جنازہ دیا میں نے دیکھا تو یہ وہ صحابی تھے جو اونچی آواز سے ذکر کیا کرتے تھے۔ [اخرجه ابو داؤد كذا فى جمع الفوائد ١/ ١٣٧ و اخرجه ابو نعيم فى الحلية ٣/ ٢٥١ عن جابر نحوه مختصراً]

حضرت ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے حضرت محمد بن ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصہ سنایا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قبیلہ مزینہ کے آدمی تھے اور وہ ذوالبجادین یعنی دو چادر والے کہلاتے تھے۔ وہ یتیم تھے اور اپنے چچا کی تربیت میں تھے اور وہ چچا ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتا تھا۔ ان کے چچا کو یہ خبر ملی کہ حضرت عبداللہ مسلمان ہو گئے ہیں، اس نے جو کچھ حضرت عبداللہ کو دے رکھا تھا وہ سب ان سے چھین لیا اور انہیں بالکل ننگا کر کے نکال دیا۔ وہ اپنی والدہ کے پاس آئے تو اس نے اپنی ایک دھاری دار چادر کے دو ٹکڑے کر کے انہیں دیئے۔ انہوں نے ایک ٹکڑے کو لنگی بنا کر باندھ لیا اور دوسرے کو اوڑھ لیا پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج

سے تم عبداللہ ذوالبجادین ہو اور تم میرے دروازے پر پڑ جاؤ چنانچہ وہ حضور ﷺ کے دروازے پر پڑ گئے اور وہ اونچی آواز سے ذکر کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا یہ ریاکار ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں یہ تو آہیں بھر کر رونے والوں میں سے ایک ہے۔ حضرت تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں غزوہ تبوک میں ایک دفعہ آدھی رات کو کھڑا ہوا تو میں نے لشکر کے ایک کونے میں آگ جلتی ہوئی دیکھی میں وہاں گیا تو دیکھا حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں اور حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو چکا ہے اور لوگ ان کی قبر کھود چکے ہیں اور حضور ﷺ ان کی قبر میں اترے ہوئے ہیں۔ جب ہم انہیں دفن کر چکے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ [قال الحافظ فی الاصابة ۲/ ۳۳۸ رواه البغوی و بطوله من هذا الوجه و رجاله ثقات الا ان فيه انقطاعا و اخرجه ابن مندة من طريق سعد بن الصلت عن الاعمش عن ابی وائل عن عبدالله بن مسعود و من طريق كثير بن عبدالله بن عمرو بن عوف عن ابيه عن جده نحوه]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی جنہیں ذوالبجادین کہا جاتا تھا ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک یہ آہیں بھر کر رونے والا ہے اور یہ اس وجہ سے فرمایا کہ وہ تلاوت قرآن، دعا اور اللہ کا ذکر کثرت سے اونچی آواز سے کیا کرتے تھے۔

[اخرجه احمد و جعفر بن محمد الفريابی فی كتاب الذكر- انتهی]

ذکر اور تسبیحات کو گننا اور تسبیح کا ثبوت

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں پڑی ہوئی تھیں جن پر میں سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھ رہی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس طرح سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھنا نہ بتاؤں جو تمہارے اب تک کے سبحان اللہ پڑھنے کی مقدار سے زیادہ ہو میں نے کہا ضرور بتائیں۔ فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ "اللہ کی مخلوق کی تعداد کے برابر سبحان اللہ" حاکم کی روایت میں ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا

خَلَقَ مِنْ شَیْءٍ ''اللہ نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس کے برابر سبحان اللہ۔''

[اخرجه الترمذی و الحاکم و قال الترمذی حدیث غریب لا نعرفه من حدیث صفه الا من هذا الوجه من حدیث هاشم بن سعید الکوفی ولیس اسناد بمعروف کذا فی الترغیب ۳/ ۹۹]

جامع اذکار کے عنوان میں بھی کچھ اذکار گذر چکے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوصفیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے سامنے چمڑے کا ایک بچھونا رکھا جاتا اور ایک ٹوکرا لایا جاتا جس میں کنکریاں ہوتیں تو وہ ان پر زوال تک سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھتے رہتے پھر اسے اٹھالیا جاتا پھر جب ظہر پڑھ لیتے تو پھر شام تک سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھتے رہتے۔ [اخرجه البغوی کذا فی البدایة ۵/ ۳۲۲]

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں نے مہاجرین کے ایک آدمی حضرت ابوصفیہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گٹھلیوں پر تسبیح پڑھ رہے تھے۔

[اخرجه البغوی ایضاً وهکذا اخرجه البخاری ای فی غیر الصحیح کذا فی الاصابة ۴/ ۱۰۹ وهکذا اخرجه ابن سعد ۷/ ۶۰]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں دو ہزار گرہیں لگی ہوئی تھیں جب تک ان سب پر تسبیح نہ پڑھ لیتے اس وقت تک سویا نہ کرتے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۸۳]

حضرت ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے قبیلہ طفاوہ کے ایک بڑے میاں نے اپنا قصہ سنایا۔ کہتے ہیں میں مدینہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی ان سے زیادہ عبادت میں محنت کرنے والا اور ان سے زیادہ مہمان کی خیر خبر لینے والا نہیں دیکھا۔ ایک دن میں ان کے پاس تھا اور وہ اپنے تخت پر تھے اور ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کنکریاں یا گٹھلیاں تھیں اور ان کے تخت کے نیچے ان کی ایک کالی باندی بیٹھی ہوئی تھی اور وہ ان کنکریوں پر تسبیح پڑھ رہے تھے جب تھیلی کی تمام کنکریاں ختم ہو گئیں تو انہوں نے وہ تھیلی اس باندی کے سامنے ڈال دی۔ اس باندی نے وہ ساری کنکریاں اس تھیلی میں ڈال دیں اور تھیلی اٹھا کر پھر ان کے سامنے رکھ دی آگے لمبی حدیث ذکر کی۔ [عند ابی داؤد ۲/ ۵۵]

حضرت حکیم دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کنکریوں پر سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھا کرتے تھے۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۱۴۳]

ذکر کے آداب اور نیکیوں کا بڑھنا

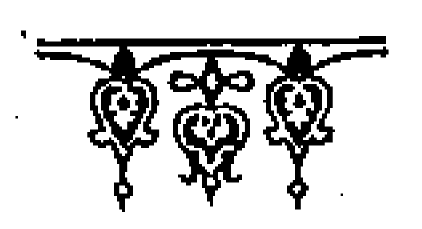
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم اس کی پوری کوشش کرو کہ اللہ کا ذکر صرف طہارت کی حالت میں کیا کرو۔ [اخرجه ابن جرير كذا فى الكنز ۱/ ۲۰۹]

حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ بات پہنچی کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ایک نیکی کے بدلے دس لاکھ نیکیاں دیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بالکل نہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اسے بیس لاکھ نیکیاں دیں گے پھر یہ آیت پڑھی:

﴿يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [سورة نساء آيت: ۴۰]

''تو اس کو کئی گنا کر دیں گے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دیں گے۔''

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم کہہ رہے ہیں تو اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ نیکی کو دس لاکھ گنا بڑھایا جاتا ہے انہوں نے فرمایا تمہیں اس بات پر حیرانی ہو رہی ہے اللہ کی قسم! میں نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [اخرجه احمد قال الهيثمى ۱۰/ ۱۴۵ رواه احمد باسنادين والبزار بنحوه واحد اسنادى احمد جيد. انتهى]



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح دعا میں اللہ کے سامنے گڑگڑایا کرتے تھے اور کن کاموں کے لیے دعا کیا کرتے تھے اور کس وقت دعا کیا کرتے تھے اور ان کی دعائیں کیسی ہوا کرتی تھی۔

دعا کے آداب

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گذرے وہ یہ دعا کر رہا تھا اے اللہ! میں تجھ سے صبر کی توفیق مانگتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے تو اللہ سے مصیبت کو مانگ لیا (کیونکہ پہلے کوئی مصیبت آئے گی پھر اس کے بعد صبر ہوگا) تو اللہ سے عافیت کو مانگ (کوئی مصیبت آجائے تو پھر صبر مانگنا چاہئے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک اور آدمی پر ہوا جو یہ دعا مانگ رہا تھا اے اللہ! میں تجھ سے پوری نعمت مانگتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا او آدم کے بیٹے! تم جانتے ہو کہ پوری نعمت کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو میں نے خیر کی امید میں دعا مانگ لی ہے (مجھے نہیں پتہ کہ پوری نعمت کیا ہوتی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوری نعمت یہ ہے کہ آدمی جہنم کی آگ سے بچ جائے اور جنت میں چلا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور آدمی کے پاس سے گذرے وہ کہہ رہا تھا یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الفاظ سے پکارنے کی وجہ سے تیرے لیے قبولیت کا دروازہ کھل گیا ہے اب تو مانگ۔

[اخرجه ابن ابی شيبة كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۲]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس گئے وہ کمزوری اور بیماری کی وجہ سے پرندے کے اس بچے کی طرح نظر آرہا تھا جس کے پر کسی نے نوچ لیے ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تو کوئی خاص دعا مانگا کرتا تھا؟ اس نے کہا میں یہ دعا مانگا کرتا تھا کہ اے اللہ! تو نے مجھے جو سزا آخرت میں دینی ہے وہ دنیا ہی میں جلد دے دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ دعا کیوں نہیں مانگی اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی خیر وخوبی عطا فرما اور آخرت میں بھی خیر وخوبی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے! چنانچہ اس نے اللہ سے یہ دعا مانگی تو اللہ نے اسے شفا دے دی۔

[اخرجه ابن ابی شيبه كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۰ و اخرجه ابن النجار عنه بنحوه كذا فی الكنز]

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے

لیے ہیں جو تمہیں ربیعۃ الخثعم قبیلہ سے یہاں لایا پھر تمہیں اللہ کے رسول کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کی توفیق دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے آپ سے پہلے موت دے دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ دعا میں کسی کے لیے نہیں کرسکتا۔

[اخرجه ابو نعيم كذا في المنتخب ۵/ ۱۴۷]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جب کسی کے لیے دعا فرماتے تو دعا کی ابتداء اپنے سے فرماتے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا تو ارشاد فرمایا اللہ کی رحمت ہم پر ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہو اگر وہ صبر کرتے تو وہ اپنے استاد (حضرت خضر علیہ السلام) کی طرف سے اور بہت سی عجیب عجیب باتیں دیکھتے لیکن انہوں نے یہ کہہ دیا:

﴿إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا﴾

[سوره كهف آيت ۷۶]

"اگر اس مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق کچھ پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھئے بیشک میری طرف سے آپ عذر (کی انتہا) کو پہنچ چکے ہیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابن ابی السائب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا جو کہ مدینہ والوں کے واعظ تھے کہ دعا میں بہ تکلف ایک جیسی عبارت لانے سے بچو کیونکہ میں نے حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ہے وہ ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔

[اخرجه ابن ابی شيبة عن الشعبی كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۲]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو سنا کہ فتنہ سے پناہ مانگ رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ! اس کی دعا کے الفاظ سے تیری پناہ چاہتا ہوں پھر اس آدمی سے فرمایا کیا تم اللہ سے یہ مانگ رہے ہو کہ وہ تمہیں بیوی بچے اور مال نہ دے؟ (کیونکہ قرآن میں مال اور اولاد کو فتنہ کہا گیا ہے) تم میں سے جو بھی فتنہ سے پناہ مانگنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے۔ [اخرجه ابن ابی شيبة و ابو عبيد كذا فی الكنز ۱/ ۲۸۹]

حضرت محارب بن دثار کے چچا کہتے ہیں میں آخر شب میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سے گذرا کرتا تھا تو انہیں میں یہ دعا فرماتے ہوئے سنتا تھا اے اللہ! تو نے مجھے بلایا میں نے اس پر لبیک کہا تو نے مجھے حکم دیا میں نے تیری اطاعت کی اور یہ سحری کا وقت ہے لہٰذا

تو میری مغفرت کردے پھر میری حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے کہا میں نے آپ کو آخر شب میں چند کلمات کہتے ہوئے سنا ہے پھر میں نے وہ کلمات انہیں بتائے تو انہوں نے فرمایا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تمہارے لیے اپنے رب سے استغفار کروں گا تو انہوں نے آخر شب میں ان کے لیے دعائے مغفرت کی تھی۔

[اخرجه الطبرانی عن محارب بن دثر قال الهیثمی ۱۰/ ۵۵ و فیه عبدالرحمن بن اسحق الکوفی وهو ضعیف]

دعا میں دونوں ہاتھ اٹھانا اور پھر چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور جب دعا سے فارغ ہو جاتے تو دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔ [اخرجه الحاکم]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھا لیتے تھے تو جب تک انہیں اپنے چہرے پر نہ پھیر لیتے اس وقت تک نیچے نہ کرتے۔ [عند الحاکم ایضاً والترمذی و صححه]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احجار الزیت (مسجد نبوی کے مغرب میں ایک جگہ کا نام ہے) کے پاس دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں منہ کی طرف تھیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلیاں اپنے منہ پر پھیر لیں۔ [عند عبدالغنی فی ایضاح الاشکال کذا فی الکنز ۱/ ۲۸۹]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اتنی دیر ہاتھ اٹھائے رکھتے تھے کہ میں تھک جاتی تھی۔ [اخرجه احمد قال الهیثمی ۱۰/ ۱۶۸ رواه احمد بثلاثة اسانید و رجالها کلها رجال الصحیح - انتهی]

عبدالرزاق میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس جیسی روایت منقول ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ فَلَا تُعَذِّبْنِیْ بِشَتْمِ رَجُلٍ شَتَمْتُهٗ اَوْ اٰذَیْتُهٗ))

"اے اللہ! میں بشر ہی تو ہوں میں نے کسی کو برا بھلا کہا ہو یا کسی کو تکلیف پہنچائی ہو تو اس وجہ سے مجھے عذاب نہ دینا۔" [کذا فی الکنز ۱/ ۲۹۱]

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ حضور ﷺ دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کر رہے ہیں میں بشر ہی تو ہوں اس لیے مجھے سزا نہ دے کسی مؤمن کو میں نے تکلیف دی ہو یا اسے برا بھلا کہا ہو تو اس وجہ سے مجھے سزا نہ دینا۔ [عند البخاری فی الادب المفرد ۹۰]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا دیہاتیوں کی ایک قوم کے پاس سے گذر ہوا۔ یہ مسلمان ہو چکے تھے اور کافروں کے لشکروں نے ان کے علاقے کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا کرنے کے لیے ہاتھ اپنے چہرے کی طرف اٹھائے تو ایک دیہاتی نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہاتھ اور لمبے فرما دیں تو آپ ﷺ نے اپنے چہرے کے آگے اور بڑھا دیئے' آسمان کی طرف اوپر اور نہ اٹھائے۔

[اخرجه عبدالرزاق كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۱]

حضرت ابو نعیم بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما دعا کر رہے تھے اور دعا کے بعد انہوں نے اپنی ہتھیاں اپنے چہرے پر پھیریں۔

[اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۱/ ۹۰]

اجتماعی دعا کرنا اور اونچی آواز سے دعا کرنا اور آمین کہنا

حضرت قیس مدنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی چیز کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا تم جا کر یہ بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھو کیونکہ ایک مرتبہ میں' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فلاں آدمی ہم تینوں مسجد میں دعا کر رہے تھے اور اپنے رب کا ذکر کر رہے تھے کہ اتنے میں حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے پاس بیٹھ گئے تو ہم خاموش ہو گئے پھر فرمایا جو تم کر رہے تھے اسے کرتے رہو چنانچہ میں نے اور میرے ساتھی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے دعا کی اور حضور ﷺ ہماری دعا پر آمین کہتے رہے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی اے اللہ! میرے ان دو ساتھیوں نے جو کچھ تجھ سے مانگا میں وہ بھی تجھ سے مانگتا ہوں اور ایسا علم بھی مانگتا ہوں جو کبھی نہ بھولے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آمین' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بھی اللہ سے وہ علم مانگتے ہیں جو کبھی نہ بھولے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ دوسی نوجوان (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) تم دونوں سے آگے

نکل گئے۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۹/ ۲۶۱ و قیس هذا کان قاص عمر بن عبدالعزیز لم یروعنه غیر ابنه محمد و بقیة رجاله ثقات۔ انتهی]

حضرت جامع بن شداد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رشتہ دار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین دعائیں ایسی ہیں کہ جب میں وہ مانگوں تو تم ان پر آمین کہنا اے اللہ! میں کمزور ہوں مجھے قوت عطا فرما' اے اللہ! میں سخت ہوں مجھے نرم کر دے' اے اللہ! میں کنجوس ہوں مجھے سخی بنادے۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۲۷۵]

حضرت سائب بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے رمادہ قحط سالی کے زمانے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ صبح کے وقت عام سادہ کپڑے پہنے ہوئے عاجز اور مسکین بن کر جا رہے ہیں اور ان کے جسم پر ایک چھوٹی سی چادر پڑی ہوئی ہے جو گھٹنوں تک مشکل سے پہنچ رہی ہے۔ اونچی آواز سے اللہ سے معافی مانگ رہے ہیں اور ان کی آنکھوں سے رخسار پر آنسو بہہ رہے ہیں اور ان کے دائیں طرف حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس دن انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر بہت گڑگڑا کر دعا مانگی لوگ بھی ان کے ساتھ دعا مانگ رہے تھے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ کر کہا اے اللہ! ہم تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو تیرے سامنے سفارشی بناتے ہیں پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت دیر تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑے ہو کر دعا مانگتے رہے۔ ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے۔

[اخرجه ابن سعد ایضاً ۳/ ۳۲۱]

حضرت ابو اسید رحمۃ اللہ علیہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عشاء کے بعد مسجد کا چکر لگاتے اور اس میں جو آدمی بھی نظر آتا اسے مسجد سے نکال دیتے جسے کھڑا ہوا نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے اسے رہنے دیتے۔ ایک رات ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم پر گذر ہوا جن میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! آپ کے گھر کے چند آدمی ہیں۔ فرمایا نماز کے بعد تم لوگ اب تک یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان میں سے جو ان کے سب سے قریب تھے اس سے فرمایا تم دعا کراؤ۔ اس نے دعا کرائی یہاں تک کہ میری باری آ گئی۔

میں آپ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا فرمایا اب تم دعا کراؤ تو میری زبان بند ہوگئی اور مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی جس کا انہیں بھی اندازہ ہو گیا تو فرمایا اور کچھ نہیں تو اتنی ہی دعا کرادو:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا))

''اے اللہ! ہماری مغفرت فرما' اے اللہ! ہم پر رحم فرما۔''

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا شروع کی تو ان لوگوں میں سب سے زیادہ آنسوؤں والا اور سب سے زیادہ رونے والا ان کے علاوہ کوئی نہیں تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ سب لوگ بھی خاموش ہو جائیں اور بکھر جائیں۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۲۹۴]

حضرت ابو ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات صحابی تھے انہیں ایک لشکر کا امیر بنایا گیا انہوں نے ملک روم جانے کے راستے تیار کرائے جب دشمن کا سامنا ہوا تو انہوں نے لوگوں سے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو جماعت ایک جگہ جمع ہو اور ان میں سے ایک دعا کرائے باقی سب آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے پھر حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور یہ دعا مانگی اے اللہ! ہمارے خون کی حفاظت عطا فرما اور شہداء والا اجر ہمیں عطا فرما ابھی دعا مانگی ہی تھی کہ اتنے میں دشمن کا سپہ سالار جسے رومی زبان میں ہباط کہا جاتا ہے وہ آ گیا اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے خیمے کے اندر چلا گیا گویا اس نے اپنی شکست مان لی۔ [اخرجه الطبرانی قال الهيثمی ۱۰/ ۱۷۰ رواه الطبرانی و رجاله رجال الصحيح غير ابن لهيعة وهو حسن الحديث۔ انتهی]

شہادت کی تمنا اور شہادت کی دعا کے باب میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث گذر چکی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا تم میں سے ہر آدمی اس پر ضرور آمین کہے اس کی میری طرف سے پوری تاکید ہے پھر یہ دعا مانگی اے اللہ! آج نعمان کو شہادت کی موت نصیب فرما اور مسلمانوں کی مدد فرما اور انہیں فتح نصیب فرما۔ [اخرجه الطبری و هكذا اخرجه الطبرانی و رجاله رجال الصحيح و زاد فی رواية فامن القوم المجمع ۶/ ۲۱۶ و هكذا اخرجه الحاكم ۲/ ۲۹۴ فی حديث طويل]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک صحابی کو ذوالبجادین کہا جاتا تھا ان کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آہیں بھر کر رونے والا ہے اور یہ اس وجہ سے فرمایا کہ یہ صحابی بہت

زیادہ تلاوت اور اللہ کا ذکر کرنے والے تھے اور اونچی آواز سے دعا کیا کرتے تھے۔

[اخرجه احمد والطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۳۶۹ و اسناد هما حسن و اخرجه ابن جریر ایضاً عن عقبة نحوه کما فی التفسیر لابن کثیر ۲/ ۳۹۵]

نیک لوگوں سے دعا کرانا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرما دی اور فرمایا اے میرے چھوٹے سے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو مجھے اپنا بھائی فرمایا یہ ایسا کلمہ ہے کہ اگر اس کے بدلے مجھے ساری دنیا بھی مل جائے تو مجھے ہرگز خوشی نہ ہو۔

[اخرجه ابو داؤد والترمذی و اخرجه ابن سعد ۳/ ۷۳ عن عمر بمعناه]

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے دعا فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضِ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ))

''اے اللہ! ہماری مغفرت فرما ہم پر رحمت فرما' ہم سے راضی ہو جا' اور ہمارے اعمال قبول فرما' ہمیں جنت میں داخل فرما اور ہمیں آگ سے نجات نصیب فرما اور ہمارے تمام احوال کو درست فرما پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اور دعا فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دعاؤں میں میں نے تمہارے تمام کاموں کی دعا کر دی ہے۔'' [اخرجه ابن ابی شیبة کذا فی الکنز ۱/ ۲۹۱]

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی ایک دن باہر نکل گیا اور کپڑے اتار کر گرم زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور اپنے نفس سے کہنے لگا جہنم کی آگ کا مزہ چکھ لے تو رات کو مردار پڑا رہتا ہے اور دن کو بیکار۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما ہیں۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میرا نفس مجھ پر غالب آ

گیا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا غور سے سنو (تمہاری تواضع کی اور اپنے نفس کو سزا دینے کی کیفیت اللہ کو بہت پسند آئی ہے) اس وجہ سے تمہارے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر فرما رہے ہیں پھر حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا اپنے اس بھائی سے دعا کا توشہ لے لو (اس کی اس کیفیت کی وجہ سے اس کی دعا اللہ کے ہاں قبول ہو رہی ہے اس سے دعا کرواؤ) چنانچہ ایک آدمی نے کہا اے فلانے! میرے لیے دعا کر دو۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا نہیں صرف ایک کے لیے نہیں بلکہ سب کے لیے دعا کرو۔ اس نے یہ دعا کی اے اللہ! تقویٰ کو ان کا توشہ بنا دے اور تمام کاموں میں ان کی پوری رہبری فرما۔ اس دوران حضور ﷺ نے اس کے لیے یہ دعا کی اے اللہ! اسے صحیح دعا کرنے کی توفیق عطا فرما تو اس نے کہا اے اللہ! جنت کو ان کا ٹھکانہ بنا دے۔ [اخرجه ابن ابی الدنیا کذا فی الکنز ۱/ ۲۹۰]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ ایک سفر میں جا رہے تھے کہ اتنے میں آپ ﷺ کا گذر ایک آدمی پر ہوا جو گرم زمین پر لیٹ کر الٹ پلٹ ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے میرے نفس! رات بھر تو سوتا رہتا ہے اور دن کو بیکار رہتا ہے اور جنت کی امید رکھتا ہے جب وہ اپنے نفس کی سزا پوری کر چکا تو حضور ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم اپنے اس بھائی کو پکڑ لو (یعنی اس سے دعا کراؤ) ہم نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے اللہ سے ہمارے لیے دعا کریں اس پر اس نے یہ دعا کی اے اللہ! تقویٰ کو ان کا توشہ بنا دے ہم نے کہا اور دعا کریں۔ حضور ﷺ نے بھی فرمایا ان کے لیے اور دعا کر دو اور حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! اسے (جامع دعا کرنے کی) توفیق عطا فرما' چنانچہ اس نے کہا اے اللہ! جنت کو ان کا ٹھکانہ بنا دے۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۸۵ رواه الطبرانی من طریق ابی عبدالله صحاب الصدقة عن علقمة بن مرثد ولم اعرفه و بقية رجاله ثقات. انتهى اخرجه ابو نعيم عن بريدة نحوه كما فی الكنز ۱/ ۳۰۸]

حضرت اسیر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس سے فرمایا تم میرے لیے دعائے مغفرت کرو۔ حضرت اویس نے کہا میں آپ کے لیے دعائے مغفرت کیسے کروں آپ تو حضور ﷺ کے صحابی ہیں؟ فرمایا میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمام تابعین میں سب سے بہترین آدمی وہ ہے جسے اویس کہا جائے گا۔ [اخرجه ابن سعد ۶/ ۱۶۳]

و فی الحدیث طول و اخراج المرفوع منه مسلم فی صحیحه کما فی الاصابة ۱/ ۱۱۵]

مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا لہٰذا تم میں سے جو بھی اویس سے ملے وہ ان سے کہے کہ وہ اس کے لیے استغفار کریں۔

حضرت عبداللہ رومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ زاویہ بستی میں ٹھہرے ہوئے تھے کسی نے ان سے کہا بصرہ سے آپ کے بھائی آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ آپ ان کے لیے دعا کریں تو انہوں نے یہ دعا کی اے اللہ! ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما اور ہمیں دنیا کی آگ کے عذاب سے بچا۔ ان لوگوں نے مزید دعا کی درخواست کی تو انہوں نے وہی دعا پھر کردی اور فرمایا اگر تمہیں یہ چیزیں دے دی گئیں تو دنیا اور آخرت کی خیر تمہیں دے دی جائے گی۔[اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۹۳]

گنہگاروں کے لیے دعا کرنا

حضرت یزید بن اصم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں شام کا ایک آدمی بہت طاقتور اور خوب لڑائی کرنے والا تھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا کرتا تھا وہ چند دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نظر نہ آیا تو فرمایا فلاں ابن فلاں کا کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! اس نے تو شراب پینی شروع کردی ہے اور مسلسل پی رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے منشی کو بلا کر فرمایا خط لکھو۔ ''یہ خط عمر بن خطاب کی طرف سے فلاں کے نام۔ سلام علیک! میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ گناہوں کو معاف کرنے والا' توبہ قبول کرنے والا سخت سزا دینے والا اور بڑا انعام واحسان کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''
پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم لوگ اپنے بھائی کے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنی طرف متوجہ فرمادے اور اس کو توبہ کی توفیق عطا فرمادے۔ جب اس کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا تو وہ اسے بار بار پڑھنے لگا اور کہنے لگا وہ گناہوں کو معاف کرنے والا' توبہ کو قبول کرنے والا اور سخت سزا دینے والا ہے (اس آیت میں) اللہ نے مجھے اپنی سزا سے ڈرایا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

[اخرجه ابن ابی حاتم و رواه الحافظ ابو نعیم من حدیث جعفر بن برقان]

ابونعیم کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ وہ اسے بار بار پڑھتا رہا پھر رونے لگ گیا پھر اس نے شراب پینی چھوڑ دی اور مکمل طور سے چھوڑ دی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی یہ خبر پہنچی تو فرمایا ایسے کیا کرو جب تم دیکھو کہ تمہارا بھائی پھسل گیا ہے اسے راہ راست پر لاؤ اور اسے اللہ کی معافی کا یقین دلاؤ اور اللہ سے دعا کرو کہ اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور تم اس کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو (اور اسے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرو) [کذا فی التفسیر لابن کثیر ۴/ ۷۰]

وہ کلمات جن سے دعا شروع کی جاتی ہے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ))

''اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے مانگتا ہوں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے بے نیاز ہے جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اللہ کے اس اسم اعظم کے ساتھ مانگا ہے کہ جب بھی اس کے ساتھ مانگا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور دیتے ہیں اور جب بھی اس کے ساتھ اسے پکارا جاتا ہے تو وہ ضرور قبول کرتے ہیں۔ [اخرجه ابو داؤد والترمذی وحسنه وابن ماجة وابن حبان فی صحیحه واخرجه الحاكم الا انه قال لقد سالت الله باسمه الاعظم وقال صحیح علی شرطهما كذا فی الترغیب ۳/ ۱۴۵ واخرجه النسائی ایضاً كما فی اذكار النووی ۵۰۱]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لیے قبولیت کا دروازہ کھل گیا اب تو مانگ۔ [اخرجه الترمذی وحسنه كذا فی الترغیب ۳/ ۱۴۵]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوعیاش زید بن صامت زرقی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذر ہوا وہ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ

یَا بَدِیعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ))
''اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے مانگتا ہوں کہ تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے بڑے مہربان! اے بہت دینے والے! اے آسمانوں اور زمین کو کسی نمونہ کے بغیر بنانے والے! اے بزرگی اور بخشش والے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے وسیلہ سے مانگا ہے کہ جب اس کے ذریعے سے دعا کی جائے تو اللہ ضرور قبول فرماتے ہیں اور جب اس کے وسیلہ سے اس سے مانگا جائے تو ضرور عطا فرماتے ہیں۔ [اخرجه احمد و اللفظ له و ابن ماجة و رواه ابو داؤد والنسائي و ابن حبان في صحيحه والحاكم و زاد هولاء الاربعة يا حي يا قيوم وقال الحاكم صحيح على شرط مسلم كذا في الترغيب ۳/ ۱۴۶]

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: یاحی یاقیوم اے سدا زندہ رہنے والے! اے سب کو قائم رکھنے والے!'' حاکم کی روایت میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ ''میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور آگ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ ایک دیہاتی کے پاس سے گذرے وہ اپنی نماز میں دعا مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

((یَامَنْ لَا تَرَاهُ الْعُیُوْنُ وَلَا تُخَالِطُهُ الظُّنُوْنُ وَلَا یَصِفُهُ الْوَاصِفُوْنَ وَلَا تُغَیِّرُهُ الْحَوَادِثُ وَلَا یَخْشَی الدَّوَائِرُ یَعْلَمُ مَثَاقِیْلَ الْجِبَالِ وَمَکَائِیْلَ الْبِحَارِ وَعَدَدَ قَطْرِ الْاَمْطَارِ وَعَدَدَ وَرَقِ الْاَشْجَارِ وَعَدَدَ مَا اَظْلَمَ عَلَیْهِ اللَّیْلُ وَاَشْرَقَ عَلَیْهِ النَّهَارُ وَمَا تُوَارِیْ مِنْهُ سَمَاءٌ سَمَاءً وَلَا اَرْضٌ اَرْضًا وَلَا بَحْرٌ مَا فِیْ قَعْرِهٖ وَلَا جَبَلٌ مَا فِیْ وَعْرِهٖ اجْعَلْ خَیْرَ عُمْرِیْ آخِرَهٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِیْمَهٗ وَخَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاكَ فِیْهِ))

''اے وہ ذات جس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور کسی کا خیال و گمان اس تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ اوصاف بیان کرنے والے اس کے اوصاف بیان کر سکتے ہیں اور نہ حوادث زمانہ اس پر اثر انداز ہو سکتے اور نہ اسے گردش زمانہ سے کوئی اندیشہ ہے جو پہاڑوں

کے وزن اور سمندروں کے پیمانے اور بارش کے قطروں کی تعداد اور درختوں کے پتوں کی تعداد کو جانتا ہے اور وہ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جن پر رات کی تاریکی چھاتی ہے اور جن پر دن روشنی ڈالتا ہے اور نہ اس سے ایک آسمان دوسرے آسمان کو چھپا سکتا ہے اور نہ ایک زمین دوسری زمین کو اور نہ سمندر ان چیزوں کو چھپا سکتا ہے جو اس کی تہہ میں ہیں اور نہ کوئی پہاڑ ان چیزوں کو چھپا سکتا ہے جو اس کی سخت چٹانوں میں ہیں تو میری عمر کے آخری حصے کو سب سے بہترین حصہ بنا دے اور میرے آخری عمل کو سب سے بہترین عمل بنا دے اور میرا بہترین دن وہ بنا جس دن میری تجھ سے ملاقات ہو۔''

آپ ﷺ نے ایک آدمی کے ذمہ لگایا کہ جب یہ دیہاتی نماز سے فارغ ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا چنانچہ وہ نماز کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ کے پاس ایک کان سے کچھ سونا ہدیہ میں آیا ہوا تھا حضور ﷺ نے اس کو وہ سونا ہدیہ میں دیا پھر اس سے پوچھا کہ اے اعرابی! تم کون سے قبیلہ میں سے ہو؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! بنی عامر بن صعصعہ قبیلہ میں سے ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو میں نے تم کو یہ سونا کیوں ہدیہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! ہماری آپ کی رشتہ داری ہے اس وجہ سے کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا رشتہ داری کا بھی حق ہوتا ہے لیکن میں نے تمہیں سونا اس وجہ سے ہدیہ کیا ہے کہ تم نے بہت عمدہ طریقہ سے اللہ کی ثناء بیان کی ہے۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۱۰/ ۱۵۸ رجاله رجال الصحیح غیر عبداللہ بن محمد ابی عبدالرحمن الاذرمی وھو ثقه۔ انتھی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَيْكَ الَّذِيْ اِذَا دُعِيْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَيْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ))

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے اس نام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جو پاک عمدہ مبارک اور تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے جب تجھے اس کے ذریعہ پکارا جاتا ہے تو تو ضرور متوجہ ہوتا ہے اور جب تجھ سے اس کے وسیلے سے مانگا جاتا ہے تو تو ضرور دیتا ہے اور جب تجھ سے اس کے ذریعہ رحم طلب کیا جاتا ہے تو تو ضرور رحم فرماتا ہے اور جب

اس کے وسیلہ سے تجھ سے کشادگی مانگی جاتی ہے تو تو ضرور کشادگی دیتا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں پتہ چلا کہ اللہ نے مجھے وہ نام بتادیا ہے کہ جب اس نام کے وسیلہ سے اس سے دعا کی جاتی ہے تو وہ ضرور قبول فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں وہ نام مجھے بھی سکھادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تجھے سکھانا مناسب نہیں وہ فرماتی ہیں میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی پھر میں کھڑی ہوئی اور حضور ﷺ کے سر کا بوسہ لیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے وہ نام سکھادیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تمہارے لیے مناسب نہیں کہ میں تمہیں سکھاؤں کیونکہ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ تم اس کے ذریعہ دنیا کی کوئی چیز مانگو۔ میں وہاں سے اٹھی اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ اللّٰهَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِيْمَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ))

''اے اللہ! میں تجھے اللہ کہہ کر پکارتی ہوں تجھے رحمٰن کہہ کر پکارتی ہوں تجھے نیکوکار رحیم کہہ کر پکارتی ہوں اور تجھے تیرے ان تمام اچھے ناموں سے پکارتی ہوں جن کو میں جانتی ہوں اور جن کو میں نہیں جانتی ہوں اور یہ سوال کرتی ہوں کہ تو میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرمادے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ میری یہ دعا سن کر بہت ہنسے اور فرمایا تم نے جن ناموں سے اللہ کو پکارا ہے ان میں وہ خاص نام بھی شامل ہے۔ [اخرجه ابن ماجة ۲۹۸]

حضرت سلمہ بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو کبھی ایسی دعا مانگتے ہوئے نہیں سنا کہ جس کے شروع میں آپ ﷺ نے یہ الفاظ نہ کہے ہوں سبحان ربی العلی الاعلیٰ الوھاب ''میں اپنے رب کی پاکی بیان کرتا ہوں جو کہ بلند، بہت بلند اور بہت دینے والا ہے۔'' [اخرجه احمد قال الهيثمى ۱۰/ ۱۵۶ رواه احمد الطبرانى بنحوه و فيه عمر بن راشد اليمامى و ثقه غير واحد و بقية رجاله رجال الصحيح. انتهى و اخرجه ابن ابى شيبة عن سلمة بنحوه كما فى الكنز ۱/ ۲۹۰]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر حضور ﷺ سو دعائیں بھی مانگتے تو ان کے شروع میں درمیان میں اور آخر میں یہ دعا ضرور مانگتے (رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ) اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچائیے۔ [اخرجه ابن النجار كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۰]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف فرما تھے اتنے میں ایک آدمی نے اندر آ کر نماز پڑھی اور پھر اس نے یہ دعا مانگی اللھم اغفرلی و ارحمنی اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما'' حضور ﷺ نے فرمایا اے نمازی! تم نے دعا مانگنے میں جلدی کی۔ جب تم نماز پڑھ کر بیٹھ جاؤ تو پہلے اللہ کی شایان شان تعریف کرو اور مجھ پر درود بھیجو پھر دعا مانگو پھر ایک اور آدمی نے نماز پڑھی پھر اس نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا اے نمازی! اب تم دعا کرو ضرور قبول کی جائے گی۔

[اخرجه احمد و ابو داؤد و الترمذی و اللفظ له و حسنه والنسائی و ابن خزیمه و ابن حبان فی صحیحهما كذا فی الترغیب ۲/ ۱۴۷ و اخرجه الطبرانی ایضا بنحوه كما فی المجمع ۱۰/ ۱۵۵]

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اللہ سے مانگنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان حمد و ثنا سے ابتدا کرے پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے پھر اللہ سے مانگے تو اس طرح مقصد میں کامیابی کی زیادہ امید ہے۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۵۵ رجاله رجال الصحیح الا ان ابا عبیدة لم یسمع من ابیه۔ انتهی]

نبی کریم ﷺ کی اپنی امت کیلیے دعائیں

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے عرفات (یعنی حج کے دن نو ذی الحجہ) کی شام کو اپنی امت کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا مانگی اور بہت دیر تک یہ دعا مانگتے رہے۔ آخر اللہ نے وحی بھیجی کہ میں نے تمہاری دعا منظور کر لی اور ان کے جن گناہوں کا تعلق مجھ سے تھا وہ میں نے معاف کر دیئے لیکن انہوں نے ایک دوسرے پر جو ظلم کر رکھا ہے اس کی معافی نہیں ہو سکتی۔ اس پر حضور ﷺ نے غایت شفقت کی وجہ سے عرض کیا اے رب! تو یہ کر سکتا ہے کہ مظلوم کو اس ظلم سے بہتر بدلہ اپنے پاس سے دے دے اور ظالم کو معاف فرما دے اس شام کو تو اللہ

نے یہ دعا قبول نہ فرمائی البتہ مزدلفہ کی صبح کو یہ دعا پھر مانگنی شروع کی تو اللہ نے قبول فرمالی اور فرمایا چلو ظالموں کو بھی معاف کر دیا۔ اس پر حضور ﷺ مسکرانے لگے تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! (یہ تہجد کا وقت ہے) آپ اس وقت تو مسکرایا نہیں کرتے تھے آج کیوں مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا میں اس وجہ سے مسکرا رہا ہوں کہ جب اللہ کے دشمن ابلیس کو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ظالم امتیوں کے بارے میں بھی میری یہ دعا قبول کر لی ہے تو وہ ہلاکت اور بربادی پکارنے لگا اور سر پر مٹی ڈالنے لگا (اسے دیکھ کر میں مسکرا رہا تھا) [اخرجه البيهقى]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی:

﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ﴾ [سورة ابراهيم آيت ۳۶]

''اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص (اس باب میں) میرا کہنا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت (اور) کثیر الرحمت ہیں۔''

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ﴾ [سورة مائده آيت ۱۱۸]

''اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔''

پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر امت کیلیے یہ دعا شروع کر دی' اے اللہ! میری امت اے اللہ! میری امت' اے اللہ! میری امت اور آپ ﷺ رونے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے جبرائیل! تمہارا رب سب کچھ اچھی طرح جانتا ہے لیکن تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھا کہ وہ کیوں رو رہے ہیں؟ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر پوچھا حضور ﷺ نے رونے کی وجہ بتائی (کہ امت کے غم میں رو رہا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے واپس آ کر اللہ تعالیٰ کو وجہ بتائی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو ہم تم کو تمہاری امت کے بارے میں راضی کریں گے اور تمہیں رنجیدہ اور غمگین نہ ہونے دیں گے۔

[اخرجه ابن وهب كذا فى التفسير لابن كثير ۲/ ۵۴۰]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے اپنی امت کے لیے یہ دعا مانگی:
((اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ قُلُوْبَهُمْ عَلٰى طَاعَتِكَ وَحُفَظْ مِنْ وَّرَائِهِمْ بِرَحْمَتِكَ))
''اے اللہ! ان کے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف متوجہ فرما اور ان کے پیچھے سے اپنی رحمت سے ان کی حفاظت فرما۔''

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۶۹ و فیه ابو شیبه وهو ضعیف۔ انتهی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ بہت خوش ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے اللہ سے دعا فرماویں۔ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما اور جو اس نے چھپ کر کیے اور جو علی الاعلان کیے وہ بھی سب معاف فرما۔ اس دعا سے خوش ہو کر میں خوشی کے مارے لوٹ پوٹ ہو گئی جس سے میرا سر میری گود میں چلا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں میری دعا سے بہت خوشی ہو رہی ہے؟ میں نے کہا مجھے آپ ﷺ کی دعا سے خوشی کیوں نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ دعا تو میں اپنی امت کے لیے ہر نماز میں مانگتا ہوں۔ [اخرجه البزار. قال الهیثمی ۹/ ۲۴۴ رجاله رجال الصحیح غیر احمد بن منصور الرمادی وهو ثقة۔ انتهی]

نبی کریم ﷺ کی خلفاء اربعہ کے لیے دعائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! ابوبکر کو قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھنا۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة كذا فی المنتخب ۴/ ۳۴۵]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! عمر بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو عزت فرما۔

[اخرجه احمد و الترمذی وصححه وابن سعد وغیرهم عن عمر رضی اللہ عنہ و النسائی عن خباب رضی اللہ عنہ]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! اسلام کو خاص طور سے عمر بن خطاب کے ذریعہ عزت عطا فرما۔ [عند ابن ماجة و الحاكم والبیهقی]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! اسلام کو عمر کے

ذریعے قوت عطا فرما۔[عند الطبرانی و احمد کذا فی المنتخب ۴/ ۳۷۰]

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بھورے رنگ کی اونٹنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی اے اللہ! انہیں پل صراط (آسانی سے اور جلدی سے) پار کرا دینا۔[اخرجه ابن عساکر]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی ان سے راضی ہو جا۔

[عند ابن عساکر ایضاً عن عائشة و ابی سعید و عند ابی نعیم عن ابی سعید]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! عثمان کے اگلے پچھلے گناہ اور جو گناہ چھپ کر کئے اور جو علی الاعلان کئے اور جو پوشیدہ طور سے کئے اور جو سب کے سامنے کئے سارے معاف فرما۔

[عند الطبرانی فی الاوسط و ابی نعیم فی الحلیة و ابن عساکر کذا فی المنتخب ۵/ ۱۲]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں بیمار ہوا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی جگہ بٹھایا اور خود کھڑے ہو کر نماز شروع فرما دی اور اپنے کپڑے کا ایک کنارہ مجھ پر ڈال دیا پھر نماز کے بعد فرمایا اے ابن ابی طالب! اب تم ٹھیک ہو گئے ہو کوئی فکر نہ کرو میں نے جو چیز اللہ سے اپنے لیے مانگی اس جیسی ہی میں نے اللہ سے تمہارے لیے بھی مانگی اور میں نے جو چیز بھی اللہ سے مانگی وہ اللہ نے مجھے ضرور دی۔ بس اتنی بات ہے کہ مجھ سے یوں کہا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا چنانچہ میں وہاں سے اٹھا تو میں بالکل ٹھیک ہو چکا تھا اور ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے میں بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔[اخرجه ابن ابی عاصم و ابن جریر و صححه والطبرانی فی الاوسط و ابن شاهین فی السنة کذا فی المنتخب ۵/ ۴۳]

حضرت زید بن یثیع، حضرت سعید بن وہب اور حضرت عمرو بن ذی مرہ رحمہم اللہ کہتے ہیں ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ہر اس آدمی کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (حجۃ الوداع سے واپسی پر) غدیر خم کے دن کچھ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ضرور کھڑا ہو جائے، چنانچہ تیرہ آدمی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اس بات کی گواہی دی کہ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کیا میں مؤمنوں کے ساتھ خود ان کی جان سے بھی زیادہ تعلق نہیں رکھتا؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا بالکل رکھتے ہیں یا رسول اللہ! پھر حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا میں جس کا دوست ہوں یہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) اس کے دوست ہیں اے اللہ! جو ان سے دوستی کرے تو اس سے دوستی کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر اور جو ان سے محبت کرے تو ان سے محبت کر اور جو ان سے بغض رکھے تو ان سے بغض رکھ اور جو ان کی مدد کرے تو اس کی مدد کر اور جو ان کی مدد چھوڑے تو اس کی مدد چھوڑ دے۔

[اخرجه البزار قال الهيثمى ۹/ ۱۰۵ رجاله رجال الصحيح غير فطر بن خليفه وهو ثقة۔ انتهى و فى هامش المجمع اخرج له البخارى ايضاً]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا نقل کی ہے اے اللہ! علی کی اعانت فرما اور ان کے ذریعے سے اعانت فرما اور ان پر رحم فرما اور ان کے ذریعہ سے دوسروں پر رحم فرما اور ان کی مدد فرما اور ان کے ذریعہ سے مدد فرما اے اللہ! جو ان سے دوستی کرے تو اس سے دوستی کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر۔

[عند الطبرانى كذا فى المنتخب ۵/ ۳۲]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے میرے لیے یہ دعا فرمائی اے اللہ! اس کی زبان کو (حق پر) جما دے اور اس کے دل کو ہدایت نصیب فرما۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ منقول ہیں۔ اے اللہ! اس کو فیصلہ کرنے کا صحیح راستہ دکھلا۔

[عند الحاكم فى المنتخب ۵/ ۳۵]

حضور ﷺ کی حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کے لیے دعائیں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ! اس کے تیر کو سیدھا نشانہ پر لگا اور اس کی دعا کو قبول فرما اور اسے اپنا محبوب بنا۔ [اخرجه ابن عساكر و ابن النجار]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے میرے لیے یہ دعا فرمائی اے اللہ! جب

سعد تجھ سے دعا کرے تو اس کی دعا قبول فرما۔

[عند الترمذی و ابن حبان و الحاکم کذا فی المنتخب ۵/ ۷۰]

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ؐ نے میرے لیے میری اولاد کی اولاد کے لیے یہ دعا فرمائی۔ [اخرجه ابو يعلى وابن عساكر كذا في المنتخب ۵/ ۷۰]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے گھر والوں کے لیے دعائیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں کو میرے پاس لے آو چنانچہ وہ ان تینوں کو لے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والی چادر جو ہمیں خیبر میں ملی تھی اور میں اپنے نیچے بچھاتی تھی ان پر ڈالی اور پھر ان کے لیے یہ دعا فرمائی اے اللہ! یہ محمد (علیہ السلام) کی آل ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر اپنی رحمتیں اور برکتیں ایسے نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر نازل فرمائی تھیں۔ بیشک تو بہت تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ [اخرجه ابو يعلى قال الهيثمي ۹/ ۱۶۶ و فيه عقبة بن عبدالله الرفاعي وهو ضعيف و رواه الترمذي باختصار الصلوة]

حضرت ابو عمار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور انہیں کچھ برا بھلا کہہ دیا جب وہ لوگ کھڑے ہو کر چلے گئے تو مجھ سے فرمایا تم ذرا بیٹھے رہو میں اس ہستی کے بارے میں بتاتا ہوں جسے انہوں نے برا بھلا کہا ہے۔ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ حضرت حسین رضی اللہ عنہم آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنی چادر ڈال کر یہ دعا فرمائی اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں ان سے ناپاکی دور کر اور انہیں اچھی طرح پاک فرما۔ میں نے عرض کیا میں بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میرے دل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر تمام اعمال سے زیادہ اعتماد ہے اور ایک روایت میں یہ ہے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے سب سے زیادہ امید ہے۔

[اخرجه الطبراني قال الهيثمي ۹/ ۱۶۷ رواه الطبراني باسنادين رجال السياق رجال الصحيح غير كلثوم بن زياد و ثقه ابن حبان و فيه ضعف۔ انتهى]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے ایک چادر بچھا رکھی تھی اس پر حضور ﷺ میں، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سب بیٹھ گئے پھر حضور ﷺ نے چادر کے چاروں کونے پکڑ کر ہم پر گرہ لگا دی پھر یہ دعا فرمائی اے اللہ! جیسے میں ان سے راضی ہوں تو بھی ان سے راضی ہو جا۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۹/ ۱۶۹ رجاله رجال الصحیح غیر عبید بن طفیل وهو ثقة کنیة ابو سیدان]

حضور ﷺ کی حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے لیے دعائیں

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے لیے یہ دعا فرمائی اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے حقیقت میں مجھ سے محبت کی۔

[اخرجه البزار قال الهیثمی ۹/ ۱۸۰]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس دعا کے یہ الفاظ منقول ہیں اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت فرما۔ [عند البزار ایضاً و اسناده حسن کما قال الهیثمی]

نسائی اور ابن حبان میں یہ دعا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس کے آخر میں یہ ہے کہ جو ان دونوں سے محبت کرے تو اس سے بھی محبت فرما اور اس کے شروع میں یہ ہے کہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ [کما فی المنتخب ۵/ ۱۰۵]

ابن ابی شیبہ اور طیالسی میں یہ دعا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس میں مزید یہ بھی ہے کہ جو ان سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ۔ [کما فی المنتخب ۵/ ۱۰۶]

بخاری و مسلم وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی میں حضرت سعید بن زید اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! مجھے حسن سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔

[کذا فی المنتخب ۵/ ۱۰۲]

ابن عساکر میں حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی منقول ہے کہ اے اللہ! اسے بچا اور اس کے ذریعہ سے (دوسروں کو) بچا۔ [کما فی المنتخب ۵/ ۱۰۴]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھا رکھا ہے اور یہ دعا فرما رہے ہیں اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت فرما۔[اخرجه الستة ابا داؤد كذا فى المنتخب ۵/ ۱۰۵]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹوں کیلئے دعائیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! عباس کی اور اس کی اولاد کی ظاہری باطنی ہر طرح کی مغفرت فرما اور ان کی اولاد میں تو ان کا خلیفہ بن جا۔

[اخرجه الترمذى و حسنه و ابو يعلى.]

ابن عساکر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! عباس کے وہ گناہ جو چھپ کر کیئے یا علی الاعلان کیئے یا سب کے سامنے کیئے یا پردے میں کیئے سب معاف فرما اور آئندہ ان سے یا ان کی اولاد سے قیامت تک جو گناہ ہوں وہ سب معاف فرما۔ ابن عساکر اور خطیب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! عباس کی اولاد کی اور جو ان سے محبت کرے اس کی مغفرت فرما۔ ابن عساکر میں حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے والد کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباس میرے چچا اور میرے والد جیسے ہیں اور میرے آباء و اجداد میں سے اب یہی باقی ہیں۔ اے اللہ! ان کے گناہوں کو معاف فرما اور ان کے اچھے عملوں کو قبول فرما اور برے عملوں سے درگذر فرما اور ان کے فائدے کے لیے ان کی اولاد کی اصلاح فرما۔[كذا فى المنتخب ۵/ ۲۰۶]

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تک میں کل آپ کے گھر نہ آ جاؤں اس وقت تک آپ اور آپ کے بیٹے کہیں نہ جائیں مجھے آپ لوگوں سے ایک کام ہے' چنانچہ اگلے دن یہ سب لوگ گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظام کرتے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا السلام علیکم جواب میں ان حضرات نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ لوگوں نے کس حال میں صبح کی؟ ان لوگوں نے کہا ہم اللہ کی تعریف کرتے ہیں (اچھے حال میں صبح کی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ لوگ سمٹ جائیں اور مل کر بیٹھیں چنانچہ وہ اس طرح بیٹھ

گئے تو آپ ﷺ نے ان سب پر اپنی ایک چادر ڈال دی پھر یہ دعا فرمائی اے میرے رب! یہ میرے چچا اور میرے والد جیسے ہیں اور یہ سب میرے گھر والے ہیں لہٰذا جیسے میں نے ان کو اپنی اس چادر میں چھپا رکھا ہے تو بھی ان کو ایسے ہی آگ سے چھپا لے اس پر دروازے کی چوکھٹ اور کمرے کی دیواروں نے تین دفعہ آمین کہا۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۲۷۰ اسناده حسن واخرجه ایضاً البیهقی عن ابی اسید بنحوه ابن ماجة عنه مختصراً کما فی البدایة ۶/ ۱۳۳ و ابو نعیم فی الدلائل ۱۵۴ عنه بطوله]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں (اپنی خالہ) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا میں نے حضور ﷺ کے لیے وضو کا پانی رکھا آپ ﷺ نے پوچھا یہ پانی میرے لیے کس نے رکھا؟ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا عبداللہ نے۔ آپ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور اسے قرآن کی تفسیر سکھا۔ [اخرجه ابن ابی شیبة]

ابن نجار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ دعا اس طرح منقول ہے اے اللہ! اسے کتاب سکھا دے اور اسے دین کی سمجھ عطا فرما دے۔ [کذا فی المنتخب ۵/ ۲۳۱]

ابن ماجہ ابن سعد اور طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ دعا اس طرح منقول ہے اے اللہ! اسے حکمت اور کتاب کی تفسیر سکھا دے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ دعا اس طرح منقول ہے اے اللہ! اس میں برکت عطا فرما اس کے ذریعہ کتاب کو پھیلا۔ [عند ابی نعیم فی الحلیة کذا فی المنتخب ۵/ ۲۲۸]

حضور ﷺ کی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کی اولاد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعائیں

طبرانی اور ابن عساکر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور احمد و ابن عساکر میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! جعفر کی اولاد میں تو اس کا خلیفہ بن جا۔ طیالسی ابن سعد اور احمد وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے تین مرتبہ یہ دعا فرمائی اے اللہ! تو جعفر کے اہل و عیال میں اس کا خلیفہ بن جا

اور (اس کے بیٹے) عبداللہ کی خرید و فروخت میں برکت عطا فرما۔ ابن ابی شیبہ میں حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے بلقاء علاقہ کے غزوہ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب شہید ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! اب تک تو اپنے جتنے نیک بندوں کا خلیفہ بنا ہے ان سب سے زیادہ اچھی طرح تو جعفر کے اہل و عیال میں اس کا خلیفہ بن جا۔

[کذا فی المنتخب ۵/ ۱۵۵ و اخرجه بن سعد ۴/ ۲۹ عن الشعبی نحوه]

حضرت ابو میسرہؒ کہتے ہیں جب حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ان تینوں کے حالات بیان کئے اور ابتداء حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمائی پھر یہ دعا فرمائی اے اللہ! زید کی مغفرت فرما، اے اللہ زید کی مغفرت فرما، اے اللہ! زید کی مغفرت فرما، اے اللہ! جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی مغفرت فرما۔

[اخرجه ابن سعد ۳/ ۴۶]

حضرت یاسر کے خاندان، حضرت ابو سلمہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

احمد اور ابن سعد میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! تو آل یاسر کی مغفرت فرما اور تو نے ان کی مغفرت فرما دی ہے اور ابن عساکر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! عمار میں برکت عطا فرما۔ آگے باقی حدیث ذکر کی۔ [کما فی المنتخب ۵/ ۲۴۵]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور مقربین میں ان کے درجے کو بلند فرما اور ان کے پیچھے رہ جانے والوں میں تو ان کا خلیفہ بن جا اور اے رب العالمین! ہماری اور ان کی مغفرت فرما اور ہماری اور ان کی قبر کو کشادہ اور منور فرما۔

[اخرجه احمد و مسلم و ابو داؤد کذا فی المنتخب ۵/ ۲۱۹]

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ران پر بٹھا لیا کرتے تھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بائیں ران پر بٹھا لیا کرتے پھر ہم دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا کر

یوں فرماتے اے اللہ! میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں تو بھی ان دونوں پر رحم فرما۔

[اخرجه احمد ابو یعلی و النسائی و ابن حبان و اخرجه ابن سعد ۴/ ۶۲ عن اسامة نحوه]

ایک روایت میں یہ ہے کہ اے اللہ! مجھے ان دونوں سے محبت ہے تو بھی ان دونوں سے محبت فرما۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (میں لشکر کی تیاری کے لیے مدینہ سے باہر جرف میں ٹھہرا ہوا تھا) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ گئی تو میں مدینہ واپس آیا اور میرے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی مدینہ آ گئے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے اور بالکل بات نہیں کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے اوپر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر پھر اوپر کو اٹھاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار ایسا کیا جس سے میں سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔

[اخرجه احمد و الترمذی و حسنه والطبرانی وغیرهم کذا فی الکنز ۷/ ۵ والمنتخب ۵/ ۱۳۶]

حضرت عمرو بن عاص، حضرت حکیم بن حزام، حضرت جریر اور آل بسر رضی اللہ عنہم کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی اے اللہ! عمرو بن عاص کی مغفرت فرما کیونکہ جب بھی میں نے انہیں صدقہ دینے کے لیے بلایا وہ ہمیشہ میرے پاس صدقہ لے کر آئے۔ [اخرجه الطبرانی کذا فی المنتخب ۵/ ۲۵۰]

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے یہ دعا فرمائی اے اللہ! تو اس کے ہاتھ کے کاروبار میں برکت عطا فرما۔ [اخرجه الطبرانی]

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دینار دے کر قربانی کا جانور خریدنے کے لیے بھیجا۔ میں نے ایک دینار میں جانور خرید کر دو دینار میں بیچ دیا اور پھر ایک دینار کی بکری خریدی اور ایک دینار لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا جو دینار تم لائے ہو اسے صدقہ کر دو۔

[عند عبدالرزاق و ابن ابی شیبة کذا فی المنتخب ۵/ ۱۶۹]

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا تھا نیچے گر جایا کرتا تھا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ (کی برکت) کا اثر میں نے اپنے سینے میں محسوس کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! اسے (گھوڑے پر) جمادے اور دوسروں کو ہدایت پر لانے والا اور خود ہدایت یافتہ بنادے چنانچہ میں اس دعا کے بعد کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔[اخرجه الطبرانی]

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم خلصہ بت والا گھر گرا کر مجھے راحت نہیں پہنچاتے؟ یہ زمانہ جاہلیت میں قبیلہ خثعم کا ایک گھر تھا جسے یمنی کعبہ کہا جاتا تھا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! (میں گھوڑے سے) گر جاتا ہوں پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔

[اخرجه ابن ابی شیبة کما فی المنتخب ۵/ ۱۵۲]

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں اور میرے والد ہم دونوں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں سامنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر تشریف لائے۔ میرے والد نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ ہمارے گھر نہیں آتے اور کھانا کھا کر ہمارے لیے برکت کی دعا نہیں کر دیتے؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لے گئے اور کھانا کھا کر یہ دعا فرمائی اے اللہ! ان پر رحمت فرما ان کی مغفرت فرما اور ان کے رزق میں برکت نصیب فرما۔ طبرانی کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ پھر ہم ہمیشہ اللہ کی طرف سے رزق میں وسعت ہی دیکھتے رہے۔[اخرجه بن مندة وابن عساکر کذا فی المنتخب ۵/ ۱۴۴]

حضرت براء بن معرور، حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہم کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

حضرت نضلہ بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قبیلہ غفار کا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا مہان (جس کا لفظی ترجمہ قابل اہانت ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم مکرم یعنی قابل اکرام ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آنے کے بعد حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا فرمائی اے اللہ! براء بن معرور پر

رحمت نازل فرما اور قیامت کے دن اسے اپنے سے پردہ میں نہ رکھ اور اسے جنت میں داخل فرما اور تو نے واقعی ایسے کر دیا۔[اخرجه ابن عساكر كذا فى المنتخب ۵/ ۲۲۰]

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت فرمائی۔ حضور ﷺ صحابہ کو لے کر وہاں گئے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے سامنے صف بنا کر کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی اے اللہ! ان کی مغفرت فرما' ان پر رحم فرما' ان سے راضی ہو جا اور تو نے واقعی ایسے کر دیا۔[عند بن سعد ۳/ ۶۲۰]

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! اپنی خاص رحمت اور اپنی عام رحمت سعد بن عبادہ کے خاندان پر نازل فرما۔

[اخرجه ابو داؤد كذا فى المنتخب ۵/ ۱۹۰]

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ (نیند کی وجہ سے) سواری سے ایک طرف کو جھک گئے۔ میں نے آپ کو سہارا دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی پھر آپ ﷺ کو نیند آ گئی اور ایک طرف کو جھک گئے۔ میں نے آپ ﷺ کو پھر سہارا دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی تو آپ ﷺ نے مجھے یہ دعا دی اے اللہ! ابو قتادہ کی ایسے حفاظت فرما جیسے اس نے آج رات میری حفاظت کی اور پھر مجھے فرمایا میرا خیال یہ ہے کہ ہماری وجہ سے تمہیں بڑی مشقت اٹھانی پڑی۔

[اخرجه ابو نعيم و اخرجه الطبرانى مقتصر على الدعاء كذا فى المنتخب ۵/ ۱۶۱]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے حضور ﷺ کی دعائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (میری والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! انس کے لیے دعا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو

زیادہ فرمادے اور اس کے مال اور اولاد میں برکت عطا فرما آگے اور حدیث ذکر کی۔

[اخرجه ابو نعيم كما في المنتخب ۵/ ۱۴۲]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی کو حرملہ کہا جاتا تھا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ایمان تو بس یہاں ہے اور زبان کی طرف اشارہ کیا اور نفاق یہاں ہے اور دل کی طرف اشارہ کیا اور میں اللہ کا ذکر بس تھوڑا سا کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! اسے ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل عطا فرما اور اسے اس بات کی توفیق عطا فرما کہ یہ اس سے محبت کرے جو مجھ سے محبت کرتا ہے اور ہر کام میں اس کے انجام کو خیر فرما۔ [اخرجه الطبراني قال الهيثمي ۹/ ۴۰۲ و فيه راولم يسم و بقية رجاله ثقات۔ انتهى]

حضرت تلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے دعائے مغفرت فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے لیے دعا کرنے کی اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی تب کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر ٹھہرے پھر میرے لیے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی۔ اے اللہ! تلب کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ [اخرجه الطبراني قال الهيثمي ۹/ ۴۰۲ ومقام ابن التلب روى عنه اثنان وبقية رجاله وثقوا انتهى واخرجه ابن سعد ۷/ ۴۲ و في رواية قال قلت يا رسول الله استغفرلي فقال لي اذا اذن فذكر مثله]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اس چھوٹے سے بندے ابو عامر کو درجہ میں قیامت کے دن اکثر لوگوں سے اوپر کر دینا۔

[اخرجه ابن سعد والطبراني كذا في المنتخب ۵/ ۲۳۹]

حضرت حسان بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری والدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں تاکہ آپ میرے اس بیٹے کے لیے دعا کر دیں اور اسے بڑا اور اچھا بنا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کے بچے ہوئے پانی کو میرے چہرے پر پھیرا اور یہ دعا مانگی اے اللہ! اس عورت کے لیے اس کے بیٹے میں برکت عطا فرما اور اسے بڑا اور عمدہ بنا۔ [اخرجه ابو نعيم كذا في المنتخب ۵/ ۱۶۷]

حضور ﷺ کی اپنے کمزور صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا اور ابھی آپ کا چہرہ قبلہ کی طرف تھا کہ آپ نے سر اٹھا کر یہ دعا مانگی اے اللہ! سلمہ بن ہشام عباس بن ابی ربیعہ ولید بن ولید اور ان تمام کمزور مسلمانوں کو (ظالم کافروں کے ہاتھ سے) چھڑا دے جو کوئی تدبیر نہیں کر سکتے اور انہیں کوئی راستہ بجھائی نہیں دیتا۔ [اخرجه البزار قال الهيثمی ۱۰/ ۱۵۲ و فيه علی بن زيد و فيه خلاف و بقية رجاله ثقات و فی الصحيح انه قنت به۔ انتهی و اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۳۰ عن ابی هريرة نحوه الا ان فی رواية اللهم انتهی]

ابن سعد کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے فجر کے رکوع سے سر اٹھایا تو یہ دعا فرمائی اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ کے تمام کمزور مسلمانوں کو (کافروں سے) نجات نصیب فرما۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کی سخت پکڑ فرما اور انہیں قحط سالی میں ایسے مبتلا فرما جیسے تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں سات سال کا قحط بھیجا تھا۔

حضور ﷺ کی نماز کے بعد کی دعائیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ کی قسم! مجھے بھی آپ سے محبت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے معاذ! میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم نماز کے بعد یہ دعا کبھی نہ چھوڑنا ہمیشہ مانگنا:

((اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ))

"اے اللہ! اپنے ذکر میں اپنے شکر ادا کرنے میں اور اپنی اچھی طرح عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔"

راوی کہتے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد صنابحی کو اور صنابحی نے ابو عبدالرحمٰن کو

اور ابو عبد الرحمٰن نے عقبہ بن مسلم کو اس دعا کی وصیت فرمائی۔

[اخرجه ابو داؤد و النسائی و اللفظ له و ابن خزيمة و ابن حبان فی صحيحها و الحاكم و صححه على شرط الشيخين كذا فی الترغيب ۳/ ۱۱۴]

حضرت عون بن عبد اللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز پڑھی اس نے سنا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سلام کے بعد یہ دعا پڑھ رہے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ))

"اے اللہ! تو ہی سلامتی دینے والا ہے تیری ہی جانب سے سلامتی نصیب ہوتی ہے تو بہت برکت والا ہے اے عظمت وجلال والے اور اکرام واحسان والے!"

پھر اس آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز پڑھی تو اس نے انہیں بھی سلام کے بعد یہی دعا پڑھتے ہوئے سنا تو وہ ہنس پڑا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا میاں کیوں ہنس رہے ہو؟ اس نے کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی تھی تو ان کو بھی یہی دعا پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔ [اخرجه الطبرانی قال الهيثمی ۱۰/ ۱۴۲ رجاله رجال الصحيح ۔ واخرجه ابن ابی شيبة عن صلة بن زفر قال سمعت ابن عمر يقول فی دبر الصلٰوة فذكر الحديث نحوه الا انه جعل المرفوع عن حديث عبدالله بن عمرو كما فی الكنز ۱/ ۲۹۵ و اخرجه ابو داؤد ۲/ ۳۵۹ عن عائشة رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم كان اذا اسلم قال فذكره]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو دایاں ہاتھ اپنے سر پر پھیرتے اور فرماتے:

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّیْ الْهَمَّ وَالْحُزْنَ))

"اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے اے اللہ! تو ہر فکر اور پریشانی مجھ سے دور فرما دے۔"

ایک روایت میں یہ ہے کہ اپنا دایاں ہاتھ اپنی پیشانی پر پھیرتے اور فرماتے

((اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْغَمَّ وَالْحُزْنَ))

''اے اللہ! تو ہر غم اور پریشانی کو مجھ سے دور فرما دے۔''

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۱۰ رواه الطبرانی فی الاوسط و البزار بنحوه باسنا و فیه زید العمی وقد وثقه غیر واحد ضعفه الجمهور و بقیة رجال احد ا الطبرانی ثقات و فی بعضهم خلاف۔ انتهی]

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب بھی میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی تو میں نے انہیں نماز سے فارغ ہو کر یہی کہتے ہوئے سنا:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ خَطَایَایَ وَذُنُوْبِیْ کُلَّھَا اَللّٰھُمَّ انْعَشْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاھْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ لَایَھْدِیْ لِصَالِحِھَا وَلَا یَصْرِفُ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ))

''اے اللہ! میری تمام خطائیں اور گناہ معاف فرما اے اللہ! مجھے بلندی عطا فرما اور میری کمیوں کو دور فرما اور مجھے نیک اعمال اور اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب فرما (اس لیے کہ) اچھے کاموں اور اچھے اخلاق کی ہدایت تیرے سوا اور کوئی نہیں دے سکتا اور برے کاموں اور برے اخلاق کو تیرے سوا اور کوئی ہم سے دور نہیں کر سکتا۔''

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۱۱ رواه الطبرانی فی الصغیر والاوسط واسناده جید]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب بھی میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز سے فارغ ہوتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی کہتے ہوئے سنا:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَاءِیْ وَعَمَدِیْ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ اِنَّہٗ لَایَھْدِیْ لِصَالِحِھَا وَلَا یَصْرِفُ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ))

''اے اللہ! میں نے جو گناہ بھولے سے کیے اور جو جان کر کیے وہ سب معاف فرما۔''

(باقی ترجمہ گذر چکا ہے) [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۷۳ رجاله وثقوا]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا طَیِّبًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا))

''اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ روزی، نفع دینے والا علم اور مقبول عمل کی توفیق مانگتا

ہوں۔" [اخرجه الطبرانی و فی الصغیره قال الهیثمی ۱۰/ ۱۱۱ و رجاله ثقات۔ انتهی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ اَعِذْنِيْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ))

"اے اللہ! اے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! مجھے جہنم کی گرمی سے اور قبر کے عذاب سے پناہ عطا فرما۔" [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۱۰ رواه الطبرانی فی الاوسط عن شیخه علی بن سعید الرازی و فیه کلام لا یضر بقیة رجاله ثقات و رواه النسائی غیر قولها فی دبر کل صلوة ۔ انتهی]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ))

"اے اللہ! میں کفر، فقر اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

[اخرجه ابن ابی شیبة كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۶]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

"اے اللہ! جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روکے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اس کی دولت تیری پکڑ سے بچا نہیں سکتی۔"

[اخرجه النسائی كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۶]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کا پانی لے کر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرما کر نماز پڑھی پھر یہ دعا پڑھی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ))

"اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما اور میرے گھر میں وسعت عطا فرما اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔" [اخرجه ابن ابی شیبة كذا فی الكنز ۱/ ۳۰۶]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ کلمات کہا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّكَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ اِخْوَةٌ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اِجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَكَ وَاَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ))

''اے اللہ! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب! میں اس بات پر گواہ ہوں کہ تو ہی رب ہے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اے اللہ! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب! میں اس بات پر گواہ ہوں کہ حضرت محمد (علیہ السلام) تیرے بندے اور رسول ہیں اے اللہ! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب! میں اس بات پر گواہ ہوں کہ تمام بندے بھائی ہیں۔ اے اللہ! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب! دنیا اور آخرت کے تمام کاموں میں ہر گھڑی مجھے اور میرے گھر والوں کو مخلص بنا دے۔ اے بزرگی اور عظمت والے اے اکرام و احسن والے! سن لے اور قبول فرمالے اللہ سب سے بڑا سب سے ہی بڑا ہے۔ اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے نور! اللہ سب سے بڑا سب سے ہی بڑا ہے اللہ مجھے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے اللہ سب سے بڑا سب سے ہی بڑا ہے۔''

[اخرجه ابو داؤد ۲/ ۳۵۸]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو یہ دعا فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ))

''اے اللہ! میرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما اور وہ گناہ بھی معاف فرما جو میں نے چھپ کر کئے اور جو میں نے علی الاعلان کئے اور میں نے جو بے اعتدالیاں کی ہیں اور میرے جن گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے ان سب کو معاف فرما تو ہی آگے اور

پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' [عند ابی داؤد ایضاً]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح اور شام کی دعائیں

حضرت عبداللہ بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پڑوسن نے مجھے بتایا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر طلوع ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا کرتی تھی:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ))

''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے اور قبر کی آزمائش (منکر نکیر کے سوال) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' [اخرجه احمد قال الهيثمی ۱۰/ ۱۱۵ رجاله ثقات]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب صبح ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے:

((اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ))

''ہم نے اور تمام ملک نے اللہ (کی عبادت اور اطاعت) کے لیے صبح کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اس کا کوئی شریک ہیں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کے پاس موت کے بعد اٹھایا جانا ہے۔''

اور جب شام ہوتی تو یہ پڑھا کرتے:

((اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ))

''ہم نے اور تمام دنیا نے اللہ (کی عبادت واطاعت) کے لیے شام کی۔''

آگے ترجمہ صبح والی دعا کی طرح ہے۔ [اخرجه البزار قال الهيثمی ۱۰/ ۱۱۴ و اسناده جيد]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب شام ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات کہتے:

((اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَبِّ اَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ وَخَیْرَ مَا بَعْدَھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ وَشَرِّ مَا بَعْدَھَا رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَسُوْءِ

الْكِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ))
''ہم نے اور تمام دنیا نے اللہ (کی عبادت واطاعت) کے لیے شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ساری بادشاہت اور ساری تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے رب! میں تجھ سے اس چیز کی خیر مانگتا ہوں جو اس رات میں ہے اور جو اس کے بعد ہے اور اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس رات میں ہے اور جو اس کے بعد ہے۔ اے میرے رب! میں سستی سے اور برے بڑھاپے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

اور جب صبح ہوتی تو بھی یہ کلمات کہتے البتہ شروع میں۔ اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ کی جگہ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ کہتے۔

[عند مسلم و الترمذی و ابی داؤد کما فی جمع الفوائد ۲/ ۲۵۸]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام یہ پڑھا کرتے:

((اَصْبَحْنَا عَلٰى مِلَّةِ الْاِسْلَامِ اَوْ اَمْسَيْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَعَلٰى كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلٰى مِلَّةِ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ))
''ہم نے ملت اسلام پر، اسلامی فطرت پر، کلمہ اخلاص پر اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر صبح کی اور شام کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے یک سو ہو کر ایک اللہ کے ہو گئے تھے اور وہ مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہیں تھے۔''

[اخرجه احمد و الطبرانی و رجالهما رجال الصحیح کما قال الهیثمی ۱۰/ ۱۱۶]

حضرت ابوسلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک صاحب حمص کی مسجد میں سے گذرے لوگوں نے کہا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ میں اٹھ کر ان کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ کوئی ایسی حدیث بیان کریں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے براہ راست سنی ہو اور آپ کے اور

حضور ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی صبح اور شام تین تین مرتبہ یہ کلمات کہے گا تو اس کا اللہ پر یہ حق (اللہ کے فضل سے) ہوگا کہ اللہ اسے قیامت کے دن راضی کرے:

((رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا))

''میں نے اللہ کو رب' اسلام کو دین اور حضرت محمد ﷺ کو نبی مان لیا اور میں اس پر راضی ہوں۔'' [اخرجه احمد و رواه الطبرانی بنحوه رجالهما ثقات كما قال الهيثمی ۱۰/ ۱۱۶ و اخرجه ابو داؤد و النسائی]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو صبح اور شام کی دعاؤں میں یہ دعا ہمیشہ پڑھتے ہوئے سنا اور آپ ﷺ نے اپنے انتقال تک اس دعا کو کبھی نہیں چھوڑا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ يَّمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ))

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور اپنے دین اور دنیا میں اور اپنے اہل و عیال اور مال میں عافیت و سلامتی چاہتا ہوں اے اللہ! میرے عیوب کی پردہ پوشی فرما اور میرے خوف اور پریشانی کو امن و امان سے بدل دے۔ اے اللہ! آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اوپر سے میری حفاظت فرما اور میں اس بات سے تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے اچانک نیچے سے (زمین سے دھنسا کر) ہلاک کر دیا جائے۔''

[اخرجه ابن ابی شيبة قال جبير بن سليمان وهو (ای اعتيال) الخسف ولا ادری قول النبی ﷺ او قول جبير كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۴]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضور ﷺ نے اس بات کا حکم دیا کہ میں صبح اور شام اور رات کو بستر پر لیٹتے وقت یہ کلمات کہا کروں:

((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ

رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَاَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطٰنِ وَشِرْكِهٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِي سُوْءً اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ))

''اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والے! ہر پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے! تو ہر چیز کا پروردگار اور مالک ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد (علیہ السلام) تیرے بندے اور رسول ہیں اور میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور پھندے سے اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے نفس پر کسی برائی کا ارتکاب کروں یا کسی مسلمان پر کسی برائی کی تہمت لگاؤں۔''

[اخرجه احمد و ابن منيع و ابو يعلى و ابن السنى فى عمل يوم وليلة كذا فى الكنز ۱/ ۲۹۴ و اخرجه ابو داؤد و الترمذى بفرق يسير فى الالفاظ من حديث ابى هريرة رضی اللہ عنہ]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! مجھے اپنی جان اپنے اہل وعیال اور مال کے بارے میں بہت ڈر رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح اور شام یہ کلمات کہا کرو:

((بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى دِيْنِي وَنَفْسِي وَوَلَدِي وَاَهْلِي وَمَالِي))

''میں اپنے دین پر، اپنی جان پر، اپنی اولاد پر، اپنے گھر والوں پر اور اپنے مال پر اللہ کا نام لیتا ہوں۔''

اس آدمی نے یہ کلمات کہنے شروع کر دیئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تمہیں جو ڈر لگتا تھا اس کا کیا ہوا؟ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے وہ ڈر بالکل جاتا رہا ہے۔

[اخرجه ابن عساكر كذا فى الكنز ۱/ ۲۹۴]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سونے کے وقت کی اور سو کر اٹھنے کے وقت کی دعائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا

پڑھتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ))

"اس اللہ کالاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہماری تمام ضرورتوں کو پورا کیا اور ہمیں (رات گذارنے کے لئے) ٹھکانہ دیا' اس لیے کہ کتنے لوگ ایسے ہیں جن کا نہ کوئی ضرورت پوری کرنے والا ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ دینے والا۔"

[اخرجہ مسلم و الترمذی و ابو داؤد]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَاَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفْضَلَ وَاَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْكَهٗ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ))

"اس اللہ کالاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری تمام ضرورتیں پوری کیں اور مجھے ٹھکانہ دیا اور مجھے کھلایا پلایا اور جس نے مجھ پر خوب احسانات کیے اور بہت زیادہ نعمتیں دیں ہر حال میں اللہ کا شکر ہے اے اللہ! اے ہر چیز کے رب اور مالک! میں آگ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔" [عند ابی داؤد کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۲۵۹]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھ لیتے پھر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَجْمَعُ (یا تَبْعَثُ کہے) عِبَادَكَ

"اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا اس دن تو مجھے اپنے عذاب سے بچا۔" [اخرجہ الترمذی کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۲۶۰ و اخرجہ البزار عن انس رضی اللہ عنہ مثلہ و جزم بلفظ یوم تبعث و اسنادہ حسن کما قال الهیثمی ۱۰/ ۱۲۳ و اخرجہ ابن ابی شیبۃ و ابن جریر و صححہ باللفظین کما فی الکنز ۸/ ۶۷]

حضرت ابو الازہر انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَخْسَأْ شَیْطَانِیْ وَفُكَّ رِهَانِیْ وَاجْعَلْنِیْ فِی النَّدِیِّ الْاَعْلٰی))

''میں نے اللہ کے نام کے ساتھ اپنا پہلو (سونے کے لیے بستر پر) رکھا اے اللہ! تو میرے گناہ بخش دے اور میرے شیطان کو (مجھ سے) دور کر دے اور میری گردن کو (ہر ذمہ داری سے) آزاد کر دے اور مجھے اعلیٰ مجلس والوں میں شامل کر دے۔''

[اخرجه ابو داؤد كذا فی المجمع ۲/ ۲۶۰]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر لیٹتے وقت یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِیْمِ وَبِكَلِمٰتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ اَللّٰهُمَّ لَا یُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا یُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا یَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ))

''اے اللہ! میں ہر اس جانور کے شر سے تیری کریم ذات کی اور تیرے پورے کلمات کی پناہ چاہتا ہوں جو تیرے قبضہ اور قدرت میں ہے اے اللہ! تو ہی (بندے کے) قرض اور گناہ کو دور کرتا ہے (لہٰذا میرا قرضہ اتار دے اور میرے گناہ معاف کر دے) اے اللہ! تیرے لشکر و شکست نہیں ہو سکتی اور تیرے وعدے کے خلاف نہیں ہو سکتا اور کسی مالدار کو اس کی مالداری تیری قہر و غضب سے نہیں بچا سکتی اے اللہ! میں تیری پاکی اور تعریف بیان کرتا ہوں۔''

[اخرجه ابو داؤد فی الاذكار للنووی انه للنسائی ایضاً و عزاه فی الكنز ۸/ ۶۷ الی النسائی و ابن جریر و ابن ابی الدنیا بنحوه]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَاِلٰهَ كُلِّ شَیْءٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَالْمَلَائِكَةُ یَشْهَدُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ وَشِرْكِهٖ اَوْ اَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِىْ سُوْءً اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ))

''اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے ایجاد کرنے والے! پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے! اے ہر چیز کے رب! ہر چیز کے معبود! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) تیرے بندے اور رسول ہیں اور فرشتے بھی ان ہی دو باتوں کی گواہی دیتے ہیں اے اللہ! میں شیطان سے اور اس کے (فریب کے) جال سے اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں خود کوئی برا عمل کروں یا کسی مسلمان پر برائی کی تہمت لگاؤں۔''

حضرت ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں حضور ﷺ نے یہ دعا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی اور خود بھی جب سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھا کرتے۔ [اخرجه احمد و اسناده حسن كما قال الهيثمى ١٠/ ١٢٢ و فى رواية اخرى عنده باسناد حسن و اعوذبك ان اقترف بدل او ان اقترف و اخرجه الطبرانى نحوه الا ان فى روية على نفسى اثما]

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن یزید سے فرمایا کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھا دوں جو حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سوتے وقت پڑھنے کے لیے سکھائے تھے پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [فذكر نحوه قال الهيثمى ١٠/ ١٢٣ رواه الطبرانى باسنادين و رجال الرواية الاولى رجال الصحيح غير يحيى بن عبدالله المعافرى و قد وثقه جماعة و ضعفه غيرهم۔ انتهى و قد تقدم جديث ابى بكر فى هذا]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ جب سونے کے لیے لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

((بِاسْمِكَ رَبِّىْ فَاغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ))

''اے میرے رب! میں تیرے نام کے ساتھ لیٹتا ہوں میرے تمام گناہوں کو معاف فرما۔'' [اخرجه احمد باسناد حسن كذا فى المجمع ١٠/ ١٢٣]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کے پاس ایک رات گذاری، نماز سے فارغ ہو کر جب آپ ﷺ بستر پر لیٹنے لگے تو میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ اَللّٰهُمَّ لَا اَسْتَطِيْعُ ثَنَاءً عَلَيْكَ وَلَوْ حَرَصْتُ وَلٰكِنْ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ))

''اے اللہ! میری تیری سزا سے تیرے عفو و درگذر کی پناہ چاہتا ہوں اور تیرے غصہ سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اور چاہے مجھے کتنا شوق ہو اور میں کتنا زور لگاؤں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ تو تو ویسا ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی ہے۔''

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهيثمی ۱۰/ ۱۴۴ رجاله رجال الصحيح غير ابراهيم بن عبدالله بن عبدالقادر وقد وثقه ابن حبان۔ انتهى واخرجه ايضاً النسائی و يوسف القاضی فی سنته عن علی بنحوه كما فی الكنز ۱/ ۳۰۴]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَسْلَمْتُ نَفْسِىْ وَوَجَّهْتُ وَجْهِىْ وَاِلَيْكَ فَوَّضْتُ اَمْرِىْ وَاِلَيْكَ اَلْجَاْتُ ظَهْرِىْ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِىْ اَرْسَلْتَ))

''اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف کر دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے تیری رحمت کے شوق میں اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھے اپنا پشت پناہ بنالیا اور تیری پکڑ سے بچنے کا تیری رحمت کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا۔'' [اخرجه ابن جرير و صححه و ابن ابی شيبة كذا فی الكنز ۸/ ۶۷]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ))

''اے اللہ! میں تیرے نام پر جیتا ہوں اور اسی پر مروں گا۔''

اور جب صبح ہوتی تو یہ دعا پڑھتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ))

''اس اللہ کا بہت بہت شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد پھر زندہ کیا اور اسی کے پاس مر کر جانا ہے۔''

رجه البخاری و ابوداؤد والترمذی کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۲۵۹ واخرجه ابن جریر وصححه عن ابی ذر نحوه الا انه قال اللهم باسمك نموت ونحی کما فی الکنز ۸/ ۶۷]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ))

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ! میں تیری پاکی اور تیری تعریف بیان کرتا ہوں اور تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں اے اللہ! مجھے اور علم عطا فرما اور ہدایت دینے کے بعد میرے دل کو (گمراہ کر کے) ٹیڑھا نہ کر اور تو مجھے اپنی بارگاہ سے خاص رحمت عطا فرما بیشک تو بہت بڑا عطا فرمانے والا ہے۔'' [اخرجه ابو داؤد کذا فی المجمع ۲/ ۲۶۰]

مجلسوں میں اور مسجد اور گھر میں داخل ہونے اور دونوں سے نکلنے کے وقت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بہت کم ایسا ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھے ہوں اور اپنے ساتھیوں کے لیے یہ دعائیں نہ مانگی ہوں (بلکہ اکثر مانگا کرتے تھے۔)

((اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَاتَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعْصِيَتِكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَاتُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا

وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا))

"اے اللہ! تو ہمیں اپنا اتنا ڈر نصیب فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں اپنی ایسی فرمانبرداری نصیب فرما جس کے ذریعے تو ہمیں اپنی جنت میں پہنچا دے اور ایسا یقین نصیب فرما جس سے دنیا کی مصیبتوں کو جھیلنا ہمارے لیے آسان ہو جائے اور تو ہمیں جتنی زندگی نصیب فرمائے اس میں ہمیں اپنے کانوں، آنکھوں اور اپنی قوت سے فائدہ اٹھانے والا بنا اور ان تمام اعضاء کو ہماری زندگی تک باقی رکھ کر ہمارا وارث بنا اور ہمیں اس کی توفیق دے کہ ہم صرف ان لوگوں سے بدلہ لیں جو ہم پر ظلم کریں اور ان لوگوں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما جو ہم سے دشمنی رکھیں اور ہماری مصیبت ہمارے دین پر نہ ڈال اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصد نہ بنا اور نہ اس کو ہمارے علم کی انتہائے پرواز بنا اور جو ہمارے اوپر رحم نہ کھائے اس کو ہم پر مسلط نہ فرما" [اخرجه الترمذی کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۲۶۱]

اس باب سے متعلق کچھ دعائیں کفارہ مجلس کے باب میں گذر چکی ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ اَنْ نَّزِلَّ اَوْنُضِلَّ اَوْنَظْلِمَ اَوْنُظْلَمَ اَوْنَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا))

"اللہ کے نام کے ساتھ میں گھر سے باہر نکل رہا ہوں اور میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ چاہتے ہیں کہ ہم خود صحیح راستہ سے بچ جائیں یا ہم دوسروں کو گمراہ کر دیں یا ہم کسی پر ظلم کریں یا کوئی ہم پر ظلم کرے یا ہم کسی کے ساتھ نادانی کا معاملہ کریں یا کوئی ہم سے نادانی کا معاملہ کرے۔"

[اخرجه ابو داؤد والترمذی والنسائی کذا فی المجمع ۲/ ۲۶۱]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کلمات کہتے:

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

الرَّجِیۡمِ))
"میں مردود شیطان سے عظمت والے اللہ اس کی کریم ذات کی اور اس کی قدیم سلطنت کی پناہ چاہتا ہوں۔"

آدمی جب یہ کلمات کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے باقی سارے دن میں اس آدمی کی مجھ سے حفاظت ہوگئی۔[اخرجہ ابو داؤد]

حضرت فاطمہ بنت حسینؒ اپنی دادی حضرت فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو پہلے اپنے اوپر درود وسلام بھیجتے پھر یہ دعا پڑھتے:

((رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَافۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ))
"اے میرے رب! میرے تمام گناہ معاف فرما اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے۔"

اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو اپنے اوپر درود وسلام بھیجتے اور یہ دعا پڑھتے:

((رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَافۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ فَضۡلِكَ))
"اے میرے رب! میرے تمام گناہ معاف فرما اور اپنے فضل کے دروازے میرے لیے کھول دے۔" [اخرجه الترمذی و اخرجه احمد و ابن ماجة كما فی المشكٰوة ۶۲ و فی روایتهما قالت اذا دخل المسجد و كذا اذا خرج قال بسم الله والسلام علی رسول الله بدل صلی علی محمد وسلم وقال الترمذی حدیث فاطمة حدیث حسن لیس اسناده بمتصل و فاطمة بنت الحسین لم تدرك فاطمة الكبریٰ]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر میں دعائیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوۡلُ وَبِكَ اَحُوۡلُ وَبِكَ اَسِيۡرُ))
"اے اللہ! میں تیری مدد سے حملہ کروں گا اور تیری مدد سے تدبیر کروں گا اور تیری ہی مدد سے چلوں گا۔" [اخرجه احمد و البزار قال الهیثمی ۱۰/ ۳۰ و رجالهما ثقات]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر سفر پر تشریف لے جانے کے لیے

اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین تین مرتبہ کہتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ))

پھر یہ دعا پڑھتے:

((سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ))

"پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کیا اور ہم اس کی مدد کے بغیر اس پر قابو پانے والے نہیں تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے اے اللہ! ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیز گاری کا اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جن سے تو راضی ہوتا ہے اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہمارے لیے آسان فرما اور اس کی مسافت کو جلدی طے کرا دے۔ اے اللہ! تو سفر میں ہمارا ساتھی اور اہل و عیال میں ہمارا خلیفہ اور نائب ہے اے اللہ! میں سفر کی مشقت سے اور تکلیف دہ منظر اور اہل و عیال اور مال و دولت میں بری واپسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

اور جب سفر سے واپس ہوتے تو بھی یہ دعا پڑھتے اور مزید یہ کلمات بھی کہتے:

((اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ))

"ہم واپس لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں (اللہ کی) عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کرنے والے ہیں۔"

[اخرجه مسلم و ابو داؤد والترمذی کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۲۶۱]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ بَلَاغًا يَّبْلُغُ خَيْرًا مَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ وَاطْوِلَنَا الْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُبِكَ

مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ))

''اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ذریعہ مانگتا ہوں جو خیر تک پہنچائے اور تیری مغفرت اور رضامندی کا سوال کرتا ہوں۔ تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! تو سفر میں ساتھی اور اہل و عیال میں خلیفہ ہے۔ اے اللہ! سفر ہمارے لیے آسان فرما اور ہمارے لیے زمین لپیٹ دے یعنی تھوڑے وقت میں زیادہ مسافت طے کرا دے اور سفر کی مشقت سے اور تکلیف دہ واپسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

[عند ابی یعلی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۰ رجاله رجال الصحیح غیر فطربن خلیفة وهو ثقة۔ انتهی]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور سحری کا وقت ہو جاتا تو یہ دعا پڑھتے:

((سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ))

''سننے والے نے ہم سے اللہ کی حمد و ثناء اور اللہ کے ہمیں اچھی طرح آزمانے کو سنا اے ہمارے رب! تو ہمارا ساتھی ہو جا اور ہم پر فضل فرما میں جہنم کی آگ سے اللہ کی پناہ لیتے ہوئے (یہ کہہ رہا ہوں)۔'' [اخرجه مسلم و ابو داؤد کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۲۶۲]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اس بستی پر پڑتی جس میں داخل ہونے کا ارادہ ہوتا تو تین دفعہ یہ کہتے:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا))

''اے اللہ! تو ہمارے لیے اس بستی میں برکت نصیب فرما۔''

اور یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَآ اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا))

''اے اللہ! تو ہمیں اس بستی کی تر و تازگی نصیب فرما۔ بستی والوں کے دل میں ہماری

محبت ڈال دے اور بستی کے نیک لوگوں کی محبت ہمیں نصیب فرما۔"

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۴ اسناده جید]

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس بستی میں داخل ہونا چاہتے اسے دیکھتے ہی یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَ رَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ اِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّمَا فِیْھَا))

"اے اللہ! ساتوں آسمانوں اور اس تمام مخلوق کے رب جس پر یہ آسمان سایہ کر رہے ہیں اور ہواؤں کے اور ان چیزوں کے رب جن کو ہوا نے اڑایا ہم تجھ سے اس بستی کی اور بستی والوں کی خیر مانگتے ہیں اور اس بستی کے شر سے اور بستی والوں کے اور جو کچھ اس بستی میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔"

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۵ رجاله رجال الصحیح غیر عطاء بن ابی مروان و ابیه وکلاهما ثقة۔ انتهی]

جہاد فی سبیل اللہ کے دوران دعاؤں کے اہتمام کے باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر کی دعائیں گذر چکی ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رخصت کرتے وقت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

حضرت قزعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا آؤ میں تمہیں اس طرح رخصت کروں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رخصت کیا تھا اور پھر یہ کلمات کہے:

((اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ))

"میں تمہارے دین کو تمہاری صفت امانت داری کو اور تمہارے ہر عمل کے آخری حصہ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔" [اخرجه ابو داؤد ۳/ ۲۴۳]

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب کوئی آدمی سفر میں جانے کا ارادہ کرتا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس سے فرماتے میرے قریب آؤ میں تمہیں اس طرح رخصت کروں جس طرح

حضور ﷺ ہمیں رخصت کیا کرتے تھے پھر پچھلی حدیث جیسی دعا ذکر کی۔

[اخرجه الترمذی ۲/ ۱۸۲ وقال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح غریب]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرا سفر میں جانے کا ارادہ ہے آپ کچھ توشہ عنایت فرما دیں یعنی میرے لیے دعا فرما دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں تقویٰ کا توشہ دے۔ اس نے عرض کیا کچھ اور دعا فرما دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اور اللہ تمہارے گناہ معاف کرے اس نے پھر عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کچھ اور دعا فرما دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جہاں بھی تم ہو وہاں بھلائی کو تمہارے لیے آسان کر دے۔ [اخرجه الترمذی ۲/ ۱۸۲ قال الترمذی هذا حدیث حسن غریب]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نے مجھے اپنی قوم کا امیر بنایا تو میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کو رخصت کیا۔ آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

((جَعَلَ اللّٰهُ التَّقْوٰى زَادَكَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُمَا تَوَجَّهْتَ))

"اللہ تقویٰ کو تمہارا توشہ بنائے اور تمہارے گناہ کو معاف کرے اور جہاں بھی تم جاؤ وہاں تمہیں خیر کی توفیق عطا فرمائے۔"

[اخرجه الطبرانی و البزار عن هشام بن قتادة الرهادی قال الهيثمی ۱۰/ ۱۳۱ رجالهما ثقات]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا سفر میں جانے کا ارادہ ہے آپ مجھے کچھ وصیت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ڈر کو اور ہر بلندی پر چڑھتے وقت تکبیر کہنے کو لازم پکڑے رکھو۔ جب وہ آدمی پشت پھیر کر چل دیا تو حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ))

"اے اللہ! اس کے سفر کی مسافت کو جلد طے کرا دے اور سفر اس پر آسان فرما دے۔"

[اخرجه الترمذی ۲/ ۱۸۲ قال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح غریب]

کھانے پینے اور کپڑے پہننے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے دسترخوان اٹھالیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا))

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو اور پاکیزہ اور بابرکت ہو ہماری یہ تعریف کافی (اور تیری شان کے لائق) نہیں ہوسکتی اور نہ ہم اسے کبھی چھوڑ سکتے ہیں اور نہ کبھی اس سے مستغنی ہوسکتے ہیں اے ہمارے رب۔"

[اخرجه البخاری و ابو داؤد والترمذی]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھاتے یا پیتے تو فرماتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ))

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔" [عند الترمذی و ابی داؤد کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۲۶۴]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا پہنتے تو یہ دعا فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْ هٰذَا))

(اس کے بعد اس کپڑے کا نام کرتا، عمامہ یا چادر وغیرہ لیتے۔)

((اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ))

"اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں تو نے ہی مجھ یہ کپڑا پہنایا میں تجھ سے اس کپڑے کی خیر اور جس مقصد کے لیے بنایا گیا ہے اس کی خیر کو مانگتا ہوں اور اس کے شر سے اور جس مقصد کے لیے اسے بنایا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

[اخرجه الترمذی و ابو داؤد کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۲۶۴]

چاند دیکھنے، کڑک سننے، بادل آنے اور تیز ہوا چلنے کے وقت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ))

''اے اللہ! تو اس چاند کو ہم پر برکت اور ایمان کے ساتھ، سلامتی اور اسلام کے ساتھ نکال (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔'' [اخرجه الترمذی ۲/ ۱۸۳]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ الفاظ روایت کیے ہیں:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاَمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ))

''اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن و امان سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور اپنے محبوب اور پسندیدہ اعمال کی توفیق کے ساتھ نکال (اے چاند!) ہمارا اور تیرا رب اللہ ہے۔'' [اخرجه ابن عساکر کما فی الکنز ۴/ ۳۲۶ و اخرجه الطبرانی ایضاً عن ابن عمر مثله الا انه لم یذکر الله اکبر و عنده والایمان بدل الامان قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۹ و فیه عثمان بن ابراهیم الحاطبی و فیه ضعف]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو فرماتے ھلال خیر و رشد ''یہ خیر و ہدایت کا چاند ہے۔'' پھر تین مرتبہ یہ کلمات کہتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا الشَّهْرِ وَخَيْرِ الْقَدْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ))

''اے اللہ! میں تجھ سے اس مہینے کی بھلائی اور تقدیر کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' [اخرجه الطبرانی و اسناده حسن کما قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۹]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کی آواز

سنتے تو فرماتے:

((اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ))

''اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ فرما اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ فرما اور ہمیں اس سے پہلے ہی عافیت نصیب فرما۔''

[اخرجه الترمذی کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۲۶۴]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب تیز ہوا چلتی تو نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگتے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَمَا فِیْھَا وَخَیْرَمَا اُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیْھَا وَشَرِّمَا اُرْسِلَتْ بِہٖ))

''اے اللہ! میں تجھ سے اس ہوا کی خیر اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر اور جو کچھ دے کر یہ ہوا بھیجی گئی اس کی خیر مانگتا ہوں اور تجھ سے اس ہوا کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے اور جو کچھ دے کر یہ ہوا بھیجی گئی ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔'' [اخرجه الشیخان والترمذی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ جب آسمان کے کنارے میں اٹھتا ہوا بادل دیکھتے تو کام چھوڑ دیتے اور اگر نماز میں ہوتے تو اسے مختصر کر دیتے پھر یہ کلمات فرماتے:

((اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا ھَنِیْئًا))

''اے اللہ! اسے بہت برسنے والا لیکن بابرکت اور نفع بخش بنا دے۔''

[عند ابی داؤد کذا فی جمع الفوائد ۲/ ۲۶۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ جب آسمان کے کسی کنارے پر گہرے بادل دیکھتے تو جس کام میں بھی ہوتے اسے چھوڑ دیتے چاہے وہ نماز ہی کیوں نہ ہو اور اس بادل کی طرف متوجہ ہو جاتے اور فرماتے:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا اُرْسِلَ بِہٖ))

''اے اللہ! ہم اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں جسے دے کر اس بادل کو بھیجا گیا ہے۔''

پھر اگر بارش ہو جاتی تو دو تین دفعہ فرماتے ''صیبا نافعا'' ''اے بہت برسنے والا نفع

دینے والا بنادے۔" اگر اللہ تعالیٰ اس بادل کو ہٹادیتے اور بارش نہ ہوتی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے۔" [اخرجه ابن ابی شیبة کذا فی الکنز ۴/ ۲۹۰]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہوا تیز چلتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ لَقِحًا لَا عَقِيمًا))

"اے اللہ! اسے ایسی ہوا بنا جس سے درختوں پر خوب پھل لگیں اور اسے بانجھ نہ بنا (جس سے کوئی فائدہ نہ ہو۔)"

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر والاوسط قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۵ رجاله رجال الصحیح غیر المغیرة بن عبدالرحمن وهو ثقة ـ انتهی]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعائیں جن کا وقت مقرر نہیں تھا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی))

"اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور دل کا غنا مانگتا ہوں۔"

[اخرجه مسلم]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا))

"اے اللہ! میری خطا اور میرے نادانی والے کام اور کاموں میں میرا حد سے بڑھ جانا اور وہ گناہ جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے سب معاف فرما اور میرے وہ گناہ جو سچ مچ ارادہ سے سرزد ہوئے یا ہنسی مذاق میں ہو گئے یا غلطی سے ہو گئے یا جان بوجھ کر قصداً کیے وہ سب معاف فرما اور یہ سب طرح کے گناہ میرے پاس ہیں اے اللہ! میرے

اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما اور جو گناہ چھپ کر کیے اور جو علی الاعلان کیے وہ بھی معاف فرما اور جن گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے وہ بھی معاف فرما، تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

[عند مسلم ایضاً و البخاری]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیَاۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ))

"اے اللہ! میرا وہ دین سنوار دے جس سے میرے تمام کاموں کی حفاظت ہوتی ہے اور میری وہ دنیا درست فرمادے جس سے میری معاش کا تعلق ہے اور میری آخرت کو بھی ٹھیک کردے جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے اور زندگی کو میرے لیے ہر خیر میں بڑھنے کا ذریعہ بنا اور موت کو میرے لیے ہر شے سے راحت پانے کا ذریعہ بنا" [عند مسلم]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ))

"اے اللہ! میں تیرا فرمانبردار ہو گیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور تیری طرف ہی متوجہ ہوا اور تیری مدد سے ہی میں نے اہل باطل سے جھگڑا کیا اے اللہ! میں اس بات سے تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے گمراہ کردے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی وہ ذات ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گی اور اسے موت نہیں آئے گی باقی تمام جنات اور انسان ایک دن مر جائیں گے۔" [عند مسلم ایضاً و البخاری]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے یامقلب القلوب اثبت قلبی علی دینک "اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر

جمائے رکھ۔" [عند الترمذی و قال الترمذی حدیث حسن]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ جَسَدِيْ وَعَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ))

"اے اللہ! مجھے جسم میں اور نگاہ میں عافیت نصیب فرما اور اس نگاہ کو موت تک باقی رکھ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بردبار اور کریم ہے میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو عرش عظیم کا رب ہے اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔" [عند الترمذی ایضاً]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ دعا میں یہ کہا کرتے تھے:

((رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْلِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرْ هُدَايَ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَاكِرًا لَكَ ذَاكِرًا لَكَ رَاهِبًا لَكَ مِطْوَاعًا اِلَيْكَ مُخْبِتًا اَوْ مُنِيْبًا تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ وَاهْدِ قَلْبِيْ وَسَدِّدْ لِسَانِيْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ قَلْبِيْ))

"اے میرے رب! میری اعانت فرما اور میرے خلاف کسی کی اعانت نہ فرما اور میری مدد فرما اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ فرما اور میرے لیے تدبیر فرما اور میرے خلاف کوئی تدبیر نہ فرما اور مجھے ہدایت نصیب فرما اور ہدایت پر قائم رہنے کو میرے لیے آسان فرما اور جو مجھ سے زیادتی کرے اس کے خلاف میری مدد فرما۔ اے میرے رب! تو مجھے اپنا شکر کرنے والا' اپنا ذکر کرنے والا' اپنے سے ڈرنے والا' اپنا فرمانبردار اور اپنی طرف متوجہ ہونے والا بنا دے۔ میری توبہ قبول فرما میرے گناہ دھو دے اور میری دعا قبول فرما اور میری دلیل کو مضبوط فرما اور میرے دل کو ہدایت نصیب فرما اور میری زبان کو ٹھیک رکھ اور میرے دل کے کینہ اور کھوٹ کو نکال دے۔" [عند الترمذی ایضاً و ابی داؤد و ابن ماجة و فی روایة الترمذی او ابا منیبا قال الترمذی حدیث حسن صحیح]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ))

''اے اللہ! ہم تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والے اعمال اور تیری مغفرت کو ضروری بنانے والے اسباب اور ہر گناہ سے حفاظت اور ہر نیکی کی توفیق اور جنت میں داخلہ کی کامیابی اور دوزخ سے نجات مانگتے ہیں۔''

[عند الحاکم و صححہ علی شرط مسلم کذا فی کتاب الاذکار للنووی ۴۹۸]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَظُلْمَنَا وَھَزْلَنَا وَجِدَّنَا وَعَمْدَنَا))

''اے اللہ! ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرما۔ ہمارے ظلم کو اور ہنسی مذاق کے گناہوں کو اور شعوری گناہوں کو اور جو گناہ جان بوجھ کر کئے ان سب کو معاف فرما۔''

[اخرجہ احمد و الطبرانی قال الہیثمی ۱۰/ ۱۷۲ و اسنادھما حسن]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا اَخْطَاْتُ وَمَا تَعَمَّدْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا جَھِلْتُ وَمَا تَعَمَّدْتُ))

''اے اللہ! میرے وہ تمام گناہ معاف فرما جو مجھ سے غلطی سے ہو گئے اور جو جان بوجھ کر ہو گئے اور جو میں نے چھپ کر کیے اور جو علی الاعلان کئے اور جو میں نے نادانی کے کام کئے اور جو گناہ جان بوجھ کر کئے وہ سب معاف فرما۔'' [عند احمد و الطبرانی ایضاً و البزار قال الہیثمی رجالھم رجال الصحیح غیر عون العقیلی وھو ثقۃ]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ))

''اے اللہ! تو نے میری صورت اچھی بنائی اب سیرت بھی اچھی بنا دے۔''

[اخرجہ احمد قال الہیثمی ۱۰/ ۱۷۳ رجالہ رجال الصحیح و اخرجہ وابو یعلی عن ابن مسعود مثلہ باسناد صحیح]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ واهْدِنِي السَّبِيْلَ الْاَقْوَمَ))

''اے میرے رب! مغفرت فرما اور رحم فرما اور مجھے سیدھے اور پختہ راستہ پر چلا۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((يَاوَلِيَّ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ ثَبِّتْنِيْ بِهٖ حَتّٰى اَلْقَاكَ))

''اے اسلام کے والی اور اسلام والوں کے مددگار! مجھے اپنی ملاقات کے وقت تک یعنی موت تک اسلام پر جمائے رکھ۔''

[عند الطبرانی فی الاوسط و رجاله ثقات کما قال الهیثمی ۱۰/ ۱۷۶،۱۷۴]

حضرت بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ))

''اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام اچھا فرما اور ہمیں دنیا کی رسوائی سے اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔''

طبرانی کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو یہ دعا مانگتا رہے گا وہ آزمائش میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی مر جائے گا۔''

[اخرجه احمد و الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۷۸ رجال احمد و احد اسانید الطبرانی ثقات]

حضرت ابو صرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ غِنَايَ وَغِنٰي مَوْلَايَ))

''اے اللہ! میں تجھ سے اپنا غنا اور اپنے ہر تعلق والے کے غنا کا سوال کرتا ہوں۔''

[عند احمد و الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۷۸ احد اسنادی احمد رجاله رجال الصحیح]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الطَّيِّبَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَتُوْبَ عَلَيَّ وَاِنْ اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً اَنْ تَقْبِضَنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ))

''اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ چیزیں اور منکرات کے چھوڑنے کی ہمت اور مسکینوں

کی محبت مانگتا ہوں اور یہ بھی مانگتا ہوں کہ تو میری توبہ قبول فرمالے اور یہ بھی کہ اگر کسی وقت تو اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے اس آزمائش میں ڈالے بغیر اپنے پاس بلا لے۔" [عند البزار قال الهیثمی ۱۰/ ۱۸۱ اسناده حسن]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِيْ))

"اے اللہ! بڑھاپے میں اور اخیر عمر میں مجھے سب سے زیادہ فراخ روزی عطا فرما۔"

[عند الطبرانی و اسناده حسن كما قال الهیثمی ۱۰/ ۱۸۲]

جامع دعائیں جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعائیں پسند فرماتے تھے اور دوسری دعائیں چھوڑ دیتے تھے۔ [اخرجه ابن ابی شيبة كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۱]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے چھپا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کرنی چاہی۔ میں نماز پڑھ رہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا اے عائشہ! کامل اور جامع دعائیں کیا کرو۔ نماز سے فارغ ہو کر میں نے ان دعاؤں کے بارے میں پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہو:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ وَمَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ وَمَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ وَاَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَسْتَعِيْذُكَ مِمَّا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَسْئَلُكَ مَا قَضَيْتَ لِيْ مِنْ اَمْرٍ اَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهٗ رُشْدًا))

"اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر جلد آنے والی بھی اور دیر سے آنے والی بھی، جو میں جانتا ہوں وہ بھی اور جو نہیں جانتا وہ بھی مانگتا ہوں اور ہر قسم کے شر سے تیری پناہ چاہتا

ہوں چاہے وہ شر جلد آنے والا ہو یا دیر سے آنے والا ہو چاہے میں اسے جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں اور میں تجھ سے جنت اور ہر اس قول و فعل کی توفیق مانگتا ہوں جو جنت کے قریب کرے اور دوزخ کی آگ سے اور ہر اس قول و فعل سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو دوزخ کے قریب کرے اور میں تجھ سے ہر وہ خیر مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے اور ہر اس چیز سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس سے تیرے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ چاہی اور میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ جس امر کا تو میرے لیے فیصلہ کرے اس کا انجام میرے لیے اچھا کر دے۔" [اخرجه الحاكم كذا فى الكنز ۱/ ۲۰۶ و اخرجه احمد و ابن ماجه عن عائشة نحوه قال الحاكم هذا حديث صحيح الاسناد كما فى الاذكار للنووى ۵۰۶]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نماز پڑھ رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کام تھا مجھے نماز میں دیر ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! مجمل اور جامع دعا کیا کرو میں نے نماز سے فارغ ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجمل اور جامع دعا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ کہا کرو پھر پچھلی دعا ذکر کی۔ [اخرجه البخارى فى الادب المفرد ۹۴]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ دعا مانگی لیکن ہمیں اس میں سے کچھ یاد نہ رہا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے بہت زیادہ دعا مانگی لیکن ہمیں اس میں سے کچھ یاد نہ رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں کوئی ایسی جامع دعا نہ بتا دوں جس میں یہ سب کچھ آ جائے؟ تم یہ دعا مانگا کرو:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))

"اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام بھلائیاں مانگتے ہیں جو تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہیں اور ان تمام چیزوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں جن سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور تو ہی وہ ذات ہے جس سے مدد مانگی جاتی ہے اور (ہمیں مقصود تک) پہنچانا (تیرے فضل سے) تیرے ہی ذمہ ہے، برائیوں سے بچنے

کی طاقت اور نیکیاں کرنے کی قوت تیری توفیق سے ہی ملتی ہے۔"

[اخرجه الترمذی ۲/ ۱۹۰ قال الترمذی هذا حدیث حسن غریب و اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۹۹ بمعناه]

اللہ کی پناہ چاہنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَفِیْ رِوَايَةٍ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ))

"اے اللہ! میں عاجز ہو جانے سے' کاہلی سے' بزدلی سے' زیادہ بوڑھا ہو جانے سے اور کنجوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ اور دباؤ سے (تیری پناہ چاہتا ہوں)" [اخرجه الشیخان]

مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّمَا لَمْ اَعْمَلْ))

"اے اللہ! میں نے اب تک جو کیا اس کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں اور جو نہیں کیا اس کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا یہ بھی تھی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ))

"اے اللہ! میں تیری نعمت کے چلے جانے سے' تیری دی ہوئی عافیت کے ہٹ جانے سے اور تیری اچانک پکڑ سے اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں۔"

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تمہیں وہی دعا بتانے لگا ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَمِّ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَهَا))

''اے اللہ! عاجزی' کاہلی' بزدلی' کنجوسی' رنج وغم اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اور اسے پاک صاف کردے تو ہی اس کو بہترین پاک صاف کرنے والا ہے تو ہی اس کا مالک اور آقا ہے اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو (دین دنیا میں) نفع نہ دے اور اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور حریص نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰی وَالْفَقْرِ))

''اے اللہ! آگ کے فتنے سے' آگ کے عذاب سے اور مالداری اور فقیری کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' [عند الاربعة بالاسانید الصحیح]

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ))

''اے اللہ! میں برے اخلاق و اعمال سے اور بری نفسانی خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' [عند الترمذی قال الترمذی حدیث حسن]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ الْجُذَامِ وَسَیِّئِ الْاَسْقَامِ))

''اے اللہ! برص (پھلبہری) سے' دیوانگی سے' کوڑھ پن سے اور تمام بری اور موذی بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' [عند ابی داؤد والنسائی باسنادین صحیحین]

حضرت ابوالیسر صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا))

''اے اللہ! کسی عمارت کے نیچے دب کر مرنے سے' کسی اونچی جگہ سے گر کر مرنے سے اور ڈوب کر یا جل کر مرنے سے اور حد سے زیادہ بوڑھا ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ موت کے وقت شیطان مجھے خبطی بنا دے یعنی عقل خراب کر کے گمراہ کر دے اور تیرے راستہ میں میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے مرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور سانپ وغیرہ کے ڈسنے سے مرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنُ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ))

''اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ بھوک بہت برا ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ چاہتا ہوں' اس لیے کہ یہ بدترین خصلت ہے۔''

[عند ابی داؤد والنسائی بالاسناد الصحیح کذا فی کتاب الاذکار ۴۹۹]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ))

''اے اللہ! میں آپس کے جھگڑے' فساد' نفاق اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' [عند ابی داؤد والنسائی کذا فی تیسیر الوصول ۲/ ۸۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعَيْلَةِ وَالذِّلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَالسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ وَالْجُنُوْنِ

وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ))

''اے اللہ! عاجز ہو جانے اور سستی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دل کی سختی' غفلت' فقیری' ذلت و مسکنت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ فسق و فجور' آپس کے لڑائی جھگڑے نفاق اور شہرت و ریا سے تیری پناہ چاہتا ہوں' بہرہ اور گونگا ہو جانے سے' پاگل پن' کوڑھ اور تمام بری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

[اخرجه الطبرانی فی الصغیر قال الهیثمی ۱۰/ ۱۴۳ رجاله رجال الصحیح]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوْءِ وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْءِ وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَةِ))

''اے اللہ! برے دن سے' بری رات سے' بری گھڑی سے' برے ساتھی سے اور (مستقل رہائش والے) وطن کے برے پڑوسی سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

[عند الطبرانی فی ایضاً قال الهیثمی ۱۰/ ۱۴۴ رجاله رجال الصحیح غیر بشر بن ثابت البزار وهو ثقة]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے اللہ کی پناہ اس طرح مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَسُوْءِ الْعُمُرِ))

''اے اللہ! کنجوسی سے' بزدلی سے' سینے کے فتنہ سے' عذاب قبر سے اور بری عمر یعنی زیادہ بوڑھا ہو جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

[اخرجه احمد و ابن ابی شیبة وابوداؤد والنسائی وغیرهم]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات سے اللہ کی پناہ میں دیا کرتے تھے:

((اِنِّیْ اُعِیْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ))

''میں تم دونوں کو ہر شیطان سے، موذی زہریلے جانوروں سے اور ہر لگنے والی بری نظر سے اللہ کے ان کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں جو پورے ہیں۔''

[عند ابی نعیم فی الحلیة کذا فی الکنز ۱/ ۲۱۲]

جنات سے اللہ کی پناہ چاہنا

حضرت ابوسیاح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن حنبش تمیمی رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ ہو چکے تھے میں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا جس رات جنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکروفریب کرنا چاہا تھا اس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہا اس رات شیاطین گھاٹیوں اور پہاڑی راستوں سے اتر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے لگے۔ ان میں سے ایک شیطان کے ہاتھ میں آگ کا ایک شعلہ تھا جس سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور جلانا چاہتا تھا اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے اتر کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اے محمد! پڑھئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا پڑھوں؟ انہوں نے کہا یہ دعا پڑھئے:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا رَحْمَانُ))

''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں ان تمام چیزوں کے شر سے جنہیں اس نے پیدا فرما کر پھیلا دیا اور جنہیں اس نے بے مثال بنایا اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان میں چڑھتی ہے اور رات اور دن کے فتنوں سے اور رات کے پیش آنے والے ہر حادثہ کے شر سے سوائے اس حادثہ کے جو خیر لے کر آئے۔ اے رحمٰن''

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات کہے جس سے ان شیاطین کی آگ بجھ گئی اور اللہ نے انہیں شکست دے دی۔

[اخرجه احمد و ابو يعلى قال المنذرى فى الترغيب ۳/ ۱۱۷ و كل منهما اسناد جيد محتج به و قد رواه مالك فى الموطا عن يحيى بن سعيد مرسلا رواه النسائى حديث ابن مسعود بنحوه. انتهى و

اخرجه ابن ابی شیبة عن مکحول بمعناه مختصراً مع فرق فی الفاظ التعوذ کما فی الکنز ۱/ ۲۱۲]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آیا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میرا ایک بھائی ہے جسے تکلیف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اسے کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا اس پر جنات کا اثر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ۔ وہ دیہاتی اپنے بھائی کو لایا اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بٹھا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فاتحہ اور مندرجہ ذیل آیتیں پڑھ کر اسے اللہ کی پناہ میں دیا۔ سورۃ بقرہ کی شروع کی چار آیتیں اور یہ دو آیتیں وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور آیت الکرسی اور سورۃ بقرہ کی آخری تین آیتیں اور آل عمران کی ایک آیت شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور اعراف کی ایک آیت اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ اور سورۃ مومنین کی آیت فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ اور سورۃ جن کی آیت وَاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا اور سورۃ صافات کی شروع کی دس آیتیں اور سورۃ حشر کی آخری تین آیتیں اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پڑھنے کی برکت سے) وہ آدمی وہاں سے اس طرح ٹھیک ہو کر اٹھا کہ جیسے اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ [اخرجه احمد والحاکم و الترمذی فی الدعوات کذا فی الکنز ۱/ ۲۱۲]

رات کو جب نیند نہ آئے یا گھبرا جائے تو کیا کہے؟

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ رات کو کچھ ڈراؤنی چیزیں دیکھتے ہیں جن کی وجہ سے وہ رات کو تہجد کی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خالد بن ولید! کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ جب تم ان کو تین مرتبہ پڑھ لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری یہ تکلیف دور کر دیں گے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور سکھائیں میں نے آپ کو اپنی یہ تکلیف اسی لیے تو بتائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کلمات کہا کرو:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ))

"میں اللہ کے غصہ اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے

وساوس سے اور شیاطین کے میرے پاس آنے سے اس کے کامل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں چند راتیں ہی گذری تھیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! جو کلمات آپ نے مجھے سکھائے تھے وہ میں نے تین مرتبہ پورے ہی کیے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور کر دی اور اب تو میرا یہ حال ہے کہ شیر کے بن میں اس کے پاس رات کو بھی بلا خوف و خطر جا سکتا ہوں۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط كذا فی الترغیب ۳/ ۱۱۲ قال الهيثمی ۱۰/ ۱۲۷ و فيه الحكم بن عبدالله الايلی وهو متروك]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند میں گھبرا جائے تو یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّات آگے پچھلی جیسی دعا ذکر کی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کا جو بچہ سمجھدار ہوتا اسے تو یہ دعا سکھاتے اور جو ابھی ناسمجھ ہوتا تو یہ دعا کسی کاغذ پر لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دیتے۔ [عند النسائی و ابی داؤد والحاكم و صححه والترمذی و حسنه واللفظ عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده مرفوعا]

نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نیند میں گھبرا جایا کرتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لیٹا کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ بسم الله آگے پچھلی جیسی دعا ذکر کی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں لکھا ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ سوتے میں ڈر جاتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھ لیا کرو اور پچھلی دعا ذکر کی۔ حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے گھبراہٹ اور وحشت محسوس ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بستر پر لیٹا کرو تو یہ دعا پڑھا کرو پھر پچھلی دعا ذکر کی۔

[كذا فی الترغیب ۳/ ۱۱۴]

بے چینی، پریشانی اور رنج و غم کے وقت کی دعائیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کلمات سکھائے اور فرمایا جب تمہیں کوئی

پریشانی یا سختی پیش آیا کرے تو انہیں پڑھا کرو:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ))

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم اور کریم ہے۔ اللہ پاک اور بابرکت ہے جو کہ عظیم عرش کا رب ہے تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔"

[اخرجه احمد والنسائی و ابن جریر و صححه و ابن حبان وغیرهم كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۸ و صححه ابن حبان و اخرجه الحاكم و صححه علی شرط مسلم كما فی تحفة الذاكرین ۱۹۴ و قد تقدم له طریق فی تعلیم الاذكار ۳/ ۱۷۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات کی وجہ سے پریشان اور بے چین ہوتے تو فرماتے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اے دوسروں کو قائم رکھنے والے! تیری رحمت کے واسطہ سے فریاد کرتا ہوں۔"

[اخرجه ابن النجار كذا فی الكنز ۱/ ۲۹۹]

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غم یا پریشانی پیش آتی تو فرمایا کرتے:

((اَللّٰهُ اللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا))

"اللہ......اللہ میرا رب ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا۔"

[اخرجه ابن جریر]

ابن جریر اور ابن ابی شیبہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت اس طرح سے ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پریشانی کے وقت پڑھنے کے لیے یہ کلمات سکھائے اور پچھلے کلمات ذکر کیے۔

[كما فی الكنز ۱/ ۳۰۰]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم سب گھر میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے کی دونوں چوکھٹوں کو پکڑ کر فرمایا اے بنو عبدالمطلب! جب تم لوگوں کو کوئی پریشانی سختی یا تنگ دستی پیش آئے تو یہ کلمات کہا کرو: اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبُّنَا لَا نُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا [عند الطبرانی فی الاوسط و الكبیر قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۷ و فیه صالح بن عبدالله ابویحیی وهو ضعیف۔ و اخرجه ابن جریر عنه

بنحوہ مع زیادة بلفظ الله الله لا شریك له كما فی الكنز ۱/ ۳۰۰]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ کلمات پڑھا کرتے تھے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ))

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظیم اور حلیم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کہ عرش عظیم کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔'' [اخرجه الشیخان كما فی تحفة الذاكرین ۱۹۳]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے خوف محسوس کرتے تو فرماتے اَللّٰهُ اللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔ [عند ابن عساكر كذا فی الكنز ۱/ ۳۰۰]

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو بندہ بھی سات مرتبہ یہ دعا پڑھے گا وہ سچے دل سے پڑھے یا جھوٹے دل سے اللہ تعالیٰ اس کے غم اور پریشانی کو ضرور دور کردیں گے۔ وہ دعا یہ ہے حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ترجمہ: ''اللہ مجھے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عظیم عرش کا رب ہے۔''

[اخرجه الحاكم كذا فی الكنز ۱/ ۳۰۰]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جسے کوئی فکر یا غم یا پریشانی پیش آئے یا اسے کسی بادشاہ سے خوف ہو اور وہ ان کلمات کے ذریعہ سے دعا کرے گا تو اس کی دعا ضرور قبول ہوگی:

((اَسْئَلُكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَاَسْاَلُكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَاَسْئَلُكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا فِيْهِنَّ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ))

''میں تجھ سے اس بات کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے ساتوں آسمانوں کے اور عظیم عرش کے رب! اور میں تجھ سے اس بات کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے ساتوں آسمانوں کے اور کریم

عرش کے رب! اور میں تجھ سے اس بات کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے ساتوں آسمانوں کے ساتوں زمینوں کے اور ان تمام چیزوں کے رب! جو ان میں ہیں بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

پھر تم اللہ سے اپنی ضرورت مانگو۔ [اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۱۰۵]

ظالم بادشاہ سے ڈر کے وقت کی دعائیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ظالم بادشاہ کے پاس اور ہر طرح کے خوف کے وقت پڑھنے کے لیے یہ کلمات سکھائے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ))

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم اور کریم ہے وہ اللہ پاک ہے جو ساتوں آسمانوں کا اور عظیم عرش کا رب ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ میں تیرے بندوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

[اخرجه الخرائطی فی مکارم الاخلاق کذا فی الکنز ۱/ ۲۹۹]

حضرت ابو رافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے (مجبور ہو کر) حجاج بن یوسف سے اپنی بیٹی کی شادی کی اور بیٹی سے کہا جب وہ تمہارے پاس اندر آئے تو تم یہ دعا پڑھنا:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ))

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم اور کریم ہے اللہ پاک ہے جو عظیم عرش کا رب ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی سخت امر پیش آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے۔ راوی کہتے ہیں (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے یہ دعا پڑھی جس کی وجہ سے) حجاج اس کے قریب نہ آ سکا۔ [عن ابن عساکر کذا فی الکنز ۱/ ۳۰۰]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب تم کسی بارعب بادشاہ کے پاس جاؤ اور تمہیں ڈر ہو کہ وہ تمہارے ساتھ زیادتی کرے گا تو تم تین مرتبہ یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّىْ جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ))

"اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ اپنی ساری مخلوق سے زیادہ عزت و غلبہ والا ہے' اللہ ان سب سے زیادہ عزت وغلبہ والا ہے جن سے میں بچنا چاہتا ہوں۔ میں اس اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے اپنے حکم سے ساتوں آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے۔ تیرے فلاں بندے کے شر اور اس کے لشکروں اور اس کے پیچھے چلنے والوں اور اس کی بات ماننے والوں کے شر سے چاہے وہ جنات ہوں یا انسان ہوں اے اللہ! تو میرے لیے ان سب کے شر سے پناہ بن جا۔ تیری ثناء بہت بڑی ہے اور تیری پناہ لینے والا غالب ہوتا ہے اور تیرا نام بابرکت ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

[اخرجه ابن ابی شیبة كذا فی الكنز ١/ ٣٠٠ و اخرجه الطبرانی عن ابن عباس بنحوه، بفرق یسیر فی الالفاظ رجاله رجال الصحیح كما قال الهیثمی ١٠/ ١٣٧ واخرجه البخاری فی الادب المفرد ١/ ١٠٣ عن ابن عباس بنحوه]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تمہیں کسی حاکم کے غیظ وغضب اور زیادتی کا خوف ہو تو یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ كُنْ لِّىْ جَارًا مِنْ فُلَانٍ وَاَحْزَابِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَنْ يَّفْرُطُوْا عَلَىَّ وَاَنْ يَّطْغَوْا عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ))

"اے اللہ! جو ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا رب ہے تو میرے لیے فلاں کے شر سے

اور اس کی مدد گار جماعتوں اور اس کے ماننے والے جنات اور انسانوں کے شر سے پناہ بن جا تا کہ وہ مجھ پر ظلم اور زیادتی نہ کر سکیں۔ تیری پناہ لینے والا باعزت ہوتا ہے اور تیری ثناء بہت بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

جب تم یہ دعا پڑھو گے تو اس ظالم حاکم کی طرف سے تمہیں کوئی ناگواری پیش نہیں آئے گی۔ [اخرجه ابن ابی شیبة و ابن جریر كذا فی الكنز ۱/ ۳۰۰ و اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۱۰۴ عن ابن مسعود موقوفا بمعناه اخصر منه]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو ظالم بادشاہ کا خوف ہو تو وہ یہ دعا پڑھے اور پھر پچھلی دعا ذکر کی' البتہ اس روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَعْنِي الَّذِيْ يُرِيْدُ وَشَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَاَتْبَاعِهِمْ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ))

"تو میرے لیے فلاں بن فلاں کے شر سے (یہاں اس ظالم بادشاہ کا نام لے) اور جنات اور انسانوں اور ان کے پیچھے چلنے والوں کے شر سے پناہ بن جا تا کہ ان میں سے کوئی بھی مجھ پر زیادتی نہ کر سکے۔ تیری پناہ لینے والا غالب ہوتا ہے اور تیری ثنا بہت بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔" [اخرجه الطبرانی قال الهيثمی ۱۰/ ۱۳۷ و فيه جنادة بن اسلم وثقه ابن حبان و ضعفه غيره و بقية رجاله رجال الصحيح۔ انتهى.]

ادائیگی قرض کی دعائیں

حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مکاتب غلام (مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جسے اس کے آقا نے کہا ہو کہ اگر تم اتنا مال اتنے عرصہ میں ادا کر دو گے تو تم آزاد ہو جاؤ گے) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میں کتابت میں مقرر شدہ مال ادا کرنے سے عاجز ہو گیا ہوں آپ اس بارے میں میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائے تھے؟ اگر تم پر (یمن کے) صیر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو بھی اللہ تمہارا وہ قرض ادا کرا دے گا۔ تم یہ دعا پڑھا کرو:

((اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ))

''اے اللہ! مجھے اپنا حلال رزق دے کر حرام سے بچادے اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر دے۔''

[اخرجه الترمذی ۲/ ۱۹۵ قال الترمذی هذا حدیث حسن غریب]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لائے تو اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک انصاری شخص پر پڑی جنہیں ابو امامہ کہا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو امامہ! کیا بات ہے تم آج مسجد میں نماز کے وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں بیٹھے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! غموں اور قرضوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا کلام نہ سکھاؤں کہ جب تم اسے کہو گے تو اللہ تمہارا غم دور کر دیں گے اور قرض اتروا دیں گے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ضرور سکھا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح اور شام یہ دعا پڑھا کرو:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ))

''اے اللہ! میں ہر فکر و غم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قرضہ کے غلبہ اور لوگوں کے میرے اوپر دباؤ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایسا کیا تو اللہ نے میرے غم بھی دور کر دیئے اور میرا قرضہ بھی سارا ادا کر دیا۔ [اخرجه ابو داؤد ۲/ ۲۷۰]

ایک دفعہ جمعہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو نہ دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے معاذ! کیا بات ہے آج تم (جمعہ کی نماز میں) نظر نہیں آئے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ایک یہودی کا مجھ پر ایک اوقیہ سونا قرضہ ہے، میں گھر سے آپ کی خدمت میں حاضری کے لیے چل پڑا لیکن راستہ میں وہ یہودی مل گیا جس کی وجہ سے دیر ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ سکھا دوں کہ اگر (یمن کے) صیر پہاڑ جتنا بھی تم پر قرض ہو اور تم یہ دعا پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہارا وہ

قرضہ ضرور ادا کرادیں گے؟ اے معاذ! تم یہ دعا کیا کرو:

((اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ))

''اے اللہ! اے تمام ملک کے مالک! تو جس کو چاہے ملک دے دیتا ہے اور جس سے چاہے ملک چھین لیتا ہے اور تو جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے۔ ہر بھلائی تیرے ہی اختیار میں ہے بلاشبہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے (کبھی دن بڑا ہوتا ہے اور کبھی رات) اور تو زندہ کو مردہ سے نکال لیتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکال لیتا ہے (پرندہ سے انڈا نکال لیتا ہے اور انڈے سے پرندہ) اور تو جسے چاہتا ہے اسے بے حساب روزی دیتا ہے۔ اے دنیا و آخرت کے رحمان! اے دنیا و آخرت کے رحیم! تو دنیا اور آخرت جسے چاہے دے دیتا ہے اور جس سے چاہے روک لیتا ہے تو مجھ پر ایسی خاص رحمت نازل فرما جس کے بعد مجھے تیرے سوا کسی کی ضرورت نہ رہے۔''

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۸۶ و فیه نصر بن مرزوق ولم اعرفه بقیة رجاله ثقات الا ان سعید بن المسیب لم یسمع من معاذ]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ سکھا دوں کہ اگر احد پہاڑ جتنا بھی تم پر قرضہ ہو تو بھی اللہ تعالیٰ ضرور اتروا دے گا۔ اے معاذ! تم یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ پچھلی دعا جیسی دعا ذکر فرمائی البتہ اس میں تُولِجُ اللَّيْلَ سے آخر تک کا ذکر نہیں ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

تُعْطِیهِمَا مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ آگے پچھلی حدیث جیسی دعاذکر کی۔

[عند الطبرانی فی الصغیر قال الهیثمی ۱۰/ ۱۸۶ و رجاله ثقات]

حفظ قرآن کی دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ قرآن تو میرے سینے سے نکل گیا۔ مجھے تو ایسے لگ رہا ہے کہ میں قرآن پر قابو نہیں پا سکتا اسے یاد نہیں رکھ سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے چند کلمات نہ سکھا دوں جن سے تمہیں بھی فائدہ ہو اور جسے تم یہ کلمات سکھاؤ گے اسے بھی فائدہ ہوگا اور جو کچھ تم سیکھو گے وہ تمہارے سینے میں باقی رہے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! جی ہاں مجھے یہ کلمات ضرور سکھا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کی رات آئے تو اگر تم رات کے آخر تہائی حصہ میں اٹھ سکو (تو بہت اچھا ہے) کیونکہ یہ ایسا وقت ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے اور میرے بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا:

﴿سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ﴾ [سورۃ یوسف آیت ۹۸]

"عنقریب میں تمہارے لیے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا۔"

تو عنقریب سے حضرت یعقوب کی مراد یہی جمعہ کی رات تھی اگر تم آخری تہائی رات میں نہ اٹھ سکو تو پھر درمیان رات میں اٹھو اگر تم یہ بھی نہ کر سکو تو پھر شروع رات میں اٹھو اور چار رکعت نماز پڑھو پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ یٰسین اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ حم دخان اور تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ الم تنزیل سجدہ اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ تبارک الذی پڑھو اور جب التحیات سے فارغ ہو جاؤ تو خوب اچھی طرح سے حمد و ثناء بیان کرو اور پھر خوب اچھی طرح مجھ پر اور سارے نبیوں پر درود پڑھو پھر تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے اور جو بھائی تم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر چکے ان کے لیے دعائے مغفرت کرو پھر آخر میں یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِیْ وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَالَا يَعْنِيْنِیْ وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ ايَا رَحْمٰنُ ابِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِیْ يُرْضِيْكَ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ ايَا رَحْمٰنُ ابِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِیْ فَاِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِیْ عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ))

''اے اللہ! مجھ پر مہربانی فرما تا کہ جب تک زندہ ہوں گناہوں سے بچتا رہوں اور مجھ پر مہربانی فرما جو کام میرے مطلب اور فائدے کے نہ ہوں میں ان میں نہ پڑوں اور مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں ان کاموں کی اچھی طرح فکر کروں جن سے تو مجھ سے راضی ہو جائے اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے بے نمونہ پیدا کرنے والے! اے عظمت وجلال والے! اے اکرام واحسان والے! اور ایسی عزت والے جس کے حاصل ہونے کا کسی کو وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا۔ اے اللہ! اے رحمٰن! میں تیری عظمت وجلال کا اور تیری ذات کے نور کا واسطہ دے کر تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جیسے تو نے مجھے اپنی کتاب کا علم عنایت فرمایا ہے ایسے ہی میرے دل کو اس کا یاد رکھنا نصیب فرما اور مجھے اس کی اس طرح تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرما جس سے تو مجھ سے راضی ہو جائے۔ اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے بے نمونہ پیدا کرنے والے! اے عظمت وجلال والے! اے اکرام واحسان والے! اور ایسی عزت والے جس کے حاصل ہونے کا کسی کو وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا۔ اے اللہ! اے رحمٰن! میں تیری عظمت وجلال کا اور تیری ذات کے نور کا واسطہ دے کر تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں

کہ تو اپنی کتاب کی برکت سے میری نگاہ کو روشن کر دے اور اس کو میری زبان پر جاری کر دے اور اس کی برکت سے میرے دل کے غم کو دور کر دے اور میرا سینہ کھول دے اور اس کی برکت سے میرے بدن کو (گناہوں سے) دھو دے کیونکہ حق بات پر تیرے سوا اور کوئی میری مدد نہیں کر سکتا اور تیرے سوا اور کوئی میری یہ آرزو پوری نہیں کر سکتا اور برائیوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ سے ہی ملتی ہے جو کہ بزرگ و برتر ہے۔''

اے ابوالحسن! تم تین جمعے یا پانچ جمعے یا سات جمعے تک ایسا کرو اللہ کے حکم سے تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے۔ آج تک کبھی کسی مومن کی یہ دعا رد نہیں ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پانچ یا سات ہی جمعے گذرے ہوں گے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! پہلے میں تقریباً چار آیتیں پڑھتا تھا اور وہ بھی مجھے یاد نہ ہوتی تھیں اور اب تقریباً چالیس آیتیں پڑھتا ہوں اور ایسی ازبر ہو جاتی ہیں کہ جب پڑھتا ہوں تو ایسے لگتا ہے کہ گویا اللہ کی کتاب میری آنکھوں کے سامنے کھلی رکھی ہے اور پہلے میں حدیث سنتا تھا اور جب اس کو دوبارہ کہتا تھا تو ذہن سے نکل جاتی تھی اور اب بہت سی حدیثیں سنتا ہوں اور جب دوسروں سے نقل کرتا ہوں تو ایک لفظ بھی نہیں چھوٹتا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابوالحسن! رب کعبہ کی قسم! تم مومن ہو۔

[اخرجه الترمذی ۲/ ۱۹۶ قال الترمذی هذا حدیث حسن غریب]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ فِیْ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مَا تُعْطِیْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ رِضْوَانَكَ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی فِیْ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ))

''اے اللہ! میں تجھ سے اپنے ہر کام کے انجام میں خیر کا سوال کرتا ہوں اے اللہ! تو

مجھے جس خیر کی توفیق عطا فرمائے اسے اپنی رضا کا اور نعمتوں والی جنتوں میں اونچے درجات کے حاصل ہونے کا ذریعہ بنا۔'' [اخرجه احمد فی الزهد]

حضرت معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِيْ اٰخِرَهٗ وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِمَهٗ وَخَيْرَ اَيَّامِيْ يَوْمَ اَلْقَاكَ))

''اے اللہ! میری عمر کا سب سے بہترین حصہ وہ بنا جو اس کا آخر ہو اور میرا سب سے بہترین عمل وہ بنا جو خاتمہ والا ہو اور میرا سب سے بہترین دن وہ بنا جو تیری ملاقات کا دن ہو۔'' [عند سعید بن منصور وغیره كذا فی الكنز ۱/ ۳۰۳]

حضرت عبدالعزیز بن سلمہ ماجشون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے ایک ایسے صاحب نے بیان کیا جنہیں میں سچ سمجھتا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے:

((اَسْئَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةَ فِي الْاَشْيَاءِ كُلِّهَا وَالشُّكْرَلَكَ عَلَيْهَا حَتّٰى تَرْضٰى وَبَعْدَ الرِّضَا وَالْخِيَرَةَ فِيْ جَمِيْعِ مَايَكُوْنُ فِيْهِ الْخِيَرَةُ بِجَمِيْعِ مَيْسُوْرِ الْاُمُوْرِ كُلِّهَا يَا كَرِيْمُ))

''میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تمام چیزوں میں تو نعمت پوری فرمادے اور ان چیزوں پر اتنا شکر ادا کرنے کی توفیق مانگتا ہوں کہ جس سے تو راضی ہو جائے اور اس کے بعد یہ درخواست کرتا ہوں کہ جتنی چیزوں میں کسی ایک جانب کے اختیار کرنے کی صورت ہوتی ہے ان میں میں آسان صورت اختیار کروں اور مشکل اختیار نہ کروں اے کریم۔'' [اخرجه ابن ابی الدنيا]

حضرت ابویزید مدائنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک دعا یہ بھی تھی:

((اَللّٰهُمَّ هَبْ لِيْ اِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا وَّمُعَافَاةً وَّنِيَّةً))

''اے اللہ! مجھے ایمان و یقین عافیت اور سچی نیت نصیب فرما۔''

[عند ابن ابی الدنيا ايـ ـاً كذا فی الكنز ۱/ ۳۰۳]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ اَنۡ تَاۡخُذَنِیۡ عَلٰی غِرَّةٍ اَوۡتَذَرَنِیۡ فِیۡ غَفۡلَةٍ اَوۡ تَجۡعَلَنِیۡ مِنَ الۡغَافِلِیۡنَ))

''اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو اچانک بے خبری میں میری پکڑ کرے یا مجھے غفلت میں پڑا رہنے دے یا مجھے غافل لوگوں میں سے بنا دے۔''

[اخرجه ابن ابی شیبة و ابو نعیم فی الحلیة]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡ عَمَلِیۡ صَالِحًا وَّاجۡعَلۡهُ لَكَ خَالِصًا وَّلَا تَجۡعَلۡ لِاَحَدٍ فِیۡهِ شَیۡئًا))

''اے اللہ! میرے عمل نیک بنا دے اور میرے عمل کو خالص اپنے لیے بنا دے اور میرے عمل میں اور کسی کا ذرہ بھر بھی حصہ نہ ہونے دے۔'' [عند احمد فی الزهد]

حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں یہ بھی کہا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنِیۡ مَعَ الۡاَبۡرَارِ وَلَا تَجۡعَلۡنِیۡ فِی الۡاَشۡرَارِ وَقِنِیۡ عَذَابَ النَّارِ وَاَلۡحِقۡنِیۡ بِالۡاَخۡیَارِ))

''اے اللہ! تو مجھے نیک لوگوں کے ساتھ موت دے اور مجھے برے لوگوں میں سے نہ بنا اور مجھے جہنم کے عذاب سے بچا اور مجھے نیک اور بھلے لوگوں کے ساتھ شامل فرما۔''

[عند ابن سعد و البخاری فی الادب]

حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں اکثر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنتا:

((اَللّٰهُمَّ عَافِنَا وَاعۡفُ عَنَّا))

''اے اللہ! ہمیں عافیت نصیب فرما اور ہمیں معاف فرما۔''

[عند احمد فی الزهد كذا فی الكنز ۱/ ۳۰۳]

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اپنے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو یہ کہتے ہوئے سنا اَللّٰهُمَّ ارۡزُقۡنِیۡ قَتۡلًا فِیۡ سَبِیۡلِكَ وَوَفَاةً فِیۡ بَلَدِ نَبِیِّكَ ''اے اللہ! مجھے اپنے راستہ کی

شہادت اور اپنے نبی ﷺ کے شہر کی موت نصیب فرما۔'' میں نے کہا آپ کو یہ دونوں باتیں کیسے حاصل ہو سکتی ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ جہاں چاہے اپنے فیصلہ کو وجود دے سکتا ہے۔

[عند ابن سعد و ابی نعیم فی الحلیة]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ظُلْمِیْ وَكُفْرِیْ))

''اے اللہ! میرے ظلم اور میرے کفر کو معاف فرما۔''

ایک آدمی نے کہا یہ ظلم کا لفظ تو ٹھیک ہے لیکن کفر کا کیا مطلب؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (قرآن میں ہے۔)

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾

''سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف اور بڑا ہی ناشکرا ہے۔'' (یعنی کفر سے ناشکری مراد ہے) [عند ابن ابی حاتم]

حضرت ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ اِنْ كَتَبْتَنِیْ فِی السَّعَادَةِ فَاَثْبِتْنِیْ فِيْهَا وَاِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِیْ فِی الشَّقَاوَةِ فَامْحُنِیْ مِنْهَا وَاَثْبِتْنِیْ فِی السَّعَادَةِ فَاِنَّكَ تَمْحُوْ مَاتَشَآءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَكَ اُمُّ الْكِتَابِ))

''اے اللہ! اگر تو نے میرا نام خوش قسمت انسانوں میں لکھا ہے تو میرا نام ان میں لکھا رہنے دے اور اگر میرا نام بد قسمت لوگوں میں لکھا ہوا ہے تو اس میں سے مٹا کر خوش قسمت لوگوں میں لکھ دے کیونکہ تو جو چاہے مٹا سکتا ہے اور جو چاہے باقی رکھ سکتا ہے اور تیرے پاس لوح محفوظ ہے۔''

[عند اللالكائی كذا فی الكنز ۱/ ۳۰۳ و اخرجه عبد بن حميد و ابن جرير و ابن المنذر اخصر منه كما فی الكنز ۱/ ۳۰۴]

حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو آدھی رات کے وقت رمادہ قحط کے زمانہ میں حضور ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا وہ یہ دعا کر رہے تھے:

((اَللّٰھُمَّ لَا تُھْلِکْنَا بِالسِّنِیْنَ وَارْفَعْ عَنَّا ھٰذَا الْبَلَاءَ))

''اے اللہ! ہمیں قحط سے ہلاک نہ فرما اور ہم سے یہ مصیبت دور فرما۔''

اور وہ یہ دعا بار بار کرتے رہے۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۳۱۹ عن السائب بن یزید]

حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے رمادہ قحط کے زمانہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر چادر دیکھی جس پر سولہ پیوند لگے ہوئے تھے اور آپ کی چادر پانچ ہاتھ اور ایک بالشت لمبی تھی اور یہ دعا کر رہے تھے:

((اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھَلَکَۃَ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ عَلٰی رِجْلَیَّ))

''اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ہلاکت میرے زمانہ میں نہ کر۔''

[عند ابن سعد ۳/ ۳۲۰]

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَتْلِیْ بِیَدِ رَجُلٍ صَلّٰی رَکْعَۃً اَوْ سَجْدَۃً وَاحِدَۃً یُحَاجُّنِیْ بِھَا عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ))

''اے اللہ! میرا قتل ایسے شخص کے ہاتھوں نہ کر جس نے ایک رکعت ہی پڑھی ہو یا ایک سجدہ ہی کیا ہو اور وہ اس کی وجہ سے قیامت کے دن مجھ سے جھگڑا کرے۔''

(یعنی میری شہادت مسلمان کے ہاتھوں نہ ہو۔)

[اخرجه البخاری و مالك و ابن راهويه و ابو نعيم فی الحلية و صححه عن زيد بن اسلم كذا فی المنتخب ۴/ ۴۱۳]

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کنکریوں کی ایک ڈھیری بنائی پھر اس پر اپنے کپڑے کا کنارہ ڈال کر اس پر سر رکھ کر لیٹ گئے پھر آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ کَبِرَتْ سِنِّیْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِیْ وَانْتَشَرَتْ رَعِیَّتِیْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مُضَیِّعٍ وَّلَا مُفَرِّطٍ))

''اے اللہ! میری عمر زیادہ ہو گئی اور میرے قویٰ کمزور ہو گئے اور میری رعایا پھیل گئی لہٰذا اب تو مجھے اپنی طرف اس طرح اٹھا لے کہ نہ تو میں کسی کا حق ضائع کرنے والا

ہوں اور نہ کسی کے حق میں کمی کرنے والا ہوں۔" [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٥٤]

حضرت اسود بن ہلال محاربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! غور سے سنو! میں دعا کروں گا تم سب اس پر آمین کہنا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ غَلِيْظٌ فَلَيِّنِّىْ وَشَحِيْحٌ فَسَخِّنِىْ وَضَعِيْفٌ فَقَوِّنِىْ))

"اے اللہ! میں سخت ہوں مجھے نرم کر دے کنجوس ہوں مجھے سخی بنا دے کمزور ہوں مجھے قوی کر دے۔" [عند ابى نعيم فى الحلية ايضاً]

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کی نماز جنازہ پڑھاتے تو فرماتے تیرا یہ بندہ دنیا سے رہائی پا گیا اور دنیا دنیا والوں کے لیے چھوڑ کر چلا گیا اور اب وہ تیرا محتاج ہے تجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں وہ اس بات کی گواہی دیا کرتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اس سے درگذر فرما اور اسے اس کے نبی کے پاس پہنچا دے۔

[اخرجه ابو يعلى باسناد صحيح كذا فى الكنز ٨/ ١١٣]

حضرت کثیر بن مدرک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب قبر پر مٹی ڈال دی جاتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ اَسْلَمَهُ اِلَيْكَ الْاَهْلُ وَالْمَالُ وَالْعَشِيْرَةُ وَذَنْبُهُ عَظِيْمٌ فَاغْفِرْلَهُ))

"اے اللہ! اہل وعیال، مال اور خاندان والوں نے اسے تیرے سپرد کر دیا ہے اور اس کے گناہ بھی بڑے بڑے ہیں اس کی مغفرت فرما۔" [عند البيهقى كذا فى الكنز ٨/ ١١٩]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ السِّجْنِ وَالْقَيْدِ وَالسَّوْطِ))

"(اے اللہ!) بلا ومصیبت کی سختی سے اور بدقسمتی کے پکڑ لینے سے اور دشمنوں کے خوش

ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جیل، بیڑی اور کوڑے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

[اخرجه یوسف القاضی کذا فی الکنز ۱/ ۳۰۴]

حضرت ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

((اَللّٰهُمَّ اِنَّ ذُنُوبِیْ لَا تَضُرُّكَ وَاِنْ رَحْمَتَكَ اِيَّایَ لَا تَنْقُصُكَ))

"اے اللہ! میرے گناہ تیرا کوئی نقصان نہیں کر سکتے اور تو مجھ پر رحم فرمائے تو اس سے تیرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔" [عند الدینوری کذ فی الکنز ۱/ ۲۰۵]

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نیا چاند دیکھا کرتے تو فرمایا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الشَّهْرِ وَفَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَرِزْقَهٗ وَنُوْرَهٗ وَطُهُوْرَهٗ وَهُدَاهُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ وَشَرِّمَا فيه وَشَرِّمَا بَعْدَهٗ))

"اے اللہ! میں تجھ سے اس مہینے کی خیر اور اس کی فتح، نصرت، برکت، رزق، نور، طہارت اور ہدایت مانگتا ہوں اور اس کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے اور جو کچھ اس کے بعد ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

[اخرجه ابن النجار کذا فی الکنز ۴/ ۳۲۶]

حضرت عمر بن سعید نخعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے ابن مکنف کی نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چار تکبیریں کہیں اور ایک طرف سلام پھیرا پھر انہوں نے ابن مکنف کو قبر میں اتارا اور پھر فرمایا اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے کا بیٹا ہے تیرا مہمان بنا ہے اور تو بہترین میزبان ہے اے اللہ! جس قبر میں یہ داخل ہوا ہے اسے وسیع فرمادے اور اس کے گناہ معاف فرمادے۔ ہم تو اس کے بارے میں خیر ہی جانتے ہیں لیکن تو ہم سے زیادہ جانتا ہے اور یہ کلمہ شہادت: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھا کرتا تھا۔ [اخرجه البیهقی کذا فی الکنز ۸/ ۱۱۹]

حضرت ابو ہیاج اسدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اتنے میں میں نے ایک آدمی دیکھا جو صرف یہ دعا مانگ رہا تھا:

((اَللّٰهُمَّ قِنِیْ شُحَّ نَفْسِیْ))

''اے اللہ! مجھے میرے نفس کے بخل سے بچا دے۔''

اور کچھ نہیں مانگ رہا تھا میں نے اس سے صرف یہی دعا کرنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا جب مجھے میرے نفس کے شر سے بچا دیا جائے گا تو میں نہ چوری کروں گا' نہ زنا کروں گا اور نہ کوئی اور برا کام کروں گا۔ میں نے ان کے بارے میں لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں۔

[اخرجه ابن جرير كذا في التفسير لابن كثير ۴/ ۳۳۹]

حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں (میرے والد) حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا تھا کہ مانگو جو مانگو گے تمہیں دیا جائے گا۔ اس رات آپ نے کیا دعا مانگی تھی؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے یہ دعا مانگی تھی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا لَا یَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّكَ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اَعْلٰی دَرَجَةِ الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ))

''اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو باقی رہے اور زائل نہ ہو اور ایسی نعمت مانگتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو اور ہمیشہ رہنے کی جنت کے اعلیٰ درجے میں تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں۔''

[اخرجه ابن ابي شيبة كذا في الكنز ۱/ ۳۰۷ و اخرجه ابن عساكر عن كميل عن عمر رضی اللہ عنہ مع زيادة قصة و دعائه كما في المنتخب ۵/ ۲۳۶]

حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے والد صاحب نے فرمایا ایک رات میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما میرے پاس سے گذرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگو جو مانگو گے وہ تمہیں دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے بعد میں جا کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا دعا مانگی تھی؟ انہوں نے کہا میری ایک دعا ہے جو میں کبھی نہیں چھوڑتا اور وہ یہ ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا لَّا یَبِیْدُ))

''اے اللہ! میں تجھ سے ہلاک نہ ہونے والا ایمان مانگتا ہوں۔''

پھر آگے پیچھے جیسی دعا ذکر کی ہے اور یہ الفاظ بھی ذکر کیے ہیں:

((وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ))

''اور ختم نہ ہونے والی آنکھوں کی ٹھنڈک مانگتا ہوں۔''

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۲۷]

ابو نعیم کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا جو دعا تم مانگ رہے تھے وہ ذرا مجھے بھی سناؤ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا پہلے میں نے اللہ کی حمد و ثناء اور عظمت بیان کی پھر میں نے یہ کہا:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَعْدُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَرُسُلُكَ حَقٌّ وَكِتَابُكَ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم حَقٌّ))

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیرا وعدہ حق ہے تیری ملاقات حق ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے تیرے رسول برحق ہیں تیری کتاب برحق ہے سارے نبی برحق ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں۔'' [قال ابو نعيم ۱/ ۱۳۸ و رواه سعيد بن ابى الحمام عن شريك و ادخل سعيد بن المسيب بين عون و عبدالله ثم اسنده من طريقه]

حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ دعاء کثرت سے کیا کرتے تھے:

((رَبَّنَا اَصْلِحْ بَيْنَنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَاصْرِفْ عَنَّا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَائِلِيْنَ بِهَا وَاَتْمِمْهَا عَلَيْنَا))

''اے ہمارے رب! ہمارے آپس میں تعلقات خوشگوار بنا دے اور ہمیں اسلام کے راستے دکھا اور ہمیں تاریکیوں سے نجات دے کر روشنی میں لا اور ہم کو ظاہری و باطنی بدکاریوں سے دور رکھ اور ہمارے کانوں کو ہماری آنکھوں کو ہمارے دلوں کو اور ہمارے بیوی بچوں کو ہمارے حق میں باعث برکت بنا دے اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بیشک تو ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر گذار ان کا ثنا خواں

اور لوگوں کے سامنے انہیں بیان کرنے والا بنا دے اور ان (نعمتوں) کو ہم پر پورا فرما دے۔" [اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۹۳]

حضرت ابو الاحوص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِنِعْمَتِكَ السَّابِغَةِ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ بِهَا وَبَلَاءِكَ الَّذِیْ ابْتَلَيْتَنِیْ وَبِفَضْلِكَ الَّذِیْ اَفْضَلْتَ عَلَیَّ اَنْ تُدْخِلَنِیَ الْجَنَّةَ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ بِفَضْلِكَ وَمَنِّكَ وَرَحْمَتِكَ))

"اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس نعمت کاملہ کے واسطہ سے جو تو نے مجھ پر کی اور اس آزمائش کے واسطہ سے جس میں تو نے مجھے مبتلا کیا اور تیرے اس فضل کے واسطہ سے جو تو نے مجھ پر کیا یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے جنت میں داخل کر دے۔"

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۸۵ و رجاله رجال الصحیح]

حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِیْ فِیْ اَهْلِ الشِّقَاءِ فَامْحُنِیْ وَاَثْبِتْنِیْ فِیْ اَهْلِ السَّعَادَةِ))

"اے اللہ! اگر تو نے میرا نام بدبختی والوں میں لکھا ہوا ہے تو وہاں سے میرا نام مٹا کر خوش قسمت لوگوں میں لکھ دے۔"

[عند الطبرانی ایضاً قال الهیثمی رجاله رجال الصحیح الا ان اباقلابة لم یدرك ابن مسعود]

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ اِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا وَّفَهْمًا اَوْ عِلْمًا))

"اے اللہ! میرے ایمان و یقین سمجھ اور علم کو بڑھا دے۔"

[عند الطبرانی قال الهیثمی و اسناده جید]

حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں ایک دن نماز فجر سے فارغ ہو کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا۔ ہم نے ان سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے فرمایا اندر آ جاؤ ہم نے اپنے دل میں کہا ہم کچھ دیر انتظار کر لیتے ہیں شاید گھر والوں میں سے کسی کو ان سے

کوئی کام ہو (تو وہ اپنا کام پورا کرلیں) اتنے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تسبیح پڑھتے ہوئے ہمارے پاس آئے اور فرمایا شاید تم لوگوں نے یہ گمان کیا ہوگا کہ عبداللہ کے (یعنی میرے) گھر والے اس وقت غفلت میں ہوں گے پھر فرمایا اے باندی! دیکھو کیا سورج نکل آیا ہے؟ اس نے کہا نہیں پھر جب اس کو تیسری مرتبہ کہا دیکھو کیا سورج نکل آیا ہے؟ تو اس نے کہا جی ہاں۔ اس پر انہوں نے کہا الحمد لله الذی وھبنا ھذا الیوم واقالنا فیه عثر اتنا احسبه قال ولم یعذبنا بالنار ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں یہ دن عطا فرمایا اور اس نے اس دن میں ہماری تمام لغزشیں معاف فرمادیں (تبھی تو ہمیں لغزشوں کے باوجود زندہ رکھا ہوا ہے) راوی کہتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس نے ہمیں (لغزشوں کی وجہ سے) آگ سے عذاب نہیں دیا۔''

[عند الطبرانی ایضاً قال الهیثمی ۱۰/ ۱۱۸ رجاله رجال الصحیح]

حضرت سلیم بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بازار کے دروازے کے پاس آئے اور یہ دعا پڑھی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِهَا وَخَیْرِ اَهْلِهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا))

''اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی خیر اور بازار والوں کی خیر مانگتا ہوں اور اس بازار کے شر اور بازار والوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

[عند الطبرانی ایضاً قال الهیثمی ۱۰/ ۱۲۰ رواه الطبرانی موقوفاً و رجاله رجال الصحیح غیر سلیم بن حنظله وهو ثقة]

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰاتِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا اَذْرَتْ اَسْئَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِیْهَا))

''اے اللہ! جو کہ تمام آسمانوں کا اور جن پر آسمانوں نے سایہ ڈالا ہے اور تمام چیزوں کا

رب ہے جو کہ شیطانوں کا اور جن کو شیطانوں نے گمراہ کیا ہے ان سب کا رب ہے اور جو کہ ہواؤں کا اور ان تمام چیزوں کا رب ہے جنہیں ہواؤں نے اڑایا ہے۔ میں تجھ سے اس بستی کی خیر اور جو کچھ اس بستی میں ہے اس سب کی خیر مانگتا ہوں اور اس کے شر سے اور جو کچھ اس بستی میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

[عند الطبرانی ایضاً قال الهیثمی ۱۰/ ۱۳۵ رجاله رجال الصحیح الا ان قتادہ لم یدرک ابن مسعود۔ انتهی]

حضرت ثور بن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ قَدْنَامَتِ الْعُیُوْنُ وَغَارَتِ النُّجُوْمُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ اَللّٰهُمَّ طَلَبِیْ لِلْجَنَّةِ بَطِیْءٌ وَهَرَبِیْ مِنَ النَّارِ ضَعِیْفٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ عِنْدَكَ هُدًی تَرُدُّهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ))

"اے اللہ! آنکھیں سوچکی ہیں اور ستارے غروب ہو گئے ہیں اور تو ہمیشہ زندہ رہنے والا اور ساری کائنات کو قائم رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! میرے اندر جنت کی طلب بہت سست ہے اور مجھ میں دوزخ کی آگ سے بھاگنے کا جذبہ بالکل کمزور ہے اے اللہ! مجھے اپنے پاس سے ایسی ہدایت عطا فرما جو قیامت تک چلتی رہے بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔"

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۳۳ اخرجه الطبرانی و اسنادهم منقطع کما قال الهیثمی ۱۰/ ۱۸۵]

بنو نجار کی ایک عورت کہتی ہیں مسجد کے اردگرد کے گھروں میں میرا گھر سب سے اونچا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ روزانہ صبح کو فجر کی اذان میرے گھر کی چھت پر دیا کرتے تھے سحری کے وقت آ کر چھت پر بیٹھ کر صبح صادق کا انتظار کرتے۔ جب صبح صادق نظر آتی تو انگڑائی لیتے پھر یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اَحْمَدُكَ وَاَسْتَعِیْنُكَ عَلٰی قُرَیْشٍ اَنْ یُّقِیْمُوْا دِیْنَكَ))

"اے اللہ! میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش کے لیے تجھ سے مدد مانگتا ہوں تا کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں۔"

پھر وہ اذان دیتے مجھے بالکل یاد نہیں کہ کسی رات حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ دعائیہ کلمات (اذان سے پہلے) چھوڑے ہوں۔

[اخرجه ابن اسحق من طريق عروة و رواه ابو داؤد من حديثه منفردا به كذا فى البداية ۳/ ۲۳۳]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ہند کہتی ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْعَنْ سَيِّئَاتِیْ وَاَعْذِرْنِیْ بِعِلَّاتِیْ))

''اے اللہ! میری برائیوں سے درگذر فرما اور میری بیماریوں کی وجہ سے مجھے معذور قرار دے۔''

[اخرجه الطبرانی قال الهيثمی ۱۰/ ۱۲۵ سنده لم اعرفها و بقية رجاله رجال الصحيح]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ غِنَی الْاَهْلِ وَالْمَوَالِیْ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ تَدْعُوَ عَلَیَّ رَحِمٌ قَطَعْتُهَا))

''اے اللہ! میں تجھ سے اہل وعیال کے اور تمام متعلقین کے غنا کو مانگتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں رشتہ توڑوں اور وہ رشتہ میرے لیے بددعا کرے۔'' [اخرجه الطبرانی قال الهيثمی ۱۰/ ۱۲۵ اسناده جيد]

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ هَبْ لِیْ حَمْدًا وَهَبْ لِیْ مَجْدًا لَا مَجْدَ اِلَّا بِفِعَالٍ وَلَا فِعَالَ اِلَّا بِمَالٍ اَللّٰهُمَّ لَا يُصْلِحُنِی الْقَلِيْلُ وَلَا اَصْلُحُ عَلَيْهِ))

''اے اللہ! مجھے تعریف عطا فرما اور مجھے بزرگی عطا فرما اور بزرگی کسی بڑے کام کے ذریعے سے ہی حاصل ہوسکتی ہے اور کوئی بڑا کام مال کے ذریعہ سے ہی ہوا کرتا ہے اے اللہ! تھوڑا مال میرے حالات درست نہیں کرسکتا اور نہ ہی تھوڑے مال سے میں درست رہ سکتا ہوں (لہٰذا تو اپنی شان کے مطابق اپنے خزانوں میں سے عطا فرما)''

[اخرجه ابن سعد ۳/ ۶۱۴]

حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ تَفْرِقَۃِ الْقَلْبِ))

"اے اللہ! میں دل کے بکھر جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

کسی نے پوچھا دل کے بکھر جانے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے میرے لیے ہر وادی میں کچھ مال رکھ دیا جائے (اور مجھے ہر وادی میں جا کر اپنے مقدر کا مال جمع کرنا پڑے۔) [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۱۹]

حضرت اسماعیل بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنِیْ مَعَ الْاَبْرَارِ وَلَا تُبْقِنِیْ مَعَ الْاَشْرَارِ))

"اے اللہ مجھے نیک لوگوں کے ساتھ موت دے اور مجھے برے لوگوں کے ساتھ باقی نہ رکھ۔"

حضرت لقمان بن عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ لَا تَبْتَلِیْنِیْ بِعَمَلِ سُوْءٍ فَاُدْعٰی بِہٖ رَجُلَ سُوْءٍ))

"اے اللہ! مجھے کسی برے عمل میں مبتلا نہ فرما ورنہ مجھے برا آدمی کہہ کر پکارا جائے گا۔"

[عند ابی نعیم ایضاً ۱/ ۲۲۰]

حضرت حسان بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ تَلْعَنَنِیْ قُلُوْبُ الْعُلَمَاءِ))

"اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ علماء کے دل مجھ پر لعنت کریں۔"

کسی نے پوچھا ان کے دل آپ کو کیسے لعنت کریں گے؟ فرمایا ان کے دل مجھے ناپسند کرنے لگیں۔ [عند ابی نعیم ایضاً ۱/ ۲۲۳]

حضرت عبداللہ بن یزید بن ربیعہ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شروع رات میں مسجد گیا وہاں میرا گذر ایک آدمی پر ہوا جو سجدے میں یہ کہہ رہا تھا:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ خَائِفٌ مُّسْتَجِیْرٌ فَاَجِرْنِیْ مِنْ عَذَابِکَ وَسَائِلٌ فَقِیْرٌ فَارْزُقْنِیْ مِنْ فَضْلِکَ لَامُذْنِبٌ فَاَعْتَذِرُ وَلَا ذُوْقُوَّۃٍ فَاَنْتَصِرُ وَلٰکِنَّ مُذْنِبٌ مُّسْتَغْفِرٌ))

''اے اللہ! میں ڈرنے والا اور پناہ مانگنے والا ہوں لہٰذا مجھے اپنے عذاب سے پناہ دے اور مانگنے والا فقیر ہوں لہٰذا اپنے فضل سے روزی عطا فرما اور جو گناہ مجھ سے ہوئے ہیں ان کے بارے میں میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسے میں تیرے سامنے پیش کر سکوں اور نہ میں ایسا طاقتور ہوں کہ تجھ سے خود کو بچا سکوں بلکہ میں تو سراپا گناہ گار ہوں اور تجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوں۔''

راوی کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء کو یہ دعائیہ کلمات بہت پسند آئے اور وہ اپنے ساتھیوں کو یہ کلمات سکھانے لگے۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۲۲۴]

حضرت ثمامہ بن حزن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک بڑے میاں کو بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ لَا يَخۡطِلُهٗ شَيۡءٌ))

''اے اللہ! میں اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کے ساتھ کچھ بھی خیر ملا ہوا نہ ہو یعنی خالص شر ہو۔''

میں نے پوچھا یہ بڑے میاں کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہیں۔

[اخرجه البخارى فى الادب المفرد ۹۹]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تو میرے بھائی عبداللہ بن رواحہ کے سامنے میرا ایسا کوئی عمل پیش کرے جس سے وہ شرمندہ ہوں (حضرت ابن رواحہ ان کے جاہلیت میں بھائی تھے اور ان کی دعوت پر مسلمان ہوئے تھے۔)

[اخرجه الحاكم كذا فى الكنز ۱/ ۳۰۶]

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما صفا پر یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اَعۡصِمۡنِیۡ بِدِيۡنِكَ وَطَوَاعِيَتِكَ وَطَوَاعِيَةِ رَسُوۡلِكَ اَللّٰهُمَّ جَنِّبۡنِیۡ حُدُوۡدَكَ اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡنِیۡ مِمَّنۡ يُّحِبُّكَ وَيُحِبُّ مَلَائِكَتَكَ وَيُحِبُّ رُسُلَكَ وَيُحِبُّ عِبَادَكَ الصَّالِحِيۡنَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبۡنِیۡ اِلَيۡكَ وَاِلٰی مَلَائِكَتِكَ وَاِلٰی رُسُلِكَ وَاِلٰی عِبَادِكَ الصَّالِحِيۡنَ اَللّٰهُمَّ

يَسِّرْنِي لِلْيُسْرٰى وَجَنِّبْنِي الْعُسْرٰى وَاغْفِرْلِي فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى وَاجْعَلْنِي مِنْ اَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اَللّٰهُمَّ اِذْ هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ فَلَا تَنْزِعْنِيْ مِنْهُ وَلَا تَنْزِعْهُ مِنِّيْ حَتّٰى تَقْبِضَنِيْ وَاَنَا عَلَيْهِ))

''اے اللہ! اپنے دین کے ذریعہ سے اور اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے ذریعہ سے میری حفاظت فرما اے اللہ! مجھے اپنے حرام کردہ کاموں سے بچا۔ اے اللہ! مجھ کو ان لوگوں میں سے بنا دے جو تجھ سے تیرے فرشتوں سے تیرے رسولوں سے اور تیرے نیک بندوں سے محبت کرتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے اپنا اور اپنے فرشتوں کا اور اپنے رسولوں کا اور اپنے نیک بندوں کا محبوب بنا دے۔ اے اللہ! مجھے نیکی کی توفیق عطا فرما اور برائی سے محفوظ فرما اور دنیا و آخرت میں میری مغفرت فرما اور مجھے متقیوں کا امام بنا۔ اے اللہ! تو نے قرآن میں فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا اور تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اے اللہ! جب تو نے مجھے اسلام کی ہدایت دے دی ہے تو مجھے اسلام سے نہ نکال اور نہ اسے مجھ سے چھین بلکہ جب تو میری روح قبض کرے تو میں اسلام پر ہوں۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما صفا و مروہ پر اور عرفات و مزدلفہ میں اور منیٰ کے دو جمروں کے درمیان اور طواف میں اپنی لمبی دعا کے ساتھ یہ دعا بھی مانگتے تھے۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۳۰۸]

حضرت عبداللہ بن سبرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ اَعْظَمِ عِبَادِكَ عِنْدَكَ نَصِيْبًا فِيْ كُلِّ خَيْرٍ تَقْسِمُهُ الْغَدَاةَ وَنُوْرًا تَهْدِيْ بِهٖ وَرَحْمَةً تَنْشُرُهَا وَرِزْقًا تَبْسُطُهٗ وَضُرًّا تَكْشِفُهٗ وَبَلَاءً تَرْفَعُهٗ وَفِتْنَةً تَصْرِفُهَا))

''اے اللہ! مجھے اپنے ان بندوں میں سے بنا کہ آج صبح تو جتنی خیریں تقسیم کرے گا ان کا ان خیروں میں تیرے نزدیک سب سے زیادہ حصہ ہو اور جس نور کے ذریعہ تو ہدایت دیتا ہے اور جس رحمت کو تو پھیلاتا ہے اور جس رزق کو تو وسعت دیتا ہے اور جس

تکلیف کو تو دور کرتا ہے اور جس آزمائش کو تو ہٹاتا ہے اور جس فتنے کو تو پھیر دیتا ہے سب چیزیں انہیں سب سے زیادہ حاصل ہوں۔"

[اخرجه ابو نعيم فی الحلية ۱/ ۳۰۴ اخرج الطبرانی عنه بنحوه قال الهیثمی ۱۰/ ۱۸۴ و رجاله رجال الصحیح]

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اَنْ تَجْعَلَنِیْ فِیْ حِرْزِكَ وَحِفْظِكَ وَجِوَارِكَ وَتَحْتَ كَنَفِكَ))

"اے اللہ! میں تیری ذات کے اس نور کے واسطہ سے جس کی وجہ سے سارے آسمان اور زمین روشن ہو گئے تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنے حفظ و امان میں اپنی پناہ میں اپنے سایہ کے نیچے لے لے۔"

حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ بِخَیْرٍ))

"اے اللہ! تو نے مجھے جو کچھ دیا ہے اس پر مجھے قناعت نصیب فرما اور اس میں برکت نصیب فرما اور میری جتنی چیزیں اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں بلکہ غائب ہیں ان سب چیزوں میں تو خیر کے ساتھ میرا خلیفہ بن جا انہیں اچھی طرح سنبھال لے۔"

[اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۱۰۱]

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَةَ مُحَمَّدِنِ الْكُبْرٰی وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْیَا وَاَعْطِهٖ سُؤْلَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی كَمَا اٰتَیْتَ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ))

"اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت کبریٰ قبول فرما اور ان کے بلند درجے کو اور اونچا فرما اور انہوں نے آپ سے جو کچھ مانگا ہے وہ سب کچھ انہیں دنیا اور آخرت میں عطا

فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کو عطا فرمایا۔"

[اخرجه اسمٰعيل القاضى قال ابن كثير فى تفسيره ٣/ ٥١٣ اسناده جيد قوى صحيح۔ انتهى]

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ وَالْقَدْرِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظْرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَاءِكَ فِیْ غَيْرِ ضَرَّاءِ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ))

"اے اللہ میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ میں تیری ہر تقدیر اور فیصلے پر راضی رہا کروں اور موت کے بعد مجھے عمدہ زندگی نصیب ہو اور تیرے دیدار کی لذت حاصل ہو اور مجھے تیری ملاقات کا شوق نصیب ہو اور تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنہ سے میری حفاظت ہو۔"

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام دعائیں مانگا کرتے تھے۔

[اخرجه الطبرانى قال الهيثمى ١٠/ ١٧٧ رواه الطبرانى فى الاوسط و الكبير و رجالهما ثقات۔ انتهى]

حضرت مقبری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مروان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مرض الوفات میں ان کے پاس گیا اور اس نے کہا اے ابو ہریرہ! اللہ آپ کو شفاء عطا فرمائے۔ انہوں نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّ لِقَاءَكَ فَاَحِبَّ لِقَائِیْ))

"اے اللہ! میں تیری ملاقات کو محبوب رکھتا ہوں تو میرے سے ملاقات کو محبوب بنا لے۔"

چنانچہ وہاں سے چل کر مروان ابھی اصحاب القطا مقام تک نہیں پہنچا تھا کہ پیچھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ [اخرجه ابن سعد ٤/ ٣٣٩]

حضرت عبداللہ بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سال یا مہینہ کے شروع ہونے پر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ

وَرِضْوَانٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ وَجَوَارٍ مِّنَ الشَّیْطٰنِ))
''اے اللہ! اس سال اور مہینے کو امن' ایمان' سلامتی' اسلام' رحمان کی رضا اور شیطان سے پناہ کے ساتھ ہم پر داخل فرما۔'' [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهيثمی ۱۰/ ۱۳۹ و اسناده حسن و فی هامشه عن ابن حجر فيه رشدين بن سعد وهو ضعيف]

حضرت ابو امامہ بن سہل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا صحابہ رضی اللہ عنہم جب کسی بستی کے پاس پہنچتے یا اس میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:
((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِيْهَا رِزْقًا))
''اے اللہ! اس بستی میں ہمارے لیے رزق مقدر فرما۔''
وہ یہ دعا کس ڈر سے پڑھا کرتے تھے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بستی کے والی کے ظلم کا اور بارش نہ ہونے کا ڈر ہوتا تھا۔

[اخرجه البزار قال الهيثمی ۱۰/ ۱۳۵ رجاله رجال الصحيح غير قيس بن سالم وهو ثقه انتهى]

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ جب اپنے بھائی کے لیے دعا کرتے تو یہ کہتے اللہ اس پر ان نیک لوگوں والی رحمتیں نازل فرما جو ظالم اور بدکار نہیں جو رات بھر عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ [اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۹۳]

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب بادل گرجنے کی آواز سنتے تو بات کرنا چھوڑ دیتے اور یہ پڑھتے:
((سُبْحَانَ الَّذِیْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ))
''وہ ذات پاک ہے جس کے خوف سے رعد فرشتہ اور دوسرے فرشتے اس کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں۔''
پھر فرماتے یہ زمین والوں کے لیے اللہ کی طرف سے دھمکی ہے۔

[اخرجه البخاری فی الادب المفرد ۱۰۶ و اخرجه مالك ايضاً عن ابن الزبير مثله كما فی المشكوة ولا انه لم يذكر من قوله ثم يقول الى آخره]

❀❀❀

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک دوسرے کے لیے دعائیں

حضرت محمد' حضرت طلحہ' حضرت مہلب' حضرت عمرو اور حضرت سعید رحمہم اللہ کہتے ہیں حضرت سماک بن مخرمہ' حضرت سماک بن عبید اور حضرت سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وفد بن کر آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ آپ لوگوں میں برکت عطا فرمائے اے اللہ! ان کے ذریعہ سے اسلام کو بلند فرما اور ان کے ذریعہ سے اسلام کو مضبوط فرما۔

[اخرجه ابن عساكر عن سيف بن عمر كذا في المنتخب ۵/ ۱۳۱]

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب میرے والد (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ) کی بینائی چلی گئی تو میں ان کا رہبر ہوا کرتا تھا۔ جب میں ان کے ساتھ جمعہ کے لیے جاتا اور وہ اذان سنتے تو حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کرتے اور ان کے لیے دعا کرتے میں نے ان سے پوچھا اے ابا جان! کیا بات ہے آپ جب اذان سنتے ہیں تو ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کرتے ہیں اور ان کے لیے دعائے خیر اور دعائے رحمت کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اے میرے بیٹے! انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے ہمیں سب سے پہلے جمعہ پڑھایا تھا اور یہ جمعہ انہوں نے بقیع الخضمات بستی میں بنو بیاضہ قبیلہ کے پتھریلے میدان کے اس حصہ میں پڑھایا تھا جہاں نبیت قبیلہ کو شکست ہوئی تھی میں نے پوچھا اس دن آپ لوگ کتنے تھے؟ فرمایا ہم چالیس آدمی تھے۔

[اخرجه ابن ابی شيبة و الطبرانی و ابو نعيم فی المعرفة كذا فی المنتخب ۵/ ۱۳۶]

بنو بکر بن وائل کے ایک صاحب کہتے ہیں میں بجستان میں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ میں حضرت علی' حضرت عثمان' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کی رائے معلوم کرنے کے لیے ان سب حضرات کے کچھ عیب بیان کرنے لگا۔ اس پر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی اے اللہ! عثمان کی مغفرت فرما اور علی بن ابی طالب کی مغفرت فرما اور طلحہ بن عبید اللہ کی مغفرت فرما اور زبیر بن عوام کی مغفرت فرما پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہارا باپ نہ رہے کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں آپ کو قتل کرنا نہیں چاہتا بلکہ ان حضرات کے بارے میں آپ کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

انہوں نے فرمایا ان لوگوں نے اللہ کے کرم سے شروع اسلام میں بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں (اور ان سے کچھ لغزشیں اختلاف وغیرہ بھی ہوئی ہیں) اب اللہ کی مرضی ہے چاہے تو ان کے کارناموں کی وجہ سے ان کی چھوٹی موٹی لغزشیں معاف فرمادے اور چاہے تو انہیں عذاب دے۔ ان کا حساب تو اللہ کے ذمہ ہے (ہمارے ذمہ نہیں ہے) [اخرجه ابن سعد ۴/ ۲۲۳]

❀❀❀

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح جمعوں میں' جماعتوں میں' حج اور غزوات میں اور تمام حالات میں بیان کیا کرتے تھے اور لوگوں کو اللہ کا حکم ماننے کی ترغیب دیا کرتے تھے چاہے اللہ کے حکم مشاہدہ اور تجربہ کے خلاف کیوں نہ ہوں اور کس طرح لوگوں کے دلوں میں دنیا اور اس کی فانی لذتوں کی بے رغبتی اور آخرت اور اس کی ہمیشہ رہنے والی لذتوں کا شوق پیدا کیا کرتے تھے اور گویا کہ وہ پوری امت مسلمہ کو' مالدار اور غریب کو' خواص اور عوام کو اس بات پر کھڑا کرتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو احکام ان کی طرف متوجہ ہیں وہ اپنی جان لگا کر اپنا مال خرچ کر کے ان احکام کو پورا کریں اور وہ امت مسلمہ کو فانی مال اور ختم ہو جانے والے سامان پر کھڑا نہیں کرتے تھے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا بیان

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں سب سے پہلا بیان فرمایا اس کی صورت یہ ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پہلے اللہ کی شان کے مطابق حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا امابعد اے لوگو! اپنے لیے (آخرت میں کام آنے کے لیے نیک اعمال کا ذخیرہ) آگے بھیجو تم اچھی طرح جان لو تم میں سے ہر آدمی نے ضرور مرنا ہے اور اپنی بکریاں بغیر چرواہے کے چھوڑ کر چلے جانا ہے پھر اس کے اور اس کے رب کے درمیان نہ کوئی ترجمان ہوگا اور نہ کوئی دربان۔ اور اس کا رب اس سے پوچھے گا کیا میرے رسول نے تیرے پاس آ کر میرا دین نہیں پہنچایا تھا؟ کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا؟ اور تجھ پر فضل واحسان نہیں کیا تھا؟ اب بتا تو نے اپنے لیے یہاں آگے کیا بھیجا ہے؟ چنانچہ وہ دائیں بائیں دیکھے گا تو اسے کوئی چیز نظر نہ آئے گی پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے گا لہٰذا تم میں سے جو اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی بچا سکتا ہے اسے چاہئے کہ وہ یہ ٹکڑا دے کر ہی خود کو بچالے اور جسے اور کچھ نہ ملے تو وہ اچھی بات بول کر ہی خود کو بچالے کیونکہ آخرت میں نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملے گا۔ والسلام علی رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پھر بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا بات یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے مدد طلب کرتا ہوں ہم اپنے نفس کے اور برے اعمال کے شرور سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے وہ آدمی کامیاب ہو گیا جس کے دل کو اللہ نے قرآن سے مزین کیا اور اسے کفر کے بعد اسلام میں داخل کیا اور اس آدمی نے باقی تمام لوگوں کے کلام کو چھوڑ کر اللہ کی کتاب کو اختیار کیا یہ اللہ کی کتاب سب سے عمدہ اور سب سے زیادہ بلیغ کلام ہے جو اللہ سے محبت کرے تم اس سے

محبت کرو اور تم اللہ سے محبت اس طرح کرو کہ سارے دل میں رچ جائے اور اللہ کے کلام اور اس کے ذکر سے مت اکتاؤ اور قرآن سے اعراض نہ کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ (اعمال میں سے) جو کچھ پیدا کرتے ہیں اس میں سے بعض (اعمال) کو چن لیتے ہیں پسند کر لیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا نام پسندیدہ عمل' پسندیدہ عبادت' نیک کلام اور لوگوں کو حلال وحرام والا جو دین دیا گیا ہے اس میں سے نیک عمل رکھا ہے لہٰذا تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اس سے ایسے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم لوگ اپنے منہ سے جو نیک اور بھلی باتیں بولتے ہو ان میں تم اللہ سے سچ کہو اور اللہ کی رحمت کی وجہ سے تم ایک دوسرے سے محبت کرو اللہ تعالیٰ اس بات سے ناراض ہوتے ہیں کہ ان سے جو عہد کیا جائے اسے توڑا جائے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

[اخرج البیھقی و ھذا الطریق مرسلة كذا فی البدایة ۳/ ۲۱۴ و قد اخرج ابن عساکر عن انس رضی اللہ عنہ اول خطبة خطبها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بالفاظ اخری مختصراً كما تقدم]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ

حضرت سعید بن عبدالرحمٰن جمحی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بنو سالم بن عوف رضی اللہ عنہ کے محلہ میں جو سب سے پہلا جمعہ پڑھا تھا اس میں یہ خطبہ دیا تھا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں میں اس کی تعریف کرتا ہوں اس سے مدد مانگتا ہوں اس سے مغفرت چاہتا ہوں اور اس سے ہدایت طلب کرتا ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں اور اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ جو اس کا انکار کرتا ہے اس سے دشمنی رکھتا ہوں۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں' انہیں اللہ نے ہدایت' نور اور نصیحت دے کر اس وقت بھیجا جب کہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور علم بہت کم ہو گیا تھا اور لوگ گمراہ ہو چکے تھے اور زمانے میں خیر و برکت نہیں رہی تھی اور قیامت قریب آ چکی تھی اور دنیا کا مقررہ وقت پورا ہونے والا تھا اب جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ ہدایت والا ہو گا اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے گا وہ بھٹکا ہوا اور کوتاہی کا مرتکب ہو گا اور بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے گا۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی

وصیت کرتا ہوں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جن باتوں کی تاکید کرتا ہے ان میں سے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ اسے آخرت کی ترغیب دے اور اللہ سے ڈرنے کا حکم دے لہٰذا تم ان تمام کاموں سے بچو جن کے بارے میں تمہیں اللہ نے اپنی ذات سے ڈرایا ہے اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں اس سے بہتر کوئی یاددہانی نہیں۔ اپنے رب سے ڈر کر تقویٰ پر عمل کرنا ان تمام چیزوں کے حاصل ہونے کے لیے سچا مددگار ہے جنہیں تم آخرت میں چاہتے ہو اور جو محض اللہ کی رضا کی نیت سے لوگوں کے سامنے بھی اور ان سے چھپ کر بھی اپنے اور اپنے رب کے درمیان کے معاملے کو ٹھیک کر لے گا تو یہ اس کے لیے دنیا میں ذکر خیر کا ذریعہ ہو گا اور موت کے بعد ذخیرہ آخرت ہو گا جبکہ آدمی کو آگے بھیجے ہوئے اپنے اعمال کی بہت زیادہ ضرورت ہو گی اور جو اپنے اور اپنے رب کے درمیان کے معاملے کو ٹھیک نہیں کرے گا وہ تمنا کرے گا کہ کاش میرے اور میرے آگے بھیجے ہوئے برے اعمال میں بہت زیادہ مسافت ہوتی اور اللہ تمہیں اپنی ذات (کے غصہ اور سزا) سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر بہت مہربان ہے۔ اللہ اپنی ہر بات کو سچ کر دکھاتے ہیں اور اپنے وعدے کو پورا کرتے ہیں ان کے وعدے کے خلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴾ [سورۃ ق آیت ۲۹]

"میرے ہاں (وہ) بات (وعید مذکور کی) نہیں بدلی جاوے گی اور میں (اس تجویز میں) بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔"

لہٰذا دنیا و آخرت کے تمام معاملات میں خفیہ اور اعلانیہ طور سے اللہ سے ڈرو کیونکہ جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی تمام برائیوں کو مٹا دے گا اور اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا اور جو اللہ سے ڈرے گا اسے بہت بڑی کامیابی ملے گی اور اللہ کا ڈر ہی اس کے غصہ اس کی سزا اور ناراضگی سے بچاتا ہے اور اللہ کے ڈر سے ہی چہرے (قیامت کے دن) سفید ہوں گے اور رب عظیم راضی ہوں گے اور درجے بلند ہوں گے لہٰذا تم تقویٰ میں سے پورا حصہ لو اور اللہ کی جناب میں کوتاہی نہ کرو اللہ نے تمہیں اپنی کتاب کا علم عطا فرمایا ہے اور اپنا راستہ تمہارے لیے واضح کیا ہے تاکہ اللہ کو سچوں اور جھوٹوں کا پتہ چل جائے اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو جیسے اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھو اور اللہ کے دین کے لیے خوب محنت کرو جیسا کہ محنت

کرنے کا حق ہے۔ اسی نے تمہیں چنا ہے اور اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تاکہ جسے گمراہ ہو کر برباد ہونا ہے وہ دلیل اور نشانی دیکھ کر پھر برباد ہو اور جسے ہدایت پا کر حقیقی زندگی حاصل کرنی ہے وہ دلیل اور نشانی دیکھ کر حاصل کرے اور نیکیاں کرنے کی طاقت صرف اللہ سے ہی ملتی ہے۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور آج کے بعد والی زندگی یعنی آخرت کے لیے عمل کرو جو اپنے اور اللہ کے تعلق کو ٹھیک کر لے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے معاملات کو خود ٹھیک کر دیں گے کیونکہ اللہ کا فیصلہ لوگوں پر چلتا ہے اور لوگوں کا فیصلہ اللہ پر نہیں چلتا۔ اللہ لوگوں کی ہر چیز کے مالک ہیں اور لوگ اللہ کے ہاں کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ سب سے بڑے ہیں اور اللہ عظیم سے ہی نیک کرنے کی طاقت ملتی ہے۔ [اخرجه ابن جرير ۲/ ۱۱۵ قال في البداية ۳/ ۲۱۳ هكذا ابن جرير و في السند ارسال۔ انتهى و ذكره ايضاً القرطبي في تفسيره ۱۸/ ۹۸ بنحوه مطولا بلا اسناد]

غزوات میں حضور ﷺ کے بیانات

نبی کریم ﷺ کے صحابی حضرت جدار ؓ فرماتے ہیں ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے۔ جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! تم سبز، زرد اور سرخ رنگ کی مختلف نعمتوں والے ہو گئے ہو اور تمہارے گھروں اور قیام گاہوں میں بہت قسم کی نعمتیں ہیں۔ جب تم دشمن سے لڑو تو قدم قدم آگے بڑھو کیونکہ جب بھی کوئی آدمی اللہ کے راستے میں دشمن پر حملہ کرتا ہے تو دو حوریں اس کی طرف جھپٹتی ہیں اور جب وہ شہید ہوتا ہے تو خون کے پہلے قطرے کے زمین پر گرتے ہی اللہ تعالیٰ اس کے ہر گناہ کو معاف کر دیتے ہیں اور یہ دونوں حوریں اس کے منہ سے غبار کو صاف کرتی ہیں اور کہتی ہیں تمہارا وقت آ گیا ہے وہ ان سے کہتا ہے تم دونوں کا وقت بھی آ گیا ہے۔

[اخرجه الطبراني و البزار قال الهيثمي ۵/ ۲۷۵ و فيه العباس بن الفضل الانصاري وهو ضعيف]

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ غزوہ تبوک کے سفر میں حجر مقام میں ٹھہرے وہاں آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں بیان فرمایا اور فرمایا اے لوگو! تم اپنے نبی سے معجزوں کا مطالبہ نہ کرو یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کی جگہ ہے۔ انہوں نے اپنے نبی سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے لیے (معجزے کے طور پر) ایک اونٹنی بھیجیں۔ حضرت صالح نے ان کا یہ مطالبہ پورا کر دیا

چنانچہ وہ اونٹنی اس وسیع اور کشادہ راستہ سے پانی پینے آتی تھی اور اپنی باری کے دن وہ اس کا سارا پانی پی جاتی تھی اور جتنا دودھ پانی کے ناغہ والے دن دیتی تھی اتنا ہی پانی کی باری والے دن بھی دیتی تھی۔ پھر اسی وسیع راستے سے واپس چلی جاتی تھی پھر انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ اللہ نے انہیں تین دن کی مہلت دی اور اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا پھر ان پر (ایک فرشتے کی) چیخ آئی اور اس قوم کے جتنے آدمی آسمان اور زمین کے درمیان تھے ان سب کو اللہ نے اس چیخ سے ہلاک کر دیا صرف ایک آدمی بچا جو اس وقت اللہ کے حرم میں تھا۔ وہ اللہ کے حرم کی وجہ سے اللہ کے عذاب سے بچ گیا۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ابو رغال۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۷/۳۸ رواه الطبرانی فی الاوسط و البزار و احمد بنحوه ورجال احمد رجال الصحیح - انتهی]

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ غزوہ تبوک کے دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! میں تمہیں اسی بات کا حکم دیتا ہوں جس کا اللہ تمہیں حکم دیتے ہیں اور اسی چیز سے تمہیں روکتا ہوں جس سے اللہ تمہیں روکتے ہیں' لہٰذا روزی کی تلاش میں درمیانہ راستہ اختیار کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں ابو القاسم کی جان ہے! تم میں سے ہر آدمی کو اس کی روزی ایسے ڈھونڈتی ہے جیسے اسے اس کی موت ڈھونڈتی ہے۔ اگر تمہیں روزی میں کچھ مشکل پیش آئے تو اللہ کی اطاعت والے اعمال (تلاوت دعا ذکر توبہ استغفار وغیرہ) کے ذریعہ آسانی طلب کرو۔ [اخرجه الطبرانی فی الکبیر کذا فی الترغیب ۳/۱۹۱]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اب تم ہر ایک سے اپنے ہتھیار روک لو اور کسی پر ہتھیار نہ چلاؤ! البتہ قبیلہ خزاعہ والے قبیلہ بنو بکر پر ہتھیار اٹھا سکتے ہیں' چنانچہ آپ ﷺ نے بنو خزاعہ کو ہتھیار اٹھانے کی اجازت دے دی لیکن جب عصر کی نماز پڑھ لی تو قبیلہ خزاعہ سے فرمایا اب تم بھی ہتھیار روک لو۔ اگلے دن مزدلفہ میں خزاعہ کے ایک آدمی کو بنو بکر کا ایک آدمی ملا۔ اس نے بنو بکر کا وہ آدمی قتل کر دیا۔ حضور ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ بیان کے لیے کھڑے ہوئے۔ راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ اپنی کمر سے بیت اللہ کے ساتھ سہارا لگائے کھڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے اللہ کا سب سے زیادہ دشمن وہ ہے جو حرم میں کسی کو قتل کرے یا اپنے قاتل کے علاوہ کسی

اور کو قتل کرے یا زمانہ جاہلیت کے قتل کے بدلے میں قتل کرے۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا بیشک فلاں آدمی میرا بیٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو اپنا بیٹا بنا لینا اسلام میں (جائز) نہیں ہے۔ جاہلیت کی تمام باتیں اب ختم ہو چکی ہیں۔ اولاد عورت کے خاوند کی ہوگی (اگر وہ عورت باندی ہے تو اس کی اولاد باندی کے آقا کی ہوگی) اور زنا کرنے والے مرد کے لیے اثلب ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا اثلب کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پتھر (یعنی زنا کار کو پتھر مار مار کر مار دیا جائے گا) اور فرمایا فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور ایسے ہی عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ کسی عورت کی خالہ یا پھوپھی نکاح میں ہو تو اب اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۱۷۸/۲ رجاله ثقات و فی الصحیح منه النهی عن الصلاة بعد الصبح و فی السنن بعضه۔ انتهی]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن بیت اللہ کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے ہی تمام لشکروں کو شکست دی۔ غور سے سنو! خطاء مقتول وہ ہوگا جو کوڑے یا لاٹھی سے قتل ہوا ہو اس کا خون بہا سو اونٹ ہیں جن میں چالیس گابھن اونٹنیاں بھی ہوں۔ توجہ سے سنو! جاہلیت کی ہر فخر کی چیز اور جاہلیت کے زمانہ کا ہر خون میرے ان دو قدموں کے نیچے رکھا ہوا ہے البتہ بیت اللہ کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانے کا کام جاہلیت میں جن کے پاس تھا میں نے اب بھی انہیں کے پاس باقی رہنے دیا ہے۔

[اخرجه ابن ماجه]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اپنی قصواء اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی جس کا سرا مڑا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیت اللہ کے کونوں کا بوسہ لے رہے تھے۔ مسجد حرام میں اونٹنی کے لیے بیٹھنے کی جگہ (نہ ملی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی سے اترے تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی کو پانی بہنے کی جگہ کے درمیان لے گئے اور اسے وہاں بٹھا دیا پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر لوگوں میں بیان فرمایا' پہلے اللہ کی شان کے مطابق حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! جاہلیت کے زمانے

میں لوگ کبر و نخوت میں مبتلا تھے اور اپنے آباء و اجداد کے کارناموں کی بناء پر خود کو بڑا سمجھتے تھے۔ اب اللہ نے یہ تمام باتیں ختم کر دی ہیں۔ لوگ دو طرح کے ہیں ایک نیک متقی اور پرہیزگار جو کہ اللہ کے ہاں عزت و شرافت والے ہوتے ہیں دوسرے بدکار بدبخت جن کی اللہ کے ہاں کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾

[سورۃ حجرات آیت ۱۳]

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

[اخرجه ابن ابی حاتم و هكذا رواه عبد بن حميد كما فی التفسير لابن كثير ۴/ ۲۱۸]

رمضان کی آمد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیانات

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں میں بیان فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا اور مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات (شب قدر) ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کے

معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا۔ روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ایک کھجور سے کوئی افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام (وخادم) کے بوجھ کو ہلکا کر دے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی عطا فرماتے ہیں اور اس میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزوں سے تم اللہ کو راضی کرلو گے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ وہ دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو گے وہ کلمہ شہادت اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔

[اخرجه ابن خزيمة قال المنذرى فى الترغيب ۲/ ۲۱۸ رواه ابن خزيمة فى صحيحه ثم قال صح الحبر و رواه من طريق البيهقى و رواه ابو الشيخ ابن حبان فى الثواب باختصار عنهما۔ انتهى و اخرجه ايضاً ابن النجار بطوله كما فى الكنز ۴/ ۳۲۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ماہ رمضان قریب آ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کے وقت مختصر بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا رمضان تمہارے سامنے آ گیا ہے اور تم اس کا استقبال کرنے والے ہو۔ غور سے سنو! رمضان کی پہلی رات میں ہی اہل قبلہ (مسلمانوں) میں سے ہر ایک کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ [اخرجه ابن النجار كذا فى الكنز ۴/ ۳۲۵]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے دشمن جنات (شیاطین) سے خود ہی نمٹ لیا ہے (کیونکہ انہیں قید کر دیا ہے) اور تم سے دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ''مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔''

توجہ سے سنو! اللہ تعالیٰ نے ہر سرکش شیطان پر سات فرشتے مقرر فرما دیئے ہیں اور وہ رمضان ختم ہونے تک چھوٹ نہیں سکتا۔ غور سے سنو! رمضان کی پہلی رات سے لے کر آخری رات تک آسمان کے تمام دروازے کھلے رہیں گے اور اس مہینہ میں ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ جب آخری عشرہ کی پہلی رات ہوتی تو حضور ﷺ لنگی کس لیتے اور عورتوں کے بیچ میں سے نکل جاتے اور اعتکاف فرماتے اور رات بھر عبادت فرماتے۔ کسی نے پوچھا لنگی کسنے کا مطلب کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دنوں میں عورتوں سے جدا رہتے۔

[اخرجه الاصبهانی فی الترغیب کذا فی الکنز ۴/ ۳۲۳]

نماز جمعہ کی تاکید کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ہم میں بیان فرمایا اس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! مرنے سے پہلے توبہ کر لو۔ مشغول ہونے سے پہلے اعمال صالحہ میں جلدی لگ جاؤ تمہارا اللہ سے جو تعلق ہے اس کو اللہ کے زیادہ ذکر کرنے سے اور چھپ کر اور برملا خوب صدقہ دینے سے جوڑے رکھو اس طرح تمہیں رزق دیا جائے گا اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری کمی پوری کی جاتی رہے گی۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اس کھڑے ہونے کی جگہ میرے اس مہینہ کے اس دن میں اس سال سے قیامت تک جمعہ کی نماز کو تم پر فرض کر دیا ہے لہٰذا جس کا کوئی عادل یا ظالم امام ہو اور وہ میری زندگی میں یا میرے بعد جمعہ کو ہلکا سمجھ کر یا اس کا انکار کر کے اسے چھوڑ دے اللہ اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع نہ فرمائے اور اس کے حالات ٹھیک نہ کرے اور اس کے کسی کام میں برکت نہ فرمائے اور غور سے سنو! اور جب تک وہ اپنے اس گناہ سے توبہ نہیں کرے گا اس کی نہ نماز قبول ہوگی نہ زکوٰۃ' نہ حج' نہ روزہ اور نہ کوئی اور نیکی۔ جو توبہ کرے گا اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ توجہ سے سنو! کوئی عورت ہرگز کسی مرد کی امامت نہ کرے اور نہ کوئی بدوی کسی مہاجر کا امام بنے اور نہ کوئی فاجر بدکار کسی مومن کا امام بنے۔ ہاں اگر وہ فاجر طاقت سے اسے دبا کر مجبور کر دے اور اسے اس کی تلوار اور کوڑے کا ڈر ہو۔ [اخرجه ابن ماجة ۱۷۲ قال المنذری فی الترغیب ۲/ ۳۱ و رواه الطبرانی فی الاوسط من حدیث ابی سعید الخدری اخصر منه]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جمعہ کے دن حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر بیان

فرمایا اور ارشاد فرمایا جو آدمی مدینہ سے ایک میل دور رہتا ہے اور جمعہ کا دن آ جاتا ہے اور وہ جمعہ پڑھنے نہیں آتا تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا پھر دوسری مرتبہ میں ارشاد فرمایا جو آدمی مدینہ سے دو میل دور رہتا ہے اور جمعہ کا دن آ جاتا ہے اور وہ جمعہ پڑھنے نہیں آتا اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا پھر تیسری مرتبہ میں ارشاد فرمایا جو آدمی مدینہ سے تین میل دور رہتا ہے اور جمعہ کا دن آ جاتا ہے اور وہ جمعہ پڑھنے نہیں آتا تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ [رواہ ابو یعلی باسنادین]

حج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیانات وخطبات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا شیطان اس بات سے تو نا امید ہو گیا ہے کہ تمہاری زمین میں اس کی عبادت کی جائے (یعنی بتوں کی پرستش ہونے لگے) لیکن وہ اس بات پر راضی ہے کہ کفر و شکر کے علاوہ دوسرے ایسے گناہوں میں اس کی مانی جائے جن کو تم لوگ چھوٹا سمجھتے ہو (چونکہ کافر تو کفر و شرک کے بڑے گناہ میں مبتلا ہیں اس لیے شیطان انہیں چھوٹے گناہوں میں لگانے پر زور نہیں لگاتا اور مسلمان چونکہ بڑے گناہ سے بچے ہوئے ہیں اس وجہ سے شیطان انہیں کفر و شرک سے کم درجہ کے گناہ قتل، جھوٹ، خیانت وغیرہ میں لگانے پر سارا زور لگاتا ہے) لہٰذا چوکنے ہو جاؤ اے لوگو! میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور کسی آدمی کے لیے اپنے مسلمان بھائی کے مال کو اس کی رضامندی کے بغیر لینا حلال نہیں اور ظلم نہ کرنا اور میرے بعد کافر نہ بن جانا (یا ناشکرے نہ بن جانا) کہ تم ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگ جاؤ۔

[اخرجه الحاكم ۱/ ۹۳ قال الحاكم ۱/ ۹۳ قد احتج البخاری باحاديث عكرمة و احتج مسلم بابی اویس و سائر رواته متفق عليهم و هذا الحديث لخطبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم متفق علی اخراجه فی الصحيح يايها الناس انی قد ترك فيكم مالن تضلوا بعده ان اعتصمتم به كتاب الله و انتم مسؤلون عنی فما انتم قائلون و ذكر الختصام بالسنة فی هذا الخطبة غريب و يحتاج اليها. انتهی ووافقه الذهبی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں میں مسجد خیف میں (جو کہ منیٰ

میں ہے) بیان فرمایا اللہ کی شان کے مطابق حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا جو آخرت کی فکر کرتا ہے اور اسے مقصد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کر دے گا اور غنا کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی اور جو دنیا کو مقصد بنا کر اس کی فکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جمع شدہ کاموں کو بکھیر دے گا اور محتاجی کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور دنیا تو اسے اتنی ہی ملے گی جو مقدر میں ہے۔

[اخرجه الطبرانی و ابوبکر الخصاف فی معجمه و ابن النجار کذا فی الکنز ۸/ ۲۰۳]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ کی مسجد خیف میں ہم لوگوں میں بیان فرمایا ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے کو تر وتازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا اور کوشش کر کے وہ بات اپنے بھائی سے بیان کی۔ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی مسلمان کا دل کمی اور خیانت نہیں کرے گا ایک عمل کو خالص اللہ کے لیے کرنا اور دوسرے حاکم اور امراء کی خیر خواہی کرنا تیسرے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا کیونکہ مسلمانوں کی دعا ان کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے (اور شیطان کے مکر وفریب سے ان کی حفاظت کرتی ہے)

[اخرجه ابن النجار کذا فی الکنز ۸/ ۲۲۸]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں ایک لمبی حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ سے چلے اور مزدلفہ سے گذرتے ہوئے عرفات پہنچ گئے وہاں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ وادی نمرہ میں لگا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ٹھہر گئے جب زوال کا وقت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو قصواء اونٹنی پر کجاوہ رکھا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی کے درمیانی حصہ میں تشریف لے گئے اور لوگوں میں مشہور خطبہ بیان فرمایا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر ایسے قابل احترام ہیں جیسے کہ تمہارا یہ دن تمہارا یہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر قابل احترام ہے۔ غور سے سنو! جاہلیت کا ہر غلط کام اور طور طریقہ میرے ان دو قدموں کے نیچے رکھا ہوا ہے یعنی اسے ختم کر دیا گیا ہے۔ جاہلیت کے تمام خون بھی آج سے ختم ہیں اور میں اپنے خونوں میں سے سب سے پہلے ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ختم کرتا ہوں جو کہ بنو سعد کے ہاں دودھ پی رہا تھا اور قبیلہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ جاہلیت کے سود بھی ختم کر دیئے گئے ہیں اور میں اپنے سودوں میں سے سب سے پہلے حضرت عباس بن

عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں اب یہ سارا معاف کر دیا ہے اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے اللہ کی امانت سے ان کو لیا ہے (تم ان کے مالک نہیں بلکہ امین ہو) اور اللہ کے مقرر کردہ طریقہ نکاح کے ذریعہ تمہارے لیے وہ عورتیں حلال ہوئی ہیں تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا آنا تمہیں پسند نہ ہو تو اسے وہ تمہارے گھر میں آنے نہ دیں اگر وہ ایسا نہ کریں تو تم انہیں مارو لیکن یہ مار سخت نہ ہو اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ دستور کے مطابق انہیں کھانا اور کپڑا دو اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔ تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو کیا کہو گے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ کا دین سارا) پہنچا دیا اور امت کی خیر خواہی کی اور خدا کی امانت پہنچا دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر لوگوں کی طرف نیچے جھکائی اور فرمایا اے اللہ! تو گواہ ہو جا' اے اللہ! تو گواہ ہو جا اور تین دفعہ ایسے فرمایا۔

[اخرجه مسلم كذا في البداية ۵/ ۱۴۸ و اخره ايضا ابو داؤد وابن ماجة كما في الكنز ۳/ ۲۳]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نحر کے دن یعنی دس ذی الحجہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں بیان فرمایا ارشاد فرمایا اے لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا یہ قابل احترام دن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا یہ قابل احترام شہر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا یہ قابل احترام مہینہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایسے ہی قابل احترام ہیں جیسے کہ تمہارا یہ دن' تمہارا یہ شہر اور تمہارا یہ مہینہ قابل احترام ہے اور اس بات کو کئی مرتبہ فرمایا پھر سر اٹھا کر فرمایا اے اللہ! میں نے پہنچا دیا ہے۔ اے اللہ! میں نے پہنچا دیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو زبردست وصیت فرمائی کہ حاضرین (میرا سارا دین تمام) غائب انسانوں تک پہنچائیں۔ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگو۔ [اخرجه البخاری كذا في البداية ۵/ ۱۹۴ و اخرجه ايضاً احمد و ابن ابی شيبة عنه و ابن ماجة عن ابن عمر رضی اللہ عنہما و الطبرانی عن ع' ر رضی اللہ عنہ واحمد والبغوی عن ابی غادية رضی اللہ عنہ كما في الكنز ۳/ ۲۵]

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو چپ کراؤ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اب تو میں تمہارے حالات اچھے دیکھ رہا ہوں لیکن اس کے بعد میرے علم میں یہ بات نہ آئے کہ تم لوگ کافر بن کر ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگے ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا اے جریر! لوگو کو چپ کراؤ پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [اخرجه احمد کما فی البدایة ۵/ ۱۹۷]

حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما میں سے ایک نے حضور ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ رکھی ہے اور دوسرا حضور ﷺ کو گرمی سے بچانے کے لیے آپ ﷺ پر اپنے کپڑے سے سایہ کیے ہوئے ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے جمرۃ العقبہ (بڑے شیطان) کو کنکریاں ماریں پھر حضور ﷺ نے بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں پھر میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم پر ناک کان کٹا ہوا غلام امیر بنا دیا جائے جو کالا ہو لیکن وہ تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق لے کر چلے تو تم اس کی ہر بات سنو اور مانو۔ [اخرجه مسلم کذا فی البدایة ۵/ ۱۹۶ و اخرجه النسائی ایضاً بنحوه کما فی الکنز ۳/ ۶۲ و ابن سعد ۲/ ۱۸۴ نحوه]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حجۃ الوداع کے سال میں نے حضور ﷺ کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق خود دے دیا ہے لہٰذا اب وارث کے لیے وصیت نہیں ہو سکتی اور بچہ بستر کے مالک کا ہوگا اور زانی کو پتھر ملے گا اور سب کا حساب اللہ کے ہاں ہوگا اور جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے بیٹے ہونے کی نسبت کی یا جس غلام نے اپنے آقاؤں کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے غلام ہونے کی نسبت کی اس پر قیامت کے دن تک مسلسل اللہ کی لعنت ہوگی۔ کوئی عورت اپنے گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! کھانا بھی نہیں دے سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھانا تو ہمارے گھر کی چیزوں میں سے سب سے افضل چیز ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا عاریتاً مانگی ہوئی چیز واپس دینی ہوگی اور جو جانور دودھ پینے کے لیے کسی کو دیا تھا وہ واپس کرنا ہوگا۔ قرض ادا کرنا ہوگا اور کفیل تاوان کا ذمہ دار ہوگا۔ [اخرجه احمد و رواه اهل السنن الاربعة وقال الترمذی حسن]

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے منیٰ میں حضور ﷺ کا بیان سنا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جدعاء نامی اونٹنی پر سوار تھے اور اس کی رکاب میں پاؤں رکھ کر آپ ﷺ بلند ہو رہے تھے تاکہ لوگ آپ ﷺ کی آواز سن لیں۔ میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے اونچی آواز میں فرمایا کیا تمہیں میری آواز سنائی نہیں دے رہی؟ تو مجمع میں سے ایک آدمی نے کہا آپ ﷺ ہمیں کیا نصیحت فرمانا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو اور ایک ماہ کے روزے رکھو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو اس طرح تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

[عند احمد ایضاً و اخرجه الترمذی وقال حسن صحیح كذا فی البداية ۵:۱۹۸]

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ منیٰ میں تھے وہاں ہم میں حضور ﷺ نے بیان فرمایا اللہ نے ہمارے سننے کی طاقت بہت بڑھا دی یہاں تک کہ ہم میں سے جو لوگ اپنی قیام گاہوں میں تھے وہ بھی حضور ﷺ کا بیان سن رہے تھے چنانچہ حضور ﷺ انہیں حج کے احکام سکھانے لگے جب آپ ﷺ جمرے کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے دونوں کانوں میں شہادت کی انگلیاں ڈال کر اونچی آواز سے فرمایا چھوٹی کنکریاں مارو پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو مہاجرین مسجد (خیف) کے سامنے اور انصار مسجد کے پیچھے ٹھہرے۔ پھر باقی عام لوگ اپنی اپنی جگہوں میں ٹھہرے۔

[اخرجه ابو داؤد و اخرجه ابن سعد ۲/ ۱۸۵ و احمد و النسائی كذلك]

حضرت رافع بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سورج بلند ہو گیا تو میں نے حضور ﷺ کو منیٰ میں خاکستری رنگ کے خچر پر لوگوں میں بیان کرتے ہوئے سنا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی بات لوگوں کو آگے پہنچا رہے تھے اور لوگ کچھ کھڑے تھے اور کچھ بیٹھے۔

[عند ابی داؤد ایضاً فی البداية ۵/ ۱۹۸]

حضرت ابوحرہ رقاشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایام تشریق کے درمیانی دنوں میں حضور ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھا اور لوگوں کو آپ ﷺ سے ہٹا رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ کون سا دن ہے؟ اور کون سا شہر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا دن بھی قابل احترام ہے اور مہینہ بھی قابل احترام ہے اور شہر بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیشک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے لیے ایسے

ہی قابلِ احترام ہیں جیسے یہ دن' یہ مہینہ اور یہ شہر قابلِ احترام ہے اور یہ حکم اللہ سے ملاقات کے لیے ہے یعنی زندگی بھر کے لیے ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا میری بات سنو تو زندہ رہو گے۔ خبردار ظلم نہ کرنا' خبردار ظلم نہ کرنا' خبردار ظلم نہ کرنا۔ کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا جائز نہیں ہے۔ غور سے سنو! زمانہ جاہلیت کا ہر خون' ہر مال اور ہر قابلِ فخر کام میرے اس قدم کے نیچے قیامت تک کے لیے رکھا ہوا ہے یعنی ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون ختم کیا جاتا ہے جو بنو سعد میں دودھ پی رہا تھا اور قبیلہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ غور سے سنو! زمانہ جاہلیت کا ہر سود ختم کیا جاتا ہے اور اللہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کیا جائے۔ تمہیں تمہارا اصل سرمایہ مل جائے گا۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو گے اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے گا۔ غور سے سنو! جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا تھا اس دن والی حالت پر زمانہ گھوم کر پھر آ گیا ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ﴾ [سورۃ توبہ آیت ۳۶]

''یقیناً شمار مہینوں کا (جو کہ کتاب اللہ میں) اللہ کے نزدیک (معتبر ہیں) بارہ مہینے (قمری) ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیے تھے (اسی روز سے اور اس میں چار خاص مہینے ادب کے ہیں یہی (ماہ مذکور) دین مستقیم ہے سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں (دین کے خلاف کر کے) اپنا نقصان مت کرنا۔''

توجہ سے سنو! میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگو۔ غور سے سنو! شیطان اس بات سے ناامید ہو گیا ہے کہ نمازی لوگ یعنی مسلمان اس کی عبادت کریں البتہ وہ تمہیں آپس میں لڑانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ عورتیں تمہارے پاس قیدی ہیں کیونکہ انہیں اپنی ذات کے بارے میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ ان کے بھی تمہارے اوپر حق ہیں اور تمہارے بھی ان کے اوپر حق ہیں اور ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کو بھی تمہارے بستر پر آنے نہ دے اور جس کا آنا تمہیں برا لگے اسے گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں اگر تمہیں ان کی نافرمانی کا ڈر ہو تو انہیں سمجھاؤ وعظ و نصیحت کرو اور

بستروں پر انہیں تنہا چھوڑ دو اور انہیں اس طرح مارو کہ زیادہ تکلیف نہ ہو اور دستور کے مطابق کھانا کپڑا ان کا حق ہے اللہ کی امانت سے تم نے انہیں لیا ہے یعنی تم ان کے امین ہو مالک نہیں اور اللہ کے مقرر کردہ طریق سے یعنی نکاح کے ایجاب وقبول سے وہ تمہارے لیے حلال ہوئی ہیں۔ غور سے سنو! جس کے پاس کوئی امانت ہے تو وہ اس آدمی کو واپس کر دے جس نے اس کے پاس امانت رکھوائی تھی' پھر آپ ﷺ نے ہاتھ پھیلا کر فرمایا غور سے سنو! میں نے (اللہ کا سارا دین) پہنچا دیا ہے۔ غور سے سنو! میں نے پہنچا دیا ہے۔ غور سے سنو! میں نے پہنچا دیا ہے اور حاضرین اب غیر حاضر لوگوں تک پہنچائیں کیونکہ بعض دفعہ جسے بات پہنچائی جاتی ہے وہ براہ راست سننے والے سے زیادہ نیک بخت ہوتا ہے۔ حضرت حمید کہتے ہیں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث کے اس مضمون پر پہنچے تو فرمایا اللہ کی قسم! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین ایسے لوگوں کو پہنچایا جو دین کی وجہ سے بہت زیادہ نیک بخت ہو گئے۔ [اخرجه احمد]

بزار میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی کے ہم معنی حدیث منقول ہے۔ اس کے شروع میں یہ بھی ہے حجۃ الوداع کے سفر ایام تشریق کے درمیانی دنوں میں منیٰ میں حضور ﷺ پر یہ سورۃ نازل ہوئی:

﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ [سورة نصر]

"(اے محمد ﷺ) جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح (مع اپنے آثار کے) آپہنچے۔"

اس سورۃ سے آپ ﷺ سمجھ گئے کہ اب آپ ﷺ کے دنیا سے جانے کا وقت آ گیا ہے اس لیے آپ ﷺ کے فرمانے پر آپ ﷺ کی قصواء اونٹنی پر کجاوہ رکھا گیا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر گھاٹی پر آ کر لوگوں کے لیے کھڑے ہو گئے جس پر بے شمار مسلمان وہاں جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے حمد وثناء کے بعد فرمایا اما بعد! اے لوگو! جاہلیت کا ہر خون ختم کر دیا گیا ہے۔ اس حدیث میں آگے یہ بھی ہے اے لوگو! شیطان اس بات سے تو ناامید ہو گیا ہے کہ تمہارے علاقے میں آخری وقت تک اس کی عبادت کی جائے لیکن وہ تم سے اس بات پر راضی ہو جائے گا کہ تم چھوٹے موٹے گناہ کرو اس لیے تم شیطان سے چوکنے ہو کر رہو' اپنے دین پر پکے رہو اور چھوٹے موٹے گناہ کر کے اسے خوش نہ کرو اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔

لہٰذا تم اس پر عمل کرو اور اس روایت کے آخر میں یہ ہے کہ توجہ سے سنو! تمہارے حاضرین غائبین تک پہنچائیں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔

[قد ذکر حدیث ابن عمر هذا بطوله فی البدایة ۵/ ۲۰۲ و اخرج حدیث ابی حرة الرقاشی عن عمر البغوی و الباوردی وابن مردویه ایضاً بطوله کما فی الکنز ۳/ ۲۶]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایام تشریق کے درمیانی دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں میں الوداعی بیان فرمایا۔ ارشاد فرمایا اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے یعنی حضرت آدم علیہ السلام۔ غور سے سنو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور کسی سرخ انسان کو کالے پر اور کسی کالے کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں۔ ایک انسان کو دوسرے انسان پر صرف تقویٰ سے فضیلت ہو سکتی ہے۔ تم میں سے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ شرافت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔ توجہ سے سنو! کیا میں نے (اللہ کا دین سارا) پہنچا دیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا بالکل یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اب حاضرین غائبین تک پہنچائیں۔

[اخرجه البیهقی قال البیهقی فی اسناده بعض من یجهل کذا فی الترغیب ۳/ ۲۹۲]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں اپنی کان کٹی ہوئی اونٹنی پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ یہ کون سا مہینہ ہے؟ یہ کون سا شہر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہ قابل احترام شہر اور قابل احترام مہینہ اور قابل احترام دن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غور سے سنو! تمہارے مال اور تمہارے خون تمہارے لیے اس طرح قابل احترام ہیں جیسے تمہارا یہ مہینہ تمہارا یہ شہر اور تمہارا یہ دن قابل احترام ہے۔ میں تمہاری ضرورتوں کے لیے تم سے پہلے آگے جا رہا ہوں اور حوض (کوثر) پر تمہیں ملوں گا اور میں تمہاری تعداد کے زیادہ ہونے کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا لہٰذا (کل قیامت کے دن) میں بہت سے لوگوں کو (شفاعت کر کے دوزخ سے) چھڑا لوں گا لیکن کچھ لوگوں کو مجھ سے چھڑا لیا جائے گا (فرشتے چھڑا کر دور لے جائیں گے) میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تمہیں معلوم نہیں انہوں نے تمہارے بعد کیا کرتوت کیے تھے (اس سے وہ لوگ

مراد ہیں جو حضور ﷺ کے زمانہ میں مسلمان تھے لیکن حضور ﷺ کی وفات پر مرتد ہو گئے۔)

[اخرجہ ابن ماجہ ۵٦۵ قال ابن ماجۃ هذا الحدیث غریب و اخرجہ احمد ایضاً نحوہ کما فی الکنز ۳/ ۲۵]

دجال، مسیلمہ کذاب، یاجوج ماجوج اور زمین میں دھنسائے جانے کے بارے میں حضور ﷺ کے بیانات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم لوگ حجۃ الوداع کے بارے میں (حج سے پہلے) باتیں تو کرتے تھے (کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ حج کریں گے وغیرہ) لیکن ہمیں یہ خبر نہیں تھی کہ حضور ﷺ (اپنی امت کو) الوداع فرمانے کے لیے یہ حج کر رہے ہیں چنانچہ اسی سفر حجۃ الوداع میں حضور ﷺ نے ایک بیان میں مسیح دجال کا ذکر کیا اور بہت تفصیل سے اس کے بارے میں گفتگو فرمائی پھر فرمایا اللہ نے جس نبی کو بھیجا اس نے اپنی امت کو دجال سے ضرور ڈرایا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد کے سارے نبیوں نے اس سے ڈرایا ہے لیکن اس کی ایک بات ابھی تک تم لوگوں سے مخفی ہے اور وہ تم لوگوں سے مخفی نہیں رہنی چاہئے کہ وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب تبارک وتعالیٰ کانا نہیں ہے۔

[اخرجہ احمد قال الهیثمی ۷/ ۳۳۸ رجالہ رجال الصحیح و فیہ الصحیح بعضہ انتهی.]

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہم میں بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا مجھ سے پہلے ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے۔ اس کی بائیں آنکھ کانی ہے اور اس کی دائیں آنکھ میں ناک کی طرف والے گوشہ میں گوشت کا ایک موٹا سا ٹکڑا ہوگا جو آنکھ کی سیاہی پر چڑھا ہوا ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔ اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جو انبیاء علیہم السلام میں سے دو نبیوں کے مشابہ ہوں گے ایک فرشتہ دجال کے دائیں طرف ہوگا اور دوسرا بائیں۔ اور اس میں لوگوں کی آزمائش ہوگی۔ دجال کہے گا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ میں مارتا ہوں اور زندہ کرتا ہوں؟ اس پر ایک فرشتہ کہے گا تو غلط کہتا ہے۔ اس جملہ کو اس کا ساتھی فرشتہ سن سکے گا اور کوئی نہیں سنے گا۔ دوسرا فرشتہ پہلے فرشتے کو جواب میں کہے گا تم نے ٹھیک کہا

اس جملہ کو تمام لوگ سن لیں گے۔ س سے لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ فرشتہ اس دجال کی تصدیق کر رہا ہے۔ یہ بھی آزمائش کی ایک صورت ہوگی پھر وہ دجال چلے گا اور چلتے چلتے مدینہ پہنچ جائے گا لیکن اسے مدینہ کے اندر جانے کی اجازت نہیں ہوگی پھر وہ کہے گا یہ تو اس عظیم ہستی (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی بستی ہے پھر وہ وہاں سے چل کر ملک شام پہنچے گا اور افیق مقام کی گھاٹی کے پاس اللہ اسے ہلاک کریں گے۔ [اخرجه احمد والطبراني و اللفظ له قال الهيثمي ۷/ ۳۴۰ رجاله ثقات و في بعضهم كلام لا يضر۔ انتهى]

حضرت جنادہ بن ابی امیہ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں اور ایک انصاری ہم دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی خدمت میں گئے اور ان سے عرض کیا ہمیں آپ کوئی ایسی حدیث بیان کریں گے جو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا ہو۔ انہوں نے فرمایا ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا اس میں ارشاد فرمایا میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں۔ یہ جملہ تین دفعہ فرمایا' پھر فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ اے امت والو! وہ تم میں ہوگا وہ گھنگھریالے بالوں والا اور گندمی رنگ والا ہوگا۔ اس کی بائیں آنکھ پر ہاتھ پھرا ہوا ہوگا اور وہ مٹی ہوئی ہوگی۔ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی اور اس کے ساتھ روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی وہ بارش برسائے گا لیکن درخت نہیں اگا سکے گا اور وہ ایک آدمی پر غالب آ کر اسے قتل کر دے گا اس کے علاوہ اور کسی کو قتل نہیں کر سکے گا وہ زمین پر چالیس دن رہے گا اور پانی کے ہر گھاٹ پر پہنچے گا۔ چار مسجدوں کے قریب نہیں جا سکے گا مسجد حرام' مسجد مدینہ' مسجد طور' مسجد اقصیٰ اور تم پر دجال مشتبہ نہیں ہونا چاہئے وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ [اخرجه احمد قال الهيثمي ۷/ ۳۴۳ رجاله رجال الصحيح۔ انتهى]

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا اس بیان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تر دجال کے بارے میں گفتگو فرمائی اور جب دجال کا ذکر شروع کیا تو پھر آخر تک اسی کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے۔ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ہم سے فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا اس نے اپنی امت کو دجال سے ضرور ڈرایا اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو اور وہ یقیناً تم میں ہی ظاہر ہوگا۔ اگر میں تم میں موجود ہوا اور وہ ظاہر ہوا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے (دلائل سے) اس کا مقابلہ کرلوں گا اور اگر

میرے بعد تم لوگوں میں ظاہر ہوا تو پھر ہر آدمی خود اپنی طرف سے اس کا مقابلہ کرے اور اللہ ہی ہر مسلمان کا میری طرف سے خلیفہ ہے اور دجال عراق اور شام کے درمیان ایک راستہ میں ظاہر ہوگا اور دائیں بائیں لشکر بھیج کر فساد برپا کرے گا۔ اے اللہ کے بندو! جمے رہنا کیونکہ پہلے تو وہ کہے گا میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر وہ کہے گا میں تمہارا رب ہوں، حالانکہ مرنے سے پہلے تم اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا جسے ہر مومن پڑھے گا لہٰذا تم میں سے جو اس سے ملے وہ اس کے چہرے پر تھوک دے اور سورۃ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھے۔ وہ ایک آدمی پر غلبہ پا کر پہلے اسے قتل کرے گا پھر اسے زندہ کرے گا لیکن اس کے بعد کسی اور کے ساتھ ایسا نہیں کر سکے گا۔ اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ اس کی دوزخ جنت ہوگی اور اس کی جنت دوزخ ہوگی۔ لہٰذا تم میں سے جو اس کی دوزخ میں ڈالے جانے کی آزمائش میں مبتلا ہوا سے چاہئے کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر لے اور اللہ سے مدد مانگے تو دوزخ کی آگ اس کے لیے ایسے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ہوگئی تھی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک قبیلہ کے پاس سے گذرے گا وہ سب اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی تصدیق کریں گے تو وہ ان کے لیے دعا کرے گا تو اسی دن ان کے لیے آسمان سے بارش ہوگی اور اس دن ان کی ساری زمین سرسبز و شاداب ہو جائے گی اور اس دن شام کو ان کے جانور چر کر واپس آئیں گے تو وہ بہت موٹے ہو چکے ہوں گے اور ان کے پیٹ خوب بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کے تھنوں سے خوب دودھ بہہ رہا ہوگا اور وہ دوسرے قبیلہ کے پاس سے گذرے گا وہ اس کا انکار کر دیں گے اور اسے جھٹلائیں گے تو وہ ان کے خلاف بددعا کرے گا جس سے ان کے سارے جانور مر جائیں گے اور ایک بھی جانور ان کے پاس نہیں رہے گا۔ اس دنیا میں وہ کل چالیس دن رہے گا جن میں سے ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور ایک دن عام دنوں جیسا ہوگا اور اس کا آخری دن سراب کی طرح بہت مختصر ہوگا، اتنا مختصر کہ آدمی صبح مدینہ کے ایک دروازے پر ہوگا اور دوسرے دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی شام ہو جائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان چھوٹے دنوں میں ہم نمازیں کیسے پڑھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان چھوٹے دنوں میں وقت کا اندازہ لگا کر ایسے ہی نمازیں

پڑھ لینا جیسے لمبے دنوں میں اندازے سے پڑھو گے۔ [اخرجه الحاكم ۴/ ۵۳۶ قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه بهذه السياقة و وافقه الذهبى]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! میں نے تم لوگوں کو آسمان سے آنے والی (نئی) خبر کی وجہ سے جمع نہیں کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جساسہ کا ذکر کیا یعنی دجال کے لیے جاسوسی کرنے والی چیز کا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ وہ مسیح ہے۔ چالیس دن میں اس کے لیے ساری زمین لپیٹ دی جائے گی لیکن وہ طیبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طیبہ سے مراد مدینہ ہے۔ اس کے ہر دروازے پر تلوار سونتے ہوئے ایک فرشتہ ہوگا جو دجال کو اس میں جانے سے روکے گا اور مکہ میں بھی اسی طرح ہوگا۔ [اخرجه ابو يعلى قال الهيثمى ۷/ ۳۴۶ رواه ابو يعلى باسنادين رجال احدهما رجال الصحيح۔انتهى]

بصرہ والوں میں سے حضرت ثعلبہ بن عباد عبدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں ایک دن حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے بیان میں شریک ہوا انہوں نے اپنے بیان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک حدیث بیان کی اور سورج گرہن والی حدیث بھی ذکر کی۔ اس میں یہ بھی فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت میں بیٹھ گئے تو اس وقت سورج صاف ہوا اور اس کا گرہن ختم ہوا۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور اس بات کی گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں پھر فرمایا اے لوگو! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچانے میں کوئی کمی کی ہے تو مجھے ضرور بتاؤ اس پر بہت سے آدمیوں نے کھڑے ہو کر کہا ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے تمام پیغام پہنچا دیئے ہیں اور اپنی امت کی پوری خیر خواہی کی ہے اور جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھا وہ پورا کر دیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اما بعد! بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چاند سورج کا گرہن ہونا اور ستاروں کا اپنے نکلنے کی جگہ سے ہٹ جانا زمین کے کسی بڑے آدمی کے مرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ یہ گرہن تو اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جس کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کا امتحان لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کون اس نشانی کو دیکھ کر کفر اور گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور میں نے جتنے وقت میں کھڑے ہو کر نماز گرہن پڑھائی ہے اس

میں میں نے دنیا اور آخرت میں تمہیں جو کچھ پیش آئے گا وہ سب دیکھ لیا ہے اللہ کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس جھوٹے ظاہر نہ ہو جائیں گے جن کا آخری کانا دجال ہوگا' اس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی بالکل ایسی آنکھ ہوگی جیسی ابوتحیی کی آنکھ۔ حضرت ابوتحیی رضی اللہ عنہ انصار کے ایک بڑے میاں تھے جو اس وقت حضور ﷺ کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے پھر حضور ﷺ نے فرمایا جب وہ ظاہر ہوگا تو دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ ہے جو اس پر ایمان لائے گا اس کی تصدیق کرے گا اور اس کا اتباع کرے گا اسے اس کا گذشتہ کوئی نیک عمل فائدہ نہیں دے گا اور جو اس کا انکار کرے گا اور اس کو جھٹلائے گا اس کو اس کے کسی عمل پر کوئی سزا نہیں دی جائے گی اور وہ حرم اور بیت المقدس کے علاوہ باقی ساری زمین پر ہر جگہ جائے گا اور مسلمان بیت المقدس میں محصور ہو جائیں گے پھر ان پر زبردست زلزلہ آئے گا پھر اللہ تعالیٰ دجال کو ہلاک کریں گے یہاں تک کہ دیوار اور درخت کی جڑ آواز دے گی اے مومن! اے مسلم! یہ یہودی ہے' یہ کافر ہے' آ اسے قتل کر' اور ایسا اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک تم ایسی چیزیں نہ دیکھ لو جو تمہارے خیال میں بہت بڑی ہوں گی اور جن کے بارے میں تم ایک دوسرے سے پوچھو گے کہ کیا تمہارے نبی نے اس چیز کے بارے میں کچھ ذکر کیا ہے؟ اور (ایسا اس وقت تک نہیں ہوگا) جب تک کہ کچھ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائیں پھر اس کے فوراً بعد عام موت ہوگی یعنی قیامت قائم ہوگی۔ حضرت ثعلبہ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا ایک اور بیان سنا اس میں انہوں نے یہی حدیث ذکر کی اور ایک لفظ بھی آگے پیچھے نہیں کیا۔ [اخرجه احمد قال الهيثمى ۷/ ۳۴۱ و رجال احمد رجال الصحيح غير ثعلبة بن عباد و ثقه ابن حبان۔ انتهى]

احمد اور بزار کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جو اللہ کو مضبوطی سے پکڑے گا اور کہے گا میرا رب اللہ ہے جو زندہ ہے اسے موت نہیں آ سکتی اس پر (دجال کے) عذاب کا کوئی اثر نہیں ہوگا اور جو (دجال سے) کہے گا تو میرا رب ہے وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے کچھ فرمانے سے پہلے ہی لوگوں نے مسیلمہ کے بارے میں بہت باتیں کیں پھر حضور ﷺ بیان کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا اما بعد! اس آدمی کے بارے میں تم لوگ بہت باتیں کر چکے ہو یہ پکا جھوٹا اور ان تیس جھوٹوں میں سے ہے جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے اور ہر شہر میں مسیح (دجال) کا رعب پہنچ جائے گا۔ [اخرجه احمد

والطبرانی قال الهیثمی ۷/ ۳۳۲ احد اسانید احمد و الطبرانی و رجاله رجال الصحیح - انتهی]

ایک روایت میں اس کے بعد یہ ہے لیکن مدینہ میں دجال مسیح کا رعب داخل نہیں ہو سکے گا کیونکہ اس کے ہر راستہ پر دو فرشتے ہوں گے جو دجال مسیح کے رعب کو مدینہ سے روک رہے ہوں گے۔[اخرجه الحاکم ۴/ ۵۴۱]

حضرت خالد بن عبداللہ بن حرملہؓ اپنی خالہ سے نقل کرتے ہیں ان کی خالہ فرماتی ہیں حضور ﷺ نے بچھو کے ڈسنے کی وجہ سے سر پر پٹی باندھ رکھی تھی اسی حالت میں آپ نے بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا تم لوگ کہتے ہو اب کوئی دشمن باقی نہیں بچا لیکن تم لوگ دشمنوں سے جنگ کرتے رہو گے یہاں تک کہ یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے جن کے چہرے چوڑے، آنکھیں چھوٹی، بال سفید مائل بسرخی ہوں گے۔ وہ ہر اونچی جگہ سے دوڑتے چلے آئیں گے۔ ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے وہ ڈھال جس پر کھال چڑھائی گئی ہو۔

[اخرجه احمد و الطبرانی قال الهیثمی ۸/ ۶ رجالهما رجال الصحیح انتهی]

حضرت قعقاع ؓ کی بیوی حضرت بقیرہ ؓ فرماتی ہیں میں عورتوں کے صفہ (چبوترہ) میں بیٹھی ہوئی تھی میں نے حضور ﷺ کو بیان فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ بائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے اے لوگو! جب تم سنو کہ اس طرف یعنی مغرب کی طرف کچھ لوگ زمین میں دھنس گئے ہیں تو سمجھ لو کہ قیامت آگئی ہے۔[اخرجه احمد و الطبرانی قال الهیثمی ۸/ ۹ و فیه ابن اسحق وهو مدلس و بقیة رجال احد اسنادی احمد و رجال الصحیح - انتهی]

غیبت کی برائی میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت براء ؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایسی اونچی آواز سے بیان فرمایا کہ گھروں میں پردے میں بیٹھی ہوئی جوان لڑکیوں نے بھی سن لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہیں اور ابھی ایمان ان کے دل میں داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے چھپے عیوب تلاش نہ کیا کرو کیونکہ جو اپنے بھائی کے پوشیدہ عیب تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرے گا اور اللہ جس کے پوشیدہ عیب تلاش کرنے لگے گا

اسے اس کے گھر کے بیچ میں بھی رسوا کر کے چھوڑے گا۔

[اخرجه ابو يعلى قال الهيثمى ٨/ ٩٣ و رجاله ثقات]

طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی جیسی روایت منقول ہے لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ایمان والوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور ان کی چھپی ہوئی خرابیاں تلاش نہ کرو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی خرابیاں تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا پردہ پھاڑ دیں گے اور اسے رسوا کر دیں گے۔

[قال الهيثمى ٨/ ٩٤ و رجاله ثقات و اخرجه البيهقى عن البراء نحوه كما فى الكنز ٨/ ٣٠٠]

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے چہرہ انور پر خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کوئی بات نہ فرمائی بلکہ وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے اور میں حجرہ کی دیوار سے لگ کر سننے کھڑی ہو گئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ گئے اور حمد وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں فرماتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا کرو اور میں قبول نہ کروں اور تم سوال کرو اور میں اسے پورا نہ کروں اور تم اپنے دشمنوں کے خلاف مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔ بس اتنا ہی بیان فرمایا اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

[اخرجه ابن ماجة و ابن حبان كذا فى الترغيب ٤/ ١٢ و اخرجه احمد و البزار بنحوه كما فى المجمع ٧/ ٢٦٦]

برے اخلاق سے بچانے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا اس میں ارشاد فرمایا ظلم سے بچو کیونکہ قیامت کے دن یہ ظلم بہت سے اندھیرے ہوں گے اور

بدکلامی اور بہ تکلف بدکلامی سے بچو اور لالچ سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ لالچ کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور لالچ کی وجہ سے رشتے توڑ دیئے اور کنجوسی سے کام لیا اور لالچ میں آ کر بدکاری کے مرتکب ہوئے پھر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! اسلام کا کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ مسلمان تمہاری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ اس آدمی نے یا دوسرے نے پوچھا یا رسول اللہ! ہجرت کی کون سی صورت سب سے افضل ہے؟ فرمایا یہ کہ تم ان کاموں کو چھوڑ دو جو تمہارے رب کو ناپسند ہیں۔ ہجرت دو طرح کی ہے ایک شہر والوں کی ہجرت اور ایک دیہات والوں کی ہجرت۔ دیہات والوں کی ہجرت یہ ہے کہ (رہے تو اپنے دیہات میں لیکن) جب اسے (تقاضے کے لئے) بلایا جائے تو فوراً ہاں کہے اور جب اسے حکم دیا جائے تو اسے فوراً پورا کرے۔ شہر والوں کی ہجرت میں آزمائش بھی زیادہ ہے اور اجر بھی زیادہ (کیونکہ اپنا وطن ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر مدینہ آ کر رہے گا اور دعوت کے تقاضوں میں ہر وقت چلے گا) [اخرجه الحاکم و صححه علی شرط مسلم و اللفظ له و ابو داؤد مختصر کذا فی الترغیب ۴/ ۱۵۸]

طبرانی میں حضرت ہرماس بن زیاد رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث مختصر طور سے منقول ہے لیکن اس کے شروع میں یہ ہے کہ خیانت سے بچو کیونکہ یہ بہت بری اندرونی صفت ہے۔

[کذا فی الترغیب / ۴۶۷]

کبیرہ گناہوں سے بچانے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

حضرت ایمن بن خریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! جھوٹی گواہی اللہ کے ہاں شرک کے برابر شمار ہوتی ہے۔ یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾

"تو تم لوگ گندگی سے یعنی بتوں سے (بالکل) کنارہ کش رہو اور جھوٹی بات سے

کنارہ کش رہو۔''

[اخرجه احمد و الترمذی و قال غریب و البغوی و ابن قانع و ابو نعیم كذا فی الكنز ۴/ ۷]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں بیان فرمایا اور سود کا ذکر فرمایا اور اسے بہت بڑا گناہ بتایا اور فرمایا آدمی سود میں جو ایک درہم لیتا ہے اللہ کے ہاں اس کا گناہ چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ ہے اور سب سے بدترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا كذا فی الترغیب ۴/ ۲۸۲]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا، ارشاد فرمایا اے لوگو! شرک سے بچو کیونکہ شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ بات سن کر کوئی یوں کہے یا رسول اللہ! جب شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے تو ہم اس سے کیسے بچیں؟ فرمایا تم یہ دعا پڑھا کرو:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ وَنَحْنُ نَعْلَمُهٗ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهٗ))

''اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ چاہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہو کہ یہ شرک ہے اور ہم پھر تیرے ساتھ وہ شرک کریں اور جس شرک کا ہمیں پتہ ہی نہیں اس کی ہم معافی چاہتے ہیں۔'' [اخرجه ابن ابی شیبة كذا فی الكنز ۲/ ۱۶۹]

شکر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منبر کی لکڑیوں پر ارشاد فرمایا جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی نہیں کرسکتا اور جو انسانوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرسکتا اور اللہ کی نعمتوں کو بیان کرنا بھی شکر ہے اور انہیں بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔ آپس کا جوڑ سراسر رحمت ہے اور آپس کا توڑ عذاب ہے۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے کہا تم سواد اعظم کو چمٹے رہو یعنی علماء حق سے جڑے رہو۔ ایک آدمی نے پوچھا سواد اعظم کیا ہوتا ہے؟ اس پر حضرت ابوامامہ نے پکار کر کہا سورۃ نور کی یہ آیت:

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ﴾ [سورۃ نور آیت ۵۴]

''پھر اگر تم لوگ (اطاعت سے) روگردانی کرو گے تو سمجھ رکھو کہ رسول کے ذمہ وہی (تبلیغ) ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے اور اگر تم نے ان کی اطاعت کر لی تو راہ پر جا لگو گے۔''

یعنی نہ ماننے سے منافقوں کا اپنا ہی نقصان ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہوگا کیونکہ ہم نے ان کے ذمہ جو کام لگایا تھا وہ انہوں نے پورا کر دیا' اس لیے یہ تو کامیاب ہیں' منافق مانیں یا نہ مانیں۔[اخرجه عبدالله بن احمد و البزار و الطبرانی قال الهیثمی ۵/ ۲۱۸ رجالهم ثقات]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو بیان فرماتے ہوئے سنا۔ بیان میں آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ [سورة سبا آیت ۱۳]

''اے داؤد کے خاندان والو! تم سب شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں شکر گذار کم ہی ہوتے ہیں۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا جسے تین خوبیاں مل گئیں اسے اتنا مل گیا جتنا داؤد علیہ السلام کو ملا تھا۔ لوگوں کے سامنے بھی اور چھپ کر بھی ہر حال میں اللہ سے ڈرنا' خوشی اور غصہ دونوں حالتوں میں انصاف سے کام لینا' فقر اور غنا دونوں حالتوں میں میانہ روی۔

[اخرجه ابن النجار كذا فی الكنز ۸/ ۲۲۶]

بہترین زندگی کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا اس میں ارشاد فرمایا: صرف دو آدمیوں کی زندگی بہترین ہے ایک وہ جو سن کر محفوظ رکھے اور دوسرے وہ عالم جو حق بات کہنے والا ہو۔ اے لوگو! آج کل تم لوگ کفار سے صلح کے زمانہ میں ہو اور تم بہت تیزی سے آگے کو جا رہے ہو اور تم نے دیکھ لیا کہ دن رات کے گذرنے سے ہر نئی چیز پرانی ہو رہی ہے اور ہر دور والی چیز نزدیک آ رہی ہے اور ہر چیز کے وعدہ کا وقت آ رہا ہے چونکہ جنت میں مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا میدان بہت لمبا چوڑا ہے' اس لیے وہاں کی تیاری اچھی طرح کر لو۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ! صلح سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (کفار سے صلح جس

سے) آزمائش کا دور ختم ہو گیا اور جب اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح تم پر بہت سے کام گڈمڈ ہو جائیں (اور پتہ نہ چلے کہ ٹھیک کون سا ہے اور غلط کون سا؟) تو تم قرآن کو لازم پکڑ لو (جسے قرآن ٹھیک کہے اسے تم اختیار کرلو) کیونکہ قرآن ایسا سفارشی ہے جس کی سفارش قبول کی جاتی ہے اور (انسان کی طرف سے) ایسا جھگڑا کرنے والا ہے جس کی بات سچی مانی جاتی ہے جو قرآن کو اپنے آگے رکھے گا (اور اس کے مطابق زندگی گزارے گا) قرآن اسے جنت کی طرف لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈال دے گا' اسے دوزخ کی طرف لے جائے گا اور یہ سب سے بہتر راستہ دکھانے والا ہے۔ یہ دوٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔ لغو اور بیکار چیز نہیں ہے۔ اس کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ ظاہر تو احکام شرعیہ ہیں اور باطن یقین ہے۔ اس کا سمندر بہت گہرا ہے اس کے عجائب بے شمار ہیں۔ علماء اس کے علوم سے کبھی سیر نہیں ہو سکتے۔ یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ یہی حق بیان کرنے والا کلام ہے جسے سنتے ہی جنات ایک دم بول اٹھے:

﴿اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ﴾ [سورۃ جن آیت ۱-۲]

"(پھر اپنی قوم میں واپس جا کر انہوں نے کہا کہ) ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے۔"

جو قرآن کی بات کہتا ہے وہ سچ کہتا ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اسے اجر و ثواب ملتا ہے جو اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے وہ عدل کرتا ہے اور جو اس پر عمل کرتا ہے اسے سیدھے راستہ کی ہدایت ملتی ہے۔ اس میں ہدایت کے چراغ ہیں اور یہ حکمت کا مینار ہے اور سیدھے راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔ [اخرجه العسكری كذا فی الكنز ۱/ ۲۱۸]

دنیا کی بے رغبتی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں کھڑے ہو کر بیان فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے طرز عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے موت ہمیں نہیں آئے گی بلکہ دوسروں کے مقدر میں موت لکھی ہوئی ہے اور حق کو قبول کر کے اس پر عمل کرنا ہمارے ذمہ نہیں ہے بلکہ دوسروں کے ذمہ ہے۔ اور ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ جن مردوں کو ہم رخصت کر رہے ہیں وہ چند دن کے لیے سفر میں گئے ہیں اور تھوڑے ہی دنوں میں ہمارے پاس واپس آ جائیں گے اور مرنے والوں کی میراث ہم اس طرح کھاتے ہیں کہ جیسے ان کے بعد ہم نے یہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ ہم ہر نصیحت کو بھول گئے ہیں اور آنے والی مصیبتوں سے ہم اپنے آپ کو امن میں سمجھتے ہیں۔ خوشخبری ہو اس آدمی کے لیے جو اپنے عیبوں کے دیکھنے میں اس طرح سے لگے کہ اسے دوسرے لوگوں کے عیب دیکھنے کی فرصت نہ ملے اور خوشخبری ہو اس آدمی کے لیے جس کی کمائی پاکیزہ ہو اور اس کی اندرونی حالت بھی ٹھیک ہو اور ظاہری اعمال بھی اچھے ہوں اور اس کا راستہ بھی سیدھا ہو اور خوشخبری ہو اس آدمی کے لیے جس میں کوئی دینی اور اخلاقی کمی نہ ہو اور پھر وہ تواضع اختیار کرے اور اس مال میں سے خرچ کرے جو اس نے بغیر کسی گناہ کے حلال طریقہ سے جمع کیا ہے اور دین کی سمجھ رکھنے والوں اور حکمت و دانائی والوں سے میل جول رکھے اور کمزور اور مسکین لوگوں پر ترس کھائے اور خوشخبری ہو اس آدمی کے لیے جو اپنا ضرورت سے زائد مال دوسروں پر خرچ کرے اور ضرورت سے زائد بات نہ کرے اور ہر حال میں سنت پر عمل کرے اور سنت چھوڑ کر کسی بدعت کو اختیار نہ کرے۔ پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۳/ ۲۰۲ قال ابو نعيم هذا حديث غريب من حديث العترة الطيبة لم نسمعه الا من القاضى الحافظ و روى هذا الحديث من حديث انس رضی اللہ عنہ عن النبى ﷺ ۔ انتهى و قد اخرج حديث انس ابن عساكر كما فى الكنز ۸/ ۲۰۴]

ابن عساکر کی روایت کے شروع میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی جدعاء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر ہم میں بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا اے لوگو! اور اس روایت کے آخر میں یہ ہے کہ ہم مردوں کو قبروں میں دفن کرتے ہیں اور پھر ان کی میراث کھاتے ہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ اس نے سنت کا اتباع کیا اور سنت کو چھوڑ کر بدعت کی طرف نہیں گیا اور بزار کی روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی عضباء نامی اونٹنی پر تھے جو کہ جدعاء نہیں تھی اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ان مردوں کے گھر ان کی قبریں ہیں اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اس نے دین کی سمجھ رکھنے والوں سے میل جول رکھا اور شک کرنے والوں اور بدعت اختیار کرنے والوں سے الگ رہا اور اس کے ظاہری اعمال ٹھیک ہوں اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے رکھے۔

[قال الهيثمى ۱۰/ ۲۲۹ رواه البزار و فيه النضر بن محرز وغيره من الضعفاء ۔ انتهى]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور لوگ آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کرو جس طرح اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! ہم اللہ تعالیٰ سے حیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو آدمی حیا کرنے والا ہے اسے چاہئے کہ وہ رات اس طرح گزارے کہ اس کی موت اس کی آنکھوں کے سامنے ہو اور اپنے پیٹ کی اور پیٹ کے ساتھ جو اور اعضاء (دل، شرمگاہ وغیرہ) ہیں ان کی حفاظت کرے۔ موت کو اور قبر میں جا کر بوسیدہ ہو جانے کو یاد رکھے اور دنیا کی زیب و زینت چھوڑ دے۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط و رواه الترمذی عن ابن مسعود بنحوه وقال حدیث غریب كذا فی الترغیب ۵/ ۲۰۰]

حشر کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو منبر پر بیان فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے تم لوگ اللہ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں، ننگے بدن بغیر ختنہ کے حاضر ہو گے۔ ایک روایت میں پیدل بھی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر ہمیں نصیحت فرمائی۔ ارشاد فرمایا اے لوگو! تمہیں اللہ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں اور ننگے بدن بغیر ختنہ جمع کیا جائے گا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے):

﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ [سورۃ انبیاء آیت ۱۰۴]

"(اور) ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرنے کے وقت (ہر چیز کی) ابتداء کی تھی اسی طرح (آسانی سے) اس کو دوبارہ پیدا کر دیں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے اور ہم (ضرور اس کو پورا) کریں گے۔"

غور سے سنو! (قیامت کے دن) تمام انسانوں میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ غور سے سنو! میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا پھر انہیں بائیں طرف لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آپ کو معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا گل کھلایا ہے؟ اس وقت میں وہی بات کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کہیں گے۔ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

مَادُمْتُ فِيهِمْ سے لے کر اَلْعَزِيزُ الْحَكِيمُ تک۔

''اور میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا پھر جب آپ نے مجھے اٹھالیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔'' [سورۃ مائدہ آیت ۱۱۷، ۱۱۸]

پھر مجھے بتایا جائے گا جب آپ ان سے جدا ہوئے تو انہوں نے ایڑیوں کے بل واپس لوٹنا شروع کر دیا تھا اور ہوتے ہوتے یہ مرتد ہو گئے تھے (چنانچہ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے) ایک روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ میں کہوں گا دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔ [اخرجه الشيخان وغيرهما كذا في الترغيب ۵/ ۲۴۵]

تقدیر کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ ایک مرتبہ منبر پر تشریف لے گئے۔ پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا ایک رجسٹر ایسا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کے نام اور نسب سب تفصیل سے لکھے ہوئے ہیں اور آخر میں ان سب کی مجموعی تعداد لکھی ہوئی ہے۔ اب قیامت تک ان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی پھر فرمایا ایک رجسٹر ایسا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے جہنم والوں کے نام اور نسب سب تفصیل سے لکھے ہوئے ہیں اور آخر میں ان سب کی مجموعی تعداد لکھی ہوئی ہے۔ اب قیامت تک ان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی۔ جنت میں جانے والا زندگی بھر کیسے بھی عمل کرتا رہے لیکن اس کا خاتمہ جنت والوں کے عمل پر ہوگا اور دوزخ میں جانے والا زندگی بھر کیسے ہی عمل کرتا رہے لیکن اس کا خاتمہ دوزخ والوں کے عمل پر ہوگا۔ بعض دفعہ خوش قسمت لوگ یعنی جن کے مقدر میں جنت جانا لکھا ہوا ہے وہ بد قسمتی کے راستہ پر اس طرح چل رہے ہوتے ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے کہ یہ تو بد قسمتوں جیسے ہیں بلکہ ان ہی میں سے ہیں لیکن پھر خوش قسمتی انہیں آ لیتی ہے اور انہیں (بد قسمتی کے راستہ سے) چھڑا لیتی ہے اور کبھی بد قسمت لوگ یعنی جن کے مقدر میں دوزخ میں جانا لکھا ہوا ہے وہ خوش قسمتی کے راستہ پر اس طرح چل رہے ہوتے ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے کہ یہ تو بالکل خوش قسمتوں جیسے ہیں بلکہ ان ہی میں سے ہیں لیکن پھر بد قسمتی انہیں پکڑ

لیتی ہے اور (خوش قسمتی کے راستہ سے) انہیں نکال کر (بد قسمتی کے راستہ پر) لے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جسے لوح محفوظ میں خوش قسمت (یعنی جنتی) لکھا ہوا ہے اسے اس وقت تک دنیا سے نہیں نکالتے جب تک اس سے مرنے سے پہلے خوش قسمتی والا عمل نہیں کرا لیتے چاہے وہ عمل مرنے سے اتنی ہی دیر پہلے ہو جتنا کہ اونٹنی کے دودھ نکالنے کے درمیان وقفہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جسے لوح محفوظ میں بد قسمت (یعنی دوزخی) لکھا ہوا ہے اسے اس وقت تک دنیا سے نہیں نکالتے جب تک اس سے مرنے سے پہلے بد قسمتی والا عمل نہیں کرا لیتے چاہے وہ عمل مرنے سے اتنی ہی دیر پہلے ہو جتنا کہ اونٹنی کے دودھ نکالنے کے درمیان وقفہ ہوتا ہے۔ اعمال کا دارومدار آخری وقت کے عمل پر ہے۔[اخرجه الطبرانی فی الاوسط وابو سهل الجنديسابوری كذا فی الكنز ١/ ٨٧ قال الهيثمی ٧/ ٢١٣ رواه الطبرانی فی الاوسط و فيه حماد بن و افد الصغار و هو ضعيف]

حضور ﷺ کی رشتہ داری کے فائدہ دینے کے بارے میں حضور ﷺ کا بیان

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ یوں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری قیامت کے دن کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ اللہ کی قسم! میری رشتہ داری دنیا اور آخرت میں جڑی ہوئی ہے' دونوں جگہ فائدہ دے گی اور اے لوگو! میں تم سے پہلے (تمہاری ضروریات کا خیال کرنے کے لئے) آگے جا رہا ہوں اور قیامت کے دن حوض (کوثر) پر ملوں گا۔ کچھ لوگ (وہاں) کہیں گے یا رسول اللہ! میں فلاں بن فلاں یعنی آپ کا رشتہ دار ہوں۔ میں کہوں گا نسب کو تو میں نے پہچان لیا لیکن تم نے میرے بعد بہت سے نئے کام ایجاد کئے اور الٹے پاؤں کفر میں واپس چلے گئے (ایمان و عمل کے بغیر میری رشتہ داری کام نہیں دیتی اور ایمان و عمل کے ساتھ خوب کام دیتی ہے)

[اخرجه ابن النجار كذا فی الكنز ١/ ١٩٨ و اخرجه احمد ايضا عن ابی سعيد نحوه كما فی التفسير لابن كثير ٣/ ٢٥٦]

حکام اور صدقات کی وصول کا کام کرنے والوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا اور اس بیان میں یہ ارشاد فرمایا غور سے سنو! قریب ہے کہ مجھے (اس دنیا سے) بلا لیا جائے اور میں یہاں سے چلا جاؤں میرے بعد ایسے لوگ تمہارے حاکم بنیں گے جو ایسے عمل کریں گے جنہیں تم جانتے پہچانتے ہو ان کی اطاعت صحیح اور اصل اطاعت ہے۔ کچھ عرصہ ایسا ہی ہوگا لیکن اس کے بعد ایسے لوگ تمہارے حاکم بن جائیں گے جو ایسے عمل کریں گے جنہیں تم جانتے پہچانتے نہیں ہو جو ان کی قیادت (غلط کاموں میں) کرے گا اور (دنیاوی کاموں میں) ان کا فائدہ چاہے گا وہ خود بھی برباد ہوگا اور دوسروں کو بھی برباد کرے گا جسمانی طور پر تو تم ان سے ملے جلے رہو لیکن غلط اعمال میں تم ان سے الگ رہو البتہ ان میں سے جو اچھے عمل کرے تم اس کے اچھے عمل کرنے کی گواہی دو اور جو برے عمل کرے تم اس کے برے عمل کرنے کی گواہی دو۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۵/ ۲۳۷ رواه الطبرانی فی الاوسط عن شیخه محمد بن علی المروزی وهو ضعیف۔ انتهی]

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو صدقات (عشر زکوۃ) وصول کرنے کے لیے بھیجا وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! یہ مال اور جانور تو آپ کے ہیں اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تم اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ کر کیوں نہیں دیکھ لیتے کہ تمہیں ہدیئے ملتے ہیں یا نہیں پھر شام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان کے لیے کھڑے ہوئے پہلے کلمہ شہادت پڑھا پھر اللہ کے شایان شان تعریف کی پھر فرمایا اما بعد! صدقات کی وصولی کے لیے جانے والے کو کیا ہوا؟ ہم اسے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجتے ہیں وہ واپس آ کر ہمیں کہتا ہے یہ تو آپ لوگوں کے کام کی وجہ سے ملا ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بیٹھ کر کیوں نہیں دیکھ لیتا کہ اسے ہدیئے ملتے ہیں یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! تم میں سے جو آدمی

بھی صدقات کے مال میں تھوڑی سی بھی خیانت کرے گا اور صدقات کے جانوروں میں سے کچھ بھی لے لے گا وہ اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے قیامت کے دن لائے گا۔ اونٹ‘ گائے اور بکری جو لیا ہوگا اسے گردن پر اٹھا کر لائے گا اور ہر جانور اپنی آواز نکال رہا ہوگا۔ میں نے (تمہیں اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے۔ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اتنا اوپر اٹھایا کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ یہ بیان میرے ساتھ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس لیے ان سے بھی پوچھ لو۔

[اخرجه البخاری ۲/ ۹۸۲ و اخرجه ایضاً مسلم و ابو داؤد واحمد کما فی الجامع الصغیر]

انصار کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے انصار کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا غور سے سنو! اور لوگ تو میرا اوپر کا کپڑا ہیں اور انصار میرے اندر کا کپڑا ہیں یعنی ان سے میرا خاص تعلق ہے اور لوگ اگر ایک وادی میں چلیں اور انصار کسی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا اگر ہجرت کو فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک آدمی ہوتا لہٰذا جو بھی انصار کا حاکم بنے اسے چاہئے کہ وہ ان کے اچھے کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے برے سے درگذر کرے جس نے انہیں ڈرایا اس نے اس چیز کو ڈرایا جو ان دو پہلوؤں کے درمیان ہے یعنی میرے دل کو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل کی طرف اشارہ بھی فرمایا۔

[اخرجه احمد قال الهيثمی ۱۰/ ۳۵ رجاله رجال الصحيح غير يحيى بن النضر الانصاری وهو ثقة]

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ ان تین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کی توبہ قبول ہوئی تھی ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے میرے والد محترم کو بتایا کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور بیان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا امابعد! اے جماعت مہاجرین! تمہاری تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا (اور لوگ ہجرت کر کے آتے رہیں گے) لیکن انصار جتنے آج ہیں اتنے ہی رہیں گے ان کی تعداد میں اضافہ نہ ہوگا۔ انصار تو میرے ذاتی کپڑوں کا صندوق ہیں یعنی یہ میرے خاص لوگ ہیں جن کے

پاس آکر میں ٹھہرا ہوں لہٰذا ان کے کریم آدمی کا اکرام کرو اور ان کے برے آدمی سے درگذر کرو۔

[عند احمد ایضاً قال الهيثمی ۱۰/ ۳۶ رجاله رجال الصحيح]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف بیانات

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے منبر کی لکڑیوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا دوزخ کی آگ سے بچو چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے کے صدقہ کے ذریعہ سے ہی بچو کیونکہ یہ صدقہ ٹیڑھ پن کو سیدھا کر دیتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے اور جیسے پیٹ بھرے آدمی کو فائدہ دیتا ہے ایسے ہی بھوکے کو بھی فائدہ دیتا ہے یعنی جو بھی صدقہ دے گا اسے اجر و ثواب ملے گا چاہے بھوکا ہو یا پیٹ بھرا۔[اخرجه ابو يعلى و البزار كذا فى الترغيب ۲/ ۱۳۴]

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جو مجھ پر درود بھیجے گا تو جب تک وہ درود بھیجتا رہے گا فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہیں گے اب چاہے بندہ اپنے لیے (فرشتوں سے) تھوڑی دعا کروائے چاہے زیادہ۔[اخرجه احمد و ابن ابی شیبة و ابن ماجة كذا فى الترغيب ۳/ ۱۶۰]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی کو اس بات سے خوشی ہو کہ اسے آگ سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے اسے چاہیے کہ اسے اس حال میں موت آئے کہ اس کے دل میں اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان موجود ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو اپنے ساتھ چاہتا ہے۔[اخرجه ابن جرير كذا فى الكنز ۱/ ۷۶]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں میں ایسا زبردست بیان فرمایا کہ میں نے ویسا بیان کبھی نہیں سنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لوگ بھی وہ جان لو تو تمہارا ہنسنا کم ہو جائے اور رونا زیادہ۔ اس پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے چہروں پر کپڑے ڈال کر رونے لگے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کوئی شکایت پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا میرے سامنے جنت اور جہنم پیش کی گئی اور آج میں نے (جنت اور جہنم دیکھ کر) جتنا خیر اور شر دیکھا ہے اتنا خیر و شر کبھی نہیں دیکھا اور

جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی وہ جان لو تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ' چنانچہ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر اس سے زیادہ سخت دن کوئی نہیں آیا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سر ڈھانک کر رونے لگے۔

[اخرجه الشيخان كذا فى الترغيب ۵/ ۲۲۶]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے بیان فرمایا اور بیان کرتے کرتے یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ﴾

[سورۃ طٰہٰ آیت ۷۴]

''جو شخص (بغاوت کا) مجرم ہو کر اپنے رب کے پاس حاضر ہوگا سو اس کے لیے دوزخ (مقرر) ہے اس میں نہ مرے ہی گا اور نہ جیے ہی گا۔''

تو حضور ﷺ نے فرمایا جو اصل دوزخ والے ہیں اور ہمیشہ اس میں رہیں گے) وہ اس میں نہ مریں گے اور نہ ہی وہ زندوں میں شمار ہوں گے لیکن وہ لوگ جو اصل دوزخ والے نہیں ہیں (بلکہ گناہوں کی وجہ سے کچھ دن کے لیے دوزخ میں گئے ہیں) آگ ان کو کچھ جلائے گی پھر سفارش کرنے والے کھڑے ہوں گے اور ان دوزخیوں کی سفارش کریں گے پھر ان کی جماعتیں بنا کر انہیں دوزخ سے نکال کر نہر حیات یا نہر حیوان پر لایا جائے گا یہ لوگ اس نہر میں ایسے اگیں گے جیسے سیلاب کے لائے ہوئے کوڑے کرکٹ میں گھاس اگتا ہے۔

[اخرجه ابن ابى حاتم كذا فى التفسير لابن كثير ۳/ ۱۵۹]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک مرتبہ کھڑے ہو کر بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ رب العالمین کے ساتھ اچھا گمان رکھو بندہ اپنے رب کے ساتھ جیسا گمان رکھے گا اللہ اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے گا۔

[اخرجه ابن ابى الدنيا و ابن النجار كذا فى الكنز ۲/ ۱۴۳]

حضرت ابوزہیر ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو بیان میں یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! قریب ہے کہ تم جنت والوں اور دوزخ والوں کو پہچان لو گے یا فرمایا تم اپنے بھلوں اور بروں کو پہچان لو گے۔ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ تم لوگ جس کی تعریف کرو گے وہ جنتی اور بھلا ہے اور جس کو برا کہو گے وہ دوزخی

اور برا ہے۔ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے بارے میں گواہ ہو (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کامل ایمان والے جسے اچھا کہیں گے وہ یقیناً اچھا ہوگا اور جسے برا کہیں گے وہ یقیناً برا ہوگا۔) [اخرجہ الحاکم ۴/ ۴۳۶ قال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذھبی صحیح]

حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر بیان فرمایا اور صدقہ فطر دینے کا حکم دیا اور فرمایا ہر آدمی کی طرف سے ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر میں دیئے جائیں چاہے وہ آدمی چھوٹا ہو یا بڑا آزاد ہو یا غلام۔

[اخرجہ الحسن بن سفیان و ابو نعیم عن عبداللہ بن ثعلبۃ کذا فی الکنز ۴/ ۳۳۸]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع بیانات جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہیں

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ غزوہ تبوک میں جارہے تھے ابھی پہنچنے میں ایک رات کا سفر باقی تھا کہ رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوتے رہ گئے اور فجر کی نماز کے لیے آنکھ نہ کھل سکی بلکہ سورج نکل آیا اور ایک نیزہ کے برابر بلند ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال! کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ (ہم تو سونے لگے ہیں) تم ہماری فجر کا خیال رکھنا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (آپ نے تو فرمایا تھا لیکن) مجھے بھی اس ذات نے سلا دیا جس نے آپ کو سلائے رکھا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تھوڑا سا آگے گئے پھر فجر کی نماز قضا پڑھی اس کے بعد اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اما بعد! سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے مضبوط کڑا التقویٰ کا کلمہ یعنی شہادت ہے اور سب سے بہترین ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے اور سب سے بہترین طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب سے اعلیٰ بات اللہ کا ذکر ہے اور سب سے اچھا بیان یہ قرآن ہے۔ سب سے بہترین کام وہ ہیں جو عزیمت اور پختگی والے ہوں جن کا کرنا اللہ نے ضروری قرار دیا ہے اور سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے ایجاد کیے گئے ہوں اور سب سے اچھی سیرت انبیاء علیہم السلام کی سیرت ہے اور سب سے زیادہ عزت والی موت شہید کی ہے اور سب سے زیادہ اندھا پن ہدایت کے بعد گمراہ ہونا ہے اور بہترین علم وہ ہے جو نفع دے اور بہترین سیرت وہ ہے جس پر چلا جائے اور سب سے برا اندھا پن دل کا اندھا پن ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے یعنی دینے والا لینے والے سے

بہتر ہے اور جو مال کم ہو اور انسان کی ضروریات کے لیے کافی ہو وہ اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور انسان کو اللہ سے غافل کر دے اور اللہ سے معذرت چاہنے کا سب سے برا وقت موت کے آنے کا وقت ہے اور سب سے بری ندامت وہ ہے جو قیامت کے دن ہو گی اور کچھ لوگ ہر نماز قضا کر کے پڑھتے ہیں اور کچھ لوگ صرف زبان سے ذکر کرتے ہیں دل سے نہیں کرتے اور سب سے بڑا گناہ زبان کا جھوٹ بولنا ہے اور سب سے بہترین مالداری دل کا غنا ہے اور بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے جو باتیں دل میں جمتی ہیں ان میں سب سے بہترین یقین ہے (اسلام میں) شک کرنا کفر ہے۔ مردہ پر واویلا کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے اور مال غنیمت میں خیانت کرنا جہنم کے ڈھیر میں سے ہے اور جس خزانے کی زکوٰۃ نہ دی جائے اس کی سزا یہ ہے کہ جہنم کی آگ سے داغ لگائے جائیں گے۔ شعر و شاعری ابلیس کی بانسری ہے۔ اکثر اشعار شیطانی کاموں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ عورتوں کو ذریعہ بنا کر شیطان بہت سے برے کام کرا لیتا ہے۔ جوانی دیوانگی کا ایک حصہ ہے اور سب سے بری کمائی سود کی ہے اور سب سے بری کھانے کی چیز یتیم کا مال ہے اور خوش قسمت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بدبخت ہوا ہے۔ آخر کار تم میں سے ہر آدمی چار ہاتھ جگہ یعنی قبر میں جائے گا اور اعمال کا دارومدار آخری وقت کے عمل پر ہے۔ سب سے بری روایتیں وہ ہیں جو جھوٹی ہوں اور ہر آنے والی چیز قریب ہے۔ مومن کو برا بھلا کہنے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور مومن کو قتل کرنا کفر جیسا گناہ ہے اور مومن کی غیبت کرنا خدا کی نافرمانی ہے اس کے مال کا احترام ایسے ہی ضروری ہے جیسے اس کے خون کا احترام ضروری ہے جو اللہ پر قسم کھاتا ہے (مثلاً کہتا ہے اللہ کی قسم فلاں جہنم میں ضرور داخل ہو گا) اللہ تعالیٰ اس کا جھوٹا ہونا ضرور ثابت کر دیں گے (اور جس غلط بات کے ہونے کی قسم کھائی تھی اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کریں گے) جو دوسروں سے درگذر کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے درگذر فرمائیں گے جو اوروں کو معاف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائیں گے جو اپنا غصہ دبائے گا اللہ اسے اجر دیں گے جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اسے بدلہ دیں گے جو اپنے نیک اعمال سے دنیا میں شہرت چاہے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام انسانوں کو سنائیں گے کہ یہ عمل اخلاص سے نہیں کرتا تھا بلکہ شہرت کے لیے کرتا تھا جو صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اجر

بڑھائیں گے جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اسے عذاب دیں گے۔ اے اللہ! میری اور میری امت کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! میری اور میری امت کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! میری اور میری امت کی مغفرت فرما۔ میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

[اخرجه البيهقي في الدلائل و ابن عساكر في تاريخه و اخرجه ابو نصر البختري ايضاً في كتاب الابانة عن ابي الدرداء رضی اللہ عنہ مرفوعاً و اخرجه ابن ابي شيبة و ابو نعيم في الحلية و القضاعي في الشهاب عن ابن مسعود موقوفا قال بعض شراح الشهاب حسن غريب و رواه العسكري و الديلمي عن عقبة كذا في الجامع الصغير للسيوطي و شرحه فيض القدير للمناوي ۱۷۹/۳ و اخرجه الحاكم ايضاً من حديث عقبة كما في زاد المعاد ۷/۳]

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور بیان میں ارشاد فرمایا مجھے میرے رب نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ آج میرے رب نے مجھے جو کچھ سکھایا ہے اور آپ لوگ اسے نہیں جانتے ہو اس میں سے میں آپ لوگوں کو بھی سکھاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے جو مال اپنے بندوں کو دیا ہے وہ سارا ان کے لیے حلال ہے (لہٰذا کفار عرب نے سائبہ، وصیلہ، بحیرہ وغیرہ نام رکھ کر جو کچھ اپنے اوپر حرام کر لیا ہے وہ حرام نہیں ہوا بلکہ حلال ہے) میں نے اپنے تمام بندوں کو کفر و شرک اور گناہوں سے پاک صاف دین اسلام پر پیدا کیا ہے پھر شیطانوں نے آ کر انہیں دین اسلام سے گمراہ کر دیا اور جو میں نے ان کے لیے حلال کیا تھا وہ ان پر حرام کر دیا اور انہیں اس بات کا حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک کریں جن کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری پھر (میری بعثت سے پہلے) اللہ تعالیٰ نے تمام زمین والوں پر نظر ڈالی تو تمام عرب و عجم کو دیکھ کر اللہ کو غصہ آیا (کیونکہ سب کفر و شرک میں مبتلا تھے) لیکن کچھ اہل کتاب ایسے تھے جو اپنے سچے دین پر قائم تھے اور اس میں انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے ہمارے نبی!) میں نے آپ کو اس لیے بھیجا ہے تاکہ میں آپ کا امتحان لوں (کہ آپ میری منشاء پر چلتے ہیں یا نہیں) اور آپ کے ذریعے سے دوسروں کا امتحان لوں (کہ وہ آپ کی دعوت کو مانتے ہیں یا نہیں) اور میں نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جسے پانی نہیں دھو سکتا (اس کی لکھائی مٹنے والی نہیں یعنی آپ کے سینے میں محفوظ رہے گی آپ کو بھولے گی نہیں) اور آپ اسے سوتے اور جاگتے میں پڑھا کریں گے یعنی دونوں حالتوں میں آپ کو پکایا

در ہے گا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا حکم دیا کہ میں قریش کو جلا دوں (یعنی انہیں اللہ کی دعوت دوں جو مانے گا وہ کامیاب ہوگا جو نہیں مانے گا وہ برباد ہوگا دوزخ کی آگ میں جلے گا) میں نے عرض کیا اے میرے رب! پھر تو یہ میرا سر کچل دیں گے اور روٹی کی طرح چپٹا کر کے چھوڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ انہیں (مکہ سے) ایسے نکالیں جیسے انہوں نے آپ کو نکالا ہے آپ ان سے جنگ کریں ہم آپ کی مدد کریں گے۔ آپ ان پر خرچ کریں ہم آپ پر خرچ کریں گے۔ آپ ان کی طرف ایک لشکر بھیجیں ہم اس جیسے (فرشتوں کے) پانچ لشکر بھیجیں گے اور آپ اپنے فرمانبرداروں کو لے کر نافرمانوں سے جنگ کریں اور جنتی لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک عادل بادشاہ جسے اللہ کی طرف سے نیک اعمال کی خوب توفیق ملی ہو اور وہ خوب صدقہ کرنے والا ہو۔ دوسرے وہ آدمی جو رحم کرنے والا اور ہر رشتہ دار بلکہ ہر مسلمان کے بارے میں نرم دل ہو تیسرے وہ آدمی جو پاک دامن' فقیر' عیالدار اور (فقیری کے باوجود دوسروں پر) صدقہ کرنے والا ہو۔ دوزخی لوگ پانچ قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ کمزور آدمی جس میں عقل بالکل نہ ہو' ہر ایک کے پیچھے لگ جاتا ہو۔ دوسرے وہ لوگ جو تم لوگوں میں دوسروں کے پیچھے چلنے والے اور ہاں میں ہاں ملانے والے ہیں اور (بدکاری میں مبتلا رہنے کی وجہ سے) ان میں نہ اہل و عیال کی طلب ہے اور نہ مال کی۔ تیسرے وہ خیال کرنے والا جس میں لالچ اتنی زیادہ ہو کہ وہ چھپ نہ سکے اور وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی خیانت کرے چوتھے وہ آدمی جس کا صبح و شام ہر وقت یہی کام ہے کہ وہ تمہیں' تمہارے اہل و عیال اور مال و دولت کے بارے میں دھوکہ دیتا رہے اور پانچویں آدمی کی خرابیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجوسی' جھوٹ' بداخلاقی اور بدگوئی کا ذکر کیا۔

[اخرجه احمد و اخرجه ایضاً مسلم و النسائی کما فی التفسیر لابن کثیر ۲/ ۳۵]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور قیامت قائم ہونے تک پیش آنے والی ہر اہم دینی چیز کو ہمارے سامنے ذکر کر دیا جس نے ان تمام چیزوں کو یاد رکھنے کی کوشش کی اسے تو یاد رہیں اور جس نے انہیں بھلا دیا اسے بھول گئیں۔ اس بیان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا امابعد! دنیا سرسبز اور میٹھی ہے۔ بڑی مزیدار اور اچھی لگتی ہے۔ بہت خوشنما نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا خلیفہ بنا کر اور دنیا دے کر دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو اچھے یا برے (یعنی دنیا کے اصل مالک تو اللہ تعالیٰ ہیں اور تم لوگوں کو

اپنا نمائندہ بنایا ہے) اس لیے دنیا کے فتنے سے بچو (بقدر ضرورت حاصل کرو اور ضرورت سے زیادہ آ جائے تو اسے دوسروں پر خرچ کر دو) اور عورتوں کے فتنے سے بچو (ان کی باتوں میں آ کر یا ان کی محبت سے مغلوب ہو کر اللہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرو) بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کے ذریعے پیش آیا تھا۔ غور سے سنو! آدم کی اولاد کو مختلف قسم کا بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔ کچھ تو ایسے ہیں جو مومن پیدا ہوتے ہیں مومن بن کر ساری زندگی گزارتے ہیں اور مومن ہونے کی حالت میں مرتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں کافر بن کر زندگی گزارتے ہیں اور کافر ہونے کی حالت میں مرتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو مومن پیدا ہوتے ہیں اور مومن بن کر زندگی گزارتے ہیں لیکن کافر بن کر مرتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں اور کافر بن کر زندگی گزارتے ہیں لیکن مومن بن کر مرتے ہیں۔ توجہ سے سنو! غصہ ایک انگارہ ہے جو ابن آدم کے پیٹ میں دہکتا رہتا ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ غصہ میں انسان کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور اس کے گلے کی رگیں پھول جاتی ہیں لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے زمین سے چمٹ جانا چاہئے (کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے زمین کی طرح عاجز اور مسکین بن جائے) غور سے سنو! بہترین مرد وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے اور جلدی چلا جائے اور سب سے برا مرد وہ ہے جسے غصہ جلدی آئے اور دیر سے جائے اور جسے غصہ دیر سے آئے اور دیر سے جائے اور جسے غصہ جلدی آئے اور جلدی جائے تو اس کا معاملہ برابر ہو گیا اس میں ایک اچھی صفت ہے اور ایک بری۔ غور سے سنو! سب سے بہترین تاجر وہ ہے جو عمدہ طریقہ سے دے اور عمدہ طریقہ سے مطالبہ کرے اور سب سے برا تاجر وہ ہے جو ادا کرنے میں بھی برا ہو اور مطالبہ کرنے میں بھی برا ہو اور جو ادا کرنے میں اچھا ہو لیکن مطالبہ کرنے میں برا ہو یا ادا کرنے میں برا ہو اور مطالبہ کرنے میں اچھا ہو تو اس کا معاملہ برابر برابر ہو گیا۔ اس میں ایک صفت اچھی ہے اور ایک بری۔ غور سے سنو! ہر بدعہد کو اس کی بدعہدی کے مطابق قیامت کے دن جھنڈا ملے گا (جس سے اس کے اس برے کام کی لوگوں میں شہرت ہو گی) غور سے سنو! سب سے بڑی بدعہدی عام مسلمانوں کے امیر کی بدعہدی ہے۔ غور سے سنو! جسے حق بات معلوم ہے اسے لوگوں کی ہیبت اس حق بات کے کہنے سے ہرگز نہ روکے۔ غور سے سنو! سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے۔ غور سے سنو! دنیا کی اتنی عمر گزر گئی ہے جتنا آج کا دن گزر گیا ہے اور اتنی باقی

ہے جتنا آج کا دن باقی ہے۔ [اخرجه احمد و الترمذی و الحاکم و البیهقی کذافی الجامع و شرحه للمناوی وقال المناوی ۲/ ۸۱اوفیه علی بن زید بن جدعان اورده الذهبی فی الضعفاء وقال احمد و یحیی لیس بشئی - انتهی]

حضرت سائب بن مہجان رحمۃ اللہ علیہ اہل شام میں سے ہیں اور انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ بھی پایا ہے۔ وہ کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لائے تو انہوں نے (کھڑے ہو کر بیان فرمایا اور پہلے) اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور خوب وعظ ونصیحت فرمائی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرمایا پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا جیسے میں آپ لوگوں میں کھڑے ہو کر بیان کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بیان میں اللہ سے ڈرنے کا' صلہ رحمی کرنے کا اور آپس میں صلح صفائی سے رہنے کا حکم دیا اور فرمایا تم لوگ جماعت سے چمٹے رہو اور امیر کی سننے اور ماننے کو لازم پکڑے رکھو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے شیطان بہت دور ہوتا ہے۔ کسی مرد کو کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہرگز نہیں ہونا چاہئے ورنہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا جسے اپنی برائی سے رنج ہو اور اپنی نیکی سے خوشی ہو۔ یہ اس کے مسلمان اور مومن ہونے کی نشانی ہے اور منافق کی نشانی یہ ہے کہ اسے اپنی برائی سے کوئی رنج نہیں ہوتا اور نیکی سے کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ اگر وہ کوئی خیر کا عمل کرلے تو اسے اس عمل پر اللہ سے کسی ثواب کی امید نہیں ہوتی اور اگر کوئی برا کام کرلے تو اسے اس عمل پر اللہ کی طرف سے کسی سزا کا ڈر نہیں ہوتا لہٰذا دنیا کی تلاش میں میانہ روی اختیار کرو کیونکہ اللہ نے تم سب کی روزی کا ذمہ لے رکھا ہے اور ہر انسان نے جو عمل کرنا ہے اس کا وہ عمل ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اپنے نیک اعمال کے لیے اللہ سے مدد مانگا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ جس عمل کو چاہیں مٹا دیں اور جس عمل کو چاہیں باقی رکھیں اور اسی کے پاس لوح محفوظ ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ختم ہو گیا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بیان ختم کر دیا اور ختم کرنے کے لیے فرمایا)

((وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ))

"اور اللہ تعالیٰ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود بھیجے اور ان پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت۔" [اخرجه ابن مردویه والبیهقی فی شعب الایمان و ابن عساکر قال

البیھقی و ابن عساکر ھذا خطبة عمر بن الخطاب علی اھل الشام اثرھا عن رسول اللہ ﷺ کذافی الکنز ۸/ ۲۰۷]

حضور ﷺ کا آخری بیان

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک مرتبہ (مرض الوفات میں) فرمایا مختلف کنوؤں سے سات مشکوں میں (پانی بھر کر) میرے اوپر ڈالو تاکہ (مجھے کچھ افاقہ ہو جائے اور) میں لوگوں کے پاس باہر جا کر انہیں وصیت کروں' چنانچہ (پانی ڈالنے سے حضور ﷺ کو کچھ افاقہ ہوا تو) حضور ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر آئے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو یہ اختیار دیا گیا کہ یا تو وہ دنیا میں رہ لے یا اللہ کے ہاں جو اجر وثواب ہے اسے لے لے۔ اس بندے نے اللہ کے ہاں کے اجر وثواب کو اختیار کر لیا (یہاں اس بندے سے مراد خود حضور ﷺ ہیں اور مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اس دنیا سے جلد تشریف لے جانے والے ہیں) حضور ﷺ کے اس فرمان کا مطلب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی نہ سمجھ سکا اور اس پر وہ رونے لگے اور عرض کیا ہم اپنے ماں باپ اور آل اولاد سب آپ پر قربان کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا (اے ابوبکر!) ذرا آرام سے بیٹھے رہو (مت رو) میرے نزدیک ساتھ رہنے اور مال خرچ کرنے کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے افضل ابن ابی قحافہ (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) ہیں۔ مسجد میں جتنے دروازے کھلے ہوئے ہیں سب بند کر دو صرف ابوبکر کا دروازہ کھلا رہنے دو کیونکہ میں نے اس پر نور دیکھا ہے۔ [اخرجه الطبرانی قال الھیثمی ۹/ ۴۲ رواه الطبرانی فی الاوسط والکبیر باختصار الا انه زاد وذکر قتلی احد فصلی علیھم فاکثر و اسناده حسن۔ انتھی]

حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں ارشاد فرمایا مجھ پر پانی ڈالو پھر آگے پچھلی جیسی حدیث ذکر کی اور مزید یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء کے بعد سب سے پہلے شہدائے احد کا ذکر فرمایا اور ان کے لیے استغفار کیا اور دعا کی پھر فرمایا اے جماعت مہاجرین! تمہاری تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور انصار اپنی اسی حالت پر ہیں ان کی تعداد نہیں بڑھ رہی ہے اور یہ انصار تو میرے خاص تعلق والے ہیں جن کے پاس آ کر مجھے

ٹھکانہ ملا ہے' لہٰذا تم ان کے کریم آدمی کا اکرام کرو اور ان کے برے سے درگزر کرو۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار دیا گیا پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور اس روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کے اس فرمان کا مطلب لوگوں میں سے صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی سمجھ سکے اور اسی وجہ سے وہ رونے لگے۔

[اخرجه البیهقی قال ابن کثیر فی البدایة ۵/ ۲۲۹ هذا مرسل له شواهد کثیرة - انتهی]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے لوگوں میں بیان فرمایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ یا تو وہ دنیا میں رہ لے یا اللہ کے ہاں جو کچھ ہے اسے لے لے' چنانچہ اس بندے نے اللہ کے ہاں جو کچھ ہے اس کو اختیار کر لیا اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ ہم اس بات پر حیران ہوئے کہ حضور ﷺ نے تو کسی بندے کے بارے میں خبر دی ہے اس پر یہ حضرت ابوبکر کیوں رو رہے ہیں اس میں تو رونے کی کوئی بات نہیں لیکن ہمیں بعد میں پتہ چلا کہ جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا اس سے مراد تو خود حضور ﷺ تھے (اور حضور ﷺ کے اس فرمان کا مطلب یہ تھا کہ حضور ﷺ یہ بتا رہے تھے کہ حضور ﷺ عنقریب اس دنیا سے تشریف لے جانے والے ہیں) یہ بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے پھر حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر نے ساتھ رہ کر اور مال خرچ کر کے لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان کیا ہے اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو خلیل یعنی خالص دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا البتہ ان سے اسلامی دوستی و محبت ضرور ہے مسجد میں کھلنے والا ہر دروازہ بند کر دیا جائے صرف ابوبکر کا دروازہ کھلا رہنے دیا جائے۔

[عند احمد وهکذا اخرجه البخاری و مسلم کمافی البدایة ۵/ ۲۲۹]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ مرض الوفات میں باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے سر پر کالی پٹی باندھ رکھی تھی کندھوں پر چادر اوڑھی ہوئی تھی آپ ﷺ آ کر منبر پر بیٹھ گئے۔ راوی نے آگے حضور ﷺ کے بیان اور انصار کے بارے میں حضور ﷺ کی وصیت کا ذکر کیا راوی کہتے ہیں کہ یہ انتقال سے پہلے حضور ﷺ کی آخری مجلس اور آخری بیان تھا۔

[اخرجه البخاری کذافی البدایة ۵/ ۲۳۰ و اخرجه ابن سعد ۲/ ۲۵۱ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ بمعناه]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان تین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی۔ وہ

فرماتے ہیں حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر جنگ احد کے دن شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے دعائے مغفرت فرمائی پھر فرمایا اے جماعت مہاجرین! پھر اس کے بعد انصار کے بارے میں حضور ﷺ کی وصیت کا ذکر کیا جیسے کہ بیہقی کی حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ والی حدیث میں گزر چکا۔

[اخرجه الطبرانی عن عبدالرحمن بن کعب بن مالك عن ابیه. قال الهیثمی ۱۰/ ۳۷ رجاله رجال الصحیح و اخرجه الطبرانی ایضاً عن عبدالله بن کعب بن مالك عن ابیه قال آخر خطبة جعلناها رسول الله ﷺ فذکر نحوه باختصار قال الهیثمی ۱۰/ ۳۷ رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحیح - انتهی واخرجه الحاکم ۳/ ۷۸ عن عبدالله بن کعب عن ابیه فذکر نحوه وقال هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه وقال الذهبی صحیح]

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم لوگوں نے حضور ﷺ کو آخری بیان میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو ان پانچ فرض نمازوں کو جماعت کے ساتھ پابندی سے ادا کرے گا وہ کوندتی ہوئی بجلی کی طرح سب سے پہلے پل صراط کو پار کرے گا اور نبی ﷺ کا اچھے طریقہ سے اتباع کرنے والوں کی پہلی جماعت میں اللہ اس کا حشر کرے گا اور جس دن اور رات میں وہ ان پانچ نمازوں کی پابندی کرے گا اس کے بدلے اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والے ہزار شہیدوں جیسا اجر ملے گا۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۲/ ۳۹ وفیه بقیه بن الولید وهو مدلس و قد عنعنه - انتهی]

نبی کریم ﷺ کا فجر سے مغرب تک بیان

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد آپ ﷺ نے ہم میں ظہر تک مسلسل بیان فرمایا پھر منبر سے نیچے اتر کر ظہر کی نماز پڑھائی پھر عصر تک بیان فرمایا پھر اتر کر عصر کی نماز پڑھائی پھر مغرب تک بیان فرمایا اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب ہم سے بیان فرما دیا اب جسے حضور ﷺ کی بتائی ہوئی یہ باتیں جتنی زیادہ

یادرہ گئیں وہ ہم میں اتنا زیادہ جاننے والا ہے۔

[اخرجه الحاکم ۵/ ۴۸۷ قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاه و صححه الذهبی]

بیان کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں میں بیان فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند ہو جاتی اور غصہ تیز ہو جاتا جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دشمن کے لشکر سے ڈرا رہے ہوں اور فرما رہے ہوں کہ دشمن کا لشکر تم پر صبح حملہ کرنے والا ہے شام کو حملہ کرنے والا ہے پھر شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر ارشاد فرماتے مجھے اور قیامت کو اس طرح ملا کر بھیجا گیا ہے۔ پھر فرماتے سب سے بہترین سیرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت ہے اور سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے ایجاد کیے گئے ہوں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور جو مر جائے اور مال چھوڑ کر جائے تو وہ مال اس کے گھر والوں کا ہے اور جو قرضہ یا چھوٹے بچے چھوڑ کر جائے جنہیں سنبھالنے والا کوئی نہ ہو تو وہ میرے ذمہ ہیں وہ قرضہ میں ادا کروں گا اور ان بچوں کو میں سنبھالوں گا۔ [اخرجه ابن سعد ۱/ ۳۷۶ و اخرجه البیهقی فی الاسماء و الصفات ۱۴۴ عن جابر نحوه فی روایة علاصوته وقال و رواه مسلم فی الصحیح]

امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیانات

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے لوگوں میں بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا اما بعد! اے لوگو! مجھے آپ لوگوں کا ذمہ دار بنایا گیا ہے، حالانکہ میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں ہوں اور اب قرآن نازل ہو چکا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتیں بیان فرما چکے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ سب سے بڑی عقلمندی تقویٰ ہے اور سب سے بڑی حماقت فسق و فجور ہے اور جو تم لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور ہے (اور وہ طاقت کے زور سے کمزوروں کے حق کو دبا لیتا ہے) وہ میرے نزدیک کمزور ہے میں کمزور کو اس طاقتور سے اس کا حق دلوا کر رہوں گا اور جو تم میں سب سے زیادہ کمزور ہے (جس کے حق طاقتوروں نے دبا رکھے ہیں) وہ میرے نزدیک طاقتور ہے میں ان کے حق طاقتوروں سے ضرور

لے کر دوں گا۔ اے لوگو! میں تو (حضور ﷺ کا) اتباع کرنے والا ہوں اور اپنی طرف سے گھڑ کر نئی باتیں لانے والا نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے کام کروں تو آپ لوگ ان میں میری مدد کریں اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دیں۔ میں اپنی بات اسی پر ختم کرتا ہوں اور اپنے لیے اور آپ لوگوں کے لیے اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

[اخرجه ابن سعد والمحاملی وغیرهما کذافی الکنز ۳/ ۱۳۰]

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت ہوگئی تو وہ منبر پر تشریف لے گئے اور منبر پر جہاں نبی کریم ﷺ بیٹھا کرتے تھے اس سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے۔ پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! اچھی طرح سے سمجھ لو کہ سب سے بڑی عقلمندی۔ اس کے بعد پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور آخر میں اس مضمون کا اضافہ کیا کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ (اللہ کی طرف سے) کیا جائے اور جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دے گی ان پر اللہ تعالیٰ فقر مسلط کر دیں گے اور جس قوم میں بے حیائی عام ہو جائے گی اللہ تعالیٰ ان سب پر مصیبت بھیجیں گے لہٰذا جب تک میں اللہ کی اطاعت کروں تم لوگ میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو پھر میری اطاعت تمہارے ذمہ نہیں ہے۔ میں اپنی بات اس پر ختم کرتا ہوں اور اپنے لیے اور آپ لوگوں کے لیے اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ [اخرجه الدینوری کذافی الکنز ۳/ ۳۵]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ پچھلی حدیث کا کچھ مضمون ذکر کرتے ہیں اور یہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ سب سے بڑی حماقت فسق وفجور ہے اس کے بعد یہ اضافہ کرتے ہیں غور سے سنو! میرے نزدیک سچ بولنا امانتداری ہے اور جھوٹ بولنا خیانت ہے اور اسی طرح حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فرمان کہ میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں ہوں کے بعد یہ کہا کہ اللہ کی قسم! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سب سے بہتر تھے اور اس بات میں کوئی ان سے مزاحمت کرنے والا نہیں تھا لیکن مومن آدمی یوں ہی کسر نفسی کیا کرتا ہے۔ اس کے بعد حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی نقل کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری تو دلی تمنا ہے کہ آپ لوگوں میں سے کوئی آدمی اس خلافت کا بوجھ اٹھا لیتا اور میں اس ذمہ داری سے بچ جاتا۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ تمنا والی بات سچے دل سے کہی تھی (وہ واقعی خلیفہ نہیں بننا چاہتے تھے) پھر حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم لوگ یوں چاہو کہ جس طرح اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے سے اپنے نبی ﷺ کو سیدھے راستے پر کے آیا کرتے تھے اسی طرح مجھے بھی لے آیا کریں یہ بات تو مجھے حاصل نہیں ہے میں تو عام انسان ہی ہوں' اس لیے تم لوگ میری نگرانی رکھو۔ [اخرجه البيهقى ٦/ ٣٥٣]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا غور سے سنو! اللہ کی قسم! میں آپ لوگوں میں سب سے بہتر نہیں ہوں مجھے معلوم تو نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ تم لوگ مجھے اس چیز کا مکلّف بناؤ جو صرف حضور ﷺ کے بس میں تھی (اور میرے بس میں نہیں) اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام جہانوں پر فوقیت عطا فرمائی تھی اور انہیں چنا تھا اور ان کی تمام آفات سے حفاظت عطا فرمائی تھی اور میں (ان ہی کے) پیچھے چلنے والا ہوں اپنی طرف سے نئی چیزیں گھڑنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں سیدھا چلوں تو تم میرے پیچھے چلو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو تم لوگ مجھے سیدھا کر دو۔ حضور ﷺ کی شان تو یہ تھی کہ جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو اس وقت امت میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جو کوڑے کی مار یا اس سے بھی کم ظلم کا مطالبہ کر رہا ہو۔ غور سے سنو! میرے ساتھ بھی ایک شیطان لگا ہوا ہے جو میرے پاس آتا رہتا ہے جب مجھے غصہ آ جائے تو مجھ سے بچ کر رہنا کہیں میں آپ لوگوں کی کھالوں اور بالوں پر اثر انداز نہ ہو جاؤں۔ غور سے سنو! آپ لوگ میری نگرانی رکھو اگر میں سیدھا چلوں تو میری مدد کرنا اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دینا۔ حضرت حسنؒ کہتے ہیں ایسا زبردست بیان کیا تھا کہ اللہ کی قسم! اس کے بعد ویسا بیان تو کبھی ہوا ہی نہیں۔

[اخرجه ابو ذر الهروى وابن راهويه كما فى الكنز ٣/ ١٢٦]

ایک روایت میں یہ ہے کہ میں تو ایک عام انسان ہوں کام ٹھیک بھی کر لیتا ہوں اور غلط بھی ہو جاتے ہیں جب میں ٹھیک کام کروں تو آپ لوگ اللہ کی تعریف کریں (کیونکہ اسی کے کرم سے کام ٹھیک ہوا) اور جب غلط ہو جائے تو مجھے سیدھا کر دینا۔

[اخرجه ابو ذر الهروى فى الجامع عن قيس بن ابى حازم مختصرا كما فى الكنز ٣/ ١٣٦]

حضرت قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضور ﷺ کی وفات کے ایک مہینہ بعد میں حضور ﷺ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس کے بعد حضرت قیس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا قصہ ذکر کیا اس کے بعد کہتے ہیں تمام لوگوں کو مسجد نبوی ﷺ میں

جمع کرنے کے لیے یہ اعلان کیا گیا الصلوۃ جامعۃ یعنی سب لوگ مسجد نبوی ﷺ میں اکٹھے نماز پڑھیں (مدینہ کی باقی نو مسجدوں میں سے کسی اور میں نہ پڑھیں) اور پھر جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس منبر پر تشریف فرما ہوئے جو ان کے بیان اور خطبے کے لیے بنایا گیا تھا یہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد اسلام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پہلا بیان تھا۔ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا اے لوگو! میری آرزو تو یہ ہے کہ کوئی اور میری جگہ خلیفہ بن جائے اگر تم لوگ مجھ سے مطالبہ کرو کہ میں عین تمہارے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق چلوں تو یہ میرے بس میں نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ تو معصوم تھے۔ اللہ نے ان کی شیطان سے مکمل حفاظت فرما رکھی تھی اور ان پر آسمان سے وحی اترتی تھی (اور یہ دونوں باتیں مجھے حاصل نہیں ہیں۔ اس لیے میں بالکل ان جیسا نہیں ہو سکتا)

[اخرجہ احمد ایضاً قال الھیثمی ۵/ ۱۸۳ وفیہ عیسی بن المسیب البجلی وھو ضعیف]

اور جلد دوم میں طبرانی کی روایت عیسیٰ بن عطیہ کے حوالے سے گزر چکی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان میں فرمایا اے لوگو! لوگ اسلام میں خوشی اور ناخوشی دونوں طرح داخل ہوئے ہیں لیکن اب وہ سب اللہ کی پناہ اور اس کے پڑوس میں ہیں' اس لیے تم اس کی پوری کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنی ذمہ داری کا کچھ بھی مطالبہ نہ کرے (یعنی کسی مسلمان کو کسی طرح تکلیف نہ پہنچاؤ) میرے ساتھ بھی ایک شیطان رہتا ہے جب تم دیکھو کہ مجھے غصہ آ گیا ہے تو پھر تم مجھ سے الگ ہو جاؤ کہ کہیں میں تمہارے بالوں اور کھالوں کو تکلیف نہ پہنچا دوں۔ اے لوگو! اپنے غلاموں کی آمدنی کی تحقیق کر لیا کرو کہ حلال ہے یا حرام' اس لیے کہ جس گوشت کی پرورش حرام مال سے ہو جنت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔

حضرت عاصم بن عدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضور ﷺ کی وفات کے اگلے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک آدمی نے اعلان کیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی روانگی کا کام مکمل ہو جانا چاہیے۔ غور سے سنو! اب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کا کوئی آدمی مدینہ میں باقی نہیں رہنا چاہیے بلکہ جرف میں جہاں ان کے لشکر کا پڑاؤ ہے وہاں پہنچ جانا چاہیے اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں میں بیان کے لیے کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا اے لوگو! میں تو تمہارے جیسا ہوں مجھے معلوم تو نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ تم لوگ مجھے اس چیز کا مکلف بناؤ جو

صرف حضور ﷺ کے بس میں تھی (اور میرے بس میں نہیں) اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ﷺ) کو تمام جہانوں پر فوقیت عطا فرمائی تھی اور انہیں چنا تھا اور ان کی تمام آفات سے حفاظت فرمائی تھی اور میں (ان ہی کے) پیچھے چلنے والا ہوں اپنی طرف سے نئی چیزیں گھڑنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں سیدھا چلوں تو تم میرے پیچھے چلو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو تم لوگ مجھے سیدھا کر دو۔ حضور ﷺ کی شان تو یہ تھی کہ جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو اس وقت امت میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جو کوڑے کی مار یا اس سے بھی کم ظلم کا مطالبہ کر رہا ہو۔ غور سے سنو! میرے ساتھ بھی ایک شیطان لگا ہوا ہے جو میرے پاس آتا رہتا ہے جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے تم لوگ الگ ہو جاؤ کہیں میں تمہاری کھالوں اور بالوں کو تکلیف نہ پہنچا دوں۔ تم لوگ صبح اور شام اس موت کے منہ میں ہو جس کا تمہیں علم نہیں کہ کب آ جائے گی۔ تم اس کی پوری کوشش کرو کہ جب بھی تمہاری موت آئے تو تم اس وقت نیک عمل میں لگے ہوئے ہو اور تم ایسا صرف اللہ کی مدد سے ہی کر سکتے ہو لہٰذا جب تک موت نے مہلت دے رکھی ہے اس وقت تک تم لوگ نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اس سے پہلے کہ موت آ جائے اور عمل کرنے کا موقع نہ رہے کیونکہ بہت سے لوگوں نے موت کو بھلا رکھا ہے اور اپنے اعمال دوسروں کے لیے کر دیے ہیں لہٰذا تم ان جیسے نہ بنو خوب کوشش کرو اور مسلسل کوشش کرو اور (سستی سے کام نہ لو بلکہ) جلدی کرو اور جلدی کرو کیونکہ موت تمہارے پیچھے لگی ہوئی ہے جو تمہیں تلاش کر رہی ہے اور اس کی رفتار بہت تیز ہے لہٰذا موت سے چوکنے رہو اور آباؤ اجداد بیٹوں اور بھائیوں (کی موت) سے عبرت حاصل کرو اور زندہ لوگوں کے ان نیک اعمال پر رشک کرو جن پر تم مردوں کے بارے میں رشک کرتے ہو یعنی دنیاوی چیزوں میں زندہ لوگوں پر رشک نہ کرو۔ [اخرجه الطبرانی فی تاریخه ۲/ ۶۱]

حضرت سعید بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا اللہ کی قسم! اگر ہمارے ہوتے ہوئے تمہارے اجتماعی کاموں کے خراب ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو (میں خود خلیفہ نہ بنتا بلکہ) میں یہ چاہتا کہ جو تم میں سے مجھے سب سے زیادہ مبغوض ہے اس کی گردن میں اس امر خلافت کی ذمہ داری ڈال دی جاتی پھر اس کے لیے اس میں کوئی خیر نہ ہوتی۔ غور سے سنو! دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ بدبخت لوگ بادشاہ ہیں۔ اس پر تمام لوگوں نے گردنیں

بلند کیں اور سر اٹھا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ اپنی جگہ آرام سے بیٹھے رہو تم لوگ جلد باز ہو جو بھی کسی ملک کا بادشاہ بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بادشاہ بنانے سے پہلے اس کے ملک کو جانتے ہیں اور بادشاہ بن جانے پر اس کی آدھی عمر کم کر دیتے ہیں اور اس پر خوف اور غم مسلط کر دیتے ہیں اور جو کچھ خود اس کے اپنے پاس ہے اس سے اس کا دل ہٹا دیتے ہیں اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کا لالچ اس میں پیدا کر دیتے ہیں وہ چاہے کتنے اچھے کھانے کھائے اور عمدہ کپڑے پہنے لیکن اس کی زندگی تنگ ہوگی سکھ چین اسے نصیب نہ ہوگا پھر جب اس کا سایہ ختم ہوتا ہے اور اس کی جان نکل جاتی ہے اور اپنے رب کے پاس پہنچ جاتا ہے تو وہ اس سے سختی سے حساب لیتا ہے اور اس کی بخشش کا امکان بہت کم ہوتا ہے بلکہ اس کی بخشش ہی نہیں ہوتی۔ غور سے سنو! مسکین لوگوں کی ہی مغفرت ہوتی ہے۔ غور سے سنو! مسکین لوگوں کی ہی مغفرت ہوتی ہے۔ غور سے سنو! مسکین لوگوں کی ہی مغفرت ہوتی ہے۔

[اخرجه ابن زنجويه في كتاب الاموال كذافي الكنز ۳/ ۱۶۳]

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا تو اس میں ارشاد فرمایا امابعد! میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور اللہ کی شایان شان تعریف کرو اور اللہ کے عذاب کا خوف تو ہونا چاہیے لیکن ساتھ کے ساتھ اس کی رحمت کی امید بھی رکھو اور اللہ سے خوب گڑگڑا کر مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا اور ان کے گھر والوں کی قرآن میں تعریف فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ﴾ [سورت انبياء آيت ۹۰]

''یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔''

پھر اے اللہ کے بندو! تم یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بدلہ میں تمہاری جانوں کو گروی رکھا ہوا ہے اور اس پر اللہ نے تم سب سے پختہ عہد لیا ہوا ہے اور اس نے تم سے (دنیا کے) تھوڑے اور ختم ہو جانے والے مال اور سامان کو (آخرت کے) زیادہ اور ہمیشہ رہنے والے اجر کے بدلہ میں خرید لیا ہے اور یہ تم میں اللہ کی کتاب ہے جس کے عجائب ختم نہیں ہو سکتے

اوراس کا نور کبھی بجھ نہیں سکتا' لہٰذا اس کتاب کے ہر قول کی تصدیق کرو اور اس سے نصیحت حاصل کرو اور اندھیرے والے دن کے لیے اس میں سے روشنی حاصل کرو اللہ نے تمہیں صرف عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور لکھنے والے کریم فرشتوں کو تم پر مقرر کیا ہے جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں پھر اے اللہ کے بندو! یہ بھی جان لو کہ تم صبح اور شام اس موت کی طرف بڑھ رہے ہو جس کا وقت مقرر ہے لیکن تمہیں وہ بتایا نہیں گیا تم اس کی پوری کوشش کرو کہ جب تمہاری عمر کا آخری وقت آئے تو تم اس وقت اللہ کے کسی عمل میں لگے ہوئے ہو اور ایسا تو تم صرف اللہ کی مدد سے ہی کر سکتے ہو لہٰذا عمر کے پورے ہونے سے پہلے تمہیں جو مہلت ملی ہوئی ہے اس میں نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو ورنہ تمہیں اپنے برے اعمال کی طرف جانا پڑے گا کیونکہ بہت سے لوگوں نے اپنے آپ کو بھلا رکھا ہے اور اپنی عمر دوسروں کو دے دی ہے یعنی اپنے ایمان وعمل کی انہیں کوئی فکر نہیں ہے میں تمہیں ان جیسا بننے سے سختی سے روکتا ہوں جلدی کرو کیونکہ تمہارے پیچھے موت کا فرشتہ لگا ہوا ہے جو تمہیں تیزی سے تلاش کر رہا ہے اس کی رفتار بہت تیز ہے۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۳۵ و اخرجه ايضاً ابن ابى شيبة وهناد و الحاكم و البيهقى بمثله وروى بعضه ابن ابى الدنيا فى قصر الامل كما فى الكنز ۸/ ۲۰۶]

حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اس میں ارشاد فرمایا تمہارے فقر و فاقہ کی وجہ سے میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس کی شان کے مطابق اس کی تعریف کرو اور اس سے مغفرت طلب کرو کیونکہ وہ بہت زیادہ مغفرت کرنے والا ہے اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عکیم والی پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور مزید یہ مضمون ذکر کیا کہ تم اس بات کو بھی جان لو کہ جو عمل تم خالص اللہ کے لیے کرو گے تو اس طرح تم اپنے رب کی اطاعت کرو گے اور اپنے حق کو محفوظ کر لو گے لہٰذا تم اپنے قرضہ دینے کے زمانہ میں یعنی دنیاوی زندگی میں جو تم نے کمایا ہے وہ سب (اللہ کو) دے دو اور اپنے سامنے ان کو بطور نوافل کے رکھو (یعنی جتنا مال خرچ کرنا فرض ہے وہ تو خرچ کرنا ہی ہے مزید اور بھی خرچ کرو) اس طرح تمہیں شدید ضرورت کے وقت اور عین محتاجی کے زمانے میں اپنی ان کمائیوں کا اور دیئے ہوئے اپنے قرضوں کا پورا پورا بدلہ ملے گا پھر اے اللہ کے بندو! ان لوگوں کے بارے میں سوچو جو تم سے پہلے دنیا میں تھے وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ وہ بادشاہ کہاں ہیں جنہوں

نے زمین کو خوب بویا اور جوتا تھا خوب کھیتی باڑی کی تھی اور سامان اور تعمیرات سے زمین کو خوب آباد کیا تھا؟ آج سب لوگ انہیں بھول چکے ہیں اور ان کا تذکرہ تک بھلایا جا چکا ہے لہٰذا آج وہ ایسے ہیں جیسے کہ وہ کچھ بھی نہ تھے اور ان کے کفر و ظلم کی وجہ سے ان کے گھر اور شہر ویران پڑے ہیں اور وہ بادشاہ خود اس وقت قبر کی تاریکیوں میں ہیں کیا تم ان ہلاک ہونے والوں میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا ان میں سے کسی کی ہلکی سی بھی آواز سنتے ہو؟ تمہارے وہ ساتھی اور بھائی آج کہاں ہیں جن کو تم پہچانتے تھے؟ وہ ان اعمال کے بدلے کی جگہ پر پہنچ گئے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجے تھے اور بدبختی یا نیک بختی دونوں میں سے کسی ایک کی جگہ میں پہنچ گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے اور اس کی کسی مخلوق کے درمیان کوئی ایسا نسب کا رشتہ نہیں ہے جس کی وجہ سے اللہ اسے خیر دے اور اس سے برائی کو دور کرے۔ اللہ سے یہ باتیں تو صرف اس کی اطاعت اور اس کے حکم کے پیچھے چلنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ وہ راحت راحت نہیں ہے جس کے بعد جہنم ہو اور وہ تکلیف تکلیف نہیں جس کے بعد جنت ہو میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں اور اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۵]

حضرت نعیم بن نحہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عکیم جیسی حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں اور مزید یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس قول میں کوئی خیر نہیں جس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو اور اس مال میں کوئی خیر نہیں جسے اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کیا جائے اور اس آدمی میں کوئی خیر نہیں جس کی نادانی اس کی بردباری پر غالب ہو اور اس آدمی میں کوئی خیر نہیں جو اللہ کے معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے ڈرے۔

[عند ابی نعیم ایضاً فی الحلیة ۱/ ۳۶ واخرجه الطبرانی ایضا بطوله من طریق نعیم بن مع الزیادة التی ذکرها ابو نعیم کما ذکر الحافظ ابن کثیر فی تفسیره ۴/ ۳۴۲ وقال هناد هذا اسناد جید و رجاله کلهم ثقات و شیخ جریربن عثمان وهو نعیم بن نمحة لا اعرفه بنفی ولا اثبات غیر ان ابا داؤد السجستانی قد حکم بان شیوخ جریر کلهم ثقات و قدروی لهذه الخطبة شواهدمن وجوه اخر۔ انتهی]

حضرت عاصم بن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے دوسرا بیان نقل کیا جسے ہم نے ابھی ذکر کیا پھر حضرت عاصم کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کے لیے کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر

فرمایا اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتے ہیں جس سے مقصود صرف اس کی ذات عالی ہو لہٰذا تم اپنے اعمال سے صرف اسی کی ذات کو مقصود بناؤ اور اس کا یقین رکھو کہ تم جو عمل خالص اللہ کے لیے کرو گے تو یہ ایک نیکی ہے جو تم نے کی ہے اور بڑا حصہ ہے جسے حاصل کرنے میں تم کامیاب ہو گئے وہ اور یہ تمہاری ایسی آمدنی ہے جو تم نے (اللہ کو) دے دی ہے اور یہ قرض ہے جو تم نے فانی دنیا کے دنوں سے لے کر ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کے لیے آگے بھیج دیا ہے اور یہ قرض تمہیں اس وقت کام آئے گا جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہو گی اے اللہ کے بندو! جو تم میں سے مر گئے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو اور جو تم سے پہلے تھے ان کے بارے میں غور کرو کہ وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ ظالم اور جابر لوگ کہاں ہیں؟ اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے میدان جنگ میں لڑنے اور غلبہ پالینے کے تذکرے ہوتے تھے؟ زمانے نے ان کو ذلیل کر دیا آج ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہیں اور اب تو ان کے تذکرے بھی ختم ہو چکے ہیں۔ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور وہ بادشاہ کہاں ہیں جنہوں نے زمین کو خوب بویا اور جوتا تھا اور اسے ہر طرح آباد کیا تھا؟ اب وہ ہلاک ہو چکے ہیں اور ان کا تذکرہ بھی لوگ بھول چکے ہیں اور ایسے ہو گئے ہیں جیسے کہ وہ کچھ نہیں تھے۔ غور سے سنو! اللہ نے ان کی خواہشات کا سلسلہ (تو موت کے ذریعے سے) ختم کر دیا ہے لیکن گناہوں کی سزا کا سلسلہ باقی رکھا ہوا ہے وہ دنیا سے جا چکے اور انہوں نے جو عمل کیے تھے وہ تو اب ان کے ہیں لیکن جو دنیا ان کے پاس تھی وہ دوسروں کی ہو گئی ہے اب ہم ان کے بعد آئے ہیں اگر ہم ان سے عبرت حاصل کریں گے تو نجات پالیں گے اور اگر ہم دھوکے میں پڑے رہے تو ہم بھی ان جیسے ہو جائیں گے۔ کہاں ہیں وہ حسین و جمیل لوگ جن کے چہرے خوبصورت تھے اور وہ اپنی جوانی پر اکڑتے تھے؟ اب وہ مٹی ہو چکے ہیں اور جن اعمال کے بارے میں انہوں نے کمی بیشی کی تھی اب وہ اعمال ان کے لیے حسرت کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے بہت سے شہر بنائے تھے اور شہروں کے اردگرد بڑی مضبوط دیواریں بنائی تھیں اور ان میں عجیب و غریب چیزیں بنائی تھیں؟ اور بعد میں آنے والوں کے لیے وہ ان شہروں کو چھوڑ کر چلے گئے اور اب ان کے رہنے کی جگہیں ویران پڑی ہوئی ہیں اور وہ خود قبر کی اندھیریوں میں ہیں کیا تم ان میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا ان کی ہلکی سی بھی آواز سنتے ہو؟ تمہارے وہ بیٹے اور بھائی کہاں ہیں جنہیں تم پہچانتے ہو؟ ان کی

عمریں ختم ہوگئیں اور جو اعمال انہوں نے آگے بھیجے تھے اب وہ ان اعمال کے پاس پہنچ گئے ہیں اور وہاں ٹھہر گئے ہیں اور موت کے بعد بدبختی یا نیک بختی والی جگہ ان کو مل گئی ہے۔ غور سے سنو! اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ کے اور اس کی کسی مخلوق کے درمیان کوئی ایسا خاص تعلق نہیں ہے جس کی وجہ سے اللہ اسے خیر دے اور اس سے برائی کو ہٹا دے۔ اللہ سے تعلق تو صرف اطاعت سے اور اس کے حکم کے پیچھے چلنے سے بنتا ہے اور اس بات کو جان لو کہ تم ایسے بندے ہو جنہیں ان کے اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ صرف اس کی اطاعت سے حاصل ہوسکتا ہے غور سے سنو! وہ راحت راحت نہیں جس کے بعد جہنم ہو اور وہ تکلیف تکلیف نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ [قد اخرج هذه الخطبة الطبري في تاريخه ۲/ ۴۶۰ باسناد فيه سيف]

حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان میں اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور ہم اس سے مدد مانگتے ہیں اور موت کے بعد کے اکرام کا اس سے سوال کرتے ہیں کیونکہ میری اور تمہاری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ نے حق دے کر خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا تا کہ جو شخص زندہ ہے وہ اسے ڈرائیں اور کافروں پر (عذاب کی) حجت ثابت ہو جائے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت یافتہ ہوگیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا میں آپ لوگوں کو اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ کے اس دین کو مضبوطی سے پکڑو جو اس نے تمہارے لیے شریعت بنایا اور جس کی اس نے تمہیں ہدایت دی اور کلمہ اخلاص (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کے بعد ہدایت اسلام کی جامع بات یہ ہے کہ اس آدمی کی بات سنی اور مانی جائے جس کو اللہ نے تمہارے تمام کاموں کا والی اور ذمہ دار بنایا ہے جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے والی اور ذمہ دار کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوگیا جو حق اس کے ذمہ تھا وہ اس نے ادا کر دیا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلنے سے بچو اور جو آدمی خواہش کے پیچھے چلنے سے، لالچ میں پڑنے سے اور غصہ میں آنے سے محفوظ رہا وہ

کامیاب ہو گیا اور اترانے سے بچو اور اس انسان کا کیا اترانا جو مٹی سے بنا ہے اور عنقریب مٹی میں چلا جائے گا پھر اسے کیڑے کھا جائیں گے۔ آج وہ زندہ ہے اور کل وہ مرا ہوا ہوگا۔ ہر روز اور ہر گھڑی عمل کرتے رہو اور مظلوم کی بددعا سے بچو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو اور صبر کرو کیونکہ ہر عمل صبر کے ذریعے ہی ہوتا ہے اور چوکنے رہو کیونکہ چوکنا رہنے سے فائدہ ہوتا ہے اور عمل کرتے رہو کیونکہ عمل ہی قبول ہوتے ہیں اور اللہ نے اپنے جس عذاب سے ڈرایا ہے اس سے ڈرتے رہو اور اللہ نے اپنی جس رحمت کا وعدہ کیا ہے اسے حاصل کرنے میں جلدی کرو سمجھنے کی کوشش کرو اللہ تمہیں سمجھا دے گا اور بچنے کی کوشش کرو اللہ تمہیں بچا دے گا کیونکہ اللہ نے وہ اعمال بھی تمہارے سامنے بیان کر دیئے ہیں جن کی وجہ سے تم سے پہلے لوگوں کو اللہ نے ہلاک کیا ہے اور وہ اعمال بھی بیان کر دیئے ہیں جن کی وجہ سے نجات پانے والوں کو نجات ملی اور اللہ نے اپنی کتاب میں حلال اور حرام اور پسندیدہ اور ناپسند اعمال سب بیان کر دیئے ہیں اور میں تمہارے بارے میں اور اپنے بارے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ ہی سے ملتی ہے اور تم اس بات کو جان لو کہ تم عمل خالص اللہ کے لیے کرو گے تو اس طرح تم اپنے رب کی اطاعت کرو گے اور (آخرت میں اجر و ثواب کے) اپنے بڑے حصے کو محفوظ کر لو گے اور قابل رشک بن جاؤ گے اور جو اعمال تم نے فرائض کے علاوہ کیے ہیں انہیں اپنے آگے کے لیے نفل بنا لو اس طرح تم جو اللہ کو اعمال کا قرضہ دو گے اس قرضہ کا تمہیں آخرت میں پورا پورا بدلہ ملے گا جب کہ تمہیں اس کی شدید ضرورت ہوگی پھر اے اللہ کے بندو! اپنے ان بھائیوں اور ساتھیوں کے بارے میں سوچو جو دنیا سے جا چکے ہیں جو اعمال انہوں نے آگے بھیجے تھے اب وہ ان اعمال کے پاس پہنچ گئے ہیں اور وہاں ٹھہر گئے ہیں اور موت کے بعد بدبختی اور خوش قسمتی کی جگہ میں پہنچ گئے ہیں اور وہاں ٹھہر گئے ہیں اور موت کے بعد بدبختی اور خوش قسمتی کی جگہ میں پہنچ گئے ہیں۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں اللہ کے اور اس کی کسی مخلوق کے درمیان کوئی نسب کا رشتہ نہیں جس کی وجہ سے اللہ اسے کوئی خیر دے یا اس سے کوئی برائی ہٹا دے بلکہ یہ باتیں تو صرف اللہ کی اطاعت سے اور اس کے حکم کے پیچھے چلنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں اور وہ راحت راحت نہیں جس کے بعد جہنم کی آگ ہو اور وہ تکلیف تکلیف نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ میں اسی پر بات ختم

کرتا ہوں اور میں تمہارے لیے اور اپنے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے نبی پر درود بھیجو۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا وابن عساکر کذافی الکنز ۸/ ۲۰۶]

حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا اور اس میں ارشاد فرمایا کہ ایک ایسے بندے کو قیامت کے دن لایا جائے گا جسے اللہ نے دنیا میں بہت نعمتیں دی تھیں اور اسے رزق میں خوب وسعت دی تھی اور اسے جسمانی صحت کی نعمت بھی دی تھی لیکن اس نے اپنے رب کی ناشکری کی تھی اسے اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائے گا تم نے آج کے دن کے لیے کیا کیا اور اپنے لیے کون سے عمل آگے بھیجے؟ وہ کوئی نیک عمل آگے بھیجا ہوا نہیں پائے گا اس پر وہ رونے لگے گا اسے شرم دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائیگا اس پر وہ خون کے آنسو رونے لگے گا پھر اسے شرم دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا جس پر وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت کھا جائے گا پھر اللہ کے احکام ضائع کرنے پر اسے شرم دلائی جائیگی اور رسوا کیا جائے گا جس پر وہ اونچی آواز سے روئے گا اور اس کی آنکھیں نکل کر اس کے رخساروں پر آگریں گی اور دونوں آنکھوں میں سے ہر آنکھ تین میل لمبی اور تین میل چوڑی ہوگی پھر اسے شرم دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ پریشان ہو کر کہے گا اے میرے رب! مجھے دوزخ میں بھیج دے اور مجھ پر رحم فرما کر مجھے یہاں سے نکال دے اور اسے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے:

﴿أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَأَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ﴾ [سورۃ توبہ آیت ۶۳]

جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا (جیسا یہ لوگ کر رہے ہیں) تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یہ بڑی رسوائی ہے۔" [اخرجه ابو الشیخ کذافی الکنز ۱/ ۲۴۶]

حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم تقویٰ اور پاکدامنی

اختیار کرو تو تھوڑا عرصہ ہی گزرے گا کہ تمہیں پیٹ بھر کر روٹی اور گھی ملنے لگے گا۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا والدینوری کذافی الکنز ۸/ ۲۰۲]

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں میں بیان فرمایا اس میں ارشاد فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ عزوجل سے حیا کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب میں قضائے حاجت کے لیے جنگل جاتا ہوں تو میں اپنے رب سے حیا کی وجہ سے اپنے اوپر کپڑا اوڑھے رہتا ہوں۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۴ عن عروة بن الزبیر و اخرجه ابن المبارك وابن ابی شیبة و الخرائطی فی مکارم الاخلاق عن ابن الزبیر نحوه کمافی الکنز ۸/ ۲۰۲]

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دن بیان کرتے ہوئے فرمایا اللہ سے حیا کرو کیونکہ اللہ کی قسم! جب سے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوا ہوں اس وقت سے جب بھی قضائے حاجت کے لیے باہر جاتا ہوں تو اپنے رب سے حیا کی وجہ سے میں اپنا سر کپڑے سے ڈھانکے رکھتا ہوں۔

[اخرجه ابن حبان فی روضة العقلاء کذافی الکنز ۵/ ۱۲۴ وقال هو منقطع]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک دن منبر پر کھڑے ہوئے تو رونے لگے پھر فرمایا پہلے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں بیان کرنے کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے تو رونے لگے اور ارشاد فرمایا اللہ سے معافی بھی مانگو اور عافیت بھی۔ کیونکہ کسی آدمی کو ایمان ویقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں دی گئی یعنی سب سے بڑی نعمت تو ایمان ویقین ہے اور اس کے بعد عافیت ہے۔

[اخرجه الترمذی و حسنه وللنسائی کذافی الترغیب ۵/ ۲۳۳]

حضرت اوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا ارشاد فرمایا پچھلے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اسی جگہ کھڑے ہو کر بیان فرمایا تھا اس میں ارشاد فرمایا تھا اللہ سے عافیت مانگو کیونکہ کسی کو یقین کے بعد عافیت سے افضل نعمت نہیں دی گئی اور سچ کو لازم پکڑے رہو کیونکہ سچ بولنے سے آدمی نیک اعمال تک پہنچ جاتا ہے۔ سچ اور نیک اعمال جنت میں لے جاتے ہیں اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بولنے سے آدمی فسق وفجور تک پہنچ جاتا ہے اور جھوٹ اور فسق وفجور دوزخ میں لے جاتے ہیں۔ آپس میں حسد نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ

رکھو۔ قطع تعلق نہ کرو۔ ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو اور جیسے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ [عند احمد و النسائی و ابن حبان و الحاکم کذافی الکنز ۱/ ۲۹۱]

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا اور اس میں ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفاق والے خشوع سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! نفاق والا خشوع کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دل میں تو نفاق ہو لیکن ظاہر بدن میں خشوع ہو۔

حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہم میں بیان فرمایا اور اس میں ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسافر (چار رکعت والی نماز کو) دو رکعت پڑھے گا اور مقیم چار رکعت پڑھے گا میری پیدائش کی جگہ مکہ ہے اور میری ہجرت کی جگہ مدینہ ہے اور جب میں ذوالحلیفہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔

[ابو نعیم فی الحلیۃ و ابن جریر کذافی الکنز ۴/ ۲۳۹]

حضرت ابوضمرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا عنقریب تمہارے لیے ملک شام فتح کر دیا جائے گا پھر تم وہاں نرم زمین میں جاؤ گے اور روٹی اور تیل سے اپنا پیٹ بھرو گے اور وہاں تمہارے لیے مسجدیں بنائی جائیں گی اور اس بات سے بچنا کہ اللہ کے علم میں یہ بات آئے کہ تم لوگ کھیل کود کے لیے ان مسجدوں میں جاتے ہو کیونکہ مسجدیں تو صرف ذکر کے لیے بنائی گئی ہیں۔

[اخرجہ احمد فی الزھد کذافی الکنز ۴/ ۲۵۹]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں بیان فرماتے تو انسان کی پیدائش کی ابتداء کا تذکرہ کرتے اور فرماتے انسان پیشاب کی نالی سے دو دفعہ گزر کر پیدا ہوا ہے اور اس کا اس طرح تذکرہ کرتے کہ ہم اپنے آپ کو ناپاک سمجھنے لگے۔

[اخرجہ ابن ابی شیبۃ کذا فی الکنز ۸/ ۲۰۵]

جہاد کے باب میں مرتدین سے جنگ کی ترغیب کے بارے میں اور جہاد کی ترغیب کے بارے میں اور روم سے غزوہ کرنے کے لیے جانے کے بارے میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ملک شام جانے کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیانات گزر چکے ہیں اور انتشار سے ڈرانے اور

حضور ﷺ کی وفات کے واقع ہو جانے اور حضور ﷺ کے دین کو مضبوطی سے پکڑنے اور خلافت میں قریش کو ترجیح دینے اور خلافت قبول کرنے سے عذر پیش کرنے اور بیعت مسلمانوں کو واپس کرنے اور خلیفہ کی صفات کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیان گزر چکے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں آیت لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ کی تفسیر کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان گزر چکا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بیانات

حضرت حمید بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک صاحب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر موجود تھے۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دفن سے فارغ ہو کر قبر کی مٹی ہاتھوں سے جھاڑی پھر اسی جگہ کھڑے ہو کر بیان کیا اور اس میں فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے مجھے اور میرے ذریعہ سے تمہیں آزمائیں گے اور اللہ نے مجھے میرے دو حضرات (رسول پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے بعد آپ لوگوں میں باقی رکھا ہے اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکے گا کہ میرے پاس تمہارا کوئی کام پیش ہو اور میرے علاوہ کوئی اور اس کام کو کرے اور نہ ہی ایسا ہو سکے گا کہ تمہارا کوئی کام میری غیر موجودگی سے تعلق رکھتا ہو اور میں اس کی کفایت کرنے اور اس کے بارے میں امانتداری اختیار کرنے میں کوتاہی کروں اگر لوگ اچھے عمل کریں گے تو میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں گا اور اگر برے عمل کریں گے تو میں انہیں عبرت ناک سزا دوں گا۔ وہ بتانے والے صاحب کہتے ہیں اللہ کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دنیا سے جانے تک پہلے دن کے بیان کردہ اپنے اس اصول کے خلاف نہ کیا ہمیشہ اسی پر قائم رہے۔

[اخرجه ابن سعد ۳/ ۲۷۵]

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے ایسا نہیں دیکھنا چاہتے کہ میں اپنے آپ کو منبر کی اس جگہ بیٹھنے کا اہل سمجھوں جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھا کرتے تھے یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک سیڑھی نیچے ہو گئے پھر اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا قرآن پڑھو اس کے ذریعہ سے تم پہچانے جاؤ گے اور قرآن پر عمل کرو اس سے تم قرآن والوں میں سے ہو جاؤ گے اور اعمالنامے کے تولے جانے سے پہلے پہلے تم خود

اپنا موازنہ کرلو اور اس دن کی بڑی پیشی کے لیے اپنے آپ کو (نیک اعمال) سے آراستہ کرلو جس دن تم اللہ کے سامنے پیش کیے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات چھپی نہیں رہ سکے گی اور کسی حق والے کا حق اتنا نہیں بنتا کہ اس کی بات مان کر اللہ کی نافرمانی کی جائے۔ غور سے سنو! میں اللہ کے مال یعنی بیت المال میں سے اتنا لوں گا جتنا یتیم کے والی کو یتیم کے مال میں سے ملتا ہے اگر مجھے اس کی بھی ضرورت نہ ہوئی تو میں یہ بھی نہیں لوں گا اور اگر ضرورت ہوئی تو کام کرنے والے کو عام طور سے جتنا ملتا ہے اس کے مطابق لوں گا۔ [اخرجه الدينوری كذافی الكنز ۸/ ۲۱۰ واخرجه الفضائلی عن الشعبی نحوه كمافی رياض النضرة ۲/ ۸۹.]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بیان میں فرمایا اللہ تعالیٰ کے تم سے حساب لینے سے پہلے پہلے تم اپنا محاسبہ کرلو اس سے اللہ کا حساب آسان ہو جائے گا اور اعمال نامے کے تولے جانے سے پہلے پہلے تم اپنا موازنہ کرلو اور اس دن کی بڑی پیشی کے لیے اپنے آپ کو (نیک اعمال سے) آراستہ کرلو جس دن تم اللہ کے سامنے پیش کیے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات چھپی نہیں رہ سکے گی۔ [عند ابن المبارك و سعيد بن منصور و احمد فی الزهد وابن ابی شيبة وغيرهم كذافی الكنز ۸/ ۲۰۸]

حضرت ابوفراس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا اے لوگو! غور سے سنو! پہلے ہمیں آپ لوگوں کے اندرونی حالات اس طرح معلوم ہو جاتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور وحی نازل ہوا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ ہمیں آپ لوگوں کے حالات بتا دیا کرتے تھے (کہ کون مومن ہے کون منافق اور کس مومن کا درجہ بڑا ہے اور کس کا چھوٹا؟) غور سے سنو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب تشریف لے جا چکے ہیں اور وحی کا سلسلہ بھی بند ہو چکا ہے اس لیے اب ہمارے لیے آپ لوگوں کے حالات و درجات معلوم کرنے کا طریقہ وہ ہوگا جو اب ہم بتانے لگے ہیں آپ میں سے جو خیر کو ظاہر کرے گا ہم اس کے بارے میں اچھا گمان رکھیں گے اور اسی وجہ سے اس سے محبت کریں گے اور جو ہمارے سامنے شر ظاہر کرے گا ہم اس کے بارے میں برا گمان رکھیں گے اور اسی وجہ سے اس سے بغض رکھیں گے اور آپ لوگوں کے پوشیدہ اور اندرونی حالات آپ کے اور آپ کے رب کے درمیان ہوں گے یعنی ہم تو ہر ایک کے ظاہر کے مطابق اس کے متعلق فیصلہ کریں گے۔ غور سے سنو! ایک وقت تو ایسا تھا

کہ مجھے اس بات کا یقین تھا کہ ہر قرآن پڑھنے والا صرف اللہ کے لیے اور اللہ کے ہاں کی نعمتوں کے لینے کے ارادے سے پڑھ رہا ہے لیکن اب آخر میں آکر کچھ ایسا اندازہ ہو رہا ہے کہ کچھ لوگ جو کچھ انسانوں کے پاس ہے اسے لینے کے ارادے سے قرآن پڑھتے ہیں۔ تم قرآن کے پڑھنے سے اور اپنے اعمال سے اللہ کی رضا مندی کا ہی ارادہ کرو۔ توجہ سے سنو! اللہ کی قسم! میں اپنے گورنر آپ لوگوں کے پاس اس لیے نہیں بھیجتا کہ وہ آپ لوگوں کی کھالوں کی پٹائی کریں یا آپ لوگوں کے مال لے لیں بلکہ اس لیے بھیجتا ہوں تاکہ وہ آپ لوگوں کو دین اور سنت سکھائیں۔ جو گورنر کسی کے ساتھ اس کے علاوہ کچھ اور کرے وہ اس گورنر کی بات میرے پاس لے کر آئے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں اسے اس گورنر سے ضرور بدلہ لے کر دوں گا۔ غور سے سنو! مسلمانوں کی پٹائی نہ کرو ورنہ تم انہیں ذلیل کر دو گے اور اسلامی سرحد سے انہیں گھر واپس جانے سے نہ روکو ورنہ تم انہیں فتنہ میں ڈال دو گے اور ان کے حقوق ان سے نہ روکو (بلکہ ادا کرو) ورنہ تم انہیں ناشکری میں مبتلا کر دو گے اور گھنے درختوں والے جنگل میں انہیں لے کر مت پڑاؤ ڈالنا ورنہ (بکھر جانے کی وجہ سے دشمن کا داؤ چل جائے گا اور) وہ ضائع ہو جائیں گے۔ [اخرجه احمد وابن سعد و مسدد و ابن خزيمة والحاكم و البيهقي وغيرهم كذافي الكنز ۸/ ۲۰۹ قال الهيثمي ۵/ ۲۱۱ ابو فراس لم ارمن جرحه ولا وثقه وبقية رجاله ثقات. انتهى وقال الحاكم ۴/ ۴۳۹ هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه ووافقه الذهبي]

حضرت ابو العجفاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان میں فرمایا غور سے سنو! عورتوں کے مہر بہت زیادہ مقرر نہ کرو کیونکہ اگر مہر کا زیادہ ہونا دنیا میں عزت کی چیز ہوتی یا اللہ کے ہاں تقویٰ والا کام شمار ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے زیادہ اس کے حقدار ہوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی یا بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ یعنی چار سو اسی درہم سے زیادہ مقرر نہیں فرمایا تم لوگ مہر بہت زیادہ مقرر کر لیتے ہو لیکن جب دینا پڑتا ہے تو پھر دل میں اس عورت کی دشمنی محسوس کرتے ہو تم مہر دیتے بھی ہو لیکن اس عورت سے کہتے ہو کہ مجھے تیرے مہر کی وجہ سے مشک بھی اٹھانی پڑی اور بہت مشقت بھی اور دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے غزوات میں جو آدمی قتل ہو جاتا ہے تم اس کے بارے میں کہتے ہو فلاں شہید ہو کر قتل ہوا یا فلاں نے شہید ہو کر وفات پائی (بغیر تحقیق کے کسی کے شہید ہونے کا حتمی فیصلہ نہ کیا کرو) کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ تجارت کے ارادے سے ساتھ آیا ہو اور

اس نے اپنی سواری کے آخری حصے پر اور کجاوے کی ایک جانب سونا چاندی لاد رکھا ہو (وہ تجارت والا اللہ کے راستے میں نہیں ہے) اس لیے یہ بات نہ کہا کرو بلکہ جیسے حضور ﷺ نے فرمایا ویسے کہا کرو کہ جو آدمی اللہ کے راستہ میں قتل ہوا یا فوت ہوا وہ جنت میں جائے گا۔ [اخرجه عبدالرزاق والطیالسی واحمد والدارمی والترمذی وصححه وابو داؤد والنسائی وابن ماجه وغیرهم]

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اے لوگو! عورتوں کے مہر زیادہ کیوں مقرر کرتے ہو؟ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مہر چار سو درہم یا اس سے کم ہوا کرتا تھا۔ اگر مہر بہت زیادہ مقرر کرنا اللہ کے ہاں تقویٰ کا یا عزت کا کام ہوتا تو آپ لوگ اس میں حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے آگے نہ نکل سکتے۔ [عند سعید بن منصور و ابی یعلی کذافی الکنز ۸/ ۲۹۷]

نکاح کے باب میں اس بیان کی چند روایات ہم ذکر کر چکے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ شہر میں بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک پادری بیٹھا ہوا تھا اس نے فارسی میں کچھ کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ترجمان سے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے؟ ترجمان نے بتایا یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا او اللہ کے دشمن! تم غلط کہتے ہو بلکہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور اسی نے تمہیں گمراہ کیا اور انشاء اللہ وہ تمہیں دوزخ کی آگ میں داخل کرے گا۔ اگر تمہارے (ذمی ہونے کے) عہد کا پاس نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی ساری اولاد ان کے سامنے بکھیر دی اور جنت والوں کے نام اور ان کے اعمال (لوح محفوظ میں) اسی وقت لکھ دیئے اور اسی طرح دوزخ والوں کے نام اور ان کے اعمال بھی اسی وقت لکھ دیئے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ اس (جنت) کے لیے ہیں اور یہ لوگ اس (دوزخ) کے لیے ہیں۔ راوی کہتے ہیں پھر لوگ بکھر گئے اور تقدیر کے بارے میں اختلاف کرنے لگے۔

[اخرجه ابو داؤد وفی کتاب القدریة وابن جریر و ابن ابی حاتم وغیرهم]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کسی آدمی نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ کچھ لوگ تقدیر کے بارے میں غلط باتیں کرتے ہیں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بیان

فرمایا' ارشاد فرمایا اے لوگو! تم سے پہلی امتیں تقدیر کے بارے میں غلط باتیں کر کے ہی ہلاک ہوئی ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے! آئندہ جن دو آدمیوں کے بارے میں میں نے یہ سنا کہ یہ تقدیر کے بارے میں (اپنی عقل سے) باتیں کر رہے ہیں تو میں دونوں کی گردن اڑا دوں گا۔ راوی کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان سن کر تمام لوگوں نے تقدیر کے بارے میں بات کرنی چھوڑ دی پھر حجاج کے زمانے میں شام میں ایک جماعت ظاہر ہوئی جس نے سب سے پہلے تقدیر کے بارے میں بات کرنی شروع کی۔

[عند اللالکائی و ابن عساکر وغیرھما کذا فی الکنز ۱/ ۸٦]

حضرت باہلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام میں داخل ہوئے تو انہوں نے جابیہ شہر میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا ارشاد فرمایا قرآن سیکھو اس سے تمہارا تعارف ہوگا اور قرآن پر عمل کرو اس سے تم قرآن والوں میں سے ہو جاؤ گے اور کسی حقدار کا درجہ اتنا بڑا نہیں ہو سکتا کہ اس کی بات مان کر اللہ کی نافرمانی کی جائے اور اس بات کا یقین رکھو کہ حق بات کہنے سے اور کسی بڑے کو نصیحت کرنے سے نہ تو موت قریب آتی ہے اور نہ اللہ کا رزق دور ہوتا ہے اور اس بات کو جان لو کہ بندے اور اس کی روزی کے درمیان ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ اگر بندہ صبر سے کام لیتا ہے تو اس کی روزی خود اس کے پاس آ جاتی ہے اور اگر بے سوچے سمجھے روزی کمانے میں گھس جاتا ہے (حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا) تو وہ اس پردے کو تو پھاڑ لیتا ہے لیکن اپنے مقدر کی روزی سے زیادہ نہیں پا سکتا۔ گھوڑوں کو سدھاؤ اور تیر چلانا سیکھو اور جوتی پہنا کرو اور مسواک کیا کرو۔ اور موٹا جھوٹا استعمال کرو اور عجمیوں کی عادتیں اختیار کرنے سے اور ظالم جابر لوگوں کے پڑوس سے بچو اور اس سے بھی بچو کہ تمہارے درمیان صلیب بلند کی جائے یا تم اس دستر خوان پر بیٹھو جس پر شراب پی جائے اور بغیر لنگی کے حمام میں داخل ہونے سے بھی بچو اور اس سے بھی بچو کہ تم عورتوں کو ایسے ہی چھوڑ دو کہ وہ حمام میں داخل ہوں کیونکہ حمام میں داخل ہونا عورتوں کے لیے جائز نہیں۔ تم جب عجمیوں کے علاقہ میں پہنچ جاؤ اور ان سے معاہدہ کر لو تو پھر کمائی کے ایسے کام اختیار کرنے سے بچو جن کی وجہ سے تمہیں وہاں ہی رہنا پڑ جائے اور ملک عرب میں واپس نہ آ سکو کیونکہ تمہیں اپنے علاقہ میں عنقریب واپس آنا ہے اور ذلت اور خواری کو اپنی گردن میں ڈالنے سے بچو۔ عرب کے مال مویشی کو لازم پکڑو جہاں بھی جاؤ انہیں ساتھ لے جاؤ اور یہ بات جان لو کہ شراب تین چیزوں

سے بنائی جاتی ہے کشمش، شہد اور کھجور جو اس میں سے پرانی ہو جائیں (اور اس میں نشہ پیدا ہو جائے) تو وہ شراب ہے جو کہ حلال نہیں ہے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں کو پاک نہیں کریں گے اور انہیں (رحمت کی نگاہ سے) نہیں دیکھیں گے اور انہیں اپنے قریب نہیں کریں گے اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ آدمی جو دنیا لینے کے ارادے سے امام سے بیعت ہو پھر اگر اسے دنیا ملے تو وہ اس بیعت کو پورا کرے ورنہ نہ کرے۔ دوسرا وہ آدمی جو عصر کے بعد (بیچنے کے لئے) سامان لے کر جائے اور اللہ کی جھوٹی قسم کھا کر کہے اس کی اتنی اور اتنی قیمت لگ چکی ہے اور اس کی اس جھوٹی قسم کی وجہ سے وہ سامان بک جائے۔ مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے اور تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ تم اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھو اور جو شخص کسی جادوگر، کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور جو وہ کہے اسے سچا مانے تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والے دین کا انکار کر دیا۔ [اخرجه العدنی کذافی الکنز ۸/ ۲۰۷]

حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں یہ بیان فرمایا تھا، اما بعد! میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو ہمیشہ رہے گا اور اس کے علاوہ ہر ایک فنا ہو جائے گا جو فرمانبرداری کی وجہ سے اپنے دوستوں کا اکرام کرتا ہے اور نافرمانی کی وجہ سے اپنے دشمنوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اب جو کسی گمراہی والے کام کو ہدایت والا سمجھ کر کرتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے یا کسی حق والے کام کو گمراہی والا سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے تو اس ہلاک ہونے میں اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہے اور بادشاہ کو اپنی رعایا کے بارے میں سب سے زیادہ نگرانی اور دیکھ بھال اس بات کی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جس دین کی ان کو ہدایت نصیب فرمائی اس دین والے احکامات ان لوگوں پر لازم ہیں۔ یہ لوگ ان احکامات کو صحیح طرح سے ادا کریں اور ہم ذمہ داران خلافت کے ذمہ یہ بھی ہے کہ ہم آپ لوگوں کو اللہ کی اس اطاعت کا حکم دیں جس کا اللہ نے آپ لوگوں کو حکم دیا اور اللہ کی اس نافرمانی سے روکیں جس سے اللہ نے آپ لوگوں کو روکا اور قریب اور دور کے آپ تمام لوگوں میں اللہ کے احکام کو قائم کریں اور جو حق کو جھکانا چاہتا ہے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں اور مجھے معلوم ہے کہ بہت سے لوگ اپنے دین کے بارے میں بہت سی تمنائیں کرتے ہیں کہتے ہیں ہم نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھیں گے اور مجاہدوں کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے اور ہم ہجرت کی نسبت حاصل کریں گے وہ ان کاموں کو

کرتے تو ہیں لیکن ان کا حق ادا نہیں کرتے اور ایمان صرف صورت بنا لینے سے نہیں ملتا اور ہر نماز کا ایک وقت ہے جو اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمایا ہے اس کے بغیر نماز ٹھیک نہیں ہو سکتی فجر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب رات ختم ہو جاتی ہے اور روزے دار کے لیے کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ فجر میں خوب زیادہ قرآن پڑھا کرو اور ظہر کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہو جاتا ہے لیکن گرمیوں میں اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے جتنا لمبا ہو جائے۔ اس وقت تک انسان کا دوپہر کا آرام پورا ہو جاتا ہے اور سردیوں میں اس وقت پڑھو جب کہ سورج تمہارے دائیں ابرو پر آ جائے یعنی زوال کے تھوڑی دیر بعد پڑھ لو اور وضو رکوع اور سجدے میں اللہ نے جو پابندیاں لگا رکھی ہیں وہ سب پوری کرو اور یہ سب اس لیے ہے تا کہ سوتا نہ رہ جائے اور نماز قضا ہو جائے اور عصر کا وقت یہ ہے کہ سورج زرد ہونے سے پہلے ایسے وقت میں پڑھی جائے کہ ابھی سورج سفید اور صاف ہو اور نماز کے بعد آدمی سست رفتار اونٹ پر چھ میل کا فاصلہ غروب سے پہلے طے کر سکے اور مغرب کی نماز سورج ڈوبتے ہی روزہ کھولنے کا وقت ہوتے ہی پڑھی جائے اور عشاء کی نماز سرخی غائب ہو کر رات کا اندھیرا چھانے سے لے کر تہائی رات پر پڑھی جائے جو اس سے پہلے سو جائے اللہ اسے آرام و سکون والی نیند نہ دے۔ یہ نمازوں کے اوقات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا﴾ [سورۃ نساء: آیت ۱۰۳]

''یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔''

اور ایک آدمی کہتا ہے میں نے ہجرت کی ہے حالانکہ اس کی ہجرت کامل نہیں ہے۔ کامل ہجرت والے تو وہ لوگ ہیں جو تمام برائیاں چھوڑ دیں اور بہت سے لوگ کہتے ہیں ہم جہاد کر رہے ہیں حالانکہ جہاد فی سبیل اللہ یہ ہے کہ آدمی دشمن کا مقابلہ بھی کرے اور حرام سے بھی بچے۔ بہت سے لوگ خوب اچھی طرح دشمن سے جنگ کرتے ہیں لیکن نہ ان کا ارادہ اجر لینے کا ہوتا ہے اور نہ اللہ کو یاد کرنے کا اور قتل ہو جانا بھی موت کی ایک صورت ہے یعنی قتل ہونا شہادت اس وقت شمار ہو گا جب کہ صرف اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کی نیت سے جنگ کر رہا ہوں اور ہر آدمی اسی نیت پر شمار کیا جائے گا جس نیت سے اس نے جنگ کی ہے۔ ایک آدمی اس لیے جنگ کرتا ہے کہ اس کی طبیعت میں بہادری ہے اور جسے جانتا ہے اور جسے نہیں جانتا ہر ایک کو جنگ کر کے دشمن سے بچاتا

ہے ایک آدمی طبعاً بزدل ہوتا ہے وہ تو اپنے ماں باپ کی مدد نہیں کر سکتا بلکہ انہیں دشمن کے حوالے کر دیتا ہے حالانکہ کتا بھی اپنے گھر والوں کے پیچھے بھونکتا ہے یعنی بزدل آدمی کتے سے بھی گیا گزرا ہوتا ہے اور جان لو کہ روزہ قابل احترام ہے۔ آدمی روزہ رکھ کر جیسے کھانے' پینے اور عورتوں کی لذت سے بچتا ہے ایسے ہی اگر مسلمانوں کو تکلیف دینے سے بھی بچے تو پھر اس کا روزہ کامل درجہ کا ہوگا اور زکوٰۃ حضور ﷺ نے (اللہ کے فرمانے سے) فرض کی ہے اسے خوشی خوشی ادا کیا جائے اور زکوٰۃ لینے والے پر اپنا احسان نہ سمجھا جائے۔ تمہیں جو نصیحتیں کی جا رہی ہیں انہیں اچھی طرح سمجھ لو جس کا دین لٹ گیا اس کا سب کچھ لٹ گیا خوش قسمت وہ ہے جو دوسرے کے حالات سے عبرت اور نصیحت حاصل کرے۔ بدبخت وہ ہے جو کہ ماں کے پیٹ میں یعنی ازل سے بدبخت ہوا ہو اور سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے گھڑے جائیں اور سنت میں میانہ روی اختیار کرنا بدعت میں بہت زیادہ کوشش کرنے سے بہتر ہے اور لوگوں کے دلوں میں اپنے بادشاہ سے نفرت ہوا کرتی ہے میں اور تم خواہشات کے پیچھے چلنے لگ جائیں یا دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگ جائیں اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم لوگ کہیں ظالموں کی طرف مائل نہ ہو جاؤ اور مالداروں پر تمہیں مطمئن نہیں ہونا چاہیے۔ تم اس قرآن کو لازم پکڑو کیونکہ اس میں نور اور شفاء ہے باقی سب کچھ تو بدبختی کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے جن کاموں کا والی بنایا ہے ان میں جو حق میرے ذمہ تھا وہ میں نے ادا کر دیا ہے اور تمہاری خیر خواہی کے جذبہ سے تمہیں وعظ و نصیحت بھی کر چکا ہوں۔ ہم نے اس بات کا حکم دے دیا ہے کہ تمہیں تمہارے حصے (بیت المال میں سے) دے دیئے جائیں اور تمہارے لشکروں کو ہم جمع کر چکے ہیں اور جہاں جا کر تم نے غزوہ کرنا ہے وہ جگہیں ہم مقرر کر چکے ہیں اور تمہارے پڑاؤ کی جگہیں بھی مقرر کر دی ہیں اور تلواروں سے لڑ کر جو تم نے مال غنیمت حاصل کیا ہے اس میں ہم نے تمہارے لیے پوری طرح وسعت کی ہے لہٰذا اب تمہارے پاس اللہ کے حکم کے مقابلہ میں کوئی عذر نہیں ہے بلکہ سارے وہ دلائل ہیں جن سے اللہ کا ہر حکم ماننا تم پر لازم ہے۔ میں اسی بات پر ختم کرتا ہوں اور اپنے لیے اور سب کے لیے اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ [ذکرہ فی الکنز ۸/۲۱۰]

سیف راوی نے اسی روایت کے ضمن میں بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنی جگہ خلیفہ بنایا پھر گھوڑے پر سوار ہو کر چلے تاکہ سفر تیزی سے پورا

ہو۔ چلتے چلتے جابیہ شہر پہنچ گئے وہاں قیام فرمایا وہاں ایک زبردست موثر بیان فرمایا اس میں فرمایا اے لوگو! اپنے باطن کی اصلاح کرلو تمہارا ظاہر خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ تم اپنی آخرت کے لیے عمل کرو تمہاری دنیا کے کام منجانب اللہ خود ہی ہو جائیں گے اور کسی آدمی کے اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان ایسا کوئی زندہ باپ نہیں ہے جو موت کے وقت اس کے کام آسکے اور نہ کسی آدمی کے اور اللہ کے درمیان نرمی کا کوئی معاہدہ ہے اور جو آدمی اپنے لیے جنت کا راستہ واضح کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑے رکھے کیونکہ شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے بہت دور ہوتا ہے اور کوئی آدمی ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے ورنہ شیطان ان دو کے ساتھ تیسرا ہوگا۔ جسے اپنی نیکی سے خوشی ہو اور اپنی برائی سے رنج وصدمہ ہو وہ کامل ایمان والا ہے۔ راوی کہتے ہیں یہ بیان بہت لمبا ہے جسے ہم نے اختصار سے ذکر کیا ہے۔ [قالہ ابن کثیر فی البدایۃ ۷/ ۵۶]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں بیان فرمایا اس میں ارشاد فرمایا جیسے میں تم میں کھڑے ہو کر بیان کر رہا ہوں ایسے ہی ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر بیان فرمایا تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم لوگ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اچھا معاملہ کرنے کی وصیت قبول کرو اور جو ان کے بعد والے ہیں ان کے بارے میں یہی وصیت قبول کرو اور پھر جو ان کے بعد والے ہیں ان کے بارے میں بھی یہی وصیت قبول کرو یعنی تابعین اور تبع تابعین کے بارے میں۔ ان تین طبقات کے بعد پھر جھوٹ پھیل جائے گا یہاں تک کہ آدمی سے گواہی دینے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا وہ خود ہی (جھوٹی) گواہی دینی شروع کر دے گا۔ تم میں سے جو آدمی جنت کے عین بیچ میں جانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑے رکھے کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے بہت دور ہوتا ہے اور تم میں سے کوئی آدمی کسی اجنبی عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی اختیار نہ کرے ورنہ شیطان ان دو کے ساتھ تیسرا ہوگا جسے اپنی نیکی سے خوشی ہو اور اپنی برائی سے رنج وصدمہ ہو وہ ایمان والا ہے۔

[عند احمد/ ۱۸]

حضرت سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ شہر میں لوگوں میں بیان فرمایا ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے صرف دو تین یا چار انگل

کے برابر ریشم پہننے کی اجازت دی ہے۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھانے کے لیے ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا۔ [عند احمد ایضا ۱/ ۵۱]

سیف راوی نے بیان کیا کہ طاعون عمواس کے بعد ۱۷ھ کے آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام آئے جب ذی الحجہ میں وہاں سے مدینہ واپس جانے کا ارادہ فرمالیا تو لوگوں میں بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا غور سے سنو! مجھے تمہارا امیر بنایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا والی بنایا ہے اس کی وجہ سے جو ذمہ داریاں آتی ہیں میں نے ماشاء اللہ وہ سب ادا کردی ہیں اور تمہارے حصہ کا مال غنیمت تم میں پھیلا دیا ہے اور پڑاؤ ڈالنے کی جگہیں اور غزوہ کرنے کی جگہیں سب تفصیل سے تمہیں بتا دی ہیں جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ سب تمہیں پہنچا دیا ہے۔ تمہارے لشکر جمع کر دیئے ہیں اور تمہارے لیے ترقی کی راہیں مہیا کردی ہیں اور تمہیں ٹھکانے دے دیئے ہیں اور ملک شام میں جنگ کر کے تم نے جو مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ سب تم لوگوں میں وسعت سے تقسیم کر دیا ہے تمہاری خوراک مقرر کردی ہے اور تمہیں عطایا' روزینہ اور مال غنیمت دینے کا ہم نے حکم دے دیا ہے۔ کوئی آدمی ایسی چیز جانتا ہو جس پر عمل کرنا مناسب ہو وہ ہمیں بتائے ہم اس پر انشاء اللہ ضرور عمل کریں گے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ سے ہی ملتی ہے۔ [ذکرہ فی البدایۃ ۷:۷۹]

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثنا اس کی شان کے مناسب بیان کی پھر لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کے بارے میں یاددہانی کرائی پھر فرمایا اے لوگو! مجھے تمہارا والی اور امیر بنایا گیا ہے اگر مجھے یہ امید نہ ہوتی کہ میں تم میں سے تمہارے لیے سب سے بہتر' سب سے زیادہ قوی اور پیش آنے والے اہم امور میں سب سے زیادہ مضبوط رہوں گا تو ہرگز میں آپ لوگوں کا امیر نہ بنتا اور عمر کے فکرمند اور غمگین ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اسے حساب کے ٹھیک نکلنے کا انتظار ہے اور حساب اس بات کا کہ تم سے حقوق لے کر کہاں رکھوں اور تم لوگوں کے ساتھ کیسے چلوں۔ میں اپنے رب سے ہی مدد چاہتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت' مدد اور تائید سے عمر کا تدارک نہ فرما دیں تو عمر کو کسی طاقت اور تدبیر پر کوئی اعتماد نہیں۔ [اخرجہ ابن جریر الطبری فی تاریخہ ۲/ ۲۸۱]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا اس میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا

امیر بنادیا ہے جتنی چیزیں تمہارے سامنے ہیں ان میں سے جو چیز تمہیں سب سے زیادہ نفع دینے والی ہے میں اسے خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس سب سے زیادہ نفع دینے والی چیز میں میری مدد کرے اور جیسے اور چیزوں میں میری حفاظت کر رہا ہے ایسے ہی اس میں میری حفاظت فرمائے اور جیسے کہ اللہ نے عدل کرنے کا حکم دیا ہے وہ مجھے تم لوگوں کی تقسیم میں عدل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں ایک مسلمان آدمی اور کمزور بندہ ہوں لیکن اگر اللہ میری مدد فرمائے تو پھر کوئی کمزوری نہیں ہے یہ امارت وخلافت جو مجھے دی گئی ہے یہ ان شاء اللہ میرے اچھے اخلاق کو نہیں بدل سکے گی اور عظمت اور بڑائی تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور بندہ کے لیے اس میں سے کچھ بھی نہیں لہٰذا تم میں سے کوئی آدمی ہرگز یہ نہ کہے کہ جب سے عمر امیر بنا ہے بدل گیا ہے۔ میں اپنے نفس کے حق کو خوب سمجھتا ہوں (میں اپنے بارے میں حق بات کو خوب سمجھتا ہوں) میں خود آگے بڑھ کر اپنی بات بیان کرتا ہوں لہٰذا جس آدمی کو کوئی ضرورت ہے یا اس پر کسی نے ظلم کیا ہے اور ہماری بدخلقی کی وجہ سے اسے ہم پر غصہ آیا ہوا ہے تو وہ مجھے بتادے کیونکہ میں بھی تم میں کا ایک آدمی ہوں اور تم لوگ اپنے ظاہر اور باطن میں اور اپنی قابل احترام چیزوں اور آبرو میں اللہ سے ڈرتے رہو اور جو حقوق تمہارے اوپر ہیں تم انہیں ادا کرو اور تم ایک دوسرے کو اپنے مقدمات میرے پاس لے کر آنے پر آمادہ نہ کرو کیونکہ میرے اور لوگوں میں سے کسی کے درمیان نرمی یا طرف داری کا کوئی معاہدہ نہیں۔ تم لوگوں کی درستگی مجھے محبوب ہے اور تمہاری ناراضی مجھ پر بہت گراں ہے۔ تم میں سے اکثر لوگ شہروں میں مقیم ہیں اور تمہارے علاقہ میں نہ کوئی خاص کھیتی باڑی ہے اور نہ دودھ والے جانور زیادہ ہیں بس وہی غلے اور جانور یہاں ملتے ہیں جو اللہ تعالیٰ باہر سے لے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت زیادہ اکرام کا وعدہ کیا ہوا ہے اور میں اپنی امانت کا ذمہ دار ہوں۔ امانت کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا لیکن امانت کا جو حصہ میرے سامنے ہے اس کی دیکھ بھال تو میں خود کروں گا یہ کسی کے سپرد نہیں کروں گا لیکن امانت کا جو حصہ مجھ سے دور ہے میں اس کی دیکھ بھال خود نہیں کر سکتا اسے سنبھالنے کے لیے میں تم میں سے ایسے لوگ استعمال کروں گا جو امانتدار ہیں اور عام لوگوں کے لیے خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والے ہیں اور ان شاء اللہ اپنی امانت ایسے لوگوں کے علاوہ اور کسی کے سپرد نہیں کروں گا۔ [عند ابن جریر الطبری بهذا الاسناد]

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا پھر فرمایا اے لوگو! لالچ کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن سے انسان فقیر اور محتاج ہو جاتا ہے اور (لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے) ناامیدی کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن سے انسان غنی اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔ تم وہ چیز جمع کرتے ہو جس کو کھا نہیں سکتے اور ان باتوں کی امید لگاتے ہو جنہیں پا نہیں سکتے۔ تم دھوکے والے گھر یعنی دنیا میں ہو اور تمہیں موت کی مہلت ملی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں تو تم لوگ وحی کے ذریعہ سے پکڑے جاتے تھے جو اپنے باطن میں کوئی چیز چھپاتا تھا اس کی اس چیز پر پکڑ ہو جاتی تھی (اس کے اندر کی اس چیز کا پتہ وحی سے چل جاتا تھا) اور جو کسی چیز کو ظاہر کرتا تھا اس کی اس چیز پر گرفت ہو جاتی تھی۔ لہٰذا اب تم لوگ ہمارے سامنے اپنے سب سے اچھے اخلاق ظاہر کر و باقی رہے تمہارے اندرونی حالات اور باطن کی نیتیں انہیں اللہ خوب جانتا ہے۔ اب جو ہمارے سامنے کسی بری چیز کو ظاہر کرے گا اور یہ دعویٰ کرے گا کہ اس کی اندرونی حالت بہت اچھی ہے ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور جو ہمارے سامنے کسی اچھی چیز کو ظاہر کرے گا ہم اس کے بارے میں اچھا گمان رکھیں گے اور یہ بات جان لو کہ کنجوسی کی بعض صورتیں نفاق کا شعبہ ہیں لہٰذا تم خرچ کرو جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

[سورۃ تغابن آیت۱۶]

اور (بالخصوص مواقع حکم میں) خرچ (بھی) کیا اور یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ (آخرت میں) فلاح پانے والے ہیں۔

اے لوگو! اپنے ٹھکانے پاک صاف رکھو اور اپنے تمام امور کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے اور اپنی عورتوں کو قبطی (مصری) کپڑے نہ پہناؤ کیونکہ ان کے اندر جسم نظر تو نہیں آتا لیکن اس کی نوعیت معلوم ہو جاتی ہے۔ اے لوگو! میری تمنا یہ ہے کہ میں برابر سرابر نجات پا جاؤں نہ مجھے انعام ملے اور نہ سزا اور مجھے اس بات کی امید ہے کہ آئندہ مجھے تھوڑی یا زیادہ جتنی عمر ملے گی میں اس میں انشاء اللہ حق پر عمل کروں گا اور ہر مسلمان کا اللہ کے مال میں جتنا حصہ ہے وہ حصہ خود اس کے پاس اس کے گھر پہنچے گا اور اسے اس حصہ کے لینے کیلئے نہ کچھ کرنا پڑے گا اور نہ کبھی تھکنا پڑے گا اور جو مال اللہ نے تمہیں دے رکھے ہیں انہیں درست کرتے رہو اور سہولت کی

تھوڑی کمائی اس زیادہ کمائی سے بہتر ہے جس کیلئے بڑی مشقت اٹھانی پڑے اور قتل ہو جانا مرنے کی ایک صورت ہے جو نیک اور بد ہر آدمی کو حاصل ہو جاتی ہے لیکن ہر قتل ہونے والا اللہ کے ہاں شہید نہیں ہوتا بلکہ شہید وہ ہے جس کی نیت اجر و ثواب لینے کی ہو اور جب تم کوئی اونٹ خریدنا چاہو تو لمبا اور بڑا اونٹ دیکھو اور اسے اپنی لاٹھی مارو اگر تم اسے چوکنے دل والا پاؤ تو اسے خرید و۔

[ذکرہ ابن جریر ایضاً فی تاریخہ ۳/ ۲۸۲]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اس میں ارشاد فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تم لوگوں پر شکر واجب کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بغیر مانگے اور بغیر طلب کے جو دنیا اور آخرت کی شرافت تمہیں عطا فرمائی ہے اس کے بارے میں تمہارے اوپر کئی دلیلیں بنادی ہیں تم لوگ کچھ نہیں تھے لیکن اس نے تمہیں پیدا کیا اور پیدا بھی اپنے لیے اور اپنی عبادت کے لیے کیا حالانکہ تمہیں (انسان نہ بناتا بلکہ) اپنی سب سے بے قیمت مخلوق بنا سکتا تھا اور اپنی ساری مخلوق تمہارے فائدہ اور خدمت کیلئے بنائی اور تمہیں اپنے علاوہ اور کسی مخلوق کیلئے نہیں بنایا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً﴾ [سورۃ لقمان آیت ۱۰]

”اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں۔“

اس نے تمہیں خشکی اور سمندر کی سواریاں دیں اور پاکیزہ نعمتیں عطا فرمائیں تاکہ تم شکر گزار بنو پھر تمہارے کان اور آنکھیں بنائیں پھر اللہ کی کچھ نعمتیں ایسی ہیں جو تمام بنی آدم کو ملی ہیں اور کچھ نعمتیں ایسی ہیں جو صرف تم دین اسلام والوں کو ملی ہیں پھر یہ تمام خاص اور عام نعمتیں ہماری حکومت میں تمہارے زمانہ میں تمہارے طبقہ میں خوب فراوانی سے ہیں اور ان نعمتوں میں سے ہر نعمت تم میں سے ہر آدمی کو اتنی زیادہ مقدار میں ملی ہے کہ اگر وہ نعمت تمام لوگوں میں تقسیم کر دی جائے تو وہ اس کا شکر ادا کرتے کرتے تھک جائیں اور اس کا حق ادا کرنا ان پر بھاری ہو جائے۔ ہاں اگر وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور اللہ ان کی مدد کرے تو پھر وہ اس

نعمت کا شکر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور اللہ ان کی مدد کرے تو پھر وہ اس نعمت کا شکر اور اس کا حق ادا کر سکتے ہیں اور اللہ نے تمام روئے زمین پر تمہیں اپنا خلیفہ بنایا ہوا ہے اور زمین والوں پر تم غالب آئے ہوئے ہو اور اللہ نے تمہارے دین کی خوب مدد کی ہے اور جن لوگوں نے تمہارا دین اختیار نہیں کیا ان کے دو حصے ہو گئے ہیں۔ کچھ تو اسلام اور اسلام والوں کے غلام بن گئے ہیں (اس سے مراد ذمی لوگ ہیں) جو تمہیں جزیہ دیتے ہیں خون پسینہ ایک کر کے کماتے ہیں اور طلب معاش میں ہر طرح کی مشقت اٹھاتے ہیں مشقت ساری ان کے ذمہ ہے اور ان کی کمائی سے جزیہ کا فائدہ آپ لوگوں کو ملتا ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں جو دن رات ہر وقت اللہ کے لشکروں کے حملوں کے منتظر ہیں (اس سے مراد وہ کافر ہیں جن کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر جانے والے تھے) اللہ نے ان کے دلوں کو رعب سے بھر دیا ہے۔ اب ان کے پاس کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں انہیں پناہ مل جائے یا بھاگ کر وہاں چلے جائیں اور اسلامی لشکروں سے کسی طرح بچ جائیں اللہ کے لشکر ان پر چھا گئے ہیں اور ان کے علاقے میں داخل ہو گئے ہیں اور اللہ کے حکم سے ان لشکروں کو زندگی کی وسعت' مال کی بہتات' لشکروں کا تسلسل اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت جیسی نعمتوں کے ساتھ عافیت و امن امان جیسی بڑی نعمت بھی حاصل ہے اور جب سے اسلام شروع ہوا ہے کبھی اس امت کے ظاہری حالات اس سے زیادہ اچھے نہیں رہے اور ہر شہر میں مسلمانوں کو بڑی بڑی فتوحات ہو رہی ہیں ان پر اللہ ہی کی تعریف ہونی چاہئے اور یہ جو بے حساب نعمتیں حاصل ہیں جن کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ان کے مقابلہ میں مسلمان کتنا ہی اللہ کا شکر اور ذکر کر لیں اور دین کے لیے کتنی ہی محنت کر لیں وہ ان نعمتوں کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے ہاں اللہ اگر ان کی مدد فرمائے اور ان کے ساتھ رحم اور مہربانی کا معاملہ فرمائے تو اور بات ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اسی نے ہم پر یہ اتنے انعام و احسان فرمائے ہیں ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی اطاعت والے عمل کرنے کی اور اپنی رضا کی طرف جلدی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ کے بندو! اللہ کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں انہیں اپنی مجلسوں میں دو دو ایک ایک ہو کر یاد کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو پورا کر لو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا ہے:

﴿اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ﴾ [ابراهیم آیۃ ۵]

''اپنی قوم کو (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف لاؤ اور ان کو اللہ کے معاملات (نعمت اور نقمت کی) یاد دلاؤ''

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا:

﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ [سورۃ انفال آیت ۲۶]

''اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے سرزمین میں کمزور شمار کیے جاتے تھے۔''

جب تم لوگ اسلام سے پہلے کمزور شمار کیے جاتے تھے اور دنیا کی خیر سے محروم تھے اگر اس وقت تم حق کے کسی شعبہ پر ہوتے اس شعبہ پر ایمان لاتے اور اس سے آرام پاتے اور اللہ اور اس کے دین کی معرفت تمہیں حاصل ہوتی اور اس شعبہ سے مرنے کے بعد زندگی میں تم لوگ خیر کی امید رکھتے تو یہ کوئی بات ہوتی لیکن تم زمانہ جاہلیت میں لوگوں میں سب سے زیادہ سخت زندگی والے اور اللہ کی ذات وصفات سے سب سے زیادہ جاہل تھے پھر اللہ نے اسلام کے ذریعہ تمہیں ہلاکت سے بچایا اب اچھا یہ تھا کہ صرف اسلام ہوتا اس کے ساتھ تمہاری دنیا کا کوئی حصہ نہ ہوتا اور آخرت میں جہاں تم نے لوٹ کر جانا ہے وہاں یہ اسلام تمہارے لیے بھروسہ کی چیز ہوتی اور تم جس مشقت والی زندگی پر تھے اس زندگی میں تم اس بات کے قابل تھے کہ اسلام میں سے اپنے حصہ پر کنجوسی کرو اسی سے چمٹے رہو اور اسے دوسروں پر ظاہر کرو لہٰذا تم میں سے جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ اسے دنیا کی فضیلت اور آخرت کی شرافت دونوں باتیں حاصل ہو جائیں تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جو وہ چاہتا ہے اسے چاہنے دو میں تمہیں اس اللہ کی یاد دہانی کراتا ہوں جو تمہارے اور تمہارے دلوں کے درمیان حائل ہے۔ تم اللہ کا حق پہچانو اور اس حق والے کے لیے عمل کرو اور اپنے نفسوں کو اللہ کی اطاعت پر مجبور کرو تمہیں نعمتوں پر خوش بھی ہونا چاہئے لیکن یہ ڈر بھی ہونا چاہئے کہ نہ معلوم کب یہ نعمتیں تم سے چھن جائیں اور دوسروں کو مل جائیں کیونکہ کوئی چیز ناشکری سے زیادہ نعمت سے محروم کرانے والی نہیں ہے اور شکر کرنے سے نعمت بدل جانے سے محفوظ ہو جاتی ہے اور اس سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ کام اللہ کی طرف سے میرے ذمہ واجب ہے کہ میں تمہیں مفید کاموں کا حکم دوں اور نقصان دہ کاموں سے روکوں۔

[اخرجه ابن جرير ايضاً فى تاريخه ۳/ ۲۸۳]

حضرت کلیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن بیان کیا اور اس

میں سورۃ آل عمران کی آیتیں پڑھیں جب اس آیت پر پہنچے:

''یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں۔'' [سورۃ آل عمران آیت ۱۵۵]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جنگ احد میں ہمیں شکست ہوگئی۔ میں بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا میں نے دیکھا کہ میں پہاڑی بکرے کی طرح چھلانگیں لگا کر بھاگ رہا ہوں اور لوگ کہہ رہے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے میں نے کہا جو یہ کہے گا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے ہیں میں اسے قتل کر دوں گا۔ پھر ہم سب پہاڑ پر جمع ہوگئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ﴾ [اخرجہ ابن جریر]

حضرت کلیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا اور منبر پر سورۃ آل عمران پڑھی پھر فرمایا اس سورۃ کا جنگ احد سے بہت تعلق ہے ہم جنگ احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ادھر ادھر بکھر گئے تھے میں ایک پہاڑ پر چڑھ گیا۔ میں نے ایک یہودی کو سنا وہ کہہ رہا تھا (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیئے گئے۔ میں نے کہا میں جسے بھی یہ کہتے ہوئے سنوں گا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ پھر میں نے دیکھا تو مجھے ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کر آ رہے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ﴾ [سورۃ آل عمران آیت ۱۴۴]

''اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو جائے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے۔'' [عند ابن المنذر کذا فی الکنز ۱/ ۲۳۸]

حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے منبر پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جب بندہ اللہ کی وجہ سے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قدر و منزلت بڑھا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں بلند ہو جا اللہ تجھے بلند کرے۔ یہ اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے لیکن لوگوں کی نگاہ میں بڑا ہوتا ہے اور جب بندہ تکبر کرتا ہے اور اپنی حد سے آگے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے توڑ کر نیچے زمین پر گرا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں دور ہو جا اللہ تجھے دور کرے اور یہ اپنے آپ

کو بڑا سمجھتا ہے لیکن لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کے نزدیک سور سے بھی زیادہ حقیر ہوجاتا ہے۔ [اخرجه ابو عبيد والخرائطي والصابوني و عبدالرزاق كذا في الكنز ۲/ ۱۴۳]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہم میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا ہوسکتا ہے کہ میں آپ لوگوں کو ایسی چیزوں سے روک دیتا ہوں جن میں آپ لوگوں کا فائدہ ہو اور ایسی چیزوں کا حکم دے دیتا ہوں جن میں آپ لوگوں کا فائدہ نہ ہو اور قرآن میں سب سے آخر میں سود کے حرام ہونے کی آیت نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے ابھی سود کی اس آیت کی (موٹی موٹی اور) بنیادی باتیں فرما پائے تھے لیکن اس کی تفصیلی اور باریک باریک باتیں بیان نہ کر پائے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی (کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ اہم کاموں میں مشغول تھے) اس لیے جس صورت میں تمہیں سود کا کچھ کھٹکا ہوا سے چھوڑ دیا کرو اور جس میں کوئی کھٹکا نہ ہو وہ اختیار کرلیا کرو۔

[اخرجه الخطيب كذافي الكنز ۲/ ۲۳۲]

حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا تم میں سے جو بھی حج کا ارادہ کرے تو وہ صرف میقات سے ہی احرام باندھے اور احرام باندھنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میقات مقرر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں مدینہ والوں کے لیے اور دوسری جگہ کے رہنے والے مدینے سے گزریں تو ان کیلیے ذوالحلیفہ میقات ہے اور شام والوں کے لیے اور دوسری جگہ کے رہنے والے شام سے گزریں تو ان کے لیے جحفہ میقات ہے اور نجد والوں کے لیے اور جو نجد سے گزریں تو ان کے لیے قرن میقات ہے اور یمن والوں کیلیے یلملم اور عراق والوں اور باقی تمام لوگوں کیلیے ذات عرق میقات ہے۔

[اخرجه ابن الضياء كذافي الكنز ۳/ ۳۰]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اور اس میں رجم کا یعنی زنا کرنے والے کو سنگسار کرنے کی سزا کا ذکر کیا اور فرمایا رجم کے بارے میں دھوکہ نہ کھا لینا (اگرچہ اس کا قرآن میں ذکر نہیں ہے لیکن) یہ بھی اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں میں سے ایک سزا ہے۔ غور سے سنو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رجم کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے رجم کیا ہے اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ یوں کہیں گے کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں وہ چیز بڑھا دی

جو اس میں نہیں تھی تو میں قرآن کے کنارے پر یہ لکھ دیتا کہ عمر بن خطاب، حضرت عبدالرحمان بن عوف، فلاں اور فلاں صحابی اس بات کے گواہ ہیں کہ حضور ﷺ نے رجم کیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے رجم کیا ہے۔ غور سے سنو! تمہارے بعد عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو رجم کو، دجال کو، شفاعت کو، عذاب قبر کو اور ان لوگوں کو جو جل جانے کے بعد جہنم سے نکلیں گے ان سب چیزوں کو جھٹلائیں گے۔ [اخرجہ احمد و ابویعلی و ابو عبید]

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب منیٰ سے واپس ہوئے تو انہوں نے پتھریلے میدان میں اپنی سواری بٹھائی پھر کنکریوں کی ایک ڈھیری بنا کر اپنے کپڑے کا ایک کنارہ اس ڈھیری پر ڈالا اور اس پر لیٹ گئے اور آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی اے اللہ! میری عمر زیادہ ہو گئی ہے اور میری قوت کمزور ہو گئی ہے اور میری رعایا بہت پھیل گئی ہے اس لیے اب مجھے اپنی طرف اس طرح اٹھا لے کہ میں تیرے احکام کو نہ ضائع کرنے والا بنوں اور نہ ان میں کمی کرنے والا پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے تو لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! کچھ اعمال تم پر فرض کیے گئے ہیں اور سنتیں تمہارے لیے صاف بیان کر دی گئی ہیں اور تمہیں ایک واضح اور صاف ملت پر چھوڑا گیا ہے پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مار کر فرمایا اس کے بعد بھی تم دائیں بائیں ہو کر لوگوں کو گمراہ کرتے پھرو تو یہ الگ بات ہے پھر تم اس بات سے بچو کہ رجم کی آیت کی وجہ سے ہلاک ہو جاؤ اور تم میں سے کوئی یوں کہے کہ ہمیں کتاب اللہ میں زنا کے بارے میں دو سزائیں نہیں ملتیں (ایک رجم کی اور دوسری کوڑے مارنے کی بلکہ ہمیں تو صرف ایک سزا ملتی ہے یعنی کوڑے مارنے کی) میں نے خود دیکھا کہ حضور ﷺ نے رجم کیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے عمر نے اللہ کی کتاب میں نئی چیز بڑھا دی تو میں یہ عبارت قرآن لکھ دیتا:

((اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا اَلْبَتَّۃَ))

شادی شدہ مرد اور عورت جب زنا کریں تو دونوں کو ضرور رجم کرو کیونکہ (پہلے یہ آیت قرآن میں نازل ہوئی تھی اور) ہم قرآن میں اس کی تلاوت کیا کرتے تھے (بعد میں یہ الفاظ منسوخ ہو گئے لیکن ان کا حکم اب بھی باقی ہے) حضرت سعید کہتے ہیں ابھی ذوالحجہ کا مہینہ ختم نہیں

ہوا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مار کر زخمی کر دیا گیا (اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا)

[عند مالك وابن سعد ومسدد والحاكم كذافي الكنز ۳/ ۹۰]

حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا پھر فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میں یہی سمجھا ہوں کہ میرے دنیا سے جانے کا وقت آ گیا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سرخ مرغے نے مجھے دو دفعہ چونچ ماری ہے۔ میں نے اس خواب کا ذکر (اپنی بیوی) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ☆ سے کیا اس نے کہا اس کی تعبیر یہ ہے کہ عجم کا ایک آدمی آپ کو قتل کرے گا لوگ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دوں (خلیفہ مقرر کرنا ٹھیک تو ہے لیکن ضروری نہیں ہے) مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنا دین اور خلافت دے کر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اسے ہرگز ضائع نہیں ہونے دیں گے اگر (دنیا سے جانے کا) میرا معاملہ جلدی ہو گیا تو یہ چھ آدمی جن سے دنیا سے جاتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے آپس کے مشورے سے اپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ بنا لیں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔ تم ان میں سے جس سے بھی بیعت کرو اس کی بات سنو اور مانو اور مجھے معلوم ہے کہ کچھ لوگ اس امر خلافت میں اعتراض کریں گے، حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جن سے میں نے اپنے اس ہاتھ سے اسلام پر جنگ کی ہے اگر وہ لوگ ایسا کریں تو وہ اللہ کے دشمن کافر اور گمراہ ہوں گے (اگر وہ اس اعتراض کو جائز سمجھتے ہیں پھر تو واقعی وہ کافر ہو جائیں گے ورنہ ان کا یہ عمل کافروں کے عمل کے مشابہ ہو جائے گا) میں کوئی ایسی چیز چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں جو میرے نزدیک کلالہ کے معاملہ سے زیادہ اہم ہو (کلالہ وہ آدمی ہے جس کے نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ ہوں) اللہ کی قسم! جب سے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی چیز کے بارے میں میرے ساتھ اتنی سختی نہیں کی جتنی سختی میرے ساتھ اس کلالہ کے بارے میں کی ہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی میرے سینہ پر مار کر فرمایا سورۃ نساء کے آخر میں گرمیوں میں جو آیت يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ

☆ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نہیں بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں۔ (محمد عرفان الحسن خالد)

يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ نازل ہوئی ہے وہ تمہارے لیے کافی ہے اگر میں زندہ رہا تو کلالہ کے بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا کہ ہر پڑھے لکھے اور ان پڑھ کو اس کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا اور میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں شہروں کے گورنروں کو اس لیے بھیجتا ہوں تا کہ وہ لوگوں کو دین اور ان کے نبی کریم ﷺ کی سنت سکھائیں اور جو کوئی نیا یا پیچیدہ معاملہ ایسا پیش آ جائے جس کا انہیں حل سمجھ میں نہ آئے تو وہ اسے میرے پاس بھیج دیں پھر اے لوگو! تم یہ دو سبزیاں کھاتے ہو میں تو انہیں برا ہی سمجھتا ہوں وہ لہسن اور پیاز ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ انہیں (مسجد میں) جس آدمی سے لہسن یا پیاز کی بو آ جاتی تھی تو اسے حضور ﷺ کے فرمانے پر ہاتھ سے پکڑ کر مسجد سے باہر نکال کر جنت البقیع پہنچا دیا جاتا تھا لہٰذا جو شخص لہسن یا پیاز ضرور ہی کھانا چاہتا ہے وہ انہیں پکا کر (ان کی بو) مار دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بیان جمعہ کے دن فرمایا اور اس کے بعد بدھ کے دن انہیں حملہ کر کے زخمی کر دیا گیا جب کہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں چار دن باقی تھے۔ [اخرجه الطيالسي و ابن سعد وابن ابي شيبه واحمد وابن حبان ومسلم والنسائي وابوعوانة وابويعلى كذافي الكنز ۳/ ۱۵۳]

حضرت یسار بن معرور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! حضور ﷺ نے یہ مسجد بنائی اور مسجد بنانے میں ہم مہاجرین اور انصار بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب مسجد میں مجمع زیادہ ہو جائے تو تم میں سے ہر آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے آگے والے بھائی کی پشت پر سجدہ کر لے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو راستہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا مسجد میں نماز پڑھو۔

[اخرجه الطبراني في الاوسط واحمد والشاشي والبيهقي وسعيد بن منصور كذافي الكنز ۴/ ۲۵۹]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے ہمیں متعہ کی تین دن کیلیے اجازت دی تھی پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے ہمیشہ کیلیے متعہ کو حرام فرما دیا تھا (متعہ یہ ہے کہ آدمی ایک مقرر وقت تک کیلیے شادی کرے) خیبر سے پہلے متعہ والا نکاح حلال تھا خیبر کے بعد حضور ﷺ نے حرام قرار دے دیا تھا پھر فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے متعہ کی صحابہ رضی اللہ عنہم کو اجازت دی تھی پھر تین دن کے بعد اسے ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا تھا۔ اللہ کی قسم! اب مجھے جس کے بارے میں پتہ

چلا کہ وہ شادی شدہ ہے اور اس نے متعہ والا نکاح کیا ہے تو میں اسے سنگسار کردوں گا یا وہ میرے پاس چار ایسے گواہ لے کر آئے جو اس بات کی گواہی دیں کہ حضور ﷺ نے متعہ کو حرام کرنے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا اور جو غیر شادی شدہ آدمی مجھے ایسا ملا جو متعہ والا نکاح کرے تو میں اسے سو کوڑے ماروں گا یا وہ میرے پاس ایسے چار گواہ لے کر آئے جو اس بات کی گواہی دیں کہ حضور ﷺ نے متعہ حرام کرنے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا۔

[اخرجه ابن عساكر و سعيد بن منصور و تمام كذافى الكنز ٨/ ٢٩٣]

حضرت عبداللہ بن سعید کے دادا کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا اے مسلمانوں کی جماعت اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو عجمی ملکوں میں سے ان کی عورتیں اور بچے مال غنیمت میں (باندی اور غلام بنا کر) اتنے دے دیئے ہیں کہ نہ تو اتنے حضور ﷺ کو دیئے تھے اور نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ اور مجھے پتہ چلا ہے کہ بہت سے مردان عورتوں سے صحبت کرتے ہیں (کیونکہ یہ باندیاں ہیں اور باندیوں سے صحبت کرنا مالک کیلیے جائز ہے) اب جس عجمی باندی سے تمہارا بچہ پیدا ہو جائے تو تم اسے نہ بیچنا کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ آدمی کو پتہ بھی نہ چلے اور وہ اپنی کسی محرم عورت سے صحبت کر لے (ہو سکتا ہے کہ آدمی باندی کو بیچ دے اور باندی سے جو لڑکا پیدا ہوا وہ اسی آدمی کا بیٹا تھا وہ اسی کے پاس رہ گیا بعد میں اس لڑکے نے اسی باندی کو خرید لیا اور اسے پتہ نہیں ہے کہ یہ اس کی ماں ہے۔)

[اخرجه البيهقى عن عبدالله بن سعيد كذافى الكنز ٨/ ٢٩٢]

حضرت معرور یا ابن معرور تمیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور حضور ﷺ والی جگہ سے دو سیڑھی نیچے بیٹھ گئے وہاں میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور جسے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا والی و حاکم بنا دیں اس کی بات سنو اور مانو۔ [اخرجه ابن جرير كذافى الكنز ٨/ ٢٠٨]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے بیان میں فرمایا کرتے تھے تم میں سے وہ آدمی کامیاب رہا جو خواہش پر چلنے سے غصہ میں آنے اور لالچ میں پڑنے سے محفوظ رہا اور جسے گفتگو میں سچ بولنے کی توفیق دی گئی کیونکہ سچ اسے خیر کی طرف لے جائے گا اور جو شخص جھوٹ بولے گا وہ گناہ کے کام کرے گا اور جو گناہ کے کام کرے گا وہ ہلاک ہوگا اور گناہ

کے کاموں سے بچو اور اس شخص کا کیا گناہ کرنا جو مٹی سے پیدا ہوا اور مٹی کی طرف لوٹ جائے گا۔ آج وہ زندہ ہے کل مردہ ہوگا۔ روزانہ کا کام روزانہ کرو اور مظلوم کی بددعا سے بچو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ [اخرجه البیهقی کذافی الکنز ۸/ ۲۰۸]

حضرت قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا جو معاف نہیں کرتا اس کو معاف نہیں کیا جاتا جو توبہ نہیں کرتا اس کی توبہ قبول نہیں کی جاتی جو (برے کاموں سے) نہیں بچتا اسے (عذاب) نہیں بچایا جاتا۔

[اخرجه البخاری فی الادب وابن خزیمة جعفر الفریابی کذافی الکنز ۸/ ۲۰۷]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیان میں فرمایا یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ لالچ فقر کی نشانی ہے اور ناامیدی سے انسان غنی ہو جاتا ہے۔ آدمی جب کسی چیز سے ناامید ہو جاتا ہے تو آدمی کو اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۵۰ کذافی الکنز ۸/ ۲۳۵]

حضرت عبداللہ بن خراش رحمۃ اللہ علیہ کے چچا کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بیان میں یہ فرماتے ہوئے سنا اے اللہ! اپنی امان کے ذریعہ ہماری حفاظت فرما اور ہمیں اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۵۴] اپنے فضل سے ہمیں رزق عطا فرما۔

[رواہ احمد فی الزهد والرویانی واللالکائی وابن عساکر کما فی الکنز ۱۰/ ۳۰۳]

حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس چیز کی چاہی اجازت دے دی (چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا بعد میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اسی احرام میں عمرے کی نیت بھی کر لی اب ایسا کرنے کی امت کو اجازت نہیں ہے) اور اب اللہ کے نبی اپنے راستہ پر (دنیا سے) تشریف لے جا چکے ہیں لہٰذا حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے ایسے پورا کرو جیسے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے اور ان عورتوں کی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ [اخرجه احمد ۱/ ۱۷]

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بیان میں فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مرد دنیا میں ریشم پہنے گا اسے آخرت میں ریشم نہیں پہنایا جائے گا۔ [اخرجه احمد ۱/ ۲۰]

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز پڑھی۔ انہوں نے اذان اور اقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ ایک تو عید الفطر کا دن جس دن تم رمضان کے روزوں سے افطار کرتے ہو اور عید مناتے ہو اور دوسرا وہ دن جس دن تم لوگ اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

[اخرجه احمد ۱/ ۳۴]

حضرت علقمہ بن وقاص لیثی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لوگوں میں بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمل کا دارو مدار نیت پر ہے اور آدمی کو اس پر وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا لہٰذا جس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہی شمار ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لیے شمار ہوگی جس کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہوگی۔ [اخرجه احمد ۱/ ۴۳]

حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رمادہ کی قحط سالی کے زمانے میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور تمہارے جو کام لوگوں سے چھپے ہوئے ہیں ان میں بھی اللہ سے ڈرو مجھے تمہارے ذریعہ سے آزمایا جا رہا ہے اور تمہیں میرے ذریعہ سے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ (اللہ نے ناراض ہو کر جو یہ قحط سالی بھیجی ہے وہ کس سے ناراض ہے؟) وہ مجھ سے ناراض ہے اور تم سے نہیں یا تم سے ناراض ہے مجھ سے نہیں یا مجھ سے اور تم سے دونوں سے ہی ناراض ہے۔ آؤ ہم اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے دلوں کو ٹھیک کر دے اور ہم پر رحم فرمائے اور یہ قحط ہم سے دور کر دے۔ راوی کہتے ہیں اس دن دیکھا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا کر رہے ہیں اور لوگ بھی دعا کر رہے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور لوگ تھوڑی دیر روتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۳۲۲]

حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں بیان کر رہے تھے میں ان کے منبر کے نیچے بیٹھا ہوا تھا آپ نے بیان میں فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے

سنا مجھے اس امت پر سب سے زیادہ ڈر اس منافق کا ہے جو زبان کا خوب جاننے والا ہو یعنی جسے باتیں بنانی خوب آتی ہوں۔[اخرجہ احمد ۱/ ۴۴]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیانات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اتحاد اور اتفاق رائے کے باب میں گزر چکے ہیں۔

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بیانات

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمان مخزومیؒ کہتے ہیں جب لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر چکے تو آپ نے باہر آ کر لوگوں میں بیان فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! پہلی مرتبہ سوار ہونا مشکل ہوتا ہے آج کے بعد اور بھی دن ہیں۔ اگر میں زندہ رہا تو تم ایسا بیان سنو گے جو صحیح ترتیب سے ہوگا۔ ہم تو بیان کرنے والے نہیں ہیں اللہ ہمیں بیان کا صحیح طریقہ سکھا دیں گے۔[اخرجہ ابن سعد ۳/ ۶۲]

حضرت بدر بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے چچا بیان کرتے ہیں جب اہل شوریٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہو گئے تو اس وقت وہ بہت غمگین تھے ان کی طبیعت پر بڑا بوجھ تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر تشریف لائے اور لوگوں میں بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اس کے بعد فرمایا تم ایسے گھر میں ہو جہاں سے تمہیں کوچ کر جانا ہے اور تمہاری عمر تھوڑی باقی رہ گئی ہے لہٰذا تم جو خیر کے کام کر سکتے ہو موت سے پہلے کر لو۔ صبح اور شام موت تمہیں آنے ہی والی ہے۔ غور سے سنو! دنیا سراسر دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے)

﴿فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ [سورۃ لقمان آیت ۳۳]

''سو تم کو دنیوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ وہ دھوکہ باز (شیطان) اللہ سے دھوکہ میں ڈالے۔''

اور جو لوگ جا چکے ان سے عبرت حاصل کرو اور خوب محنت کرو اور غفلت سے کام نہ لو کیونکہ موت کا فرشتہ تم سے کبھی غافل نہیں ہوتا کہاں ہیں دنیا کے وہ بھائی اور بیٹے جنہوں نے دنیا میں کھیتی باڑی کی اور اسے خوب آباد کیا اور لمبی مدت تک اس سے فائدہ اٹھایا؟ کیا دنیا نے انہیں پھینک نہیں دیا؟ چونکہ اللہ نے دنیا کو پھینکا ہوا ہے اس لیے تم بھی اسے پھینک دو اور آخرت کو طلب

کرو کیونکہ اللہ نے دنیا کی اور آخرت کی جو کہ دنیا سے بہتر ہے دونوں کی مثال اس آیت میں بیان کی ہے۔

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ سے لے کر امَلاً تک﴾ [سورۃ کہف آیت ۴۵-۴۶]

''اور آپ ان لوگوں سے دنیاوی زندگی کی حالت بیان فرمائیے کہ وہ ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا ہو پھر اس کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہو گئیں ہوں پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاوے کہ اس کو ہوا اڑائے لیے پھرتی ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی ہے۔''

بیان کے بعد لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہونے لگے۔

[اخرجه ابن جرير الطبرى فى تاريخه ۳/ ۳۰۵من طريق سيف]

حضرت عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیعت کرنے کے بعد لوگوں میں بیان کیا جس میں ارشاد فرمایا امابعد! مجھ پر خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے جسے میں نے قبول کرلیا ہے۔ غور سے سنو! میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے) پیچھے چلوں گا اور اپنے پاس سے گھڑ کے نئی باتیں نہیں لاؤں گا۔ توجہ سے سنو! اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بعد میرے اوپر تمہارے تین حق ہیں پہلا حق یہ ہے کہ جس چیز میں آپ لوگ متفق ہیں اور اس کا ایک راستہ مقرر کرلیا ہے اس میں میں اپنے آپ سے پہلوں کے طریقہ پر چلوں اور دوسرا حق یہ ہے کہ جس چیز میں آپ سب لوگوں نے مل کر کوئی راستہ مقرر نہیں کیا ہے اس میں میں خیر والوں کے راستے پر چلوں اور تیسرا حق یہ ہے کہ میں آپ لوگوں سے اپنے ہاتھ روکے رکھوں آپ لوگوں کو کسی قسم کی سزا نہ دوں۔ ہاں آپ لوگ ہی خود کوئی ایسا کام کر بیٹھیں جس پر سزا دینا میرے ذمہ واجب ہو تو یہ الگ بات ہے۔ غور سے سنو! دنیا سرسبز و شاداب ہے اور تمام لوگوں کے دلوں میں اس کی رغبت رکھی ہوئی ہے اور بہت لوگ اس کی طرف مائل ہو چکے ہیں لہٰذا تم دنیا کی طرف مت جھکو اور اس پر بھروسہ نہ کرو یہ بھروسے کے قابل نہیں اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ دنیا

صرف اسے چھوڑتی ہے جو اسے چھوڑ دے۔

[اخرجه ابن جرير ايضافي تاريخه ۳/ ۴۴۶ باسنادفيه سيف]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا اے ابن آدم! یہ بات جان لو کہ موت کا فرشتہ تمہارے لیے مقرر کیا گیا ہے جب سے تم دنیا میں آئے ہو وہ تمہیں چھوڑ کر دوسروں کے پاس جا رہا تھا لیکن اب اس نے دوسروں کو چھوڑ کر تمہارے پاس آنے کا ارادہ کر لیا ہے اس لیے اپنے بچاؤ کا سامان لے لو اور موت کی تیاری کر لو اور غفلت سے کام نہ لو کیونکہ موت کا فرشتہ تم سے بالکل غافل نہیں ہے اور اے ابن آدم! جان لو کہ اگر تم اپنے بارے میں غفلت میں پڑ گئے اور تم نے موت کی تیاری نہ کی تو تمہارے علاوہ کوئی اور یہ تیاری نہیں کرے گا اور اللہ سے ملاقات ضرور ہونی ہے' اس لیے اپنے لیے نیک اعمال لے لو اور یہ کام دوسروں پر نہ چھوڑو۔ فقط والسلام۔

[اخرجه الدينوری فی المجالسه وابن عساكر كذافی الكنز ۸/ ۱۰۹]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اللہ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ اللہ کا تقویٰ غنیمت ہے۔ سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو پا لے اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کرے اور قبر کے اندھیرے کے لیے اللہ کے نور میں سے نور حاصل کر لے اور بندے کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے حشر کے دن اندھا بنا کر نہ اٹھائیں حالانکہ وہ دنیا میں آنکھوں والا تھا اور سمجھدار آدمی کو تو چند جامع کلمات کافی ہو جاتے ہیں جن کے الفاظ اور معنی زیادہ ہوں اور بہرے آدمی کو تو دور سے پکارنا پڑتا ہے اور یقین رکھو کہ جس کے ساتھ اللہ ہو گا وہ کسی چیز سے نہیں ڈرے گا اور اللہ جس کے خلاف ہو گا وہ اللہ کے علاوہ اور کس کی مدد کی امید کر سکتا ہے؟

[اخرجه الدينوری وابن عساكر كذافی الكنز ۸/ ۲۲۴]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا وہ فرما رہے تھے اے لوگو! تم چھپ کر جو عمل کرتے ہو ان میں اللہ سے ڈرو کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! جو بھی کوئی عمل چھپ کر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس عمل کی چادر علی الاعلان ضرور پہنائیں گے۔ اگر خیر کا عمل کیا ہو گا تو اسے خیر کی چادر

پہنائیں گے اور برا عمل کیا ہوگا تو اسے بری چادر پہنائیں گے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَرِيَاشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ [سورۃ اعراف آیت ۲۶]

اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وَرِيَاشًا پڑھا اور وَرِيْشًا نہ پڑھا (جو کہ مشہور قراءت ہے)۔

"اور زینت اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔"

راوی کہتے ہیں زینت اور تقویٰ والے لباس سے مراد اچھی عادتیں ہیں۔

[اخرجه ابن جریرو ابن ابی حاتم کذافی الکنز ۲/ ۱۳۷]

حضرت عباد بن زاہر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! ہم لوگ سفر وحضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بیماروں کی عیادت فرماتے تھے اور ہمارے جنازوں کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے اور ہمارے ساتھ غزوہ میں جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یا زیادہ جتنا ہوتا اسی سے ہم سے غمخواری فرماتے اور اب کچھ لوگ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ بتا رہے ہیں حالانکہ ان لوگوں نے تو شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بھی نہیں ہوگا۔

[اخرجه احمد والمروزی والشاشی وابویعلی وسعید بن منصور کذافی الکنز ۴/ ۴۴]

احمد اور ابو یعلی کی روایت میں اس کے بعد یہ ہے اس پر اعین بن امراۃ الفرزدق نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے نعثل (مصر کے ایک آدمی کا نام نعثل تھا اس کی داڑھی لمبی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی بھی لمبی تھی معترضین کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں اس کے علاوہ اور کوئی کمی ملتی نہیں تھی' اس لیے اس سے تشبیہ دیتے ہوئے اس کے نام سے پکارا کرتے تھے) آپ نے سب کچھ بدل دیا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ اعین ہے تو فرمایا نہیں اے غلام! تو نے بدلا ہے اس پر لوگ اعین پر جھپٹے۔ بنولیث کا ایک آدمی لوگوں کو اعین سے ہٹانے لگا اور وہاں سے بچا کر اعین کو اپنے گھر لے گیا۔

[قال الهیثمی ۷/ ۲۲۸ رواہ احمد وابویعلی فی الکبیر و رجالهما رجال الصحیح غیر عبادبن زاهر وهو ثقة۔ انتهٰی]

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بیان میں فرماتے ہوئے سنا کہ چھوٹی عمر کے غلام کو کما کرلانے کا مکلف نہ بناؤ کیونکہ اگر تم اسے کمانے کا مکلف بناؤ گے تو وہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے کما نہیں سکے گا اس لیے چوری شروع کر دے گا۔ ایسے ہی جو باندی کوئی کام یا ہنر نہ جانتی ہو اسے بھی کما کر لانے کا مکلف نہ بناؤ کیونکہ اگر تم اسے کما کر لانے کا مکلف بناؤ گے تو اسے کوئی کام اور ہنر تو آتا نہیں ہوگا اس لیے وہ اپنی شرم گاہ کے ذریعہ یعنی زنا کے ذریعہ کمانے لگ جائے گی اور پاکدامنی اختیار کیے رہو کیونکہ اللہ نے تمہیں پاکدامنی عطا فرما رکھی ہے اور کھانے کی صرف وہ چیزیں استعمال کرو جو حلال اور پاکیزہ ہیں۔

[اخرجه الشافعي والبيهقي ۸/ ۹عن مالك عن عمه ابي سهيل بن مالك قال البيهقي ورفعه بعضهم عن عثمان من حديث الثوري رفعه ضعيف كذافي الكنز ۵/ ۲۷]

حضرت زبید بن صلت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! جوا کھیلنے سے بچو یعنی نرد نہ کھیلا کرو کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگوں کے گھروں میں نرد کھیل کے آلات ہیں' اس لیے جس کے گھر میں یہ آلات موجود ہیں وہ یا تو انہیں جلا دے یا توڑ دے اور دوسری مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا اے لوگو! میں نے اس کھیل کے بارے میں بات کی تھی لیکن ایسا نظر آ رہا ہے کہ تم لوگوں نے اس کھیل کے آلات کو گھروں سے ابھی نہیں نکالا ہے اس لیے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ حکم دے کر لکڑیوں کے گٹھڑ جمع کراؤں اور جن گھروں میں یہ آلات ہیں ان سب کو آگ لگا دوں۔

[اخرجه البيهقي كذافي الكنز ۷/ ۳۳۴]

حضرت عبدالرحمان بن حمید کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں نماز پوری پڑھائی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حج کے موقع پر منیٰ کے دنوں میں ظہر' عصر' عشاء تینوں نمازوں میں دو رکعت نماز پڑھاتے رہے۔ شروع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی دو رکعت پڑھاتے رہے لیکن پھر چار رکعت پڑھانے لگے تھے) پھر لوگوں میں بیان کیا جس میں فرمایا اے لوگو! اصل سنت وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ساتھیوں (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے کیا لیکن اس سال لوگ حج پر بہت آئے ہیں۔ اس لیے مجھے ڈر ہوا کہ دو رکعت پڑھنے کو مستقل سنت نہ بنالیں (اس لیے میں نے

چار پڑھائیں) [اخرجه البیهقی وابن عساکر کذافی الکنز ۴/ ۲۳۹]

حضرت قتیبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حجاج بن یوسف نے ہم میں بیان کیا اور اس نے قبر کا تذکرہ کیا اور مسلسل کہتا رہا کہ یہ قبر تنہائی کا گھر ہے اور اجنبیت اور بیگانگی کا گھر ہے۔ یہاں تک کہ خود بھی رونے لگا اور آس پاس والوں کو بھی رلا دیا پھر کہا میں نے امیر المومنین عبدالملک بن مروان کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے مروان کو بیان میں کہتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ہم میں بیان کیا جس میں فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کسی قبر کو دیکھا یا اس کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور روئے۔ [اخرجه ابن عساکر کذافی الکنز ۸/ ۱۰۹]

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر بیان میں فرماتے ہوئے سنا کہ میں بنو قینقاع کے ایک یہودی خاندان سے کھجوریں خریدتا تھا اور آگے نفع پر بیچتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اے عثمان! جب خریدا کرو تو پیمانہ سے ناپ کر لیا کرو اور جب بیچا کرو تو دوبارہ پھر پیمانہ سے ناپ کر دیا کرو۔ [اخرجه احمد ۱/ ۶۲]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا آپ بیان میں تکلیف دہ کتوں کو مارنے کا اور کھیل کے طور پر اڑائے جانے والے کبوتروں کو ذبح کر دینے کا حکم دے رہے تھے (جو دوسرے کبوتروں کو لے آتے ہیں) [اخرجه احمد ۱/ ۷۲]

حضرت بدر بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے چچا کہتے ہیں کہ مجمع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آخری بیان میں یہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا اس لیے دی ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ سے آخرت حاصل کرو اور اس لیے نہیں دی کہ تم اسی کے ہو جاؤ دنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ نہ تو فانی دنیا کی وجہ سے اترانے لگو اور نہ اس کی وجہ سے آخرت سے غافل ہو جاؤ۔ فانی دنیا پر ہمیشہ رہنے والی آخرت کو ترجیح دو کیونکہ دنیا ختم ہو جائے گی اور ہم سب نے لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اللہ سے ڈرنا ہی اس کے عذاب سے ڈھال اور اس کی بارگاہ میں پہنچنے کا وسیلہ ہے اور احتیاط سے چلو کہیں اللہ تمہارے حالات نہ بدل دے اور اپنی جماعت سے چمٹے رہو اور مختلف گروہ نہ بن جاؤ۔

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا﴾ [سورۃ آل عمران آیت ۱۰۳]

''اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔''

اور جہاد کے باب میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پہرہ دینے کی فضیلت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان گزر چکا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیانات

حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں امیر المومنین بننے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو سب سے پہلا بیان فرمایا اس میں پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اللہ نے ہدایت دینے والی کتاب نازل فرمائی اور اس میں خیر و شر سب بیان کر دیا' لہٰذا تم خیر کو لو اور شر کو چھوڑ و اور تمام فرائض ادا کر کے اللہ کے ہاں بھیج دو اللہ ان کے بدلے میں تمہیں جنت میں پہنچا دیں گے۔ اللہ نے بہت سی چیزوں کو قابل احترام بنایا ہے جو سب کو معلوم ہے لیکن ان تمام چیزوں پر مسلمان کی حرمت کو فوقیت عطا فرمائی ہے اور اللہ نے اخلاص اور وحدانیت کے یقین کے ذریعہ مسلمانوں کو مضبوط کیا ہے اور کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی ناحق تکلیف سے تمام لوگ محفوظ رہیں۔ کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا حلال نہیں ہے' البتہ قصاص اور بدلہ میں جو تکلیف دینا شرعاً واجب ہو جائے اس کی اور بات ہے۔ قیامت اور موت کے آنے سے پہلے پہلے اعمال صالحہ کر لو کیونکہ بہت سے لوگ تم سے آگے جا چکے ہیں اور تمہارے پیچھے قیامت آ رہی ہے جو تمہیں ہانک رہی ہے ہلکے پھلکے رہو یعنی گناہ نہ کرو اگلوں سے جا ملو گے کیونکہ اگلے لوگ پچھلوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ کے بندو! اللہ کے بندوں اور شہروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم سے ہر چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا حتیٰ کہ زمین کے ٹکڑوں اور جانوروں کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو۔ جب تمہیں خیر کی کوئی چیز نظر آئے تو اسے لے لو اور جب شر نظر آئے تو اسے چھوڑ دو اور اس وقت کو یاد رکھو جب تم تھوڑے تھے اور سرزمین مکہ میں تم کمزور سمجھے جاتے تھے۔ [اخرجه ابن جرير في تاريخه ۳/ ۴۵۷ باسناد فيه سيف]

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا آدمی سے اس کے کنبہ کو اتنے

فائدے حاصل نہیں ہوتے جتنے کنبہ سے آدمی کو حاصل ہوتے ہیں کیونکہ اگر آدمی کنبہ کی مدد سے اپنا ہاتھ روکے تو صرف ایک ہاتھ رکتا ہے اور کنبہ والے اپنے ہاتھ روک لیں تو پھر کئی ہاتھ رک جاتے ہیں اور کنبہ کی طرف سے آدمی کو محبت حفاظت اور نصرت ملتی ہے بعض دفعہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی خاطر ناراض ہوتا ہے حالانکہ وہ اس دوسرے آدمی کو صرف اس کے خاندانی نسب کی وجہ سے ہی جانتا ہے میں تمہیں اس بارے میں اللہ کی کتاب میں بہت سی آیتیں پڑھ کر سناؤں گا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ﴾ [سورۃ ھود آیت ۸۰]

''کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا۔''

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ جو حضرت لوط علیہ السلام نے رکن شدید یعنی مضبوط پایہ فرمایا ہے اس سے مراد کنبہ ہے کیونکہ حضرت لوط کا کوئی کنبہ نہیں تھا۔ اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ نے جو نبی بھی بھیجا وہ اپنی قوم کے بڑے کنبہ میں سے ہوتا تھا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں یہ آیت پڑھی:

﴿وَاِنَّا لَنَرٰکَ فِیْنَا ضَعِیْفًا﴾ [سورۃ ھود آیت ۹۱]

''اور ہم تم کو اپنے میں کمزور دیکھ رہے ہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت شعیب علیہ السلام چونکہ نابینا تھے اس لیے ان لوگوں نے آپ کی کمزوری کی طرف منسوب کیا:

﴿وَلَوْلَا رَھْطُکَ لَرَجَمْنٰکَ﴾ [سورۃ ھود آیت ۹۱]

''اور اگر تمہارے خاندان کا پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو سنگسار کر چکے ہوتے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! انہیں اپنے رب کے جلال کا ڈر تو تھا نہیں البتہ حضرت شعیب کے خاندان کا ڈر تھا۔

[اخرجہ ابو الشیخ کذافی الکنز ۱/ ۲۵۰]

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب رمضان شریف آتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے اور اس میں یہ ارشاد فرماتے یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کے روزوں کو اللہ نے فرض کیا اور اس کی تراویح کو (ثواب کی چیز بنایا لیکن) فرض نہیں کیا اور آدمی کو یہ بات کہنے سے بچنا چاہئے کہ جب

فلاں روزہ رکھے گا تو میں بھی رکھوں گا اور جب فلاں روزہ رکھنا چھوڑ دے گا تو میں بھی چھوڑ دوں گا۔ غور سے سنو! روزہ صرف کھانے پینے کے چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ انہیں تو چھوڑنا ہے ہی لیکن اصل روزہ یہ ہے کہ آدمی جھوٹ، غلط اور بیہودہ باتوں کو بھی چھوڑ دے توجہ سے سنو! رمضان کے مہینہ کو اس کی جگہ سے آگے نہ لے جاؤ وہیں رہنے دو، اس لیے جب تمہیں رمضان کا چاند نظر آ جائے تو روزے شروع کر دو اور جب عید کا چاند نظر آئے تو روزے رکھنے چھوڑ دو اور اگر رمضان کی ۲۹ کو غروب کے وقت ابر ہو تو پھر مہینہ کی ۳۰ کی گنتی پوری کرو۔ حضرت شعبی کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ تمام باتیں فجر اور عصر کے بعد کہا کرتے۔

[اخرجه الحسين بن يحيى القطان والبيهقي كذافي الكنز ۴/ ۳۲۲]

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر موت کا تذکرہ فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا اللہ کے بندو! اللہ کی قسم! موت سے کسی کو چھٹکارہ نہیں ہے اگر تم (تیاری کر کے) اس کے لیے ٹھہر جاؤ گے تو بھی وہ تمہیں پکڑ لے گی اور اگر (اس کے لیے تیاری نہیں کرو گے بلکہ) اس سے بھاگو گے تو بھی وہ تمہیں آ پکڑے گی، اس لیے اپنی نجات کی فکر کرو، نجات کی فکر کرو اور جلدی کرو، جلدی کرو اور ایک چیز تلاش میں تمہارے پیچھے لگی ہوئی ہے جو بہت تیز ہے اور وہ ہے قبر۔ لہٰذا قبر کے بھینچنے سے، اس کی اندھیری سے اور اس کی وحشت سے بچو۔ غور سے سنو! قبر یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ غور سے سنو! قبر روزانہ تین مرتبہ یہ اعلان کرتی ہے میں تاریکی کا گھر ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں میں تنہائی کا گھر ہوں۔ غور سے سنو! قبر کے بعد وہ جگہ ہے جو قبر سے بھی زیادہ سخت ہے وہ جہنم کی آگ ہے جو بہت گرم اور بہت گہری ہے۔ جس کے زیور (یعنی سزا دینے والے آلات) لوہے کے ہیں جس کے نگران فرشتے کا نام مالک ہے۔ جس میں اللہ کی طرف سے کسی طرح کی نرمی اور رحم کا ظہور نہیں ہوگا اور توجہ سے سنو! اس کے بعد ایسی جنت ہے جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو متقیوں کیلیے تیار کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو متقیوں میں سے بنائے اور دردناک عذاب سے بچائے۔ [اخرجه الصابوني في المئتين وابن عساكر كذافي الكنز ۸/ ۱۰]

حضرت اصبغ بن نباتہ بھی اسی بیان کو اس طرح نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی اور موت کا ذکر کیا اور پھر پچھلی حدیث

جیسا مضمون ذکر کیا اور قبر جو یہ اعلان کرتی ہے کہ میں تنہائی کا گھر ہوں اس کے بعد اس روایت میں یہ ہے کہ غور سے سنو! قبر کے بعد (قیامت کا) ایک ایسا دن ہے کہ اس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور بوڑھے مدہوش۔ اور تمام حمل والیاں (دن پورا ہونے سے پہلے) اپنا حمل ڈال دیں گی اور (اے مخاطب!) تمہیں لوگ نشہ کی حالت میں نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے لیکن اس دن اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا اور ایک روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ رونے لگے اور ان کے اردگرد کے تمام مسلمان بھی رونے لگے۔

[ذکرہ ابن کثیر فی البدایۃ ۸/۲]

حضرت صالح عجلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر فرمایا اللہ کے بندو! دنیاوی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے کیونکہ یہ ایسا گھر ہے جو بلاؤں سے گھرا ہوا ہے اور جس کا ایک دن فنا ہو جانا مشہور ہے اور جس کی خاص صفت بدعہدی کرنا ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ زوال پذیر ہے اور دنیا اپنی جگہ بدلتی رہتی ہے کبھی کسی کے پاس اور کبھی کسی کے پاس۔ اور اس میں اترنے والے اس کے شر سے ہرگز نہیں بچ سکتے اور دنیا والے خوب فراوانی اور خوشیوں میں ہوتے ہیں اور اچانک آزمائش اور دھوکہ میں آجاتے ہیں۔ دنیا کے عیش وعشرت میں لگنا قابل مذمت کام ہے اور اس کی فراوانی ہمیشہ نہیں رہتی اور دنیا کے لیے نشانہ ہیں ان پر دنیا اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور موت کے ذریعہ انہیں توڑتی رہتی ہے۔ اللہ کے بندو! تمہارا دنیا کا راستہ ان لوگوں سے الگ نہیں ہے جو دنیا سے جا چکے ہیں جن کی عمریں تم سے زیادہ لمبی تھیں اور جن کی پکڑ تم سے زیادہ سخت تھی اور جنہوں نے تم سے زیادہ شہر آباد کئے تھے اور جن کی آبادی کے نشانات بہت زیادہ عرصے تک رہے تھے اور ان کی آوازوں کا شور بہت زمانے تک رہا تھا لیکن اب ان کی یہ آوازیں بالکل خاموش اور بجھ چکی ہیں اور اب ان کے جسم بوسیدہ اور انکے شہر خالی ہو چکے ہیں اور ان کے تمام نشانات مٹ چکے ہیں اور قلعی اور چونے والے محلات، مزین تختوں اور بچھے ہوئے گاؤ تکیوں کے بجائے اب انہیں چٹانیں اور پتھر مل گئے ہیں جو ان کی بغلی قبروں میں رکھے ہوئے ہیں اور گارے سے بنے ہوئے ہیں اور ان کی قبروں کے سامنے کی جگہ ویران اور بے آباد پڑی ہوئی ہے اور مٹی کے گارے سے ان قبروں پر لپائی کی گئی ہے۔ ان قبروں کی جگہ آبادی کے قریب ہے لیکن ان میں

رہنے والے بہت دور چلے جانے والے مسافر ہیں۔ ان کی قبریں آبادی کے درمیان ہیں لیکن ان قبروں والے وحشت اور تنہائی محسوس کرتے ہیں۔ ان کی قبریں کسی محلہ میں ہیں لیکن یہ قبروں والے اپنے ہی میں مشغول ہیں اور انہیں آبادی سے کوئی انس نہیں ہے حالانکہ یہ قبروں والے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور ان کی قبریں پاس ہیں لیکن ان میں پڑوسیوں والا کوئی جوڑ نہیں ہے اور ان میں آپس میں جوڑ ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ بوسیدگی نے انہیں پیس رکھا ہے اور چٹانوں اور گیلی مٹی نے انہیں کھا رکھا ہے۔ پہلے یہ لوگ زندہ تھے اب مر چکے ہیں اور عیش و لذت والی زندگی گزار کر اب ریزہ ریزہ ہو چکے ہیں ان کے مرنے پر ان کے دوستوں کو بہت دکھ ہوا اور مٹی میں انہوں نے بسیرا اختیار کر لیا اور ایسے سفر پر گئے ہیں جہاں سے واپسی نہیں۔ ہائے افسوس' ہائے افسوس ہرگز ایسا نہیں ہوگا یہ اس کی صرف ایک بات ہی بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے آگے آڑ یعنی عالم برزخ ہے اس دن تک کے لیے جس دن لوگ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور تم بھی ایک دن ان کی طرح قبرستان میں اکیلے رہو گے اور بوسیدہ ہو جاؤ گے اور تمہیں بھی اس لیٹنے کی جگہ کے سپرد کر دیا جائے گا اور یہ قبر کا امانت خانہ تمہیں اپنے میں سمیٹ لے گا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمام کام ختم ہو جائیں گے اور قبروں کے مردے زندہ کر کے کھڑے کر دیئے جائیں گے اور جو کچھ دلوں میں ہے وہ سب کھول کر رکھ دیا جائے گا اور تمہیں جلال و دبدبہ والے بادشاہ کے سامنے اندر کی ساری باتیں ظاہر کرنے کے لیے کھڑا کر دیا جائے گا پھر گزشتہ گناہوں کے ڈر سے دل اڑنے لگ جائیں گے اور تمہارے اوپر سے تمام رکاوٹیں اور پردے ہٹا دیئے جائیں گے اور تمہارے تمام عیب اور راز ظاہر ہو جائیں گے اور ہر انسان کو اپنے کیے کا بدلہ ملے گا برے کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ برا بدلہ اور اچھے کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیں گے اور اعمالنامہ سامنے رکھ دیا جائے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس اعمالنامہ میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری بدقسمتی! اس اعمالنامہ کی عجیب حالت ہے کہ اس نے لکھے بغیر نہ چھوٹا گناہ چھوڑا اور نہ بڑا اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا اسے وہاں سب لکھا ہوا موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنی کتاب پر عمل کرنے والا اور اپنے دوستوں کے پیچھے چلنے والا بنائے تاکہ ہمیں اور آپ کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے گھر یعنی جنت میں جگہ عطا فرمائے بیشک وہ تعریف کے قابل بزرگی والا ہے۔

[اخرجه الدینوری و ابن عساکر عن عبدالله بن صالح العجلی عن ابیه کذافی الکنز ۸/ ۲۱۹ والمنتخب ۶/ ۳۲۴]

ابن جوزی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسی بیان کو تفصیل سے ذکر کیا ہے لیکن شروع میں اس مضمون کا اضافہ کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں میں اسی ذات کی تعریف کرتا ہوں اور اسی سے مدد طلب کرتا ہوں اور اسی پر ایمان لاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ ان کے ذریعہ سے اللہ تمہاری تمام بیماریوں کو دور کر دے اور تمہیں غفلت سے بیدار کر دے اور یہ بات جان لو کہ ایک دن تم لوگوں نے مرنا ہے اور مرنے کے بعد قیامت کے دن تم لوگوں کو اٹھایا جائے گا اور اعمال پر لا کر کھڑا کر دیا جائے گا اور پھر ان اعمال کا بدلہ تمہیں دیا جائے گا' لہٰذا دنیاوی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے پھر آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [ذکر ها ابن الجوزی فی صفة الصفوة ۱/ ۱۲۴]

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دادا کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ جب اس میت کو قبر میں رکھا جانے لگا تو اس کے گھر والے اور رشتہ دار سب اونچی آواز سے رونے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ غور سے سنو! اللہ کی قسم! ان لوگوں کے مرنے والوں نے اب قبر میں جا کر جو منظر دیکھ لیا ہے اگر یہ لوگ بھی وہ منظر دیکھ لیں تو یہ اپنے مردے کو بھول جائیں موت کے فرشتے نے بار بار ان لوگوں کے پاس آنا ہے یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہیں رہے گا پھر (بیان کے لئے) کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ کے بندو! میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہارے لیے مثالیں بیان کیں' تمہاری موت کا وقت مقرر کیا اور تمہارے ایسے کان بنائے کہ ان میں جو بات پہنچتی ہے اسے سمجھ کر محفوظ کر لیتے ہیں اور ایسی آنکھیں عطا فرمائیں کہ جو کچھ پردے میں ہے اسے وہ ظاہر کر دیتی ہیں اور ایسے دل دیئے جو ان مصائب اور مشکلات کو سمجھتے ہیں جو ان کی صورتوں کی ترکیب میں ان کو پیش آتے ہیں اور اس چیز کو بھی سمجھتے ہیں جس نے ان دلوں کو آباد کیا یعنی ذکر الٰہی کو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیکار پیدا نہیں کیا اور تم سے نصیحت والی کتاب یعنی قرآن کو ہٹایا بھی نہیں (بلکہ تمہیں

نصیحت والی کتاب عطا فرمائی) بلکہ پوری نعمتوں سے تمہیں نوازا اور مکمل عطیات دیئے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارا پوری طرح احاطہ اور شمار کیا ہوا ہے اور خوشی اور نفع کی حالت میں اور نقصان اور رنج کی حالت میں آپ لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ تیار کیا ہوا ہے۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور دین کی طلب میں مزید کوشش کرو اور خواہشات کے ٹکڑے کر دینے والی اور لذتوں کو توڑ دینے والی چیز یعنی موت سے پہلے پہلے نیک عمل کر لو کیونکہ دنیا کی نعمتیں ہمیشہ نہیں رہیں گی اور اس کے دردناک حادثات سے امن نہیں ہے دنیا ایک دھوکہ ہے جس کی شکل بدلتی رہتی ہے اور کمزور سا سایہ ہے اور ایسا سہارا ہے جو جھک جاتا ہے یعنی بوقت ضرورت کام نہیں آتا شروع میں یہ دھوکہ نیا نظر آتا ہے لیکن جلدی ہی پرانا ہو کر گزر جاتا ہے اور اپنے پیچھے چلنے والے کو اپنی شہوتوں میں تھکا کر اور دھوکہ کا دودھ پلا کر ہلاک کر دیتا ہے۔ اللہ کے بندو! عبرت کی چیزوں سے نصیحت پکڑو اور قرآنی آیتوں اور نبوی حدیثوں سے عبرت حاصل کرو اور ڈرانے والی چیزوں سے ڈر جاؤ اور وعظ و نصیحت کی باتوں سے نفع حاصل کر دیوں سمجھو کہ موت نے اپنے پنجے تم میں گاڑ دیئے ہیں اور مٹی کے گھر نے تمہیں اپنے اندر سمیٹ لیا ہے اور بڑے سخت اور ہولناک مناظر تم پر اچانک آگئے ہیں (ان مناظر کی تفصیل یہ ہے کہ) صور پھونک دیا گیا ہے اور قبروں میں سے تمام انسانوں کو اٹھایا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی زبردست قدرت سے تمام انسانوں کو ہانک کر محشر میں لا رہے ہیں اور حساب کے لیے کھڑا کر رہے ہیں اور ہر انسان کے ساتھ اللہ نے ایک فرشتہ لگا رکھا ہے جو اسے محشر کی طرف ہانک رہا ہے اور ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جو اس کے خلاف اس کے برے اعمال کی گواہی دے رہا ہے اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھی ہے اور اعمال کے حساب کا دفتر لا کر رکھ دیا گیا ہے اور انبیاء اور گواہ سب حاضر کر دیئے گئے ہیں اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جا رہا ہے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جا رہا ہے اس دن کی وجہ سے تمام شہر تھرا رہے ہیں اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے اور یہ اولین اور آخرین کی باہمی ملاقات کا دن ہے اور اللہ کی طرف سے خاص تجلی ظاہر ہو رہی ہے اور سورج بے نور ہو رہا ہے جگہ جگہ وحشی جانور گھبرا کر اکٹھے ہو گئے ہیں اور چھپے ہوئے تمام راز کھل گئے ہیں اور شریر لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور انسانوں کے دل کانپ رہے ہیں اور جہنم والوں پر اللہ کی طرف سے ہلاک کر دینے والا رعب اور رلانے والی سزا اتر رہی ہے۔ جہنم کو ظاہر کر دیا گیا ہے اسے دیکھنے میں اب

کوئی آڑ نہیں ہے۔ اس میں آنکڑے اور شور ہے اور کڑک جیسی بھیانک آواز ہے۔ جہنم سخت غصہ میں ہے اور دھمکیاں دے رہی ہے اور اس کی آگ بھڑک رہی ہے اور اس کا گرم پانی ابل رہا ہے اور اس کی گرم ہوائیں اور تیزی آ رہی ہے اور اس میں ہمیشہ رہنے والے کا کوئی غم اور پریشانی دور نہیں کی جائے گی اور اس جہنم میں رہنے والوں کی حسرتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی اور اس جہنم کی بیڑیاں کبھی توڑی نہیں جائیں گی اور ان جہنمیوں کے ساتھ فرشتے ہیں جو انہیں گرم پانی کی اور آگ میں داخل ہونے کی خوشخبری دے رہے ہیں اور انہیں اللہ کے دیدار سے روک دیا گیا ہے اور انہیں دوستوں سے جدا کر دیا گیا ہے اور سب جہنم کی آگ کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ اللہ کے بندو! اللہ سے اس آدمی کی طرح ڈرو جس نے دب کر عاجزی اختیار کر لی ہو اور (دشمن سے) ڈر کر کوچ کر گیا ہو اور جسے برے کاموں سے ڈرایا گیا ہو اور وہ دیکھ بھال کر ان سے رک گیا ہو اور جلدی جلدی تلاش کرنے لگا ہو اور بھاگ کر نجات حاصل کر لی ہو اور آخرت کے لیے اس نے نیک اعمال آگے بھیج دیئے ہوں جہاں لوٹ کر جانا ہے اور نیک اعمال کے توشہ سے اس نے مدد حاصل کی ہو اور بدلہ لینے اور دیکھنے میں اللہ کافی ہے اور جھگڑنے اور حجت کرنے میں اللہ کی کتاب کافی ہے اور جنت ثواب کے لیے اور جہنم وبال اور سزا کے لیے کافی ہے اور میں اپنے لیے اور آپ لوگوں کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

[اخرجه ابو نعيم في الحلية ١/ ٧٧ عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جده]

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا اما بعد! دنیا نے پشت پھیر لی ہے اور جدائی کا اعلان کر دیا ہے اور آخرت سامنے سے آ رہی ہے اور بلندی سے جھانک رہی ہے۔ آج گھوڑے دوڑانے کا یعنی عمل کا میدان ہے کل تو ایک دوسرے سے آگے نکلنا ہوگا۔ غور سے سنو! تم آج کل دنیاوی امیدوں کے دنوں میں ہو لیکن ان کے پیچھے موت آ رہی ہے اور جس نے امید کے دنوں میں موت کے آنے سے پہلے نیک اعمال میں کوتاہی کی وہ ناکام ونامراد ہو گیا۔ توجہ سے سنو! جیسے تم خوف کے وقت عمل کرتے ہو ایسے ہی دوسرے اوقات میں بھی شوق اور رغبت سے عمل کیا کرو۔ غور سے سنو! میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی جو جنت جیسی ہو اور پھر بھی اس کا طالب سویا ہوا ہو اور نہ ہی ایسی کوئی چیز دیکھی جو جہنم جیسی ہو اور پھر بھی اس سے بھاگنے والا سوتا رہے۔ غور سے سنو! جو حق سے نفع نہیں اٹھاتا اسے باطل ضرور نقصان

پہنچاتا ہے۔ جسے ہدایت سیدھے راستے پر نہ چلا سکی اسے گمراہی سیدھے راستہ سے ضرور ہٹا دے گی۔ غور سے سنو! آپ لوگوں کو یہاں سے کوچ کرنے کا اور سفر آخرت کا حکم مل چکا ہے اور اس سفر کا توشہ بھی آپ لوگوں کو بتا دیا گیا ہے۔ اے لوگو غور سے سنو! یہ دنیا تو ایسا سامان ہے جو سامنے موجود ہے اور اس میں سے اچھا برا ہر ایک کھا رہا ہے اور اللہ نے آخرت کا جو وعدہ فرما رکھا ہے وہ بالکل سچا ہے اور وہاں وہ بادشاہ فیصلہ کرے گا جو بڑی قدرت والا ہے۔ غور سے سنو! شیطان تمہیں فقیر اور محتاج ہونے سے ڈراتا ہے اور تمہیں بے حیائی کے کاموں کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والے اور خوب جاننے والے ہیں۔ اے لوگو! اپنی موجودہ زندگی میں اچھے عمل کر لو انجام کار محفوظ رہو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار سے جنت کا اور نافرمان سے جہنم کا وعدہ فرما رکھا ہے۔ جہنم کی آگ میں جہنمیوں کا چیخنا کبھی ختم نہ ہو گا۔ اس کے قیدی کو کبھی چھڑایا نہیں جا سکے گا اور اس میں جس کی ہڈی ٹوٹے گی تو کبھی جڑ نہ سکے گی اس کی گرمی بہت سخت ہے وہ بہت گہری ہے اور اس کا پانی خون اور پیپ ہے اور مجھے تم پر سب سے زیادہ خطرہ دو باتوں کا ہے۔ ایک خواہشات کے پیچھے چلنے کا دوسرے امیدیں لمبی رکھنے کا۔ [اخرجه الدینوری و ابن عساکر کذافی الکنز ۸/ ۲۲۰ والمنتخب ۶/ ۳۲۴ و ذکر ابن کثیر فی البدایة ۸/ ۷ هذه الخطبة بطولها عن وکیع عن عمرو بن منبه عن اوفی بن ولهم]

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ خواہشات کے پیچھے چلنے سے انسان حق سے ہٹ جاتا ہے اور لمبی امیدوں کی وجہ سے آخرت بھول جاتا ہے۔

حضرت زیاد اعرابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں (خوارج کے) فتنہ کے بعد اور نہروان شہر سے فارغ ہونے کے بعد امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفہ کے منبر پر تشریف فرما ہوئے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر آنسوؤں کی وجہ سے ان کے گلے میں پھندا لگ گیا اور اتنا روئے کہ آنسوؤں سے داڑھی تر ہو گئی اور آنسو نیچے گرنے لگے پھر انہوں نے اپنی داڑھی جھاڑی تو اس کے قطرے کچھ لوگوں پر جا گرے تو ہم یہ کہا کرتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آنسو جس پر گرے ہیں اسے اللہ تعالیٰ جہنم پر حرام کر دیں گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! ان میں سے نہ بنو جو بغیر کچھ کئے آخرت کی امید رکھتے ہیں اور لمبی امیدوں کی وجہ سے توبہ کو ٹالتے رہتے ہیں۔ دنیا کے بارے میں باتیں تو زاہدوں جیسی کرتے ہیں لیکن دنیا کا کام ان لوگوں کی طرح کرتے ہیں جن

میں دنیا کی رغبت اور شوق ہو۔ اگر انہیں دنیا ملے تو وہ سیر نہیں ہوتے اور اگر نہ ملے تو ان میں قناعت بالکل نہیں ہے۔ جو نعمتیں انہیں اللہ دے رہا ہے ان کا شکر کر نہیں سکتے اور پھر چاہتے ہیں کہ نعمتیں اور بڑھ جائیں۔ دوسروں کو نیک کاموں کا حکم کرتے ہیں لیکن خود نہیں کرتے اوروں کو برے کاموں سے روکتے ہیں لیکن خود نہیں رکتے۔ محبت تو نیک لوگوں سے کرتے ہیں لیکن ان کے والے عمل نہیں کرتے اور ظالموں سے بغض رکھتے ہیں لیکن خود ظالم ہیں اور (دنیا کے) جن کاموں پر کچھ ملنے کا صرف گمان ہی ہے ان کا نفس ان سے وہ کام تو کروالیتا ہے اور (آخرت کے) جن کاموں پر ملنا یقینی ہے وہ کام ان سے نہیں کرواسکتا۔ اگر انہیں مال مل جائے تو فتنہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اگر بیمار ہو جائیں تو غمگین ہو جاتے ہیں اگر فقیر ہو جائیں تو ناامید ہو کر کمزور پڑ جاتے ہیں۔ وہ گناہ بھی کرتے ہیں اور نعمتیں بھی استعمال کرتے ہیں عافیت ملتی ہے تو شکر نہیں کرتے اور جب کوئی آزمائش آتی ہے تو صبر نہیں کرتے ایسے نظر آتا ہے کہ جیسے دوسروں کو موت سے ڈرایا گیا ہے انہیں نہیں اور آخرت کے سارے وعدے اور وعید دوسروں کے لیے ہیں۔ اے موت کا نشانہ بننے والو! اور موت کے پاس گروی رکھے جانے والو! اے بیماریوں کے برتنو! اے زمانے کے لوٹے ہوئے لوگو! اے زمانہ پر بوجھ بننے والو! اے زمانہ کے پھلو! اے حادثات کی کلیو! اے دلائل کے سامنے گونگے بن جانے والو! اے فتنہ میں ڈوبے ہوئے لوگو! اے وہ لوگو جن کے اور عبرت کی چیزوں کے درمیان رکاوٹیں ہیں! میں حق بات کہہ رہا ہوں آدمی صرف اپنے آپ کو پہچان کر ہی نجات پاسکتا ہے اور آدمی اپنے ہاتھوں ہی ہلاک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ [سورۃ تحریم آیت ۶]

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان لوگوں میں سے بنائے جو وعظ و نصیحت سن کر قبول کر لیتے ہیں اور جب ان کو عمل کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اسے قبول کر کے عمل کر لیتے ہیں۔

[اخرجه ابن النجار كذافى الكنز ۸/ ۲۲۰ والمنتخب ۶/ ۳۲۵]

حضرت یحییٰ بن یعمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! تم سے پہلے لوگ صرف گناہوں کے

ارتکاب کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے ان کے علماء اور فقہاء نے انہیں روکا نہیں اللہ نے ان پر سزائیں نازل کیں۔ غور سے سنو! نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو اس سے پہلے کہ تم پر بھی وہ عذاب اترے جو ان پر اترا تھا اور یہ سمجھ لو کہ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے سے نہ رزق کم ہوتا ہے اور نہ موت جلدی آتی ہے۔ آسمان سے تقدیر کے فیصلے بارشوں کے قطروں کی طرح اترتے ہیں' چنانچہ ہر انسان کے اہل وعیال مال وجان کے بارے میں کم ہوجانے یا بڑھ جانے کا جو فیصلہ اللہ نے مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ آسمان سے اترتا ہے۔ اب جب تمہارے اہل وعیال مال وجان میں کسی قسم کا نقصان ہو اور تمہیں دوسروں کے اہل وعیال مال وجان میں نقصان کے بجائے اور اضافہ نظر آئے تو اس سے تم فتنہ میں نہ پڑ جانا۔ مسلمان آدمی اگر دنایت وکمینگی کا ارتکاب کرنے والا نہ ہو تو اسے جب بھی یہ نقصان یاد آئے گا وہ عاجزی' انکساری' دعا اور التجاء کا مظاہرہ کرے گا اور یوں اسے باطنی نفع ہوگا اور کمینے لوگوں کو اس پر بہت غصہ آئے گا۔ جیسے کہ کامیاب ہونے والا جوئے باز' تیروں سے جوا کھیلنے میں پہلی دفعہ ہی ایسی کامیابی کا انتظار کرتا ہے جس سے خوب مال ملے اور تاوان وغیرہ اسے نہ دینا پڑے ایسے ہی خیانت سے پاک مسلمان آدمی جب اللہ سے دعا کرتا ہے تو دو اچھائیوں میں سے ایک کی اسے امید ہوتی ہے (کہ یا تو جو مانگا ہے وہ دنیا میں مل جائے گا اور اگر وہ نہ ملا تو پھر اس دعا کے دنیا میں قبول نہ ہونے کے بدلہ میں آخرت میں اسے ثواب ملے گا) جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے لیے بہتر ہے یا پھر اللہ اسے مال دیں گے اور اس کے اہل وعیال میں خوب کثرت ہوگی اور وہ خوب مالدار ہوگا۔ کھیتی دو طرح کی ہے۔ (ایک دنیا کی دوسری آخرت کی) دنیا کی کھیتی مال اور بیٹے ہیں اور آخرت کی کھیتی نیک اعمال ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو دونوں قسم کی کھیتیاں عطا فرماتے ہیں۔ حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کون ایسا ہے جو یہ بات اتنے اچھے طریقہ سے کہہ سکے۔ [اخرجه ابن ابی الدنیا و ابن عساکر کذافی الکنز ۸/ ۲۲۰ و منتخب ۶/ ۳۲۶]

البدایہ کی روایت اسی جیسی ہے اور اس کے آخر میں یہ ہے یا تو اللہ اس کی دعا دنیا میں پوری کردیں گے اور وہ بہت زیادہ مال اور اولاد والا ہو جائے گا۔ خاندانی شرافت اور دین کی نعمت بھی اسے حاصل ہوگی یا پھر اسے اس دعا کا بدلہ آخرت میں دیں گے۔ اور آخرت (دنیا سے ہزار درجہ) بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ کھیتیاں دو ہیں دنیا کی کھیتی مال اور تقویٰ ہے (بظاہر مال اور

اولاد ہے) اور آخرت کی کھیتی باقی رہنے والے اعمال صالحہ ہیں۔ [ذکرہ فی البدایۃ ۸/ ۸ عن ابن ابی الدنیا باسنادہ عن یحییٰ فذکر من قولہ ان الامر ینزل من السماء الی آخرہ نحوہ]

حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں لوگوں میں بیان فرمایا میں نے انہیں اس بیان میں یہ کہتے ہوئے سنا اے لوگو! جو جان بوجھ کر محتاج بنتا ہے وہ محتاج ہو ہی جاتا ہے اور جس کی عمر بہت زیادہ ہو جاتی ہے وہ مختلف بیماریوں اور کمزوریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے بلا اور آزمائش کے لیے تیاری نہیں کرتا جب اس پر آزمائش آتی ہے تو وہ صبر نہیں کرسکتا۔ جو کسی چیز پر قابو پالیتا ہے وہ اپنے کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے۔ جو کسی سے مشورہ نہیں کرتا اسے ندامت اٹھانی پڑتی ہے اور اس گفتگو کے بعد یہ فرمایا تھا عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف ظاہری نشان باقی رہ جائے گا اور یہ بھی فرمایا تھا غور سے سنو! آدمی کو سیکھنے میں حیا نہیں کرنی چاہئے اور جس آدمی سے ایسی بات پوچھی جائے جسے وہ نہیں جانتا تو اسے یہ کہنے میں حیا نہیں کرنی چاہئے کہ میں نہیں جانتا۔ تمہاری مسجدیں ویسے تو اس دن آباد ہوں گی لیکن تمہارے دل اور جسم اجڑے ہوئے اور ہدایت سے خالی ہوں گے۔ آسمان کے سایہ تلے رہنے والے تمام انسانوں میں سب سے برے تمہارے فقہاء ہوں گے ان میں سے ہی فتنہ ظاہر ہوگا اور ان ہی میں لوٹ کر واپس آئے گا اس پر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین! ایسا کب ہوگا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب علم تمہارے گھٹیا لوگوں میں ہوگا اور تمہارے سرداروں میں زنا اور بے حیائی عام ہوگی اور بادشاہت تمہارے چھوٹے لوگوں میں ہوگی (جنہیں نہ تجربہ ہوگا نہ سمجھ ہوگی) اس وقت قیامت قائم ہوگی۔ [اخرجہ البیہقی کذافی الکنز ۸/ ۲۱۸]

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن لوگوں میں بیان کے لیے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو مخلوق کو پیدا کرنے والا (رات میں سے) پھاڑ کر صبح کو نکالنے والا، مردوں کو زندہ کرنے والا اور قبروں میں جو مدفون ہیں انہیں قیامت کے دن اٹھانے والا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ بندہ جن اعمال کو اللہ کے قرب کے لیے وسیلہ بنا سکتا ہے ان میں سب سے افضل ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ ہے اور کلمہ اخلاص ہے اس لیے کہ وہ عین انسانی فطرت کے مطابق ہے اور نماز

قائم کرنا ہے کیونکہ وہ ہی اصل مذہب ہے اور زکوٰۃ دینا ہے کیونکہ وہ اللہ کے دینی فرائض میں سے ہے اور رمضان کے روزے رکھنا ہے کیونکہ یہ اللہ کے عذاب سے ڈھال ہے اور بیت اللہ کا حج ہے کیونکہ یہ فقر کے دور کرنے اور گناہوں کے ہٹانے کا سبب ہے اور صلہ رحمی کرنا ہے کیونکہ اس سے مال بڑھتا ہے اور عمر لمبی ہوتی ہے اور گھر والوں کی محبت (دوسروں کے دلوں میں) بڑھتی ہے اور چھپ کر صدقہ کرنا ہے کیونکہ اس سے خطائیں مٹ جاتی ہیں اور رب کا غصہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور لوگوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا ہے کیونکہ یہ بری موت اور ہولناک جگہوں سے بچاتا ہے اور اللہ کا ذکر خوب کرو کیونکہ اللہ کا ذکر سب سے اچھا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے متقی لوگوں سے جن چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے ان چیزوں کا اپنے اندر شوق پیدا کرو کیونکہ اللہ کا وعدہ سب سے سچا وعدہ ہے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی اقتداء کرو کیونکہ ان کی سیرت سب سے افضل سیرت ہے اور ان کی سنتوں پر چلو کیونکہ ان کی سنتیں سب سے افضل طریقہ زندگی ہیں اور اللہ کی کتاب سیکھو کیونکہ وہ سب سے افضل کلام ہے اور دین کی سمجھ حاصل کرو کیونکہ یہی دلوں کی بہار ہے اور اللہ کے نور سے شفا حاصل کرو کیونکہ یہ دلوں کی تمام بیماریوں کی شفا ہے۔ اس کی تلاوت اچھی طرح کرو کیونکہ (اس کے اندر) سب سے عمدہ قصے ہیں۔ جب اسے تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر اللہ کی رحمت ہو اور جب تمہیں اس کے علم کے حاصل کرنے کی توفیق مل گئی ہے تو اس پر عمل کرو تاکہ تمہیں ہدایت کامل درجہ کی مل جائے کیونکہ جو عالم اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ راہ حق سے ہٹے ہوئے اس جاہل جیسا ہے جو اپنی جہالت کی وجہ سے درست نہیں ہو سکا بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ جو عالم اپنے علم کو چھوڑ بیٹھا ہے اس کے خلاف حجت زیادہ بڑی ہوگی اور اس پر حسرت زیادہ عرصہ تک رہے گی اور اس کے مقابلہ میں جہالت میں حیران و پریشان رہنے والے جاہل کے خلاف حجت چھوٹی اور اس پر حسرت کم ہوگی۔ ویسے تو دونوں گمراہ ہیں اور دونوں ہلاک ہوں گے اور تردد میں نہ پڑو ورنہ تم شک میں پڑ جاؤ گے اور اگر تم شک میں پڑ گئے تو ایک دن کافر بن جاؤ گے اور اپنے لیے آسانی اور رخصت والا راستہ اختیار نہ کرو ورنہ تم غفلت میں پڑ جاؤ گے اور اگر تم حق سے غفلت برتنے لگ گئے تو پھر خسارہ والے ہو جاؤ گے۔ غور سے سنو! یہ سمجھداری کی بات ہے کہ تم بھروسہ کرو لیکن اتنا بھروسہ نہ کرو کہ دھوکہ کھالو اور تم میں سے اپنے آپ کا سب سے زیادہ خیر خواہ وہ ہے جو اپنے رب کی سب سے زیادہ اطاعت

کرنے والا ہے اور تم میں سے اپنے آپ کو سب سے زیادہ دھوکہ دینے والا وہ ہے جو اپنے رب کی سب سے زیادہ نافرمانی کرنے والا ہے۔ جو اللہ کی اطاعت کرے گا وہ امن میں رہے گا اور خوش رہے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا وہ ڈرتا رہے گا اور اسے ندامت اٹھانی پڑے گی پھر تم اللہ سے یقین مانگو اور اس کے سامنے عافیت کا شوق ظاہر کرو۔ دل کی سب سے بہتر دائمی کیفیت یقین ہے۔ فرائض سب سے افضل عمل ہیں اور جو نئے کام اپنے پاس سے گھڑے جاتے ہیں وہ سب سے برے ہیں۔ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر نئی بات گھڑنے والا بدعتی ہے جس نے کوئی نئی بات گھڑی اس نے (دین) ضائع کر دیا۔ جب کوئی بدعتی نئی بدعت نکالتا ہے تو وہ اس کی وجہ سے کوئی نہ کوئی سنت ضرور چھوڑتا ہے اصل نقصان والا وہ ہے جس کا دینی نقصان ہوا ہو اور نقصان والا وہ ہے جو اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دے۔ ریاکاری شرک میں سے ہے اور اخلاص عمل و ایمان کا حصہ ہے کھیل کود کی مجلسیں قرآن بھلا دیتی ہیں اور ان میں شیطان شریک ہوتا ہے اور یہ مجلسیں ہر گمراہی کی دعوت دیتی ہیں اور عورتوں کے ساتھ زیادہ بیٹھنے سے دل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور ایسے آدمی کی طرف سب کی نگاہیں اٹھتی ہیں۔ عورتیں شیطان کے جال ہیں۔ اللہ کے ساتھ سچائی کا معاملہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سچے کے ساتھ ہے اور جھوٹ سے اجتناب کرو کیونکہ جھوٹ ایمان کا مخالف عمل ہے۔ غور سے سنو! سچ نجات اور عزت کی بلند جگہ پر ہے اور جھوٹ ہلاکت اور بربادی کی بلند جگہ پر ہے۔ غور سے سنو! حق بات کہو اس سے تم پہچانے جاؤ گے اور حق پر عمل کرو اس سے تم حق والوں میں سے ہو جاؤ گے جس نے تمہارے پاس امانت رکھوائی ہے اسے اس کی امانت واپس کرو۔ جو رشتہ دار تم سے قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور جو تمہیں نہ دے بلکہ محروم کرے تم اس کے ساتھ احسان کرو جب تم کسی سے معاہدہ کرو تو اسے پورا کرو۔ جب فیصلہ کرو تو عدل وانصاف والا کرو۔ آباؤ اجداد کے کارناموں پر ایک دوسرے پر فخر نہ کرو۔ اور ایک دوسرے کو برے لقب سے نہ پکارو۔ آپس میں حد سے زیادہ مذاق نہ کرو اور ایک دوسرے کو غصہ نہ دلاؤ۔ اور کمزور، مظلوم، مقروض مجاہد فی سبیل اللہ مسافر اور سائل کی مدد کرو اور غلاموں کو آزادی دلوانے میں مدد کرو اور بیوہ اور یتیم پر رحم کرو اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ سخت سزا والا ہے اور مہمان کا احترام کرو پڑوسی سے اچھا سلوک کرو۔ بیماروں کی عیادت کرو اور جنازے کے ساتھ جاؤ۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو۔ اما بعد!

دنیا منہ پھیر کر جا رہی ہے اور اپنے رخصت ہونے کا اعلان کر رہی ہے اور آخرت سایہ ڈال چکی ہے اور جھانک رہی ہے۔ آج دوڑانے کے لیے گھوڑے تیار کرنے کا دن ہے کل قیامت کو ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ہوگا اور آگے بڑھ کر جنت میں جانا ہوگا اگر آگے بڑھ کر جنت میں نہ جا سکا تو پھر اس کا انجام جہنم کی آگ ہے۔ توجہ سے سنو! تمہیں ان دنوں عمل کرنے کی مہلت ملی ہوئی ہے۔ اس کے بعد موت ہے جو بہت تیزی سے آ رہی ہے جو مہلت کے دنوں میں موت کے آنے سے پہلے اپنے ہر عمل کو اللہ کے لیے خالص کرے گا وہ اپنے عمل کو اچھا اور خوبصورت بنا لے گا اور اپنی امید کو پائے گا اور جس نے اس میں کوتاہی کی اس کے عمل خسارے والے ہو جائیں گے اس کی امید پوری نہ ہوگی بلکہ امید کی وجہ سے اس کا نقصان ہوگا' لہٰذا اللہ کے ثواب کے شوق میں اس کے عذاب سے ڈر کر عمل کرو اگر کبھی نیک اعمال کی رغبت اور شوق کا تم پر غلبہ ہو تو اللہ کا شکر کرو اور اس شوق کے ساتھ خوف پیدا کرنے کی کوشش کرو اور اگر کبھی اللہ کے خوف کا غلبہ ہو تو اللہ کا ذکر کرو اور اس خوف کے ساتھ کچھ شوق ملانے کی کوشش کرو کیونکہ اللہ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ اچھے عمل پر اچھا بدلہ ملے گا اور جو شکر کرے گا اللہ اس کی نعمت بڑھائے گا۔ میں نے جنت جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کا طالب سو رہا ہو اور جہنم کی آگ جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس سے بھاگنے والا سو رہا ہو اور میں نے اس سے زیادہ کمانے والا نہیں دیکھا جو اس دن کے لیے نیک اعمال کماتا ہے جس دن کے لیے اعمال کے ذخیرے جمع کیے جاتے ہیں اور جس دن دلوں کے تمام بھید کھل جائیں گے اور تمام بری چیزیں اس دن جمع ہو جائیں گی جسے حق سے کوئی فائدہ نہ ہوا اسے باطل نقصان پہنچائے گا جسے ہدایت سیدھے راستہ پر نہ چلا سکی اسے گمراہی سیدھے راستہ سے ہٹا دے گی۔ جسے یقین سے کوئی فائدہ نہ ہوا اسے شک نقصان پہنچائے گا اور جسے اس کی موجودہ چیز نفع نہ پہنچا سکی اسے اس کی دور والی غیر حاضر چیز بالکل نفع نہیں پہنچا سکے گی یعنی جو براہ راست مجھ سے بیان سن کر فائدہ نہ اٹھا سکے وہ میرے نہ سنے ہوئے بیانات سے تو بالکل فائدہ نہیں اٹھا سکے گا تمہیں کوچ کر کے سفر میں جانے کا حکم دیا جا چکا ہے اور سفر میں کام آنے والا توشہ بھی تمہیں بتایا جا چکا ہے۔ توجہ سے سنو! مجھے آپ لوگوں پر سب سے زیادہ دو چیزوں کا ڈر ہے ایک لمبی امیدیں دوسرے خواہشات پر چلنا لمبی امیدوں کی وجہ سے انسان آخرت بھول جاتا ہے اور خواہشات پر چلنے کی وجہ سے حق سے دور ہو جاتا ہے توجہ سے سنو! دنیا پیٹھ پھیر کر جا رہی ہے اور آخرت سامنے

سے آرہی ہے اور دونوں کے طالب اور چاہنے والے ہیں اگر تم سے ہو سکے تو آخرت والوں میں سے بنو اور دنیا والوں میں سے نہ بنو کیونکہ آج عمل کرنے کا موقع ہے لیکن حساب نہیں ہے۔ کل حساب ہوگا لیکن عمل کا موقع نہیں ہوگا۔ [ذکرہ ابن کثیر فی البدایۃ ۷/ ۳۰۷ قال الحافظ ابن کثیر وھذہ خطبۃ بلیغۃ نافعۃ جامعۃ اللخیر ناھیۃ عن الشر وقد روی لھا شواھد من وجوہ اخر متصلۃ و للہ الحمدو المنۃ انتھی]

حضرت ابو خیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ کوفہ پہنچ گئے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا تم اس وقت کیا کرو گے جب تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر تمہارے سامنے فوج حملہ آور ہوگی؟ کوفہ والوں نے کہا ہم اللہ کو ان کے بارے میں زبردست بہادری دکھائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تمہارے سامنے ان پر فوج حملہ آور ہوگی اور تم مقابلہ پر آکر ان کو خود قتل کرو گے پھر یہ شعر پڑھنے لگے:

هُمْ اَوْرَدُوْهُ بِالْغُرُوْرِ وَ غَرَّدُوْا
اَجِيْبُوْا دُعَاهُ لَا نَجَاةَ وَ لَا عُذْرًا

وہ اسے دھوکہ سے لے آئیں گے اور پھر اونچی آواز سے یہ گائیں گے کہ اس (کے مخالف یعنی یزید) کی دعوت (بیعت) قبول کرلو اسے قبول کئے بغیر تمہیں نجات نہیں ملے گی اور اس میں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ [اخرجہ الطبرانی قال الہیثمی ۹/ ۱۹۱ وفیہ سعید بن وھب متاخر و لم اعرفہ و بقیۃ رجالہ ثقات ۔ انتھی]

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کے والد (حضرت یزید بن شریک رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں ہم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا کہ جو کہتا ہے کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس صحیفے کے علاوہ کچھ اور لکھا ہوا ہے جسے ہم پڑھتے رہتے ہیں تو وہ بالکل غلط کہتا ہے اور اس صحیفے میں زکوٰۃ اور دیت کے اونٹوں کی عمر اور زخموں کے مختلف احکام کے بارے میں لکھا ہوا ہے اور اس صحیفے میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مدینہ کا حرم عیر پہاڑ سے ثور پہاڑ تک ہے۔ یہ سارا علاقہ قابل احترام ہے لہٰذا جو اس علاقہ میں خود کوئی نئی چیز ایجاد کرے یا نئی چیز ایجاد کرنے والے کو ٹھکانہ دے تو اس پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

اس کے کسی فرض اور نفل عمل کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ جو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے نسب کی نسبت کرے گا اور جو غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے غلام ہونے کا دعویٰ کرے گا تو ان دونوں پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے کسی فرض اور نفل عمل کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہے جس کے لیے کم درجے کا مسلمان بھی سعی کرے گا (یعنی ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی کسی کافر یا دشمن کے آدمی کو امان دے دے تو اب اسے تمام مسلمانوں کی طرف سے امان مل جائے گی)

[اخرجہ احمد فی مسندہ ۱/ ۸۱ عن ابراھیم التیمی عن ابیہ]

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے اس منبر پر ہاتھ مار کر کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس منبر پر ہم میں بیان کیا۔ پہلے انہوں نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور کچھ دیر اللہ کی ذات وصفات کا تذکرہ کیا پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر ہم نے ان کے بعد بہت سے نئے کام کیے ہیں جن کا اللہ ہی فیصلہ کرے گا۔ [اخرجہ احمد ۱/ ۱۲۷]

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہترین آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر دوسرے نمبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اللہ تعالیٰ جہاں چاہتے ہیں خیر رکھ دیتے ہیں۔ [عند احمد ایضا ۱/ ۱۰۶]

مسند احمد میں حضرت وہب سوائی رضی اللہ عنہ سے اسی کے ہم معنی روایت مذکور ہے البتہ اس میں یہ مضمون نہیں ہے کہ پھر ہم نے بہت سے نئے کام کیے اور اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے کہ ہم اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں اس کام سے لوگوں کو منع کر چکا ہوتا تو آج میں ان پر ضرور سزا دیتا اور روکنے سے پہلے سزا دینا مجھے پسند نہیں بہرحال اب سب سن لیں کہ آئندہ میرے اس بیان کے بعد جو بھی اس بارے میں ذرا سی بھی بات کرے گا وہ میرے نزدیک بہتان باندھنے والا ہوگا اسے وہی سزا

ملے گا جو بہتان باندھنے والے کی ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہترین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر ہم نے ان حضرات کے بعد بہت سے نئے کام کئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں جو چاہیں گے فیصلہ فرمائیں گے۔ [اخرجه ابن ابی عاصم و ابن شاهین و اللالکائی فی السنة والاصبهانی فی الحجة وابن عساکر کذافی المنتخب ۴/ ۴۴۶]

حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت سوید بن غفلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے امیر المومنین! میں چند لوگوں کے پاس سے گزرا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں نامناسب کلمات کہہ رہے تھے یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اس ذات کی قسم جس نے دانے کو (زمین میں جانے کے بعد) پھاڑا اور جان کو پیدا کیا! ان دونوں حضرات سے وہی محبت کرے گا جو مومن اور صاحب فضل و کمال ہوگا اور ان سے بغض صرف بد بخت اور بے دین ہی رکھے گا۔ حضرات شیخین کی محبت اللہ کے قرب حاصل ہونے کا ذریعہ ہے اور ان حضرات سے بغض و نفرت بے دینی ہے۔ لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ حضور ﷺ کے دو بھائیوں، دو وزیروں، دو خاص ساتھیوں، قریش کے دو سرداروں اور مسلمانوں کے دو روحانی باپوں کا نامناسب کلمات سے ذکر کرتے ہیں۔ جو بھی ان حضرات کا ذکر برائی سے کرے گا میں اس سے بری ہوں اور میں اسے اس وجہ سے سزا دوں گا۔ [عند ابونعیم فی الحلیة کذافی المنتخب ۴/ ۴۴۳]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان اکابر کی وجہ سے ناراض ہونے کے باب میں پوری تفصیل سے گزر چکا ہے۔

حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس آئے تو ان سے بنو ہاشم کے ایک نوجوان نے کہا اے امیر المومنین! میں نے آپ کو جمعہ کے خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنا اے اللہ! تو نے جس عمل کے ذریعہ سے خلفاء راشدین کی اصلاح فرمائی اسی کے ذریعہ سے ہماری بھی اصلاح فرما تو یہ خلفاء راشدین کون ہیں؟ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور فرمایا خلفاء راشدین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں جو کہ ہدایت کے امام اور اسلام کے بڑے زبردست عالم ہیں جن سے حضور ﷺ کے بعد ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ جو ان دونوں کا اتباع کرے گا اسے صراط مستقیم کی ہدایت ملے گی اور

جو ان دونوں کی اقتداء کرے گا وہ رشد والا ہو جائے گا۔ جو ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے گا وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہو جائے گا اور اللہ کی جماعت والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

[اخرجه اللالكائي و ابو طالب العشاري و نصر في الحجة كذافي المنتخب ۴/ ۴۴۴]

بنو تمیم کے ایک بڑے میاں کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ہم میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگ ایک دوسرے کو کاٹ کھائیں گے اور مالدار اپنے مال کو روک کر رکھے گا بالکل خرچ نہیں کرے گا حالانکہ اسے اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا (بلکہ اسے تو ضرورت سے زائد سارا مال دوسروں پر خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تھا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ﴾ [سورۃ بقرہ آیت ۲۳۷]

"اور آپس میں احسان کرنے سے غفلت مت کرو۔"

برے لوگ زور پر ہوں گے غالب آ جائیں گے۔ نیک لوگ بالکل دب جائیں گے اور مجبور لوگوں سے خرید و فروخت کی جائے گی (یا تو انہیں خرید و فروخت پر کسی طرح مجبور کیا جائے گا یا وہ قرضے وغیرہ کی وجہ سے مجبور ہو کر اپنا سامان وغیرہ سستے داموں بیچیں گے) حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور انسان سے اس طرح خریدنے سے اور دھوکہ کی خرید و فروخت سے اور پکنے سے پہلے پھل بیچ دینے سے منع فرمایا ہے۔ [اخرجه احمد ۱/ ۱۶]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عیدالاضحیٰ کی نماز میں شریک ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر عید کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے لہٰذا تم لوگ تین دن (تو گوشت کھاؤ اس) کے بعد نہ کھاؤ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو منع فرمایا تھا لیکن بعد میں تین دن کے بعد بھی کھانے کی اجازت دے دی تھی) [اخرجه احمد ۱/ ۱۴۱]

حضرت ربعی حراش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی کو بیان میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بارے میں جھوٹ نہ بولو کیونکہ جو میرے بارے میں جھوٹ بولے گا وہ جہنم کی آگ میں داخل ہوگا۔ [اخرجه احمد ۱/ ۱۵۰ و اخرجه الطيالسي ۱۷ عن ربعي مثله]

حضرت ابوعبدالرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! اپنے غلام اور باندیوں پر شرعی حدود قائم کرو چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک باندی سے زنا صادر ہو گیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اس پر حد شرعی قائم کروں۔ میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے ہاں کچھ دیر پہلے بچہ پیدا ہوا ہے تو مجھے ڈر ہوا کہ اگر میں اسے کوڑے ماروں گا تو وہ مر جائے گی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر یہ بات عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اچھا کیا۔ [اخرجه احمد ۱/ ۱۵۶]

حضرت عبداللہ بن سبیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا! میری یہ داڑھی سر کے خون سے ضرور رنگین ہوگی یعنی مجھے قتل کیا جائے گا اس پر لوگوں نے کہا آپ ہمیں بتائیں کہ وہ (آپ کو قتل کرنے والا) آدمی کون ہے؟ اللہ کی قسم! ہم اس کے سارے خاندان کو تباہ کر دیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میرے قاتل کے علاوہ کوئی اور ہرگز قتل نہ ہو۔ لوگوں نے کہا اگر آپ کو یقین ہے کہ عنقریب آپ کو قتل کر دیا جائے گا تو آپ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیں فرمایا نہیں بلکہ میں تو تمہیں اسی کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کر کے گئے تھے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا بلکہ اللہ کے حوالے کیا تھا میں بھی ایسے ہی کرتا ہوں) [اخرجه احمد ۱/ ۱۵۶]

حضرت علاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں نے تمہارے مال میں سے اس شیشی کے علاوہ اور کچھ نہیں لیا اور اپنے کرتے کی آستین سے خوشبو کی ایک شیشی نکال کر فرمایا یہ ایک گاؤں کے چودھری نے مجھے ہدیہ کی ہے۔ [اخرجه عبدالرزاق و ابو عبید فی الاموال و الحاکم فی الکنی و ابو نعیم فی الحلیة عن ابی عمرو بن العلاء عن ابیه کذافی المنتخب ۵/ ۵۳]

حضرت عمیر بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے منبر پر ہم لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اگر میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خود بتا دیتے اور اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں بتاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے مجھے یہ حدیث سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے

اپنے عرش کے اوپر بلند ہونے کی قسم! جس بستی والے اور گھر والے اور جنگل میں اکیلے رہنے والے سب میری نافرمانی پر ہوں جو کہ مجھے ناپسند ہے پھر یہ اسے چھوڑ کر میری اطاعت اختیار کرلیں جو مجھے پسند ہے تو میرا عذاب جو انہیں ناپسند ہے ان سے ہٹا کر اپنی رحمت کو ان کی طرف متوجہ کردوں گا جو انہیں پسند ہے اور جس بستی والے اور جس گھر والے اور جنگل میں اکیلے رہنے والے سب میری اطاعت پر ہوں جو مجھے پسند ہے وہ اسے چھوڑ کر میری نافرمانی اختیار کرلیں جو مجھے ناپسند ہے، تو میری رحمت جو انہیں پسند ہے وہ ان سے ہٹا کر اپنا غصہ ان کی طرف متوجہ کردوں گا جو انہیں ناپسند ہے۔ [اخرجه ابن مردویه کذافی الکنز ۸/ ۲۰۳]

امیر المومنین حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے بیانات

حضرت ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کھڑے ہو کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اے لوگو! آج رات ایسی ہستی دنیا سے اٹھالی گئی ہے جن سے پہلے لوگ آگے نہیں جاسکے اور جنہیں پچھلے لوگ پا نہیں سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کسی جگہ بھیجتے تو انہیں دائیں طرف سے حضرت جبرئیلؑ اور بائیں طرف سے میکائیلؑ اپنے گھیرے میں لے لیتے اور جب تک اللہ انہیں فتح نہ دیتے یہ واپس نہ آتے یہ صرف سات سو درہم چھوڑ کر گئے ہیں۔ آپ اس سے ایک خادم خریدنا چاہتے تھے آج ستائیس رمضان کی رات میں ان کی روح قبض کی گئی ہے اسی رات میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا ایک روایت میں ہے وہ سونا چاندی کچھ نہیں چھوڑ کر گئے صرف سات سو درہم چھوڑ کر گئے ہیں جو ان کے بیت المال میں اس ملنے والے وظیفہ میں سے بچے ہیں۔ اس روایت میں اس سے آگے نہیں ہے۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۳۸ و عند ابی نعیم فی الحلیة ۱/ ۶۵ عن هبیرہ بالسیاق الثانی بمعناه و اخرجه احمد ۱/ ۱۹۹ عنه مختصراً]

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا اما بعد! آج رات تم نے ایک آدمی کو قتل کردیا ہے اسی رات میں قرآن پاک نازل ہوا۔ اسی میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو اٹھایا گیا اور اسی رات میں حضرت موسیٰ کے خادم حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو شہید کیا گیا اور اسی میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔

[عند ابی یعلی و ابن جریر و ابن عساکر عن الحسن کمافی المنتخب ۵/ ۱۶۱]

طبرانی کی روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا میں اسے اپنا تعارف کرا دیتا ہوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا حسن ہوں (میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا باپ اس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو اپنا باپ کہا ہے' حالانکہ یہ دونوں ان کے دادا پردادا تھے) پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے:

﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ﴾ [سورۃ یوسف آیت ۳۸]

"اور میں نے اپنے ان باپ دادوں کا مذہب اختیار کر رکھا ہے ابراہیمؑ کا' اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا۔"

پھر اللہ کی کتاب میں سے کچھ اور پڑھنے لگے پھر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف نام لے کر) فرمایا میں بشارت دینے والے کا بیٹا ہوں۔ میں ڈرانے والے کا بیٹا ہوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں میں اللہ کے حکم سے اللہ کی دعوت دینے والے کا بیٹا ہوں میں روشن چراغ کا بیٹا ہوں۔ میں اس ذات کا بیٹا ہوں جنہیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا میں اس گھرانے کا فرد ہوں جن سے اللہ نے گندگی دور کر دی اور جنہیں خوب اچھی طرح پاک کیا میں اس گھرانے کا فرد ہوں جن کی محبت اور دوستی کو اللہ نے فرض قرار دیا' چنانچہ جو قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ نے نازل کیا اس میں اللہ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ لَّاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى﴾

ترجمہ: "آپ (ان سے) یوں کہیے کہ میں تم سے کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے۔"

[اخرجہ الطبرانی عن ابی الطفیل فذکر بمعنی روایتی ابن سعد و روایۃ ابی یعلی و غیرہ]

طبرانی کی دوسری روایت میں یہ مضمون بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جھنڈا دیا کرتے اور جب جنگ میں گھمسان کا رن پڑتا تو جبرائیل علیہ السلام ان کے دائیں جانب آ کر لڑتے۔ راوی کہتے ہیں یہ رمضان کی اکیسویں رات تھی۔ [قال الهیثمی ۹/ ۱۴۶ رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر باختصار وابو یعلی باختصار والبزار بنحوہ و رواہ احمد باختصار کثیر واسناد احمد وبعض

طرق البزار و الطبرانی فی الکبیر حسان ۔ انتھی]

حاکم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میں نبوی گھرانہ میں سے ہوں حضرت جبرائیل علیہ السلام (آسمان سے) اتر کر ہمارے پاس آیا کرتے تھے اور ہمارے پاس سے (آسمان کو) اوپر جایا کرتے تھے۔ اس روایت میں اسی آیت کا یہ حصہ بھی ہے

﴿وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا﴾ [سورۃ شوریٰ آیت ۲۳]

''اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا ہم اس میں خوب زیادہ کر دیں گے''

یہاں نیکی کرنے سے مراد ہمارے سارے گھرانے سے محبت کرنا ہے۔

[اخرجه الحاکم فی المستدرك ۳/ ۱۷۲ عن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ بمعنی روایة ابی الطفیل قال الذهبی لیس بصحیح و سکت الحاکم]

حضرت ابو جمیلہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما خلیفہ بنے ایک دفعہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی نے آگے بڑھ کر ان کی سرین پر خنجر مارا جس سے وہ زخمی ہو گئے اور چند ماہ بیمار رہے پھر کھڑے ہو کر انہوں نے بیان فرمایا تو اس میں فرمایا اے عراق والو! ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ ہم تمہارے امراء بھی ہیں اور مہمان بھی اور ہم اس گھرانے کے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

[سورۃ احزاب آیت ۳۳]

''اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والوں تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً اور باطناً) پاک صاف رکھے۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس موضوع پر کافی دیر گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ مسجد کا ہر آدمی روتا ہوا نظر آنے لگا۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۱۷۲ ارجاله ثقات ۔ انتھیٰ]

ابن ابی حاتم کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان باتوں کو بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ مسجد کا ہر آدمی آواز سے رونے لگا۔

[اخرجه ابن ابی حاتم عن ابی جمیلة نحوه کما فی التفسیر لابن کثیر ۳/ ۴۸۶]

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے نخیلہ مقام پر صلح کی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا جب یہ (صلح کی) بات طے ہوگئی ہے تو آپ کھڑے ہو کر گفتگو کریں اور لوگوں کو بتادیں کہ آپ نے خلافت چھوڑ دی ہے اور اسے میرے حوالے کر دیا ہے چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اٹھے اور منبر پر بیان کیا۔ حضرت شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اس بیان کو سن رہا تھا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا امابعد! سب سے زیادہ سمجھداری تقویٰ اختیار کرنا ہے اور سب سے بڑی حماقت گناہوں میں مبتلا ہونا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خلافت کے بارے میں آپ میں اختلاف تھا یا تو یہ میرا حق تھا جسے میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے چھوڑ دیا تا کہ اس امت کا آپس کا معاملہ ٹھیک رہے اور ان کے خون محفوظ رہیں یا کوئی اور اس خلافت کا مجھ سے زیادہ حقدار ہے تو اب میں نے یہ خلافت اس کے حوالے کر دی ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ﴾ [سورۃ انبیاء آیت ۱۱۱]

"اور میں (بالتعین) نہیں جانتا (کہ کیا مصلحت ہے) شاید وہ (تاخیر عذاب) تمہارے لیے (صورۃً) امتحان ہو اور ایک وقت (یعنی موت) تک (زندگی سے) فائدہ پہنچانا ہو۔" [اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۴/ ۲۰۸ وفیه مجالد بن سعید وفیه کلام و قدوثق و بقیة رجاله رجال الصحیح۔ انتهی]

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی تو انہوں نے نخیلہ مقام میں ہم میں بیان کیا اور کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور پچھلی حدیث جیسا مضمون بیان کیا اور آخر میں مزید یہ بھی ہے میں اسی پر اپنی بات ختم کرتا ہوں اور میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

[اخرجه الحاکم ۳/ ۱۷۵ من طریق مجالد و اخرجه البیهقی ۸/ ۱۷۳ من طریقه عنه نحوه]

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے اس بیان میں یہ بھی فرمایا امابعد! اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلوں کے ذریعہ سے (یعنی میرے ذریعہ) تمہارے خون کی حفاظت کی۔ اس خلافت کی تو ایک خاص مدت ہے اور دنیا تو آنے جانیوالی چیز ہے کبھی کسی کے پاس ہوتی ہے کبھی کسی کے پاس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے:

﴿وَإِنْ أَدْرِىْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ﴾ [سورۃ انبیاء آیت ١١١]

ترجمہ گزر چکا ہے۔[ذکرہ ابن جریر فی تاریخہ ٤/ ١٢٤]

امیر المومنین حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ایک دن مدینہ میں بیان فرما رہے تھے اس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ جو چیز دینا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے وہ روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو اس کی مالداری اللہ کے ہاں کوئی کام نہیں دے سکتی۔ اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔ میں نے یہ ساری باتیں (منبر کی) ان لکڑیوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔

[اخرجه ابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ١/ ٢٠]

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہم میں بیان فرمایا میں نے انہیں بیان میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہی ہوں اور دیتے تو صرف اللہ ہی ہیں اور یہ امت ہمیشہ حق پر اور اللہ کے دین پر قائم رہے گی اور جو ان کی مخالفت کرے گا وہ انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور یہ صورت حال اللہ کے حکم کے آنے تک یعنی قیامت کے قائم ہونے تک ایسے ہی رہے گی۔[عند ابن عبدالبر ایضاً]

حضرت عمیر بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میری امت میں سے ہمیشہ ایک جماعت اللہ کے دین کو لے کر کھڑی رہے گی ان کی مخالفت کرنے والے اور ان کی مدد چھوڑنے والے کوئی بھی ان کا نقصان نہیں کر سکیں گے اور اللہ کے حکم کے آنے تک یعنی قیامت کے قائم ہونے تک وہ ایسے ہی رہیں گے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ لوگوں پر غالب رہیں گے۔ حضرت عمیر بن ہانی کہتے ہیں اس پر حضرت مالک بن یخامر رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر کہا میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (میرے خیال میں) یہ جماعت آج کل شام میں ہے۔[عند احمد و ابی یعلی ویعقوب بن سفیان وغیرهم]

حضرت یونس بن حلبس جیلانی سے اسی جیسی حدیث مروی ہے اور اس میں مزید یہ بھی ہے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو بطور دلیل کے ذکر کیا۔

﴿يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ [سورة آل عمران آیت ۵۵]

''اے عیسیٰ (کچھ غم نہ کرو) بیشک میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور (فی الحال) میں تم کو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روز قیامت تک۔'' [عندابن عساکر]

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیان کرتے ہوئے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! علم تو سیکھنے سے آتا ہے اور دین کی سمجھ تو حاصل کرنے سے آتی ہے اور جس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اللہ سے صرف وہی ڈرتے ہیں جو اس (کی قدرت) کا علم رکھتے ہیں اور میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی جو لوگوں پر غالب رہے گی اور مخالفین اور دشمنوں کی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوگی اور یہ لوگ قیامت تک یونہی غالب رہیں گے۔ [عند ابن عساکر ایضاً کذافی الکنز ۷/ ۱۳۰]

امیر المومنین حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بیانات

حضرت محمد بن عبداللہ ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دفعہ حج کے موقع پر میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خطبہ میں شریک ہوا۔ ہمیں ان کے بارے میں اسی وقت پتہ چلا جب وہ یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) سے ایک دن پہلے احرام باندھ کر ہمارے پاس باہر آئے وہ ادھیڑ عمر کے خوبصورت آدمی تھے وہ سامنے سے آرہے تھے۔ لوگوں نے کہا یہ امیر المومنین ہیں پھر وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اس وقت ان پر احرام کی دو سفید چادریں تھیں پھر انہوں نے لوگوں کو سلام کیا لوگوں نے انہیں سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے بڑی اچھی آواز سے لبیک پڑھا ایسی اچھی آواز میں نے کبھی نہیں سنی ہوگی پھر اللہ کی حمد وثنا بیان کی اس کے بعد فرمایا امابعد! تم لوگ مختلف علاقوں

سے وفد بن کر اللہ کے پاس آئے ہو لہٰذا اللہ پر بھی اس کے فضل سے لازم ہے کہ وہ اپنے پاس وفد بن کر آنے والوں کا اکرام کرے۔ اب جو ان اخروی نعمتوں کا طالب بن کر آیا ہے جو اللہ کے پاس ہیں تو اللہ سے طلب کرنے والا محروم نہیں رہتا' لہٰذا اپنے قول کی عمل سے تصدیق کرو کیونکہ قول کا سہارا عمل ہے اور اصل نیت دل کی ہوتی ہے ان دنوں میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو کیونکہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ آپ لوگ مختلف علاقوں سے آئے ہیں آپ لوگوں کا مقصد نہ تجارت ہے اور نہ مال حاصل کرنا اور نہ ہی دنیا لینے کی امید میں آپ لوگ یہاں آئے ہیں پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لبیک پڑھا اور لوگوں نے بھی پڑھا۔ پھر انہوں نے بڑی لمبی گفتگو فرمائی پھر فرمایا اما بعد! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ﴾ [سورۃ بقرہ آیت ۱۹۷]

"(زمانہ) حج چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں۔"

فرمایا وہ تین مہینے ہیں شوال ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن۔ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ "سو جو شخص ان میں حج مقرر کرے تو پھر (اس کو) نہ کوئی فحش بات (جائز) ہے۔" یعنی بیوی سے صحبت کرنا وَلَا فُسُوْقَ "اور نہ کوئی بے حکمی (درست) ہے۔" یعنی مسلمانوں کو برا بھلا کہنا "اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے" یعنی لڑائی جھگڑا کرنا۔ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى "اور جو نیک کام کرو گے خدائے تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہوتی ہے اور (جب حج کو جانے لگو) خرچ ضرور لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ میں (گداگری سے) بچا رہنا ہے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ "پھر جب تم لوگ عرفات سے واپس آنے لگو" اور عرفات ٹھہرنے کی وہ جگہ ہے جہاں حاجی لوگ سورج کے غروب تک وقوف کرتے ہیں پھر وہاں سے واپس آتے ہیں فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ "تو مشعر حرام کے پاس (مزدلفہ میں شب کو قیام کر کے) خدائے تعالیٰ کو یاد کرو" یہ مزدلفہ کے وہ پہاڑ ہیں جہاں حاجی رات کو ٹھہرتے ہیں۔ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ "اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے۔" حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ حکم عام نہیں ہے بلکہ صرف مکہ شہر والوں کے لیے ہے کیونکہ مکہ والے مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور عرفات نہیں جاتے تھے اس لیے وہ مزدلفہ سے واپس آتے تھے۔ جب کہ باقی لوگ عرفات جاتے تھے اور وہاں سے

واپس آتے تھے تو اللہ نے ان کے فعل پر انکار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ثُمَّ اَفِیضُوا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾

"پھر تم سب کو ضروری ہے کہ اسی جگہ سے ہو کر واپس آؤ جہاں اور لوگ جا کر وہاں سے واپس آتے ہیں۔"

یعنی وہاں سے واپس آ کر اپنے مناسک حج پورے کرو۔ زمانہ جاہلیت کے حاجیوں کا دستور یہ تھا کہ وہ حج سے فارغ ہو کر اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کا ذکر کر کے ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [سورۃ بقرہ آیت ۲۰۰، ۲۰۱]

"تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ یہ ذکر اس سے (بدرجہا) بڑھ کر ہے سو بعضے آدمی (جو کہ کافر ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (جو کچھ دینا ہو) دنیا میں دے دیجئے اور ایسے شخص کو آخرت میں (بوجہ انکار آخرت کے) کوئی حصہ نہ ملے گا اور بعضے آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچائیے۔"

یعنی دنیا میں رہ کر دنیا کے لیے بھی محنت کرتے ہیں اور آخرت کے لیے بھی۔ پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس آیت تک تلاوت فرمائی:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ [سورۃ بقرہ آیت ۲۰۳]

"اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک۔"

اور فرمایا اس سے ایام تشریق مراد ہیں اور ان دنوں کے ذکر میں سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا اور اللہ کی عظمت والے کلمات کہنا سب شامل ہے پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے میقات یعنی لوگوں کے احرام باندھنے کی جگہوں کا ذکر کیا، چنانچہ فرمایا مدینہ والوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ ہے اور عراق والوں کے لیے عقیق ہے

اور نجد والوں اور طائف والوں کے لیے قرن ہے اور یمن والوں کے لیے یلملم ہے۔ اس کے بعد اہل کتاب کے کافروں کو عذاب دے جو تیری آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے راستہ سے روکتے ہیں۔ اے اللہ! انہیں عذاب بھی دے اور ان کے دل بدکار عورتوں جیسے بنا دے۔ اس طرح بہت لمبی دعا کی پھر فرمایا یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے ایسے اندھا کر دیا جیسے ان کی آنکھوں کو اندھا کیا وہ حج تمتع کا یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ ایک آدمی مثلاً خراسان سے حج کا احرام باندھ کر آیا تو یہ اس سے کہتے ہیں عمرہ کر کے حج کا احرام کھول دو پھر یہاں سے حج کا احرام باندھ لینا (حالانکہ جب وہ حج کا احرام باندھ کر آتا ہے تو وہ حج کر کے ہی احرام کھول سکتا ہے اس سے پہلے نہیں) اللہ کی قسم! حج کا احرام باندھ کر آنے والے کو صرف ایک حالت میں تمتع کی یعنی عمرہ کر کے احرام کھول دینے کی اجازت ہے جبکہ اسے حج سے روک دیا جائے پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لبیک پڑھا اور تمام لوگوں نے پڑھا۔ راوی کہتے ہیں میں نے لوگوں کو اس دن سے زیادہ روتے ہوئے کسی دن نہیں دیکھا۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی ۳/ ۲۵۰ وفیه سعید بن المرزبان وقد وثق وفیه کلام کثیر وفیه غیره ممن لم اعرفه۔ انتهی واخرجه ابونعیم فی الحلیة/ ۳۳۶ عن محمید بن عبدالله الثقفی نحوه الا انه لم یذکر من قوله وتکلم بکلام کثیر الی قوله الا المحصر وفی اسناده سعید بن المرزبان]

حضرت ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیان میں فرمایا اچھی طرح سمجھ لو کہ بطن عرنہ کے علاوہ سارا عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے اور خوب جان لو کہ بطن محسر کے علاوہ سارا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ [اخرجه ابن جریر فی تفسیره ۲/ ۱۶۸]

حضرت عباس بن سہل بن سعد ساعدی انصاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے مکہ کے منبر پر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو بیان میں یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اگر ابن آدم کو سونے کی ایک وادی دے دی جائے تو وہ دوسری وادی کی تمنا کرنے لگے گا اور اگر اسے دوسری وادی دے دی جائے تو تیسری کی تمنا کرنے لگے گا اور ابن آدم کے پیٹ کو (قبر کی) مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۳۷]

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ہم لوگوں میں بیان کرتے ہوئے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد کی ہزار نماز سے افضل ہے اور مسجد حرام کی ایک نماز (میری مسجد کی نماز پر) سو گنا فضیلت رکھتی ہے۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس طرح مسجد حرام کی نماز کو (دوسری مسجد کی نماز پر) لاکھ گنا فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ حضرت عطاء کہتے ہیں میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے ابو محمد! یہ لاکھ گنا فضیلت صرف مسجد حرام میں ہے یا سارے حرم میں ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں سارے حرم میں ہے کیونکہ سارا حرم مسجد (کے حکم میں) ہے۔

[اخرجه ابو داؤد الطیالسی ۱۹۵]

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت وہب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عید کے دن عید کی نماز پڑھائی پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ میں نے انہیں خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنا اے لوگو! عید کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا ہرگز درست نہیں۔ عید کے بعد خطبہ پڑھنا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر کردہ طریقہ ہے۔

[اخرجه احمد فی مسنده ۴/ ۱۱۴]

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو بیان میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہیں پہن سکے گا۔

[اخرجه احمد ۴/ ۵]

حضرت ابو الزبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے بعد سلام پھیرتے تو یہ کلمات پڑھتے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ اَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ))

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہت اسی کے لیے ہے تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے برائی سے

بچنے اور نیکی کے کرنے کی طاقت صرف اسی سے ملتی ہے۔ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں وہ نعمت فضل اور اچھی تعریف والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم پورے اخلاص کے ساتھ دین پر چل رہے ہیں چاہے یہ کافروں کو برا لگے۔''

[اخرجه احمد ۴/ ۵]

حضرت ثویر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ عاشورہ (دس محرم) کا دن ہے اس میں روزہ رکھو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزے کا حکم دیا ہے۔ [اخرجه احمد ۴/ ۶]

حضرت کلثوم بن جبر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما دینی امور میں بڑی مشکل سے رعایت کرتے تھے انہوں نے ایک مرتبہ ہم میں بیان فرمایا اس میں ارشاد فرمایا اے مکہ والو! مجھے قریش کے کچھ لوگوں کے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ نردشیر کھیل کھیلتے ہیں (یہ شطرنج جیسا کھیل ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ [سورۃ مائدہ آیت: ۹۰]

بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم کو فلاح ہو اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پاس جو آدمی ایسا لایا گیا جو یہ کھیل کھیلتا ہوگا تو میں اس کے بال اور کھال ادھیڑ دوں گا اور سخت سزا دوں گا اور اس کا سامان اسے دے دوں گا جو اسے میرے پاس لائے گا۔

[اخرجه البخاری فی الادب ص۱۸۶]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیانات

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر بیان فرمایا بیان سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تم کھڑے ہو کر بیان کرو چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کم بیان کیا جب وہ بیان سے فارغ ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اب تم اٹھو اور بیان کرو چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی کم بیان کیا۔ جب وہ بیان سے فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلانے! اب تم کھڑے ہو کر

بیان کرو اس نے کھڑے ہو کر خوب منہ بھر کر باتیں کیں۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا خاموش ہو جاؤ اور بیٹھ جاؤ کیونکہ خوب منہ بھر کر باتیں کرنا شیطان کی طرف سے ہے اور بعض بیان جادو کی طرح اثر انداز ہوتے ہیں پھر آپ ﷺ نے (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے) فرمایا اے ابن ام عبد! اب تم کھڑے ہو کر بیان کرو۔ انہوں نے کھڑے ہو کر پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا اے لوگو! اللہ تعالیٰ ہمارے رب ہیں اور اسلام ہمارا دین ہے اور قرآن ہمارا امام ہے اور بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے اور ہاتھ سے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہا اور یہ ہمارے نبی (ﷺ) ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو کچھ ہمارے لیے پسند کیا ہم نے بھی اسے اپنے لیے پسند کیا اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے لیے ناپسند کیا ہم نے بھی اسے اپنے لیے ناپسند کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا ابن ام عبد نے ٹھیک کہا ابن ام عبد نے ٹھیک اور سچ کہا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے لیے اور میری امت کے لیے پسند کیا وہ مجھے بھی پسند ہے اور جو کچھ ابن ام عبد نے پسند کیا وہ بھی مجھے پسند ہے۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۲۹۰ رجاله ثقات الا ان عبید اللّٰه بن عثمان بن خیثم لم یسمع من ابی الدرداء واللّٰه اعلم انتهی]

ابن عساکر کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ جو کچھ اللہ نے میرے لیے اور میری امت کے لیے ناپسند کیا وہ مجھے بھی ناپسند ہے اور جو کچھ ابن ام عبد نے ناپسند کیا وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔ [اخرجه ابن عساکر عن سعید بن جبیر عن ابی الدرداء مثله قال ابن عساکر سعید بن جبیر لم یدرك ابا الدر]

ابن عساکر کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا اب تم بات کرو چنانچہ شروع میں انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجا پھر کلمہ شہادت پڑھا پھر یہ کہا ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں اور میں نے بھی آپ لوگوں کے لیے وہی پسند کیا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند کیا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا میں بھی تمہارے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو تمہارے لیے ابن ام عبد یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پسند کیا۔ [اخرجه ابن عساکر کذا فی المنتخب ۵/ ۲۳۷]

حضرت ابوالاحوص جشمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں انہیں دیوار پر سانپ چلتا ہوا نظر آیا انہوں نے بیان چھوڑ کر چھڑی سے اسے اتنا

مارا کہ وہ مرگیا پھر فرمایا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی سانپ کو مارا تو گویا اس نے ایسے مشرک آدمی کو مارا جس کا خون بہانا حلال ہوگیا ہو۔ [اخرجه احمد ۱: ۴۲۱]

حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے آٹھ دن سفر کرنے کے بعد انہوں نے ایک جگہ بیان کیا پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اما بعد! امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ہم نے لوگوں کو اس دن سے زیادہ روتے ہوئے کسی دن نہیں دیکھا پھر ہم حضرت محمد ﷺ کے صحابہ جمع ہوئے اور ایسے آدمی کے تلاش کرنے میں کوئی کمی نہیں کی جو ہم میں سب سے بہتر ہو اور ہر لحاظ سے ہم پر فوقیت رکھنے والا ہو' چنانچہ ہم نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی ہے۔ آپ لوگ بھی ان سے بیعت ہو جائیں۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۶۳]

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کے بیانات

حضرت خالد بن عمیر عدوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ بصرہ کے گورنر تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ہم لوگوں میں بیان کیا تو پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اما بعد! دنیا نے اپنے ختم ہو جانے کا اعلان کر دیا ہے اور پیٹھ پھیر کر تیزی سے جا رہی ہے اور دنیا میں سے بس تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جیسے برتن میں اخیر میں تھوڑا سا رہ جاتا ہے اور آدمی اسے چوس لیتا ہے اور تم یہاں سے منتقل ہو کر ایسے جہان میں چلے جاؤ گے جو کبھی ختم نہیں ہوگا لہٰذا جو اچھے اعمال تمہارے پاس موجود ہیں ان کو لے کر اگلے جہان میں جاؤ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جہنم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے جو ستر سال تک جہنم میں گرتا رہے لیکن پھر بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اللہ کی قسم! یہ جہنم بھی ایک دن انسانوں سے بھر جائے گی کیا تمہیں اس پر تعجب ہو رہا ہے؟ اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کے دو پٹوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے لیکن ایک دن ایسا آئے گا کہ جنتیوں کے ہجوم کی وجہ سے اتنا چوڑا دروازہ بھی بھرا ہوا ہوگا اور میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ صرف سات آدمی تھے اور میں بھی ان میں شامل تھا اور ہمیں کھانے کو صرف درختوں کے پتے ملتے تھے جنہیں مسلسل کھانے کی وجہ سے ہمارے جبڑے بھی زخمی ہوگئے تھے اور مجھے ایک گری پڑی چادر ملی تھی میں نے اس کے دو ٹکڑے

کئے ایک ٹکڑے کو میں نے لنگی بنالیا اور ایک کو حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔ ایک زمانہ میں تو ہمارے فقر و فاقہ کا یہ حال تھا اور آج ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا گورنر بنا ہوا ہے اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنی نگاہ میں تو بڑا ہوں اور اللہ کے ہاں چھوٹا ہوں۔

[اخرجه مسلم كذا فى الترغيب ۵/ ۱۷۹]

حاکم کی روایت کے آخر میں یہ مضمون بھی ہے کہ ہر نبوت کی لائن دن بدن کم ہوتی چلی گئی ہے اور بالآخر اس کی جگہ بادشاہت نے لے لی ہے اور میرے بعد تم اور گورنروں کا تجربہ کرلو گے۔

[اخرجه الحاكم فى المستدرك ۳/ ۲۶۱ عن خالد نحوه قال الحاكم صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه وذكره ابن الجوزى فى صفة الصفوة ۱/ ۱۵۲ عن مسلم و قال انفرد به مسلم وليس لعتبة فى الصحيح غيره وهكذا ذكره النابلسى فى ذخائر المواريث ۲/ ۲۲۹ وعزاه الى مسلم وابن ماجه فى الزهد والترمذى فى صفة جهنم واخرجه احمد فى مسند ۴/ ۱۷۴ عن خالد نحوه بزيادة زادها الحاكم و اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۷۱ بمعناه]

ابن سعد میں اس روایت کے شروع میں یہ مضمون ہے کہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں سب سے پہلا یہ بیان کیا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں میں اس کی تعریف بیان کرتا ہوں اور اس سے مدد مانگتا ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اما بعد! اے لوگو! آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا ہے۔

[اخرجه ابن سعد ۷/ ۶ عن مصعب بن محمد بن شرحبيل بطوله مع زيادة الحاكم]

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے بیانات

حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ مدائن شہر کے گورنر تھے۔ ہمارے اور مدائن کے درمیان ایک فرسخ یعنی تین میل کا فاصلہ تھا۔ میں اپنے والد کے ساتھ مدائن جمعہ پڑھنے گیا' چنانچہ وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا قیامت قریب آگئی اور چاند کے ٹکڑے ہو گئے۔ غور سے سنو! چاند کے تو ٹکڑے ہو چکے ہیں توجہ سے سنو! دنیا نے جدائی کا اعلان کر دیا ہے۔ غور سے سنو! آج تو تیاری کا دن ہے کل کو ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا مقابلہ ہے میں نے اپنے والد سے کہا ان کے نزدیک آگے نکلنے کا کیا

مطلب ہے؟ انہوں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ کون جنت کی طرف آگے بڑھتا ہے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۸۱]

ابن جریر کی روایت کے شروع میں یہ مضمون ہے غور سے سنو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ [سورۃ قمر آیت:۱]

''قیامت نزدیک آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔''

غور سے سنو! بیشک قیامت قریب آچکی ہے۔ اس روایت کے آخر میں یہ ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کیا سچ مچ کل لوگوں کا آگے نکلنے میں مقابلہ ہوگا؟ میرے والد نے کہا اے میرے بیٹے! تم تو بالکل نادان ہو اس سے تو اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا مراد ہے پھر اگلا جمعہ آیا ہم جمعہ میں آئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پھر بیان کیا اور فرمایا غور سے سنو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾

توجہ سے سنو! دنیا نے جدائی کا اعلان کر دیا ہے۔ غور سے سنو! آج تیاری کا دن ہے کل ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا مقابلہ ہوگا اور (تیاری نہ کرنے والے کا) انجام جہنم کی آگ ہے اور آگے نکل جانے والا وہ ہے جو جنت کی طرف سبقت لے جائے گا۔

[اخرجه ابن جریر عن ابی عبد الرحمن اسلمی بنحوه کما فی التفسیر لابن کثیر ۴/ ۲۶۱
و اخرجه الحاکم فی المستدرک ۴/ ۶۰۹ عن ابی عبد الرحمن نحوه قال هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه وقال الذهبی صحیح]

حضرت کردوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دفعہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدائن شہر میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! تم نے اپنے غلاموں کے ذمہ لگایا ہے کہ وہ مال کما کر تمہیں دیں وہ اپنی کمائی لا کر تمہیں دیتے ہیں ان کی کمائیوں کا خیال رکھو اگر وہ حلال کی ہو تو کھالو ورنہ چھوڑ دو کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو گوشت حرام سے پرورش پائے گا وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔ [عند ابی نعیم ایضاً ۱/ ۲۸۱]

حضرت ابوداؤد اور احمد رحمہما اللہ کہتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدائن شہر میں ہم لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! اپنے غلاموں کی کمائی کی تحقیق کرتے رہو اور یہ معلوم کرو

کہ وہ کہاں سے کما کر تمہارے پاس لاتے ہیں کیونکہ حرام سے پرورش پانے والا گوشت کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا اور یہ بات جان لو کہ شراب کا بیچنے والا' خریدنے والا اور اپنے لیے بنانے والا یہ سب شراب پینے والے کی طرح ہیں۔ [عند عبد الرزاق کما فی الکنز ۲/ ۲۱۸]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت قسامہ بن زہیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! رویا کرو اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل ہی بنالیا کرو کیونکہ جہنم والے اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے پھر وہ خون کے اتنے آنسو روئیں گے کہ اگر ان آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو وہ بھی چل جائیں۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۱۱۰ واخرجه ابو نعيم فی الحلية ۱/ ۲۶۱ عن قسامة نحوه احمد فی مسنده عنه نحوه]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان

حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ موسم حج کے امیر تھے انہوں نے ہم میں بیان فرمایا انہوں نے سورۂ بقرہ شروع کر دی آیتیں پڑھتے جاتے تھے اور ان کی تفسیر کرتے جاتے تھے۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا نہ تو میں نے ان جیسا آدمی دیکھا اور نہ ان جیسا کلام کبھی سنا اگر فارس اور روم والے ان کا کلام سن لیں تو سب مسلمان ہو جائیں۔

[اخرجه ابو نعيم فی الحلية ۱/ ۳۲۴]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت ابویزید مدینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ابوہریرہ کو اسلام کی ہدایت دی اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ابوہریرہ کو قرآن سکھایا اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا موقعہ عنایت فرما کر ابوہریرہ

پر بڑا احسان فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے خمیری روٹی کھلائی اور اچھا کپڑا پہنایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے بنت غزوان سے میری شادی کرادی' حالانکہ پہلے میں پیٹ بھر کھانے کے بدلے اس کے پاس مزدوری پر کام کرتا تھا اور وہ مجھے سواری دیا کرتی تھی اور اب میں اسے سواری دیتا ہوں جیسے وہ دیا کرتی تھی پھر فرمایا عربوں کے لیے ہلاکت ہو کہ ایک بڑا شر قریب آ گیا ہے اور ان کے لیے ہلاکت ہو کہ عنقریب بچے حاکم بن جائیں گے اور لوگوں میں اپنی مرضی اور خواہش کے فیصلے کریں گے اور غصہ میں آ کر لوگوں کو ناحق قتل کریں گے۔ اے (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے) فروخ کے بیٹو! یعنی عجم کے رہنے والو! (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس بیٹے کی اولاد عجم کہلاتی ہے) تمہیں خوشخبری ہو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر دین ثریا ستارے کے پاس لٹکا ہوا ہوتا تو بھی تمہارے کچھ آدمی اسے ضرور حاصل کر لیتے۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۳۸۳]

حضرت ابو حبیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جن دنوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے میں ان کی خدمت میں ان کے گھر گیا وہاں میں نے دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں سے بات کرنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی' چنانچہ وہ بیان کے لیے کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد تم پر ایک بڑا فتنہ اور بڑا اختلاف ظاہر ہوگا ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا کرنے کا حکم کرتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امیر اور اس کے ساتھیوں کو مضبوطی سے پکڑے رہنا یہ فرماتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ [اخرجه الحاكم ۴/ ۴۳۳ قال الحاكم هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه وقال الذهبى صحيح]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حجاج بن یوسف سے اندر آنے کی اجازت مانگی اس نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اندر جا کر سلام کیا۔ حجاج کے تخت کے قریب دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے حجاج نے ان سے کہا انہیں جگہ دے

دو۔ انہوں نے مجھے جگہ دے دی۔ میں وہاں بیٹھ گیا حجاج نے مجھ سے کہا اللہ نے آپ کے والد کو بہت خوبیاں عطا فرمائی تھیں کیا آپ وہ حدیث جانتے ہیں جو آپ کے والد نے عبد الملک بن مروان کو آپ کے دادا حضرت عبداللہ بن سلام کی طرف سے سنائی تھی؟ میں نے کہا آپ پر اللہ رحم فرمائے کون سی حدیث؟ حدیثیں تو بہت ہیں حجاج نے کہا مصریوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تھا ان کے بارے میں حدیث۔ میں نے کہا ہاں وہ حدیث مجھے معلوم ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہونا چاہا تو اندر موجود لوگوں نے ان کے لیے راستہ بنا دیا جس سے وہ اندر داخل ہو گئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا السلام علیک اے امیر المؤمنین! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا وعلیک السلام اے عبداللہ بن سلام! کیسے آنا ہوا؟ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو یہ پختہ عزم کر کے آیا ہوں کہ یہاں سے ایسے ہی نہیں جاؤں گا (بلکہ آپ کی طرف سے ان مصریوں سے لڑوں گا) پھر یا تو شہید ہو جاؤں گا یا اللہ آپ کو فتح نصیب فرما دیں گے۔ مجھے تو یہی نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ اگر ان لوگوں نے آپ کو قتل کر دیا تو یہ آپ کے لیے تو بہتر ہوگا لیکن ان کے لیے بہت برا ہوگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کے اوپر میرا جو حق ہے اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ان کے پاس ضرور جائیں اور انہیں سمجھائیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے خیر کو لے آئیں اور شر کو ختم کر دیں حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے اپنا ارادہ چھوڑ دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بات مان لی اور ان مصریوں کے پاس باہر آئے جب مصریوں نے ان کو دیکھا تو وہ سب ان کے پاس اکٹھے ہو گئے وہ یہ سمجھے کہ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ کوئی خوشی کی بات لائے ہیں چنانچہ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ بیان کے لیے کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اما بعد! اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تھا جو ان کی اطاعت کرتا تھا اسے جنت کی بشارت دیتے تھے اور جو نافرمانی کرتا تھا اسے جہنم سے ڈراتے تھے آخر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے والوں کو تمام دین والوں پر غالب کر دیا اگرچہ یہ بات مشرکوں کو بہت ناگوار گزری۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہت سی رہنے کی جگہیں پسند فرمائیں اور ان میں سے مدینہ منورہ کو منتخب فرمایا اور اسے ہجرت کا گھر اور ایمان کا گھر قرار دیا (ہر جگہ سے مسلمان ہجرت کر کے وہاں آتے رہے اور ایمان سیکھتے رہے) اللہ کی قسم! جب

سے حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک ہر وقت فرشتے اسے ہر طرف سے گھیرے رہتے ہیں اور جب سے حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک اللہ کی تلوار آپ لوگوں سے نیام میں ہے (یعنی مسلمان قتل نہیں ہو رہے ہیں) پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا لہٰذا جسے ہدایت ملی اسے اللہ کے دینے سے ملی اور جو گمراہ ہوا واضح اور کھلی دلیل کے آنے کے بعد گمراہ ہوا۔ پہلے زمانے میں جو بھی نبی شہید کیا گیا اس کے بدلے میں ستر ہزار جنگجو جوان قتل کیے گئے ان میں سے ہر ایک اس نبی کے بدلے میں قتل ہوا اور جو بھی خلیفہ شہید کیا گیا اس کے بدلے میں ۳۵ ہزار جنگجو جوان قتل کیے گئے ان میں سے ہر ایک اس خلیفہ کے بدلے میں قتل ہوا لہٰذا تم جلد بازی میں کہیں ان بڑے میاں کو قتل نہ کر دو۔ اللہ کی قسم! تم میں سے جو آدمی بھی انہیں قتل کرے گا وہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں اس حال میں پیش ہوگا کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا اور شل ہوگا۔ اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ ایک باپ کا اپنے بیٹے پر جتنا حق ہوتا ہے اتنا ہی ان بڑے میاں کا تمہارے اوپر ہے۔ راوی کہتے ہیں یہ سن کر وہ سارے باغی کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یہودی جھوٹے ہیں، یہودی جھوٹے ہیں (چونکہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پہلے یہودی تھے اور بعد میں مسلمان ہوئے اس لیے بطور طعنے کے انہوں نے ایسا کہا) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو اللہ کی قسم! یہ بات کہہ کر تم گنہگار ہو گئے ہو میں یہودی نہیں ہوں میں تو مسلمان ہوں۔ یہ بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور سارے مؤمن جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل فرمائی:

﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ﴾

[سورۂ رعد آیت ۴۳]

"آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے کافی گواہ ہیں۔"

(جس کے پاس گزشتہ آسمانی کتاب کا علم ہے اس سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دوسرے یہودی علماء ہیں جو تورات کی بتائی ہوئی نشانیاں دیکھ کر مسلمان ہو گئے تھے) اور میرے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے:

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْ

اِسْرَائِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ﴾ [سورۃ احقاف آیت:۱۰]

''آپ کہہ دیجئے کہ تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اگر یہ قرآن منجانب اللہ ہو اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان لے آوے اور تم تکبر ہی میں رہو۔''

پھر راوی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

[اخرجه الطبرانی عن عبد الملك بن عمير قال الهيثمی ۹/ ۹۳ رجاله ثقات]

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا بیان

حضرت محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب عمر بن سعد نے (لشکر لے کر) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پڑاؤ کیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ انہیں قتل کر دیں گے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں میں کھڑے ہو کر بیان کیا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا جو معاملہ تم دیکھ رہے وہ سر پر آن پڑا ہے (ہمیں قتل کرنے کے لیے لشکر آ گیا ہے) دنیا بدل گئی ہے اور اوپری ہو گئی ہے۔ اس کی نیکی پیٹھ پھیر کر چلی گئی ہے اور دنیا کی نیکی میں سے صرف اتنا رہ گیا جتنا برتن کے نچلے حصہ میں رہ جایا کرتا ہے بس گھٹیا زندگی رہ گئی ہے جیسے مضر صحت چراگاہ ہوا کرتی ہے جس کا گھاس کھانے سے ہر جانور بیمار ہو جاتا ہے۔ کیا آپ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ حق پر عمل نہیں کیا جا رہا اور باطل سے روکا نہیں جا رہا (ان حالات میں) مؤمن کو اللہ سے ملاقات کا شوق ہونا چاہیے۔ میں تو اس وقت موت کو بڑی سعادت کی چیز اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو پریشانی اور بے چینی کی چیز سمجھتا ہوں۔ [اخرجه الطبرانی قال الهيثمی ۹/ ۱۹۳ محمد بن الحسن هذا هو ابن زبالة متروك ولم يدرك القصة انتهى]

حضرت عقبہ بن ابی العیزار کی روایت تاریخ ابن جریر میں اس طرح ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ذی حسم مقام میں کھڑے ہو کر بیان کیا اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [ذکر ابن جرير فی تاريخه ۴/ ۳۰۵ هذه الخطبة عن عقبة بن ابی العيزار]

حضرت عقبہ بن ابی العیزار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بیضہ مقام میں اپنے ساتھیوں میں اور حر بن یزید کے ساتھیوں میں بیان کیا پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو!

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ایسے ظالم سلطان کو دیکھے جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھے اور اللہ سے کیے ہوئے معاہدے کو توڑے اور حضور ﷺ کی سنت کا مخالف ہو اور اللہ کے بندوں کے بارے میں گناہ اور زیادتی کے کام کرتا ہو اور پھر وہ آدمی اس بادشاہ کو اپنے قول اور فعل سے نہ بدلے تو اللہ پر حق ہوگا کہ وہ اسے اس جرم کے لائق جگہ یعنی جہنم میں داخل کرے۔ غور سے سنو! ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازم پکڑ لیا ہے اور رحمان کی اطاعت چھوڑ دی ہے اور فساد کو غالب کر دیا ہے اور اللہ کی مقرر کردہ حدود کو چھوڑ دیا ہے اور مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیا ہے اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دے دیا ہے۔ ان لوگوں کو بدلنے کا سب سے زیادہ حق مجھ پر ہے۔ تمہارے خط میرے پاس آئے تھے اور تمہارے قاصد بھی مسلسل آتے رہے کہ تم مجھ سے بیعت ہونا چاہتے ہو اور مجھے بے یار و مددگار نہیں چھوڑو گے اب اگر تم اپنی بیعت پر پوری اترتے ہو تو تمہیں پوری ہدایت ملے گی اور پھر میں بھی علی کا بیٹا حسین ہوں اور حضور ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ کا بیٹا ہوں۔ میری جان تمہارے جان کے ساتھ ہے اور میرے گھر والے تمہارے گھر والوں کے ساتھ ہیں۔ تم لوگوں کے لیے میں بہترین نمونہ ہوں اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد توڑ دیا اور میری بیعت کو اپنی گردن سے اتار پھینکا تو میری جان کی قسم! ایسا کرنا تم لوگوں کے لیے کوئی اجنبی اور اوپری چیز نہیں ہے بلکہ تم لوگ تو ایسا میرے والد میرے بھائی اور میرے چچازاد بھائی (مسلم بن عقیل) کے ساتھ بھی کر چکے ہو۔ جو تم لوگوں سے دھوکا کھائے وہ اصل دھوکہ میں پڑا ہوا ہے تم اپنے حصے سے چوک گئے اور تم نے (خوش قسمتی میں سے) اپنا حصہ ضائع کر دیا اور جو عہد توڑے گا تو اس کا نقصان خود اسی کو ہوگا اور عنقریب اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے مستغنی کر دے گا تم لوگوں کی مجھے ضرورت نہ رہے گی والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

[ذکرہ ایضاً ابن جریر عن عقبہ بن ابی العیزار]

حضرت یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جن کا عمل ان کے قول کی تصدیق کرتا تھا انہوں نے ایک مرتبہ ہم میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ نے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں انہیں یاد رکھو اور اللہ کی یہ نعمتیں کتنی اچھی ہیں ہم ہر سرخ، سبز اور

زرد رنگ برنگے کپڑے دیکھ رہے ہیں اور گھروں میں جو سامان ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

حضرت یزید رضی اللہ عنہ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب لوگ نماز کے لیے صفیں بنا لیتے ہیں اور لڑائی کے لیے صفیں بنا لیتے ہیں تو آسمان کے، جنت کے اور دوزخ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور موٹی آنکھوں والی حوریں سجائی جاتی ہیں اور وہ جھانک کر دیکھنے لگ جاتی ہیں۔ جب آدمی آگے بڑھتا ہے تو وہ کہتی ہیں اے اللہ! اس کی مدد فرما اور جب آدمی پیٹھ پھیرتا ہے اور پیچھے ہٹتا ہے تو وہ اس سے پردہ کر لیتی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ! اس کی مغفرت فرما' لہٰذا تم پورے زور سے جنگ کرو۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں اور موٹی آنکھوں والی حوروں کو رسوا نہ کرو کیونکہ جب خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو اس نے جتنے گناہ کئے ہوتے ہیں وہ سب معاف ہو جاتے ہیں اور دو حوریں آسمان سے اترتی ہیں اور اس کے چہرے کو صاف کرتی ہیں اور کہتی ہیں ہم سے ملاقات کا وقت آ گیا ہے وہ شہید کہتا ہے تمہارے لیے بھی ملاقات کا وقت قریب آ گیا ہے پھر اسے سو جوڑے پہنائے جاتے ہیں جو بنی آدم کی بنائی کے نہیں ہوتے بلکہ جنت کی پیداوار کے ہوتے ہیں اور وہ اتنے باریک اور لطیف ہوتے ہیں کہ وہ سو جوڑے دو انگلیوں کے درمیان رکھ دیئے جائیں تو سارے دونوں کے درمیان آ جائیں اور حضرت یزید رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ تلواریں جنت کی چابیاں ہے۔[اخرجه الطبراني قال الهيثمي ۵/ ۲۹۴ رواه الطبراني من طريقين رجال احدهما رجال الصحيح- انتهى]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت یزید بن شجرہ رہاوی رضی اللہ عنہ شام کے گورنروں میں سے ایک گورنر تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں لشکروں کا امیر بنایا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا جس میں ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تمہیں عطا فرمائی ہیں انہیں یاد رکھو۔ اگر تم غور سے دیکھو تو تمہیں بھی وہ سیاہ' سرخ' سبز اور سفید رنگ برنگی نعمتیں نظر آ جائیں گی جو مجھے نظر آ رہی ہیں اور گھروں میں بھی کتنی نعمتیں ہیں اور جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو آسمان کے' جنت کے اور جہنم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور حوروں کو سجایا جاتا ہے اور وہ زمین کی طرف جھانکتی ہیں (اور جب میدان جنگ میں مسلمان صفیں بناتے ہیں تو اس وقت بھی یہ سب کچھ ہوتا ہے) اور جب مسلمان جنگ کی طرف متوجہ ہو کر بڑھتا ہے تو وہ حوریں کہتی ہیں اے

اللہ! اس کو جمادے۔ اے اللہ! اس کی مدد فرما اور جب کوئی پشت پھیر کر میدان سے بھاگتا ہے تو وہ حوریں اس سے پردہ کر لیتی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اے اللہ! اس پر رحم فرما لہٰذا تم دشمن کے چہروں پر پورے زور سے حملہ کرو۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں جب کوئی آگے بڑھتے ہو۔ یے زخمی ہو کر گرتا ہے تو خون کے پہلے قطرے کے گرتے ہی اس کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے خزاں میں درختوں کے پتے گرتے ہیں اور موٹی آنکھوں والی دو حوریں اتر کر اس کے پاس آتی ہیں اور اس کے چہرے سے گردوغبار صاف کرتی ہیں۔ وہ ان دونوں سے کہتا ہے میں تم دونوں کے لیے ہوں۔ وہ کہتی ہیں نہیں ہم دونوں آپ کے لیے ہیں اور اسے ایسے سو جوڑے پہنائے جاتے ہیں کہ اگر انہیں اکٹھا کر کے میری ان دو انگلیوں (درمیانی اور شہادت کی انگلیوں) کے درمیان رکھا جائے تو وہ باریکی اور لطافت کی وجہ سے سارے ان کے درمیان آ جائیں اور وہ بنی آدم کے بنے نہیں ہیں بلکہ جنت کے کپڑوں میں سے ہیں۔ تم لوگوں کے نام، نشانیاں، حلیے، تنہائی کی باتیں اور مجلسیں سب چیزیں اللہ کے پاس لکھی ہوئی ہیں۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو کسی سے کہا جائے گا اے فلانے! یہ تیرا نور ہے اور کسی سے کہا جائے گا اے فلانے! تیرے لیے کوئی نور نہیں ہے اور جیسے سمندر کا ساحل ہوتا ہے ایسے ہی جہنم کا بھی ساحل ہے وہاں کیڑے مکوڑے، حشرات الارض اور کھجور کے درخت جتنے لمبے سانپ اور خچر کے برابر بچھو ہیں۔ جب جہنم والے اللہ سے فریاد کریں گے کہ ہمارا جہنم کا عذاب ہلکا کر دیا جائے تو ان سے کہا جائے گا کہ جہنم سے نکل کر ساحل پر چلے جاؤ وہ نکل کر وہاں آئیں گے تو وہ کیڑے مکوڑے حشرات الارض ان کے ہونٹوں، چہروں اور دوسرے اعضاء کو پکڑ لیں گے اور انہیں نوچ کھائیں گے تو اب وہ یہ فریاد کرنے لگیں گے کہ ہمیں ان سے چھڑایا جائے اور جہنم میں واپس جانے دیا جائے اور جہنم والوں پر خارش کا عذاب بھی مسلط کیا جائے گا اور جہنمی اتنا کھجائے گا کہ اس کی ہڈی ننگی ہو جائے گی، فرشتہ کہے گا اے فلانے! کیا تجھے اس خارش سے تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے گا ہاں فرشتہ کہے گا تو جو مسلمانوں کو تکلیف دیا کرتا تھا یہ اس کے بدلہ میں ہے۔

[اخرجه الحاكم ۳/ ۴۹۴ واخرجه ايضاً ابن المبارك في الزهد وابن مندة والبيهقي من طريق مجاهد موقوفا مطولا كما في الاصابة ۳/ ۲۵۸]

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت سعید بن سوید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے اور حمص کے گورنر تھے وہ منبر پر فرمایا کرتے تھے غور سے سنو! اسلام کی ایک مضبوط دیوار ہے اور اس کا ایک مضبوط دروازہ ہے۔ اسلام کی دیوار عدل وانصاف ہے اور اس کا دروازہ حق ہے لہٰذا جب دیوار توڑ دی جائے گی اور دروازے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے تو اسلام مفتوح ہو جائے گا اور جب تک سلطان قوی ہوگا اسلام مضبوط رہے گا اور سلطان کی قوت تلوار سے قتل کرنے یا کوڑے مارنے سے نہیں ہے بلکہ حق کے فیصلے کرنے اور عدل وانصاف کرنے سے ہے۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۳۷۵]

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت سعد بن عبید القاری رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت سعد بن عبید رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا تو ارشاد فرمایا کل دشمن سے ہماری مڈ بھیڑ ہوگی اور کل ہم شہید ہو جائیں گے' لہٰذا ہمارے جسم پر جو خون لگا ہوا ہوگا اسے مت دھونا اور ہمارے جسم پر جو کپڑے ہوں گے وہی ہمارا کفن ہوں گے۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۴۵۸]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت سلمہ بن سبرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ملک شام میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا تو ارشاد فرمایا تم لوگ ایمان والے ہو تم لوگ جنتی ہو اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ تم لوگوں نے روم وفارس کے جن لوگوں کو قیدی بنا لیا ہے اللہ انہیں بھی جنت میں داخل کرے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے کوئی جب تمہارا کوئی کام کر دیتا ہے تو تم شکریہ میں اسے یہ تعریفی اور دعائیہ کلمات کہتے ہو تم نے اچھا کیا۔ تم پر اللہ رحم فرمائے۔ تم نے اچھا کیا تم کو اللہ برکت عطا فرمائے (تمہاری ان دعاؤں کی برکت سے اللہ انہیں ایمان دے کر جنت میں داخل کر دے گا)

پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ﴾

[سورۃ شوریٰ آیت: ۲۶]

”اور (اللہ تعالیٰ) ان لوگوں کی عبادت قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ (ثواب) دیتا ہے۔“

[اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم کذا فی التفسیر لابن کثیر ۴/ ۱۱۵]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت حوشب فزاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو منبر پر بیان میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں اس دن سے بہت ڈرتا ہوں جس دن میرا رب مجھے پکار کر کہے گا اے عویمر! میں کہوں گا لبیک پھر میرا رب کہے گا تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ اللہ کی کتاب کی وہ آیت بھی آئے گی جو کسی برے عمل سے روکنے والی ہے اور وہ آیت بھی آئے گی جو کسی نیک عمل کا حکم دینے والی ہے اور ہر آیت مجھ سے اپنے حق کا مطالبہ کرے گی۔ اب اگر میں نے اس نیک عمل کو نہیں کیا ہوگا تو وہ حکم دینے والی آیت میرے خلاف گواہی دے گی اور اگر میں نے اس برے کام کو نہیں چھوڑا ہوگا تو وہ روکنے والی آیت میرے خلاف گواہی دے گی۔ اب بتاؤ میں کیسے چھوٹ سکتا ہوں۔ [اخرجہ ابن عساکر کذا فی الکنز ۷/ ۷۸]



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح سفر اور حضر میں لوگوں کو وعظ اور نصیحت کیا کرتے تھے اور دوسروں کی نصیحت قبول کیا کرتے تھے اور کس طرح دنیا کی ظاہری چیزوں اور اس کی لذتوں سے نگاہ ہٹا کر آخرت کی نعمتوں اور لذتوں کی طرف پھیر لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرتے تھے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور دل ڈرنے لگ جاتے گویا کہ آخرت ان کے سامنے ایک نمایاں اور کھلی ہوئی حقیقت تھی اور محشر کے حالات ان کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت رہتے تھے اور وہ کس طرح اپنے وعظ و نصیحت کے ذریعے اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو پکڑ کر انہیں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ کرتے اور اس طرح اپنے وعظ و نصیحت کے ذریعہ شرک جلی اور خفی کی تمام باریک رگوں کو کاٹ دیتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے کیا تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان صحیفوں میں صرف مثالیں اور نصیحتیں تھیں (مثلاً ان میں یہ مضمون بھی تھا) اے مسلط ہونے والے بادشاہ! جسے آزمائش میں ڈالا جا چکا ہے اور جو دھوکہ میں پڑا ہوا ہے میں نے تجھے اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تو جمع کر کے دنیا کے ڈھیر لگا لے میں نے تو تجھے اس لیے بھیجا تھا کہ کسی مظلوم کی بددعا کو میرے پاس آنے نہ دے کیونکہ جب کسی مظلوم کی بددعا میرے پاس پہنچ جاتی ہے تو پھر میں اسے رد نہیں کرتا چاہے وہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو اور جب تک عقل مند آدمی کی عقل مغلوب نہ ہو جائے اس وقت تک اسے چاہئے کہ وہ اپنے اوقات کی تقسیم کرے۔ کچھ وقت اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرنے کے لیے ہونا چاہئے کچھ وقت اپنے نفس کے محاسبے کے لیے ہونا چاہئے کچھ وقت اللہ تعالیٰ کی کاریگری اور اس کی مخلوقات میں غور و فکر کرنے کے لیے ہونا چاہئے اور کچھ وقت کھانے پینے کی ضروریات کے لیے فارغ ہونا چاہئے اور عقل مند کو چاہئے کہ صرف تین کاموں کے لیے سفر کرے یا تو آخرت کا توشہ بنانے کے لیے یا اپنی معاش ٹھیک کرنے کے لیے یا کسی حلال لذت اور راحت کو حاصل کرنے کے لیے اور عقلمند کو چاہئے کہ وہ اپنے زمانہ (کے حالات) پر نگاہ رکھے اور اپنی حالت کی طرف متوجہ رہے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اور جو بھی اپنی گفتگو کا اپنے عمل سے محاسبہ کرے گا وہ کوئی بیکار بات نہیں کرے گا بلکہ صرف مقصد کی بات کرے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے کیا تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سب عبرت کی باتیں تھیں (مثلاً ان میں یہ مضمون بھی تھا کہ) مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے اور وہ پھر خوش ہوتا ہے۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے جہنم کا یقین ہے اور وہ پھر ہنستا ہے۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے تقدیر کا یقین ہے اور وہ پھر اپنے آپ کو بلا ضرورت تھکاتا ہے۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جس نے دنیا کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ دنیا آنی جانی چیز ہے ایک جگہ رہتی نہیں اور پھر مطمئن ہو کر اس سے

دل لگاتا ہے۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے کل قیامت کے حساب کتاب کا یقین ہے اور پھر عمل نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے کچھ وصیت فرماویں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمام کاموں کی جڑ ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کچھ اور فرماویں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تلاوت قرآن اور اللہ کے ذکر کی پابندی کرو کیونکہ یہ زمین پر تمہارے لیے نور ہے اور آسمان میں تمہارے لیے ذخیرہ ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کچھ اور فرماویں۔ آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور چہرے کا نور جاتا رہتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کچھ اور فرماویں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جہاد کو لازم پکڑ لو کیونکہ یہی میری اُمت کی رہبانیت ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کچھ اور فرماویں۔ آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ دیر خاموش رہا کرو کیونکہ اس سے شیطان دفع ہو جاتا ہے اور اس سے تمہیں دین کے کاموں میں مدد ملے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ اور فرماویں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مسکینوں سے محبت رکھو اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کچھ اور فرماویں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (دنیاوی مال و دولت اور ساز و سامان میں) ہمیشہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھا کرو اوپر والے کو مت دیکھا کرو کیونکہ اس طرح کرنے سے تم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھو گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کچھ اور فرماویں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حق بات کہو چاہے وہ کڑوی کیوں نہ ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کچھ اور فرماویں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہیں اپنے عیب معلوم ہیں تو دوسروں (کے عیب دیکھنے) سے رک جاؤ اور جو برے کام تم خود کرتے ہو ان کی وجہ سے دوسروں پر ناراض مت ہو۔ تمہیں عیب لگانے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ تم اپنے عیبوں کو تو جانتے نہیں اور دوسروں میں عیب تلاش کر رہے ہو اور جن حرکتوں کو خود کرتے ہو ان کی وجہ سے دوسرے پر ناراض ہوتے ہو۔ پھر حضور ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے ابوذر! حسن تدبیر کے برابر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز، مشتبہ اور نامناسب کاموں سے رکنے کے برابر کوئی تقویٰ نہیں اور حسن اخلاق جیسی کوئی خاندانی شرافت نہیں۔

[اخرجه ابن حبان فی صحیحه واللفظ له والحاکم وصححه قال المنذری فی الترغیب ۳/ ۴۷۳ انفرد به ابراهیم بن هشام بن یحیی الغسانی عن ابیه وهو حدیث طویل فی اوله ذکر الانبیاء علیهم

السلام ذکرت منه القطعة لما فيها من الحكم العظيمة والمواعظ الجسيمة۔ انتهٰى وقد اخرج الحديث بتمامه ابو نعيم فى الحلية ١/ ١٢٦ من طريق ابراهيم بن هشام واخرجه ايضاً بتمامه الحسن بن سفيان وابن عساكر كما فى الكنز ٨/ ٢٠١]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن حضور ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا تمہاری اور تمہارے اہل وعیال، مال اور عمل کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس کے تین بھائی ہوں۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے بھائیوں کو بلا کر ایک بھائی سے کہا تم دیکھ ہی رہے ہو میرے مرنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اب تم میرے کیا کام آسکتے ہو؟ اس نے کہا میں تمہارے یہ کام کرسکتا ہوں کہ میں تمہاری تیمارداری کروں گا اور تمہاری خدمت سے اکتاؤں گا نہیں اور تمہارا ہر کام کروں گا اور جب تم مر جاؤ گے تمہیں غسل دوں گا اور تمہیں کفن پہناؤں گا اور دوسروں کے ساتھ تمہارے جنازہ کو اٹھاؤں گا کبھی تمہیں اٹھاؤں گا اور کبھی راستہ کی تکلیف دہ چیز تم سے ہٹاؤں گا اور جب دفنا کر واپس آؤں گا تو پوچھنے والوں کے سامنے تمہاری خوبیاں بیان کر کے تمہاری تعریف کروں گا۔ اس کے یہ بھائی تو اس کے اہل وعیال اور رشتہ دار ہیں۔ اس بھائی کے بارے میں تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کے کوئی خاص فائدے کی بات تو ہم نے سنی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس نے اپنے دوسرے بھائی سے کہا تم دیکھ رہے ہو کہ موت کی مصیبت میرے سر پر آ گئی ہے تو اب تم میرے کیا کام آسکتے ہو؟ اس نے کہا جب تک آپ زندہ ہیں میں تو اسی وقت تک آپ کے کام آسکوں گا جب آپ مر جائیں گے تو آپ کا راستہ الگ اور میرا راستہ الگ۔ یہ بھائی اس کا مال ہے۔ یہ تمہیں کیسا لگا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس کے فائدے کی کوئی بات ہمارے سننے میں تو نہیں آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس نے تیسرے بھائی سے کہا تم دیکھ ہی رہے ہو موت میرے سر پر آ گئی ہے اور تم نے میرے اہل وعیال اور مال کا جواب بھی سن لیا ہے تو اب تم میرے کیا کام آسکتے ہو؟ اس نے کہا میں قبر میں تمہارا ساتھی ہوں گا اور وحشت میں تمہارا جی بہلاؤں گا اور اعمال تلنے کے دن ترازو میں بیٹھ کر اسے بھاری کروں گا۔ یہ بھائی اس کا عمل ہے۔ اس کے بارے میں تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ بہترین بھائی اور بہترین ساتھی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بات بھی اسی طرح ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت عبداللہ بن

کریز رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ میں اس مثال کے بارے میں کچھ اشعار کہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اجازت ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ چلے گئے اور ایک ہی رات کے بعد اشعار تیار کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے انہیں دیکھ کر لوگ بھی جمع ہو گئے انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے

فَاِنِّیْ وَ اَھْلِیْ وَ الَّذِیْ قَدَّمَتْ یَدِیْ
کَدَاعٍ اِلَیْہِ صَحْبَہٗ ثُمَّ قَائِلِ

لِاِخْوَتِہٖ اِذْھُمْ ثَلَاثَۃُ اِخْوَۃٍ
اَعِیْنُوْا عَلٰی اَمْرٍ بِیَ الْیَوْمَ نَازِلِ

"میں اور میرے اہل وعیال اور میرے وہ عمل جو میرے ہاتھوں نے آگے بھیج دیئے ہیں ان سب کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک آدمی کے تین بھائی تھے اس نے ساتھیوں اور بھائیوں کو بلا کر ان سے کہا آج مجھ پر موت کی مصیبت آنے والی ہے اس بارے میں میری مدد کرو۔"

فِرَاقٌ طَوِیْلٌ غَرُ مُتَّقِیْ بِہٖ
فَمَا ذَا لَدَیْکُمْ فِیْ الَّذِیْ ھُوَ غَائِلِ

"بہت لمبی جدائی ہے جس کا کوئی بھروسہ نہیں اب بتاؤ اس ہلاک کرنے والی موت کے بارے میں تم لوگ میری کیا مدد کر سکتے ہو؟"

فَقَالَ امْرُؤٌ مِنْھُمْ اَنَا الصَّاحِبُ الَّذِیْ
اُطِیْعُکَ فِیْمَا شِئْتَ قَبْلَ التَّزَایُلِ

"ان تینوں میں سے ایک بولا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں لیکن جدا ہونے سے پہلے تم جو کہو گے تمہاری وہ بات مانوں گا۔"

فَاَمَّا اِذَا جَدَّ الْفِرَاقُ فَاِنَّنِیْ
لِمَا بَیْنَنَا مِنْ خُلَّۃٍ غَیْرُ وَاصِلِ

"اور جب جدائی ہو جائے گی تو پھر میں آپس کی دوستی کو باقی نہیں رکھ سکتا اسے نباہ نہیں

سکتا۔''

فَخُذْ مَا اَرَدْتَا الْآنَ مِنِّیْ فَاِنَّنِیْ
سَیُسْلَكُ بِیْ فِیْ مَهْیلٍ مَّنْ مَهَائِلِ

''اب تو تم مجھ سے جو چاہے لے لو لیکن جدائی کے بعد مجھے کسی ہولناک راستہ پر چلا دیا جائے گا پھر کچھ نہیں لے سکو گے۔''

فَاِنْ تُبْقِنِیْ لَا تُبْقِ فَاسْتَنْفِدَنَّنِیْ
وَ عَجِّلْ صَلَاحًا قَبْلَ حَتْفٍ مُعَاجِلِ

''پھر اگر تم مجھے باقی رکھنا چاہو گے تو باقی نہیں رکھ سکو گے لہٰذا مجھے خرچ کر کے ختم کر دو اور جلد آنے والی موت سے پہلے جلدی سے اپنے عمل ٹھیک کر لو۔''

وَ قَالَ امْرُؤٌ قَدْ كُنْتُ جِدًّا اُحِبُّهٗ
وَ اُوْثِرُهٗ مِنْ بَيْنِهِمْ فِی التَّفَاضُلِ

''پھر وہ آدمی بولا جس سے مجھے بہت محبت تھی اور زیادہ دینے اور بڑھانے میں میں اسے باقی تمام لوگوں پر ترجیح دیتا تھا۔''

غَنَائِیْ اَنِّیْ جَاهِدٌ لَكَ نَاصِحٌ
اِذَا جَدَّ جِدُّ الْكَرْبِ غَيْرُ مُقَاتِلِ

'اس نے کہا میں آپ کا اتنا کام کر سکتا ہوں کہ جب پریشان کن موت واقعی آجائے گی تو آپ کو بچانے کی کوشش کروں گا آپ کا بھلا چاہوں گا لیکن میں آپ کی طرف سے لڑ نہیں سکوں گا۔''

وَ لٰكِنَّنِیْ بَاكٍ عَلَيْكَ وَ مُعْوِلٌ
وَ مُثْنٍ بِخَيْرٍ عِنْدَ مَنْ هُوَ سَائِلِ

''البتہ آپ کے مرنے پر روؤں گا اور خوب اونچی آواز سے روؤں گا اور آپ کے بارے میں جو بھی پوچھے گا میں اس کے سامنے آپ کی خوبیاں بیان کر کے آپ کی تعریف کروں گا۔''

وَ مُتَّبِعُ الْمَاشِيْنَ اَمْشِيْ مُشَيِّعًا
اُعِيْنُ بِرِفْقٍ عُقْبَةٌ كُلَّ حَامِلٍ

''اور آپ کے جنازے کو لے کر جو لوگ چلیں گے میں بھی رخصت کرنے کے لیے ان کے پیچھے چلوں گا اور ہر اٹھانے والے کی باری میں نرمی سے اٹھا کر اس کی مدد کروں گا۔''

اِلٰى بَيْتِ مَثْوَاكَ الَّذِيْ اَنْتَ مُدْخَلٌ
اَرْجِعُ مَقْرُوْنًا بِمَا هُوَ شَاغِلٌ

''میں جنازے کے ساتھ اس گھر تک جاؤں گا جو آپ کا ٹھکانہ ہے جس میں لوگ آپ کو داخل کر دیں گے پھر واپس آ کر میں ان کاموں میں لگ جاؤں گا جن میں مشغول تھا۔''

كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ خُلَّةٌ
وَ لَا حُسْنُ وُدٍّ مَرَّةً فِي التَّبَاذُلِ

''اور چند ہی دنوں کے بعد ایسی حالت ہو جائے گی کہ گویا میرے اور آپ کے درمیان کوئی دوستی ہی نہیں تھی اور نہ ہی کوئی عمدہ محبت تھی جس کی وجہ سے ہم ایک دوسرے پر خرچ کرتے تھے۔''

فَذٰلِكَ اَهْلُ الْمَرْءِ ذَاكَ غَنَاءُهُمْ
وَ لَيْسَ وَ اِنْ كَانُوْا حِرَاصًا بِطَائِلٍ

''یہ مرنے والے کے اہل وعیال اور رشتہ دار ہیں یہ بس اتنا ہی کام آ سکتے ہیں اگرچہ انہیں مرنے والے کو فائدہ پہنچانے کا بہت تقاضا ہے لیکن یہ اس سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔''

وَ قَالَ امْرُءٌ مِّنْهُمْ اَنَا الْاَخُ لَا تَرٰى
اَخًا لَكَ مِثْلِيْ عِنْدَ كَرْبِ الزَّلَازِلِ

''ان میں سے تیسرے بھائی نے کہا میں آپ کا اصلی بھائی ہوں اور ہلا دینے والی پریشانی یعنی موت کے آنے پر آپ کو میرے جیسا کوئی بھائی نظر نہیں آئے گا۔''

لَدَی الْقَبْرِ تَلْقَانِی هُنَالِكَ قَاعِدًا
أُجَادِلُ عَنْكَ الْقَوْلَ رَجْعَ التَّجَادُلِ

''آپ مجھے قبر کے پاس ملیں گے میں وہاں بیٹھا ہوا ہوں گا اور باتوں میں آپ کی طرف سے جھگڑا کروں گا اور ہر سوال کا جواب دوں گا۔''

وَ اَقْعُدُ یَوْمَ الْوَزْنِ فِی الْكِفَّةِ الَّتِی
تَكُوْنُ عَلَیْهَا جَاهِدًا فِی التَّثَاقُلِ

''اور اعمال تولے جانے کے دن یعنی قیامت کے دن میں اس پلڑے میں بیٹھوں گا جس کو بھاری کرنے کی آپ پوری کوشش کر رہے ہوں گے۔''

فَلَا تَنْسَنِی وَ اَعْلَمْ مَكَانِی فَاِنَّنِی
عَلَیْكَ شَفِیْقٌ نَاصِحٌ غَیْرُ خَاذِلِ

''لہٰذا آپ مجھے بھلا نہ دینا اور میرے مرتبہ کو جان لو کیونکہ میں آپ کا بڑا شفیق اور بہت خیر خواہ ہوں اور کبھی آپ کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑوں گا۔''

فَذٰلِكَ مَا قَدَّمْتَ مِنْ كُلِّ صَالِحٍ
تُلَاقِیْهِ اِنْ اَحْسَنْتَ یَوْمَ التَّوَاصُلِ

''یہ آپ کے وہ نیک اعمال ہیں جو آپ نے آگے بھیجے ہیں اگر آپ ان کو اچھی طرح کریں گے تو ایک دوسرے سے ملاقات کے دن یعنی قیامت کے دن آپ کی ان اعمال سے ملاقات ہو جائے گی۔''

یہ اشعار سن کر حضور ﷺ بھی رونے لگے اور سارے مسلمان بھی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن کریز رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے وہ انہیں بلا کر ان سے ان اشعار کی فرمائش کرتے اور جب حضرت عبداللہ انہیں یہ اشعار سناتے تو وہ سب رونے لگ جاتے۔ [اخرجه الرامهرمزی فی الامثال كذا فی الكنز ۸/ ۱۴۴ واخرجه ایضاً جعفر الفریابی فی كتاب الكنی له وابن ابی عاصم فی الواحدان وابن مندة فی الصحابة و ابن ابی الدنیا فی الكفالة كلهم من طریق محمد بن عبد العزیز الزهری عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة نحوه كما فی الاصابة ۲/ ۳۶]

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

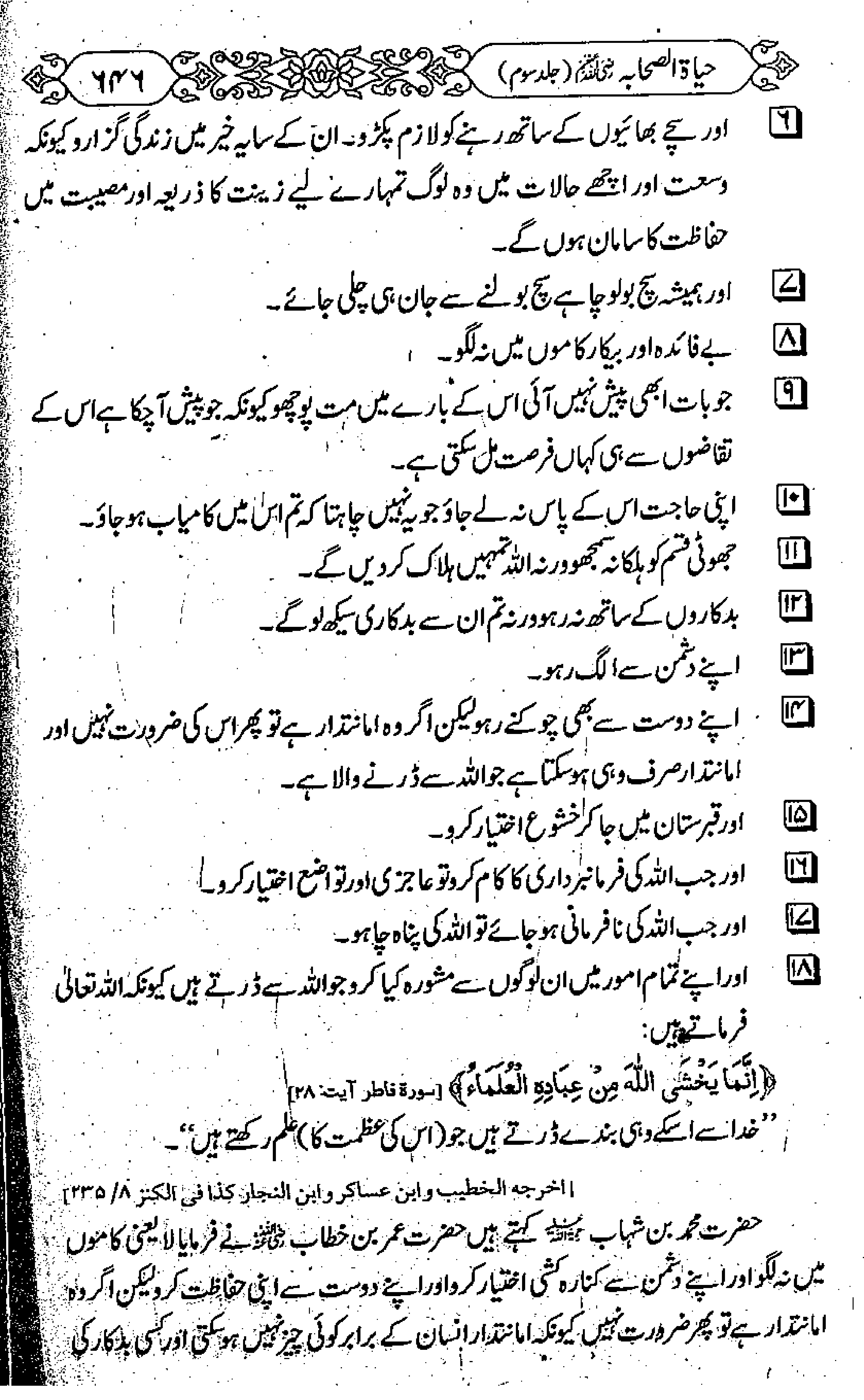
ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو یہ نصیحت فرمائی کہ لوگوں میں لگ کر اپنے سے غافل نہ ہو جاؤ کیونکہ تم سے اپنے بارے میں پوچھا جائے گا لوگوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔ ادھر ادھر پھر کر دن نہ گزار دیا کرو کیونکہ تم جو بھی عمل کرو گے وہ محفوظ کر لیا جائے گا جب تم سے کوئی برا کام ہو جایا کرے تو اس کے بعد فوراً کوئی نیکی کا کام کر لیا کرو کیونکہ جس طرح نئی نیکی پرانے گناہ کو بہت زیادہ تلاش کرتی ہے اور اسے جلدی سے پا لیتی ہے اسی طرح اس سے زیادہ تلاش کرنے والی میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ [اخرجه الدينوری كذا فی الكنز ٨/ ٢٠٨]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو چیز تمہیں تکلیف دیتی ہے اس سے تم کنارہ کشی اختیار کر لو اور نیک آدمی کو دوست بناؤ لیکن ایسا آدمی مشکل سے ملے گا اور اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ لو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ [اخرجه البيهقی كذا فی الكنز ٨/ ٢٠٨]

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لیے اٹھارہ باتیں مقرر کیں جو سب کی سب حکمت و دانائی کی باتیں تھی۔

انہوں نے فرمایا:

1. جو تمہارے بارے میں اللہ کی نافرمانی کرے تم اسے اس جیسی اور کوئی بھی سزا نہیں دے سکتے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو۔
2. اور اپنے بھائی کی بات کو کسی اچھے رخ کی طرف لے جانے کی پوری کوشش کرو۔ ہاں اگر وہ بات ہی ایسی ہو کہ اسے اچھے رخ کی طرف لے جانے کی تم کوئی صورت نہ بنا سکو تو اور بات ہے۔
3. اور مسلمان کی زبان سے جو بول بھی نکلا ہے اور تم اس کا کوئی بھی خیر کا مطلب نکال سکتے ہو تو اس سے برے مطلب کا گمان مت کرو۔
4. جو آدمی خود ایسے کام کرتا ہے جس سے دوسروں کو بدگمانی کا موقع ملے تو وہ اپنے سے بدگمانی کرنے والے کو ہرگز ملامت نہ کرے۔
5. جو اپنے راز کو چھپائے گا اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا۔



۶ اور سچے بھائیوں کے ساتھ رہنے کو لازم پکڑو۔ ان کے سایہ خیر میں زندگی گزارو کیونکہ وسعت اور اچھے حالات میں وہ لوگ تمہارے لیے زینت کا ذریعہ اور مصیبت میں حفاظت کا سامان ہوں گے۔

۷ اور ہمیشہ سچ بولو چاہے سچ بولنے سے جان ہی چلی جائے۔

۸ بے فائدہ اور بیکار کاموں میں نہ لگو۔

۹ جو بات ابھی پیش نہیں آئی اس کے بارے میں مت پوچھو کیونکہ جو پیش آچکا ہے اس کے تقاضوں سے ہی کہاں فرصت مل سکتی ہے۔

۱۰ اپنی حاجت اس کے پاس نہ لے جاؤ جو یہ نہیں چاہتا کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ۔

۱۱ جھوٹی قسم کو ہلکا نہ سمجھو ورنہ اللہ تمہیں ہلاک کر دیں گے۔

۱۲ بدکاروں کے ساتھ نہ رہو ورنہ تم ان سے بدکاری سیکھ لو گے۔

۱۳ اپنے دشمن سے الگ رہو۔

۱۴ اپنے دوست سے بھی چوکنے رہو لیکن اگر وہ امانتدار ہے تو پھر اس کی ضرورت نہیں اور امانتدار صرف وہی ہو سکتا ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

۱۵ اور قبرستان میں جا کر خشوع اختیار کرو۔

۱۶ اور جب اللہ کی فرمانبرداری کا کام کرو تو عاجزی اور تواضع اختیار کرو۔

۱۷ اور جب اللہ کی نافرمانی ہو جائے تو اللہ کی پناہ چاہو۔

۱۸ اور اپنے تمام امور میں ان لوگوں سے مشورہ کیا کرو جو اللہ سے ڈرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ [سورة فاطر آيت: ۲۸]

''خدا سے اسکے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں''۔

[اخرجه الخطيب وابن عساكر وابن النجار كذا في الكنز ۸/ ۲۳۵]

حضرت محمد بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا لایعنی کاموں میں نہ لگو اور اپنے دشمن سے کنارہ کشی اختیار کرو اور اپنے دوست سے اپنی حفاظت کرو لیکن اگر وہ امانتدار ہے تو پھر ضرورت نہیں کیونکہ امانتدار انسان کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی اور کسی بدکار کی

صحبت میں نہ رہو ورنہ وہ تمہیں بھی بدکاری سکھا دے گا اور کسی بدکار کو اپنا راز نہ بتاؤ اور اپنے تمام کاموں میں ان لوگوں سے مشورہ لو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ [عند ابی نعیم فی الحلیۃ ۱/ ۵۵]

حضرت سمرہ بن جندب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مرد بھی تین قسم کے ہوتے ہیں اور عورتیں بھی تین قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک عورت تو وہ ہے جو پاکدامن' مسلمان' نرم طبیعت' محبت کرنے والی' زیادہ بچے دینے والی ہو اور زمانہ کے فیشن کے خلاف اپنے گھر والوں کی مدد کرتی ہو (سادہ رہتی ہو) اور گھر والوں کو چھوڑ کر زمانہ کے فیشن پر نہ چلتی ہو۔ لیکن تمہیں ایسی عورتیں بہت کم ملیں گی۔ دوسری وہ عورت ہے جو خاوند سے بہت زیادہ مطالبے کرتی ہو اور بچے جننے کے علاوہ اس کا اور کوئی کام نہ ہو۔ تیسری وہ عورت ہے جو خاوند کے گلے کا طوق ہو اور جوں کی طرح سے چمٹی ہوئی ہو (یعنی بداخلاق بھی ہو اور اس کا مہر بھی زیادہ ہو جس کی وجہ سے اس کا خاوند اسے چھوڑ نہ سکتا ہو) ایسی عورت کو اللہ تعالیٰ جس کی گردن میں چاہتے ہیں ڈال دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اس کی گردن سے اتار لیتے ہیں اور مرد تین قسم کے ہوتے ہیں ایک پاکدامن' منکسر المزاج' نرم طبیعت' درست رائے والا' اچھے مشورے دینے والا۔ جب اسے کوئی کام پیش آتا ہے تو خود سوچ کر فیصلہ کرتا ہے اور ہر کام کو اس کی جگہ رکھتا ہے۔ دوسرا وہ مرد ہے جو سمجھدار نہیں اس کی اپنی کوئی رائے نہیں ہے لیکن جب اسے کوئی کام پیش آتا ہے تو وہ سمجھدار درست رائے والے لوگوں سے جا کر مشورہ کرتا ہے اور ان کے مشوروں پر عمل کرتا ہے۔ تیسرا وہ مرد جو حیران و پریشان ہوا سے صحیح اور غلط کا پتہ نہیں چلتا یوں ہی ہلاک ہو جاتا ہے کیونکہ اپنی سمجھ پوری نہیں اور سمجھدار اور صحیح مشورہ دینے والوں کی مانتا نہیں۔

[اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابن ابی الدنیا و الخرائطی والبیہقی وابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۲۳۵]

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اے احنف! جو آدمی زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب کم ہو جاتا ہے۔ جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگ اسے ہلکا اور بے حیثیت سمجھتے ہیں جو باتیں زیادہ کرتا ہے اس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں جس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں اس کی حیا کم ہو جاتی ہے اور جس کی حیا کم ہو جاتی ہے اس کی پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے اور جس کی پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ [اخرجہ الطبرانی فی الاوسط قال الھیثمی ۱۰/ ۳۰۲ وفیہ ویزید بن مجاشع ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جوزیادہ ہنستا ہے اس کا رعب کم ہو جاتا ہے اور جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگوں کی نگاہ میں وہ بے حیثیت ہو جاتا ہے اور جو کسی کام کو زیادہ کرتا ہے وہ اسی کام کے ساتھ مشہور ہو جاتا ہے اس کے بعد پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا ہے۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا و العسکری والبیهقی وغیرهم کما فی الکنز ۸/ ۲۳۵]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو باطل کو کلیۃً چھوڑ کر اسے مٹا دیتے ہیں اور حق کا بار بار تذکرہ کر کے اسے زندہ کرتے ہیں۔ جب انہیں کسی عمل کی ترغیب دی جاتی ہے تو وہ اس کا اثر لیتے ہیں اور اس عمل کا ان میں شوق پیدا ہو جاتا ہے اور جب انہیں اللہ کے غصہ اور عذاب سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ ڈر جاتے ہیں اور ڈر کی وجہ سے کبھی بے خوف نہیں ہوتے۔ جن چیزوں کو انہوں نے آنکھ سے نہیں دیکھا انہیں یقین کی طاقت سے دیکھ لیتے ہیں اور یقین کو ان غیبی امور کے ساتھ ملاتے ہیں جن سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ خوف خداوندی نے ان کو عیوب سے بالکل پاک صاف کر دیا ہے۔ ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں کی وجہ سے دنیا کی فانی لذتوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ دنیا کی زندگی ان کے لیے نعمت ہے اور موت ان کے لیے باعث عزت ہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کی شادی کر دی جائے گی اور ہمیشہ نو عمر رہنے والے لڑکے ان کی خدمت کریں گے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۵۵]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم کتاب اللہ کے برتن اور علم کے چشمے بن جاؤ یعنی قرآن اپنے اندر اتار لو پھر علم اندر سے پھوٹ کر نکلے گا اور اللہ تعالیٰ سے ایک دن میں ایک دن کی روزی مانگو اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ کثرت سے توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو کیونکہ ان کے دل سب سے زیادہ نرم ہوتے ہیں۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۵۱]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو اللہ سے ڈرے گا وہ کبھی کسی پر اپنا غصہ نہیں نکالے گا یعنی کسی سے انتقام نہیں لے گا بلکہ اپنا غصہ پیئے گا اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اپنی مرضی کا ہر کام نہیں کر سکے گا اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جو تمہیں نظر آ رہا ہے وہ نہ ہوتا بلکہ افراتفری کا کچھ اور عالم ہوتا۔ [اخرجه ابن ابی الدنیا و الدینوری فی المجالسه والحاکم فی الکنیٰ کذا فی الکنز ۸/ ۲۳۵]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو لوگوں کے ساتھ انصاف کرتا ہے اور اس کے لیے اپنی جان پر جو مشقت جھیلنی پڑے اسے جھیلتا ہے۔ اسے اپنے تمام کاموں میں کامیابی ملے گی اور اللہ تعالیٰ

کی فرمانبرداری کی وجہ سے ذلت اٹھانا نافرمانی کی عزت کی بہ نسبت نیکی کے زیادہ قریب ہے۔

[اخرجه الخرائطی وغیره کذا فی الکنز ۸/ ۲۳۵]

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدمی تقویٰ سے عزت پاتا ہے اور اسے دین سے شرافت ملتی ہے۔ آدمی کی مروت اور مردانگی عمدہ اخلاق ہیں۔ بہادری اور بزدلی خداداد صفات ہیں۔ بہادر آدمی تو ان لوگوں کی طرف سے بھی لڑتا ہے جنہیں جانتا ہے اور ان کی طرف سے بھی لڑتا ہے جنہیں نہیں جانتا اور بزدل آدمی تو اپنے ماں باپ کو بھی چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ دنیا والوں کی نگاہ میں عزت مال سے ملتی ہے لیکن اللہ کے ہاں تقویٰ سے ملتی ہے۔ تم کسی فارسی عجمی اور نبطی سے صرف تقویٰ کی وجہ سے بہتر ہو سکتے ہو عربی ہونے کی وجہ سے نہیں ہو سکتے۔

[اخرجه ابن ابی شیبة والعسکری وابن جریر والدارقطنی و ابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۲۳۵]

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط میں یہ لکھا کہ حکمت و دانائی عمر بڑی ہونے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ تو اللہ کی دین ہے جسے اللہ چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں اور کمینے کاموں اور گھٹیا اخلاق سے بچو۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا و الدینوری کذا فی الکنز ۸/ ۲۳۵]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خط میں یہ لکھا اما بعد! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے ہر شر اور فتنے سے بچاتے ہیں اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کی کفایت کرتے ہیں اور جو اللہ کو قرض دیتا ہے یعنی دوسروں پر اپنا مال اللہ کے لیے خرچ کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے بہترین بدلہ عطا فرماتے ہیں اور جو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نعمت کو بڑھاتے ہیں اور تقویٰ ہر وقت تمہارا نصب العین' تمہارے اعمال کا سہارا اور ستون اور تمہارے دل کی صفائی کرنے والا ہونا چاہئے۔ جس کی کوئی نیت نہیں ہوگی اس کا کوئی عمل معتبر نہیں ہوگا اسے اپنے مال سے بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ جب تک پہلا کپڑا پرانا نہ ہو جائے نیا نہیں پہننا چاہئے۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا وابوبکر الصولی و ابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۲۰۷]

حضرت جعفر بن برقان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک گورنر کو خط لکھا خط کے آخر میں یہ مضمون تھا فراخی اور وسعت والے حالات میں سختی والے حساب سے پہلے (جو قیامت کے دن ہوگا) اپنے نفس کا خود محاسبہ کرو کیونکہ جو فراخی اور وسعت والے حالات میں سختی کے حساب سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کرے گا وہ انجام کار خوش ہوگا بلکہ اس کے حالات قابل رشک ہوں گے اور جس کو دنیا کی زندگی نے (اللہ سے آخرت سے اور دین سے) غافل رکھا اور وہ برائیوں میں مشغول رہا تو انجام کار وہ ندامت اٹھائے گا اور حسرت وافسوس کرتا رہے گا۔ جو نصیحت کی جارہی ہے اسے یاد رکھو تاکہ تمہیں جن کاموں سے روکا جارہا ہے تم ان سے رک سکو۔

[اخرجه البیهقی فی الزهد و ابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۲۰۸]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو خط میں یہ مضمون لکھا امابعد! حق کو ہر حال میں لازم پکڑو اس طرح حق تمہارے لیے اہل حق کے مراتب کھول دے گا اور ہمیشہ حق کے مطابق فیصلہ کیا کرو۔ [اخرجه ابو الحسن بن رزقویه فی جزئه کذا فی الکنز ۸/ ۲۰۸]

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابو الحسن! مجھے کچھ نصیحت کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اپنے یقین کو شک نہ بنائیں (یعنی روزی کا ملنا یقینی ہے اس کی تلاش میں اس طرح اور اتنا نہ لگیں کہ گویا آپ کو اس میں کچھ شک ہے) اور اپنے علم کو جہالت نہ بنائیں (جو علم پر عمل نہیں کرتا وہ اور جاہل دونوں برابر ہوتے ہیں) اور اپنے گمان کو حق نہ سمجھیں (یعنی آپ اپنی رائے کو وحی کی طرح حق نہ سمجھیں) اور یہ بات آپ جان لیں کہ آپ کی دنیا تو صرف اتنی ہے کہ جو آپ کو ملی اور آپ نے اسے آگے چلا دیا یا تقسیم کر کے برابر کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو الحسن! آپ نے سچ کہا۔

[اخرجه ابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۲۲۱]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المؤمنین! اگر آپ کی خوشی یہ ہے کہ آپ اپنے دونوں ساتھیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا ملیں تو آپ اپنی امیدیں مختصر کریں اور کھانا کھائیں لیکن پیٹ نہ بھریں اور لنگی بھی چھوٹی پہنیں اور کرتے پر پیوند

لگائیں اور اپنے ہاتھ سے جوتی گانٹھیں اس طرح کریں گے تو ان دونوں سے جا ملیں گے۔

[اخرجه البيهقي كذا في الكنز ۸/ ۲۱۹]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیر یہ نہیں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد زیادہ ہو جائے بلکہ خیر یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ ہو اور تمہاری بردباری کی صفت بڑی ہو اور اپنے رب کی عبادت میں تم لوگوں سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ اگر تم سے نیکی کا کام ہو جائے تو اللہ کی تعریف کرو اور اگر برائی کا کام ہو جائے تو اللہ سے استغفار کرو اور دنیا میں صرف دو آدمیوں میں سے ایک کے لیے خیر ہے ایک تو وہ آدمی جس سے کوئی گناہ ہو گیا اور پھر اس نے توبہ کر کے اس کی تلافی کر لی دوسرا وہ آدمی جو نیک کاموں میں جلدی کرتا ہو اور جو عمل تقویٰ کے ساتھ ہو وہ کم شمار نہیں ہو سکتا کیونکہ جو عمل اللہ کے ہاں قبول ہو وہ کیسے کم شمار ہو سکتا ہے (کیونکہ قرآن میں ہے کہ اللہ متقیوں کے عمل کو قبول فرماتے ہیں)۔ [اخرجه ابونعيم في الحلية ۱/ ۷۵ واخرجه ابن عساكر في اماليه عن علي رضي الله عنه نحوه كما في الكنز ۸/ ۲۲۱]

حضرت عقبہ بن ابو الصہباء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ رو رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بیٹے! کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا میں کیوں نہ روؤں جبکہ آج آپ کا آخرت کا پہلا دن اور دنیا کا آخری دن ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا چار اور چار (کل آٹھ) چیزوں کو پلے باندھ لو۔ ان آٹھ چیزوں کو تم اختیار کرو گے تو پھر تمہارا کوئی عمل تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ابا جان! وہ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا سب سے بڑی مالداری عقلمندی ہے۔ یعنی مال سے بھی زیادہ کام آنے والی چیز عقل اور سمجھ ہے اور سب سے بڑی فقیری حماقت اور بے وقوفی ہے۔ سب سے زیادہ وحشت کی چیز اور سب سے بڑی تنہائی عجب اور خود پسندی ہے اور سب سے زیادہ بڑائی اچھے اخلاق ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا اے ابا جان! یہ چار چیزیں تو ہو گئیں، مجھے باقی چار چیزیں بھی بتا دیں۔ فرمایا بے وقوف کی دوستی سے بچنا کیونکہ وہ فائدہ پہنچاتے پہنچاتے تمہارا نقصان کر دے گا اور جھوٹے کی دوستی سے بچنا کیونکہ جو تم سے دور ہے یعنی تمہارا دشمن ہے اسے تمہارے قریب کر دے گا اور جو تمہارے قریب ہے یعنی تمہارا دوست ہے اسے تم سے دور کر دے گا (یا وہ دور والی چیز کو نزدیک اور نزدیک والی چیز کو دور بتائے گا اور تمہارا نقصان کر دے گا) اور

کنجوس کی دوستی سے بھی بچنا کیونکہ جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگی وہ اس وقت تم سے دور ہو جائے گا اور بدکردار کی دوستی سے بچنا کیونکہ وہ تمہیں معمولی سی چیز کے بدلے میں بیچ دے گا۔
[اخرجه ابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۲۳۶]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا توفیق خداوندی سب سے بہترین قائد ہے اور اچھے اخلاق بہترین ساتھی ہیں عقلمندی بہترین مصاحب ہے۔ حسن ادب بہترین میراث ہے اور عجب وخود پسندی سے زیادہ سخت تنہائی اور وحشت والی کوئی چیز نہیں۔
[عند البیهقی وابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۲۳۶]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے مت دیکھو کہ کون بات کر رہا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا بات کہہ رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر بھائی چارہ ختم ہو جاتا ہے صرف وہی بھائی چارہ باقی رہتا ہے جو لالچ کے بغیر ہو۔ [اخرجه ابن السمعانی فی الدلائل]

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت نمران بن مخمر ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ لشکر میں چلے جا رہے تھے فرمانے لگے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے کپڑوں کو تو خوب اجلا اور سفید کر رہے ہیں لیکن اپنے دین کو میلا کر رہے ہیں یعنی دین کا نقصان کر کے دنیا اور ظاہری شان وشوکت حاصل کر رہے ہیں۔ غور سے سنو! بہت سے لوگ دیکھنے میں تو اپنے نفس کا اکرام کرنے والے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اپنے نفس کی بے عزتی کرنے والے ہوتے ہیں۔ پرانے گناہوں کو نئی نیکیوں کے ذریعے سے ختم کرو۔ اگر تم میں سے کوئی اتنے گناہ کر لے جس سے زمین و آسمان کے درمیان کا خلا بھر جائے اور پھر وہ ایک نیکی کر لے تو یہ نیکی ان سب گناہوں پر غالب آجائے گی۔ [عند ابن السمعانی کذا فی الکنز ۸/ ۲۳۶]

حضرت سعید بن ابی سعید مقبری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی قبر اردن میں ہے۔ جب وہ طاعون میں مبتلا ہوئے تو وہاں جتنے مسلمان تھے ان سب کو بلا کر فرمایا میں تمہیں وصیت کرنے لگا ہوں اگر تم اسے قبول کرو گے تو ہمیشہ خیر پر رہو گے، نماز کو قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان کے روزہ رکھو، صدقہ خیرات دو، حج اور عمرہ کرتے رہو، ایک دوسرے کو وصیت کرو

اپنے امیروں کی خیرخواہی کرو۔ ان کو دھوکہ نہ دو اور دنیا تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائے۔ اگر کسی آدمی کو ہزار برس کی زندگی بھی مل جائے تو آخر اسے اسی جگہ جانا ہوگا جہاں آج تم مجھے جاتا ہوا دیکھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم پر موت کو لکھ دیا ہے۔ لہٰذا ان سب کو مرنا ہے اور ان میں سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو اپنے رب کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا اور اپنی آخرت کے لیے سب سے زیادہ عمل کرنے والا ہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے معاذ بن جبل! آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! تم اللہ کے سامنے اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرو کیونکہ جو بندہ بھی گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کے سامنے حاضر ہوگا تو اس کا اللہ پر یہ حق ہوگا کہ اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دے لیکن اس توبہ سے قرض معاف نہیں ہوگا وہ تو ادا ہی کرنا ہوگا کیونکہ بندہ اپنے قرضہ کے بدلے میں گروی رکھ دیا جائے گا تم میں سے جس نے اپنے بھائی کو چھوڑا ہوا ہے اسے چاہئے کہ وہ خود جا کر اپنے بھائی سے ملاقات کرے اور اس سے مصافحہ کرے کسی مسلمان کو اپنا بھائی تین دن سے زیادہ نہیں چھوڑنا چاہئے کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

[اخرجه ابن عساكر كذا فى منتخب الكنز ۵/ ۷۴]

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مؤمن کے دل کی مثال چڑیا جیسی ہے جو ہر دن نامعلوم کتنی مرتبہ ادھر ادھر پلٹتا رہتا ہے (اس لیے آدمی مشورہ کے تابع ہو کر چلے)

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۰۲]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے جو انہیں سلام کرنے اور رخصت کرنے آئے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا میں تمہیں دو باتوں کی وصیت کرتا ہوں اگر تم نے ان دونوں کی پابندی کی تو تم ہر شر اور فتنہ سے محفوظ رہو گے۔ دنیا کی جو تمہارا حصہ ہے اس کی بھی تمہیں ضرورت ہے اس کے بغیر بھی گذارہ نہیں لیکن تمہیں آخرت کے حصہ کی اس سے زیادہ ضرورت ہے اس لیے دنیا کے حصے پر آخرت کے حصے کو ترجیح دو اور آخرت کا

ایسا انتظام کرو کہ تم جہاں بھی جاؤ وہ تمہارے ساتھ جائے۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلية ۱/ ۲۳۴]

حضرت عمرو بن میمون اودی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا اے بنی اود! میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ اچھی طرح جان لو کہ ہم سب کو لوٹ کر اللہ کے ہاں جانا ہے پھر جنت میں جانا ہو گا یا جہنم میں اور وہاں جا کر ہمیشہ رہنا ہو گا وہاں سے آگے کہیں جانا نہیں ہو گا اور ایسے جسموں میں ہم ہمیشہ رہیں گے جنہیں موت نہیں آئے گی۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلية ۱/ ۲۳۶]

حضرت معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا جب تم نماز پڑھنے لگو تو دنیا سے جانے والے کی طرح نماز پڑھا کرو اور یوں سمجھا کرو کہ اب دوبارہ نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملے گا اور میرے بیٹے! یہ بات جان لو کہ مؤمن جب مرتا ہے تو اس کے پاس دو قسم کی نیکیاں ہوتی ہیں ایک تو وہ نیکی جو اس نے آگے بھیج دی دوسری وہ جسے وہ دنیا میں چھوڑ کر جا رہا ہے یعنی صدقہ جاریہ۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلية ۱/ ۲۳۴]

حضرت عبد اللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا مجھے کچھ سکھا دیں فرمایا تم میری بات مانو گے؟ اس نے کہا مجھے تو آپ کی بات ماننے کا بہت شوق ہے فرمایا کبھی روزہ رکھا کرو کبھی افطار کیا کرو اور رات کو کبھی نماز پڑھا کرو اور کبھی سو جایا کرو اور کمائی کرو اور گناہ نہ کرو اور تم پوری کوشش کرو کہ تمہاری موت مسلمان ہونے کی حالت میں آئے اور مظلوم کی بددعا سے بچو۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلية ۱/ ۲۳۳]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین کام ایسے ہیں جو انہیں کرے گا وہ اپنے آپ کو بیزاری اور نفرت کے لیے پیش کرے گا یعنی لوگ اس سے بیزار ہو کر نفرت کریں گے بغیر تعجب کی بات کے ہنسنا اور بغیر جاگے رات بھر سونا اور بغیر بھوک کے کھانا۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلية ۱/ ۲۳۷]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا تنگدستی کی آزمائش سے تم لوگوں کا امتحان لیا گیا اس میں تو تم کامیاب ہو گئے تم نے صبر سے کام لیا اب خوشحالی کی آزمائش میں ڈال کر تمہارا امتحان لیا جائے گا اور مجھے تم پر سب سے زیادہ ڈر عورتوں کی آزمائش کا ہے جب وہ سونے چاندی کے کنگن پہن لیں گی اور شام کی باریک اور یمن کی پھولدار چادریں پہن لیں گی تو وہ مالدار مرد کو تھکا دیں گی

اور فقیر مرد کے ذمہ ایسی چیزیں لگا دیں گی جو اسے میسر نہیں ہوں گی۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۲۳۶]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس آدمی پر بہت غصہ آتا ہے جو مجھے فارغ نظر آتا ہے نہ آخرت کے کسی عمل میں لگا ہوا ہے اور نہ دنیا کے کسی کام میں۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۳۰ واخرجه عبد الرزاق عنه نحوه كما فى الكنز ۸/ ۲۳۲]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تم میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ملنا چاہئے جو رات کو مردہ پڑا رہے اور دن کو قطرب کیڑے کی طرح پھدکتا پھرے۔ یعنی رات بھر تو پڑا سوتا رہے اور دن میں بھی دنیا کے کاموں میں خوب بھاگ دوڑ کرے۔ [عند ابى نعيم فى الحلية]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دنیا کا صاف حصہ تو چلا گیا اور گدلا حصہ رہ گیا ہے لہٰذا آج تو موت ہر مسلمان کے لیے تحفہ ہے۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۳۱]

ایک روایت میں یہ ہے کہ دنیا تو پہاڑ کی چوٹی کے تالاب کی طرح ہے جس کا صاف حصہ جا چکا ہو اور گدلا حصہ رہ گیا ہو۔ [عنده ايضاً ۱/ ۱۳۲]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا غور سے سنو! دو نا گوار اور نا پسندیدہ چیزیں کیا ہی اچھی ہیں ایک موت اور دوسری فقیری اور اللہ کی قسم! انسان کی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں یا مالداری یا فقیری اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ ان دونوں میں سے کون سی حالت میں مجھے مبتلا کیا جائے۔ اگر مالداری کی حالت ہوگی تو میں اپنے مال کے ذریعہ سے لوگوں کے ساتھ غمخواری اور مہربانی کا معاملہ کروں گا (اور یوں اللہ کا حکم پورا کروں گا) اور اگر فقیری کی حالت ہوگی تو صبر کروں گا (اور یوں اللہ کا حکم پورا کروں گا) [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۳۲]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ایمان کی چوٹی تک نہ پہنچ جائے اور اس وقت تک ایمان کی چوٹی تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اس کے نزدیک فقیری مالداری سے اور چھوٹا بننا بڑا بننے سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے اور اس کی تعریف کرنے والا اور اس کی برائی کرنے والا دونوں اس کے نزدیک برابر نہ ہو جائیں

(نہ تعریف سے اثر لے نہ برائی سے) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حلال کمائی کے ساتھ فقیری حرام کمائی کی مالداری سے اور اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے چھوٹا بننا اللہ کی نافرمانی کے ساتھ بڑا بننے سے زیادہ محبوب ہو اور حق بات میں تعریف کرنے والا اور برائی کرنے والا برابر ہو۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۳۲ واخرجه احمد عن مثله كما فى صفه الصفوة ۱/ ۱۶۴]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! جو بندہ اسلام کی حالت پر صبح اور شام کرتا ہے کوئی دنیاوی مصیبت اس کا نقصان نہیں کر سکتی۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۳۲]

حضرت حجیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب بیان کے لیے بیٹھتے تو فرماتے تم سب دن اور رات کی گذرگاہ میں ہو تمہاری عمریں کم ہو رہی ہیں اور سارے اعمال حفاظت سے رکھے جا رہے ہیں اور موت اچانک آجائے گی جو خیر بوئے گا وہ اپنی پسند کی چیز کاٹے گا اور جو شر بوئے گا وہ ندامت و حسرت کاٹے گا۔ انسان جیسا بوئے گا ویسا اسے ملے گا (اور ہر انسان کو اس کے مقدر کا ضرور مل کر رہے گا لہٰذا) سست آدمی کے مقدر میں جو لکھا ہوا ہے وہ اسے مل کر رہے گا اور کوئی تیز آدمی اس سے آگے بڑھ کر اس کے مقدر کی نہیں لے سکتا اور خوب زیادہ کوشش کرنے والا انسان وہ چیز حاصل نہیں کر سکتا جو اس کے مقدر میں نہیں ہے اور جسے کوئی خیر ملتی ہے وہ اللہ کے دینے سے ہی ملتی ہے اور جس کی کسی شر سے حفاظت ہوتی ہے وہ اللہ ہی کے کرنے سے ہوتی ہے متقی لوگ ہی سردار ہوتے ہیں اور فقہاء لوگ اُمت کے قائد ہیں ان کے ساتھ بیٹھنے سے دین کی سمجھ بڑھتی ہے۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۳۴ عن عبد الرحمن بن حجيرة عن ابيه واخرجه الامام احمد عن عبد الرحمن بن حجيرة عن ابيه عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انه كان يقول اذا قعدانكم فذكر مثله كما فى صفة الصفوة ۱/ ۱۶۱]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم میں سے ہر ایک مہمان ہے اور اس کے پاس جتنا مال ہے وہ سب اسے عاریت پر ملا ہے اور مہمان نے ہر حال میں آگے جانا ہی ہوتا ہے اور عاریت پر مانگی ہوئی چیز اس کے مالک کو واپس کرنی ہی پڑتی ہے۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۳۴]

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے میرے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں آ کر عرض کیا مجھے ایسے کارآمد کلمات سکھادیں جو مختصر ہوں لیکن ان کے معنی زیادہ ہوں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور قرآن کے تابع بنو وہ جدھر چلے تم بھی ادھر کو اس کے ساتھ چلو اور جو بھی تمہارے پاس حق لے کر آئے تم اسے قبول کرو چاہے وہ لے کر آنے والا دور کا یعنی دشمن ہو اور تمہیں ناپسند ہو اور جو بھی تمہارے پاس باطل اور غلط بات لے کر آئے اسے رد کر دو چاہے وہ لے کر آنے والا تمہارا محبوب اور رشتہ دار یا دوست ہو۔[اخرجه ابو نعيم في الحلية ۱/ ۱۳۴]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا حق (نفس پر) بھاری ہوتا ہے لیکن اس کا انجام اچھا ہوتا ہے اور باطل ہلکا لگتا ہے لیکن اس کا انجام برا ہوتا ہے اور انسان کی بہت سی خواہشیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کے نتیجے میں انسان کو بڑے لمبے غم اٹھانے پڑتے ہیں۔[اخرجه ابو نعيم ۱/ ۱۳۴]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کبھی دلوں میں نیک اعمال کا بڑا شوق اور جذبہ ہوتا ہے اور کبھی شوق اور جذبہ بالکل نہیں رہتا تو جب دل میں شوق اور جذبہ ہو تو اسے تم لوگ غنیمت سمجھو اور جب شوق اور جذبہ بالکل نہ ہو تو دل کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔[اخرجه ابو نعيم ۱/ ۱۳۴]

حضرت منذر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کچھ چودھری صاحبان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی موٹی موٹی گردنیں اور جسمانی صحت دیکھ کر لوگ تعجب کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں بعض ایسے کافر نظر آئیں گے جن کی جسمانی صحت سب سے زیادہ اچھی ہوگی لیکن ان کے دل سب سے زیادہ بیمار ہوں گے اور تمہیں بعض ایسے مؤمن ملیں گے جن کے دل سب سے زیادہ تندرست ہوں گے لیکن ان کے جسم سب سے زیادہ بیمار ہوں گے۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے دل تو بیمار ہوں (ان میں کفر و شرک کی بیماریاں ہوں) لیکن تمہارے جسم خوب صحت مند ہوں تو اللہ کی نگاہ میں تمہارا درجہ گندگی کے کیڑے سے بھی کم ہوگا۔

[اخرجه ابو نعيم ۱/ ۱۳۵]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی ملاقات کے بغیر مؤمن کو چین نہیں آسکتا اور جس کا چین اور راحت اللہ کی ملاقات میں ہے تو سمجھ لو اس کی اللہ سے ملاقات ہوگئی۔

[اخرجه ابو نعيم في الحلية ۱/ ۱۳۶]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی دین میں کسی زندہ انسان کے پیچھے ہرگز نہ چلے کیونکہ زندہ آدمی کا کیا اعتبار نہ معلوم کب تک ایمان کی حالت میں رہے اور کب کافر ہو جائے (خود براہ راست قرآن وحدیث سے تم اپنے لیے دینی رہنمائی حاصل کرو اور کسی کے پیچھے نہ چلو لیکن گر ایسا نہ کرسکو) اور تم ضرور ہی کسی دوسرے کی اقتداء کرنا چاہو تو پھر ان لوگوں کی اقتداء کرو جو دنیا سے بچتے ہیں کیونکہ زندہ آدمی کے بارے میں کوئی اطمینان نہیں کہ کب کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۱۳۶]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی ہرگز امعہ نہ بنے لوگوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! امعہ کون ہوتا ہے؟ فرمایا امعہ وہ ہوتا ہے (جس کی اپنی عقل سمجھ کچھ نہ ہو اور) جو یوں کہے کہ میں تو لوگوں کے ساتھ ہوں۔ اگر یہ ہدایت والے راستہ پر چلیں گے تو میں بھی ہدایت والے راستہ پر چلوں گا اور اگر یہ گمراہی والے راستہ پر چلیں گے تو میں بھی گمراہی والے راستہ پر چلوں گا۔ غور سے سنو! تم میں سے ہر آدمی اپنے دل کو اس پر ضرور پکا رکھے کہ اگر ساری دنیا کے لوگ بھی کافر ہو جائیں تو بھی وہ کفر اختیار نہیں کرے گا۔[عند ابی نعیم ایضاً]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں بلکہ چوتھی بات پر بھی قسم کھالوں تو میں اس قسم میں سچا ہوں گا۔ جس آدمی کا اسلام میں حصہ ہے اسے اللہ تعالیٰ اس آدمی جیسا نہیں بنائیں گے جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہ ہو اور یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے سے دنیا میں محبت کریں اور قیامت کے دن اسے کسی دوسرے کے سپرد کر دیں اور آدمی دنیا میں جن لوگوں سے محبت کرے گا قیامت کے دن انہی کے ساتھ آئے گا اور چوتھی بات جس پر میں قسم کھاؤں تو میں سچا ہوں گا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں جس کی پردہ پوشی کریں گے آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی ضرور کریں گے۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۱۳۷]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو دنیا کو چاہے گا وہ آخرت کا نقصان کرے گا اور جو آخرت کو چاہے گا وہ دنیا کا نقصان کرے گا' لہٰذا ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی وجہ سے فانی دنیا کا نقصان کرلو (لیکن آخرت کا نہ کرو)[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۱۳۸]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے مضبوط حلقہ تقویٰ کا کلمہ ہے اور سب سے بہترین ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے اور سب

سے عمدہ طریقہ حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے بہترین سیرت انبیاء علیہم السلام والی سیرت ہے اور سب سے اعلیٰ بات اللہ کا ذکر ہے اور بہترین قصے قرآن میں ہیں اور بہترین کام وہ ہیں جن کا انجام بہترین ہو اور سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے گھڑے جائیں اور جو مال کم ہو لیکن انسان کی ضروریات کے لیے کافی ہو وہ اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور انسان کو اللہ سے اور آخرت سے غافل کردے تم کسی جان کو (برے کاموں سے اور ظلم سے) بچالو یہ تمہارے لیے اس امارت سے بہتر ہے جس میں تم عدل وانصاف سے کام نہ لے سکو اور موت کے وقت کی ملامت سب سے بری ملامت ہے اور قیامت کے دن کی شرمندگی سب سے بری شرمندگی ہے اور ہدایت ملنے کے بعد گمراہ ہو جانا سب سے بڑی گمراہی ہے اور دل کا غنا سب سے بہترین غنا ہے (پیسہ پاس نہ ہو لیکن دل غنی ہو) اور سب سے بہترین توشہ تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ دل میں جتنی باتیں ڈالتے ہیں ان میں سب سے بہترین بات یقین ہے اور شک کرنا کفر میں شامل ہے اور دل کا اندھاپن سب سے برا اندھاپن ہے اور شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور جوانی پاگل پن کی ایک قسم ہے اور میت پر نوحہ کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے اور بعض لوگ جمعہ میں سب سے آخر میں آتے ہیں اور صرف زبان سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں دل بالکل متوجہ نہیں ہوتا اور سب سے بڑی خطا جھوٹ بولنا ہے اور مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے اور اس کے مال کا احترام کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح اس کے خون کا احترام کرنا جو لوگوں کو معاف کرے گا اللہ اسے معاف کرے گا جو غصہ پی جائے گا اللہ اسے اجر دے گا اور جو اوروں سے درگزر کرے گا اللہ اس سے درگزر کرے گا اور جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اسے بہت عمدہ بدلہ دیں گے اور سب سے بری کمائی سود کی ہے اور سب سے برا کھانا یتیم کا مال ہے اور خوش قسمت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بدقسمت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ازل سے بدبخت ہو گیا ہو اور تم میں سے ہر ایک کو اتنا کافی ہے جس سے اس کے دل میں قناعت پیدا ہو جائے۔ تم میں سے ہر ایک کو بالآخر چار ہاتھ جگہ یعنی قبر میں جانا ہے اور اصل معاملہ آخرت کا ہے اور عمل کا دارومدار اس کے انجام پر ہے اور سب سے بری روایتیں جھوٹی روایتیں ہیں اور سب سے اعلیٰ موت شہادت والی موت ہے اور جو اللہ کی آز. ش کو پہچانتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ اس کا انکار کرتا ہے اور جو بڑا بنتا ہے اللہ اسے نیچا کرتے ہیں

جو دنیا سے دوستی کرتا ہے دنیا اس کے قابو میں نہیں آتی۔ جو شیطان کی بات مانے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا جو اللہ کی نافرمانی کرے گا۔ اللہ اسے عذاب دیں گے۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ١٣٨]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو دنیا میں دکھاوے کی وجہ سے عمل کرے گا اللہ قیامت کے دن اس کے گناہ اور عیوب لوگوں کو دکھائیں گے اور جو دنیا میں شہرت کے لیے عمل کرے گا اللہ اس کے گناہ قیامت کے دن لوگوں کو سنائیں گے اور جو بڑا بننے کے لیے خود کو اونچا کرے گا اللہ اسے نیچا کریں گے اور جو عاجزی کی وجہ سے خود کو نیچا کرے گا اللہ تعالیٰ سے بلند کریں گے۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ١٣٨]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت جعفر بن زبرقان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تین آدمیوں پر ہنسی آتی ہے اور تین چیزوں پر رونا آتا ہے ایک تو اس آدمی پر ہنسی آتی ہے جو دنیا کی امیدیں لگا رہا ہے حالانکہ موت اسے تلاش کر رہی ہے۔ دوسرے اس آدمی پر جو غفلت میں پڑا ہوا ہے اور اس سے غفلت نہیں برتی جا رہی یعنی فرشتے اس کا ہر برا عمل لکھ رہے ہیں اور اسے ہر عمل کا بدلہ ملے گا۔ تیسرے منہ بھر کر ہنسنے والے پر جسے معلوم نہیں ہے کہ اس نے اپنے رب کو خوش کر رکھا ہے یا ناراض۔ اور مجھے تین چیزوں پر رونا آتا ہے پہلی چیز محبوب دوستوں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت کی جدائی دوسری موت کی سختی کے وقت آخرت کے نظر آنے والے مناظر کی ہولناکی تیسری اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑا ہونا جب کہ مجھے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ میں جہنم میں جاؤں گا یا جنت میں۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٠٧]

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ برائی اور ہلاکت کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس سے حیا نکال لیتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تم دیکھو گے کہ لوگ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں اور وہ بھی لوگوں سے بغض رکھتا ہے۔ جب وہ ایسا ہو جاتا ہے تو پھر اس سے رحم کرنے اور ترس کھانے کی صفت نکال دی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تم دیکھو گے کہ وہ بد اخلاق اکھڑ طبیعت اور سخت دل ہو گیا ہے جب وہ ایسا ہو جاتا تو پھر اس سے امانتداری کی صفت

چھین لی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تم دیکھو گے وہ لوگوں سے خیانت کرتا ہے اور لوگ بھی اس سے خیانت کرتے ہیں جب وہ ایسا ہو جاتا ہے تو پھر اسلام کا پٹہ اس کی گردن سے اتار لیا جاتا ہے اور پھر اللہ اور اس کی مخلوق بھی اس پر لعنت کرتی ہے اور وہ بھی دوسروں پر لعنت کرتا ہے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۰۴]

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس دنیا میں مؤمن کی مثال اس بیماری جیسی ہے جس کا طبیب اور معالج اس کے ساتھ ہو جو اس کی بیماری اور اس کے علاج دونوں کو جانتا ہو۔ جب اس کا دل کسی ایسی چیز کو چاہتا ہے جس میں اس کی صحت کا نقصان ہو تو وہ معالج اسے اس سے منع کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے اس کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ اگر تم نے اسے کھا لیا تو یہ تمہیں ہلاک کر دے گی اسی طرح وہ معالج اسے نقصان دہ چیزوں سے روکتا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہو جاتا ہے اور اس کی بیماری ختم ہو جاتی ہے اسی طرح مؤمن کا دل بہت سی ایسی دنیاوی چیزوں کو چاہتا رہتا ہے جو دوسروں کو اس سے زیادہ دی گئی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ موت تک اسے ان سے منع کرتے رہتے ہیں اور ان چیزوں کو اس سے دور کرتے رہتے ہیں اور مرنے کے بعد اسے جنت میں داخل کر دیتے ہیں۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۰۷]

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ (دمشق میں رہتے تھے انہوں) نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا کہ آپ (دمشق کی) پاک سرزمین میں تشریف لے آئیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب میں لکھا کہ زمین کسی کو پاک نہیں بناتی انسان تو اپنے عمل سے پاک اور مقدس بنتا ہے اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ کو وہاں طبیب (یعنی قاضی) بنایا گیا ہے۔ اگر آپ کے ذریعہ سے بیماروں کو صحت مل رہی ہے یعنی آپ عدل و انصاف والے فیصلے کر رہے ہیں تو پھر تو بہت اچھی بات ہے شاباش ہو آپ کو اور اگر آپ کو طب نہیں آتی اور زبردستی حکیم و طبیب بنے ہوئے ہیں تو پھر آپ کسی انسان کو (غلط فیصلہ کر کے) مار ڈالنے سے بچیں ورنہ آپ کو جہنم میں جانا ہوگا' چنانچہ حضرت ابو الدرداء جب بھی دو آدمیوں میں فیصلہ کرتے اور وہ دونوں پشت پھیر کر جانے لگتے تو انہیں دیکھ کر فرماتے میں تو اللہ کی قسم! اناڑی حکیم ہوں تم دونوں میرے پاس آ کر اپنا سارا قصہ دوبارہ سناؤ (یعنی بار بار تحقیق کر کے فیصلہ کرتے) [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۰۵]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت حسن بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے تم لوگ اس وقت تک خیر پر رہو گے جب تک کہ تم اپنے بھلے لوگوں سے محبت کرتے رہو گے اور تم میں حق بات کی جائے اور تم اسے پہچانتے رہو گے کیونکہ حق بات کو پہچاننے والا حق پر عمل کرنے والے کی طرح شمار ہوتا ہے۔ [اخرجه ابونعيم فى الحلية ۱/ ۲۱۰ واخرجه البيهقى فى شعب الايمان وابن عساكر عن ابى الدرداء مثله كما فى الكنز ۸/ ۲۲۴]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں کو ان چیزوں کا مکلف نہ بناؤ جن کے وہ (اللہ کی طرف سے) مکلف نہیں ہیں لوگوں کا رب تو ان کا محاسبہ نہ کرے اور تم ان کا محاسبہ کرو' یہ ٹھیک نہیں۔ اے ابن آدم! تو اپنی فکر کر کیونکہ جو لوگوں میں نظر آنے والے عیوب تلاش کرے گا اس کا غم لمبا ہوگا اور اس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو سکے گا۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۱۱]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو اور جان لو کہ تھوڑا مال جو تمہاری ضروریات کے لیے کافی ہو وہ اس زیادہ مال سے بہتر ہے جو تمہیں اللہ سے غافل کر دے اور یہ بھی جان لو کہ نیکی کبھی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا۔ [اخرجه ابونعيم فى الحلية ۱/ ۲۱۲]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیر یہ نہیں ہے کہ تمہارا مال یا تمہاری اولاد زیادہ ہو جائے بلکہ خیر یہ ہے کہ تمہاری بردباری بڑھ جائے اور تمہارا علم زیادہ ہو اور تم اللہ کی عبادت میں لوگوں سے آگے نکلنے میں مقابلہ کرو اگر تم نیکی کرو تو اللہ کی تعریف کرو اور اگر کوئی برا کام ہو جائے تو اللہ سے استغفار کرو۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۲۱۲]

حضرت سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدمی کو اس سے بچتے رہنا چاہئے کہ مؤمنوں کے دل اس سے نفرت کرنے لگ جائیں اور اسے پتہ بھی نہ چلے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو ایسا کیوں ہوتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا بندہ خلوت میں اللہ کی نافرمانیاں کرتا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی نفرت مؤمنوں کے دل میں ڈال دیتے ہیں اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا۔ [اخرجه ابونعيم فى الحلية ۱/ ۲۱۵]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایمان کی چوٹی اللہ کے فیصلے کی وجہ سے پیش آنے والی تکلیفوں پر صبر کرنا اور تقدیر پر راضی ہونا اور توکل میں مخلص ہونا اور اللہ تعالیٰ کی ہر بات کو بے چون وچرا مان لینا اور اللہ کے سامنے گردن جھکا لینا ہے۔[اخرجه ابو نعيم في الحلية ۱/ ۲۱۶]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہلاکت ہو اس شخص کے لیے جو بہت زیادہ مال جمع کرنے والا ہو اور مال کے لالچ میں اس طرح منہ پھاڑے ہوئے ہو کہ گویا پاگل ہو گیا ہے اور لوگوں کے پاس جو دنیا ہے بس اسے دیکھتا رہتا ہے کہ کسی طرح مجھے مل جائے اور جو اپنے پاس ہے نہ اسے دیکھتا ہے اور نہ اس پر شکر کرتا ہے اگر اس کے بس میں ہو تو رات کو بھی دن سے ملا دے یعنی دن کو تو کماتا ہے اس کا بس چلے تو وہ رات کو بھی کمایا کرے۔ اس کے لیے ہلاکت ہو اس کا حساب بھی سخت ہوگا اور اس پر عذاب بھی سخت ہوگا۔[اخرجه ابو نعيم في الحلية ۱/ ۲۱۷]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اے دمشق والو! کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟ اتنا مال جمع کر رہے ہو جسے تم کھا نہیں سکتے اور اتنے گھر بنا رہے ہو جن میں تم رہ نہیں سکتے اور اتنی بڑی امیدیں لگا رہے ہو جن تک تم پہنچ نہیں سکتے اور تم سے پہلے قوموں کی قومیں مال جمع کر کے محفوظ کر لیتی تھیں اور انہوں نے بڑی لمبی امیدیں لگا رکھی تھیں اور بڑی مضبوط عمارتیں بنائی تھیں لیکن اب وہ سب ہلاک ہو چکی ہیں اور ان کی امیدیں دھوکہ ثابت ہوئیں اور ان کے گھر قبر بن چکے ہیں یہ قوم عاد ہے جن کے مال اور اولاد سے عدن سے عمان تک کا سارا علاقہ بھرا ہوا تھا لیکن اب مجھ سے عاد کا سارا ترکہ دو درہم میں خریدنے کے لیے کون تیار ہے۔

[اخرجه ابو نعيم في الحلية ۱/ ۲۱۷]

حضرت عون بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسلمانوں نے غوطہ میں نئی عمارتیں بنالی ہیں اور نئے نئے باغات لگا لیے ہیں تو ان کی مسجد میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان فرمایا "اے دمشق والو!" تو تمام دمشق والے ان کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا کیا تمہیں شرم نہیں آتی پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔[اخرجه ابن ابي حاتم كما في التفسير لابن كثير ۳/ ۳۴۱]

حضرت صفوان بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اے مال والو! اپنے مال کو صدقہ وغیرہ میں خرچ کر کے اپنی کھالوں کے لیے آخرت کی ٹھنڈک کا انتظام کر لو

(صدقہ وغیرہ کرنے سے تم لوگ جہنم کی گرمی سے بچ جاؤ گے) مبادا کہ تمہاری موت کا وقت قریب آجائے اور تمہارے مال میں ہم اور تم برابر ہو جائیں تم اپنے مال کو دیکھ رہے ہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ اسے دیکھ رہے ہیں۔ (اس وقت تم اپنے مال کو صرف دیکھ سکو گے خرچ نہیں کر سکو گے) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تم پر اس بات کا ڈر ہے کہ تم چھپی ہوئی خواہش کی وجہ سے نعمت استعمال کرو گے تو وہ نعمت تمہیں غفلت میں ڈال دے گی اور یہ اس وقت ہوگا جب تم کھانا پیٹ بھر کر کھاؤ گے لیکن علم سے بھوکے رہو گے اسے کچھ بھی حاصل نہیں کرو گے۔ یہ بھی فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے ساتھی سے یہ کہے آؤ مرنے سے پہلے ہم روزے رکھ لیں اور تم میں سب سے براوہ ہے جو اپنے ساتھی سے یہ کہے آؤ مرنے سے پہلے ہم کھا پی لیں اور کھیل تماشہ کر لیں ایک دفعہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا چند لوگوں پر گزر ہوا جو مکان بنا رہے تھے تو ان سے فرمایا تم دنیا میں نئی نئی عمارتیں کھڑی کر رہے ہو حالانکہ اللہ تو اس کے اجاڑنے کا ارادہ کیے ہوئے ہیں اور اللہ جس چیز کا ارادہ کر لیتے ہیں اسے وجود میں ضرور لے آتے ہیں اس میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اجاڑ جگہیں تلاش کیا کرتے تھے اور جب کوئی اجاڑ جگہ مل جاتی تو فرماتے اے رہنے والوں کو اجاڑنے والی جگہ! تجھ میں بسنے والے پہلے لوگ کہاں ہیں؟ [اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ۱/ ۲۱۸]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین چیزیں مجھے بہت پسند ہیں لیکن عام لوگوں کو پسند نہیں ہیں فقر، بیماری اور موت۔ [اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ۱/ ۲۱۷]

اور یہ بھی فرمایا اپنے رب کی ملاقات کے شوق کی وجہ سے مجھے موت سے محبت ہے اور اپنے رب کے سامنے عاجزی ظاہر کرنے کی وجہ سے مجھے فقر سے محبت ہے اور گناہوں کے لیے کفارہ ہونے کی وجہ سے مجھے بیماری سے محبت ہے۔ [عند ابی نعیم ایضاً]

حضرت شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جب کوئی جنازہ دیکھتے تو فرماتے تم صبح کو جارہے ہو شام کو ہم بھی تمہارے پاس آجائیں گے یا تم شام کو جارہے ہو، صبح کو ہم بھی آجائیں گے۔ جنازہ ایک زبردست اور مؤثر نصیحت ہے لیکن لوگ کتنی جلدی غافل ہو جاتے ہیں۔ نصیحت حاصل کرنے کے لیے موت کافی ہے۔ ایک ایک کر کے لوگ جارہے ہیں اور آخر میں ایسے لوگ رہتے جارہے ہیں جنہیں کچھ سمجھ نہیں ہے (جنازہ دیکھ کر پھر اپنے دنیاوی کاموں

میں لگے رہتے ہیں)۔[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢١٧]

حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو دوسروں کے حالات معلوم کرے گا اسے اپنی پسند کے حالات نظر نہیں آئیں گے (کیونکہ خیر والے آدمی کم ہوا کرتے ہیں) اور جو پیش آنے والے دردناک حالات کے لیے صبر تیار نہیں کرے گا وہ آخرکار بے بس و عاجز ہو جائے گا۔ اگر تم لوگوں کو برا بھلا کہو گے تو لوگ بھی تمہیں برا بھلا کہیں گے اگر تم انہیں کہنا چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت عون نے پوچھا تو اس صورت میں آپ میرے لیے کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا لوگ تمہیں برا بھلا کہیں تو تم ان سے بدلہ آج نہ لو بلکہ یہ ان کے ذمہ ادھار رہنے دو اور جس دن تمہیں اس بدلہ کی شدید ضرورت ہو گی اس دن ان سے اس کا بدلہ لے لینا یعنی قیامت کے دن۔[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢١٨]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو موت کو کثرت سے یاد کرے گا اس کا اترانا اور حسد دونوں ختم ہو جائیں گے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا بات ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ جس روزی کی اللہ نے ذمہ داری لے رکھی ہے اس کے لیے تو تم بہت فکر اور کوشش کرتے ہو اور اللہ نے جو عمل تمہارے ذمہ لگائے ہیں انہیں ضائع کر رہے ہو۔ جانوروں کا علاج کرنے والا گھوڑوں کو جتنا جانتا ہے میں اس سے زیادہ تمہارے بڑوں کو جانتا ہوں یہ وہ لوگ ہیں جو نماز وقت گزرنے کے بعد پڑھتے ہیں اور قرآن سنتے تو ہیں لیکن دل سے نہیں اور غلاموں کو آزاد تو کر دیتے ہیں لیکن وہ پھر بھی آزاد نہیں ہوتے ان سے غلاموں کی طرح خدمت لیتے رہتے ہیں۔[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٢١]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا زندگی بھر خیر کو تلاش کرتے رہو اور اللہ کی رحمت کے جھونکوں کے سامنے خود کو لاتے رہو کیونکہ اللہ کی رحمت کے جھونکے چلتے رہتے ہیں جنہیں اللہ اپنے جن بندوں پر چاہتے ہیں بھیج دیتے ہیں اور اللہ سے یہ سوال کرو کہ وہ تمہارے عیبوں پر پردہ ڈالے اور تمہاری خوف کی جگہوں کو امن والا بنائے۔[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٢١]

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھے کوئی ایسی بات سکھا دیں جس سے اللہ مجھے نفع دے فرمایا ایک نہیں دو تین چار بلکہ پانچ باتیں سکھانے کو تیار ہوں جن پر عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بلند درجے

عطا فرمائیں گے پھر فرمایا صرف پاکیزہ روزی کھاؤ اور صرف پاکیزہ مال کماؤ اور صرف پاکیزہ روزی گھر میں لاؤ اور اللہ سے یہ مانگو کہ وہ تمہیں ایک دن میں ایک دن کی روزی عطا فرمائے اور جب تم صبح اٹھو تو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو گویا کہ تم ان میں جا ملے ہو (اپنی آبرو کو اللہ کی خاطر قربان کردو لہٰذا جو تمہیں برا بھلا کہے یا گالی دے یا تم سے لڑے تم اسے اللہ کے لیے چھوڑ دو اور جب تم سے کوئی برا کام ہو جائے تو فوراً اللہ سے استغفار کرو۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٢٢]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا انسان کا دل دنیا کی محبت میں جوان رہتا ہے اگرچہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی ہنسلی کی دونوں ہڈیاں آپس میں مل جائیں لیکن جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے آزما لیا ہے ان کے دل دنیا کی محبت میں جوان نہیں رہتے اور ایسے کامل متقی لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٢٣ واخرجه ابن عساكر عن ابى الدرداء مثله كما فى الكنز ٨/ ٢٢٣]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین کام ایسے ہیں جن کو کرنے سے ابن آدم کے سارے کام قابو میں آجائیں گے تم اپنی مصیبت کا کسی سے شکوہ نہ کرو اور اپنی بیماری کو کسی کو مت بتاؤ اور اپنی زبان سے اپنی خوبیاں بیان نہ کرو اور اپنے آپ کو مقدس اور پاکیزہ نہ سمجھو۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٢٣]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا مظلوم کی اور یتیم کی بددعا سے بچو کیونکہ ان دونوں کی بددعا رات کو اللہ کی طرف چلتی ہے جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں ایک روایت میں یہ ہے کہ مجھے لوگوں میں اس پر ظلم کرنا سب سے زیادہ مبغوض ہے جو بالکل بے بس اور بے کس ہو اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے میرے خلاف مدد نہ لے سکے۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٢١]

حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک ساتھی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان کو خط میں یہ لکھا کہ اے میرے بھائی! اپنی صحت اور فراغت کو اس بلاء کے آنے سے پہلے غنیمت سمجھو جس کو تمام بندے مل کر ٹال نہیں سکتے (اس بلاء سے مراد موت ہے) اور مصیبت زدہ کی دعا کو غنیمت سمجھو۔ اور اے میرے بھائی! مسجد تمہارا گھر ہونا چاہئے یعنی مسجد میں زیادہ وقت اعمال میں گزرے کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد ہر متقی

کا گھر ہے اور مسجد جن لوگوں کا گھر ہوگا ان کے لیے اللہ نے یہ ذمہ داری لے رکھی ہے کہ انہیں خوشی اور راحت نصیب ہوگی اور وہ پل صراط کو پار کر کے اللہ کی رضا مندی حاصل کریں گے اور اے میرے بھائی! یتیم پر رحم کرو اسے اپنے قریب کرو اور اسے اپنے کھانے میں سے کھلاؤ کیونکہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے اس نے کہا جی ہاں حضور ﷺ نے فرمایا یتیم کو اپنے سے قریب کرو اس کے سر پر ہاتھ پھیرو اور اسے اپنے کھانے میں سے کھلاؤ اس سے تمہارا دل نرم ہو جائے گا اور تمہاری ہر ضرورت پوری ہوگی اور اے میرے بھائی! اتنا جمع نہ کرو جس کا تم شکر ادا نہ کر سکو کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ دنیا والا انسان جس نے اس دنیا کے خرچ کرنے میں اللہ کی اطاعت کی تھی اسے قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ وہ آگے آگے ہوگا اور اس کا مال پیچھے پیچھے ہوگا وہ جب بھی پل صراط پر لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اسے کہے گا تم بے فکر ہو کر چلتے رہو (تم جہنم میں نہیں گر سکتے کیونکہ) مال کا جو حق تمہارے ذمہ تھا وہ تم نے ادا کیا تھا پھر حضور ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے اس دنیا کے بارے میں اللہ کی اطاعت نہیں کی تھی اسے اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کا مال اس کے کندھوں کے درمیان ہوگا اور اس کا مال اسے ٹھوکر مار کر کہے گا تیرا ناس ہو تو نے میرے بارے میں اللہ کے حکم پر عمل کیوں نہیں کیا؟ یہ مال اس کے ساتھ بار بار ایسے ہی کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ ہلاکت کو پکارنے لگے گا اور اے میرے بھائی! مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تم نے ایک خادم خریدا ہے حالانکہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بندہ کا اللہ سے اور اللہ کا بندے سے تعلق اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ اس کی خدمت نہ کی جائے اپنے کام وہ خود کرے اور جب اس کی خدمت ہونے لگتی ہے تو اس پر حساب واجب ہو جاتا ہے۔ ام درداء نے مجھ سے ایک خادم مانگا اور میں ان دنوں مالدار بھی تھا لیکن میں نے چونکہ حساب والی حدیث سن رکھی تھی اس وجہ سے مجھے خادم خریدنا پسند نہ آیا اور اے میرے بھائی! میرے لیے اور تمہارے لیے کون اس بات کی ضمانت دے سکتا ہے حضور ﷺ کے صحابی ہونے کی وجہ سے دھوکہ میں مت آ جانا کیونکہ ہم نے حضور ﷺ کے بعد بہت لمبا عرصہ گزار لیا ہے اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کے بعد کیا کیا ہے۔[اخرجه ابونعيم فى الحلية ۱/ ۲۱۴ واخرجه ايضاً ابن عساكر عن محمد بن واسع قال كتب

ابوالدرداء الی سلمان فذکر نحوہ الا انہ لم یذکروان ام الدرداء سالتنی الی اخرہ کمافی الکنز ۸/ ۲۲۴]

حضرت عبد الرحمٰن بن محمد محاربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بھائی کو خط میں یہ لکھا امابعد! تمہارے پاس جتنی دنیا ہے وہ تم سے پہلے دوسروں کے پاس تھی اور تمہارے بعد پھر دوسروں کے پاس چلی جائے گی اس میں سے تمہاری صرف اتنی ہے جو تم نے اپنے لیے آگے بھیج دی۔ یعنی اللہ کے نام پر دوسروں پر خرچ کر دی لہٰذا اپنے آپ کو اپنی نیک اولاد پر ترجیح دو یعنی دوسروں پر خرچ کر جاؤ گے تو تمہارے کام آئے گی ورنہ تمہارے بعد تمہاری اولاد کو مل جائے گی کیونکہ تم ایسی ذات کے پاس جاؤ گے جو تمہارا کوئی عذر قبول نہیں کرے گی اور تم ان لوگوں کے لیے جمع کر رہے ہو جو تمہاری کبھی تعریف نہیں کریں گے اور تم دو طرح کے آدمیوں کے لیے جمع کر رہے ہو یا تو وہ تمہارے مال میں اللہ کے حکم پر عمل کرے گا اور تم تو اس مال کو دوسروں پر خرچ کرنے کی سعادت حاصل نہ کر سکے لیکن یہ سعادت اسے مل جائے گی یا وہ اس مال میں اللہ کی نافرمانی پر عمل کرے گا اور چونکہ یہ مال تم نے اس کو جمع کر کے دیا ہے اس لیے اس کے غلط خرچ کرنے کا ذریعہ بننے کی وجہ سے تم خود بدبخت بن جاؤ گے بہر حال اللہ کی قسم! ان دونوں میں سے کوئی بھی اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ تم اس کی وجہ سے اپنی کمر پر بوجھ لاد کر اس کی سزا کو کم کرواؤ لہٰذا تم اسے اپنی ذات پر ترجیح مت دو اور جو جا چکے ہیں ان کے لیے اللہ کی رحمت کی امید رکھو اور جو باقی رہ گئے ہیں ان کے بارے میں اللہ کی عطا پر اعتماد کرو والسلام۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۱۶]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کو خط میں یہ لکھا امابعد! بندہ جب اللہ کے حکم پر عمل کرتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور جب اللہ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں تو اس کی محبت اپنی مخلوق میں ڈال دیتے ہیں اور جب بندہ اللہ کی نافرمانی والا عمل کرتا ہے تو اللہ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور جب اللہ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں تو اس کی نفرت اپنی مخلوق میں ڈال دیتے ہیں۔ [اخرجه ابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۲۲۵]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسلام صرف بے چون و چرا حکم ماننے کا نام ہے۔ خیر

صرف جماعت میں ہے اور انسان اللہ اور خلیفہ اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرے۔

[اخرجه ابن عساكر كذا فى الكنز ٨/ ٢٢٧]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! میں جندب غفاری ہوں اس بھائی کے پاس آجاؤ جو تمہارا خیر خواہ اور بڑا شفیق ہے اس پر لوگوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تو فرمایا ذرا یہ بتاؤ کہ جب تم میں سے کسی کا سفر کا ارادہ ہوتا ہے تو کیا وہ اتنا مناسب زادراہ نہیں لیتا جس سے وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے؟ لوگوں نے کہا لیتا ہے۔ فرمایا قیامت کے راستہ کا سفر تو سب سے لمبا سفر ہے لہٰذا اتنا زاد راہ لے لو جس سے یہ سفر ٹھیک طرح ہو جائے لوگوں نے کہا وہ زادراہ کیا ہے جس سے ہمارا یہ سفر ٹھیک طرح ہو جائے؟ فرمایا حج کرو اس سے تمہارے بڑے بڑے کام ہو جائیں گے اور سخت گرم دن میں روزے رکھو کیونکہ قیامت کا دن بہت لمبا ہے اور رات کے اندھیرے میں دو رکعت نماز پڑھو یہ دو رکعتیں قبر کی تنہائی میں کام آئیں گی یا تو خیر کی بات کہو یا پھر چپ رہو شر کی بات مت کرو کیونکہ ایک بہت بڑے دن میں اللہ کے سامنے کھڑے ہونا ہے اپنا مال صدقہ کرو تا کہ قیامت کی مشکلات سے نجات پا سکو اس دنیا میں دو باتوں کے لیے کسی مجلس میں بیٹھو یا تو آخرت کی تیاری کے لیے یا حلال روزی حاصل کرنے کے لئے۔ ان دو کاموں کے علاوہ کسی اور کام کے لیے مجلس میں بیٹھنے سے تمہارا نقصان ہوگا فائدہ نہیں ہوگا ایسی مجلس کا ارادہ بھی نہ کرو۔ مال کے دو حصے کرو۔ ایک حصہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو اور دوسرا حصہ اپنی آخرت کے لیے بھیج دو ان دو جگہوں کے علاوہ کہیں اور خرچ کرو گے تو اس سے تمہارا نقصان ہوگا فائدہ نہیں ہوگا لہٰذا اس کا ارادہ بھی نہ کرو پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا اے لوگو! دنیا کے لالچ نے تمہیں مار ڈالا اور تم جتنا لالچ کرتے ہو اس کو تم کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ١٦٥]

حضرت عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک قابل اعتماد انسان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اے لوگو! میں تمہارا خیر خواہ اور بڑا شفیق ہوں۔ رات کے اندھیرے میں نماز پڑھا کرو۔ یہ نماز قبر کی تنہائی میں کام آئے گی۔ دنیا میں

روزے رکھو قبروں سے اٹھائے جانے کے دن کی گرمی میں کام آئیں گے اور دشوار دن سے ڈر کر صدقہ دیا کرو اے لوگو! میں تمہارا خیر خواہ اور بڑا شفیق ہوں۔[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ١٦٥]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں کے ہاں بچے پیدا ہوتے ہیں جو ایک دن مر جائیں گے اور لوگ عمارتیں بناتے ہیں جو ایک دن گر جائیں گی۔ لوگوں کو فانی دنیا کا بڑا شوق ہے اور ہمیشہ رہنے والی آخرت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ غور سے سنو! دو چیزیں عام لوگوں کو ناپسند ہیں لیکن ہیں وہ بہت اچھی۔ ایک موت اور دوسرا فقر۔[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ١٦٣]

حضرت حیان بن ابی جبلہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابو ذر اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہما نے فرمایا تمہارے بچے پیدا ہو رہے ہیں جو ایک دن مر جائیں گے اور تم عمارتیں بنا رہے ہو جو ایک دن اجڑ جائیں گی۔ فانی دنیا کے تم حریص ہو لیکن باقی رہنے والی آخرت کو چھوڑ دیتے ہو غور سے سنو! تین چیزیں لوگوں کو پسند نہیں ہیں لیکن ہیں بہت اچھی ایک موت دوسرے بیماری، تیسرے فقر۔[عند ابن عساكر كما فى الكنز ٨/ ٢٢٤]

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت ابو طفیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! اور لوگ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھا کرتا تھا تو کیا تم لوگ زندوں میں سے مردہ کے بارے میں نہیں پوچھتے؟ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا انہوں نے لوگوں کو گمراہی سے ہدایت کی طرف اور کفر سے ایمان کی طرف بلایا پھر جس کا مقدر اچھا تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کر لیا اور جو لوگ مردہ تھے وہ حق کو قبول کر کے زندہ ہو گئے اور جو زندہ تھے وہ باطل پر چلتے رہنے کی وجہ سے مردہ ہو گئے پھر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے) نبوت چلی گئی پھر نبوت کے نہج پر خلافت آ گئی اب اس کے بعد ظلم والی بادشاہت ہو گی جو ان کے ظلم پر دل زبان اور ہاتھ سے انکار کرے گا تو وہ پورے حق پر عمل کرنے والا ہو گا اور جو ہاتھ کو روک لے گا اور صرف دل اور زبان سے انکار کرے گا وہ حق کے ایک حصہ کو چھوڑنے والا ہو گا اور جو ہاتھ اور زبان کو روک لے گا اور صرف دل سے انکار کرے گا وہ حق کے دو حصوں کو چھوڑنے والا ہو گا اور جو دل سے بھی انکار نہیں کرے گا وہ انسان زندوں

میں سے مردہ ہے۔[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٧۴]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دل چار قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ دل جس پر پردہ پڑا ہوا ہے یہ تو کافر کا دل ہے دوسرا دو منہ والا دل یہ منافق کا دل ہے تیسرا وہ صاف ستھرا دل جس میں چراغ روشن ہے یہ مؤمن کا دل ہے۔ چوتھا وہ دل جس میں نفاق بھی ہے اور ایمان بھی۔ ایمان کی مثال درخت جیسی ہے جو عمدہ پانی سے بڑھتا ہے اور نفاق کی مثال پھوڑے جیسی ہے جو پیپ اور خون سے بڑھتا ہے۔ ایمان اور نفاق میں سے جس کی صفات غالب آجائیں گی وہی غالب آجائے گا۔[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٧٦]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتنہ دلوں میں ڈالا جاتا ہے تو جس دل میں وہ فتنہ پوری طرح داخل ہو جاتا ہے اس میں ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے اور جو دل اس فتنہ سے انکار کرتا ہے اس میں سفید نقطہ لگ جاتا ہے اب تم میں سے جو یہ جاننا چاہتا ہے کہ اس پر فتنہ کا اثر پڑا ہے یا نہیں وہ یہ دیکھے کہ جس چیز کو پہلے وہ حلال سمجھتا تھا اب اسے حرام سمجھنے لگ گیا ہے یا جس چیز کو وہ پہلے حرام سمجھتا تھا اب اسے حلال سمجھنے لگ گیا ہے تو بس سمجھ لے کہ اس پر فتنہ کا پورا اثر ہو گیا ہے۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٧٢]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتنوں سے بچ کر رہو اور کوئی آدمی خود اٹھ کر فتنے کی طرف نہ جائے کیونکہ اللہ کی قسم! جو بھی از خود اٹھ کر فتنوں کی طرف جائے گا اسے فتنے ایسے بہا کر لے جائیں گے جیسے سیلاب کوڑے کے ڈھیروں کو بہا کر لے جاتا ہے۔ فتنہ جب آتا ہے تو بالکل حق جیسا لگتا ہے یہاں تک کہ جاہل کہتا ہے کہ یہ تو حق جیسا ہے (اس وجہ سے لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں) لیکن جب جاتا ہے تو اس وقت صاف پتہ چل جاتا ہے کہ یہ تو فتنہ تھا' لہٰذا جب تم فتنہ کو دیکھو تو اس سے بچ کر رہو اور گھروں میں بیٹھ جاؤ اور تلواریں توڑ ڈالو اور کمان کی تانت کے ٹکڑے کر دو۔[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٧٣]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتنے رک جاتے ہیں اور پھر اچانک شروع ہو جاتے ہیں اس لیے اس کی پوری کوشش کرو کہ تمہیں ان دنوں میں موت آجائے جن دنوں فتنہ رکا ہوا ہو (مرنے کی کوشش سے مراد مرنے کی تمنا اور اس کی دعا ہے)۔[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٧۴]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتنہ تین آدمیوں کے ذریعہ سے آتا ہے ایک تو اس ماہر اور

طاقتور عالم کے ملحد ہو جانے کے ذریعے سے جو اٹھنے والی ہر چیز کا تلوار کے ذریعہ سے قلع قمع کر دیتا ہے دوسرے اس بیان والے کے ذریعہ سے جو فتنہ کی دعوت دیتا ہے تیسرے سردار اور حاکم کے ذریعہ سے۔ عالم اور بیان کرنے والے کو تو فتنہ منہ کے بل گرا دیتا ہے البتہ سردار کو فتنہ خوب کریدتا ہے اور پھر جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے اس سب کو فتنہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۷۴]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتنہ خالص شراب سے زیادہ عقل کو لے جاتا ہے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۷۴]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس زمانہ میں فتنوں سے صرف وہی آدمی نجات حاصل کر سکے گا جو ڈوبنے والے کی طرح دعا کرے گا۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۷۴]

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے تم میں وہ لوگ سب سے بہترین نہیں ہیں جو دنیا کو آخرت کی وجہ سے یا آخرت کو دنیا کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں بلکہ سب سے بہتر ین لوگ وہ ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں کے لیے محنت کرتے ہیں۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۷۸]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا مجھے کچھ وصیت فرماویں۔ فرمایا اللہ کی کتاب کو امام بنا لو اور اس کے قاضی اور فیصلہ کرنے والا حکم ہونے پر راضی رہو کیونکہ اسی کو تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ یہ ایسا سفارشی ہے جس کی سفارش مانی جاتی ہے اور ایسا گواہ ہے جس پر کوئی تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ اس میں تمہارا اور تم سے پہلے لوگوں کا تذکرہ ہے اور اس میں تمہارے آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ ہے اور اس میں تمہارے اور تمہارے بعد والوں کے حالات ہیں۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۵۳]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو بندہ بھی کسی چیز کو اللہ کے لیے چھوڑ دیتا ہے اللہ اس

کے بدلے میں اس سے بہتر چیز اس کو وہاں سے دیتے ہیں جہاں سے ملنے کا اسے گمان نہیں ہوتا اور جو بندہ کسی چیز کو ہلکا سمجھ کر اسے وہاں سے لے لیتا ہے جہاں سے لینا ٹھیک نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ سخت چیز وہاں سے دیتے ہیں جہاں سے ملنے کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

[اخرجه ابونعیم فی الحلیة ۱/ ۲۵۳]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مؤمن چار حالتوں کے درمیان رہتا ہے۔ اگر کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے اور اگر کوئی نعمت ملتی ہے تو شکر کرتا ہے اگر بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے اور اگر کوئی فیصلہ کرتا ہے تو انصاف والا فیصلہ کرتا ہے اور ایسے مؤمن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿نُورٌ عَلٰی نُورٍ﴾ [سورۃ نور آیت:۳۵]

یہ مؤمن پانچ قسم کے نوروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اس کا کلام نور ہے اور اس کا علم نور ہے۔ یہ اندر جاتا ہے تو نور میں جاتا ہے۔ یہ باہر نکلتا ہے تو نور سے باہر نکلتا ہے اور قیامت کے دن یہ نور کی طرف لوٹ کر جائے گا اور کافر پانچ قسم کی ظلمتوں (اندھیروں) میں چلتا پھرتا ہے اس کا کلام ظلمت ہے اس کا عمل ظلمت ہے اندر جاتا ہے تو ظلمت میں اور باہر آتا ہے تو ظلمت سے اور قیامت کے دن یہ بے شمار ظلمتوں کی طرف لوٹ کر جائے گا۔ [اخرجه ابونعیم فی الحلیة ۱/ ۲۵۵]

حضرت ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی کو جریا جو یبر کہا جاتا تھا انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان سے ایک باندی لینے کا ارادہ کیا۔ میں سفر کر کے رات کے وقت مدینہ پہنچا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بڑی ذہانت اور بات کرنے کا بڑا سلیقہ عطا فرمایا ہوا ہے۔ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا اور دنیا کے بارے میں بات شروع کی اور دنیا کے چھوٹے ہونے کو بیان کرنے لگا اور اس کا حال ایسا بنا کر چھوڑا کہ گویا دنیا کسی چیز کے برابر نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں بات پوری کر چکا تو انہوں نے فرمایا تمہاری ساری بات تقریباً ٹھیک تھی لیکن تم نے دنیا کی جو برائی بیان کی یہ ٹھیک نہیں تھا اور تم جانتے ہو کہ دنیا کیا ہے؟ دنیا کے ذریعہ سے تو ہم جنت تک پہنچیں گے اور یہی آخرت کے لیے زادِ راہ ہے اور دنیا ہی میں تو تمہارے وہ اعمال ہیں جن کا بدلہ تم کو آخرت میں ملے گا۔ غرضیکہ انہوں نے دنیا کے بارے میں جو بات کرنی شروع کی تو پتہ چلا کہ یہ تو دنیا کو مجھ سے زیادہ جانتے

ہیں۔ میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! یہ آپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے صاحب کون ہیں؟ فرمایا یہ مسلمانوں کے سردار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔

[اخرجه البخاری فی آلادب كذا فی المنتخب ۵/ ۱۲۶]

ایک آدمی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا اے ابوالمنذر! آپ مجھے کچھ وصیت فرماویں۔ فرمایا لایعنی والے کام میں ہرگز نہ لگو اور دشمن سے کنارہ کش رہو اور دوست کے ساتھ چوکنے ہو کر چلو (دوستی میں تم سے غلط کام نہ کروالے) زندہ آدمی کی ان ہی باتوں پر رشک کرو جن پر مرجانے والے پر رشک کرتے ہو یعنی نیک اعمال اور اچھی صفات پر۔ اور اپنی حاجت اس آدمی سے طلب نہ کرو جسے تمہاری حاجت پوری کرنے کی پرواہ نہیں ہے۔

[اخرجه ابن عساكر كذا فی الكنز ۸/ ۲۲۴]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت عبداللہ بن دینار بہرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو خط میں یہ لکھا امابعد! اللہ تعالیٰ نے زبان کو دل کا ترجمان بنایا ہے اور دل کو حکمران بنایا ہے۔ دل زبان کو جو حکم دیتا ہے زبان اسے پورا کرتی ہے۔ جب دل زبان کی موافقت پر ہوتا ہے تو گفتگو مرتب اور مناسب ہوتی ہے اور نہ زبان سے کوئی لغزش ہوتی ہے اور نہ وہ ٹھوکر کھاتی ہے اور جس انسان کا دل اس کی زبان سے پہلے نہ ہو یعنی دل اس کی نگرانی اور دیکھ بھال نہ کرے تو آزاد اس کی بات عقل و سمجھ والی نہیں ہوگی۔ جب آدمی اپنی زبان کو بات کرنے میں کھلا اور چھوڑ دے گا اور زبان دل کی مخالفت کرے گی تو اس طرح وہ آدمی اپنی ناک کاٹ ڈالے گا یعنی خود کو ذلیل کرلے گا اور جب آدمی اپنے قول کا اپنے فعل سے موازنہ کرے گا تو عملی صورت سے ہی اس کے قول کی تصدیق ہوگی اور یہ کہاوت عام طور سے بیان کی جاتی ہے کہ جو بخیل بھی تمہیں ملے گا وہ باتوں میں تو بڑا سخی ہوگا لیکن عمل میں کنجوس ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی زبان اس کے دل سے آگے رہتی ہے یعنی بولتی بہت ہے اور دل کے قابو میں نہیں ہے اور یہ کہاوت بھی عام طور سے بیان کی جاتی ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے کہے کی پابندی نہ کرے یعنی اس پر عمل نہ کرے حالانکہ اس بات کو کہتے وقت وہ جانتا تھا کہ یہ بات حق ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے تو کیا تم اس کے پاس

شرف وعزت اور مردانگی پاؤ گے؟ اور آدمی کو چاہئے کہ وہ لوگوں کے عیبوں کو نہ دیکھے کیونکہ جو لوگوں کے عیب دیکھتا ہے اور اپنے عیبوں کو ہلکا سمجھتا ہے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو بہ تکلف ایسا کام کر رہا ہے جس کا اُسے حکم نہیں دیا گیا والسلام۔ [اخرجه ابن عساكر كذافي الكنز ۸/ ۲۲۴]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نصیحتیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے گناہ کرنے والے! گناہ کے برے انجام سے مطمئن نہ ہو جانا کیونکہ گناہ کرنے کے بعد بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں جو گناہ سے بھی بڑی ہوتی ہیں گناہ کرتے ہوئے تمہیں اپنے دائیں بائیں کے فرشتوں سے شرم نہ آئے تو تم نے جو گناہ کیا ہے یہ اس سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ کیا کریں گے اور پھر تم ہنستے ہو تمہارا یہ ہنسنا گناہ سے بھی بڑا ہے اور جب تمہیں گناہ کرنے میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور تم اس گناہ پر خوش ہوتے ہو تو تمہاری یہ خوشی اس گناہ سے بھی بڑی ہے اور جب تم گناہ نہ کر سکو اور اس پر تم غمگین ہو جاؤ تو تمہارا یہ غمگین ہونا اس گناہ کے کر لینے سے زیادہ بڑا ہے۔ گناہ کرتے ہوئے ہوا کے چلنے سے تمہارے دروازے کا پردہ ہل جائے اس سے تم ڈرتے ہو اور اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے اس سے تمہارا دل پریشان نہیں ہوتا تو یہ کیفیت اس گناہ کے کر لینے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ تمہارا بھلا ہو۔ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے کیا چوک ہوئی تھی جس کی وجہ سے اللہ نے ان کے جسم کو ایک بیماری میں مبتلا کر دیا تھا اور ان کا سارا مال ختم کر دیا تھا؟ ان سے چوک یہ ہوئی تھی کہ ایک مسکین پر ظلم ہو رہا تھا اس مسکین نے حضرت ایوب سے مدد مانگی تھی اور کہا تھا کہ یہ ظلم رکوا دیں۔ حضرت ایوب نے اس کی مدد نہیں کی تھی اور ظالم کو اس مسکین پر ظلم کرنے سے نہیں روکا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس آزمائش میں ڈال دیا تھا۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۳۲۴ واخرجه ابن عساكر عن ابن عباس نحوه الى قوله ويحك هل تدرى كما فى الكنز ۲/ ۲۴۸]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فرائض کا اہتمام کرو اور اللہ نے اپنے جو حق تمہارے ذمے لگائے ہیں انہیں ادا کرو اور ان کی ادائیگی میں اللہ سے مدد مانگو کیونکہ جب اللہ کو کسی بندے کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ وہ سچی نیت سے اور اللہ کے ہاں جو ثواب ہے' سے حاصل کرنے

کے شوق میں عمل کر رہا ہے تو اللہ اس سے ناگواریاں ضرور ہٹا دیتے ہیں اور اللہ حقیقی بادشاہ ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۲۶]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر مؤمن اور فاجر بندے کیلئے حلال روزی مقرر فرما رکھی ہے اگر وہ اس روزی کے آنے تک صبر کرتا ہے تو اللہ اسے حلال روزی دیتے ہیں اور اگر وہ بے صبری کرتا ہے اور حرام میں سے کچھ لے لیتا ہے تو اللہ اس کی اتنی حلال روزی کم کر دیتے ہیں۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۲۶]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نصیحتیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا بندے کو جب بھی دنیا کی کوئی چیز ملتی ہے تو اس کی وجہ سے اللہ کے ہاں اس کا درجہ کم ہو جاتا ہے اگر چہ وہ اللہ کے ہاں عزت و شرف والا ہو۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۰۶]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے کی وجہ سے لوگوں کو کم عقل نہ سمجھے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱۲/ ۳۱۲]

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی نصیحتیں

حضرت وہب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ نصیحت لکھ کر بھیجی۔ اما بعد! تقویٰ والے لوگوں کی کچھ نشانیاں ہوتی ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں اور وہ خود بھی جانتے ہیں کہ ان کے اندر یہ نشانیاں ہیں اور وہ نشانیاں یہ ہیں مصیبت پر صبر کرنا، رضا برقضا، نعمتوں پر شکر کرنا اور قرآن کے حکم کے سامنے جھک جانا۔ امام کی مثال بازار جیسی ہے جو چیز بازار میں چلتی ہے اور جس کا رواج ہوتا ہے وہی چیز بازار میں لائی جاتی ہے اسی طرح امام کے پاس اگر حق کا رواج چل پڑے تو اس کے پاس حق ہی لایا جائے گا اور حق والے ہی اس کے پاس آئیں گے اور اگر اس کے پاس باطل کا رواج چل پڑے تو باطل والے ہی اس کے پاس آئیں گے اور باطل ہی اس کے پاس چلے گا۔[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۳۶]

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نصیحتیں

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو دنیا کو طلب کرتا ہے دنیا اسے لے بیٹھتی ہے اور جو دنیا سے بے رغبتی اختیار کر لیتا ہے تو اسے اس کی پرواہ بھی نہیں ہوتی کہ کون دنیا کو استعمال کر رہا ہے۔ دنیا کی طلب والا اس آدمی کا غلام ہوتا ہے جو دنیا کا مالک ہوتا ہے اور جس کے دل میں دنیا کی طلب نہیں ہوتی اسے تھوڑی دنیا کافی ہو جاتی ہے اور جس کے دل میں طلب ہوتی ہے اسے ساری دنیا بھی مل جائے تو بھی اس کا کام نہیں چلتا اور جس کا آج کا دن دینی اعتبار سے کل گزشتہ کی طرح ہے تو وہ دھوکے میں ہے اور جس کا آج کا دن کل آئندہ سے بہتر ہے یعنی کل آئندہ میں اس کی دینی حالت آج سے خراب ہوگئی تو وہ سخت نقصان میں ہے اور جو اپنی ذات کے بارے میں نقصان کی چھان بین نہیں کرتا وہ بھی نقصان میں ہے اور جو نقصان میں چل رہا ہے اس کا مر جانا ہی بہتر ہے۔

[اخرجه ابن النجار كذا فى الكنز ۸/ ۲۲۲]

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ جان لو کہ علم اور بردباری زینت ہے اور وعدہ پورا کرنا مردانگی ہے اور جلد بازی بے وقوفی ہے اور سفر کرنے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے اور کمینہ لوگوں کے ساتھ بیٹھنا عیب کا کام ہے اور فاسق فاجر لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے سے انسان پر تہمت لگتی ہے۔[اخرجه ابن عساكر كذا فى الكنز ۸/ ۲۳۷]

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جسے بھلائی میں سے بہت حصہ ملا لیکن اس کے اخلاق اچھے نہیں دوسرا وہ جس کے اخلاق تو اچھے ہیں لیکن بھلائی کے کاموں میں اس کا کوئی حصہ نہیں تیسرا وہ جس کے نہ اخلاق اچھے ہیں اور نہ بھلائی کے کاموں میں اس کا حصہ ہے یہ تمام لوگوں میں سب سے برا ہے۔ چوتھا وہ جس کے اخلاق بھی اچھے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں اس کا حصہ بھی خوب ہے یہ لوگوں میں سب سے افضل ہے۔

[اخرجه ابن عساكر كذافى الكنز ۸/ ۲۳۷]

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت زیاد بن مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے آپ

لوگوں نے خیر نہیں دیکھی اس کے اسباب دیکھے ہیں اور شر نہیں دیکھا اس کے اسباب دیکھے ہیں۔ ساری کی ساری خیر اپنی تمام صورتوں کے ساتھ جنت میں ہے اور سارا کا سارا شر اپنی تمام صورتوں کے ساتھ جہنم کی آگ میں ہے اور دنیا تو وہ سامان ہے جو سامنے موجود ہے نظر آ رہا ہے جس میں سے نیک اور برے سب کھا رہے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں سب پر غالب آنے والے بادشاہ یعنی اللہ تعالیٰ فیصلہ کریں گے اور دنیا اور آخرت میں سے ہر ایک کے بیٹے یعنی ہر ایک کے چاہنے والے ہیں لہٰذا تم آخرت کے بیٹوں میں سے بنو اور دنیا کے بیٹوں میں سے نہ بنو۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعض لوگوں کو علم تو مل جاتا ہے لیکن بردباری نہیں ملتی اور حضرت ابو یعلی رضی اللہ عنہ (یہ حضرت شداد کی کنیت ہے) کو علم بھی ملا اور بردباری بھی۔

[اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٦٣]

حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ فرمایا اللہ سے ڈرو اور قرآن پڑھو کیونکہ قرآن اندھیری رات کا نور ہے اور چاہے دن میں مشقت اور فاقہ ہو لیکن قرآن پڑھنے سے دن میں رونق آجاتی ہے اور جب کوئی مصیبت تمہارے مال اور تمہارے جسم سے کسی ایک پر آنے لگے تو کوشش کرو کہ مال کا نقصان ہو جائے اور جان کا نہ ہو اور جب مصیبت تمہاری جان اور تمہارے دین میں سے کسی ایک پر آنے لگے تو کوشش کرو کہ جان کا نقصان ہو جائے لیکن دین کا نہ ہو اور اصل ناکام اور نامراد وہ ہے جو اپنے دین میں ناکام و نامراد ہو اور حقیقت میں ہلاک ہونے والا وہ ہے جس کا دین برباد ہو جائے غور سے سنو! جنت میں جانے کے بعد کوئی فقر و فاقہ نہیں ہوگا اور جہنم میں جانے کے بعد غنا اور مالداری کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی کیونکہ جہنم کا قیدی کبھی چھوٹ نہیں سکے گا اور اس کا زخمی کبھی ٹھیک نہیں ہوگا اور نہ اس کی آگ کبھی بجھے گی اور اگر کسی مسلمان نے کسی مسلمان کا مٹھی بھر خون بہایا ہوگا تو یہ اس کے لیے جنت میں جانے سے رکاوٹ بن جائے گا اور جب بھی جنت کے کسی دروازے سے داخل ہونا چاہے گا تو وہاں اسے یہ خون دھکے دیتا ہوا ملے گا اور جان لو کہ آدمی کو مرنے کے بعد جب دفن کر دیا جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کا پیٹ سڑتا ہے اور اس میں سے بدبو آنے لگتی ہے لہٰذا اس بدبو کے ساتھ حرام روزی سے گندگی کا اضافہ نہ کرو اور اپنے مسلمان

بھائیوں کے مال کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور خون بہانے سے بچو۔

[اخرجه البيهقي في شعب الايمان كذا في الكنز ٨/ ٢٢٢]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم ایک جنازے کے ساتھ باب دمشق میں گئے۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب وہ نماز جنازہ پڑھا چکے اور لوگ جنازے کو دفن کرنے لگے تو انہوں نے فرمایا اے لوگو! تم اب تو صبح و شام ایسی جگہ کر رہے ہو جہاں تم لوگ اپنے اپنے حصہ کی نیکیاں اور برائیاں جمع کر رہے ہو پھر حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا عنقریب یہاں سے کوچ کر کے اس (قبر والی) جگہ آجاؤ گے یہ قبر تنہائی کا گھر ہے اندھیرے کا گھر ہے کیڑوں کا گھر ہے اور تنگی کا گھر ہے لیکن جس کے لیے اللہ قبر کو کشادہ کر دیں تو یہ الگ بات ہے پھر قیامت کے دن تم لوگ یہاں سے منتقل ہو کر میدان حشر میں پہنچ جاؤ گے اور وہاں اللہ کا ایک حکم آئے گا جس سے بہت سے چہرے سفید اور بہت سے سیاہ ہو جائیں گے پھر وہاں سے دوسری جگہ چلے جاؤ گے۔ اس جگہ سب لوگوں پر سخت اندھیرا چھا جائے گا پھر نور تقسیم کیا جائے گا۔ مؤمن لوگوں کو تو نور مل جائے گا لیکن کافروں اور منافقوں کو ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا انہیں کچھ بھی نور نہیں ملے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کی مثال کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾ [سورۃ نور آیت: ۴۰]

"یا وہ ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے کہ اس کی ایک بڑی لہر نے ڈھانک لیا ہو اس (لہر) کے اوپر دوسری لہر اس کے اوپر بادل (ہے غرض) اوپر تلے بہت سے اندھیرے (ہی اندھیرے) ہیں کہ اگر (کوئی ایسی حالت میں) اپنا ہاتھ نکالے (اور دیکھنا چاہے) تو دیکھنے کا احتمال بھی نہیں اور جس کو اللہ ہی نور (ہدایت) نہ دے اس کو (کہیں سے بھی) نور نہیں میسر ہو سکتا۔"

اور کافر و منافق مؤمن کے نور سے روشنی حاصل نہیں کر سکیں گے جیسے اندھا بینا کی دیکھنے کی طاقت سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے (پل صراط پر) کہیں گے:

﴿انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا﴾

[سورۃ حدید آیت ۱۳]

"(ذرا) ہمارا انتظار کر لو ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں۔ ان کو جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر (وہاں سے) روشنی تلاش کرو۔"

اس طرح اللہ تعالیٰ منافقوں کو ان کی چالبازی کی سزا دیں گے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ﴾ [سورۃ نساء آیت ۱۴۲]

"چالبازی کرتے ہیں اللہ سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا ان کو دینے والے ہیں۔"

پھر کفار اور منافقین اسی جگہ واپس آئیں گے جہاں نور تقسیم ہوا تھا لیکن انہیں وہاں کچھ نہیں ملے گا پھر وہ دوبارہ مسلمانوں کے پاس آئیں گے پھر ان کے اور مسلمانوں کے درمیان دیوار قائم کردی جائے گی، جس میں ایک دروازہ (بھی) ہوگا:

﴿بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ﴾ [سورۃ حدید آیت: ۱۳]

"(جس کی کیفیت یہ ہے کہ) اس کے اندرونی جانب میں رحمت ہوگی اور بیرونی جانب کی طرف عذاب ہوگا۔"

حضرت سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یوں منافق دھوکے میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ نور تقسیم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ منافق اور مؤمنوں کو الگ الگ کر دیں گے۔

[اخرجه ابن ابی حاتم كذا فی التفسير لابن كثير ۴/ ۳۰۸ واخرجه البيهقی فی الاسماء والصفات ۳۴۰ عن سليم بن عامر نحوه]

حضرت سلیمان بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں ایک جماعت کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ تو دبلے پتلے عمر رسیدہ بڑے میاں ہیں

اوران کا ظاہری منظر جونظر آ رہا تھا ان کی عقل اوران کی گفتگو اس سے کہیں زیادہ اچھی تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے ہم سے یہ بات کی کہ اس مجلس میں بیٹھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے احکام تم تک پہنچا رہے ہیں اور یہ مجلس تم پر اللہ کی حجت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ دے کر بھیجا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب کچھ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پہنچا دیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ سب آگے پہنچا دیا' لہٰذا تم جو کچھ سن رہے ہو اسے آگے پہنچا دینا۔ تین آدمی ایسے ہیں جو اللہ کی ذمہ داری میں ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ یا تو انہیں جنت میں داخل کریں گے یا اجر وثواب اور غنیمت دے کر انہیں واپس کریں گے ایک تو وہ آدمی جو اللہ کے راستہ میں نکلا یہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ یا تو اسے (شہادت کا مرتبہ دے کر) جنت میں داخل کریں گے یا اجر وثواب اور مال غنیمت دے کر واپس کریں گے۔ دوسرا وہ آدمی جس نے وضو کیا پھر مسجد گیا وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ یا تو اسے (موت دے کر) جنت میں داخل کریں گے یا اجر وثواب اور مال غنیمت دے کر واپس کریں گے۔ تیسرا وہ آدمی جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا پھر فرمایا جہنم پر ایک بڑا پل ہے جس سے پہلے سات چھوٹے پل ہیں۔ ان میں سے درمیان والے پل پر حقوق العباد کا فیصلہ ہوگا چنانچہ ایک بندے کو لایا جائے گا جب وہ درمیان والے پل پر پہنچ جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا تم پر قرضہ کتنا تھا؟ وہ اپنے قرضہ کا حساب لگانے لگے گا۔ پھر حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا﴾ [سورۃ نساء آیت: ۴۲]

''اور اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا اخفا نہ کر سکیں گے۔''

پھر وہ بندہ کہے گا اے میرے رب! مجھ پر اتنا اتنا قرضہ تھا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنا قرضہ ادا کرو وہ کہے گا میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے اور مجھے معلوم بھی نہیں کہ میں کس چیز سے قرضہ اتار سکتا ہوں پھر فرشتوں سے کہا جائے گا اس کی نیکیاں لے لو (اور اس کے قرض خواہوں کو دے دو) چنانچہ اس کی نیکیاں لے کر قرض خواہوں کو دی جاتی رہیں گی یہاں تک کہ اس کے پاس ایک بھی نیکی باقی نہیں رہے گی۔ جب اس کی تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو کہا جائے گا اس سے مطالبہ کرنے والوں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دو چنانچہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بہت سے لوگ پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے اور اپنے حقوق کا ان سے مطالبہ کرنے والوں کو ان

سے نیکیاں لے کر دی جاتی رہیں گی یہاں تک کہ ان کی ایک بھی نیکی باقی نہیں رہے گی۔ پھر مطالبہ کرنے والوں کے گناہ ان پر ڈالے جائیں گے یہاں تک کہ وہ گناہ پہاڑوں کے برابر ہو جائیں گے۔ پھر حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کی رہبری کرتا ہے اور فسق و فجور جہنم کا راستہ دکھاتے ہیں اور سچ بولنے کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ پھر فرمایا اے لوگو! تم تو زمانہ جاہلیت والوں سے زیادہ گمراہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں درہم و دینار اس لیے دیئے ہیں کہ تم ایک درہم اور ایک دینار اللہ کے راستے میں خرچ کر کے سات سو درہم اور سات سو دینار کا ثواب حاصل کرو اور پھر تم لوگ تھیلیوں میں درہم و دینار بند کر کے رکھتے ہو اور اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ہو۔ غور سے سنو! اللہ کی قسم! یہ تمام فتوحات ایسی تلواروں کے ذریعہ سے ہوئی ہیں جن میں زینت کے لیے سونا اور چاندی لگا ہوا نہیں تھا بلکہ کچا پٹھا، سیسہ اور لوہا لگا ہوا تھا۔ [اخرجه ابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۲۲۳]

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دمشقی لوگ سردار ہیں اور علماء قائد و رہنما ہیں۔ ان کے ساتھ بیٹھنا عبادت ہے بلکہ عبادت سے بڑھ کر ہے اور دن رات کے گزرنے کی وجہ سے تمہاری عمریں کم ہوتی جا رہی ہیں لیکن تمہارے اعمال کو بڑی حفاظت سے رکھا جا رہا ہے۔ لہٰذا تم زادِ سفر تیار کر لو اور یوں سمجھو کہ تم لوٹنے کی جگہ یعنی آخرت میں پہنچ گئے ہو۔

[اخرجه البیهقی و ابن عساکر کذا فی الکنز ۸/ ۲۲۴]



جب نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مادی اسباب کو چھوڑ دیا اور روحانی اسباب کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور حضور ﷺ کی طرح سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اقوام عالم کی ہدایت کا اور انہیں دعوت دینے کا فکر تھا اور وہ حضرات دعوت وجہاد کے سلسلہ میں حضور ﷺ کے اخلاق اور عادات کے ساتھ متصف ہو گئے تھے تو کس طرح سے انہیں ہر وقت غیبی تائید حاصل رہتی تھی۔

فرشتوں کے ذریعے مدد

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بینائی جانے کے بعد فرمایا اے میرے بھتیجے! میں اور تم اگر میدان بدر میں ہوتے اور اللہ تعالیٰ میری بینائی واپس کر دیتے تو میں تمہیں وہ گھاٹی دکھاتا جہاں سے فرشتے نکل کر ہمارے لشکر میں آئے تھے اور اس بات میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔ [اخرجه البیهقی وهکذا عند ابن اسحق کذا فی البدایة ۳/ ۲۸۰ واخرجه الطبرانی عن سهل بن سعد مثله قال الهیثمی ۶/ ۸۴ وفیه سلامة بن روح وثقه ابن حبان و ضعفه غیره لغفلة فیه]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام جنگ بدر کے دن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت پر اترے تھے انہوں نے سر پر زرد رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی جس کا کچھ کپڑا ان کے چہرے پر بھی تھا۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۶/ ۸۴ هو مرسل صحیح الاسناد]

حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے سر پر غزوہ بدر کے دن زرد پگڑی تھی جس کا کچھ کپڑا ان کے چہرے پر تھا' چنانچہ فرشتے آسمان سے اترے تو ان کے سروں پر پگڑیاں تھیں۔ [اخرجه الحاکم ۳/ ۳۶۱ واخرجه الطبرانی عن اسامة بن عمیر بمعناه وابن عساکر عن عبد الله بن زبیر نحوه کما فی الکنز ۵/ ۲۶۸]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا غزوہ بدر کے دن فرشتوں کی نشانی سفید پگڑیاں تھیں جن کے شملے پشت پر لٹکے ہوئے تھے (بعض فرشتوں کی پگڑیاں سفید تھیں اور بعض کی زرد) اور غزوہ حنین کے دن ان کی نشانی سبز پگڑیاں تھیں اور غزوہ بدر کے دن تو فرشتوں نے جنگ کی تھی باقی کسی غزوے کے دن جنگ نہیں کی تھی البتہ شریک ہو کر مسلمانوں کی تعداد بڑھاتے تھے اور ان کی مدد کرتے تھے کسی کافر پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ [اخرجه ابونعیم فی الدلائل ۱۷۰]

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور اسلام ہمارے گھر میں داخل ہو چکا تھا' چنانچہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کی اہلیہ حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا اور میں ہم سب مسلمان ہو چکے تھے لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور ان کے خلاف کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور اپنے اسلام کو چھپاتے تھے اور بہت زیادہ مالدار تھے ان کا بہت سا مال ان کی قوم میں بکھرا ہوا تھا۔ ابولہب بھی جنگ بدر میں نہیں گیا تھا اور اس نے اپنی جگہ عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجا تھا باقی تمام کافروں نے بھی یہی کیا تھا جو خود اس جنگ میں نہیں گیا تھا اس نے اپنی جگہ کسی نہ کسی کو بھیجا تھا۔ جب اسے جنگ بدر میں کفار قریش کے شکست کھانے کی خبر ملی تو اللہ نے اسے خوب رسوا اور ذلیل کیا اور ہمیں اس خبر سے اپنے اندر بہت قوت اور غلبہ محسوس ہوا۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک کمزور آدمی تھا اور زمزم کے خیمے میں تیر بنایا کرتا تھا' انہیں چھیلا کرتا تھا' اللہ کی قسم! میں خیمے میں بیٹھا ہوا تیر چھیل رہا تھا اور حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اور یہ جو خبر آئی تھی اس سے ہم بہت خوش تھے کہ اتنے میں ابولہب بری طرح پاؤں گھسیٹتا ہوا آیا اور خیمے کی رسی پر آکر بیٹھ گیا اس کی پشت میری پشت کی طرف تھی وہ یوں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں لوگوں نے کہا یہ ابوسفیان ہے جو جنگ بدر سے واپس آیا ہے۔ اس ابوسفیان کا نام مغیرہ بن حارث بن عبدالمطلب ہے (یہ ابوسفیان اور ہیں اور جو ابوسفیان قریش کے سردار اور جنگ کے سپہ سالار تھے وہ اور ہیں ان کا نام صخر بن حرب بن امیہ ہے) ابولہب نے ابوسفیان سے کہا میرے پاس آؤ کیونکہ میری زندگی کی قسم! صحیح خبر تو تمہارے پاس ہے وہ ابولہب کے پاس آکر بیٹھ گیا اور لوگ بھی پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ ابولہب نے کہا اے میرے بھتیجے! ذرا یہ تو بتاؤ کہ لوگوں کو کیا ہوا؟ کیسے شکست ہو گئی؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! ہم لڑنے کے لیے مسلمانوں کے سامنے ہی ہوئے تھے کہ مسلمان ہم پر چھا گئے اور جسے چاہتے تھے قتل کر دیتے تھے اور جسے چاہتے تھے قید کر لیتے تھے اور اللہ کی قسم! میں اس میں اپنے لشکر کا کوئی قصور نہیں سمجھتا کیونکہ ہمارا مقابلہ تو مسلمانوں سے ہوا ہی نہیں بلکہ ہمارے مقابلے میں تو ایسے لوگ آگئے تھے جن کا رنگ سفید تھا اور وہ زمین و آسمان کے درمیان چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے اور وہ لوگ تو کسی چیز کو چھوڑتے نہیں تھے۔ ان کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے خیمہ کی رسی ہاتھ میں اٹھائی اور کہا اللہ کی قسم! یہ تو فرشتے تھے (چونکہ کفار قریش فرشتوں کو مانتے نہیں تھے اس وجہ سے) ابولہب نے ہاتھ اٹھا کر مجھے زور سے مارا میں اس سے گتھ گیا اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر پٹخا اور پھر میرے سینے پر بیٹھ کر مجھے

مارنے لگا۔ میں کمزور آدمی تھا اس پر حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا نے کھڑے ہو کر خیمہ کا ایک کھونٹا لیا اور زور سے ابولہب کے سر پر مارا جس سے اس کے سر میں بڑا زخم ہو گیا اور یوں کہا چونکہ اس غلام کا آقا موجود نہیں ہے۔ اس لیے تو نے اسے کمزور سمجھ رکھا ہے۔ ابولہب اٹھا اور رسوا ہو کر پشت پھیر کر چلا گیا (کہ مکہ کے اس سردار نے آج ایک غلام اور ایک عورت سے مار کھائی) اللہ کی قسم! وہ اس کے بعد صرف سات دن زندہ رہا پھر اللہ نے اسے چیچک میں مبتلا کر دیا جس سے وہ مر گیا۔ یونس کی روایت میں مزید یہ بھی ہے۔ ابولہب کے دو بیٹے تھے انہوں نے اس کی لاش کو مرنے کے بعد تین دن ویسے ہی پڑا رہنے دیا' اسے دفن نہیں کیا یہاں تک کہ وہ سڑ گیا اور اس میں بدبو پیدا ہو گئی اور قریش کے لوگ طاعون کی طرح چیچک سے بھی بہت ڈرتے تھے اور اس سے بچتے تھے آخر قریش کے ایک آدمی نے ان سے کہا تم دونوں کا ناس ہو! کیا تمہیں شرم نہیں آتی تمہارا باپ گھر میں پڑا سڑ رہا ہے تم اسے دفن نہیں کرتے دونوں نے کہا یہ چیچک اور اس کے زخم ایک متعدی بیماری ہے اس لیے ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہمیں نہ ہو جائے۔ اس نے کہا چلو میں تمہاری مدد کرتا ہوں' چنانچہ تینوں نے دور سے اس پر پانی پھینک کر غسل دیا اس کے قریب نہ گئے پھر اسے اٹھا کر مکہ کے بالائی حصہ میں لے گئے اور ایک دیوار کے سہارے اسے لٹا کر اس پر پتھر ڈال دیئے۔

[اخرجه ابن اسحق كذا فى البداية ۳/ ۳۰۸ اخرجه ابن سعد فى طبقاة ۴/ ۷۳ والحاكم فى مستدرك ۳/ ۳۲۱ من طريق ابن اسحق نحوه مطولا واخرجه ايضا الطبرانى والبزار عن ابى رافع بطوله قال الهيثمى ۶/ ۸۹ وفى اسناده حسين بن عبد الله بن عبيد الله وثقه ابوحاتم وغيره وضعفه جماعة وبقية رجاله ثقات۔ انتهى واخرجه الحاكم ۳/ ۳۲۲ ايضاً من طريق يونس عن ابن اسحق عن الحسين بن عبد الله عن عكرمة عن ابن عباس عن ابى رافع نحوه واخرجه ابو نعيم فى الدلائل ۱۷۰ عن عكرمة عن ابى رافع مختصراً۔]

حضرت اُم برثن رضی اللہ عنہا کے غلام حضرت عبدالرحمٰن ان صحابی سے نقل کرتے ہیں جو غزوہ حنین میں حالت کفر میں شریک ہوئے تھے اور بعد میں مسلمان ہوئے تھے وہ فرماتے ہیں جب میدان جنگ میں ہمارا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آمنا سامنا ہوا تو مسلمان ہمارے سامنے اتنی دیر بھی نہیں ٹھہر سکے جتنی دیر میں ایک بکری کا دودھ نکالا جاتا ہے ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور انہیں شکست ہو گئی اور ہم تلواریں ہلاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچ گئے۔ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چھا گئے تو ایک دم

ہمارے اور حضور ﷺ کے درمیان ایسے لوگ آ گئے جن کے چہرے بڑے خوبصورت تھے انہوں نے کہا (تمہارے) چہرے بگڑ جائیں لہٰذا تم واپس چلے جاؤ۔ بس ان لوگوں کی اتنی سی بات سے ہمیں شکست ہو گئی۔ [اخرجه البيهقي عن عوف كذا في البداية ۴/ ۳۳۲]

حضرت ام برثن رحمۃ اللہ علیہا کے آزاد کردہ غلام حضرت عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک صاحب جو غزوہ حنین کے دن مشرکوں کے ساتھ تھے انہوں نے مجھے واقعہ یوں بتایا کہ جب غزوہ حنین کے دن ہمارا اور حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا آمنا سامنا ہوا تو صحابہ ہمارے سامنے اتنی دیر بھی نہیں ٹھہر سکے جتنی دیر میں ایک بکری کا دودھ نکالا جاتا ہے۔ جب ہم نے انہیں شکست دے دی تو ہم ان کا پیچھا کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ سفید خچر والے سوار تک پہنچ گئے ہم نے دیکھا تو وہ حضور ﷺ تھے۔ حضور ﷺ کے پاس ہمیں گورے چٹے خوبصورت چہرے والے لوگ ملے۔ انہوں نے ہم سے کہا (تمہارے) چہرے بگڑ جائیں تم واپس چلے جاؤ بس اس پر ہمیں شکست ہو گئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے اوپر سوار ہو گئے اور وہ جیت گئے۔ یہ تھا ہماری شکست کا قصہ۔

[اخرجه ابن جرير عن عوف الاعرابي كذا في التفسير لابن كثير ۲/ ۳۴۵]

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ حنین کے دن ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ تھے اور لوگ لڑ رہے تھے میری آسمان پر اچانک نظر پڑی تو مجھے ایک کالی چادر آسمان سے اترتی ہوئی نظر آئی جو ہمارے اور کافروں کے درمیان آ کر گر پڑی۔ وہ چیونٹیاں تھیں جو بکھر گئیں اور ساری وادی میں پھیل گئیں اس کے بعد کافروں کو ایک دم شکست ہو گئی۔ ہمیں ان چیونٹیوں کے فرشتے ہونے میں کوئی شک نہیں تھا۔

[اخرجه ابن اسحق و رواه البيهقي من طريقه كذا في البداية ۴/ ۳۳۴]

حضرت عبد اللہ بن فضل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے جنگ احد کے دن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا۔ جب حضرت مصعب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ایک فرشتے نے اس جھنڈے کو پکڑ لیا جو کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی شکل میں تھا۔ دن کے آخری حصہ میں حضور ﷺ اسے فرمانے لگے اے مصعب! آگے بڑھو۔ اس فرشتے نے حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں مصعب نہیں ہوں تب حضور ﷺ کو پتہ چلا کہ یہ فرشتہ ہے جو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی مدد و نصرت کے لیے آیا ہے۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۱۲۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضور ﷺ قبیلہ بنو قریظہ کی طرف تشریف لے گئے اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہو کر قبیلہ بنی غنم کی گلی میں سے گزرے تھے جس سے اس گلی میں غبار اڑا تھا وہ غبار اب بھی گویا کہ مجھے نظر آ رہا ہے۔

[اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۱۸۲ واخرجه ابن سعد ۲/ ۷۶ عن انس نحوه]

حضرت حمید بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ نے بنو قریظہ کے غزوے کے بارے میں پوری حدیث بیان کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے (غزوہ خندق سے فارغ ہو کر) ہتھیار رکھ دیئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پاس باہر تشریف لائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کے سینے پر سہارا لے کر کھڑے ہوئے تھے اور ان کی پلکوں پر خوب غبار پڑا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نیچے تشریف لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی ہم نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے، بنو قریظہ کی طرف تشریف لے چلیں (ان سے جنگ کرنی ہے) حضور ﷺ نے فرمایا میرے ساتھی تھکے ہوئے ہیں آپ انہیں چند دن کی مہلت دے دیں تو اچھا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا نہیں آپ ابھی وہاں تشریف لے چلیں میں اپنے اس گھوڑے کو ان کے قلعوں میں گھسا دوں گا اور ان کے سارے قلعے گرا کر زمین کے برابر کر دوں گا' چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ جتنے فرشتے تھے یہ سب وہاں سے پشت پھیر کر چلے تو انصار کے قبیلہ بنی غنم کی گلیوں میں غبار اڑنے لگا۔ [عند ابن سعد ایضا ۲/ ۷۷]

فرشتوں کا مشرکوں کو قید کرنا اور ان سے جنگ کرنا

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جنگ بدر کے دن بہت سے گورے چٹے آدمی دیکھے جو چتکبرے گھوڑوں پر آسمان اور زمین کے درمیان سوار تھے ان پر نشانیاں لگی ہوئی تھیں وہ بعد میں جنگ بھی کر رہے تھے اور کافروں کو قید بھی کر رہے تھے۔

[اخرجه ابن عساکر والواقدی کذا فی الکنز ۵/ ۲۶۸]

حضرت براء رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات فرماتے ہیں ایک انصاری صحابی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو قید کر کے لائے (حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک اپنا مسلمان ہونا ظاہر نہیں کیا تھا اس لیے وہ

جنگ بدر میں کافروں کے ساتھ تھے) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انہوں نے مجھے قید نہیں کیا بلکہ مجھے تو ایسے آدمی نے قید کیا ہے جس کے سر کا شروع کا حصہ گنجا تھا اور اس کی شکل وصورت ایسی اور ایسی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاری سے فرمایا اللہ نے ایک کریم فرشتے کے ذریعہ تمہاری مدد فرمائی ہے۔[اخرجه احمد قال الهيثمی ٦/ ٧٦ رجاله رجال الصحيح۔ انتھی]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر کے بارے میں ایک لمبی حدیث بیان فرمائی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ایک انصاری صحابی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو قید کر کے لائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! انہوں نے مجھے قید نہیں کیا مجھے تو اس آدمی نے قید کیا ہے جو کنپٹی سے گنجا تھا اس کا چہرہ سب سے زیادہ خوبصورت تھا اور چتکبرے گھوڑے پر سوار تھا اب وہ مجھے مسلمانوں میں نظر نہیں آرہا۔ ان انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے انہیں قید کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارے میاں! خاموش رہو۔ اللہ نے ایک کریم فرشتے کے ذریعے تمہاری مدد فرمائی ہے۔[عند ابن ابی شيبة واحمد وابن جرير و صححه و البيهقی فی الدلائل كما ذكره فی الكنز ٥/ ٢٦٦ وعزاه الهيثمی ٦/ ٧٥ الی احمد والبزار وقال رجال احمد رجال الصحيح غير حارثة بن مضرب وهو ثقة]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بنو سلمہ کے حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ نے قید کیا تھا حضرت ابوالیسر ایک پست قد آدمی تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ قد آور اور بڑے ڈیل ڈول والے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوالیسر! تم نے عباس کو کیسے قید کر لیا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انہیں قید کرنے میں ایک آدمی نے میری مدد کی ہے میں نے نہ جنگ سے پہلے اسے دیکھا ہے اور نہ اب جنگ کے بعد وہ نظر آرہا ہے۔ اس کی شکل وصورت ایسی اور ایسی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کریم فرشتے نے اس میں تمہاری مدد کی ہے۔[اخرجه ابن سعد ٤/ ١٢ واخرجه احمد عن ابن عباس نحوه وزاد الحديث بعد ذلك فی فداء العباس وغيره قال الهيثمی ٦/ ٨٦ وفيه ولم يسم وبقية ورجاله ثقات واخرجه ابونعيم فی الدلائل ١٦٩ عن ابن عباس بسياق ابن سعد]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک مشرک آگے تھا اور ایک انصاری مسلمان اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ اتنے میں اس مسلمان نے اپنے اوپر کی جانب کوڑا مارنے کی آواز سنی اور ایک

گھڑ سوار کو یہ کہتے ہوئے سنا اے حیزوم! (یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے) آگے بڑھ۔ اس مسلمان نے دیکھا تو وہ مشرک پشت کے بل نیچے گرا ہوا تھا اور کوڑے کی مار سے اس کی ناک زخمی تھی اور چہرہ پھٹا ہوا تھا اور یہ سارا حصہ نیلا ہو چکا تھا۔ اس انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سچ کہتے ہو یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی تھی، چنانچہ مسلمانوں نے اس دن ستر کافروں کو قتل کیا اور ستر کو قید کیا۔

[اخرجه مسلم كذا فى البداية ٣/ ٢٧٩ واخرجه ابو نعيم فى الدلائل ٢/ ١٧٠ عن ابن عباس فى حديث طويل فى غزوة بدر نحوه]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی غفار کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں اور میرے ایک چچازاد بھائی ہم دونوں ایک پہاڑ پر چڑھے جہاں سے ہمیں میدان بدر اچھی طرح نظر آرہا تھا ہم دونوں ان دنوں مشرک تھے اور یہ انتظار کر رہے تھے کہ کسے شکست ہوتی ہے تاکہ ہم جیتنے والوں کے ساتھ مل کر لوٹ مار کریں۔ ہم ابھی پہاڑ پر تھے کہ اتنے میں ہمارے قریب سے ایک بادل گزرا جس میں سے ہمیں گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنائی دی اور کسی کو کہتے ہوئے سنا اے حیزوم آگے بڑھ۔ یہ سن کر میرے چچازاد بھائی کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا اور میں بھی مرنے کے قریب ہو گیا تھا لیکن مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا۔ [اخرجه ابو نعيم ايضاً]

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے دشمن سے مقابلہ ہوا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

﴿يَا مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾

"اے روز جزاء کے مالک! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔"

میں نے دیکھا کہ دشمن کے آدمی گرتے چلے جارہے ہیں اور فرشتے انہیں آگے سے پیچھے مار رہے ہیں۔ [اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ١٦٣]

حضرت ابوامامہ بن سہل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے والد (حضرت سہل رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اے میرے بیٹے! ہم نے غزوہ بدر میں اللہ کی غیبی نصرت کی وجہ سے اپنا یہ حال دیکھا تھا کہ ہم میں سے کوئی آدمی کسی مشرک کے سر کی طرف اشارہ کر دیتا تو اس کا سر تلوار لگنے سے پہلے ہی جسم سے کٹ

کر نیچے گر جاتا۔ [اخرجه البیهقی کذا فی البدایة ۳/ ۲۸۱ واخرجه الحاکم ۳/ ۴۰۹ عن ابی امامة مثله الا ان فی روایة وان احدنا یشیر بسیفه قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاه و صححه الذهبی واخرجه الطبرانی عن ابی امامة نحوه روایة الحاکم قال الهیثمی ۶/ ۸۴ وفیه محمد بن یحیی الاسکندرانی قال ابن یونس روی مناکیر]

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک مشرک کا پیچھا کر رہا تھا کہ میں اس پر تلوار کا وار کروں لیکن میری تلوار کے اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر کٹ کر زمین پر گر گیا جس سے میں سمجھ گیا کہ میرے علاوہ کسی اور (نظر نہ آنے والی مخلوق یعنی فرشتے) نے اسے قتل کیا ہے۔

[اخرجه ابن اسحق کذا فی البدایة ۳/ ۲۸۱ واخرجه احمد عن ابی داؤد المازنی وکان شهدبدرا قال انی لاتبع فذکرنحوه قال الهیثمی ۶/ ۸۳ وفیه رجل لم یسم واخرجه ابونعیم فی الدلائل ۱۷۰ عن ابی داؤد المازنی نحوه وفی روایة انی لا تبع رجلا من المشرکین یوم بدر]

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابو بردہ حارثی رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن (مشرکوں کے) تین سر اٹھائے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا تمہارا دایاں ہاتھ کامیاب رہا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان میں سے دو کو تو میں نے قتل کیا اور تیسرے کی صورت یہ ہوئی کہ میں نے ایک خوبصورت خوبرو اور گورا چٹا آدمی دیکھا جس نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فلاں فرشتہ تھا۔

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۶/ ۸۳ وفیه عبد العزیز بن عمران وهو ضعیف۔ انتهی]

حضرت محمود بن لبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیا تم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو دیکھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے انہیں پہاڑ کے دامن میں دیکھا تھا اور کافروں کی ایک فوج نے ان پر حملہ کیا ہوا تھا اس لیے میں نیچے اترنے لگا (تاکہ ان کی مدد کروں) لیکن راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نظر آ گئے تو میں انہیں چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غور سے سنو! فرشتے ان کے ساتھ مل کر کافروں سے جنگ کر رہے ہیں۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں وہیں سے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف چل پڑا۔ میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ مشرکوں کا لشکر جا چکا ہے اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے چاروں طرف سات مشرک قتل ہوئے پڑے

ہیں۔ میں نے کہا آپ کا دایاں ہاتھ کامیاب ہو گیا کیا آپ نے اکیلے ان سب کو قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ ارطات بن عبد شرحبیل اور یہ کافران دو کو تو میں نے قتل کیا ہے اور باقی پانچ کو اس شخص نے قتل کیا ہے جو مجھے نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا۔

[اخرجه الطبراني والبزار قال الهيثمي ۶/ ۱۱۴ وفيه عبد العزيز بن عمران وهو ضعيف۔ انتهٰى واخرجه ايضاً ابن منده وابونعيم عن الحارث بن الصمة نحوه كما فى المنتخب ۵/ ۷۶ وزاد فيه فهويت له لامنعه وفى رواية فاجده بين نضر سبعة صرعى وفى رواية وهذان]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے وہ پیچھے سے اشارہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ وہ آدمی ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کافروں کی طرف انگلی سے اشارہ کیا تو ایک دم ان کے جسم پر ناخن جیسے نشان پڑ گئے جو بعد میں زخم بن گئے اور سڑ گئے جس سے ان میں بدبو پیدا ہو گئی اور اس وجہ سے کوئی بھی ان کے قریب نہ جا سکا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

﴿إِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ﴾ [سورة حجر آيت: ۹۵]

''یہ لوگ جو ہنستے ہیں (اور) اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لیے ہم کافی ہیں۔'' [اخرجه الطبراني قال الهيثمي ۷/ ۴۶ رواه الطبراني فى الاوسط والبزار وبنحوه وفيه زيد بن درهم ضعفه ابن معين ووثقه الفلاس۔ انتهٰى]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انا كفينك المستهزئين تو یہ ہنسنے والے اور مذاق اڑانے والے کافر ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب ابوزمعہ جو کہ قبیلہ بنو اسد بن عبد العزیٰ میں سے تھا، حارث بن عیطل سہمی اور عاصی بن وائل تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کافروں کی شکایت کی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ مجھے یہ لوگ دکھا دیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ولید بن مغیرہ دکھایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ولید کے بازو کی بڑی رگ کی طرف بس ایک اشارہ ہی کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ نے تو کچھ بھی نہیں کیا؟ حضرت جبرائیل نے کہا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں میں نے اس کی سزا کا انتظام کر دیا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حارث

بن عبطل سہمی دکھایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ نے کچھ کیا تو ہے نہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں میں نے اس کا انتظام کر دیا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصی بن وائل دکھایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے تلوے کی طرف اشارہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ نے کچھ کیا تو ہے نہیں؟ حضرت جبرائیل نے کہا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں میں نے اس کا انتظام کر دیا ہے' چنانچہ ولید بن مغیرہ کا یہ ہوا کہ وہ قبیلہ خزاعہ کے ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو اپنا تیر چھیل رہا تھا وہ تیر ولید کے بازو کی بڑی رگ کو لگ گیا جس سے وہ رگ کٹ گئی اور اسود بن مطلب اندھا ہو گیا بعض کہتے ہیں ویسے ہی اندھا ہو گیا بعض کہتے ہیں وہ ایک درخت کے نیچے اترا وہ کہنے لگا اے میرے بیٹو! کیا تم مجھ سے ہٹاتے نہیں میں تو ہلاک ہو گیا میری آنکھوں میں کانٹے چبھ رہے ہیں۔ ان بیٹوں نے کہا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آرہا۔ کچھ دیر اسے یوں ہی کانٹے چبھتے رہے پھر اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں اور اسود بن عبد یغوث کے سر میں پھوڑے نکل آئے جن سے وہ مر گیا اور حارث بن عبطل کے پیٹ میں صفراء یعنی زرد پانی کا زور ہو گیا۔ آخر پاخانہ منہ کے راستے سے آنے لگا جس سے وہ مر گیا اور عاصی بن وائل چلا جا رہا تھا اس کے پاؤں میں شبرقہ نامی کانٹے دار جھاڑ کا کانٹا لگ گیا جس سے اس کا پاؤں سوج گیا اور وہ مر گیا۔

[عند الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۷/ ۴۷ وفیه محمد بن عبد الحکم النیسابوری ولم اعرفه و بقیة رجاله ثقات۔ انتهٰی]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی کنیت ابو معلق تھی اور وہ تاجر تھے اپنے اور دوسروں کے مال سے تجارت کیا کرتے تھے اور وہ بہت عبادت گزار اور پرہیز گار تھے۔ ایک مرتبہ وہ سفر میں گئے انہیں راستہ میں ایک ہتھیاروں سے مسلح ڈاکو ملا اس نے کہا اپنا سارا سامان یہاں رکھ دو میں تمہیں قتل کروں گا۔ اس صحابی نے کہا تم نے مال لینا ہے وہ لے لو ڈاکو نے کہا نہیں میں تو تمہارا خون بہانا چاہتا ہوں۔ اس صحابی نے کہا مجھے ذرا مہلت دو میں نماز پڑھ لوں۔ اس نے کہا جتنی پڑھنی ہے پڑھ لو چنانچہ انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور یہ دعا تین مرتبہ مانگی:

((يَا وَدُوْدُ يَا ذَاالْعَرْشِ الْمَجِيْدِ يَا فَعَّالاً لِمَا يُرِيْدُ اَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ

الَّتِیْ لَا تُرَامُ وَمُلْکِکَ الَّذِیْ لَا یُضَامُ وَبِنُوْرِکَ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْکَانَ عَرْشِکَ اَنْ تَکْفِیَنِیْ شَرَّ ھٰذَا اللِّصِّ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ))

''اے بہت محبت کرنے والے! اے بڑے عرش والے! اے ہر اس کام کو کر لینے والے جس کا تو ارادہ کر لے! میں تیری اس عزت کے واسطے سے جس کو کوئی مانگنے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور تیری اس بادشاہت کے واسطے سے جس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور تیرے اس نور کے واسطے سے جس نے تیرے عرش کے تمام کونوں کو بھرا ہوا ہے۔ یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اس ڈاکو کے شر سے بچالے اے فریاد رس میری فریاد کو پہنچ۔''

تو اچانک ایک گھڑ سوار نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جسے اٹھا کر اس نے اپنے گھوڑے کے کانوں کے درمیان بلند کیا ہوا تھا اس نے اس ڈاکو کو نیزہ مار کر قتل کر دیا پھر وہ اس تاجر کی طرف متوجہ ہوا تاجر نے پوچھا تم کون ہو؟ اللہ نے تمہارے ذریعے سے میری مدد فرمائی ہے۔ اس نے کہا میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں۔ جب آپ نے (پہلی مرتبہ) دعا کی تو میں نے آسمان کے دروازوں کی کھڑکھڑاہٹ سنی۔ جب آپ نے دوبارہ دعا کی تو میں نے آسمان والوں کی چیخ و پکار سنی پھر آپ نے تیسری مرتبہ دعا کی تو کسی نے کہا یہ ایک مصیبت زدہ کی دعا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اس ڈاکو کو قتل کرنے کا کام میرے ذمہ کر دیں پھر اس فرشتے نے کہا آپ کو خوشخبری ہو کہ جو آدمی بھی وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے اس کی دعا ضرور قبول ہو گی چاہے وہ مصیبت زدہ ہو یا نہ ہو۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا و اخرجه ابو موسیٰ فی کتاب الوظائف بتمامه کذا فی الاصابة ۴/ ۱۸۲]

حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنا قصہ اس طرح سنایا کہ میں نے طائف میں ایک آدمی سے کرایہ پر خچر لیا کرایہ پر دینے والے نے یہ شرط لگائی کہ وہ راستہ میں جس منزل پر چاہے گا مجھے ٹھہرائے گا' چنانچہ وہ مجھے ایک ویرانے کی طرف لے کر چل پڑا اور وہاں پہنچ کر اس نے کہا یہاں اتر جاؤ میں وہاں اتر گیا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ وہاں قتل ہوئے پڑے تھے۔ جب وہ مجھے قتل کرنے لگا تو میں نے کہا مجھے ذرا دو رکعت نماز پڑھنے دو اس نے کہا پڑھ لو تم سے پہلے ان لوگوں نے بھی نماز پڑھی تھی لیکن نماز سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔ جب میں نماز پڑھ چکا تو وہ مجھے قتل کرنے کے لیے آگے بڑھا تو میں

نے کہا یا ارحم الراحمین! تو اس نے ایک آواز سنی کہ اسے قتل نہ کرو۔ وہ ایک دم ڈر گیا اور اس آواز والے کو تلاش کرنے گیا تو اسے کوئی نہ ملا وہ واپس آیا تو میں نے اونچی آواز سے کہا یا ارحم الراحمین! اس طرح تین مرتبہ ہوا پھر اچانک گھوڑے پر ایک سوار نمودار ہوا اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک نیزہ تھا اس نیزے کے سرے سے آگ کا شعلہ نکل رہا تھا۔ اس سوار نے اس کو اس زور سے نیزہ مارا کہ پار ہو کر کمر کی طرف نکل آیا اور وہ مر کر زمین پر گر گیا پھر مجھ سے کہا جب تم نے پہلی مرتبہ یا ارحم الراحمین کہہ کر پکارا تھا تو اس وقت میں ساتویں آسمان پر تھا۔ جب تم نے دوبارہ پکارا تھا تو میں آسمان دنیا پر تھا جب تم نے تیسری بار پکارا تھا تو میں آپ کے پاس پہنچ گیا۔

[اخرجه ابن عبد البر فی الاستیعاب ۱/ ۵۴۸]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرشتوں کو دیکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اٹھے اور گھر کے باہر اس کے پاس گئے۔ میں بھی دیکھنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے ترکی گھوڑے کی گردن کے بالوں پر سہارا لگائے کھڑا ہے۔ جب میں نے ذرا غور سے دیکھا تو ایسے لگا کہ یہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ پگڑی باندھے ہوئے ہیں جس کا شملہ ان کے کندھوں کے درمیان لٹکا ہوا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت تیزی سے اٹھ کر باہر گئے تھے میں نے بھی باہر جا کر دیکھا وہ تو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے (ان کی وجہ سے آپ کو اتنی جلدی کرنے کی ضرورت نہیں تھی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے انہیں دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں بنو قریظہ پر حملہ کرنے کے لیے چلوں۔ [اخرجه ابونعیم فی الدلائل ۱۸۲ واخرجه ابن سعد ۴/ ۲۵۰ عن عائشه نحوه]

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بنو قریظہ کے بارے میں لمبی حدیث بیان کرتے ہیں جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ تشریف لے چلے تو راستہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کئی مجلسوں پر گزر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا ابھی تمہارے پاس سے کوئی گزرا ہے؟ ان سب نے کہا جی ہاں! ابھی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ گزرے تھے جو سفید خچر پر

سوار تھے ان کے نیچے ایک ریشمی چادر بھی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نہیں تھے بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جنہیں بنو قریظہ اس لیے بھیجا ہے تاکہ وہ ان کے قلعوں کو ہلا کر ان کے دلوں میں رعب ڈال دیں۔ [اخرجہ ابو نعیم ۱۸۲]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ ایک مرتبہ ایک انصاری کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب حضور ﷺ ان کے گھر کے قریب پہنچے تو حضور ﷺ نے سنا کہ وہ انصاری گھر کے اندر کسی سے بات کر رہے ہیں جب حضور ﷺ اجازت لے کر اندر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کو وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا ابھی میں سن رہا تھا کہ تم کسی سے باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں نے میرے بخار کی وجہ سے جو باتیں کیں ان سے مجھے بہت غم وصدمہ ہوا اس وجہ سے میں اندر آ گیا پھر میرے پاس اندر ایک آدمی آیا۔ آپ کے بعد میں نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ عمدہ مجلس والا اور زیادہ اچھی بات والا ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور تم میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم ضرور پوری کر دے۔ [اخرجہ البزار والطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۴۱ رواہ البزار والطبرانی فی الکبیر والاوسط واسانیدهم حسنة۔ انتهٰی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں اپنے والد کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی تھا جو آپ ﷺ کے کان میں چپکے چپکے باتیں کر رہا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے میرے والد سے اعراض کئے رکھا۔ جب ہم حضور ﷺ کے پاس سے باہر آئے تو میرے والد نے کہا اے میرے بیٹے! کیا تم نے اپنے چچازاد بھائی کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے مجھ سے اعراض کئے رکھا۔ میں نے کہا ان کے پاس تو ایک آدمی تھا جو ان کے کان میں چپکے چپکے باتیں کر رہا تھا۔ ہم پھر دوبارہ حضور ﷺ کی خدمت میں گئے میرے والد نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے یہ اور یہ بات کہی اس نے مجھے بتایا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی تھا جو آپ ﷺ سے چپکے چپکے باتیں کر رہا تھا تو کیا آپ ﷺ کے پاس کوئی تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اے عبد اللہ! کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! حضور ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے ان ہی کی وجہ سے میں آپ کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔

[اخرجہ الطبرانی واحمد قال الهیثمی ۹/ ۲۷۶ رواہ احمد والطبرانی باسانید ورجالها

رجال الصحیح۔ انتہٰی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے کام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آدمی بیٹھا ہوا تھا' اس لیے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات نہ کی بلکہ ویسے ہی واپس آ گیا بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں فرمایا انہیں علم خوب دیا جائے گا لیکن مرنے سے پہلے ان کی بینائی جاتی رہے گی (چنانچہ بعد میں اللہ نے ایسے ہی کیا)

[عند الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۲۷۷ رواہ الطبرانی باسانید و رجالہ ثقات]

حضرت عروہ بن رویم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے بہت بوڑھے ہو گئے تھے اور چاہتے تھے کہ انہیں موت آ جائے' اس لیے یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! میری عمر بڑی ہو گئی اور میری ہڈیاں پتلی اور کمزور ہو گئیں لہٰذا مجھے اپنے پاس اٹھا لے۔ حضرت عرباض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن میں دمشق کی مسجد میں تھا وہاں مجھے ایک نوجوان نظر آیا جو بہت حسین و جمیل تھا۔ اس نے سبز جوڑا پہنا ہوا تھا۔ اس نے کہا آپ یہ دعا کیا کرتے ہیں؟ میں نے اس سے کہا اے میرے بھتیجے! پھر میں کیا دعا کیا کروں؟ اس نے کہا یہ دعا کریں اے اللہ! میرے عمل اچھے کر دے اور مجھے موت تک پہنچا دے۔ میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ربیائیل (وہ فرشتہ) ہوں جو مؤمنوں کے دلوں سے تمام غم نکالتا ہوں۔ [اخرجہ الطبرانی قال الهیثمی ۱۰/ ۱۸۳ وعروۃ وثقۃ غیر واحد وسعید بن مقلاص لم اعرفہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہٰی]

فرشتوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سلام کرنا اور مصافحہ کرنا

حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اے مطرف! یہ بات جان لو کہ فرشتے میرے سر کے پاس اور میرے کمرے کے پاس اور حطیم کعبہ کے پاس آ کر مجھے سلام کیا کرتے تھے اور اب میں نے اپنے آپ کو (علاج کیلئے) لوہے سے داغ دیا تو یہ بات جاتی رہی' چنانچہ جب ان کے زخم ٹھیک ہو گئے تو مجھ سے فرمایا اے مطرف! جان لو کہ

جو بات جاتی رہی تھی وہ اب پھر دوبارہ شروع ہوگئی ہے لیکن اے مطرف! میرے مرنے تک میرا یہ راز چھپائے رکھنا۔ [اخرجه الحاکم ۳/ ۴۷۲]

حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا تمہیں پتہ چلا کہ فرشتے مجھے سلام کیا کرتے تھے؟ لیکن جب میں نے اپنے آپ کو داغ دیا تو پھر سلام کا یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ میں نے کہا وہ فرشتے آپ کے سر کی طرف سے آتے تھے یا پیروں کی طرف سے انہوں نے فرمایا نہیں۔ وہ تو سر کی طرف سے آتے تھے میں نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ آپ کے مرنے سے پہلے یہ سلسلہ پھر شروع ہو جائے گا کچھ عرصہ کے بعد مجھ سے انہوں نے فرمایا کیا تمہیں پتہ چلا کہ سلام کا سلسلہ پھر شروع ہوگیا ہے؟ اس کے چند دن بعد ہی ان کا انتقال ہوگیا۔

[عند ابن سعد ۴/ ۲۸۹]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرشتے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا کرتے تھے لیکن جب انہوں نے اپنے آپ کو داغ دیا تو فرشتے ہٹ گئے۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۲۸۸]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرشتوں سے گفتگو کرنا

حضرت سلمہ بن عطیہ اسدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک آدمی کی عیادت کے لیے گئے وہ نزع کی حالت میں تھا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فرشتے ان کے ساتھ نرمی کرو اس بیمار آدمی نے کہا وہ فرشتے کہہ رہا ہے میں ہر مؤمن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۲۰۴]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فرشتوں کی باتیں سننا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں مسجد میں جاؤں گا اور اللہ کی ایسی تعریف کروں گا کہ ویسی کسی نے نہیں کی ہوگی چنانچہ جب وہ نماز پڑھ کر اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے لیے بیٹھے تو انہوں نے اچانک اپنے پیچھے سے ایک بلند آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں اور ساری بادشاہت تیری ہے اور ساری خیریں تیرے ہاتھ میں ہیں اور سارے چھپے اور پوشیدہ امور تیری طرف ہی لوٹتے

ہیں ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں تو ہر چیز پر قادر ہے میرے پچھلے سارے گناہ معاف فرما اور آئندہ زندگی میں ہر گناہ اور ہر ناگواری سے میری حفاظت فرما اور ان پاکیزہ اعمال کی مجھے توفیق عطا فرما جن سے تو مجھ سے راضی ہو جائے اور میری توبہ قبول فرما۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا فی کتاب الذکر کذا فی الترغیب ۳/ ۱۰۱]

فرشتوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان پر بولنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا اور جس نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور عرفات کی شام کو اللہ نے مسلمانوں پر عام طور سے فخر کیا لیکن عمر (رضی اللہ عنہ) پر خاص طور سے فخر کیا اور اللہ نے جو نبی بھی بھیجا اس کی امت میں ایک محدث ضرور پیدا کیا اور اگر میری اُمت میں کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! محدث کون ہوتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی زبان پر فرشتے بات کرتے ہوں۔

[اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۹/ ۶۹ وفیه ابوسعد خادم الحسن البصری ولم اعرفه وبقیة رجاله ثقات۔ انتهی]

حضرت انس بن حلیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں فارس والے ہم سے شکست کھا کر بہر سیر قلعہ کے اندر چلے گئے تھے اور ہم نے بہر سیر کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو بادشاہ کے قاصد نے قلعہ کے اوپر سے جھانک کر ہمیں کہا بادشاہ آپ لوگوں سے یہ کہہ رہا ہے کیا آپ لوگ اس شرط پر صلح کرنے کے لیے تیار ہیں کہ دریائے دجلہ کا جو کنارہ ہماری طرف ہے وہاں سے لے کر ہمارے پہاڑ تک کی جگہ ہماری ہو اور دوسرے کنارے سے لے کر تمہارے پہاڑ تک کی جگہ تمہاری ہو؟ کیا ابھی تک تمہارا پیٹ نہیں بھرا؟ اللہ کبھی تمہارا پیٹ نہ بھرے تو حضرت ابومفزر اسود بن قطبہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے آگے بڑھے اور اللہ نے ان سے ایسی بات کہلوادی جس کا نہ انہیں پتہ چلا کہ انہوں نے کیا کہا ہے اور نہ ہمیں۔ وہ قاصد واپس چلا گیا اور ہم نے دیکھا کہ وہ ٹکڑیاں بن کر بہر سیر سے مدائن شہر جا رہے ہیں۔ ہم نے کہا اے ابوالمفزر! آپ نے اسے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا اس ذات کی قسم

جس نے حضرت محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے مجھے کچھ پتہ نہیں میں نے کیا کہا تھا مجھے تو بس اتنا پتہ ہے کہ اس وقت مجھ پر خاص قسم کا سکینہ نازل ہوا تھا اور مجھے امید ہے کہ مجھ سے خیر کی بات کہلوائی گئی ہے۔ لوگ باری باری آکر ان سے یہ بات پوچھتے رہے یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں سنا وہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابومفزر! تم نے کیا کہا تھا؟ اللہ کی قسم! وہ تو سارے بھاگ رہے ہیں۔ حضرت ابومفزر! نے انہیں بھی وہی جواب دیا جو ہمیں دیا تھا پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں (قلعہ پر حملہ کرنے کا) اعلان کرایا اور ان کو لے کر صف آراء ہو گئے اور منجنیقیں قلعہ پر مسلسل پتھر پھینکنے لگیں اس پر قلعہ کی دیوار پر کوئی آدمی ظاہر نہ ہوا اور نہ ہی شہر میں سے نکل کر کوئی باہر آیا بس ایک آدمی امان پکارتا ہوا باہر آیا ہم نے اسے امان دی اس نے کہا اب اس شہر میں کوئی نہیں رہا تو تم کیوں رکے ہوئے ہو؟ اس پر لشکر والے دیوار پھاند کر اندر چلے گئے اور ہم نے اسے فتح کر لیا ہمیں اس میں نہ کوئی چیز ملی اور نہ کوئی انسان۔ بس شہر سے باہر چند آدمی ملے جنہیں ہم نے قید کر لیا ہم نے ان لوگوں سے اور امن لینے والے آدمی سے پوچھا کہ یہ سب لوگ کیوں بھاگ گئے؟ انہوں نے کہا بادشاہ نے قاصد بھیجا تھا جس نے آپ لوگوں کو صلح کی پیش کش کی آپ لوگوں نے اسے یہ جواب دیا کہ ہماری اور تمہاری صلح تب ہوگی جب ہم افریزین شہر کے شہد کو کوثی شہر کے ترنج کے ساتھ ملا کر کھالیں گے اس پر بادشاہ نے کہا ہائے ہماری بربادی! غور سے سنو! فرشتے ان کی زبانوں پر بولتے ہیں اور عربوں کی طرف سے ہمیں جواب دیتے ہیں اللہ کی قسم! اگر فرشتہ اس آدمی کی زبان پر نہیں بھی بولا تو بھی یہ جواب ایسا ہے جو اللہ کی طرف سے اس کی زبان پر جاری کیا گیا ہے تاکہ ہم ان کے مقابلہ سے باز آجائیں اس پر سارے شہر والے دور والے شہر مدائن چلے گئے۔ [اخرجه ابن جرير في تاريخه ۳/ ۱۱۸]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قرآن کو سننے کیلئے فرشتوں کا اترنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اپنے کھلیان میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ان کا گھوڑا بدکنے لگا۔ وہ رک گئے تو گھوڑا بھی رک گیا۔ انہوں نے دوبارہ پڑھنا شروع کیا تو وہ پھر بدکنے لگا وہ رک گئے تو گھوڑا بھی رک گیا۔ انہوں

نے پھر تیسری مرتبہ پڑھنا شروع کیا تو وہ پھر بدکنے لگا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ڈر ہوا کہ کہیں یہ گھوڑا (میرے بیٹے) یحییٰ کو نہ روند ڈالے میں کھڑا ہو کر گھوڑے کے پاس گیا تو مجھے اپنے سر کے اوپر ایک سائبان سا نظر آیا جس میں بہت سے چراغ تھے پھر اس سائبان نے آسمان پر چڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں نے صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آدھی رات کو میں اپنے کھلیان میں قرآن پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں میرا گھوڑا بدکنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے معمول کے مطابق آدھی رات کو قرآن پڑھتے رہو۔ میں نے اگلی رات پھر قرآن پڑھا وہ گھوڑا پھر بدکا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھتے رہو اے ابن حضیر! میں نے پھر پڑھا وہ پھر بدکا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اے ابن حضیر! پڑھتے رہو۔ یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا تو مجھے ڈر ہوا کہ کہیں گھوڑا اسے روند نہ ڈالے اس لیے میں نے قرآن پڑھنا چھوڑ دیا تو مجھے سائبان نظر آیا جس میں بہت سے چراغ تھے وہ آسمان میں چڑھنے لگا یہاں تک کہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو تمہارا قرآن سننے آئے تھے۔ اگر تم قرآن پڑھتے رہتے تو صبح کو سارے لوگ ان فرشتوں کو دیکھتے اور یہ فرشتے ان لوگوں سے چھپ نہ سکتے۔

[اخرجه بخاری ومسلم واللفظ له]

حاکم کی روایت میں ہے کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ادھر دیکھا تو مجھے چراغ کی مانند بہت سی چیزیں نظر آئیں جو زمین و آسمان کے درمیان لٹکی ہوئی تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسے دیکھ کر میرے بس میں نہ رہا کہ میں آگے پڑھوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو تمہارے قرآن پڑھنے کی وجہ سے اترے تھے۔ اگر تم آگے پڑھتے تو بہت سے عجائبات دیکھتے۔ [اخرجه الحاكم بنحوه باختصار وقال صحيح على شرط مسلم كذا فى الترغيب ۳/ ۱۳ واخرجه ابن حبان والطبرانى والبيهقى عن اسيد بن حضير نحو رواية الحاكم كما فى الكنز ۷/ ۷ واخرجه ايضاً ابو عبيد فى فضائله واحمد والبخارى معلقاو النسائى وغيرهم عنه مختصراً]

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فرشتے تمہاری آواز کی وجہ سے اتنے قریب آئے تھے کہ اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کو لوگ ان کو دیکھتے اور یہ ان سے چھپ نہ سکتے۔

فرشتوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنازوں کو خود غسل دینا

حضرت محمود بن لبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جنگ احد کے دن قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کا اور حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا (جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) مقابلہ ہوا جب حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئے تو شداد بن اسود جسے ابن شعوب کہا جاتا تھا' نے دیکھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر چڑھ بیٹھے ہیں تو اس نے تلوار کے وار سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ جنگ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اس ساتھی کو یعنی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ ان کے گھر والوں سے پوچھو کہ کیا بات ہے۔ ان کی بیوی سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا جونہی انہوں نے مسلمانوں کی شکست کی آواز سنی تھی اسی وقت گھر سے چل پڑے تھے اور اس وقت انہیں نہانے کی حاجت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی وجہ سے فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے۔

[اخرجه ابونعیم فی الحلیة ۱/ ۳۵۷ واخرجه ابن اسحق فی المغازی عن عاصم بن عمرو اخرجه السراج من طریق ابن اسحق ایضا عن یحیی بن عباد بن عبد الله بن زبیر عن ابیه عن جده نحوه کما فی الاصابة ۱/ ۳۶۱ واخرجه الحاکم ۳/ ۲۰۴ من طریق ابن اسحق عن یحیی بن عباد بن عبد الله عن ابیه عن جده بمعناه وقال هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه]

حضرت محمود بن لبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب غزوہ خندق کے دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بازو کی رگ میں تیر لگنے سے زخم ہو گیا تو وہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے۔ اس لیے انہیں رفیدہ نامی عورت کے پاس منتقل کر دیا گیا آگے اور بھی حدیث ذکر کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ان کے انتقال کی خبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑے۔ آپ اتنی تیزی سے چلے کہ ہماری جوتیوں کے تسمے ٹوٹنے لگے اور ہمارے کندھوں سے چادریں گرنے لگیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بطور شکایت عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیز چل کر ہمیں تھکا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ جیسے فرشتوں نے حضرت حنظلہ کو غسل دے دیا تھا کہیں ان کو بھی فرشتے ہم سے پہلے غسل نہ دے دیں۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۴۲۷]

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار

ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام یا کوئی اور فرشتہ آیا اور اس نے کہا آپ ﷺ کی امت میں سے آج رات کو کون فوت ہوا ہے جن کے مرنے پر آسمان والے خوش ہو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور تو مجھے کوئی معلوم نہیں' البتہ سعد رات کو بہت بیمار تھے۔ سعد کا کیا ہوا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان کا انتقال ہو گیا تھا ان کی قوم کے لوگ انہیں اٹھا کر اپنے محلہ میں لے گئے ہیں حضور ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف تشریف لے چلے۔ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے آپ ﷺ اتنے تیز چلے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دوقت پیش آنے لگی اور تیزی کی وجہ سے ان کے جوتوں کے تسمے ٹوٹنے لگے اور ان کی چادریں کندھوں سے گرنے لگیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تو لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ ڈر ہے کہ جیسے فرشتوں نے ہم سے پہلے حنظلہ کو غسل دے دیا تھا کہیں ان کو بھی نہ دے دیں۔ [اخرجه ایضاً ۳/ ۴۲۳]

فرشتوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنازوں کا اکرام کرنا

جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد شہید ہوئے تو وہ ان کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر رونے لگے۔ لوگوں نے انہیں منع کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے والد کو روؤ یا نہ روؤ تمہاری مرضی ہے لیکن (اللہ کے ہاں ان کا اتنا بڑا درجہ ہے کہ) آپ لوگوں کے اٹھانے تک فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ کرتے رہے۔ [اخرجه الشیخان کذا فی البدایة ۴/ ۴۴]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں بھی یہی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جنازے کے اٹھانے تک فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کرتے رہے۔ [عند ابن سعد ۳/ ۵۶۱]

حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ دروازے پر تھے اور حضور ﷺ بھی تھے ہمارا ارادہ تھا کہ جب حضور ﷺ اندر تشریف لے جائیں گے تو ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے اندر چلے جائیں گے اندر کمرے میں صرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ تھے جنہیں کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا اور کوئی بھی نہیں تھا۔ آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بہت آہستہ آہستہ قدم رکھ رہے ہیں اور ایسے چل رہے ہیں کہ گویا کہ کسی کی گردن پھلانگ رہے ہیں یہ دیکھ کر میں رک گیا اور حضور ﷺ نے مجھے اشارے سے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ میں خود بھی رک گیا اور جو میرے پیچھے تھے

ان کو بھی روک دیا۔ حضور ﷺ کچھ دیر وہاں بیٹھے پھر باہر تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے تو اندر کوئی نظر نہیں آرہا تھا لیکن آپ ﷺ آہستہ آہستہ اس طرح چل رہے تھے کہ جیسے آپ کسی کی گردن پھلانگ رہے ہوں فرمایا اندر فرشتے بہت زیادہ تھے مجھے بھی بیٹھنے کی جگہ تب ملی جب ایک فرشتے نے اپنے دو پروں میں سے ایک پر کو سمیٹ لیا پھر میں بیٹھ سکا اور حضور ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فرمارہے تھے اے ابوعمرو! (یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) تمہیں مبارک ہو۔ اے ابوعمرو! تمہیں مبارک ہو۔ اے ابوعمرو! تمہیں مبارک ہو۔

[اخرجه ابن سعد ۳/ ۴۲۸]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ کی وجہ سے ایسے ستر ہزار فرشتے اترے ہیں جنہوں نے اس سے پہلے کبھی زمین پر قدم نہیں رکھا اور جب حضرت سعد دفن ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! اگر قبر کے بھینچنے سے کسی کو چھٹکارا ملتا تو سعد کو ضرور مل جاتا۔ [اخرجه البزار قال الهیثمی ۹/ ۳۰۸ رواه البزار باسنادین ورجال احدهم رجال الصحیح. انتهی واخرجه ابن سعد ۴/ ۴۲۹ عن ابن عمر بمعناه]

حضرت سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ باہر نکالا گیا تو کچھ منافقوں نے کہا سعد کا جنازہ کتنا ہلکا ہے حضور ﷺ نے فرمایا ستر ہزار فرشتے اترے ہیں جو سعد کے جنازے میں شریک ہوئے ہیں اور ان فرشتوں نے آج سے پہلے کبھی زمین پر قدم نہیں رکھا۔

[اخرجه ابن سعد ۳/ ۴۳۰]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بڑے بھاری بھرکم جسیم آدمی تھے جب ان کا انتقال ہوا اور لوگ ان کا جنازہ لے کر جارہے تھے تو منافق بھی ان کے جنازے کے پیچھے چل رہے تھے منافق کہنے لگے ہم نے آج جیسا ہلکا آدمی تو کبھی دیکھا نہیں (یہ ان کے گنہگار ہونے کی نشانی ہے) اور کہنے لگے کیا آپ جانتے ہیں ایسا کیوں ہے؟ ایسا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے بنو قریظہ کے یہودیوں کے بارے میں غلط فیصلہ کیا تھا جب حضور ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! فرشتے ان کا جنازہ اٹھائے ہوئے تھے (اس لیے ان کا جنازہ ہلکا لگ رہا تھا)۔

[عند ابن سعد ایضاً ۳/ ۴۳۰]

دشمنوں کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رعب

حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے ارادہ سے آیا۔ جب مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غور سے سنو! میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ دو چیزوں سے میری مدد کرے ایک تو تم لوگوں پر ایسی قحط سالی ڈالے جو تمہیں جڑ سے اکھیڑ دے اور دوسرے تمہارے دلوں میں ہمارا رعب ڈال دے۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا آپ بھی غور سے سن لیں میں نے اتنی اور اتنی مرتبہ (یعنی انگلیوں کی تعداد کے مطابق دس مرتبہ) قسم کھائی تھی کہ نہ آپ پر ایمان لاؤں گا اور نہ آپ کا اتباع کروں گا لیکن آپ کی اس بددعا کی وجہ سے قحط سالی میری جڑ اکھیڑتی رہی اور میرے دل میں آپ کا رعب بڑھتا رہا یہاں تک کہ میں آج آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔

[اخرجه الطبراني في الاوسط قال الهيثمي ٦/ ٦٦ اسناده حسن و رواه النسائي وغيره غير ذكر الرعب و السنة۔ انتهى]

حضرت سائب بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت یزید بن عامر سوائی رضی اللہ عنہ سے ہم لوگ پوچھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ حنین کے دن جو رعب مشرکوں کے دل میں ڈالا تھا اس کی کیا صورت ہوئی تھی؟ تو حضرت یزید رضی اللہ عنہ ہمیں سمجھانے کے لیے کنکری لے کر طشت میں پھینکتے تھے جس سے طشت میں آواز پیدا ہوتی تھی پھر حضرت یزید رضی اللہ عنہ فرماتے بس اس جیسی آواز ہم اپنے پیٹ میں محسوس کرتے تھے (حضرت یزید رضی اللہ عنہ غزوہ حنین میں مشرکوں کے ساتھ تھے اس لیے اپنا حال بتا رہے ہیں)۔ [اخرجه البيهقي كذا في البداية ۴/ ۳۳۳]

اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کی پکڑ

حضرت زید بن اسلم وغیرہ حضرات کہتے ہیں حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ (ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے ہجرت کے موقع پر انہوں) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں جانے نہ جانے کے بارے میں تین دفعہ تیروں سے فال نکالی تھی ہر دفعہ فال میں نہ جانا نکلتا تھا لیکن وہ پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھیوں تک پہنچ گئے حضور ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی کہ ان کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں گڑ جائیں' چنانچہ ایسے ہی ہوا اور ان کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اس پر انہوں نے کہا اے محمد! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ میرے گھوڑے کو چھوڑ دے میں آپ کی تلاش میں آنے والوں کو واپس کروں گا' چنانچہ حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اے اللہ! اگر یہ سچا ہے تو اس کے گھوڑے کو چھوڑ دے۔ اس پر ان کے گھوڑے کے پاؤں زمین سے باہر نکل آئے۔

[اخرجه ابن سعد ۱/ ۱۸۸]

حضرت عمیر بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے دونوں حضرات! میرے لیے اللہ سے دعا کردیں میں آپ دونوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ دوبارہ آپ حضرات کا پیچھا نہیں کروں گا' چنانچہ ان دونوں حضرات نے دعا کی تو اس کا گھوڑا باہر نکل آیا اس نے پھر پیچھا کرنا شروع کردیا۔ جس پر پھر گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے تو انہوں نے کہا میرے لیے اللہ سے دعا کردیں اور اب پکا وعدہ کرتا ہوں کہ اب پیچھا نہیں کروں گا اور حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کی خدمت میں زادِ سفر اور سواری بھی پیش کی ان حضرات نے فرمایا اس کی تو ضرورت نہیں ہے بس تم ہمارا پیچھا چھوڑ دو۔ اپنی ذات سے ہمیں نقصان نہ پہنچاؤ انہوں نے کہا بہت اچھا ایسے ہی کروں گا۔ [اخرجه ابن سعد ایضاً ۱/ ۲۳۲]

حضرت ابو معبد خزاعی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے سفرِ ہجرت کی لمبی حدیث بیان کرتے ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے محمد! (ﷺ) آپ (ﷺ) اللہ سے دعا کردیں کہ وہ میرے گھوڑے کو چھوڑ دیں میں واپس چلا جاؤں گا اور جتنے لوگ مجھے آپ کی تلاش میں ملیں گے میں ان سب کو واپس لے جاؤں گا' چنانچہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی جس سے ان کا گھوڑا باہر نکل آیا انہیں واپسی میں بہت سے لوگ ملے جو حضور ﷺ کو تلاش کر رہے تھے۔ انہوں نے ان سب سے کہا واپس چلے چلو اس طرف کا سارا علاقہ میں اچھی طرح دیکھ آیا ہوں اور تمہیں معلوم ہی ہے کہ نشاناتِ قدم پہچاننے کے بارے میں میری نگاہ کتنی تیز ہے' چنانچہ وہ سب واپس چلے گئے۔

[عند ابن سعد ایضاً]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہجرت کی حدیث بیان کرتے ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو انہیں ایک گھڑ سوار نظر آیا جو بالکل قریب آچکا تھا۔ انہوں

نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ گھڑ سوار تو ہمارے بالکل پاس آگیا ہے۔ حضور ﷺ نے اس طرف متوجہ ہو کر دعا مانگی اے اللہ! اسے پچھاڑ دے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے دعا فرماتے ہی گھوڑے نے اسے پچھاڑ دیا اور خود ہنہناتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ اس سوار نے کہا اے اللہ کے نبی (ﷺ) آپ (ﷺ) مجھے جو کام دیں میں اس کے لیے تیار ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا آگے مت آؤ اپنی جگہ ٹھہرے رہو (بلکہ واپس چلے جاؤ) اور کسی کو ہماری طرف نہ آنے دینا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ سوار یعنی حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ دن کے شروع میں تو حضور ﷺ کے خلاف کوشش کرنے والے تھے اور دن کے آخر میں ہتھیار کی طرح حضور ﷺ کے لیے حفاظت کا ذریعہ بن گئے۔

[اخرجه ابن سعد ۱/ ۲۳۵]

اور پہلی جلد میں ہجرت کے باب میں نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بارے میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کا قصہ گزر چکا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اربد بن قیس اور عامر بن طفیل حضور ﷺ سے ملنے مدینہ آئے۔ جب یہ دونوں حضور ﷺ کے پاس آئے تو حضور (ﷺ) بیٹھے ہوئے تھے یہ دونوں بھی حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ عامر بن طفیل نے کہا اے محمد اگر میں اسلام لے آؤں تو آپ مجھے کیا خاص چیز دیں گے حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں بھی وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو سارے مسلمانوں کو حاصل ہیں اور تم پر بھی وہ تمام ذمہ داریاں ہوں گی جو ان پر ہیں۔ عامر بن طفیل نے کہا اگر میں اسلام لے آؤں تو کیا آپ اپنے بعد خلیفہ بننے کا حق مجھے دیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ حق نہ تمہیں مل سکتا ہے اور نہ تمہاری قوم کو البتہ تمہیں گھڑ سوار دستہ کا کمانڈر بنا دیں گے۔ عامر نے کہا میں تو اب بھی نجد کی گھڑ سوار فوج کا کمانڈر ہوں۔ اچھا آپ ایسا کریں دیہات کی حکومت مجھے دے دیں اور شہروں کی حکومت آپ لے لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسے نہیں ہو سکتا۔ جب دونوں حضور ﷺ کے پاس سے واپس چلے جانے لگے تو عامر نے کہا خبردار اللہ کی قسم میں سارے مدینہ کو آپ کے خلاف گھڑ سوار اور پیادہ فوج سے بھر دوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں ایسا کرنے سے روک دے گا تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ جب اربد اور عامر باہر نکلے تو عامر نے کہا اے اربد میں محمد (ﷺ) کو باتوں میں مشغول کر لوں گا تم تلوار سے ان کا کام

تمام کر دینا کیونکہ جب تم محمد (ﷺ) کو قتل کر دو گے تو لوگ زیادہ سے زیادہ خون بہا پر راضی ہو جائیں گے اس سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کریں گے اور لڑائی کو اچھا نہیں سمجھیں گے ہم انہیں خون بہا دیدیں گے اربد نے کہا ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔ چنانچہ دونوں واپس آئے اور عامر نے کہا اے محمد (ﷺ) آپ (ﷺ) ذرا میرے ساتھ کھڑے ہوں میں آپ (ﷺ) سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ اٹھ کر اس کے ساتھ گئے وہ دونوں ایک دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور عامر سے باتیں کرنے لگے اربد نے حضور ﷺ پر تلوار سونتنے کا ارادہ کیا جب اس نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا تو اس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور تلوار نہ سونت سکا اس طرح اسے کافی دیر ہو گئی۔ حضور ﷺ نے مڑ کر اربد کی طرف دیکھا تو اس کی یہ بزدلانہ حرکت نظر آئی۔ حضور ﷺ دونوں کو چھوڑ کر آ گئے۔ عامر اور اربد حضور ﷺ کے پاس سے چلے اور حرہ واقم یعنی پتھریلے میدان میں پہنچے تو دونوں وہاں ٹھہر گئے۔ حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما دونوں ان کے پاس گئے اور ان سے کہا اے اللہ کے دشمنو! اٹھو اور یہاں سے چلے جاؤ اللہ تم دونوں پر لعنت کرے۔ عامر نے پوچھا اے سعد! یہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اسید بن حضیر الکاتب یعنی پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں وہاں سے چل پڑے۔ جب وہ مقام رقم میں پہنچے تو اللہ نے اربد پر ایسی بجلی گرائی جس سے وہ وہیں مر گیا۔ عامر وہاں سے آگے چلا۔ جب وہ مقام خریم پہنچا تو اللہ نے اس کے جسم میں ایک پھوڑا پیدا کر دیا اور اسے قبیلہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں رات گزارنی پڑی (یہ قبیلہ عربوں میں گھٹیا شمار ہوتا تھا) وہ پھوڑا حلق میں ہوا تھا۔ وہ اپنے پھوڑے کو ہاتھ لگاتا اور کہتا یہ اتنی بڑی گلٹی ہے جتنی بڑی اونٹ کی ہوتی ہے۔ میں سلولیہ عورت کے گھر میں پڑا ہوا ہوں اور میں اس کے گھر میں مرنا نہیں چاہتا (اول تو قبیلہ سب سے گھٹیا ہے پھر عورت کا گھر ہے یہ دونوں باتیں ذلت کی ہیں) پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگائی اور یوں واپسی میں اپنے گھوڑے پر ہی مر گیا اور ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى سے لے کر وَمَا لَهُمْ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ تک﴾

[سورۃ رعد آیت:۸-۱۱]

"اللہ تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی بیشی

ہوتی ہے اور ہر شے اللہ کے نزدیک ایک خاص انداز سے (مقرر) ہے وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کو جاننے والا ہے۔ سب سے بڑا (اور) عالیشان ہے تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہیں چھپ جاوے اور جو دن میں چلے پھرے یہ سب برابر ہیں۔ ہر شخص (کی حفاظت) کے لیے فرشتے (مقرر) ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے۔ کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی (اچھی) حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی (صلاحیت کی) حالت کو نہیں بدل دیتے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں اور کوئی خدا کے سوا ان کا مددگار نہیں رہتا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے حکم سے باری باری آنے والے فرشتے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہیں پھر انہوں نے اربد پر بجلی گرنے کا واقعہ بیان کیا اور فرمایا

﴿وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ﴾ [سورة رعد آیت: ۱۳]

"اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے۔" [اخرجه الطبرانی کذا فی التفسیر لابن کثیر ۲/ ۵۰۶]

کنکریاں اور مٹی پھینکنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کی شکست

حضرت حارث بن بدل رحمۃ اللہ علیہ ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں وہ صحابی فرماتے ہیں میں غزوہ حنین کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر مشرکوں کے ساتھ تھا پہلے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ شکست کھا گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے ایک مٹھی اٹھا کر ہمارے چہروں پر پھینکی جس سے ہمیں شکست ہو گئی اور مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ ہر درخت اور ہر پتھر ہمارے پیچھے دوڑ رہا ہے۔

[اخرجه الطبرانی وابونعیم وابن عساکر کذا فی الکنز ۵/ ۳۰۳ واخرجه ابن منده وابن عساکر عنه مختصر کما فی الکنز]

حضرت عمرو بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات فرماتے ہیں جنگ حنین کے دن پہلے مسلمانوں کو شکست ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت

ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہما کے علاوہ اور کوئی نہ رہا پھر حضور ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھا کر کافروں کے چہروں پر پھینکی جس سے ہمیں شکست ہوگئی اور ہمیں یہ محسوس ہو رہا تھا کہ ہر پتھر اور ہر درخت گھڑ سوار ہے جو ہمیں تلاش کر رہا ہے۔ حضرت عمرو ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے گھوڑے کو تیز دوڑایا یہاں تک کہ طائف میں داخل ہو گیا۔

[اخرجه يعقوب بن سفيان كذا في البداية ۴/ ۳۳۲]

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے سنا کہ ایک آواز آسمان سے زمین کی طرف آئی وہ آواز ایسی تھی جیسی طشت میں کنکری کے گرنے کی ہوتی ہے اور حضور ﷺ نے وہ کنکری اٹھا کر ہماری طرف پھینک دی جس سے ہمیں شکست ہوگئی۔

[اخرجه الطبرانی فی الکبیر والاوسط قال الهیثمی ۶/ ۸۴ اسناده حسن]

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حکم دیا جس پر آپ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی لی اور ہمارے سامنے آکر اسے ہم پر پھینک دیا اور فرمایا تمہارے چہرے بگڑ جائیں اس پر ہمیں شکست ہوگئی اور اسی پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾ [سورۃ انفال آیت:۱۷]

''اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی جس وقت آپ نے پھینکی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی تھی۔'' [عن الطبرانی ایضاً قال الهیثمی ۶/ ۸۴ اسناده حسن]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے ایک مٹھی کنکریاں دو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو ایک مٹھی کنکریاں دیں حضور ﷺ نے وہ مٹھی میں لے کر کافروں کے چہروں پر پھینک دی اللہ کی قدرت سے ہر کافر کی دونوں آنکھیں کنکریوں سے بھر گئیں پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾ [سورۃ انفال آیت:۱۷]

[عند الطبرانی ایضاً قال الهیثمی ۶/ ۸۴ رجاله رجال الصحیح]

حضرت یزید بن عامر سوائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے زمین سے ایک مٹھی لی اور مشرکوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کے چہروں پر پھینک دی اور فرمایا واپس چلے جاؤ تمہارے چہرے بگڑ جائیں چنانچہ جو کافر بھی اپنے بھائی سے ملتا تھا اس سے اپنی دونوں آنکھوں میں خاک پڑ

جانے کی شکایت کرتا۔[عند البیھقی کذا فی البدایۃ ۴/ ۳۳۳]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دشمنوں کا کم دکھائی دینا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ بدر کے دن کفار ہمیں بہت تھوڑے دکھائی دے رہے تھے یہاں تک کہ میرے قریب جو ساتھی تھا میں نے اس سے کہا تمہارے خیال میں یہ کافر ستر ہوں گے اس نے کہا میرے خیال میں سو ہوں گے پھر ہم نے ان کے ایک آدمی کو پکڑا اور اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا ہم ہزار تھے۔

[اخرجه الطبرانی کذا فی المجمع ۶/ ۸۴ واخرجه ابن ابی حاتم وابن جریر عن ابن مسعود نحوہ کما فی التفسیر لابن کثیر ۲/ ۳۱۵]

پروا ہوا کے ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں غزوہ خندق مدینہ میں ہوا تھا حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ (اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ) قریش کو اور اپنے پیچھے چلنے والے تمام قبائل عرب کو لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے ان قبائل میں کنانہ عیینہ بن حصن غطفان طلیحہ بنو اسد ابوالاعور اور بنو سلیم شامل تھے اور قریظہ کے یہودیوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پہلے سے معاہدہ تھا جسے انہوں نے توڑ دیا اور مشرکوں کی مدد کی ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ﴾

[سورۃ احزاب آیت: ۲۶]

''اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا۔''

حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوا کو ساتھ لے کر آئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تو تین دفعہ فرمایا غور سے سنو! تمہیں خوشخبری ہو پھر اللہ نے ان پر ایسی ہوا بھیجی جس نے ان کے خیمے پھاڑ دیئے اور ان کی دیگیں الٹ دیں اور ان کے کجاوے مٹی میں دبا دیئے اور خیموں کے باندھنے کے کھونٹے توڑ دیئے اور وہ لوگ ایسے گھبرا کر بھاگے کہ کوئی مڑ کر دوسروں کو نہیں دیکھ

سکتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾

[سورة احزاب آیت:۹]

''جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھی بھیجی جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی۔''

کفار کے بھاگنے کے بعد حضور ﷺ مدینہ واپس آگئے۔ [اخرجه ابن سعد ۲/ ۷۱]

حضرت حمید بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ اور بنو قریظہ کے درمیان کچا پکا معاہدہ تھا جب غزوہ خندق میں کفار کے گروہ اپنے لشکر لے کر آئے تو قریظہ نے وہ معاہدہ توڑ دیا اور مشرکوں کی مدد کی پھر اللہ نے فرشتوں کے لشکر اور ہوا بھیجی جس سے یہ گروہ بھاگ گئے اور قریظہ کے یہودیوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لی اس کے بعد غزوہ بنو قریظہ کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

[عند ابن سعد ایضاً ۲/ ۷۷]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں غزوہ خندق کی ایک رات کو مشرقی ہوا شمالی ہوا کے پاس آئی اور کہنے لگی چل اور حضور ﷺ کی مدد کر شمالی ہوا نے کہا آزاد اور شریف عورت رات کو نہیں چلا کرتی (اس لیے میں نہیں چلوں گی) چنانچہ جس ہوا کے ذریعہ حضور ﷺ کی مدد کی گئی وہ پروا یعنی مشرقی ہوا تھی۔ [اخرجه البزار قال الهيثمی ۶/ ۲۶ رجاله رجال الصحيح واخرجه ابن ابی حاتم عن ابن عباس وابن جرير عن عكرمة بمعناه كما فی التفسير لابن كثير ۳/ ۴۷۰]

دشمنوں کا زمین میں دھنس جانا اور ہلاک ہونا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک کافر نے جنگ احد کے دن کہا اے اللہ! اگر محمد (ﷺ) حق پر ہیں تو تو مجھے زمین میں دھنسا دے چنانچہ وہ اسی وقت زمین میں دھنس گیا۔

[اخرجه البزار قال الهيثمی ۶/ ۱۲۲ رجاله رجال الصحيح]

حضرت نافع بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں بنو ہذیل کے عبداللہ بن قمئہ نے حضور ﷺ کے چہرے کو زخمی کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک بکرا مسلط کر دیا جس نے اسے سینگ مار مار کر مار ڈالا۔ [اخرجه ابو نعيم فی الدلائل ۱۴۶]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بددعا سے بینائی کا چلا جانا

حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حدیبیہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے اس کے بعد صلح حدیبیہ کے بارے میں حدیث ذکر کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ہم اسی حال میں تھے کہ تیس نوجوان ہتھیار لگائے ہوئے سامنے آئے اور ہمارے مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے بددعا فرمائی تو اللہ نے اسی وقت ان کی بینائی ختم کر دی اور ہم نے جا کر انہیں پکڑ لیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم لوگ کسی سے معاہدہ کر کے آئے ہو؟ کیا کسی نے تمہیں امن دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں تو۔ حضور ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا﴾ [سورۃ فتح آیت: ۲۴]

"اور وہ ایسا ہے کہ اس نے ان کے ہاتھ تم سے (یعنی تمہارے قتل سے) اور تمہارے ہاتھ ان (کے قتل سے) عین مکہ (کے قرب) میں روک دیئے بعد اس کے کہ تم کو ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا۔"

[اخرجه احمد قال الهيثمي ٦/ ١٤٥ رجاله رجال الصحيح- واخرجه النسائي نحوه كما في التفسير لابن كثير ٤/ ١٩٢]

حضرت زاذان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی ایک آدمی نے اس حدیث کو جھٹلایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو میں تیرے لیے بددعا کروں گا۔ اس نے کہا کر دیں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے بددعا کی تو اسی مجلس میں اس کی بینائی جاتی رہی۔ [اخرجه الطبراني في الاوسط قال الهيثمي ٩/ ١١٦ وفيه عمار الحضرمي ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات- انتهى]

حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے حدیث بیان کی اس نے اس حدیث کو جھٹلا دیا تو وہ آدمی وہاں سے اٹھنے سے پہلے ہی اندھا ہو گیا۔

[اخرجه ابونعيم في الدلائل ٢١١]

حضرت زاذان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بیان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میرے خیال میں تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو اس نے کہا نہیں میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم نے جھوٹ بولا ہے تو میں تمہارے لیے بددعا کروں گا اس نے کہا کردیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بددعا کی وہ اسی مجلس میں اندھا ہو گیا۔

[عند ابن ابی الدنیا کذا فی البدایة ۸/ ۵]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اروی بنت اویس عورت نے کسی چیز کے بارے میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کر رکھا تھا۔ مروان نے کچھ لوگوں کو حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ اروی کے بارے میں ان سے گفتگو کریں۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں اس عورت پر ظلم کر رہا ہوں' حالانکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو ظلم کر کے کسی سے ایک بالشت زمین لے گا تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں میں سے ایک بالشت زمین طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دی جائے گی۔ اے اللہ! اگر اروی جھوٹی ہے تو اسے موت نہ دے جب تک کہ وہ اندھی نہ ہو جائے اور اس کی قبر اس کے کنویں میں بنا دے۔ اللہ کی قسم! اسے موت تب ہی آئی جب اس کی بینائی جاتی رہی۔ ایک دفعہ وہ اپنے گھر میں بڑی احتیاط سے چل رہی تھی کہ وہ اپنے کنویں میں گر گئی اور وہ کنواں ہی اس کی قبر بن گیا۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۹۶ واخرجه ایضاً عن عروة نحوه]

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اروی نامی عورت نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ظلم کی جھوٹی شکایت کر کے مروان سے مدد چاہی۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے یہ بددعا کی اے اللہ! یہ اروی دعوی کر رہی ہے کہ میں نے اس پر ظلم کیا ہے۔ اگر یہ جھوٹی ہے تو تو اسے اندھا کر دے اور اسے اس کے کنویں میں گرا دے اور میرے حق میں ایسی روشن دلیل ظاہر کر جس سے سارے مسلمانوں کو صاف نظر آ جائے کہ میں نے اس پر ظلم نہیں کیا۔ اسی دوران وادی عقیق میں ایسا زبردست سیلاب آیا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا سیلاب نہیں آیا تھا۔ سیلاب کی وجہ سے وہ حد صاف واضح ہو گئی جس میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ اور اروی کا اختلاف تھا اور اس میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ بالکل سچے نکلے پھر ایک مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اروی اندھی ہو گئی اور ایک دفعہ وہ اپنی اسی زمین کا چکر لگا رہی تھی کہ اچانک اپنے کنویں میں گر گئی اور جب ہم چھوٹے بچے تھے تو سنا کرتے تھے کہ

لوگ ایک دوسرے کو کہا کرتے تھے اللہ تجھے ایسے اندھا کرے جیسے اروئی کو اندھا کیا۔ ہم یہی سمجھتے تھے کہ اروئی سے مراد جنگلی پہاڑی بکریاں ہیں (کیونکہ عربی زبان میں اروی کا یہی ترجمہ ہے) یہ تو بعد میں ہمیں اس قصہ کا پتہ چلا اور اس سے معلوم ہوا کہ اروئی سے مراد تو ایک عورت ہے جسے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی تھی اور چونکہ اللہ نے ان کی بددعا پوری کر دی تھی اس لیے لوگ یہ بات کہتے تھے۔ [عند ابی نعیم ایضاً ۱/ ۹۷]

حضرت ابورجاء عطاردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں سے کسی کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ ہمارا ایک پڑوسی بنوجیم کا تھا اس نے گستاخی کی اور یوں کہا کیا تم لوگوں نے اس فاسق حسین بن علی کو نہیں دیکھا؟ اللہ انہیں قتل کرے یہ گستاخی کرتے ہی اللہ نے اس کی دونوں آنکھوں میں دو سفید نقطے پیدا کر دیئے اور اس کی بینائی کو ختم کر دیا۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۱۹۶ رجاله رجال الصحیح- انتهٰی]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعا سے بینائی کا واپس آجانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں اونچی آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے جس سے قریش کے کچھ لوگوں کو تکلیف ہوئی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے کے لیے کھڑے ہوئے تو ایک دم ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ بندھ گئے اور وہ اندھے ہو گئے انہیں کچھ نظر نہیں آرہا تھا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم تمہیں اللہ کا اور رشتہ داری کا واسطہ دیتے ہیں (کہ دعا کر کے ہمیں اس مصیبت سے نکال دیں) قریش کے ہر خاندان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری تھی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو ان کی یہ مصیبت جاتی رہی اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں:

﴿یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ سے لے کر سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ تک﴾ [سورۃ یٰسین آیت: ۱۰-۱]

"یٰس۔ قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بے شک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں اور ان کے حق میں آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں۔ یہ ایمان نہ لاویں گے۔"

[اخرجه ابونعیم فی دلائل النبوۃ ۶۳]

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ میں کمان دی جو جنگ احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا فرمائی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو کر اس سے تیر چلاتا رہا یہاں تک کہ اس کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے سامنے اسی جگہ کھڑا رہا اور آنے والے تیروں کو اپنے چہرے پر لیتا رہا۔ جب بھی کوئی تیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف آتا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو بچانے کے لیے اپنا چہرہ اور سر اس کے آگے کر دیتا اور یہ سب کچھ میں بغیر تیر چلائے کر رہا تھا (کیونکہ کمان تو ٹوٹ چکی تھی) آخری تیر مجھے اس طرح لگا کہ میری آنکھ نکل کر میرے رخسار پر گر گئی۔ پھر مشرکوں کا لشکر بکھر گیا پھر میں اپنی آنکھ ہتھیلی میں پکڑ کر دوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ کو دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! قتادہ نے اپنے چہرے کو تیرے نبی کے سامنے رکھا تھا (جس کی وجہ سے اس کی آنکھ باہر نکل آئی ہے) اب اس کی اس آنکھ کو دونوں آنکھوں میں سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ تیز نظر والی بنا دے (پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آنکھ اپنے ہاتھ سے اندر رکھ دی) چنانچہ وہ آنکھ دونوں میں سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ تیز نظر والی ہو گئی تھی۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۸/ ۲۹۷ فی اسناده من لم اعرفهم واخرجه ابونعیم فی الدلائل ۱۷۳ عن قتادہ نحوه وابن سعد ۳/ ۴۵۳ عن عاصم بن عمرو بن قتادۃ مختصرا]

حضرت محمود بن لبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جنگ احد کے دن حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ زخمی ہو گئی تھی اور باہر نکل کر ان کے رخسار پر گر گئی تھی جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ واپس رکھ دیا تو وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی زیادہ اچھی ہو گئی تھی۔ [اخرجه الدارقطنی وابن شاهین واخرج الدارقطنی والبیهقی عن ابی سعید الخدری عن قتادہ نحوه کذا فی الاصابة ۳/ ۲۲۵]

ابونعیم کی روایت میں ہے کہ وہ آنکھ دونوں آنکھوں میں سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ تیز ہو گئی تھی۔ [اخرجه ابونعیم فی الدلائل ۱۷۳ عن قتادۃ نحوه]

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ جنگ بدر کے دن زخمی ہو گئی تھی اور آنکھ کا ڈیلا نکل کر ان کے رخسار پر آ گیا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے کاٹنا چاہا تو کچھ لوگوں نے کہا نہیں ٹھہرو۔ پہلے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کر لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت کاٹو۔ پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور ہتھیلی ڈیلے پر رکھ

کر اسے دبایا اور اندر کر دیا، چنانچہ وہ آنکھ ایسی ٹھیک ہوئی کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ کونسی ضائع ہوئی تھی۔ [اخرجه البغوی وابویعلی کذا فی الاصابة ۳/ ۲۲۵ قال الهیثمی ۸/ ۲۹۸ وفیه اسناده ابی یعلی یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی وهو ضعیف]

حضرت عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جنگ احد کے دن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی آنکھ زخمی ہوگئی تھی۔ حضور ﷺ نے اس پر اپنا لعاب لگایا تو وہ دوسری سے بھی زیادہ اچھی ہوگئی تھی۔

[اخرجه ابویعلی عن عبد الرحمن بن الحارث بن عبیدة قال الهیثمی ۸/ ۲۹۸ وفیه، عبدالعزیز بن عمران وهو ضعیف]

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ بدر کے دن مجھے ایک تیر لگا جس سے میری آنکھ پھوٹ گئی حضور ﷺ نے اس پر لعاب لگایا اور میرے لیے دعا فرمائی جس سے مجھے آنکھ میں کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ [اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۲۲۳]

قبیلہ بنو سلامان کے ایک آدمی کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ میرے ماموں حضرت حبیب بن فویک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ ان کے والد کو لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئے ان کی آنکھیں بالکل سفید تھیں اور انہیں کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے آنکھیں سفید ہونے کی وجہ پوچھی تو میرے والد نے کہا میں اپنے ایک اونٹ کو سدھا رہا تھا کہ اتنے میں میرا پاؤں کسی سانپ کے انڈے پر پڑ گیا جس سے میری بینائی جاتی رہی۔ حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں پر دم فرمایا جس سے وہ ایک دم بینا ہوگئے۔ میرے ماموں کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ میرے والد کی عمر اسی سال ہو چکی تھی اور ان کی دونوں آنکھیں سفید تھیں لیکن وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔

[اخرجه ابن ابی شیبة قال ابن السکن لم یرده غیر محمد بن بشیر ولا اعلم لحبیب غیره کذا فی الاصابة ۱/ ۳۰۸ واخرجه الطبرانی ایضاً عن رجل من سلامان بن سعد عن امه مثله]

طبرانی کی روایت میں یہ ہے کہ میرے والد نے حضور ﷺ کو یہ بتایا کہ (جب میرا پاؤں سانپ کے انڈے پر پڑا تو) اس وقت میں اپنی اونٹنیوں کے تھنوں پر دودھ نکالنے کے لیے ہاتھ پھیر رہا تھا۔

[قال الهیثمی ۸/ ۲۹۸ وفیه من لم اعرفهم واخرجه ابونعیم فی الدلائل ۲۲۳ بهذا الاسناد نحوه]

ابونعیم کی روایت میں یہ ہے کہ میں اپنے اونٹ کو سدھا رہا تھا۔

حضرت سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا رومی باندی تھیں۔ وہ مسلمان ہوئیں تو ان کی بینائی جاتی رہی اس پر مشرکوں نے کہا لات وعزیٰ ہمارے بتوں نے ان کو اندھا کر دیا ہے۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا نے کہا (نہیں انہوں نے نہیں کیا) میں لات اور عزیٰ (کے معبود ہونے) کا انکار کرتی ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی واپس کر دی۔ [اخرجه الفاكهي وابن منده]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت اُم ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تو ان کی بینائی جاتی رہی۔ اس پر کفار قریش نے کہا انہیں تو لات اور عزیٰ ہی نے اندھا کیا ہے۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ لوگ غلط کہتے ہیں بیت اللہ کی قسم! لات وعزیٰ کسی کام نہیں آسکتے اور کچھ نفع نہیں دے سکتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی واپس کر دی۔ [عند محمد بن عثمان بن ابی شیبة فی تاریخه كذا فی الاصابة ۴/ ۳۱۲]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے دشمنوں کے بالاخانوں کا ہل جانا

حضرت ہشام بن عاص اموی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (دور صدیقی میں) مجھے اور ایک اور آدمی کو روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا گیا' چنانچہ ہم سفر میں روانہ ہوئے اور دمشق کے غوطہ مقام پر پہنچے اور جبلہ بن ایہم غسانی (شاہ غسان) کے ہاں ٹھہرے۔ ہم نے جبلہ کے پاس جانا چاہا تو اس نے اپنا قاصد ہم سے بات کرنے کے لیے بھیجا۔ ہم نے کہا اللہ کی قسم! ہم کسی قاصد سے بات نہیں کریں گے ہمیں تو بادشاہ کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اگر بادشاہ ہمیں اجازت دے تو ہم اس سے بات کریں گے ورنہ ہم اس قاصد سے بات نہیں کریں گے۔ قاصد نے واپس جا کر بادشاہ کو ساری بات بتائی جس پر بادشاہ نے ہمیں اجازت دے دی (ہم اندر گئے) اس نے کہا بات کرو چنانچہ میں نے اس سے بات کی اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کالے کپڑے پہنے ہوئے تھے میں نے کہا آپ نے یہ کالے کپڑے کیا پہن رکھے ہیں؟ اس نے کہا میں نے یہ کپڑے پہن کر قسم کھائی ہے کہ جب تک تمہیں ملک شام سے نکال نہ دوں یہ کپڑے نہیں اتاروں گا ہم نے کہا تمہارے بیٹھنے کی اس جگہ کی قسم! انشاء اللہ! یہ جگہ بھی ہم آپ

سے لے لیں گے بلکہ شہنشاہ اعظم (شاہ روم) کا ملک بھی لے لیں گے۔ ہمیں یہ بات ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے۔ اس نے کہا تم وہ لوگ نہیں ہو (جو ہم سے ہمارا ملک چھین لیں) بلکہ وہ تو وہ لوگ ہوں گے جو دن کو روزے رکھتے ہوں گے اور رات کو عبادت کرتے ہوں گے تو بتاؤ تمہارے روزے کس طرح ہیں؟ ہم نے اس کو روزے کے بارے میں بتایا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور اس نے کہا چلو پھر اس نے ہمارے ساتھ شاہ روم کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ چنانچہ ہم وہاں سے چلے۔ جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو ہمارے ساتھ جو قاصد تھا اس نے ہم سے کہا آپ لوگوں کی یہ سواریاں بادشاہ کے شہر میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ اگر آپ لوگ کہیں تو ہم سواری کے لیے ترکی گھوڑے اور خچر دے دیں۔ ہم نے کہا اللہ کی قسم! ہم تو ان ہی سواریوں پر شہر میں داخل ہوں گے۔ ان لوگوں نے بادشاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ یہ لوگ تو نہیں مان رہے ہیں بادشاہ ہرقل نے انہیں حکم دیا کہ ہم لوگ اپنی سواریوں پر ہی آجائیں۔ چنانچہ ہم تلواریں لٹکائے ہوئے شہر میں داخل ہوئے اور بادشاہ کے بالا خانے تک پہنچ گئے۔ ہم نے بالا خانہ کے نیچے اپنی سواریاں بٹھا دیں وہ ہمیں دیکھ رہا تھا۔ ہم نے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہا تو اللہ جانتا ہے کہ وہ بالا خانہ ہلنے لگا اور ایسے ہل رہا تھا جیسے درخت کی ٹہنی کو ہوا ہلا رہی ہو۔ ہرقل نے ہمارے پاس پیغام بھیجا کہ تم لوگوں کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ تم اپنے دین کی باتیں ہمارے سامنے زور سے کہو پھر اس نے پیغام بھیجا کہ اندر آجاؤ ہم اس کے پاس گئے وہ اپنے قیمتی بچھونے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس روم کے تمام جرنیل اور سپہ سالار بیٹھے ہوئے تھے ان کی مجلس میں ہر چیز سرخ تھی اس کے چاروں طرف سرخی تھی اور ان کے کپڑے بھی سرخ تھے۔ ہم اس کے قریب گئے تو وہ ہنسنے لگا اور کہنے لگا اگر آپ لوگ مجھے ویسے ہی سلام کرتے جیسے آپس میں کرتے ہو تو اس میں کیا حرج تھا؟ ان کے پاس ایک آدمی تھا جو فصیح عربی بولتا تھا اور بہت باتیں کرتا تھا (جو ترجمانی کر رہا تھا) ہم نے کہا جس طرح ہم آپس میں سلام کرتے ہیں اس طرح آپ کو سلام کرنا جائز نہیں۔ اس نے پوچھا آپ لوگ آپس میں کیسے سلام کرتے ہیں؟ ہم نے کہا السلام علیکم! اس نے پوچھا آپ اپنے بادشاہ کو کس طرح سلام کرتے ہیں؟ ہم نے کہا اسی طرح اس نے کہا وہ آپ لوگوں کو جواب کیسے دیتا ہے؟ ہم نے کہا ان ہی الفاظ سے۔ پھر اس نے پوچھا آپ لوگوں کا سب سے بڑا کلام کیا ہے؟ ہم نے کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ جانتا ہے ان کلمات کے کہتے ہی وہ بالا خانہ پھر ہلنے لگا اور

بادشاہ سر اٹھا کر دیکھنے لگا پھر اس نے کہا اچھا یہ ہیں وہ کلمات جن کے کہنے سے یہ بالا خانہ ہلنے لگا تھا تو جب یہ کلمات آپ لوگ اپنے گھروں میں کہتے ہیں تو کیا وہ بھی ہلنے لگتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں یہ بات تو ہم نے صرف آپ کے ہاں دیکھی ہے۔ اس نے کہا میری آرزو یہ ہے کہ آپ لوگ جب بھی یہ کلمات کہیں تو آپ لوگوں کی ہر چیز ہلنے لگے چاہے مجھے اس کے لیے اپنا آدھا ملک دینا پڑے۔ ہم نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ اگر ایسا ہو جائے تو پھر یہ نبوت کی نشانی نہ ہوگی بلکہ لوگوں کی شعبدہ بازی میں سے ہوگا پھر اس نے بہت سے سوالات کیے جن کے ہم نے جوابات دیئے پھر اس نے کہا آپ لوگوں کے نماز روزے کس طرح ہوتے ہیں؟ اس کی ہم نے تفصیل بتائی پھر اس نے کہا اب آپ لوگ اٹھیں اور چلے جائیں پھر اس کے حکم دینے پر ہمیں بہت عمدہ مکان میں ٹھہرایا گیا اور بہت زیادہ مہمانی کا اہتمام کیا گیا۔ ہم وہاں تین دن ٹھہرے رہے پھر ایک رات اس نے ہمارے پاس پیغام بھیجا ہم اس کے پاس گئے اس نے کہا اپنی بات دوبارہ کہو ہم نے اپنی ساری بات کہہ دی پھر اس نے ایک چیز منگوائی جو بڑی چوکور پٹاری کی طرح تھی اور اس پر سونے کے پانی کا کام کیا ہوا تھا اس میں چھوٹے چھوٹے خانے بنے ہوئے تھے جن کے دروازے تھے اس نے تالا کھول کر ایک خانہ کھولا اور اس میں کالے رنگ کے ریشم کا ایک کپڑا نکالا اسے ہم نے پھیلایا تو اس پر ایک آدمی کی سرخ رنگ کی تصویر بنی ہوئی تھی جس کی آنکھیں بڑی اور سیرین موٹے تھے اور اتنی لمبی گردن میں نے کسی کی نہیں دیکھی۔ اس کی داڑھی نہیں تھی۔ البتہ سر کے بالوں کی دو مینڈھیاں تھیں اللہ نے جتنے انسان بنائے ان میں سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ اسے پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں اس نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں ان کے بال عام لوگوں سے زیادہ تھے۔ پھر اس نے دوسرا دروازہ کھول کر کالے ریشم کا ایک کپڑا نکالا جس پر سفید تصویر بنی ہوئی تھی۔ اس آدمی کے بال گھنگھریالے تھے۔ آنکھیں سرخ، سر بڑا اور داڑھی خوبصورت تھی۔ اس نے کہا کیا آپ لوگ اسے پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں پھر اس نے ایک دروازہ کھول کر کالے ریشم کا ایک کپڑا نکالا اس پر ایک آدمی کی تصویر تھی جو بہت سفید تھا۔ اس کی آنکھیں خوبصورت، پیشانی ستی ہوئی، رخسار لمبے، داڑھی سفید تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے مسکرا رہا ہو۔ اس نے کہا کہ آپ لوگ اس پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر اس نے ایک اور

دروازہ کھولا اس میں سفید تصویر تھی اللہ کی قسم! وہ حضور ﷺ کی تصویر تھی اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور ہم خوشی کے مارے رونے لگے اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ایک دم اٹھا اور کچھ دیر کھڑا رہا پھر بیٹھ گیا پھر کہا اللہ کی قسم! یہ وہی ہیں ہم نے کہا ہاں بے شک یہ وہی ہیں گویا کہ آپ ان کو ہی دیکھ رہے ہیں پھر کچھ دیر وہ اسی تصویر کو دیکھتا رہا پھر کہنے لگا یہ تصویر تھی تو آخری خانے میں لیکن میں نے آپ لوگوں کا امتحان لینے کے لیے ذرا جلدی نکال لی تا کہ پتہ چلے کہ آپ لوگوں کی معلومات کیا ہیں پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر اس میں سے کالے رنگ کے ریشم کا ایک کپڑا نکالا جس پر گندمی رنگ والے سیاہی مائل آدمی کی تصویر تھی جس کے بال بہت زیادہ گھنگھریالے' آنکھیں اندر دھنسی ہوئیں' نگاہ تیز' منہ چڑھا ہوا اور دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے اور ہونٹ سمٹا ہوا تھا اور ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے کہ غصہ میں ہو اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی جو بالکل ان جیسی تھی البتہ ان کے سر پر تیل لگا ہوا تھا پیشانی چوڑی تھی اور ان کی آنکھوں میں کچھ بھینگا پن تھا اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام ہیں پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا جس پر ایک آدمی کی تصویر تھی جس کا رنگ گندمی' بال سیدھے اور قد درمیانہ تھا اور وہ ایسے نظر آ رہے تھے کہ جیسے غصہ میں ہوں اس نے کہا کیا ان کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ حضرت لوط علیہ السلام ہیں پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا جس پر ایک سفید آدمی کی تصویر تھی سفیدی میں کچھ سرخی ملی ہوئی تھی ناک اونچی' رخسار ہلکے اور چہرہ حسین و جمیل تھا۔ اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں' اس نے کہا یہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں پھر ایک اور دروازہ کھول کر اس میں سے سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا اس پر ایک تصویر تھی جو حضرت اسحٰق علیہ السلام کے مشابہ تھی صرف یہ فرق تھا کہ ان کے ہونٹ پر تل تھا اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں پھر ایک اور دروازہ کھول کر اس میں سے سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا جس میں ایک سفید آدمی کی تصویر تھی جس کا چہرہ خوبصورت ' ناک اونچی اور قد اچھا تھا۔ اس کے چہرے پر نور بلند ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے سے خشوع معلوم ہو رہا تھا اور اس کا رنگ مائل بسرخی تھا۔ اس نے کہا کیا آپ لوگ انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا

نہیں۔اس نے کہا یہ تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دادا حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں؟ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا جس میں حضرت آدم علیہ السلام جیسی تصویر تھی اور ان کا چہرہ سورج کی طرح چمک رہا تھا اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں۔اس نے کہا یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا جس میں سرخ رنگ کے آدمی کی تصویر تھی جس کی پنڈلیاں پتلی' آنکھیں چھوٹی اور کمزور' پیٹ بڑا اور قد درمیانہ تھا۔تلوار بھی گلے میں لٹکائی ہوئی تھی اس نے پوچھا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں' اس نے کہا یہ حضرت داؤد علیہ السلام ہیں پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر اس میں سے سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا جس میں ایک آدمی کی تصویر تھی جس کے سرین بڑے' پاؤں لمبے تھے اور وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا اس نے کہا کیا آپ انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں۔اس نے کہا یہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام ہیں۔پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر اس میں سے کالے ریشم کا ایک کپڑا نکالا جس میں سفید تصویر تھی وہ بالکل جوان تھے' داڑھی بے انتہا کالی اور بال بہت زیادہ' آنکھیں اور چہرہ بہت خوبصورت تھا۔اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں اس نے کہا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ہم نے پوچھا آپ کو یہ تصویریں کہاں سے ملی؟ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو شکل وصورت عطا فرمائی گئی تھی یہ اس کے مطابق ہیں اس لیے کہ ہم نے اپنے نبی پاک علیہ السلام کی تصویر ان کی شکل وصورت کے مطابق بنی ہوئی دیکھی ہے۔اس نے کہا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ سوال کیا تھا کہ میری اولاد میں سے جتنے نبی ہوں گے وہ مجھے دکھا دیں اس پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی یہ تصویریں حضرت آدم علیہ السلام پر اتاری تھیں اور سورج ڈوبنے کی جگہ کے پاس جو حضرت آدم علیہ السلام کا خزانہ تھا اس میں یہ تصویریں رکھی ہوئی تھیں جن کو وہاں سے نکال کر ذوالقرنین نے حضرت دانیال علیہ السلام کو دی تھیں پھر ہرقل نے کہا غور سے سنیں! اللہ کی قسم! اس کے لیے میں دل سے تیار ہوں کہ میں اپنے ملک کو چھوڑ دوں اور آپ لوگوں میں جو اپنے غلاموں کے ساتھ سب سے برا سلوک کرتا ہو میں اس کا مرتے دم تک کے لیے غلام بن جاؤں (لیکن اسلام میں داخل ہونے کے لیے تیار نہیں) پھر اس نے بہت عمدہ تحفے دے کر ہمیں رخصت کیا۔جب ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ہم نے ان کو ساری کارگزاری سنائی۔ہرقل نے ہمیں جو کچھ دکھایا جو کچھ کہا اور جو تحفے دیئے وہ سب ہم نے ان کو بتا دیئے۔یہ سن

کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا یہ بے چارہ ہرقل مسکین ہے اگر اللہ کا اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ ہوتا تو یہ بھلائی کا کام کر لیتا یعنی اسلام میں داخل ہو جاتا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ یہود و نصاریٰ کی کتابوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک اور صفات وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔ [اخرجه الحاكم وهكذا اورده الحافظ ابوبكر البيهقى فى كتاب دلائل النبوة عن الحاكم اجازة فذكره واسناده لاباس به كذا فى التفسير لابن كثير ۲/ ۲۵۱ وذكره فى الكنز ۵/ ۳۲۲ عن البيهقى بتمامه ثم قال قال ابن كثير هذا حديث جيد الاسناد ورجاله ثقات۔ انتهى واخرجه ابونعيم فى دلائل النبوة عن موسىٰ بن عقبه فذكر القصة بنحوها]

حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں تو ان تصویروں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تصویر کا ذکر نہیں ہے لیکن بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تصویر کا ذکر اس طرح ہے (کہ بصریٰ شہر کے نصاریٰ مجھے ایک گرجا گھر میں لے گئے اس میں بہت سی تصویریں تھیں) پھر انہوں نے مجھ سے کہا دیکھو کیا اس نبی کی تصویر ان میں نظر آ رہی ہے؟ میں نے دیکھا تو ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بھی تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تصویر بھی تھی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑی پکڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کیا تمہیں ان کی تصویر نظر آئی؟ میں نے کہا جی ہاں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا کیا وہ یہ ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ یہی ہیں پھر انہوں نے کہا تم ان کو پہچانتے ہو جو ان کی ایڑی پکڑے ہوئے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارے حضرت یعنی تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور یہ ان کے بعد ان کے خلیفہ ہیں۔

[اخرجه البخارى فى التاريخ مختصرا كما فى البدايه ۶/ ۶۳]

طبرانی کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے کہا یہ ان کی ایڑی کے پاس کھڑا ہوا آدمی کون ہے؟ اس نصرانی نے کہا تمہاری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علاوہ ہر نبی کے بعد نبی ضرور ہوتا تھا لیکن تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ ان کے بعد ان کے خلیفہ ہیں تو یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تصویر تھی۔ [اخرجه الطبرانى فى الكبير والاوسط قال الهيثمى ۸/ ۲۳۴ وفيه من لم اعرفهم واخرجه ابونعيم فى الدلائل النبوة ۹ نحوه رواية البيهقى.]

(پہلے نبیوں کی شریعت میں جاندار کی تصویر کی اجازت تھی لیکن ہماری شریعت میں

اجازت نہیں)

قبیلہ غسان اور قبیلہ بنوقین کے چند مشائخ بیان کرتے ہیں کہ حمص کی لڑائی میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے صبر کا بدلہ یہ دیا کہ حمص والوں پر زلزلہ آیا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ مسلمان ان کے مقابلہ کے لیے کھڑے ہوئے تو انہوں نے زور سے اللہ اکبر کہا جس کی وجہ سے شہر حمص میں رومیوں پر زلزلہ آ گیا اور دیواریں پھٹ گئیں تو وہ سب گھبرا کر اپنے ان سرداروں اور اصحاب شوریٰ کے پاس گئے جو ان کو مسلمانوں سے صلح کرنے کی دعوت دینے لگے لیکن ان لوگوں نے ان سرداروں اور اصحاب شوریٰ کی یہ بات نہ مانی بلکہ اس پر ان کے ساتھ ذلت آمیز رویہ اختیار کیا۔ مسلمانوں نے دوبارہ پھر زور سے اللہ اکبر کہا جس سے بہت سے گھر اور دیواریں گر گئیں اور شہر والے پھر گھبرا کر سرداروں اور اصحاب شوریٰ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا تم دیکھتے نہیں کہ یہ اللہ کا عذاب ہے اس پر شہر والوں نے صلح کی بات مان لی۔ آگے اور بھی حدیث ہے۔

[ذکرہ ابن جریر فی تاریخہ ۴/ ۹۷]

دور دراز علاقوں تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آواز کا پہنچ جانا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ کیا اور ان کا امیر ایک آدمی کو بنایا جنہیں ساریہ کہا جاتا تھا ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دم انہوں نے تین مرتبہ پکار کر کہا اے ساریہ! لشکر لے کر پہاڑ کی طرف ہو جاؤ پھر اس لشکر کا قاصد آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے حالات پوچھے اس نے کہا اے امیر المؤمنین ہمیں شکست ہو رہی تھی کہ اتنے میں ہم نے ایک بلند آواز تین مرتبہ سنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ' چنانچہ ہم نے اپنی پشتیں پہاڑ کی طرف کر دیں جس پر اللہ نے کفار کو شکست دے دی پھر لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہی نے تو بلند آواز سے یہ کہا تھا۔ [اخرجه البيهقي واللالكائي في شرح السنة والدير عاقولي في فوائده وابن الاعرابي في كرامات الاولياء وهكذا ذكره حرملة في جمعه لحديث ابن وهب وهو اسناد حسن.]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے تو خطبہ میں کہنے لگے اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ اور جس نے بھیڑیئے کو بکریوں کا چرواہا بنایا اس

نے بکریوں پر ظلم کیا۔ لوگ ایک دوسرے کو حیران ہو کر دیکھنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا پریشان مت ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بتائیں گے کہ انہوں نے یہ کیوں کہا ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا انہوں نے فرمایا میرے دل میں ایک دم یہ خیال آیا کہ مشرکوں نے ہمارے بھائیوں کو شکست دے دی ہے اور وہ ایک پہاڑ کے پاس سے گزر رہے ہیں یہ ہمارے بھائی اگر پہاڑ کی طرف مڑ جائیں تو ان کو صرف ایک طرف سے ہی لڑنا پڑے گا (اور اس طرح ان کو فتح ہو جائے گی) اور اگر یہ لوگ پہاڑ سے آگے نکل گئے تو پھر (ان کو ہر طرف سے لڑنا پڑے گا اور) یہ ہلاک ہو جائیں گے بس اس پر میری زبان سے وہ کلمات نکل گئے جو آپ لوگوں نے سنے ہیں پھر ایک مہینے کے بعد (اس لشکر کی طرف سے فتح کی) خوشخبری دینے والا آیا اور اس نے بتایا کہ ہم لوگوں نے اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تھی اور آواز سن کر ہم لوگ پہاڑ کی طرف ہو گئے تھے جس سے اللہ نے ہمیں فتح نصیب فرما دی۔

[رواه ابن مردويه كذا فى الاصابة ۲/ ۳ واخرجه ايضاً ابونعيم فى الدلائل ۲۱۰ وابوعبدالرحمن السلمى فى الاربعين واخرجه الخطيب فى رواة مالك وابن عساكر عن ابن عمر كما فى المنتخب ۴/ ۳۸۶ قال ابن كثير فى البداية ۷/ ۱۳۱ وفى صحة من حديث مالك نظر۔ انتهى]

خطیب اور ابن عساکر کی روایت میں یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ کے دوران یاساریہ ا کہتے ہوئے نہیں سنا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا بھلا ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ کہو وہ جو بھی کام کرتے ہیں اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔

ابونعیم کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے دل میں یہ خیال آیا کہ دشمن نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو پہاڑ کی پناہ لینے پر مجبور کر دیا ہے تو اس خیال سے میں نے یہ کہہ دیا کہ شاید اللہ کا کوئی بندہ میری آواز حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا دے یعنی کوئی فرشتہ یا مسلمان جن پہنچا دے۔[اخرجه ابونعيم فى الدلائل ۲۱۰ من طريق نصر بن طريف]

ابونعیم کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت عبدالرحمٰن پر مکمل اعتماد اور اطمینان تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن

رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے آپ کی وجہ سے لوگوں کو برا بھلا کہنا پڑتا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ ایسا کام کرتے ہیں جس کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی اور یوں لوگوں کو باتیں کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ آپ نے یہ کیا کیا کہ خطبہ دیتے دیتے آپ ایک دم اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ زور سے کہنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا لشکر ایک پہاڑ کے پاس لڑ رہا ہے اور ان پر آگے سے پیچھے سے ہر طرف سے حملہ ہو رہا ہے اس پر میں اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکا اور ایک دم میری زبان سے نکل گیا اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ اور میں نے یہ اس لیے کہا تاکہ یہ لوگ پہاڑ کی طرف ہو جائیں (اور انہیں صرف ایک طرف سے لڑنا پڑے) کچھ ہی عرصہ کے بعد حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا قاصد ان کا خط لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ جمعہ کے دن ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا ہم نے صبح کی نماز پڑھ کر لڑائی شروع کی یہاں تک کہ جمعہ کا وقت ہو گیا اور سورج کا کنارہ ڈھل گیا تو ہم نے سنا کہ کسی آدمی نے دو مرتبہ زور سے یہ اعلان کیا اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ' چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف ہو گئے اس طرح ہم دشمن پر غالب آنے لگے یہاں تک کہ اللہ نے انہیں شکست دے دی اور ان کو قتل کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر خواہ مخواہ اعتراض کیا تھا اس آدمی کو چھوڑے رکھو اسے کچھ نہ کہو کیونکہ اس کی الٹی بھی سیدھی ہوتی ہے۔

[عند ابی نعیم فی الدلائل ۲۱۱ من طریق عمرو بن الحارث و اخرجه الواقدی عن زید بن اسلم یعقوب بن زید کما فی البدایة ۷/ ۱۳۱ قال ابن کثیر فهذه طرق یشدبعضها بعضا۔ انتهی علی ان طریق ابن وهب حسنه ابن کثیر ثم الحافظ ابن حجر رحمهما الله تعالی]

واقدی میں زید بن اسلم اور یعقوب بن زید کی روایت میں اس طرح ہے کہ لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ آپ نے کیا کہہ دیا تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو وہی بات کہی جو اللہ کی طرف سے میری زبان پر جاری ہوئی۔

حضرت عزہ بنت عیاض بن ابی قرصافہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رومیوں نے حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کو گرفتار کر لیا تھا جب نماز کا وقت ہوتا تو حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ عسقلان شہر کی فصیل کی دیوار پر چڑھ کر زور سے کہتے اے فلانے! نماز کا وقت ہو گیا ہے اور ان کا بیٹا روم کے شہر میں ان کی یہ آواز سن لیا کرتا تھا۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۳۹۶ رجاله ثقات]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غیبی آوازیں سننا جن کا بولنے والا نظر نہیں آتا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو غسل دینے والوں میں اختلاف ہو گیا کہ غسل کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا اتارا جائے یا نہ اتارا جائے تو ان سب نے ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہی میں غسل دے دو آواز تو آ رہی تھی لیکن بولنے والے کا پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کون ہے؟ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہی میں غسل دیا گیا۔[اخرجه ابن سعد ۲/ ۲۷۶ واخرجه ایضا عن عائشة رضی الله عنها بمعناه]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ ہے کہ کسی کہنے والے نے کہا تم انہیں کپڑوں سمیت ہی غسل دو، کہنے والے کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کا سفر کرنے والے ایک لشکر کا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تو رات کے وقت کشتی ان کو لینے جا رہی تھی کہ اچانک ایک منادی نے اوپر سے انہیں پکار کر کہا کیا میں تمہیں وہ فیصلہ نہ بتا دوں جو اللہ نے اپنے بارے میں کیا ہوا ہے؟ اور وہ یہ ہے کہ جو آدمی (روزہ رکھ کر) گرم دن میں اللہ کے لیے پیاسا رہے گا تو اللہ پر اس کا یہ حق ہے کہ اسے بڑی پیاس والے دن یعنی قیامت کے دن اچھی طرح پانی پلائے۔

[اخرجه الحاكم ۲/ ۳۶۷ قال الحاكم هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه وقال الذهبی ابن الموصل ضعيف]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم لوگ سمندری غزوے میں گئے چنانچہ ہم سمندر میں سفر کر رہے تھے ہوا بالکل موافق تھی اور بادبان اٹھے ہوئے تھے ہم نے ایک منادی کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا اے کشتی والو! ٹھہر جاؤ میں تمہیں ایک خبر دینا چاہتا ہوں اس نے یہ اعلان مسلسل سات مرتبہ کیا۔ میں نے کشتی کے اگلے حصہ پر کھڑے ہو کر کہا تو کون ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے؟ کیا تجھے نظر نہیں آ رہا ہے کہ ہم کہاں ہیں؟ کیا ہم یہاں رک سکتے ہیں؟ تو اس نے جواب میں کہا کیا میں آپ لوگوں کو وہ فیصلہ نہ بتاؤں جو اللہ نے اپنے بارے میں کیا ہے؟ میں نے کہا ضرور بتاؤ۔ اس نے کہا اللہ نے اپنے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو گرم دن میں اپنے آپ کو اللہ کے لیے (روزہ رکھ کر) پیاسا رکھے گا اس کا اللہ پر یہ حق ہو گا کہ اللہ اسے قیامت کے دن سیراب

کرے چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اس سخت گرم دن کی تلاش میں رہتے جس میں انسان کی کھال جل جائے اور اس دن روزہ رکھتے۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٢٦٠ عن ابى بردة]

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا طائف میں انتقال ہوا۔ میں ان کے جنازے میں شریک ہوا تو اتنے میں ایک پرندہ آیا اس جیسی شکل و صورت کا پرندہ کبھی کسی نے نہیں دیکھا تھا وہ پرندہ آ کر ان کے جسم میں داخل ہو گیا ہم دیکھتے رہے اور سوچتے رہے کہ کیا اب باہر نکلے گا لیکن کسی نے اسے باہر نکلتے نہ دیکھا اور انہیں دفن کیا گیا تو کسی نے قبر کے کنارے پر یہ آیت پڑھی اور پڑھنے والے کا کچھ پتہ نہ چلا:

﴿يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ﴾ [سورة فجر: ٢٧-٣٠]

"(اور جو اللہ کے فرمانبردار تھے ان کو ارشاد ہوگا) اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار (کے جوار رحمت) کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش پھر (ادھر چل کر) تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو جا (کہ یہ بھی نعمت روحانی ہے) اور میری جنت میں داخل ہو جا۔" [اخرجه الحاكم ٣/ ٥٤٣

واخرجه الطبرانى قال الهيثمى ٩/ ٢٨٥ ورجاله رجال الصحيح و روى عن عبدالله بن يامين عن ابيه نحوه الا انه قال جاء طائر ابيض يقال له الغرنوق۔ انتهى]

حاکم میں اسماعیل بن علی اور عیسیٰ بن علی کی روایت میں یہ ہے کہ وہ سفید پرندہ تھا اور ہیثمی کی روایت میں یہ ہے کہ وہ سفید پرندہ تھا جسے بگلا کہا جاتا ہے۔ میمون بن مہران کی روایت میں ہے کہ جب ان پر مٹی ڈال دی گئی تو ہم نے ایک آواز سنی تو ہم سن رہے تھے لیکن بولنے والا نظر نہیں آ رہا تھا۔ [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٣٢٩ عن ميمون بن مهران فى حديث طويل كما فى المنتخب ٥/ ٢٣٠]

میمون بن مہران کی دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا اور انہیں کفن پہنایا جانے لگا تو ایک سفید پرندہ تیزی سے ان پر گرا اور ان کے کفن کے اندر چلا گیا۔ اسے بہت تلاش کیا لیکن نہ ملا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم لوگ بیوقوف ہو؟ (جو پرندہ تلاش کر رہے ہو) یہ تو اس کی بینائی ہے جس کے بارے

میں حضور ﷺ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ وفات کے دن انہیں واپس مل جائے گی پھر جب لوگ جنازہ قبر پر لے گئے اور لحد میں رکھ دیا گیا تو غیبی آواز نے چند کلمات کہے جنہیں ان سب لوگوں نے سنا جو قبر کے کنارے پر تھے پھر میمون نے پچھلی آیات ذکر کیں۔

جنات اور غیبی آوازوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المومنین! کیا آپ کو نہ بتاؤں کہ میرے اسلام لانے کی ابتداء کیسے ہوئی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ضرور بتاؤ۔ انہوں نے کہا میں ایک مرتبہ اپنے جانور تلاش کر رہا تھا اور ان کے نشانات پر چل رہا تھا کہ اسی میں ابرق العزاف مقام پر مجھے رات آ گئی تو میں نے اونچی آواز سے پکار کر کہا میں اس وادی کے (جن) بادشاہ کی پناہ چاہتا ہوں اس کی قوم کے بیوقوفوں سے۔ تو غیب سے کسی نے بلند آواز سے کہا:

وَیْحَکَ عُذْ بِاللّٰہِ ذِی الْجَلَالِ
وَ الْمَجْدِ وَ النُّعْمَاءِ وَ الْاِفْضَالِ

"تیرا بھلا ہو اللہ کی پناہ مانگ جو جلال، بزرگی، نعمت اور فضل والا ہے۔"

وَ اقْرَا اٰیَاتٍ مِّنَ الْاَنْفَالِ
وَ وَحِّدِ اللّٰہَ وَ لَا تُبَالِ

"سورۃ انفال کی آیتیں پڑھ اور اللہ کو ایک مان اور کسی کی پرواہ نہ کر۔"

یہ سن کر میں بہت زیادہ ڈر گیا۔ جب میری جان میں جان آئی تو میں نے کہا:

یَا اَیُّھَا الْھَاتِفُ مَا تَقُوْلُ
اَرَشَدٌ عِنْدَکَ اَمْ تَضْلِیْلُ
بَیِّنْ لَنَا ھُدِیْتَ مَا الْحَوِیْلُ

"اے غیبی آواز دینے والے! تو کیا کہہ رہا ہے؟ کیا تو صحیح راستہ دکھانا چاہتا ہے یا گمراہ کرنا چاہتا ہے؟ اللہ تجھے ہدایت دے ہمیں صاف صاف بتا کہ کیا صورت ہے۔"

اس نے جواب میں کہا:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ذُو الْخَیْرَاتِ
بِیَثْرِبَ یَدْعُوْا اِلَی النَّجَاۃِ
یَاْمُرُ بِصَوْمٍ وَ الصَّلَاۃِ
وَیَزْجُرُ النَّاسَ عَنِ الْھَنَاتِ

"تمام خیروں کو لے کر آنے والے اللہ کے رسول ﷺ یثرب میں نجات کی دعوت دے رہے ہیں وہ نماز اور روزے کا حکم دیتے ہیں اور شر والے کاموں سے لوگوں کو روکتے ہیں۔"

میں نے اپنی سواری آگے بڑھا کر کہا:

اَرْشِدْنِیْ رُشْدًا ھُدِیْتَ
لَا جُعْتَ وَ لَا عُرِیْتَ
وَ لَا بَرِحْتَ سَیِّدًا مُقِیْتَ
وَ لَا تُوْقِرَنِّیْ عَلَی الْخَیْرِ الَّذِیْ اُتِیْتَ

"مجھے سیدھا راستہ بتا اللہ تجھے ہدایت دے تو کبھی بھوکا ننگا نہ ہو اور تو ہمیشہ طاقتور سردار بنا رہے اور جو خیر تجھے ملی ہے اس کا مجھ پر زیادہ بوجھ نہ ڈال۔"

وہ یہ اشعار پڑھتا ہوا میرے پیچھے آیا:

صَاحَبَكَ اللّٰہُ وَ سَلَّمَ نَفْسَكَا
وَ بَلَّغَ الْاَھْلَ وَ اَدّٰی رَحْلَكَا
اٰمِنْ بِهٖ اَفْلَحَ رَبِّیْ حَقَّكَا
وَ انْصُرْہُ اَعَزَّ رَبِّیْ نَصْرَكَا

"اللہ ہمیشہ تیرا ساتھی ہو اور تیری جان کو صحیح سالم رکھے اور تجھے گھر والوں تک پہنچائے اور تیری سواری کو بھی پہنچائے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لا میرا رب تیرے حق کو بامراد کرے اور اس رسول ﷺ کی مدد کر میرا رب تیری اچھی طرح نصرت کرے۔"

میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں اثال کا بیٹا عمرو ہوں اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے نجد کے مسلمان جنات کا امیر ہوں تمہارے گھر پہنچنے تک تمہارے

اونٹوں کی حفاظت ہو گی تمہیں اب فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے' چنانچہ میں جمعہ کے دن مدینہ داخل ہوا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس باہر آئے اور کہا اللہ تجھ پر رحم کرے اندر آ جاؤ' ہمیں تمہارے مسلمان ہونے کی خبر پہنچ چکی ہے۔ میں نے کہا مجھے اچھی طرح وضو کرنا نہیں آتا' چنانچہ انہوں نے مجھے وضو کرنا سکھایا پھر میں مسجد میں داخل ہوا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر بیان کرتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل چودھویں رات کے چاند کی طرح لگ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جو مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر سوچ سمجھ کر دھیان سے ایسی نماز پڑھتا ہے جس کی ہر طرح حفاظت کرتا ہے وہ جنت میں ضرور داخل ہو گا پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تم اپنی اس حدیث پر گواہ لاؤ نہیں تو میں تمہیں سزا دوں گا' چنانچہ قریش کے بزرگ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے میرے حق میں گواہی دے دی جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔ [اخرجه الرویانی وابن عساکر کذا فی الکنز ۶/ ۳۴]

ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی جیسی حدیث نقل کی ہے جس میں اشعار اس طرح ہیں

أَرْشِدُ لِيْ رُشْدًا بِهَا هُدِيْتَا
لَا جُعْتَ يَا هٰذَا وَ لَا عَرِيْتَا
وَ لَا صَحِبْتَ صَاحِبًا مَقِيْتَا
لَا يَثْوِيَنَّ الْخَيْرُ اِنْ ثَوَيْتَا

"مجھے صحیح راستہ بتا اللہ تجھے ہدایت عطا فرمائے اے فلانے! تو نہ کبھی بھوکا ہو اور نہ کبھی ننگا اور نہ کبھی ایسے ساتھی کے ساتھ رہے جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں اور اگر تو مر جائے تو تیری خیر ختم نہ ہو بلکہ ہمیشہ باقی رہے۔"

[اخرجه ابو نعیم فی الدلائل النبوۃ ۳۰]

حضرت حسن کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا مجھے کوئی ایسی حدیث سناؤ جس سے حیرت بھی ہو اور خوشی بھی ہو تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ سنایا پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [اخرجه الطبرانی عن محمد بن ابی الحسن عن ابیه کذا فی الاصابة ۳/ ۳۵۳ قال الهیثمی ۸/ ۲۵۱ رواه الطبرانی وفیه من لم

اعرفهم واخرجه الحاكم ۲/ ۶۲۱ من طريق الحسن بن محمد بن علي عن ابيه قال قال عمر فذكر بمعناه قال الذهبي لم يصح واخرجه الاموي ايضاً كما في البداية ۲/ ۳۵۳]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے جب بھی سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی چیز کے بارے میں کہا ہو کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ اس طرح ہے تو وہ اسی طرح ہوتی جس طرح ان کا گمان ہوتا' چنانچہ ایک مرتبہ وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک خوبصورت آدمی گزرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا تو میرا اندازہ غلط ہے یا یہ آدمی ابھی تک اپنے جاہلیت والے دین پر ہے یا پھر یہ جاہلیت میں کاہن تھا اسے میرے پاس لاؤ لوگ اس آدمی کو بلا کر لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اپنی بات کہی اس نے کہا میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا کہ کسی مسلمان آدمی کے منہ پر ایسی بات صاف کہہ دی گئی ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں پر زور تاکید کرتا ہوں کہ تم مجھے ساری بات بتاؤ۔ اس آدمی نے کہا میں جاہلیت میں کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جو جن تمہارے پاس آتا تھا اس کا سب سے عجیب وغریب قصہ کیا ہے؟ اس نے کہا ایک دن میں بازار میں تھا وہ جن میرے پاس گھبرایا ہوا آیا اور اس نے یہ شعر پڑھے:

اَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَ اِبْلَاسَهَا
وَ يَأْسَهَا مِنْ بَعْدِ اِنْكَاسِهَا
وَ لُحُوْقَهَا بِالْقَلَاصِ وَ اَحْلَاسِهَا

''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمام جنات حیران و پریشان ہیں اور (پہلے تو آسمان پر چڑھ جاتے تھے اور) اب آسمان سے ناامید ہو کر واپس آ رہے ہیں بلکہ اسلام میں داخل ہو کر جوان اونٹنیوں اور ان پر کجاووں کے نیچے بچھائی جانے والی چادروں والے عربوں کے مل رہے ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے سچ کہا میں بھی ایک دن کفار کے معبودوں کے پاس سویا ہوا تھا کہ ایک آدمی ایک بچھڑا لایا اور اس نے اسے ذبح کیا پھر کسی چیخنے والے نے زور سے چیخ کر کہا میں نے اس سے زیادہ سخت چیخ کبھی نہیں سنی تھی اس نے کہا اے جلیح! (یہ کسی آدمی کا نام ہے) یہ کامیابی والا کام ہے ایک فصیح آدمی لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہے۔ سب لوگ گھبرا کر اٹھ گئے میں نے کہا میں تو یہاں ہی رہوں گا جب پتہ چل جائے گا کہ اس آواز کے پس پردہ کیا ہے تب یہاں سے

جاؤں گا اس نے پھر پکڑ کر کہا اے جلیح! یہ کامیابی والا کام ہے ایک فصیح آدمی لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہے پھر میں وہاں سے اٹھا کچھ عرصہ بعد ہی ہمیں بتایا گیا کہ یہ نبی ہیں یہ روایت صرف بخاری میں ہے اور یہ کاہن آدمی حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ ہیں۔

[وقد روی حدیثه من وجوه آخر مطولة بالبسط من رواية البخاری]

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ کسی نے پوچھا اے امیر المومنین! کیا آپ اس گزرنے والے کو جانتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا' یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں ان کے پاس آنے والے جن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے کی خبر دی تھی' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیغام دے کر انہیں بلایا اور فرمایا کیا آپ ہی سواد بن قارب ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم زمانہ جاہلیت میں کہانت کا کام کرتے تھے؟ اس پر حضرت سواد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور کہا اے امیر المومنین! جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی کسی نے میرے منہ پر ایسی بات نہیں کہی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ! ہم تو جاہلیت میں شرک پر تھے اور یہ شرک تو تمہاری کہانت سے زیادہ برا تھا تمہارے تابع جن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے کی خبر دی تھی وہ مجھے بتاؤ انہوں نے کہا اے امیر المومنین! جی ہاں! ایک رات میں لیٹا ہوا تھا اور بیداری اور نیند کے درمیان کی حالت میں تھا میرا جن میرے پاس آیا اور مجھے پاؤں مار کر کہا اے سواد بن قارب! اٹھ اور میری بات سن اور اگر تیرے اندر عقل ہے تو تو سمجھ لے کہ (قریش کی شاخ) لوی بن غالب میں ایک رسول مبعوث ہوا ہے جو اللہ کی اور اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہے پھر یہ شعر پڑھنے لگا

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَ تِطْلَابِهَا
وَ شَدِّهَا الْعِيْسَ بِاَقْتَابِهَا
تَهْوِىْ اِلَى مَكَّةَ تَبْغِى الْهُدٰى
مَا صَادِقُ الْجِنِّ كَكُذَّابِهَا
فَارْحَلْ اِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ
لَيْسَ قُدَامَاهَا كَاَذْنَابِهَا

''مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ جنات حق کو تلاش کر رہے ہیں اور سفید اونٹوں پر کجاوے باندھ کر ہر طرف کا سفر کر رہے ہیں یہ سب ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں' اس لیے مکے جا رہے ہیں۔ سچا جن اور جھوٹا جن دونوں ایک جیسے نہیں ہو سکتے لہٰذا تم سفر کر کے اس ہستی کے پاس جاؤ جو بنی ہاشم میں چیدہ اور عمدہ ہیں اور ہدایت میں پہلے کرنے والا دیر کرنے والے کی طرح نہیں ہوگا بلکہ اس سے افضل ہوگا۔''

میں نے اس جن سے کہا مجھے سونے دو مجھے شام سے بہت نیند آ رہی ہے۔ اگلی رات وہ میرے پاس آیا اور اس نے پھر پاؤں مار کر کہا اے سواد بن قارب! اٹھ اور میری بات سن اور اگر تیرے اندر عقل ہے تو سمجھ لے کہ لوی بن غالب میں ایک رسول مبعوث ہوا ہے جو اللہ اور اس کی عبادت کی دعوت دے رہا ہے پھر وہ یہ شعر پڑھنے لگا

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَ تَحْيَارِهَا
وَ شَدِّهَا الْعِيْسَ بِأَكْوَارِهَا
تَهْوِيْ اِلَى مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدٰى
مَا مُؤْمِنُوا الْجِنِّ كَكُفَّارِهَا
فَارْحَلْ اِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ
بَيْنَ رَوَابِيْهَا وَ اَحْجَارِهَا

''مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ جنات حیران پریشان ہیں اور سفید اونٹوں پر کجاوے باندھ کر ہر طرف کا سفر کر رہے ہیں۔ یہ سب ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں اس لیے مکے جا رہے ہیں۔ مومن جن کافر جن جیسے نہیں ہو سکتے لہٰذا تم سفر کر کے اس ہستی کے پاس جاؤ جو بنی ہاشم میں چیدہ اور برگزیدہ ہیں اور مکہ کے ٹیلوں اور پتھروں کے درمیان رہتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا مجھے سونے دو مجھے شام سے بہت نیند آ رہی ہے۔

تیسری رات وہ پھر میرے پاس آیا اور پھر پاؤں مار کر کہا اے سواد بن قارب! اٹھ اور میری بات سن اور اگر تیرے اندر عقل ہے تو سمجھ لے کہ لوی بن غالب میں ایک رسول مبعوث ہوا ہے جو اللہ کی اور اس کی عبادت کی دعوت دے رہا ہے۔

پھر وہ یہ اشعار پڑھنے لگا

عَجِبۡتُ لِلۡجِنِّ وَ تَجۡسَاسِهَا
وَ شَدِّهَا الۡعِيۡسَ بِاَحۡلَاسِهَا
تَهۡوِیۡ اِلٰی مَكَّةَ تَبۡغِی الۡهُدٰی
مَا خَيۡرُ الۡجِنِّ كَاَنۡجَاسِهَا
فَارۡحَلۡ اِلَی الصَّفۡوَةِ مَا هَاشِمٍ
وَاسۡمُ بِعَيۡنَيۡكَ اِلٰی رَاۡسِهَا

"مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ جنات حق کو تلاش کر رہے ہیں اور سفید اونٹوں پر کجاوے کے نیچے ٹاٹ رکھ کر ہر طرف کا سفر کر رہے ہیں یہ سب ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں اس لیے مکے جا رہے ہیں اور خیر والا جن ناپاک جن کی طرح نہیں ہو سکتا لہٰذا تم سفر کر کے اس ہستی کے پاس جاؤ جو بنی ہاشم میں برگزیدہ ہیں اور آنکھیں بلند کر کے مکہ کی چوٹی کی طرف دیکھو۔"

چنانچہ میں اٹھا اور میں نے کہا اللہ نے میرے دل کو اچھی طرح جانچ لیا ہے یعنی جن کی بات صحیح معلوم ہوتی ہے اور میں اونٹنی پر سوار ہو کر چل دیا پھر میں مدینہ آیا تو وہاں حضور ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے میں نے قریب جا کر عرض کیا میری درخواست بھی سن لیں آپ ﷺ نے فرمایا کہو میں نے وہ اشعار پڑھے

اَتَانِیۡ نَجِيِّیۡ بَعۡدَ هَدۡءٍ وَ رَقۡدَةٍ
وَ لَمۡ يَكُ فِيۡمَا قَدۡ بَلَوۡتُ بِكَاذِبٍ
ثَلَاثَ لَيَالٍ قَوۡلُهٗ كُلَّ لَيۡلَةٍ
اَتَاكَ رَسُوۡلٌ مِنۡ لُؤَيِّ بۡنِ غَالِبٍ
فَشَمَّرۡتُ عَنۡ ذَيۡلِ الۡاِزَارِ وَ وَسَّطَتۡ
بِیَ الذِّعۡلِبُ الۡوَجۡنَاءُ غَبۡرَ السَّبَاسِبِ
فَاَشۡهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا شَیۡءَ غَيۡرُهٗ
وَ اَنَّكَ مَاۡمُوۡنٌ عَلٰی كُلِّ غَائِبٍ
وَ اَنَّكَ اَدۡنَی الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَسِيۡلَةً

اِلَی اللّٰہِ یَا ابْنَ الْاَکْرَمِیْنَ الْاَطَایِب
فَمُرْنَا بِمَا یَاْتِیْکَ یَا خَیْرَ مَنْ مَشٰی
وَ اِنْ کَانَ فِیْهَا جَاءَ شَیْبُ الذَّوَائِب
وَ کُنْ لِیْ شَفِیْعًا یَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ
سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِب

''ابتدائی رات کے کچھ حصے کے گزر جانے اور میرے کچھ سو لینے کے بعد مجھ سے سرگوشی کرنے والا جن میرے پاس تین رات آتا رہا اور جہاں تک میں نے اسے آزمایا وہ جھوٹا نہیں تھا اور ہر رات مجھ سے یہی کہتا رہا کہ تمہارے پاس ایک رسول آیا ہے جو قبیلہ لوی بن غالب میں سے ہے اس پر میں نے سفر کے لیے اپنی لنگی چڑھالی اور (میں نے سفر شروع کر دیا اور) تیز رفتار بڑے رخساروں والی اونٹنی مجھے لے کر ہموار اور وسیع غبار آلود میدانوں میں چلتی رہی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی چیز (عبادت کے لائق) نہیں اور آپ غیب کی ہر بات کے بارے میں قابل اعتماد ہیں اور اے قابل احترام اور پاکیزہ لوگوں کے بیٹے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تک پہنچنے کے لیے تمام رسولوں میں سب سے زیادہ قریبی وسیلہ ہیں اور اے روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے اچھے! آپ ہمیں ان تمام اعمال کا حکم دیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کی طرف سے آرہے ہیں۔ ہم ان اعمال کو ضرور کریں گے چاہے ان اعمال کی محنت میں ہمارے بال سفید ہو جائیں اور آپ میرے اس دن سفارشی بن جائیں جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی سفارشی سواد بن قارب کے کسی کام نہیں آسکتا۔''

میرے اشعار سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہؓ بہت خوش ہوئے حتیٰ کہ ان سب کے چہروں میں خوشی نمایاں نظر آنے لگی۔ حضرت محمد بن کعب قرظی راوی کہتے ہیں یہ قصہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر حضرت سواد رضی اللہ عنہ سے چمٹ گئے اور فرمایا میری دلی خواہش تھی کہ میں تم سے یہ سارا قصہ سنوں۔ کیا اب بھی وہ جن تمہارے پاس آتا ہے؟ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے کہا جب سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا ہے وہ نہیں آیا۔ اور اس جن کی جگہ اللہ کی کتاب نعم البدل ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ایک دن قریش کے ایک قبیلہ میں تھے جن کو آل ذریح کہا جاتا ہے۔

انہوں نے اپنا ایک بچھڑا ذبح کیا اور قصاب اس کا گوشت بنا رہا تھا کہ اتنے میں ہم سب نے بچھڑے کے پیٹ میں سے آواز سنی اور بولنے والی کوئی چیز ہمیں نظر نہیں آرہی تھی وہ یہ کہہ رہا تھا اے آل ذریح! یہ کامیابی والا کام ہے۔ ایک پکارنے والا پکار کر فصیح زبان میں کہہ رہا ہے کہ وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

[رواه الحافظ ابو يعلى الموصلي وهذا منقطع من هذا الوجه ويشهد له رواية البخاري واخرجه الخرائطي في هواتف الجان عن ابي جعفر محمد بن علي وابن عساكر عن سواد بن قارب والبراء رضي الله عنهما انتهى مختصرا من البداية ۲/ ۳۳۲]

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہندوستان میں ٹھہرا ہوا تھا تو ایک رات میرا تابع جن میرے پاس آیا پھر سارے قصے کے بعد آخری اشعار سنانے کے بعد یہ ہے کہ اشعار سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک نظر آنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سواد! تم کامیاب ہو گئے۔

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سواد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن کی باتوں سے میرے دل میں اسلام کی محبت بیٹھ گئی اور اسلام کا شوق پیدا ہو گیا۔ صبح کو میں نے اونٹنی پر جو کجاوہ کسا اور مکہ کی طرف چل پڑا راستہ میں لوگوں نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ جا چکے ہیں چنانچہ میں مدینہ چلا گیا اور وہاں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا لوگوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہیں، میں مسجد گیا اور اونٹنی کے پاؤں کو رسی باندھ کر اندر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری درخواست سن لیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آجاؤ میں آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اور تمہارا جن جو تمہارے پاس آتا رہا اس کے بارے میں بتاؤ۔ [اخرجه الحاكم ۳/ ۶۰۸ واخرجه الطبراني ايضا عن محمد بن كعب بسياق الحاكم كما في المجمع ۸/ ۲۴۸ وقد اخرج الحديث ايضاً الحسن بن سفيان والبيهقي عن محمد بن كعب والبخاري في التاريخ والبغوي والطبراني عن سواد بن قارب والبيهقي عن البراء وابن ابي خيثمه والروياني عن ابي جعفر الباقر وابن شاهين عن انس بن مالك كما بسط طرق هولاء في الاصابة ۲/ ۹۶]

حضرت عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے اسلام لانے کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ جب میرے والد مرداس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے ضمار نامی اپنے بت کے خیال رکھنے کی وصیت کی۔ میں نے اس بت کو ایک کمرے میں رکھ لیا اور روزانہ اس کے پاس جانے لگا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ایک دفعہ میں نے آدھی رات کو ایک آواز سنی اس سے میں ڈر گیا اور چھلانگ لگا کر اٹھا اور مدد لینے کے لیے ضمار کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ اسی کے پیٹ میں سے آواز آ رہی ہے اور وہ یہ اشعار کہہ رہا ہے۔

قُلْ لِلْقَبِيْلَةِ مِنْ سُلَيْمٍ كُلِّهَا
هَلَكَ الْاَنِيْسُ وَ عَاشَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ
اَوْدٰى ضَمَارِ وَ كَانَ يُعْبَدُ مُدَّةً
قَبْلَ الْكِتَابِ اِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدِ
اِنَّ الَّذِىْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَ الْهُدٰى
بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُّهْتَدِ

''سارے قبیلہ سلیم سے کہہ دو کہ بت اور ان کے پوجنے والے مردہ باد اور مسجد والے زندہ باد۔ ضمار بت ہلاک ہو گیا اور نبی کریم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس کتاب کے آنے سے پہلے اس کی عبادت کی جاتی تھی اور قبیلہ قریش کی جو ہستی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت اور ہدایت کے وارث ہوئے ہیں وہ ہدایت یافتہ ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے یہ ساری بات لوگوں سے چھپا کر رکھی اور کسی کو نہ بتائی جب کفار غزوہ احزاب سے واپس آئے تو ایک مرتبہ میں ذات عرق کے پاس مقام عقیق کے ایک کنارے پر اپنے اونٹوں میں سویا ہوا تھا میں نے ایک دم آواز سنی (جس سے میری آنکھ کھل گئی) اور میں نے دیکھا کہ ایک آدمی شتر مرغ کے پر کے اوپر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے وہ نور حاصل کر لو جو منگل کی رات کو غضباء نامی اونٹنی والے پر بنو عنقاء کے بھائیوں کے علاقہ میں یعنی مدینہ میں اترا ہے۔ اس کے جواب میں اس کی بائیں جانب سے ایک غیبی آواز دینے والے نے یہ اشعار کہے

بَشِّرِ الْجِنَّ وَ اِبْلَاسَهَا
اَنْ وَضَعَتِ الْمَطِيُّ اَحْلَاسَهَا

وَ كَلاَّتِ السَّمَآءَ اَحْرَاسُهَا

"جنات کو خبر دے دو کہ جنات اس وجہ سے حیران و پریشان ہیں کہ اونٹنیوں نے اپنے پالان رکھ دیئے ہیں اور آسمان کے چوکیداروں نے آسمان کی حفاظت شروع کر دی ہے۔"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں خوفزدہ ہو کر ایک دم اٹھا اور سمجھ گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ کے بھیجے ہوئے) رسول ہیں چنانچہ میں گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت تیزی سے سفر کیا یہاں تک کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہو گیا پھر واپس آ کر میں نے ضمار کو آگ سے جلا دیا۔ میں دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ اشعار آپ کو سنائے

لَعُمْرُكَ اِنِّیْ يَوْمَ اَجْعَلُ جَاهِلاً
ضِمَارِ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ مُشَارِكَا
وَ تُرْكِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ الْاَوْسُ حَوْلَهٗ
اُولٰئِكَ اَنْصَارٌ لَهٗ مَا اُوْلَائِكَا
كَتَارِكِ سَهْلِ الْاَرْضِ وَ الْحُزْنِ يَبْتَغِیْ
لِيَسْلُكَ فِیْ وَعْثِ الْاُمُوْرِ الْمَسَالِكَا
فَاٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ اَنَا عَبْدُهٗ
وَ خَالَفْتُ مَنْ اَمْسٰی يُرِيْدُ لَمَهَالِكَا
وَ وَجَّهْتُ وَجْهِیْ نَحْوَ مَكَّةَ قَاصِدًا
اُبَايِعُ نَبِیَّ الْاَكْرَمِيْنَ الْمُبَارَكَا
نَبِیٌّ اَتَانَا بَعْدَ عِيْسٰی بِنَاطِقٍ
مِنَ الْحَقِّ فِيْهِ الْفَصْلُ فِيْهِ كَذٰلِكَا
اَمِيْنٌ عَلَی الْفُرْقَانِ اَوَّلُ شَافِعٍ
وَ اَوَّلُ مَبْعُوْثٍ يُجِيْبُ الْمَلَائِكَا
تَلَافٰی عُرَی الْاِسْلَامِ بَعْدَ انْتِقَاضِهَا

فَأَحْكَمَهَا حَتّٰى أَقَامَ الْمَنَاسِكَا
عَنَيْتُكَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا
تَوَسَّطْتَ فِي الْفَرْعَيْنِ وَالْمَجْدِ مَالِكَا
وَ أَنْتَ الْمُصَفّٰى مِنْ قُرَيْشٍ إِذَا سَمَتْ
عَلٰى ضُمْرِهَا تَبْقَى الْقُرُوْنُ الْمُبَارَكَا
إِذَا انْتَسَبَ الْحَيَّانِ كَعْبٌ وَ مَالِكٌ
وَ جَدْنٰكَ مَحْضًا وَ النِّسَاءِ الْعَوَارِكَا

''آپ کی زندگی کی قسم! جب میں جاہل تھا تو میں نے ضمار بت کو رب العالمین کا شریک بنا رکھا تھا اور میں نے اللہ کے رسول کو چھوڑا ہوا تھا اور قبیلہ اوس ہر وقت آپ ﷺ کے چاروں طرف جاں نثار تھا یہ سب آپ کے مددگار بنے ہوئے تھے اور یہ کیا ہی اچھے لوگ ہیں اور میری مثال اس آدمی جیسی تھی جو نرم زمین کو چھوڑ کر سخت زمین کو تلاش کرے تاکہ مشکل کاموں کے راستے پر چلے پھر میں اس اللہ پر ایمان لے آیا جس کا میں بندہ ہوں اور میں نے اس آدمی کی مخالفت کی جو (ایمان چھوڑ کر) ہلاکت کے راستوں پر چلنا چاہتا ہے اور میں نے کریم لوگوں کے مبارک نبی ﷺ سے بیعت ہونے کے ارادے سے اپنا رخ مکہ کی طرف کر لیا۔ عیسی علیہ السلام کے بعد ہمارے پاس ایسے نبی ﷺ آئے ہیں جو بولتا ہوا حق یعنی قرآن لے کر آئے ہیں اور اس میں ایسی باتیں ہیں جن سے حق اور باطل جدا جدا ہو جاتا ہے اور واقعی اس میں ایسی باتیں ہیں حضور ﷺ قرآن کے امین ہیں اور (قیامت کے دن) سب سے پہلے سفارش کریں گے اور سب سے پہلے اٹھائے جائیں گے اور فرشتوں کو جواب دیں گے۔ اسلام کے دستے ٹوٹ چکے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سب کو جوڑ دیا اور انہیں خوب مضبوط کیا اور سارے احکام الٰہی زندہ کر دیئے۔ اے ساری مخلوق میں سب سے بہترین شخص! آپ ہی میرے مقصود ہیں آپ ﷺ اگلوں پچھلوں میں اعلیٰ نسبت والے ہیں اور قبیلہ مالک میں بزرگی میں سب سے آگے ہیں جب قریش بھوک اور کمزوری کے باوجود بلندیاں حاصل کر رہے ہیں تو آپ ان میں سے سب سے زیادہ

صاف ستھرے اور پاکیزہ ہیں اور آپ تمام زمانوں میں بابرکت رہیں گے جب قبیلہ کعب اور قبیلہ مالک اپنا اپنا نسب بیان کریں گے تو ہم آپ کو خالص نسب والا اور عورتوں کو گندہ پائیں گے۔" [اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۳۴ واخرجه الخرائطی عن العباس بن مرداس مختصرا کما فی البدایة ۲/ ۳۴۱ وزواه ابو نعیم فی الدلائل کما فی البدایة ۲/ ۳۴۲ واخرجه الطبرانی ایضا بهذا الاسناد نحوه قال الهیثمی ۸/ ۲۴۷ وفیه عبدالله بن عبدالعزیز اللیثی ضعفه الجمهور وثقه سعید بن منصور وقال کان مالك یرضاه وبقیة وثقوا۔ انتهی]

اور خرائطی کی روایت میں پہلے تین اشعار کے بعد یہ ہے کہ حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خوفزدہ ہو کر نکلا اور اپنی قوم کے پاس آیا اور انہیں سارا قصہ سنایا اور اپنی قوم بنو سلیم کے تین سو آدمی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ گیا اور وہاں جا کر مسجد میں داخل ہوئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے عباس! تمہارے اسلام لانے کی کیا صورت ہوئی؟ میں نے آپ کو سارا قصہ سنایا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور یوں میں اور میری قوم والے سب مسلمان ہو گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر مدینہ میں سب سے پہلے اس طرح ملی کہ مدینہ کی ایک عورت کا ایک جن تابع تھا ایک دفعہ وہ ایک سفید پرندے کی شکل میں آیا اور اس کی دیوار پر بیٹھ گیا اس عورت نے اس سے کہا تم نیچے کیوں نہیں آتے تاکہ ہم آپس میں باتیں کریں اور ایک دوسرے کو حالات بتائیں۔ اس نے کہا مکہ میں ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں جنہوں نے زنا کو حرام قرار دیا ہے اور ہمارا چین و سکون چھین لیا ہے (پہلے ہم آسمان پر جا کر وہاں کی خبریں لے آتے تھے اب وہاں نہیں جا سکتے' اس لیے پریشان ہیں) [اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۲۹ واخرجه احمد والطبرانی فی الاوسط ورجاله وثقوا کما قال الهیثمی ۸/ ۲۴۳ واخرجه ابن سعد ۱/ ۱۹۰ ایضاً نحوه]

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مدینہ میں سب سے پہلے خبر اس طرح آئی کہ ایک عورت کا نام فاطمہ تھا اس کے پاس ایک جن آیا کرتا تھا' چنانچہ ایک دن وہ جن آیا اور دیوار پر کھڑا ہو گیا اس عورت نے کہا تم نیچے کیوں نہیں آتے؟ اس نے کہا نہیں

اب وہ رسول مبعوث ہو گئے ہیں جنہوں نے زنا کو حرام کر دیا ہے۔

[اخرجه الواقدی کذا فی البدایة ۲/ ۳۲۸]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہم ایک تجارتی قافلہ میں ملک شام گئے۔ جب ہم ملک شام کی حدود میں داخل ہو گئے تو وہاں ایک نجومی عورت ہمارے سامنے آئی اور اس نے کہا کہ میرا (جن) ساتھی میرے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا میں نے کہا کیا تو اندر نہیں آئے گا؟ اس نے کہا اب اس کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو گیا ہے اور ایسا حکم آ گیا ہے جو میرے بس میں نہیں ہے۔ میں وہاں سے جب مکہ واپس آیا تو دیکھا مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی دعوت دے رہے ہیں۔

[اخرجه الواقدی عن عاصم بن عمر کذا فی البدایة ۲/ ۳۳۸ واخرجه ابو نعیم فی دلائل ۱۲۹ من طریق الواقدی نحوه]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک بڑے میاں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا انہیں ابن عیسیٰ کہا جاتا تھا غزوہ رودس میں ہم اور وہ اکٹھے تھے (رودس ملک شام کا ایک جزیرہ ہے) انہوں نے مجھے اپنا یہ واقعہ سنایا کہ میں اپنے خاندان کی ایک گائے ہانکے جا رہا تھا کہ اتنے میں میں نے اس کے پیٹ میں سے یہ آواز سنی اے آل ذریح! یہ صاف اور واضح بات ہے کہ ایک آدمی بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ کہہ رہا ہے وہ بڑے میاں کہتے ہیں پھر ہم مکہ آئے تو ہم نے دیکھا کہ وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے۔ [اخرجه احمد قال الهیثمی ۸/ ۲۴۳ ورجاله ثقات]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک کافر جن نے مکہ میں ابو قبیس پہاڑ پر آواز دی وہ نظر نہیں آ رہا تھا اس نے یہ اشعار کہے

قَبَّحَ اللّٰهُ رَأْيَ كَعْبِ بْنِ فِهْرٍ
مَا أَرَقَّ الْعُقُوْلَ وَ الْاَحْلَامِ

دِيْنُهَا أَنَّهَا يُعَنَّفُ فِيْهَا
دِيْنَ أَبَائِهَا الْحُمَاةِ الْكِرَامِ

خَالَفَ الْجِنِّ جِنُّ بُصْرٰى عَلَيْكُمْ
وَ رِجَالُ النَّخِيْلِ وَ الْاٰطَامِ

هَلْ كَرِيْمٌ لَكُمْ لَهٗ نَفْسٌ حُرٌّ
مَاجِدُ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَعْمَامِ
يُوْشِكُ الْخَيْلُ اَنْ تَرَوْهَا تَهَادَى
تَقْتُلُ الْقَوْمَ فِيْ بَلَدِ التِّهَامِ
ضَارِبٌ ضَرْبَةً تَكُوْنُ نَكَالاً
وَ رَوَاحًا مِنْ كُرْبَةٍ وَ اغْتِمَامِ

''کعب بن فہر یعنی قریش کی رائے کو اللہ برا کرے ان کی عقل اور سمجھ کس قدر کمزور ہے (قریش میں جو مسلمان ہو چکے ہیں) ان کا دین یہ ہے کہ وہ اپنے حفاظت کرنے والے بزرگ آباؤ اجداد کے دین یعنی بت پرستی کو برا بھلا کہتے ہیں بصریٰ کے جنات نے اور کھجور کے درختوں اور قلعوں کے علاقے یعنی مدینہ کے رہنے والے انصار نے (اسلام لا کر اور اس کے پھیلانے کی محنت کر کے) عام جنات کی مخالفت کی ہے اور اس طرح تمہیں نقصان پہنچایا ہے کیا تم میں ایسا با اخلاق آدمی نہیں ہے جو شریف النفس ہو اور جس کے والدین اور اس کے چچا بزرگی والے ہوں؟ عنقریب تم گھوڑوں والا لشکر دیکھو گے وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہوں گے اور تہامہ کے علاقہ میں (مسلمانوں کی) اس قوم کو قتل کریں گے اور مسلمانوں پر تلواروں سے ایسی ضرب لگائیں گے جس میں ان کے لیے عبرتناک سزا ہوگی اور تمہارے لیے بے چینی اور غم سے راحت ہوگی (یہ کافر جن مشرکوں کو جھوٹی خوشخبری دے رہا ہے۔)''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ بات سارے مکہ میں پھیل گئی اور مشرکین ایک دوسرے کو یہ اشعار سنانے لگے اور ایمان والوں کو مزید ایذاء دینے اور مار ڈالنے کے ارادے کرنے لگے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک شیطان تھا جس نے لوگوں سے بتوں کے بارے میں بات کی ہے اسے مسعر کہا جاتا ہے اللہ اسے رسوا کریں گے' چنانچہ تین دن گزرنے کے بعد اسی پہاڑ پر ایک غیبی آواز دینے والے نے یہ اشعار پڑھے

نَحْنُ قَتَلْنَا مِسْعَرًا
لَمَّا طَغٰى وَ اسْتَكْبَرَا

وَ سَفَّهَ الْحَقَّ وَ سَنَّ الْمُنْكَرَا
قَنَّعْتُهٗ سَيْفًا جَرُوْفًا مُبْتِرَا
بِشَتْمِهٖ نَبِيَّنَا الْمُطَهَّرَا

''جب مسعر نے سرکشی اور تکبر کیا اور حق کو بیوقوفی کی چیز بتایا اور منکر چیز کو چلایا تو ہم نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے ایسی تلوار سے اس کے سر پر وار کیا جو کام پورا کر دینے والی اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی ہے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے کیا کہ اس نے ہمارے پاک نبی ﷺ کی شان میں برے کلمات استعمال کیے تھے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا یہ ایک قوی ہیکل جن تھا جسے سمحج کہا جاتا تھا میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا یہ مجھ پر ایمان لایا تھا اس نے مجھے بتایا کہ وہ مسعر کو تین دن سے تلاش کر رہا تھا اس پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ اسے جزائے خیر دے۔

[اخرجه ابو نعيم فى دلائل ۳۰ واخرجه الاموى فى مغازيه عن ابن عباس نحوه كما فى البداية ۲/ ۳۴۸ واخرجه الفاكهى فى كتاب مكة عن ابن عباس عن عامر بن ربيعة ومن طريق حميد بن عبدالرحمن بن عوف عن ابيه بنحوه كما فى الاصابة ۲/ ۷۸]

حضرت عبداللہ بن محمود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ قبیلہ خثعم کے چند آدمی کہتے تھے کہ جن باتوں کی وجہ سے ہمیں اسلام کی دعوت ملی ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ ہم بت پرست قوم تھے ایک دن ہم لوگ اپنے ایک بت کے پاس تھے کہ کچھ لوگ اس بت کے پاس اپنا ایک فیصلہ لے کر آئے انہیں امید تھی کہ جس بات میں ہمارا اختلاف ہو رہا ہے اس کا حل ہمیں اس بت سے مل جائے گا کہ اتنے میں ایک غیبی آواز دینے والے نے انہیں آواز دے کر کہا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ذُو الْاَجْسَامِ
مِنْ بَيْنِ اَشْيَاخٍ اِلٰى غُلَامِ
مَا اَنْتُمْ وَ طَائِشُ الْاَحْلَامِ
وَمُسْنِدُ الْحُكْمِ اِلَى الْاَصْنَامِ
اَكُلُّكُمْ فِيْ حَيْرَةٍ نِيَامِ
اَمْ لَا تَرَوْنَ مَا الَّذِيْ اَمَامِ

مِنْ سَاطِعٍ يَجْلُوْدُ جَى الظَّلَامِ
قَدْ لَاحَ لِلنَّاظِرِ مِنْ تِهَامٍ
ذَاكَ نَبِيٌّ سَيِّدُ الْاَنَامِ
قَدْ جَاءَ بَعْدَ الْكُفْرِ بِالْاِسْلَامِ
اَكْرَمَهُ الرَّحْمَانُ مِنْ اِمَامٍ
وَ مِنْ رَسُوْلٍ صَادِقِ الْكَلَامِ
أَعْدَلُ ذِي حُكْمٍ مِنَ الْاَحْكَامِ
يَأْمُرُ بِالصَّلَاةِ وَ الصِّيَامِ
وَ الْبِرِّ وَ الصِّلَاةِ لِلْاَرْحَامِ
وَ يَزْجُرُ النَّاسَ عَنِ الْآثَامِ
وَ الرِّجْسِ وَ الْاَوْثَانِ وَ الْحَرَامِ
مِنْ هَاشِمٍ فِيْ ذِرْوَةِ السَّنَامِ
مُسْتَعْلِنًا فِي الْبَلَدِ الْحَرَامِ

''اے جسم والے انسانو! اے بوڑھے بچے چھوٹے بڑے تمام انسانو! تم بالکل بے عقل ہو اور اپنے فیصلے تم نے بتوں کے سپرد کر رکھے ہیں کیا تم سب حیرت میں سوئے ہوئے ہو؟ کیا تمہیں وہ چیز نظر نہیں آ رہی جو میرے سامنے ہے؟ وہ ایک روشن نور ہے جو اندھیرے کی اندھیری کو بھی دور کر رہا ہے۔ وہ نور دیکھنے والوں کے لیے تہامہ کے پہاڑوں سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تمام مخلوق کے سردار ہیں اور کفر کے بعد اسلام لے کر آئے ہیں رحمان نے ان کا خاص اکرام فرمایا ہے۔ یہ امام' رسول' سچی گفتگو والے اور سب سے زیادہ انصاف والا فیصلہ کرنے والے ہیں وہ نماز' روزے' نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور لوگوں کو گناہوں سے' پلیدی سے' بتوں اور حرام کاموں سے روکتے ہیں اور وہ قبیلہ بنو ہاشم میں سے ہیں اور سب سے اعلیٰ نسبت والے ہیں اور اللہ کے قابل احترام شہر مکہ میں وہ یہ سارے کام علی الاعلان کر رہے ہیں۔''

جب ہم نے یہ سنا تو ہم اس بت کے پاس سے اٹھ کر آ گئے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ [اخرجه الخرائطی کذا فی البدایة ۲/ ۳۴۳ واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۳۳ عن رجل من خثعم نحوه مختصرا]

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے اس وقت میں شام میں تھا میں اپنی کسی ضرورت سے سفر میں نکلا تو مجھے راستہ میں رات آ گئی۔ میں نے کہا میں آج رات اس وادی کے بڑے سردار (جن) کی پناہ میں ہوں (زمانہ جاہلیت میں عربوں کا خیال تھا کہ ہر جنگل اور ہر وادی پر کسی جن کی حکومت ہوتی ہے) جب میں بستر پر لیٹا تو ایک منادی نے آواز لگائی۔ وہ مجھے نظر نہیں آ رہا تھا اس نے کہا تم اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ جنات اللہ کے مقابلہ میں کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا ان پڑھوں میں اللہ کی طرف سے آنے والے رسول ﷺ ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہم نے (مکہ میں) حجون مقام پر ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم نے ان کا اتباع اختیار کر لیا ہے اور اب جنات کے تمام مکر وفریب ختم ہو گئے ہیں اب (وہ آسمان پر جانا چاہتے ہیں تو) ان کو ستارے مارے جاتے ہیں تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ جو رب العالمین کے رسول ہیں اور مسلمان ہو جاؤ۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں صبح کو دیر ایوب بستی میں گیا اور وہاں ایک پادری کو سارا قصہ سنا کر اس سے اس کے بارے میں پوچھا اس نے کہا جنات نے تم سے سچ کہا ہے وہ نبی حرم (مکہ) میں ظاہر ہوں گے اور ہجرت کر کے حرم (مدینہ) جائیں گے۔ وہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بہتر ہیں کوئی اور تم سے پہلے ان تک نہ پہنچ جائے اس لیے جلدی جاؤ۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ہمت کر کے چل پڑا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

[اخرجه ابو نعیم کذا فی البدایة ۲/ ۳۵۰]

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت حجاج بن علاط بہزی سلمی رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی صورت یہ ہوئی کہ وہ اپنی قوم کے کچھ سواروں کے ساتھ مکہ کے ارادے سے نکلے رات کو یہ لوگ ایک وحشت ناک اور خوفناک وادی میں پہنچے تو گھبرا گئے ان کے ساتھیوں نے ان سے کہا اے ابو کلاب! (یہ حضرت حجاج کی کنیت ہے) اٹھو اور اپنے لیے اور اپنے ساتھیوں کے لیے (اس

وادی کے سردار جن سے) امن مانگو حضرت حجاج رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے

أُعِيذُ نَفْسِي وَ أُعِيذُ صَحْبِي
مِنْ كُلِّ جِنِّي بِهٰذَا النَّقْبِ
حَتّٰى أَؤُوبَ سَالِمًا وَ رَكْبِي

''میں اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو ہر اس جن سے پناہ دیتا ہوں جو اس پہاڑی راستے میں موجود ہے تا کہ میں اور میرے سوار ساتھی صحیح سالم اپنے گھر واپس پہنچ جائیں۔''

اس کے بعد حضرت حجاج نے کسی نظر نہ آنے والے کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ﴾ [سورۃ رحمان: ۳۳]

''اے گروہ جن اور انسان کے! اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو (ہم بھی دیکھیں) نکلو مگر بدون زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے نہیں پس نکلنے کا وقوع بھی محتمل نہیں)''

جب یہ لوگ مکہ پہنچے تو انہوں نے قریش کی ایک مجلس میں یہ بات بتائی قریش نے کہا اے ابو کلاب! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں، اللہ کی قسم! یہ کلام بھی اسی کلام میں سے ہے جس کے بارے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ کرتے ہیں کہ ان پر یہ کلام اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے حضرت حجاج رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! خود میں نے بھی سنا ہے اور میرے ساتھ ان لوگوں نے بھی سنا ہے۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتنے میں عاص بن وائل آیا لوگوں نے اس سے کہا اے ابو ہشام! ابو کلاب جو کہہ رہا ہے کیا آپ نے وہ نہیں سنا؟ اس نے پوچھا ابو کلاب کیا کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے اسے ساری بات بتائی اس نے کہا آپ لوگ اس پر تعجب کیوں کر رہے ہیں؟ جس جن نے ان کو وہاں یہ کلام سنایا ہے وہی جن یہ کلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان پر جاری کرتا ہے۔ حضرت حجاج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عاص کی اس بات کی وجہ سے میرے ساتھی میری رائے سے یعنی اسلام لانے سے رک گئے لیکن اس سب سے میری بصیرت میں اضافہ ہوا (پھر ہم لوگ اپنے علاقہ میں واپس آ گئے) ایک عرصہ کے

بعد میں نے حضور ﷺ کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ مکہ سے مدینہ تشریف لے جا چکے ہیں میں اونٹنی پر سوار ہو کر چل دیا اور مدینہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا اور میں نے وادی میں جو سنا تھا وہ حضور ﷺ کو بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! تم نے حق بات سنی ہے اللہ کی قسم! یہ اسی کلمات میں سے ہے جو میرے رب نے مجھ پر نازل کیا ہے۔ اے ابو کلاب! تم نے حق بات سنی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اسلام سکھا دیں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے کلمہ اخلاص کی گواہی طلب کی اور فرمایا اب تم اپنی قوم کے پاس جاؤ اور انہیں ان تمام باتوں کی دعوت دو جن کی میں نے تمہیں دعوت دی ہے کیونکہ یہ حق ہے۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا فی هواتف الجان وابن عساکر وفیه ایوب بن سوید ومحمد بن عبدالله اللیثی ضعیفان کذا فی منتخب الکنز ۵/ ۱۶۳]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کچھ لوگ مکہ کے ارادے سے چلے اور راستہ سے بھٹک گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اب تو موت آنے والی ہے تو انہوں نے کفن پہنے اور مرنے کے لیے لیٹ گئے اتنے میں درختوں کے بیچ سے ایک جن نکل کر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا میں ان لوگوں میں سے اکیلا باقی رہ گیا ہوں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تھا میں نے حضور ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ مومن مومن کا بھائی ہے اور سفر میں آگے جا کر حالات معلوم کر کے اسے بتانے والا ہے اور راستہ بھٹک جانے کی صورت میں اسے راستہ بتانے والا ہے اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ یہ ہے پانی اور یہ ہے تمہارا راستہ پھر اس نے انہیں پانی کی جگہ بتائی اور راستہ دکھایا۔ [اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۱۳۸]

قبیلہ بنو سہم بن مرہ کے سعید بن شیبم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے والد گرامی نے مجھے یہ واقعہ بیان کیا کہ عیینہ بن حصن جو لشکر خیبر کے یہودیوں کی مدد کے لیے لے کر گیا تھا میں بھی اس لشکر میں تھا ہم نے عیینہ کے لشکر میں یہ آواز سنی اے لوگو! اپنے گھر والوں کی خبر لو دشمن نے ان پر حملہ کر دیا ہے۔ یہ سنتے ہی سارے لشکر والے واپس چلے گئے ایک دوسرے کا انتظار بھی نہیں کیا ہمیں اس آواز کا کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں سے آئی تھی اس لیے ہمیں یقین ہے کہ یہ آواز آسمان سے آئی تھی۔

[اخرجه البغوی کذا فی الاصابة ۲/ ۱۶۲]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے جنات اور شیاطین کا مسخر ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا ایک شیطان میرے سامنے آیا میں نے اس کا گلا پکڑ کر اس زور سے گھونٹا کہ اس کی زبان باہر نکل آئی اور اپنے انگوٹھے پر مجھے اس کی زبان کی ٹھنڈک محسوس ہونے لگی اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام پر رحم فرمائے اگر ان کی دعا نہ ہوتی تو وہ شیطان بندھا ہوا ہوتا اور تم سب اسے دیکھتے۔

[اخرجه ابو نعيم في الدلائل ۱۳۰]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات ایک سرکش جن چھوٹ کر میرے پاس نماز خراب کرنے آ گیا اللہ نے مجھے اسے پکڑنے کی قوت دے دی۔ میں نے اسے پکڑ لیا۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں تا کہ صبح کو آپ سب لوگ اسے دیکھ لیں لیکن مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آ گئی۔

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ﴾ [سورة ص: ۳۵]

''اے میرے رب! میرا (پچھلا) قصور معاف کر اور (آئندہ کے لیے) مجھ کو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا (میرے زمانے میں) کسی کو میسر نہ ہو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اسے ذلیل اور رسوا کر کے واپس کر دیا۔

[عند ابی نعيم ايضاً واخرجه عن ابی الدرداء رضی الله عنه مطولا]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ اگر ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح کو بندھا ہوا ہوتا اور یہ مدینہ والوں کے بچے اس سے کھیل رہے ہوتے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شیطان کو پکڑا تھا میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان سے میں نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شیطان کو پکڑا تھا۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی کھجوریں جمع کر کے مجھے دیں میں نے وہ کھجوریں اپنے ایک کمرے میں

رکھ دیں۔ مجھے روزانہ ان کھجوروں میں کمی نظر آتی تھی میں نے حضور ﷺ سے اس کی شکایت کی حضور ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کا کام ہے تم اس کی گھات لگاؤ' چنانچہ میں رات کو اس کی گھات میں بیٹھا جب کچھ رات گزر گئی تو شیطان ہاتھی کی صورت میں آیا۔ جب دروازے کے پاس پہنچا تو شکل بدل کر دروازے کی درزوں سے اندر داخل ہو گیا اور کھجوروں کے پاس جا کر انہیں لقمہ بنا کر کھانے لگ گیا میں نے اپنے کپڑے اچھی طرح سے باندھے اور جا کر اسے درمیان سے پکڑ لیا اور میں نے کہا:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

اے اللہ کے دشمن! تو آ کر صدقہ کی کھجوروں میں سے لے رہا ہے' حالانکہ فقراء صحابہ رضی اللہ عنہم تجھ سے زیادہ ان کھجوروں کے حق دار ہیں۔ میں تجھے حضور ﷺ کے پاس لے جاؤں گا وہ تجھے رسوا کریں گے۔ اس نے مجھ سے عہد کیا کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا۔ میں صبح حضور ﷺ کی خدمت میں گیا حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا اس نے مجھ سے عہد کیا کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ ضرور آئے گا' اس لیے اس کی گھات لگانا' چنانچہ میں نے دوسری رات بھی اس کی گھات لگائی تو اس نے پہلی رات کی طرح پھر کیا میں نے بھی اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا اس نے پھر مجھ سے عہد کیا کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا اس پر میں نے اسے چھوڑ دیا اور میں صبح صبح بتانے کے لیے حضور ﷺ کی خدمت میں گیا حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے معاذ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے سارا قصہ بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ ضرور آئے گا تم اس کی گھات میں رہنا۔ میں تیسری رات پھر اس کی گھات میں بیٹھا تو اس نے اسی طرح کیا میں نے بھی اس کے ساتھ اسی طرح کیا اور پکڑ کر اس سے کہا اے اللہ کے دشمن! تو دو دفعہ مجھ سے عہد کر چکا ہے اب تیسری مرتبہ ہے میں تجھے حضور ﷺ کی خدمت میں ضرور لے جاؤں گا وہ تجھے رسوا کریں گے اس نے کہا میں عیالدار شیطان ہوں اور نصیبین سے آپ کے پاس آتا ہوں (جو کہ ملک شام کی ایک جگہ ہے) اگر مجھے ان کھجوروں کے علاوہ کچھ اور مل جاتا تو میں آپ کے پاس نہ آتا۔ ہم آپ کے اسی شہر میں رہا کرتے تھے لیکن جب آپ کے حضرت مبعوث ہوئے اور ان پر دو آیتیں نازل ہوئیں تو ان آیتوں نے ہمیں یہاں سے بھگا دیا اور ہم جا کر نصیبین رہنے لگے۔ اور جس گھر میں یہ دونوں آیتیں پڑھی جاتی ہیں اس گھر میں شیطان تین دن

تک داخل نہیں ہوتا۔ اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو دونوں آیتیں سکھا دوں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اس نے کہا آیت الکرسی اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر آخر تک پھر میں نے اسے چھوڑ دیا اور صبح حضور ﷺ کو بتانے کے لیے گیا تو حضور ﷺ کا اعلانچی اعلان کر رہا تھا کہ معاذ بن جبل کہاں ہیں؟ جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا اس نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا اور اس نے جو کچھ کہا تھا وہ بھی میں نے حضور ﷺ کو بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا خبیث ہے تو جھوٹا لیکن اس دفعہ اس نے تم سے سچی بات کہی ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بعد میں یہ آیتیں پڑھنے لگ گیا تو پھر کھجوروں کا کم ہونا ختم ہو گیا۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۶/ ۳۲۲ رواه الطبرانی عن شیخه یحیی بن عثمان بن صالح وهو صدوق انشاء الله کما قال الذهبی قال ابن ابی حاتم وقد تکلموا فیه وبقیة رجاله وثقوا۔ انتهی واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۲۱۷ عن ابی الاسود الدئلی عن معاذ نحوه]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے رمضان کے صدقہ فطر کی حفاظت میرے ذمہ لگائی۔ ایک دن ایک آدمی آکر اس میں سے لپیں بھر کر لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تمہیں حضور ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ اس نے کہا میں محتاج ہوں اور مجھ پر بچوں کی ذمہ داری ہے اور مجھے بہت ہی زیادہ ضرورت ہے۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کو حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! آج رات تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے سخت ضرورت مند ہونے اور اہل وعیال کی شکایت کی مجھے اس پر ترس آ گیا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا غور سے سن لو! اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا چونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ پھر آئے گا اس لیے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا وہ آکر لپیں بھر کر پھر لینے لگ گیا۔ میں نے اسے پکڑ کر کہا میں تمہیں حضور ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں محتاج ہوں بہت سے بچوں کی مجھ پر ذمہ داری ہے اب میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر پھر ترس آ گیا' اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا صبح کو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ اس نے سخت ضرورت مند ہونے کی اور بچوں کی شکایت کی مجھے اس پر ترس

آ گیا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا غور سے سن لو! اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے وہ پھر آئے گا چونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ پھر آئے گا' اس لیے میں سمجھ گیا کہ وہ پھر ضرور آئے گا۔ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا وہ آ کر پھر لپیں بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ کر کہا میں تمہیں حضور ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا دو دفعہ تم کہہ چکے ہو کہ دوبارہ نہیں آؤں گا لیکن تم پھر آ جاتے ہو۔ اب یہ تیسری مرتبہ ہے اور آخری مرتبہ ہے۔ اس نے کہا مجھے اب چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں جن سے اللہ تمہیں نفع پہنچائے گا جب تم بستر پر لیٹا کرو تو آیت الکرسی الله لا اله الا هو الحي القيوم آخر تک پڑھا کرو تو صبح تک اللہ کی طرف سے تمہارے لیے ایک حفاظت کرنے والا فرشتہ مقرر رہے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہیں آ سکے گا میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ صبح حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے کہا اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے چند ایسے کلمات سکھائے گا جن سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دیں گے آپ ﷺ نے فرمایا غور سے سنو! ہے تو وہ جھوٹا لیکن تم سے اس نے بات سچی کہی ہے اور تم جانتے ہو کہ تم تین راتوں سے کس سے باتیں کر رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے یہ فرمایا یہ ایک شیطان ہے۔

[اخرجه البخاری کذا فی المشکوة ۱۸۵]

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرا ایک طاق تھا جس میں کھجوریں رکھی رہتی تھیں ایک بھوتنی آ کر ان میں سے کھجوریں لے جایا کرتی تھی میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ جب تم اسے دیکھو تو کہو بسم اللہ حضور ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں ان کے پاس چلو! میں نے اسے پکڑ لیا تو اس نے قسم کھائی کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گی پھر آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ [اخرجه ترمذی کما فی الترغیب ۳/ ۳۳ قال الترمذی حدیث حسن غریب واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۲۱۷ عن ابی ایوب بمعناه واخرجه الطبرانی عن ابی اسید الساعدی رضی الله تعالیٰ عنه بمعنی حدیث ابی ایوب قال الهیثمی ۶/ ۳۲۳ ورجاله وثقوا کلهم وفی بعضهم ضعف]

اور اسی تیسری جلد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اسی جیسی حدیث گزر چکی ہے۔

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو ایک شیطان ملا تو انہوں نے اس شیطان سے کشتی کی اور اسے گرا کر اس کے انگوٹھے

کو دانتوں سے کاٹا اس شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسی آیت سکھاؤں گا کہ ہم میں سے جو بھی اس آیت کو سنتا ہے وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ اس مسلمان نے اسے چھوڑ دیا تو شیطان نے وہ آیت سکھانے سے انکار کر دیا۔ اس مسلمان نے اس سے پھر کشتی کی اور اسے گرا کر اس کے انگوٹھے کو کاٹا اور اسے کہا مجھے وہ آیت بتا (اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں بتاؤں گا مسلمان نے اسے چھوڑ دیا لیکن) اس نے بتانے سے انکار کر دیا جب مسلمان نے تیسری مرتبہ اسے کشتی میں گرا دیا تو اس شیطان نے کہا یہ سورۃ بقرہ کی آیت اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم آخر تک ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن! وہ مسلمان کون تھا؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ [اخرجه الطبرانی]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کو ایک جن ملا انہوں نے اس جن سے کشتی لڑی اور اسے گرا دیا جن نے ان سے کہا دوبارہ کشتی لڑو دوبارہ کشتی ہوئی تو پھر انہوں نے اس کو گرا دیا ان صحابی نے اس جن سے کہا تم مجھے دبلے پتلے نظر آرہے ہو اور تمہارا رنگ بھی بدلا ہوا ہے اور تمہارے بازو کتے کے بازوؤں کی طرح چھوٹے چھوٹے ہیں تو کیا تم سب جن ایسے ہی ہوتے ہو یا ان میں سے تم ہی ایسے ہو؟ اس جن نے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں تو ان میں بڑے جسم والا اور طاقتور ہوں آپ مجھ سے تیسری مرتبہ کشتی کر و اگر اس دفعہ آپ نے مجھے گرا دیا تو میں آپ کو ایسی چیز سکھاؤں گا جس سے آپ کو فائدہ ہوگا چنانچہ تیسری مرتبہ کشتی ہوئی تو اس مسلمان نے اس کو پھر گرا دیا اور اس سے کہا لاؤ مجھے سکھاؤ اس جن نے کہا کیا آپ آیۃ الکرسی پڑھتے ہیں اس مسلمان نے کہا جی ہاں اس جن نے کہا آپ اس آیت کو جس گھر میں پڑھیں گے اس گھر سے شیطان نکل جائے گا اور نکلتے ہوئے گدھے کی طرح اس کی ہوا خارج ہو رہی ہوگی اور صبح تک پھر اس گھر میں نہیں آئے گا۔ حاضرین میں سے ایک آدمی نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کون سے صحابی تھے؟ اس سوال پر چیں بجبیں ہو کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا کون ہو سکتا ہے۔

[عند الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۷۱ رواهما الطبرانی باسنادین ورجال الروایة الثانیة رجال الصحیح الا ان الشعبی لم یسمع من ابن مسعود ولكنه ادركه ورواة الطریق الاولی فیهم المسعودی وهو ثقة ولكنه اختلط فبان لنا صحة روایة المسعودی بروایة الشعبی والله اعلم۔ انتهی واخرجه ابو

نعیم فی دلائل ۱۳۱ من طریق عاصم عن زر عن عبداللہ بمعناہ]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں یہ بتایا جاتا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں شیاطین زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے جب وہ شہید ہو گئے تو پھر یہ آزاد ہو کر پھیل گئے۔

[اخرجه ابن عساکر کذا فی المنتخب ۴/ ۳۸۵]

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما قریش کے سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ عمرہ سے واپس آ رہے تھے جب یناصب پہاڑ کے پاس پہنچے تو انہیں ایک درخت کے پاس ایک آدمی نظر آیا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ کر اس آدمی کے پاس پہنچے اور اسے سلام کیا اس آدمی نے ان کی پرواہ نہ کی اور ہلکی آواز سے سلام کا جواب دیا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سواری سے نیچے اترے اس پر اس آدمی نے کوئی اثر نہ لیا اور اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا سائے سے پرے ہٹ جاؤ تو وہ ناگواری کے ساتھ ایک طرف ہٹ گیا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں وہاں بیٹھ گیا اور میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جن ہوں۔ اس کے یہ کہتے ہی (غصہ کی وجہ سے) میرے جسم کا ہر بال کھڑا ہو گیا۔ میں نے اسے زور سے کھینچ کر کہا تم جن ہو کر اس طرح میرے سامنے آتے ہو۔ اب جو میں نے غور سے دیکھا تو اس کے پاؤں جانور جیسے تھے۔ میں نے جو ذرا زور دکھایا تو وہ نرم پڑ گیا میں نے اسے ڈانٹا اور کہا تم ذمی ہو کر میرے سامنے آئے ہو وہ وہاں سے بھاگ گیا اتنے میں میرے ساتھی بھی آ گئے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے پاس جو آدمی تھا وہ کہاں گیا؟ میں نے کہا یہ جن تھا جو بھاگ گیا۔ یہ سنتے ہی ان میں سے ہر ایک اپنی سواری سے نیچے گر گیا پھر میں نے سب کو اٹھا کر ان کی سواری سے باندھ دیا اور میں ان کو لے کر حج پر گیا لیکن اس وقت تک ان کی عقلیں ٹھیک نہیں ہوئی تھیں۔ [رواہ ابن المبارك]

حضرت احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں میں نے حضرت ابو سلیمان دارانی کو یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما چاندنی رات میں اپنی سواری پر نکلے اور جا کر تبوک میں پڑاؤ ڈالا ان کی اچانک نظر پڑی تو انہیں اپنی سواری پر ایک بوڑھا بیٹھا ہوا نظر آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا جس سے وہ سواری سے ایک طرف ہو گیا اور حضرت ابن زبیر اپنی سواری پر سوار ہو کر آگے چل دیئے اس بوڑھے نے بلند آواز

سے کہا اے ابن زبیر! اللہ کی قسم! اگر آپ کے دل میں میرا ڈر بال کے برابر بھی بیٹھ جاتا تو میں آپ کی عقل خراب کر دیتا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا او ملعون! کیا تیری وجہ سے میرے دل میں ذرہ برابر ڈر پیدا ہو سکتا ہے؟

[وقد روی لهذه الحكاية شواهد من وجوه اخرى جيدة كذا في البداية ۸/ ۳۳۵]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جمادات یعنی بے جان چیزوں کی آوازیں سننا

حضرت سوید بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک دن حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا میں نے موقع غنیمت سمجھا اور جا کر ان کے پاس بیٹھ گیا اور ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا میں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمیشہ خیر کی بات کہتا ہوں کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے بارے میں ایک خاص چیز دیکھی ہے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائی کے مواقع تلاش کرتا رہتا تھا اور اس تنہائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا کرتا تھا' چنانچہ ایک دن میں گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ایک طرف چل دیئے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہو لیا۔ ایک جگہ جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا اے ابو بکر! کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا اللہ اور رسول کی محبت کی وجہ سے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات یا نو کنکریاں اپنے ہاتھ میں لیں وہ کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں اور میں نے شہد کی مکھی کی طرح ان کی بھنبھناہٹ سنی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں اٹھا کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیں وہ کنکریاں پھر تسبیح پڑھنے لگیں اور میں نے شہد کی مکھی جیسی ان کی بھنبھناہٹ سنی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر

حضور ﷺ نے انہیں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیا وہ کنکریاں پھر تسبیح پڑھنے لگیں اور میں نے شہد کی مکھی جیسی بھنبھناہٹ سنی پھر حضور ﷺ نے انہیں رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔

اخرجه البزار قال الهيثمى ۸/ ۲۹۹ رواه البزار باسنادين ورجال احدهما ثقات وفى بعضهم ضعف۔ انتهى قلت لم يقع فى نقل الهيثمى عن البزار ذكر عمر فى تسبيح الحصى وقد اخرجه البيهقى كما فى البداية ۶/ ۱۳۲ عن سويد عن ابى ذر فذكر الحديث نحوه]

بیہقی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر حضور ﷺ نے وہ کنکریاں لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیں وہ تسبیح پڑھنے لگیں اور میں نے شہد کی مکھی جیسی بھنبھناہٹ سنی پھر حضور ﷺ نے انہیں رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ اس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے۔ [اخرجه ابو نعيم فى دلائل ۲۱۵ عن سويد عن ابى ذر نحوه الا انه لم يذكر ما زاده البيهقى واخرجه الطبرانى فى الاوسط عن ابى ذر مختصرا]

طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر حضور ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیں (تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں) پھر حضور ﷺ نے وہ کنکریاں رکھ دیں تو وہ خاموش ہو گئیں۔

[قال الهيثمى ۵/ ۱۷۹ وفيه محمد بن ابى حميد وهو ضعيف۔ وقال الهيثمى ايضاً ۸/ ۲۹۹ رواه الطبرانى فى الاوسط عن ابى ذر]

طبرانی کی دو سندوں میں سے ایک سند میں یہ بھی ہے کہ حلقہ میں جتنے آدمی تھے ان سب نے ہر ایک کے ہاتھ میں ان کنکریوں کی تسبیح سنی پھر حضور ﷺ نے وہ کنکریاں ہمیں دے دیں۔ تو ہم میں سے کسی کے پاس بھی ان کنکریاں نے تسبیح نہ پڑھی۔

[اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ص ۵۴ من طريق سويد مختصرا ومن طريق جبير بن نفير الحضرمى بطوله وزاد لسميع تسبيحهن من فى الحلقة]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم قرآنی آیات کو اور حضور ﷺ کے معجزوں کو برکت سمجھا کرتے تھے لیکن آپ لوگ یہ سمجھتے ہو کہ یہ کفار کو ڈرانے کے لیے ہوا کرتے تھے۔ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ پانی کم ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بچا ہوا پانی لاؤ صحابہ رضی اللہ عنہم ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے حضور ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا پھر فرمایا آؤ پاک اور برکت والے پانی کی طرف اور برکت اللہ کی طرف سے آ رہی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی

پھوٹ رہا تھا اور (یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا اسی طرح دوسرا معجزہ یہ ہے کہ) کبھی کھانا کھایا جا رہا ہوتا تھا اور ہم اس کی تسبیح سن رہے ہوتے تھے۔

[اخرجه البخاری ورواه الترمذی وقال حسن صحیح كذا فی البداية ٦/ ٩٧]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے حضور ﷺ کے دعا کرنے کے باب میں یہ گزر چکا ہے کہ دروازے کی چوکھٹ اور کمرے کی دیواروں نے تین دفعہ آمین کہا۔ [اخرجه الطبرانی من ابی اسید وحسن اسناده الهيثمی واخرجه ايضاً البيهقی وابو نعيم فی الدلائل وابن ماجه]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جمعہ کے دن کھجور کے تنے کے سہارے خطبہ دیا کرتے تھے ایک انصاری عورت یا مرد نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے لیے منبر نہ بنا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو بنا دو چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کے لیے منبر بنایا (جو مسجد میں محراب کے پاس رکھ دیا گیا) جب جمعہ کے دن حضور ﷺ منبر کے پاس پہنچے تو وہ تنا بچے کی طرح چیخنے لگا۔ حضور ﷺ منبر سے نیچے اتر کر اس کے پاس آئے اور اسے اپنے سے چمٹا لیا تو وہ اس بچے کی طرح رونے لگا جسے چپ کرایا جا رہا ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ تنا اس وجہ سے رو رہا تھا کہ وہ پہلے اپنے پاس اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا (اور اب نہیں سن سکے گا)

[اخرجه البخاری]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کے لیے منبر بن گیا اور اس مسجد میں لا کر رکھا گیا اور حضور ﷺ اس پر تشریف فرما ہو گئے تو ہم نے اس تنے میں سے حاملہ اونٹنی جیسی آواز سنی جسے سن کر حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اس پر رکھا جس سے اسے سکون ہوا اور وہ خاموش ہو گیا۔

[عند البخاری ايضا عن طريق آخر واخرجه ايضا احمد والبزار من طرق عن جابر]

احمد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کا منبر بن گیا اور آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے تو وہ تنا بے چین ہو گیا اور اونٹنی کی طرح رونے لگا جسے تمام مسجد والوں نے سنا۔ آپ ﷺ منبر سے اتر کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے گلے لگا لیا جس سے وہ خاموش ہو گیا۔ [وهذا اسناد على شرط مسلم ولم يخرجوه كما قال ابن كثير فی البداية ٦/ ١٢٩ واخرجه ابن عبدالبر فی جامع بيان العلم ٢/ ١٩٧ عن جابر بهذا الاسناد مثله واخرجه ابو نعيم فی الدلائل

ص ۱۴۲]

ابونعیم کی روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں اسے اپنی بغل میں نہ لیتا تو قیامت تک روتا رہتا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی منبر بنانے کی حدیث نقل کی ہے اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ خطبہ دینے کے لیے اس لکڑی کے بجائے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو میں نے اس لکڑی کو پریشان حال عاشق کی طرح روتے ہوئے سنا اور وہ لکڑی روتی ہی رہی یہاں تک کہ حضور ﷺ منبر سے نیچے اترے اور چل کر اس کے پاس تشریف لائے اور اسے سینہ سے لگایا تو پھر اس لکڑی کو سکون ہوا۔ علامہ بغوی نے بھی اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت حسن اس حدیث کو بیان کیا کرتے تو رویا کرتے اور فرماتے اے اللہ کے بندو! چونکہ حضور ﷺ کا اللہ کے ہاں بڑا درجہ ہے اس وجہ سے یہ لکڑی حضور ﷺ کے شوق میں روئی تھی تو آپ لوگوں کو حضور ﷺ کی زیارت کا شوق اس سے زیادہ ہونا چاہیے۔ [رواہ ابو نعیم عن انس فذکرہ کما فی البدایۃ ۶/ ۱۲۷ واخرجہ ابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ۲/ ۱۹۷ بسیاق البغوی واخرجہ ایضا ابو یعلی]

ابویعلی کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر میں اسے اپنے سے نہ چمٹاتا تو یہ اللہ کے رسول (ﷺ) کی جدائی کے غم میں یونہی قیامت تک روتا رہتا پھر حضور ﷺ کے فرمانے پر اسے دفن کر دیا گیا۔

[اخرجہ الترمذی وقال صحیح غریب من ھذا الوجہ کما فی البدایۃ ۶/ ۱۲۶ وفی الباب عن ابی ابی کعب وسھل بن سعد وعبداللہ بن عباس وابن عمر وابی سعید وعائشۃ وام سلمۃ رضی اللہ عنہم کما بسط احادیث ھؤلاء ابن کثیر فی البدایۃ ۶/ ۱۲۵]

حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اپنی ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان کے ہاں آئے ہوئے تھے۔ حضرت ابوالدرداء نے ہنڈیا میں سے آواز سنی پھر وہ آواز اونچی ہوئی اور وہ بچے کی طرح تسبیح پڑھنے کی آواز تھی پھر وہ ہنڈیا نیچے گر پڑی اور الٹی ہوگئی پھر اپنی جگہ واپس چلی گئی لیکن اس میں سے کوئی چیز نہ گری حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ پکار کر کہنے لگے اے سلمان! عجیب کام دیکھو ایسا عجیب کام تو نہ آپ نے دیکھا ہوگا اور نہ آپ کے ابا جان نے۔ حضرت سلمان نے کہا اگر آپ خاموش رہتے تو اللہ کی اور بڑی بڑی

نشانیاں دیکھتے۔[اخرجه ابو نعيم فی الحلية ١/ ٢٢٤]

حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے یا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے تو پیالے والی نشانی انہیں ضرور یاد دلاتے۔ حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم یہ بات بیان کیا کرتے تھے کہ یہ دونوں حضرات پیالہ میں سے کھانا کھا رہے تھے تو پیالہ اور پیالے کے اندر کا کھانا دونوں تسبیح پڑھتے رہے۔

[اخرجه ابو نعيم فی الحلية ١/ ٢٢٤]

حضرت جعفر بن ابی عمران کہتے ہیں ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے آگ کی آواز سنی تو انہوں نے کہا میں بھی۔ کسی نے پوچھا اے ابن عمر! آپ نے یہ کیا کہا؟ انہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ آگ جہنم کی بڑی آگ میں واپس لوٹائے جانے سے پناہ مانگ رہی ہے۔[اخرجه ابی نعيم فی الحلية ١/ ٢٨٩]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قبر والوں کی باتیں سننا

حضرت یحییٰ بن ابی ایوب خزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک صاحب کو یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جو ہر وقت مسجد میں رہتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت پسند تھا اس کا ایک بوڑھا باپ تھا وہ نوجوان عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے باپ کے پاس چلا جاتا تھا اس کے گھر کا راستہ ایک عورت کے دروازے پر پڑتا تھا وہ عورت اس پر فریفتہ ہوگئی اور اس نوجوان کی وجہ سے وہ اس کے راستہ پر کھڑی رہتی۔ ایک رات وہ نوجوان اس کے پاس سے گزرا تو وہ عورت اسے بہلانے پھسلانے لگی۔ آخر نوجوان اس کے پیچھے چل پڑا جب اس عورت کے گھر کا دروازہ آیا تو وہ اندر چلی گئی لیکن جب یہ نوجوان اندر جانے لگا تو اسے ایک دم اللہ کا دھیان آ گیا اور وہ غلط خیال دل سے سب جاتا رہا اور یہ آیت اس کی زبان پر جاری ہوگئی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴾ [سورۃ اعراف: ۲۰۱]

”یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آ جاتا ہے تو وہ

یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔"

یہ آیت پڑھتے ہی وہ نوجوان بے ہوش ہو کر گر گیا تو اس عورت نے اپنی ایک باندی کو بلایا اور دونوں نے مل کر اسے اٹھایا اور اس کے گھر کے دروازے پر جا کر اسے بٹھا دیا اور دروازہ کھٹکھٹا کر واپس آ گئیں۔ اس کا باپ اس کی تلاش میں باہر نکلا تو دیکھا کہ وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ باپ نے اپنے گھر والوں کو بلایا اور اسے اٹھا کر اندر پہنچایا۔ کافی رات گزرنے کے بعد اسے ہوش آیا تو اس کے باپ نے اس سے پوچھا اے بیٹے! تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا خیر ہے باپ نے کہا تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں ضرور بتا۔ اس نے سارا واقعہ بتایا باپ نے کہا تم نے کون سی آیت پڑھی تھی؟ اس نے وہی آیت پڑھی۔ پڑھتے ہی بے ہوش کر پھر گر گیا اب اسے ہلا کر دیکھا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی اسے غسل دے کر باہر لائے اور رات کو ہی اسے دفن کر دیا۔ صبح کو ان لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سارا قصہ سنایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے والد کے پاس جا کر تعزیت کی اور فرمایا مجھے کیوں خبر نہ کی؟ باپ نے کہا اے امیر المومنین! رات تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں اس کی قبر پر لے جاؤ' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی قبر پر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فلانے!

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ [سورۃ رحمان: ۴۶]

"اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے (ہر وقت) ڈرتا رہتا ہے اس کے لیے (جنت میں) دو باغ ہوں گے۔"

تو اس نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا اور دو دفعہ کہا اے عمر! میرے رب نے مجھے جنت میں وہ دو باغ دے دیئے ہیں۔ [اخرجه الحاكم كذا فى الكنز ١/ ٢٦٧ واخرجه ابن عساكر فى ترجمة عمرو بن جامع من تاريخه فذكر كما فى التفسير لابن كثير ٢/ ٢٧٩ واخرجه البيهقى عن الحسن مختصرا كما فى الكنز ١/ ٢٦٧]

بیہقی کی روایت میں ہے کہ اس نوجوان نے کہا اے چچا جان! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جا کر میرا سلام کہو اور ان سے پوچھو کہ جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اس کو کیا بدلہ ملے گا؟ اس روایت کے آخر میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا تمہارے لیے دو باغ ہیں' تمہارے لیے دو باغ ہیں۔

حضرت محمد بن حمیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بقیع الغرقد قبرستان پر گزر ہوا تو انہوں نے فرمایا السلام علیکم! اے قبرستان والو! ہمارے ہاں کی خبریں تو یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے اور شادی کر لی تمہارے گھروں میں دوسروں لوگ رہنے لگ گئے۔ تمہارا سارا مال تقسیم کر دیا گیا۔ جواب میں غیب سے یہ آواز آئی کہ ہمارے ہاں کی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو نیک اعمال آگے بھیجے تھے ان کا اجر و ثواب ہم نے پالیا اور جو مال ہم نے اللہ کے لیے دوسروں پر خرچ کیا اس کا ہمیں یہاں نفع مل گیا اور جو مال ہم پیچھے چھوڑ آئے اتنا ہمیں نقصان ہوا۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا و ابن السمعانی کذا فی الکنز ۸/ ۱۲۳]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عذاب میں مبتلا لوگوں کے عذاب کو دیکھنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دفعہ میں میدان بدر کے کنارے چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی ایک گڑھے سے باہر نکلا اس کی گردن میں زنجیر پڑی ہوئی تھی اس نے مجھے پکار کر کہا اے عبداللہ! مجھے پانی پلا دے اے عبداللہ! مجھے پانی پلا دے اے عبداللہ! مجھے پانی پلا دے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ اسے میرا نام معلوم تھا یا اس نے ویسے ہی عربوں کے دستور کے مطابق عبداللہ کہہ کر پکارا اور نام معلوم نہیں تھا پھر اسی گڑھے سے ایک اور آدمی باہر نکلا اس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اس نے مجھے پکار کر کہا اے عبداللہ! اسے پانی نہ پلانا کیونکہ یہ کافر ہے پھر اسے کوڑا مارا جس پر وہ آدمی اپنے گڑھے میں واپس چلا گیا۔ میں جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا دشمن ابو جہل تھا اور اسے قیامت کے دن تک یونہی عذاب ہوتا رہے گا۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۶/ ۸۱ رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه من لم اعرفه انتهی]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مرنے کے بعد باتیں کرنا

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں قبیلہ بنو حارث بن خزرج کے حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انتقال ہوا تو لوگوں نے ان پر کپڑا ڈال

دیا پھر لوگوں نے ان کے سینہ میں آواز کی حرکت سنی پھر وہ بول پڑے اور کہنے لگے حضرت احمد' حضرت احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام لوح محفوظ میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔ سچ کہا وہ اپنی ذات کے بارے میں کمزور تھے لیکن اللہ کے معاملے میں طاقتور تھے۔ یہ سب کچھ لوح محفوظ میں ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سچ کہا' سچ کہا وہ طاقتور اور امانتدار تھے یہ بات بھی لوح محفوظ میں ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا' سچ کہا وہ ان تینوں حضرات کے طریقہ پر ہیں۔ امن وامان کے چار سال گزر گئے دو سال رہ گئے ہیں پھر فتنے آئیں گے اور زوردار آدمی کمزور کو کھا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی اور عنقریب تمہارے لشکر کی طرف زبردست خبر آئے گی۔ اریس کا کنواں ایک زبردست چیز ہے اور یہ کنواں کیا زبردست چیز ہے؟ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پھر بنو خطمہ کے ایک آدمی کا انتقال ہوا لوگوں نے اس پر کپڑا ڈالا تو اس کے سینہ میں بھی آواز کی حرکت سنی پھر وہ بھی بول پڑا کہنے لگا بنو حارث بن خزرج کے آدمی نے سچ کہا' سچ کہا۔ [اخرجه البيهقى واخرجه البيهقى عن الحاكم فذكر باسناده وقال هذا اسناد صحيح وله شواهد كذا فى البداية ٦/ ١٥٦ ورواه ابن ابى الدنيا والبيهقى ايضاً من وجه آخر بالبسط من هذا واطول وصححه البيهقى كذا فى البداية ٦/ ٢٩٢]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر کے درمیان مدینہ کے ایک راستہ پر چلے جا رہے تھے چلتے چلتے ان کا انتقال ہو گیا اور وہ زمین پر گر گئے۔ اٹھا کر انہیں ان کے گھر لایا گیا اور دو کپڑوں اور ایک چادر سے انہیں ڈھانپ دیا گیا۔ مغرب اور عشاء کے درمیان انصار کی عورتیں ان کے پاس جمع ہو کر اونچی آواز سے رونے لگیں اتنے میں انہوں نے چادر کے نیچے سے دو مرتبہ یہ آواز سنی اے لوگو! خاموش ہو جاؤ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے چہرے اور سینے سے کپڑا ہٹایا گیا تو انہوں نے کہا محمد رسول اللہ جو کہ ان پڑھ نبی ہیں اور تمام نبیوں کے لیے مہر ہیں یہ بات لوح محفوظ میں ہے (اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے) پھر کچھ دیر کے بعد ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سچ کہا' سچ کہا جو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں قوی اور امین ہیں۔ وہ اپنے بدن کے اعتبار سے تو کمزور تھے لیکن اللہ کے معاملے میں بہت مضبوط اور طاقتور تھے اور یہ بات پہلی کتاب یعنی لوح محفوظ میں ہے پھر ان کی زبان سے یہ الفاظ تین مرتبہ ادا ہوئے سچ کہا' سچ کہا اور درمیانے نے جو کہ اللہ کے بندے امیر المومنین ہیں جو اللہ

کے بارے میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے اور طاقتور کو کمزور کے کھا جانے سے روکتے تھے یہ بات بھی پہلی کتاب یعنی لوح محفوظ میں ہے پھر ان کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے سچ کہا' سچ کہا پھر انہوں نے کہا حضرت عثمان امیر المومنین رضی اللہ عنہ جو کہ مسلمانوں پر بہت مہربان ہیں۔ دو گزر گئے چار رہ گئے پھر لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا اور جوڑ باقی نہ رہ سکے گا اور درخت بھی روئیں گے یعنی کسی کا احترام واکرام باقی نہ رہے گا اور قیامت قریب آ جائے گی اور لوگ ایک دوسرے کو کھانے لگیں گے۔ [اخرجه الطبرانی]

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہا تھا میں نے سوچا کہ دو رکعت نماز ہی پڑھ لوں (اور نماز شروع کر دی) اتنے میں حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا کر کہا السلام علیکم! السلام علیکم! گھر والے باتیں کر رہے تھے میں نے نماز میں ہی کہا سبحان اللہ سبحان اللہ! پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا سب خاموش ہو جائیں' سب خاموش ہو جائیں باقی حدیث پچھلی حدیث جیسی ہے۔ [قال الهیثمی ۵/ ۱۸۰ رواه کله الطبرانی فی الکبیر والاوسط باختصار کثیر باسنادین ورجال احدهما فی الکبیر ثقات۔ انتهی واخرجه ایضاً البیهقی عن ابی ابی الدنیا باسناد عن النعمان بن بشیر بطوله]

طبرانی نے اوسط میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ تین خلفاء میں سب سے زیادہ مضبوط جو اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور کسی طاقتور کو کسی کمزور کو کھانے نہیں دیتے تھے وہ اللہ کے بندے اور امیر المومنین تھے انہوں نے سچ کہا' سچ کہا یہ لوح محفوظ میں ہے پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امیر المومنین ہیں اور وہ لوگوں کے بہت زیادہ قصور معاف کر دیتے ہیں۔ دو گزر گئے ہیں چار باقی ہیں۔ پھر لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا اور ایک دوسرے کو کھانے لگ جائیں گے اور کوئی نظم برقرار نہ رہ سکے گا اور بڑے بڑے بہادر روئیں گے پھر مسلمانوں کی ترقی رک جائے گی اور یہ بھی کہا کہ یہ بات اللہ نے لکھی ہوئی ہے اور اس کو مقدر فرما رکھا جائے اے لوگو! اپنے امیر کی طرف متوجہ ہو جاؤ اس کی بات سنو اور مانو پھر جسے والی بنایا جائے گا اس کا خون محفوظ نہ رہے گا اور اللہ کا فیصلہ مقدر ہو چکا ہے۔ اللہ اکبر! یہ جنت ہے اور یہ جہنم ہے اور سارے نبی اور صدیق سلام علیکم کہہ رہے ہیں اے عبداللہ بن رواحہ! کیا آپ کو میرے

والد حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا کچھ پتہ چلا؟ یہ دونوں حضرات جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے:

﴿كَلَّا إِنَّهَا لَظَىٰ ○ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ﴾

[سورۃ معارج: ۱۵-۱۸]

''یہ ہرگز نہ ہوگا (بلکہ) وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے جو کھال (تک) اتار دے گی (اور) وہ اس شخص کو (خود) بلاوے گی جس نے (دنیا میں حق سے) پیٹھ پھیری ہوگی اور (اطاعت سے) بے رخی کی ہوگی اور جمع کیا ہوگا پھر اس کو اٹھا کر رکھا ہوگا۔''

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی آواز بند ہو گئی اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا یہ حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ سلام علیك یارسول الله ورحمة الله وبرکاته [اخرجه البیهقی من غیر طریق ابن ابی الدنیا فذکره وقال هذا اسناد صحیح کما فی البدایة ۶/ ۱۵۷ والحدیث اخرجه ایضا ابن منده وابو نعیم وغیرهما کما فی الاصابة ۲/ ۲۴]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم میں سے ایک آدمی کا انتقال ہوا جنہیں حضرت زید بن خارجہ کہا جاتا تھا ہم نے ایک کپڑے سے انہیں ڈھانک دیا اور میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اتنے میں کچھ شور سنائی دیا تو میں ان کی طرف متوجہ ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ان کا جسم حرکت کر رہا ہے پھر وہ کہنے لگے لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور (تین خلفاء میں) درمیان والے اللہ کے بندے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنے کام میں بھی خوب طاقتور اور اللہ کے کام میں بھی خوب طاقتور تھے اور امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پاکدامن اور انتہائی پاک باز ہیں جو بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں اور دو راتیں گزر گئی ہیں اور چار باقی ہیں پھر لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا اور ان میں کوئی نظم برقرار نہیں رہ سکے گا۔ اے لوگو! اپنے امام کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور سنو اور مانو۔ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں پھر (حضرت ابن رواحہ سے) کہا میرے والد حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا کیا بنا؟ پھر کہا اریس کنواں ظلماً لے لیا گیا اس کے بعد ان کی آواز بند ہو گئی۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۷/ ۲۳۰ رجاله رجال الصحیح۔ انتهی واخرجه هشام بن عمار فی کتاب البعث کما فی البدایة ۶/ ۱۵۷]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مردوں کا زندہ ہونا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک انصاری جوان کی عیادت کے لیے گئے جلد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے اس کی آنکھیں بند کر کے اس پر کپڑا ڈال دیا۔ ہم میں سے ایک آدمی نے اس کی والدہ سے کہا اپنے بیٹے کے صدمہ پر صبر کرو اور اس پر ثواب کی امید رکھو۔ اس کی والدہ نے کہا کیا اس کا انتقال ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں۔ اس پر اس کی والدہ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ دعا مانگی اے اللہ! میں تجھ پر ایمان لائی اور میں ہجرت کر کے تیرے پاس آئی اور جب بھی مجھ پر کوئی مصیبت یا سختی آئی اور میں نے تجھ سے دعا کی تو نے وہ مصیبت اور سختی ضرور ہٹائی ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ تو مجھ پر یہ مصیبت مت ڈال۔ اس کے یہ دعا مانگتے ہی اس کا بیٹا (زندہ ہو گیا اور) چہرے سے کپڑا ہٹا کر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر بعد جب ہم نے کھانا کھایا تو اس نے بھی ہمارے ساتھ کھایا۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا واخرجه البیهقی من طریق صالح بن بشیر احد زهاد البصرة وعبادها مع لین فی حدیثه عن انس فذکر القصة]

بیہقی کی روایت میں یہ ہے کہ یہ حضرت ام السائب رضی اللہ عنہا بوڑھی اور نابینا تھی۔

حضرت عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس امت میں ایسی تین باتیں پائی ہیں کہ وہ اگر بنی اسرائیل میں ہوتیں تو کوئی امت ان کا مقابلہ اور ان کی برابری نہ کر سکتی۔ ہم نے کہا اے ابو حمزہ! وہ تین باتیں کیا ہیں؟ انہوں نے فرمایا ایک مرتبہ ہم لوگ صفہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک مہاجر عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس کے ساتھ اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو کہ بالغ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو (مدینہ کی) عورتوں کے سپرد کر دیا اور اس کے بیٹے کو ہمارے ساتھ شامل کر دیا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد وہ مدینہ کی وبا میں مبتلا ہو گیا اور چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھیں بند کر دیں اور ہمیں اس کا جنازہ تیار کرنے کا حکم دیا۔ جب ہم نے غسل دینا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا کر اس کی والدہ کو بتا دو چنانچہ میں نے اسے بتا دیا وہ آئی اور بیٹے کے پیروں کے پاس بیٹھ گئی اور اس کے دونوں پاؤں پکڑ کر اس نے یہ دعا مانگی اے اللہ! میں اپنی خوشی سے مسلمان ہوئی

اور میرے دل کا میلان بتوں سے بالکل ہٹ گیا' اس لیے میں نے انہیں چھوڑا ہے اور تیری وجہ سے بڑے شوق سے میں نے ہجرت کی اور مجھ پر یہ مصیبت بھیج کر بتوں کے پوجنے والوں کو خوش نہ کر اور جو مصیبت میں اٹھا نہیں سکتی وہ مجھ پر نہ ڈال۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابھی اس کی والدہ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ اس کے بیٹے نے اپنے قدموں کو ہلایا اور اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا (اور زندہ ہو کر بیٹھ گیا) اور بہت عرصہ تک زندہ رہا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور اس کے سامنے اس کی ماں کا بھی انتقال ہوا پھر آگے اور حدیث ذکر کی جیسے کہ ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ [اخرجه البیهقی كذا فی البداية ٦/ ١٥٤، ٢٥٩ وقال فی البداية ٦/ ٢٩٢ وهذا اسناد رجاله ثقات ولكن فيه انقطاع بين عبدالله بن عون وانس والله اعلم انتهى واخرجه ابو نعيم فى الدلائل ٢٢٤ من طريق صالح عن ثابت عن انس نحو ما تقدم]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شہداء میں زندگی کے آثار

حضرت ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب جنگ احد کا وقت ہوا تو رات کو میرے والد نے بلا کر کہا میرا خیال یہی ہے کہ میں کل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سب سے پہلے شہید ہو جاؤں گا اور اللہ کی قسم! میں کسی کو ایسا نہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بعد مجھے تم سے زیادہ پیارا ہو اور مجھ پر قرضہ بھی ہے اور وہ میری طرف سے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے بارے میں حسن سلوک کی وصیت قبول کرو۔ چنانچہ صبح کو سب سے پہلے وہی شہید ہوئے اور میں نے انہیں ایک صحابی کے ساتھ ایک قبر میں دفن کر دیا پھر میرا جی نہ مانا کہ میں انہیں ایک قبر میں کسی دوسرے کے ساتھ رہنے دوں تو میں نے انہیں چھ مہینے کے بعد قبر سے نکالا تو وہ بالکل ایسے تھے جیسے کہ اس دن تھے جس دن میں نے انہیں قبر میں رکھا تھا صرف ان کے کان میں کچھ فرق آیا ہوا تھا۔ [اخرجه الحاكم ٣/ ٢٠٣ قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم واخرجه ابن سعد ٣/ ٥٦٣ عن ابى نضرة عنه نحوه مختصرا]

ابن سعد کی روایت میں اس طرح سے ہے کہ چھ مہینے گزرنے کے بعد میری طبیعت میں شدید تقاضا ہوا کہ میں انہیں الگ دفن کروں' چنانچہ میں نے انہیں قبر سے نکالا تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ زمین نے ان کے جسم کو بالکل نہیں کھایا تھا صرف کان کی لو پر کچھ اثر تھا اور ابن سعد کی

دوسری روایت میں یہ ہے کہ مجھے ان کے جسم میں کوئی فرق نظر نہ آیا' البتہ ان کی داڑھی کے چند بالوں میں کچھ فرق تھا جو زمین سے لگے ہوئے تھے۔

[اخرجه البخاری عن عطاء عن جابر بنحوه لفظ الحاكم كما في البداية ۴/ ۴۳]

حضرت ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پانی کا چشمہ جاری کیا تو اعلان کیا گیا کہ ہم اپنے جنگ احد کے شہیدوں کو منتقل کر لیں' چنانچہ ہم نے انہیں چالیس سال کے بعد نکالا تو ان کے جسم بالکل نرم تھے اور ان کے ہاتھ پاؤں مڑ جاتے تھے۔[اخرجه ابن سعد ۳/ ۵۶۳ واخرجه ابو نعيم فى الدلائل ۲۰۷ عن ابى الزبير عن جابر نحوه]

ابونعیم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابوالزبیر کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں نے اپنے شہیدوں کو چالیس سال کے بعد قبروں سے نکالا تو وہ بالکل تروتازہ تھے۔

[اخرجه ابن ابى شيبة عن جابر نحوه كما فى الكنز ۵/ ۲۷۴]

ابن اسحاق نے مغازی میں اس قصہ کو ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں میرے والد نے انصار کے چند مشائخ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پانی کا وہ چشمہ چلایا جو شہداء کی قبروں کے پاس سے گزرتا تھا تو اس کا پانی ان قبروں میں جانے لگا۔ ہم نے جا کر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نکالا تو ان پر دو چادریں تھیں جن سے ان کے چہروں کو ڈھانکا ہوا تھا اور دونوں کے پیروں پر کچھ گھاس پڑی ہوئی تھی اور ان کے جسم ادھر ادھر مڑ جاتے تھے اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کل ہی یہ دونوں دفن کیے گئے ہوں۔ [وله شواهد باسناد صحيح عند ابن سعد من طريق ابى الزبير عن جابر كذا فى فتح البارى ۳/ ۱۴۲]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کارندوں نے آپ کے والد کی قبر کو اکھاڑ پھینکا اور ان کے جسم کا کچھ حصہ ظاہر ہو گیا ہے' میں نے جا کر دیکھا تو وہ بالکل ویسے ہی تھے جیسے کہ میں نے ان کو دفن کیا تھا۔ ان کے جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی' میدان جنگ میں جو زخم ان کو آئے تھے بس وہی تھے اس کے بعد میں نے ان کو پھر دفن کر دیا۔ [عند احمد فى حديث طويل قال الشيخ السمهودى فى وفاء الوفاء ۲/ ۱۱۶ رواه احمد برجال الصحيح خلا نبيح الغزى وهو ثقه' انتهى واخرجه الدارمى عن جابر نحوه كما فى الاوجز ۴/ ۱۰۸]

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمرو بن جموح انصاری سلمی اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہما دونوں جنگ احد میں شہید ہوئے اور دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا گیا تھا' دونوں کی قبروں کے پاس سے ایک برساتی نالہ گزرتا تھا ایک مرتبہ برساتی نالہ کے پانی سے ان حضرات کی قبر کھل گئی اس پر جگہ بدلنے کے لیے ان کی قبر کو کھودا گیا تو ان حضرات کے جسموں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کل ہی دفن کیے گئے ہوں۔ دونوں میں سے ایک صاحب زخمی ہوئے تھے اور ان کا ہاتھ زخم پر رکھ کر انہیں دفن کر دیا گیا تھا اب ان کا ہاتھ زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو وہ اپنی جگہ زخم پر واپس آ گیا جیسے کہ پہلے تھا۔ قبر کھودنے کا یہ واقعہ جنگ احد کے چھیالیس سال بعد پیش آیا۔

[اخرجه مالك في الموطا قال ابو عمر لم تختلف الرواة في قطعه ويتصل معناه من وجوه صحاح قاله الزرقاني كما في الاوجز ۴/ ۱۰۷]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سرخ رنگ کے تھے اور ان کے سر پر بال نہیں تھے اور ان کا قد لمبا نہیں تھا اور حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ لمبے قد والے تھے اس لیے جنگ احد کے دن صحابہ رضی اللہ عنہم نے دونوں حضرات کو پہچان لیا تھا اور دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا تھا ان حضرات کی قبر ایک برساتی نالہ کے قریب تھی ایک مرتبہ اس کا پانی ان کی قبر میں داخل ہو گیا جس کی وجہ سے ان کی قبر کھودی گئی تو دونوں حضرات پر دو کالی سفید دھاریوں والی چادریں تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر زخم تھا اور ان کا ہاتھ ان کے زخم پر رکھا ہوا تھا' جب ان کا ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو خون پھر بہنے لگا اور جب زخم پر رکھا گیا تو خون رک گیا' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دیکھا تو ایسے لگا کہ جیسے میرے والد اپنی قبر میں سو رہے ہوں اور ان کی جسمانی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ان کا کفن بھی دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں انہیں صرف ایک دھاری دار چادر میں کفن دیا گیا تھا جس سے ان کا چہرہ چھپ گیا تھا اور ان کے پاؤں پر حرمل پودے ڈال دیئے گئے تھے ہمیں وہ چادر بھی اسی حال میں ٹھیک ملی اور ان کے پیروں پر حرمل پودے بھی اپنی اصلی حالت پر تھے' حالانکہ دفنانے کے چھیالیس سال بعد ان کی قبر کھودی گئی تھی۔ [عند ابن سعد ۳/ ۵۶۲]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے چالیس سال

بعد احد کے شہداء کے پاس سے نہر چلائی تو ان کی طرف سے ہم شہداء کے ورثاء میں اعلان کیا گیا کہ ہم اپنے شہداء کو سنبھال لیں ہم نے وہاں جا کر نکالا کدال حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو لگا تو اس میں سے خون بہنے لگا۔ [اخرجه البيهقي كذا في البداية ۴/ ۴۳]

حضرت عمرو بن دینار اور حضرت ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں کدال حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو لگا تو اس میں سے خون بہنے لگا حالانکہ ان کو دفن ہوئے چالیس سال ہو چکے تھے۔

[عند ابی نعیم فی الدلائل ۲۰۷]

شیخ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ واقعہ تین مرتبہ پیش آیا۔ ایک مرتبہ دفن کے چھ مہینے بعد دوسری مرتبہ چالیس سال بعد جب وہاں نہر چلائی گئی اور تیسری مرتبہ چھیالیس سال بعد جب برساتی نالہ کا پانی قبر میں داخل ہوا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر واقعہ کے بارے میں متعدد روایات منقول ہیں اور یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی کھلی کرامت ہے اور اسی وجہ سے یہ واقعہ بار بار پیش آیا۔

[قد حققه الشيخ السمهودي في وفاء الوفا ۲/ ۱۱۶۔۱۱۷ واستحسنه شيخنا في الاوجز ۴/ ۱۱۱]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبروں سے مشک کی خوشبو کا آنا

حضرت محمد بن شرحبیلؒ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی لی، جب اس نے مٹھی کھولی تو وہ مشک تھی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا: سبحان اللہ سبحان اللہ اور خوشی کے آثار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر نظر آ رہے تھے۔

[اخرجه ابو نعيم في المعرفة كذا في الكنز ۷/ ۴۱ وقال سنده صحيح واخرجه ابن سعد ۳/ ۴۳۱ عن محمد بن شرحبيل بن حسنة نحوه الا انه لم يذكر المرفوع]

ابن سعد میں دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت محمد بن شرحبیل کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر سے مٹھی بھر مٹی لی اور مٹی لے کر چلا گیا پھر کچھ دیر بعد اس نے مٹی کو دیکھا تو وہ مشک تھی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے بقیع میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کھودی تھی ہم جب بھی مٹی کھودتے تو اس میں سے ہمیں مشک کی خوشبو آتی اور یہ خوشبو کا سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ ہم لحد تک پہنچ گئے۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۴۳ ايضا

عن ربیع بن عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری عن ابیه عن جده رضی الله عنه]

مقتول صحابہ رضی اللہ عنہم کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب صحابہ رضی اللہ عنہم غزوہ بئر معونہ میں شہید ہو گئے اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ قید ہو گئے تو عامر بن طفیل نے ایک شہید صحابی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت عمرو بن امیہ نے کہا یہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ عامر بن طفیل کہتا ہے میں نے ان کے شہید ہونے کے بعد دیکھا کہ ان کو آسمان کی طرف اٹھایا جا رہا ہے پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو آسمان ان کے اور زمین کے درمیان تھا پھر ان کی نعش کو واپس زمین پر رکھ دیا گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان شہید صحابہ رضی اللہ عنہم کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کی شہادت کی خبر دی اور فرمایا تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ اے ہمارے رب! ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر کر دے اور یہ بھی بتا دے کہ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کی خبر دی ان شہید ہونے والوں میں حضرت عروہ بن اسماء بن صلت رضی اللہ عنہ اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی تھے تو نیک فال لینے کی نیت سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عروہ اور دوسرے کا نام منذر رکھا۔ [اخرجه البخاری هکذا وقع فی روایة البخاری مرسلا عن عروة وقد رواه البیهقی عن هشام عن ابیه عن عائشة رضی اللہ عنہا فساق من حدیث البحرة وادرج فی آخره ما ذکره البخاری ههنا وروی الواقدی عن ابی الاسود و عروة فذکر القصة وشان عامر بن فهیرة واخبار عامر بن طفیل انه رفع الی السماء]

واقدی نے ذکر کیا کہ حضرت عامر بن فہیرہ کے قاتل جبار بن سلمٰی کلابی تھے وہ کہتے ہیں جب میں نے انہیں نیزہ مارا تو انہوں نے کہا رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا میں نے بعد میں پوچھا کہ یہ خود قتل ہو رہے ہیں لیکن یہ کہہ رہے ہیں میں کامیاب ہو گیا تو اس کامیابی کا کیا مطلب ہے؟ لوگوں نے کہا وہ کامیابی جنت کی ہے۔ میں نے کہا انہوں نے سچ کہا پھر اسی بات پر میں مسلمان ہو گیا۔

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں بعد میں حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا جسم وہاں کہیں نہ ملا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم یہی سمجھتے ہیں کہ فرشتوں نے انہیں دفن کر دیا تھا۔

[کذا فی مغازی موسیٰ بن عقبة کذا فی البداية ۴/ ۷۲ وقد اخرجه ابو نعيم فی الدلائل ۱۸۶ هذا القصه من طريق الواقدی عن عروة بطولها]

واقدی میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا فرشتوں نے ان کے جسم کو دفن کیا اور ان کو علیین میں جگہ دی گئی۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۲۳۱ عن الواقدی نحوه بطولها]

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں عامر بن طفیل نے شہید ہونے والے صحابہ میں سے ایک کے بارے میں کہا تھا کہ جب وہ قتل ہو گئے تو انہیں آسمان اور زمین کے درمیان میں اٹھا لیا گیا یہاں تک کہ آسمان مجھے ان کے نیچے نظر آ رہا تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے۔

[اخرجه ابو نعيم فی الحلية ۱/ ۱۱۰ واخرجه ايضاً عن عروة عن عائشة نحو رواية البخاری الا انه لم يذكر من قوله ثم وضع الی آخر]

حضرت زہری کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ان لوگوں نے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو بہت تلاش کیا لیکن انہیں کہیں نہ ملا' اس لیے لوگوں کو یقین ہے کہ فرشتوں نے انہیں دفن کر دیا۔ [اخرجه ابو نعيم ايضاً واخرجه ابو نعيم فی دلائل ۱۸۶ عن عروة نحوه وابن سعد ۳/ ۲۳۱ عن عروة نحوه]

مرنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسم کی حفاظت

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مجھ اکیلے کو جاسوس بنا کر قریش کی طرف بھیجا۔ میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی (اس) لکڑی کے پاس گیا (جس پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھایا گیا تھا اور ان کا جسم ابھی تک اس پر لٹک رہا تھا) اور مجھے جاسوسوں کا بھی ڈر تھا کہ کہیں ان کو پتہ نہ لگ جائے' چنانچہ لکڑی پر چڑھ کر میں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو کھولا جس سے وہ زمین پر گر گئے پھر میں چھپنے کے لیے تھوڑی دور ایک طرف کو چلا گیا پھر میں نے آ کر دیکھا تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ مجھے کہیں نظر نہ آئے اور ایسے لگا کہ جیسے زمین انہیں نگل گئی ہو اور اس وقت تک ان کا کوئی نشان نظر نہیں آیا۔ [اخرجه احمد والطبرانی قال الهيثمی ۵/ ۳۲۱ وفيه ابراهيم بن اسماعيل بن مجمع وهو ضعيف ۔انتهی]

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مجھے اکیلے کو جاسوس بنا کر بھیجا تھا۔ میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لکڑی کے پاس گیا پھر آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔

[اخرجه البیهقی من طریق ابراهیم بن اسمعیل عن جعفر بن عمرو بن امیة عن ابیه کما فی البدایة ۴/ ۶۷ واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۲۲۷ من طریق ابراهیم بن اسمعیل باسناده نحو روایة البیهقی واخرجه ابن ابی شیبة عن عمرو بن امیة نحوه کما فی الاصابة ۱/ ۴۱۹]

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے حضرت مقداد اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی کی لکڑی سے نیچے اتارنے کے لیے بھیجا۔ وہ دونوں تنعیم پہنچے (جہاں مکہ سے باہر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی دی گئی تھی) تو انہیں وہاں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اردگرد چالیس آدمی نشہ میں بدمست ملے۔ ان دونوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو لکڑی سے اتارا پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کی نعش کو اپنے گھوڑے پر رکھ لیا۔ اس کا جسم بالکل تروتازہ تھا اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی پھر مشرکوں کو ان حضرات کا پتہ چل گیا۔ انہوں نے ان حضرات کا پیچھا کیا جب مشرکین ان کے پاس پہنچ گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے (مجبور ہو کر) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی نعش کو نیچے پھینک دیا جسے فوراً زمین نے نگل لیا اسی وجہ سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا نام بلیع الارض رکھا گیا (اس کا ترجمہ یہ ہے وہ آدمی جسے زمین نے نگل لیا تھا)

[ذکرہ ابو یوسف فی کتاب اللطائف کذا فی الاصابة ۱/ ۴۱۹]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس امت میں ایسی تین باتیں پائی ہیں کہ وہ اگر بنی اسرائیل میں ہوتیں تو کوئی امت ان کا مقابلہ اور برابری نہیں کر سکتی تھی اس کے بعد حدیث کا کچھ حصہ ابھی گزرا ہے اس کے بعد یہ مضمون ہے کہ کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ حضرت ابن حضرمی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور ہم نے غسل دے کر ان کا جنازہ تیار کر دیا پھر قبر کھود کر انہیں دفن کر دیا۔ دفن کے بعد ایک آدمی آیا اور اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ ہم نے کہا یہ اس زمانہ کے انسانوں میں سب سے بہترین ہیں یہ حضرت ابن حضرمی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا یہ زمین مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے اگر آپ لوگ ان کو ایک دو میل دور لے جا کر دفن کر دو تو اچھا ہے کیونکہ وہاں کی زمین مردوں کو قبول کر لیتی ہے۔ ہم نے کہا ہمارے اس ساتھی کے لیے ان کے احسانات اور نیکی کا یہ بدلہ تو مناسب نہیں ہے کہ ہم انہیں یہاں دفن رہنے دیں اس طرح تو ان کی نعش باہر آ جائے گی اور انہیں

درندے کھا جائیں گے چنانچہ ہم سب نے اس پر اتفاق کر لیا کہ قبر کھود کر انہیں نکالا جائے اور دوسری جگہ دفن کیا جائے۔ ہم نے قبر کھودنی شروع کر دی۔ جب ہم لحد پر پہنچے تو ہم دیکھ کر حیران رہ گئے کیونکہ لحد میں ان کی نعش موجود نہیں تھی اور اس میں تاحد نگاہ نور چمک رہا تھا ہم نے لحد پر دوبارہ مٹی ڈال دی اور وہاں سے چل دیئے۔ [اخرجه البيهقى كذا فى البداية ٦/ ١٥٥ وهذا اسناد رجاله ثقات ولكن فيه انقطاع كما فى البداية ٦/ ٢٩٢]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے اس میں یہ مضمون ہے کہ حضرت ابن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ہم لوگوں نے ریت میں دفن کر دیا۔ وہاں سے کچھ دور ہی ہم گئے تھے تو ہم نے کہا کوئی درندہ آ کر انہیں کھا جائے گا۔ ہم نے واپس آ کر انہیں قبر میں دیکھا تو وہ ہمیں وہاں نظر نہ آئے۔ [عند الطبرانى فى الثلاثة قال الهيثمى ٩/ ٣٧٦ وفيه ابراهيم بن معمر الهروى ولم اعرفه وبقية رجال ثقات انتهى]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے ان کے لیے تلواروں سے قبر کھودی لیکن لحد نہ بنائی اور انہیں دفن کر کے آگے چل دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے کہا ہم نے ان کو دفن تو کر دیا لیکن قبر میں ان کے لیے لحد نہیں بنائی یہ ہم نے اچھا نہیں کیا۔ اس پر ہم لحد بنانے کے لیے واپس آئے تو ہمیں ان کی قبر کی جگہ ہی نہ ملی۔

[ذكره ابن سعد ٤/ ٣٦٣ واخرجه ابو نعيم فى الدلائل ٢٠٨ عن ابى هريرة نحو رواية الطبرانى]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت بن ابی الافلح رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا پھر آگے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا لمبا قصہ ذکر کیا ہے اور اس کے بعد یہ ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا میں کسی مشرک کے عہد میں آنا نہیں چاہتا (آخر شہید ہو گئے) انہوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ یہ کسی مشرک کو ہاتھ نہیں لگائیں گے اور نہ کوئی مشرک انہیں ہاتھ لگا سکے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن قریش کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا تھا اس لیے قریش نے ایک جماعت بھیجی جو ان کے جسم کا کچھ حصہ کاٹ کر لائے تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا یا بھڑوں کا ایک غول بھیج دیا جس نے ان کے بدن کو چاروں طرف سے گھیر کر انہیں کافروں سے بچا لیا۔ اسی وجہ سے انہیں حمی الدبر کہا جاتا ہے (اس کا ترجمہ ہے وہ آدمی جسے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں نے دشمن سے بچایا) [اخرجه الشيخان كذا فى الاصابة ٢/ ٢٤٥]

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ اسی قصہ میں یہ ذکر کرتے ہیں کہ مشرکوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ ان کا سر کاٹ کر مشرکین مکہ کے پاس بھیج دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیاں یا بھڑیں بھیج دیں جنہوں نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا وہ مشرکوں کے چہروں پر اڑتی تھیں اور انہیں کاٹتی تھیں اس طرح انہوں نے مشرکوں کو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کا سر کاٹنے نہ دیا۔ [عند ابی نعیم فی الدلائل ۱۸۳]

درندوں کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے تابع ہونا اور ان سے باتیں کرنا

حضرت حمزہ بن ابی اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے جنازے کے لیے بقیع تشریف لے گئے راستہ میں ایک بھیڑیا اپنے بازو پھیلائے ہوئے بیٹھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری بکریوں میں سے اپنا حصہ مقرر کروانے آیا ہے۔ لہٰذا اس کا حصہ مقرر کر دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جو آپ کی رائے ہو یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چرنے والے ریوڑ میں سے ہر سال ایک بکری (اسے دے دیا کرو) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ تو زیادہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کر کے بھیڑیے سے کہا تم چپکے سے جھپٹا مار کر لے جایا کرو۔ پھر وہ بھیڑیا چلا گیا۔ [اخرجه البیهقی]

حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تھے ایک بھیڑیا آ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ درندوں میں سے نمائندہ بن کر آیا ہے اگر تم کہو تو اس کے لیے کچھ حصہ مقرر کر دو یہ اسے لے گا اور اس سے زیادہ لینے کی کوشش نہیں کرے گا اور اگر چاہو تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دو اور اپنے جانور اس سے بچانے کی کوشش کرو اور یہ داؤ لگا کر تمہارے جتنے جانور لے گیا وہ اس کا حصہ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ہمارا دل تو نہیں چاہتا کہ ہم اسے کچھ اپنے ہاتھ سے خود دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین انگلیوں سے اشارہ کر کے بھیڑیئے سے کہا تم جھپٹا مار کر لے جایا کرو چنانچہ وہ بھیڑیا آواز نکالتا ہوا واپس چلا گیا۔

[رواه الواقدی عن رجل سماه]

قبیلہ جہینہ کے ایک صاحب کہتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو سو کے قریب بھیڑیئے بھیڑیوں کے نمائندے بن کر آئے اور آ کر بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھیڑیوں کا وفد آپ لوگوں کے پاس آیا ہے یہ چاہتے ہیں کہ آپ لوگ اپنے جانوروں میں سے ان کا حصہ

مقرر کر کے انہیں دے دیا کریں اور باقی جانوروں کے بارے میں آپ لوگ بالکل بے فکر اور بے خوف ہو کر رہا کریں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فقر و فاقہ اور تنگی کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں واپس بھیج دو (اور بتا دو کہ آپ لوگ ان کی تجویز پر عمل نہیں کر سکتے) چنانچہ وہ بھیڑیے آوازیں نکالتے ہوئے مدینہ سے چلے گئے۔

[عند ابی نعیم واخرجه البیهقی والبزار عن ابی هریرة رضی الله عنه مختصرا کذا فی البدایة ۶/ ۱۴۶]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سمندر میں سفر کر رہا تھا جس کشتی میں میں تھا وہ ٹوٹ گئی۔ میں اس کے ایک تختہ پر بیٹھ گیا۔ اس تختہ نے مجھے ایسے گھنے جنگل میں لا پھینکا جس میں شیر تھے ایک شیر مجھے کھانے کے لیے آیا۔ میں نے کہا اے ابوالحارث! (یہ شیر کی کنیت ہے) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اس پر اس نے اپنا سر جھکا دیا اور آگے بڑھ کر مجھے کندھا مارا (اور میرے آگے آگے چل پڑا) یہاں تک کہ مجھے جنگل سے باہر لا کر راستہ پر ڈال دیا پھر آہستہ سے آواز نکالی جس سے میں سمجھا کہ یہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔ یہ میری اس شیر سے آخری ملاقات تھی۔ [اخرجه الحاکم ۳/ ۶۰۶ عن محمد بن المنکدر قال الحاکم هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه ووافقه الذهبی واخرجه البخاری فی التاریخ الکبیر ۲/ ۱۷۹ عن ابن المنکدر قال سمعت سفینة فذکر نحوه وهکذا اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۳۶۹ والدلائل ۲۱۲ عن ابن المنکدر عن سفینة واخرجه ابن منده کما فی البدایة ۵/ ۳۱۶ والطبرانی کما فی المجمع ۹/ ۳۶۶ عن سفینه نحوه]

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سمندر میں سفر کر رہا تھا ہماری کشتی ٹوٹ گئی (ہم ایک جنگل میں پہنچ گئے) ہمیں آگے راستہ نہیں مل رہا تھا وہاں ایک شیر ایک دم ہمارے سامنے آیا جسے دیکھ کر میرے ساتھ پیچھے ہٹ گئے میں نے شیر کے قریب جا کر کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی سفینہ ہوں ہم راستے سے بھٹک گئے ہیں (ہمیں راستہ بتاؤ) وہ میرے آگے چل پڑا اور چلتے چلتے ہمیں راستے پر لا کھڑا کیا پھر اس نے مجھے ذرا دھکا دیا گویا کہ وہ مجھے راستہ دکھا رہا تھا پھر ایک طرف کو ہٹ گیا میں سمجھ گیا کہ یہ اب ہمیں رخصت کر رہا ہے۔

[عند البزار قال الهیثمی ۹/ ۳۶۷ رجالهما ای البزار والطبرانی وثقوا]

حضرت ابن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ملک

روم میں اپنے لشکر سے بچھڑ گئے یا ان کو وہاں رومیوں نے قید کر لیا تھا یہ کسی طرح قید سے بھاگ نکلے اور اپنا لشکر تلاش کر رہے تھے تو وہ اچانک ایک شیر کے پاس پہنچے۔ انہوں نے کہا اے ابو الحارث! میں حضور ﷺ کا غلام ہوں اور میرے ساتھ ایسے اور ایسے ہوا (انہوں نے لشکر سے بچھڑنے اور قید سے بھاگنے کا سارا واقعہ تفصیل سے اسے سنایا) وہ شیر دم ہلاتا ہوا آگے آ کر ان کے پاس کھڑا ہو گیا (اور اس طرح اس نے اپنے تعلق اور فرمانبرداری کا اظہار کیا پھر آگے آگے چل پڑا) اور راستہ میں جب کسی جانور کی آواز کسی طرف سے سنتا تو دوڑ کر اس کی طرف جاتا اور اسے بھگا دیتا پھر ان کے پاس ان کے پہلو میں آ جاتا۔ سارے راستہ میں وہ ایسے ہی کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے انہیں ان کے لشکر تک پہنچا دیا اور پھر واپس چلا گیا۔

[اخرجه البيهقي كذا في البداية ٦/ ١٤٧]

حضرت وہب بن ابان قرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک سفر میں گئے۔ وہ چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک جگہ انہیں کچھ لوگ کھڑے ہوئے ملے انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ یہ لوگ کیوں کھڑے ہیں؟ لوگوں نے بتایا آگے راستہ پر ایک شیر ہے جس سے یہ خوفزدہ ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی سواری سے نیچے اترے اور چل کر اس شیر کے پاس گئے اور اس کے کان کو پکڑ کر مروڑا اور اس کی گردن پر تھپڑ مار کر اسے راستہ سے ہٹا دیا پھر (واپس آتے ہوئے اپنے آپ سے) فرمایا حضور ﷺ نے تمہیں غلط بات نہیں فرمائی میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ابن آدم پر وہی چیز مسلط ہوتی ہے جس سے ابن آدم ڈرتا ہے اگر ابن آدم اللہ کے سوا کسی اور چیز سے نہ ڈرے تو اس پر اللہ کے علاوہ اور کوئی چیز مسلط نہ ہو ابن آدم اسی چیز کے حوالے کر دیا جاتا ہے جس چیز سے اسے نفع یا نقصان ملنے کا یقین ہوتا ہے۔ اگر ابن آدم اللہ کے علاوہ کسی اور چیز سے نفع یا نقصان کا یقین نہ رکھے تو وہ اللہ اسے کسی اور چیز کے بالکل حوالہ نہ کرے۔

[اخرجه ابن عساكر واخرجه ابن عساكر عن نافع مختصرا بنحوه كما في الكنز ٧/ ١٥٩]

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اریحا مقام کے ایک گرجا گھر میں دوپہر کو سو رہا تھا اب تو یہ مسجد بن چکا ہے اور اس میں نماز پڑھی جاتی ہے جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ کمرہ میں ایک شیر ہے جو میری طرف آ رہا ہے میں گھبرا کر اپنے ہتھیاروں کی طرف اٹھا شیر نے

مجھ سے کہا ٹھہر جاؤ مجھے ایک پیغام دے کر تمہارے پاس بھیجا گیا ہے تا کہ تم اسے آگے پہنچا دو میں نے کہا تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ اس نے کہا مجھے اللہ نے آپ کے پاس اس لیے بھیجا ہے تا کہ آپ بہت سفر کرنے والے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو بتا دیں کہ وہ جنت والوں میں سے ہیں۔ میں نے کہا یہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) کون سے ہیں؟ اس نے کہا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے (رضی اللہ عنہ)۔

[اخرجه الطبرانی قاله الهیثمی ۹/ ۳۵۷ وفیه ابو بکر بن ابی مریم وقد اختلط۔ انتهی]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بھیڑیئے نے ایک بکری پر حملہ کر کے اسے پکڑ لیا بکری کا چرواہا بھیڑیئے کے پیچھے بھاگا اور اس نے زور لگا کر بھیڑیئے سے بکری کو چھڑوا لیا تو بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ کر کہنے لگا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے جو روزی اللہ نے مجھے پہنچائی وہ تم مجھ سے چھینتے ہو۔ اس چرواہے نے کہا کیا عجیب بات ہے کہ بھیڑیا مجھ سے انسانوں کی طرح بات کر رہا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا کیا میں تمہیں اس سے زیادہ عجیب بات نہ بتاؤں۔ یثرب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ زمانے کی خبریں لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ چرواہا اپنی بکریاں ہانک کر مدینہ پہنچ گیا اور بکریوں کو مدینہ کے ایک کونے میں ایک جگہ اکٹھا کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قصہ سنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر مدینہ میں اعلان کیا گیا کہ آج سب (مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں) نماز اکٹھے پڑھیں (اپنی مسجدوں میں نہ پڑھیں) جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر آ کر اس چرواہے سے فرمایا انہیں وہ واقعہ سناؤ۔ اس نے تمام لوگوں کے سامنے وہ واقعہ بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ درندے انسانوں سے باتیں نہ کرنے لگیں اور آدمی سے اس کے کوڑے کا سرا اور اس کی جوتی کا تسمہ بات نہ کرنے لگے اس کے گھر والوں نے اس کے بعد جو گڑبڑ کی ہے وہ اسے اس کی ران نہ بتائے۔

[اخرجه احمد ۳/ ۸۳ و هذا اسناد صحیح علی شرط الصحیح وقد صححه البیهقی ولم یروه الا الترمذی من قوله والذی نفسی بیده الی آخره ثم قال هذا حدیث حسن غریب صحیح کذا فی البدایة ۶/ ۱۴۳ وللحدیث طریق اخری عند احمد والبیهقی والحاکم وابی نعیم واخرجه احمد عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ ابو نعیم عن انس رضی اللہ عنہ والبیهقی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کما بسط ابن کثیر فی البدایة ۶/ ۱۴۴۔ ۱۴۵ وقد تکلم القاضی عیاض علی حدیث الذئب فذکر عن ابی هریرة وابی سعید وعن اهبان بن

اوس رضی اللہ عنہم]

قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے کہ بھیڑیئے سے حضرت اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ نے بات کی تھی۔ اس لیے انہیں بھیڑیئے سے بات کرنے والا کہہ کر پکارا جاتا تھا اور ابن واہب نے روایت کی ہے کہ بھیڑیئے سے بات کرنے کا واقعہ حضرت ابو سفیان بن حرب اور حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا ایک ہرن کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے اتنے میں ہرن حرم میں داخل ہو گیا تو وہ بھیڑیا واپس جانے لگا۔ اس سے ان دونوں کو تعجب ہوا اس پر اس بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ میں تمہیں جنت کی دعوت دے رہے ہیں اور تم انہیں جہنم کی آگ کی طرف دعوت دے رہے ہو (یہ دونوں حضرات اس وقت تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے) اس لیے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا لات و عزیٰ کی قسم! اگر تم نے مکہ میں اس بات کا تذکرہ کر دیا تو سارے مکہ والے مکہ چھوڑ دیں گے (اور مدینہ چلے جائیں گے) [کذا فی البدایۃ ۶/ ۱۴۶]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دریاؤں اور سمندروں کا مسخر ہونا

حضرت قیس بن حجاج اپنے استاد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب مصر فتح کر لیا تو عجمی مہینوں میں سے بونہ مہینے کے شروع ہونے پر مصر والے ان کے پاس آئے اور کہا امیر صاحب! ہمارے اس دریائے نیل کی ایک عادت ہے جس کے بغیر یہ چلتا نہیں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا وہ عادت کیا ہے؟ انہوں نے کہا جب اس مہینے کی بارہ راتیں گزر جاتی ہیں تو ہم ایسی کنواری لڑکی کو تلاش کرتے ہیں جو اپنے والدین کی اکلوتی لڑکی ہوتی ہے۔ اس کے والدین کو راضی کرتے ہیں اور اسے سب سے اچھے کپڑے اور زیور پہنا کر اسے دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کام اسلام میں تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اسلام اپنے سے پہلے کے تمام (غلط) طریقے ختم کر دیتا ہے چنانچہ مصر والے بونہ ابیب اور مسری تین مہینے ٹھہرے رہے اور آہستہ آہستہ دریائے نیل کا پانی بالکل ختم ہو گیا۔ یہ دیکھ کر مصر والوں نے مصر چھوڑ کر کہیں اور جانے کا ارادہ کر لیا۔ جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو انہوں نے اس بارے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا آپ نے بالکل

ٹھیک کیا بے شک اسلام اپنے سے پہلے کے تمام غلط طریقے ختم کر دیتا ہے میں آپ کو ایک پرچہ بھیج رہا ہوں جب آپ کو میرا خط ملے تو آپ میرا وہ پرچہ دریائے نیل میں ڈال دیں۔ جب خط حضرت عمرو کے پاس پہنچا تو انہوں نے وہ پرچہ کھولا اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

''اللہ کے بندے امیر المومنین عمر کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کے نام۔ امابعد!
اگر تم اپنے پاس سے چلتے ہو تو مت چلو اور اگر تمہیں اللہ واحد قہار چلاتے ہیں تو ہم اللہ واحد قہار سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تجھے چلا دے۔''

چنانچہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے صلیب کے دن سے ایک دن پہلے یہ پرچہ دریائے نیل میں ڈالا ادھر مصر والے مصر سے جانے کی تیاری کر چکے تھے کیونکہ ان کی ساری معیشت اور زراعت کا انحصار دریائے نیل کے پانی پر تھا۔ صلیب کے دن صبح لوگوں نے دیکھا کہ دریائے نیل میں سولہ ہاتھ پانی چل رہا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے مصر والوں کی اس بری رسم کو ختم کر دیا۔ (اس دن سے لے کر آج تک دریائے نیل مسلسل چل رہا ہے) [اخرجه ابن عبدالحكم في فتوح مصر وابو الشيخ في العظمة وابن عساكر كذا في منتخب الكنز ۴/ ۳۸۰ واخرجه الحافظ ابو القاسم اللالكائي والطبري في كتاب السنة عن قيس بن الحجاج نحوه كما في التفسير لابن كثير ۳/ ۴۶۴]

قبیلہ بنو سعد کے غلام حضرت عروہ اعمیٰ کہتے ہیں حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سمندر کا سفر کر رہے تھے وہ اپنی کچھ کاپیاں سی رہے تھے اچانک ان کی سوئی سمندر میں گر گئی انہوں نے اسی وقت یوں دعا مانگی اے میرے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو میری سوئی ضرور واپس کر دے۔ چنانچہ اسی وقت وہ سوئی (سطح سمندر پر) ظاہر ہوئی اور حضرت ابو ریحانہ نے وہ سوئی پکڑ لی۔

[اخرجه ابراهيم بن الجنيد في كتاب الاولياء كذا في الاصابة ۲/ ۱۵۷]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا تو میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا میں نے ان کی تین باتیں دیکھیں مجھے یہ پتہ نہیں کہ ان میں سے سب سے زیادہ عجیب بات کون سی ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ جب ہم سمندر کے کنارے پر پہنچے تو انہوں نے کہا بسم اللہ پڑھ کر سمندر میں گھس جاؤ۔ چنانچہ ہم بسم اللہ پڑھ کر (بغیر کشتیوں کے) سمندر میں گھس گئے اور ہم نے (اپنے جانوروں پر سوار ہو کر) سمندر پار کر لیا اور ہمارے اونٹوں کے پاؤں بھی گیلے نہیں ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں سے جب ہم

واپس آرہے تھے تو ایک وسیع بیابان میں ہمارا گزر ہوا۔ ہمارے پاس پانی بالکل نہیں تھا۔ ہم نے ان سے شکایت کی انہوں نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگی تو ایک دم آسمان پر ڈھال کی طرح کا بادل آیا اور وہ خوب برسا اور اس نے اپنے سارے دہانے کھول دیئے۔ ہم نے خود بھی پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ تیسری بات یہ ہے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے ان کو ریت میں دفن کر دیا۔ ابھی ہم وہاں سے تھوڑا سا آگے گئے تھے کہ ہمیں خیال آیا کہ اس علاقہ کی زمین پکی نہیں ریتلا علاقہ ہے کوئی درندہ آکر ان کی قبر کھود کر انہیں کھا جائے گا اس خیال سے ہم واپس آئے تو قبر تو ان کی صحیح سالم تھی لیکن جب ہم نے ان کی قبر کھودی تو ہمیں ان کی نعش قبر میں نظر نہ آئی۔

[اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ۲۰۸ واخره ابو نعيم ايضاً فى الحلية ۱/ ۸ عن ابى هريرة نحوه مختصرا على قصة البحر]

ابو نعیم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جب (ہم سمندر پار کر کے جزیرہ میں پہنچ گئے اور) ہمیں کسریٰ کی طرف سے مقرر کردہ گورنر ابن مکعبر نے یوں جانوروں پر آتے دیکھا تو اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم! نہیں ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے پھر کشتی میں بیٹھ کر ایران چلا گیا۔

[واخرجه الطبرانى فى الثلاثة عن ابى هريرة نحوه قال الهيثمى ۹/ ۳۷۶ وفيه ابراهيم بن معمر الهروى ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس امت میں تین باتیں پائی ہیں پھر اس کے بعد لمبی حدیث ذکر کی ہے۔ اس میں یہ مضمون بھی ہے کہ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار کیا اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔ میں بھی اس غزوہ میں گیا تھا۔ جب ہم غزوہ کی جگہ پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ دشمن کو ہمارا پتہ چل گیا تھا اور وہ پانی کے تمام نشان مٹا کر وہاں سے جا چکا تھا۔ گرمی پڑ رہی تھی اور پیاس کے مارے ہمارا اور ہمارے جانوروں کا برا حال ہو گیا تھا اور جمعہ کا دن تھا جب سورج غروب ہونے لگا تو حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور ہمیں آسمان میں بادل کا کہیں نام و نشان نظر نہیں آرہا تھا اللہ کی قسم! حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ابھی ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیج دی اور ایک بادل ظاہر کر دیا اور بادل اتنے زور سے برسا کہ سارے نالے تالاب اور وادیاں پانی سے بھر گئیں اور ہم نے خود پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا اور اپنے مشکیزوں اور برتنوں کو بھر لیا پھر

ہم اپنے دشمن کے پاس پہنچے جو لوگ اپنی جگہ چھوڑ کر خلیج پار کر کے سمندر میں ایک جزیرے میں جا چکے تھے اس خلیج کے کنارے کھڑے ہو کر حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ سے اللہ کو پکارا یا علی! یا عظیم! یا حلیم! یا کریم! پھر ہم سے کہا اللہ کا نام لے کر اس سمندر کو پار کرو چنانچہ ہم وہ سمندر پار کرنے لگے ہمارے جانوروں کے کھر بھی گیلے نہیں ہو رہے تھے تھوڑی ہی دیر میں ہم نے دشمن کو جالیا۔ ہم نے انہیں قتل بھی کیا اور گرفتار بھی کیا اور انہیں غلام بھی بنایا اس کے بعد ہم پھر اسی خلیج کے کنارے پر آئے اور حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے اللہ کو پھر انہی ناموں سے پکارا اور ہم پھر اس خلیج کو اس طرح پار کرنے لگے کہ ہمارے جانوروں کے کھر گیلے نہیں ہو رہے تھے آگے اور حدیث بھی ذکر کی۔ [اخرجه البيهقى وذكر البخارى فى التاريخ لهذه القصة اسناد آخر]

حضرت سہم بن منجاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوہ میں گئے پھر سارا واقعہ ذکر کیا اور دعا میں یہ الفاظ ذکر کیے یا علیم! یا حلیم! یا علی! یا عظیم! ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے راستہ میں اور تیرے دشمن سے لڑنے کے ارادے سے نکلے ہیں ہمیں ایسی بارش عطا کر جس سے ہمارے پینے اور وضو کے پانی کا انتظام ہو جائے اور جب ہم اسے چھوڑ کر جائیں تو ہمارے علاوہ اور کسی کا اس میں حصہ نہ ہوگا اور سمندر کی دعا میں یہ الفاظ ہیں اور ہمارے لیے اپنے دشمن تک پہنچنے کا راستہ بنا دے۔ [قد اسناده ابن ابى الدنيا كذا فى البداية ٦/ ١٥٥ واخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٧ عن شهم بن منجاب نحوه رواية ابن ابى الدنيا مختصرا على قصة البحر]

ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ حضرت علاء رضی اللہ عنہ ہمیں لے کر سمندر میں گھس گئے جب ہم اندر گئے تو پانی ہماری سواریوں کے نمدوں تک بھی نہیں پہنچا اور ہم دشمن تک پہنچ گئے اور ابن جریر نے اپنی تاریخ میں اور ابن کثیر نے البدایہ میں قصہ یوں بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کے مرتدین سے لڑنے کے لیے بھیجا اور اس میں یہ قصہ بھی ذکر کیا کہ جن اونٹوں پر لشکر کا زاد سفر اور خیمے اور پانی لدا ہوا تھا وہ سارے اونٹ سامان سمیت بھاگ گئے تھے اور پھر خود ہی سامان سمیت آ گئے تھے اور یہ قصہ بھی ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے پڑاؤ کی جگہ کے ساتھ ہی صاف شفاف خالص پانی کا حوض پیدا فرما دیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ ان حضرات نے مرتدین سے جنگ کی۔ [اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ٢٠٩ واخرجه ابن جرير فى تاريخه ٣/ ١٢٢٢ عن ابى عثمان وغيره نحوه]

ابن کثیر نے یہ قصہ یوں ذکر کیا ہے کہ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے کہا آؤ (بحرین جزیرے کے علاقے) دارین چلتے ہیں تا کہ وہاں جا کر دشمن سے جنگ کریں اس پر سارے مسلمان فوراً تیار ہو گئے اور وہ ان مسلمانوں کو لے کر چل پڑے یہاں تک کہ ساحل سمندر پر پہنچ گئے پہلے تو ان کا خیال ہوا کہ کشتیوں کے ذریعے دارین کا سفر کر لیں لیکن پھر یہ سوچا کہ سفر کافی لمبا ہے کشتیوں میں جاتے جاتے دیر لگ جائے گی اتنے میں اللہ کے دشمن وہاں سے آگے چلے جائیں گے اور پھر یہ دعا پڑھتے ہوئے اپنے گھوڑے کو لے کر سمندر میں گھس گئے۔ یا ارحم الراحمین ! یا حکیم ! یا کریم ! یا احد ! یا صمد ! یا حی ! یا محی ! یا قیوم ! یا ذاالجلال و الاکرام ! لا الہ الا انت یا ربنا ! اور لشکر کو بھی حکم دیا کہ وہ یہ دعا پڑھتے ہوئے سمندر میں گھس جائیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی ایسا کیا اور اس طرح اللہ کے حکم سے ان سب کو لے کر حضرت علاء رضی اللہ عنہ خلیج کو پار کر گئے وہ سمندر میں نرم ریت جیسی جگہ پر چل رہے تھے جس پر اتنا کم پانی تھا کہ اونٹوں کے پاؤں بھی نہیں ڈوبتے تھے اور وہ پانی گھوڑوں کے گھٹنوں تک بھی نہیں پہنچ رہا تھا۔ یہ سفر کشتی میں ایک رات ایک دن میں طے ہوتا تھا لیکن حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے سمندر پار کیا اور جزیرہ کے ساحل پر پہنچ گئے وہاں جا کر دشمن سے جنگ کی اور ان پر غلبہ حاصل کیا اور ان کا مال غنیمت سمیٹا اور پھر اپنی پہلی جگہ واپس بھی آ گئے اور یہ سارے کام صرف ایک دن میں ہو گئے۔ [قال فی البدایۃ ۶/ ۳۲۹ وھکذا ذکرہ ابن جریر ۲/ ۵۲۶ عن السری عن شعیب عن سیف باسنادہ عن منجاب بن راشد فذکر القصۃ بطولھا جدا]

حضرت ابن رفیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں بہر سیر قریب والا شہر تھا اور دریائے دجلہ کے پار دور والا شہر تھا جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بہر سیر کو فتح کر کے اس میں پڑاؤ ڈال لیا تو انہوں نے کشتیاں تلاش کیں تا کہ لوگ دریائے دجلہ پار کر کے دور والے شہر جا سکیں اور اسے فتح کر سکیں لیکن انہیں کوئی کشتی نہ مل سکی کیونکہ ایرانی لوگ تمام کشتیاں سمیٹ کر وہاں سے لے جا چکے تھے چنانچہ مسلمان صفر مہینے کے کئی دن بہر سیر میں ٹھہرے رہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سامنے اس بات کا اظہار کرتے رہے کہ (کشتیوں کے بغیر ہی) دریا پار کر لیا جائے لیکن شفقت کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو ایسا کرنے نہیں دیتے تھے پھر وہاں کے کچھ عجمی کافروں نے آ کر انہیں دریا پار کرنے کے لیے وہ گھاٹ بتا دیا جو وادی کی سخت جگہ پہنچا دیتا تھا لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ تردد میں پڑ گئے اور

اس گھاٹ میں سے جانے سے انکار کر دیا اتنے میں دریا کا پانی چڑھ گیا۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ دریا میں پانی بہت زیادہ چڑھا ہے لیکن مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں گھسے ہیں اور پار ہو گئے ہیں اس خواب کو دیکھ کر انہوں نے دریا پار کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور لوگوں کو جمع کر کے بیان کیا اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا تمہارا دشمن اس دریا کی وجہ سے تم سے محفوظ ہو گیا ہے تم لوگ تو ان تک نہیں پہنچ سکتے لیکن وہ لوگ جب چاہیں کشتیوں میں بیٹھ کر تم پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ تمہارے پیچھے ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس سے تم پر حملہ کا خطرہ ہو میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ دریا پار کر کے دشمن پر حملہ کیا جائے۔ تمام مسلمانوں نے بیک زبان کہا آپ ضرور ایسا کریں اللہ ہمیں اور آپ کو ہدایت پر پکا رکھے پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دریا پار کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا آپ لوگوں میں سے کون اس بات کے لیے تیار ہے کہ پہل کرے اور دریا پار کر کے گھاٹ کے دوسرے کنارے پر قبضہ کر لے اور اس کنارے کی دشمن سے حفاظت کرے تاکہ دشمن مسلمانوں کو اس کنارے تک پہنچنے سے روک نہ سکے۔ اس پر حضرت عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ فوراً تیار ہو گئے اور ان کے بعد اور چھ سو بہادر آدمی تیار ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ ان کو لے کر چلے پھر دجلہ کے کنارے کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہا آپ میں سے کون میرے ساتھ چلنے کو تیار ہے تاکہ ہم گھاٹ کے پرلے کنارے کے دشمن سے محفوظ کر لیں۔ اس پر ان میں سے ساٹھ آدمی تیار ہو گئے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا آدھے لوگوں کو گھوڑیوں پر اور آدھے لوگوں کو گھوڑوں پر بٹھایا تاکہ گھوڑوں کے لیے تیرنے میں آسانی رہے پھر وہ لوگ دجلہ میں داخل ہو گئے (اور دریا کو اللہ کی مدد سے پار کر لیا) جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے گھاٹ کے پرلے کنارے پر قبضہ کر کے محفوظ کر لیا ہے تو انہوں نے تمام لوگوں کو دریا میں گھس جانے کا حکم دیا اور فرمایا یہ دعا پڑھو:

((نَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ))

اور لشکر کے اکثر لوگ ایک دوسرے کے پیچھے چلنے لگے اور گہرے پانی پر بھی چلتے رہے حالانکہ دریائے دجلہ بہت جوش میں تھا اور بہت جھاگ پھینک رہا تھا اور ریت اور مٹی کی وجہ سے

اس کا رنگ سیاہ ہو رہا تھا اور لوگوں کی دو دو جوڑیاں بنی ہوئی تھیں اور وہ دریا پار کرتے ہوئے آپس میں اس طرح باتیں کر رہے تھے جس طرح زمین پر چلتے ہوئے کیا کرتے تھے۔ ایران والے یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے کیونکہ اس کا انہیں وہم وگمان بھی نہیں تھا وہ لوگ گھبرا کر ایسے جلدی میں بھاگے کہ اپنا اکثر مال وہاں ہی چھوڑ گئے اور ۱۶ ہجری صفر کے مہینہ میں مسلمان اس شہر میں داخل ہوئے اور کسریٰ کے خزانوں میں جو تین ارب تھے ان پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور شیرویہ اور اس کے بعد کے بادشاہوں نے جو کچھ جمع کیا تھا اس پر بھی قبضہ ہو گیا۔ [اخرجه ابو نعيم فی الدلائل ۲۰۸ وذكره الطبری فی تاريخه ۳/ ۱۱۹ عن سيف مع زيادات وذكره فی البداية ۷/ ۶۴ بطوله]

حضرت ابوبکر بن حفص بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں گھوڑے مسلمانوں کو لے کر پانی پر تیر رہے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ چل رہے تھے اور سعد رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے اللہ کی قسم! اگر ہمارے لشکر میں بدکاری اور گناہ اتنے نہیں ہیں جو نیکیوں پر غالب آجائیں تو اللہ ضرور اپنے دوست کی مدد کریں گے اور اپنے دین کو غالب کریں گے اور اپنے دشمن کو شکست دیں گے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اسلام ابھی نیا ہے اور اللہ کی قسم! مسلمانوں کے لیے آج سمندر اور دریا ایسے مسخر کر دیئے گئے ہیں جیسے ان کے لیے خشکی مسخر تھی۔ غور سے سنیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے مسلمان جیسے دریا میں فوج درفوج داخل ہوئے ہیں ایسے ہی اس سے فوج درفوج نکل بھی ضرور جائیں گے۔ چنانچہ مسلمان دریا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ایسے چھا گئے کہ پانی کسی جگہ بھی نظر نہیں آرہا تھا اور خشکی پر چلتے ہوئے وہ جتنی باتیں آپس میں کرتے تھے اب اس سے زیادہ کر رہے تھے اور جیسے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا تھا مسلمان آخر دریا سے باہر نکل گئے نہ ان کی کوئی چیز گم ہوئی اور نہ ان میں سے کوئی ڈوبا۔ [اخرجه ابو نعيم فی الدلائل ۲۰۹ واخرجه ابن جرير الطبری فی تاريخه ۳/ ۱۲۱ عن ابی بكر بن حفص نحوه مع زيادة فی اوله]

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سارے مسلمان صحیح سالم پار ہو گئے۔ البتہ بارق چشمے کا رہنے والا ایک آدمی جسے غرقد کہا جاتا تھا وہ اپنی سرخ گھوڑی کی پشت پر سے نیچے گر گیا اور وہ منظر اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ اس کی گھوڑی اپنی گردن کے بالوں سے پسینہ جھاڑ رہی تھی گرنے والے صاحب پانی کے اوپر ہی تھے۔ حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے

گھوڑے کی لگام ان کی طرف موڑی اور اپنے ہاتھ سے انہیں پکڑ کر کھینچتے رہے یہاں تک کہ وہ بھی دریا کے پار ہو گئے اور لشکر میں سے کسی کی بھی کوئی چیز پانی میں نہیں گری صرف ایک پیالہ گرا تھا جو ایک پرانی رسی سے بندھا ہوا تھا وہ رسی ٹوٹ گئی اس لیے پیالہ گر گیا اور پانی اسے بہا کر لے گیا پیالے والے کے جوڑی دار نے عار دلاتے ہوئے اس سے کہا تمہارے پیالے کو تقدیر کا ایسا تیر لگا کہ وہ پانی میں گر گیا۔ پیالہ والے نے کہا نہیں، اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ پورے لشکر میں سے صرف میرا پیالہ ہرگز نہیں لیں گے۔ چنانچہ دریا کی موجوں نے وہ پیالہ ساحل پر پھینک دیا اور گھاٹ کے پرلے کنارے کے پہرہ دینے والوں میں سے ایک آدمی کی نگاہ اس پیالے پر پڑی اس نے اپنے نیزے سے اسے اٹھا لیا اور جب سارا لشکر دریا پار کر گیا تو وہ پیالہ لے کر لشکر میں آ گیا اور پیالے کے مالک کو تلاش کرنے لگا۔ آخر وہ مالک مل گیا اور اس نے اپنا پیالہ لے لیا۔ [اخرجه ابو نعيم في الدلائل ۲۰۹ واخرجه ابن جرير في تاريخه ۳/ ۱۲۲ عن ابي عثمان وغيره نحوه]

حضرت عمیر صائدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ لوگوں کو لے کر دجلہ میں داخل ہونے لگے تو سب لوگوں نے جوڑیاں بنا لیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جوڑی دار تھے اور پانی پر ان کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ [یس: ۳۸]

"یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اس (خدا) کا جو زبردست علم والا ہے۔"

دریا میں پانی بہت چڑھا ہوا تھا اور گھوڑا کچھ دیر سیدھا کھڑا رہتا جب تھک جاتا تو دریا میں ایک ٹیلہ ظاہر ہو جاتا جس پر وہ زمین کی طرح کھڑے ہو کر آرام کر لیتا۔ مدائن شہر میں اس سے زیادہ عجیب منظر کبھی پیش نہیں آیا تھا چونکہ پانی کے بہت زیادہ ہونے کے باوجود جگہ جگہ ٹیلے ظاہر ہوئے تھے اس وجہ سے اس دن کو ٹیلوں کا دن کہا جاتا تھا۔ [اخرجه ابن جرير في تاريخه ۳/ ۱۲۲]

ابو نعیم نے بھی حضرت عمیر صائدی سے اسی جیسی روایت نقل کی ہے۔ لیکن اس کی روایت میں مضمون اس طرح سے ہے کہ مدائن میں اس سے زیادہ عجیب واقعہ کبھی پیش نہیں آیا تھا اور چونکہ جو بھی تھک جاتا تھا اس کے سامنے فوراً ایک ٹیلہ نمودار ہو جاتا تھا جس پر وہ آرام کر لیتا تھا اس لیے اس دن کو ٹیلوں والا دن کہا جاتا تھا۔ [اخرجه ابو نعيم في الدلائل ۲۰۹]

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم دجلہ میں داخل ہوئے تو وہ کناروں تک لبالب بھرا ہوا تھا۔ جب ہم اس جگہ پہنچے جہاں پانی سب سے زیادہ تھا وہاں گھڑ سوار کچھ دیر کھڑا رہا تو پانی اس کی پٹی تک بھی نہ پہنچا۔

[اخرجه ابن جرير فی تاريخه ۳/ ۱۲۳ واخرجه ابو نعيم فی الدلائل ۲۱۰ عن قيس نحوه]

حضرت حبیب بن صہبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مسلمانوں میں سے ایک آدمی جن کا نام حجر بن عدی تھا انہوں نے کہا کیا تمہیں پار کر کے دشمن تک جانے سے صرف پانی کا یہ قطرہ روک رہا ہے (پانی کے قطرے سے مراد وہ دریائے دجلہ لے رہے تھے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا﴾ [سورۃ آل عمران: ۱۴۵]

''اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں بدون حکم خدا تعالیٰ کے اس طور سے کہ اس کی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے۔''

پھر انہوں نے اپنا گھوڑا دریائے دجلہ میں ڈال دیا۔ جب انہوں نے ڈالا تو تمام لوگوں نے اپنے گھوڑے ڈال دیئے۔ جب دشمن نے انہیں یوں دریا پار کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یہ تو دیو ہیں دیو اور پھر وہ سارے بھاگ گئے۔

[اخرجه ابن ابی حاتم كذا فی التفسير لابن كثير ۱/ ۲۱۰]

حضرت حبیب بن صہبان ابو مالکؒ کہتے ہیں جب مسلمان مدائن والے دن دریائے دجلہ پار کر رہے تھے تو دشمن انہیں دریا پار کرتے ہوا دیکھ کر فارسی میں کہنے لگا۔ یہ تو دیو ہیں اور پھر آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے اللہ کی قسم! تمہیں اب انسانوں سے نہیں بلکہ جنات سے لڑنا ہوگا اس سے وہ مرعوب ہو گئے اور انہیں شکست ہوگئی۔

[عند ابی نعيم فی الدلائل ۲۱۰ واخرجه ابن جرير فی تاريخه ۳/ ۱۲۳ عن حبيب نحوه]

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک ساتھی سے نقل کرتے ہیں کہ جب ہم دجلہ کے پاس پہنچے تو وہ بہت چڑھا ہوا تھا اور عجمی لوگ دریا کے اس پار تھے ایک مسلمان نے بسم اللہ پڑھ کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور وہ ڈوبا نہیں بلکہ اس کا گھوڑا پانی کے اوپر چلنے لگا۔ یہ دیکھ کر باقی تمام لوگوں نے بھی بسم اللہ پڑھ کر اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اور وہ سب پانی کے اوپر چلنے لگے۔ جب عجمی

لوگوں نے انہیں دیکھا تو کہنے لگے یہ تو دیو ہیں، دیو ہیں۔ پھر ان کا جدھر منہ اٹھا ادھر بھاگ گئے۔

[اخرجه البيهقي كذا في البداية ٦/ ١٥٥]

آگ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اطاعت کرنا

حضرت معاویہ بن حرمل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں مدینہ منورہ گیا تو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مجھے اپنے ساتھ کھانے کے لیے لے گئے میں نے کھانا تو خوب کھایا لیکن مجھے بھوک بہت زیادہ تھی اس وجہ سے میرا پیٹ پوری طرح نہیں بھرا کیونکہ میں تین دن سے مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا اور کچھ نہیں کھایا تھا ایک دن اچانک مدینہ کے پتھریلے میدان میں آگ ظاہر ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت تمیم رضی اللہ عنہ سے کہا اٹھو اور اس آگ کے بجھانے کا انتظام کرو۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! میں کون ہوتا ہوں؟ اور میری کیا حیثیت ہے؟ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اصرار فرماتے رہے جس پر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل دیئے۔ میں بھی ان دونوں حضرات کے پیچھے چل دیا وہ دونوں حضرات آگ کے پاس گئے وہاں جا کر حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے آگ کو اس طرح دھکے دینے لگے یہاں تک کہ آگ گھاٹی میں اسی جگہ واپس داخل ہو گئی جہاں سے نکلی تھی۔ آگ کے پیچھے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ بھی اندر داخل ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے (یہ ایمانی منظر) نہ دیکھنے والا دیکھنے والے جیسا نہیں ہو سکتا۔ [اخرجه ابو نعيم في الدلائل ٢١٢

واخرجه البيهقي عن معاوية بن حرمل قال خرجت نار بالحرة فذكر نحوه كما في البداية ٦/ ١٥٣]

حضرت معاویہ بن حرمل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کے لشکر کے قابو پانے سے پہلے ہی میں نے توبہ کر لی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں مسیلمہ کذاب کا داماد معاویہ بن حرمل ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ اور جو مدینہ والوں میں سب سے بہترین آدمی ہے اس کے مہمان بن جاؤ۔ میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا مہمان بن گیا ایک دفعہ مدینہ کے پتھریلے میدان میں آگ نکل آئی اس وقت ہم لوگ باتیں کر رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت تمیم رضی اللہ عنہ سے کہا چلو اور اس آگ کا انتظام کرو حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے کہا میری کیا حیثیت ہے؟ اور کیا آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ میرے پوشیدہ عیوب آپ پر ظاہر ہوں؟ اس طرح حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کسر نفسی کر

رہے تھے (لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصرار فرمایا تو) حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آگ کو دھکے دیتے رہے یہاں تک کہ جس دروازے سے نکلی تھی اسی میں اسے واپس کر دیا اور پھر خود بھی آگ کے پیچھے اس دروازے کے اندر ہی چلے گئے پھر باہر آ گئے اور اس سب کے باوجود آگ انہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکی۔ [اخرجه البغوی کذا فی الاصابة ۳/ ۴۹۷]

اور ابو نعیم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان ہی جیسے کاموں کے لیے ہم نے تمہیں چھپا رکھا اے ابو رقیہ (یہ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے)

[اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۲۱۲ عن ضمرة عن مرزوق مختصرا]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے روشنی کا چمکنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ جب سجدے میں جاتے تو حضرت حسین اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کود کر آپ ﷺ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے جب آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے تو نرمی سے پکڑ کر ان دونوں کو پیٹھ سے اتار دیتے۔ آپ ﷺ جب دوبارہ سجدے میں جاتے تو یہ دونوں پھر چڑھ جاتے۔ حضور ﷺ نے جب نماز پوری کر لی تو دونوں کو اپنی ران پر بٹھالیا میں کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ان دونوں کو گھر چھوڑ آؤں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اتنے میں بجلی چمکی تو حضور ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ۔ بجلی کی روشنی اتنی دیر رہی کہ یہ دونوں اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

[اخرجه احمد قال الهیثمی ۹/ ۱۸۱ رواه احمد والبزار وقال فی لیلة مظلمة ورجال احمد ثقات۔ انتهی واخرجه البیهقی عن ابی هریرة نحوه کما فی البدایة ۶/ ۱۵۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت تھی ایک دفعہ اندھیری رات میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس تھے حضرت حسنؓ نے کہا میں اپنی امی کے پاس چلا جاؤں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کے ساتھ چلا جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اتنے میں آسمان پر بجلی چمکی اور اس کی روشنی اتنی دیر رہی کہ اس میں چل کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ [اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۲۰۵]

امام احمد نے جمعہ کی خاص گھڑی کے قصہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث نقل کی ہے جس مین یہ بھی ہے کہ پھر اس رات کو آسمان پر بہت زیادہ بادل آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب عشاء کی نماز کے لیے باہر تشریف لائے تو ایک دم بجلی چمکی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اے قتادہ! رات کے اندھیرے میں کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے خیال آیا کہ بارش کی وجہ سے آج لوگ نماز میں کم آئیں گے اس لیے میں آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز پڑھ چکو تو میرے آنے تک ٹھہرے رہنا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر واپس آئے تو انہیں کھجور کی ٹہنی دی اور فرمایا یہ لے لو یہ راستہ میں تمہارے آگے دس ہاتھ اور پیچھے دس ہاتھ روشنی کرے گی۔ جب تم گھر میں داخل ہو جاؤ اور وہاں تمہیں ایک کونے میں کالی چیز نظر آئے تو بات کرنے سے پہلے اس اس ٹہنی سے مارنا کیونکہ وہ شیطان ہے۔[اخرجه احمد قال الهيثمي ۲/ ۱۶۷ رواه احمد والبزار بنحوه ورجالهما رجال الصحيح انتهى]

طبرانی کی روایت میں یہ ہے کہ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھجور کی ایک ٹہنی دی اور فرمایا تمہارے پیچھے تمہارے گھر والوں کے پاس شیطان آیا ہے۔ تم یہ ٹہنی لے جاؤ اور گھر پہنچنے تک مضبوطی سے اسے پکڑے رہنا اور گھر کے کونے میں شیطان کو پکڑ کر اس کو ٹہنی سے خوب مارنا۔ چنانچہ میں مسجد سے نکلا تو اس ٹہنی سے موم بتی کی طرح روشنی نکلنے لگی اور میں اس کی روشنی میں چلنے لگا۔ میں گھر پہنچا تو گھر والے سو رہے تھے میں نے کونے میں دیکھا تو اس میں ایک سیہ بیٹھا ہوا تھا میں اسے اس ٹہنی سے مارنے لگا یہاں تک کہ گھر سے نکل گیا۔

[اخرجه الطبراني في الكبير عن قتاده كما في المجمع ۲/ ۴۰ قال الهيثمي رجاله موثقون]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی ایک اندھیری رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے تو ان دونوں کے ساتھ دو چراغ سے تھے جو ان دونوں کے سامنے روشنی کر رہے تھے۔ جب دونوں الگ ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ ہو گیا یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچ گئے۔[اخرجه البخاری]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کسی ضرورت کے بارے میں بات کر رہے تھے اس میں رات کا ایک حصہ گزر

گیا۔ اس رات اندھیرا ابھی بہت تھا۔ جب یہ دونوں واپس جانے کے لیے حضور ﷺ کے پاس سے نکلے تو دونوں کے پاس ایک ایک چھوٹی لاٹھی تھی۔ ان میں سے ایک کی لاٹھی میں سے روشنی نکلنے لگی۔ وہ دونوں اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ جب دونوں کے راستے الگ ہو گئے تو پھر دوسرے کی لاٹھی میں سے بھی روشنی نکلنے لگی اور وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ یونہی روشنی میں چلتے چلتے دونوں اپنے گھر پہنچ گئے۔

[عند ابن اسحاق وقد علقه البخاری عن معمر عن ثابت بن انس]

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عباد بن بشر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کے پاس سے باہر نکلے اور پھر پچھلی جیسی حدیث ذکر کی۔

[علقمه البخاری ایضاً عن حماد بن سلمة عن ثابت عن انس وقد رواه النسائی والبیهقی من طریق حماد بن سلمة به کذا فی البدایة ۶/ ۱۵۲ واخرجه ابن سعد ۳/ ۶۰۶ من طریق حماد عن ثابت عن انس قال کان اسید بن الحضیر وعباد بن بشر عند رسول الله ﷺ فی لیلة ظلما حندس فذکر نحوه واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۲۰۵ نحوه]

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے سخت اندھیری رات تھی اس میں ہم لوگ ادھر ادھر بکھر گئے تو میری انگلیوں میں سے روشنی نکلنے لگی یہاں تک کہ لوگوں نے اپنی سواریاں بھی جمع کیں اور ان کا جو سامان گر گیا تھا اسے بھی جمع کیا اور اتنی دیر میری انگلیوں میں سے روشنی نکلتی رہی۔

[اخرجه البخاری فی التاریخ ورواه البیهقی والطبرانی کذا فی البدایة ۶/ ۱۵۲ وفیما نقل الهیثمی عن الطبرانی وما سقط عن متاعهم بدل وما هلك قال الهیثمی ۹/ ۴۱۱ رجال الطبرانی ثقات وفی کثیر بن زید خلاف۔ انتهی وقال ابن کثیر فی البدایة ۸/ ۲۱۳ روی البخاری فی التاریخ باسناد جید فذکره مختصرا واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۲۰۶ عن حمزه بنحوه روایة البخاری]

حضرت حمزہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم تبوک میں تھے تو وہاں گھاٹی میں منافقوں نے حضور ﷺ کی اونٹنی کو چھیڑا جس سے وہ بدکی اور حضور ﷺ کا سامان نیچے گر گیا پھر میری پانچوں انگلیاں روشنی ہو گئیں اور ان کی روشنی میں میں نے گرا ہوا سامان کوڑا رسی وغیرہ اٹھایا۔

[ذکره ابن سعد ۴/ ۳۱۵]

حضرت میمون بن زید بن عبس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بتایا کہ حضرت

ابوعبس رضی اللہ عنہ تمام نمازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے پھر قبیلہ بنو حارثہ کے محلہ میں واپس چلے جاتے ایک رات سخت اندھیرا تھا اور بارش ہو چکی تھی وہ مسجد سے نکلے تو ان کی لاٹھی میں سے روشنی نکلنے لگی اور وہ اس روشنی میں چل کر بنو حارثہ کے محلہ میں پہنچ گئے۔ حضرت بیہقی کہتے ہیں حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ [اخرجه البيهقى كذا فى البداية ٦/ ١٥٢ واخرجه ابو نعيم فى الدلائل ٢٠٥ بهذا الاسناد نحوه الا ان فى روايته ان ابا عيسى واخرجه الحاكم ٣/ ٣٥٠ عن عبدالحميد بن ابى عبس ان ابا عبس فذكر نحوه مرسلا]

حضرت ضحاک فرماتے ہیں جب حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ کی بینائی کمزور ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک لاٹھی دی اور فرمایا اس سے روشنی حاصل کرو چنانچہ اس لاٹھی سے ان کے لیے یہاں سے وہاں تک کی ساری جگہ روشن ہو جاتی تھی۔

[قال فى الاصابة ٤/ ١٣٠ قال الزبير بن بكار فى الموفقيات حدثنى محمد بن الضحاك عن ابيه]

حضرت عمرو بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ نور والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی تو ان کے کوڑے میں سے روشنی نکلنے لگی تھی جس میں وہ چلتے رہے۔ [اخرجه ابن منده وابن عساكر كذا فى الكنز ٧/ ٧٨]

جلد اول صفحہ ۳۱۸ پر اللہ اور اس کے رسول رضی اللہ عنہ کی طرف دعوت دینے کے باب میں حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کے دعوت دینے کے عنوان میں یہ گزر چکا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نشانی مانگی جس سے اپنی قوم کو دعوت دینے میں مدد ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ! اس کو کوئی نشانی عطا فرما۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چنانچہ میں اپنی قوم کی طرف چل پڑا۔ جب میں اس گھاٹی پر پہنچا جہاں سے میں اپنی آبادی والوں کو نظر آنے لگا تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ کی مانند ایک چمکتا ہوا نور ظاہر ہوا۔ میں نے دعا مانگی اے اللہ! اس نور کو میرے چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ ظاہر کر دے کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ میری قوم والے آنکھوں کے درمیان نور دیکھ کر یہ سمجھیں گے کہ ان کے دین کو چھوڑنے کی وجہ سے میرا چہرہ بدل گیا ہے۔ چنانچہ وہ نور بدل کر میرے کوڑے کے سرے پر آ گیا۔ جب میں گھاٹی سے آبادی کی طرف اتر رہا تھا تو آبادی والوں کو میرے کوڑے کا یہ نور لٹکے ہوئے قندیل کی طرح نظر آ رہا تھا جسے وہ

ایک دوسرے کو دکھا رہے تھے یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچ گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ جب بھی میں نے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو میرے اور اس کے درمیان روشنی پیدا ہو گئی اور جب بھی میں نے کسی کے ساتھ برا سلوک کیا میرے اور اس کے درمیان اندھیرا پیدا ہو گیا۔ اس لیے تم حسن سلوک اور نیکی کرنے کو لازم پکڑو کیونکہ یہ بری موت سے بچاتا ہے۔ [اخرجه ابن عساكر كذا فى الكنز ۳/ ۳۱۲]

بادلوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سایہ کرنا

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ایک غلام کہتے ہیں ہم حضرت مقداد بن اسود، حضرت عمرو بن عبسہ اور حضرت شافع بن حبیب ہذلی رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک سفر میں گئے۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ اپنی باری پر ایک دن جانور چرانے گئے۔ میں دوپہر کے وقت انہیں دیکھنے گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک بادل ان پر سایہ کیے ہوئے ہے جو ان سے جدا ہی نہیں ہوتا (وہ جدھر جاتے ہیں بادل بھی ادھر ہی جاتا ہے) میں نے یہ بات انہیں بتائی تو انہوں نے فرمایا یہ میرا خاص راز ہے کسی کو مت بتانا اگر مجھے پتہ چلا کہ تم نے کسی کو بتایا تو پھر تمہاری خیر نہیں۔ وہ غلام کہتے ہیں چنانچہ ان کے انتقال تک میں نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی۔

[اخرجه ابو نعيم عن عبدالرحمن بن عمران بن الحارث كذا فى الاصابة ۳/ ۶]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعاؤں سے بارش کا ہونا

بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ جمعہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے منبر کے ساتھ ایک دروازہ تھا اس سے ایک آدمی داخل ہوا اور آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! سارے جانور ہلاک ہو گئے (کیونکہ بہت دنوں سے بارش نہیں ہوئی) اور خشک سالی اور پانی کی کمی کی وجہ سے سارے راستے بند ہو گئے لوگوں نے سفر کرنا چھوڑ دیا اس لیے آپ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ ہمیں بارش دے دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت دعا فرمائی اے اللہ ہمیں بارش دے دے اے اللہ! ہمیں بارش دے۔

دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! ہمیں آسمان میں بادل وغیرہ کچھ نظر نہیں آرہا تھا اور ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی مکان یا گھر وغیرہ بھی نہیں تھا یعنی مطلع نظر آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور مطلع بالکل صاف تھا کہ اتنے میں سلع پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال جتنا ایک بادل نمودار ہوا جو آسمان کے بیچ میں پہنچ کر پھیل گیا اور برسنے لگا اور پھر مسلسل بارش ہوتی رہی اللہ کی قسم! ہم نے چھ دن تک سورج ہی نہیں دیکھا یہاں تک کہ اگلا جمعہ آ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے اسی دروازے سے ایک آدمی داخل ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ! بارش اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ سارے جانور ہلاک ہو گئے۔ سارے راستے بند ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کریں کہ وہ بارش روک لے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اے اللہ! اردگرد بارش ہو ہم پر بارش نہ ہو اے اللہ! ٹیلوں، پہاڑیوں، پہاڑوں، درخت اور گھاس کے اگنے کی جگہ بارش ہو چنانچہ اسی وقت بارش رک گئی اور مسجد سے باہر نکلے تو ہم دھوپ میں چل رہے تھے۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے دیکھا کہ بادل پھٹ کر دائیں بائیں چلا گیا اور سب جگہ تو بارش ہوتی تھی مدینہ میں نہیں ہوتی تھی۔ بخاری کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہمیں آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ ایک دم آسمان پر پہاڑوں جیسے بادل چھا گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے نہیں اترے تھے کہ میں نے بارش کا پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے ٹپکتے ہوئے دیکھا۔ [اخرجه مسلم ایضاً واحمد وابوداؤد بمعناه كما فى البداية ٦/ ٨٨ وابو نعيم فى الدلائل ١٦٠ وابن سعد فى الطبقات ١/ ١٧٦]

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن لوگوں میں خطبہ دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ہمیں بارش دے دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کھجوریں کھلیانوں میں پڑی ہوئی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! جب تک ابولبابہ کپڑے اتار کر اپنے کھلیان کا نالہ اپنی لنگی سے بند نہ کرے اس وقت تک تو ہم پر بارش برساتا رہ۔ اس وقت ہمیں آسمان میں کوئی بادل نظر نہیں آرہا تھا لیکن تھوڑی ہی دیر میں زبردست بارش ہوئی تو حضرات انصار نے مجھے گھیر لیا اور کہنے لگے اس وقت تک بارش نہیں رکے گی جب تک کہ

آپ وہ کام نہ کریں جو حضور ﷺ نے فرمایا تھا چنانچہ میں اٹھا اور کپڑے اتار کر اپنی لنگی سے اپنے کھلیان کا نالہ بند کیا تو بارش رکی۔ [اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ۱۶۰ واخرجه البيهقى عن ابى لبابه نحوه كما فى البداية ۶/ ۹۲ وقال وهذا اسناد حسن ولم يروه احمد ولا اهل الكتب انتهى]

جلد اول صفحہ ۴۹۸ پر مشقتیں برداشت کرنے کے باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے (اور اللہ سے دعا مانگی) اور ابھی ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ آسمان پر بادل آ گئے پہلے بوندا باندی ہوئی پھر موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جتنے برتن ساتھ تھے وہ سارے بھر لیے (پھر بارش بند ہونے کے بعد) ہم دیکھنے لگے (کہ کہاں تک بارش ہوئی ہے) تو دیکھا کہ جہاں تک لشکر تھا صرف وہاں تک بارش ہوئی ہے لشکر کے باہر بارش نہیں ہوئی۔

[عند ابن جرير والبزار والطبرانى واخرجه ابو نعيم فى الدلائل ۱۹۰ عن عمر نحوه]

حضرت عباس بن سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو لوگوں کے پاس پانی بالکل نہیں تھا لوگوں نے حضور ﷺ سے شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ایک بادل بھیجا جو خوب زور سے برسا یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے اور انہیں جتنے پانی کی ضرورت تھی وہ بھی انہوں نے برتنوں میں ساتھ لے لیا۔ [اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ۱۹۰]

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بڑا سخت قحط پڑا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو لے کر شہر سے باہر گئے اور انہوں نے دو رکعت نماز استسقاء پڑھائی اور اپنی چادر کے دونوں کناروں کو بدلا دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں طرف کیا پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ دعا کی۔ اے اللہ! ہم تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ سے بارش مانگتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس جگہ سے ہٹنے سے پہلے ہی بارش شروع ہو گئی اور خوب بارش ہوئی۔ کچھ دنوں کے بعد دیہاتی لوگوں نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا: اے امیر المومنین! فلاں دن فلاں وقت ہم اپنے کھیت اور جنگلوں میں تھے کہ اچانک بادل ہمارے سروں پر آ گئے۔ ہم نے ان میں سے یہ آواز سنی اے ابو حفص! (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ کے پاس مدد آ گئی اے ابو حفص! آپ کے پاس مدد آ گئی۔ [اخرجه ابن ابى الدنيا وابن عساكر كذا فى الكنز ۴/ ۲۹۰]

حضرت مالک الدار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں زبردست قحط

پڑا ایک آدمی نے حضور ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے بارش مانگ دیجیے کیونکہ ساری امت ہلاک ہو گئی ہے۔ اس آدمی کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جا کر عمر (رضی اللہ عنہ) کو میرا سلام کہو اور اسے بتا دو کہ بارش ہو گی اور اسے کہہ دو کہ سمجھداری سے کام لے اور عقلمندی اختیار کرے۔ اس آدمی نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سارا واقعہ سنایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے اے میرے رب! میں محنت کرنے اور سمجھداری سے کام لینے میں کسی طرح کمی نہیں کرتا ہوں البتہ کوئی کام ہی میرے بس سے باہر ہو تو اور بات ہے۔ [اخرجه البيهقى فى الدلائل كذا فى الكنز ۴/ ۲۸۹ قال ابن كثير فى البداية ۷/ ۹۲ وهذا اسناد صحيح -انتهى]

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مدینہ منورہ اور اس کے آس پاس کی بستیوں میں ایک عرصہ تک بارش بند رہی جس سے کھانے کی تمام چیزیں ختم ہو گئیں اور سارے علاقہ میں زبردست قحط پھیل گیا۔ لوگ بھوک سے مرنے لگے۔ اس قحط کا نام قحط الرمادہ پڑ گیا۔ (رمادہ کے معنی راکھ کے ہیں یعنی اس قحط سے لوگوں کے رنگ راکھ جیسے ہو گئے تھے) یہاں تک کہ جنگلی جانور بھوک کے مارے بستیوں کا رخ کرنے لگے تھے اور پالتوں جانوروں کو بھی گھاس اور پانی نہیں ملتا تھا جس کی وجہ سے ان کے جسم میں گوشت ختم ہو گیا تھا بالکل سوکھے اور دبلے پتلے ہو گئے تھے یہاں تک کہ آدمی کو سخت بھوک لگی ہوتی تھی اور وہ بکری ذبح کرنا چاہتا لیکن بکری کی بری حالت دیکھ کر اس کا ذبح کرنے کو دل نہ کرتا اور اسے چھوڑ دیتا لوگ اسی حال میں تھے اور مصر، شام اور عراق جیسے ملکوں کے مسلمانوں سے غذائی امداد منگوانے کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توجہ نہیں تھی۔ ایک دن حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ آئے اور ان الفاظ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی کہ میں آپ کے پاس اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد بن کر آیا ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ آپ سے فرما رہے ہیں میں تو تم کو بڑا سمجھدار سمجھتا تھا اور اب تک تم بالکل ٹھیک چلتے رہے اب تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے یہ خواب کب دیکھا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا آج رات۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہر جا کر لوگوں میں اعلان کر دیا الصلوٰۃ جامعۃ آج سب مسجد نبوی میں اکٹھے نماز پڑھیں اپنی مسجدوں میں نہ پڑھیں۔ لوگ جمع ہو گئے تو انہیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا

ہوں کہ میں تو اپنی سمجھ کے مطابق ہر کام کی سب سے بہتر صورت اختیار کرتا ہوں تو کیا آپ لوگوں کے خیال میں میں نے کوئی ایسا کام ہے جو بہتر نہ ہو بلکہ دوسرا کام اس سے بہتر ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن بلال بن حارث رضی اللہ عنہ تو یہ اور یہ کہہ رہے ہیں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مطلب نہ سمجھ سکے لیکن لوگ سمجھ گئے) لوگوں نے کہا حضرت بلال رضی اللہ عنہ ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ اللہ سے بھی مدد مانگیں اور (مصر، شام، عراق کے) مسلمانوں سے بھی مدد مانگیں۔ چنانچہ مسلمانوں سے غلہ منگوانے کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توجہ نہ تھی اب ہوگئی اور انہیں اس سلسلہ میں خط بھیجے۔ بہر حال لوگوں کی بات سن کر حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر فرمایا اللہ اکبر قحط کی آزمائش اپنے خاتمہ پر پہنچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر یہ حقیقت کھلی کہ جس قوم کو اللہ سے مانگنے کی توفیق مل جاتی ہے اس کی آزمائش ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام شہروں کے گورنروں کو یہ خط لکھا کہ مدینہ اور اس کے آس پاس کے لوگ سخت قحط کی مصیبت میں ہیں۔ لہٰذا ان کی مدد کرو اور لوگوں کو نماز استسقاء کے لیے شہر سے باہر لے گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ لے گئے اور پیدل تشریف لے گئے۔ یہاں مختصر بیان کیا پھر نماز پڑھائی پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر یہ دعا مانگی اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اے اللہ! ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما اور ہم سے راضی ہو جا پھر وہاں سے واپس آئے تو زوردار بارش شروع ہوگئی اور راستے کے تمام گڑھے اور چھوٹے تالاب بارش کے پانی سے بھر گئے اور ان سب میں سے گزر کر یہ لوگ اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔

[وعند ابن جرير الطبري في تاريخه ۴/ ۹۲ باسناد فيه سيف]

تاریخ طبری میں ہی حضرت عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی یہ قصہ منقول ہے اس میں یہ بھی ہے قبیلہ مزینہ کا ایک گھرانہ دیہات میں رہتا تھا انہوں نے اپنے گھر والے سے کہا فاقہ کی انتہا ہو گئی ہے ہمارے لیے ایک بکری ذبح کر دو۔ اس نے کہا ان بکریوں میں کچھ نہیں ہے لیکن گھر والے اصرار کرتے رہے آخر اس نے ایک بکری ذبح کی اور اس کی کھال اتاری تو صرف سرخ ہڈی تھی گوشت کا نام ونشان نہیں تھا تو اس کی ایک دم چیخ نکلی ہائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (اگر وہ ہوتے تو ایسا نہ ہوتا) پھر اس نے خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں تمہیں بارش کی خوشخبری ہو جا کر عمر سے میرا سلام کہو اور ان سے کہو اے عمر میں نے تو یہی دیکھا

ہے کہ تم عہد کے پورا کرنے والے اور بات کے پکے تھے اب تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ لہٰذا عقل مندی اختیار کرو۔ وہ صاحب دیہات سے چلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام سے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اندر جانے کی اجازت لے دو پھر آگے پچھلی جیسی حدیث ذکر کی۔

حضرت سلیم بن عامر خبائری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دفعہ بارشیں بند ہو گئیں تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور دمشق والے نماز استسقاء کے لیے شہر سے باہر گئے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے تو فرمایا حضرت یزید بن اسود جرشی کہاں ہیں؟ اس پر لوگوں نے انہیں زور سے پکارا تو وہ پھلانگتے ہوئے آئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فرمانے پر ان کے قدموں کے پاس منبر پر بیٹھ گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یوں دعا فرمائی۔ اے اللہ! آج ہم تیرے سامنے اپنے سب سے بہترین اور سب سے افضل آدمی کو سفارشی بنا کر لائے ہیں۔ اے اللہ! ہم یزید بن اسود جرشی کو سفارشی بنا کر لائے ہیں۔ اے یزید! اپنے دونوں ہاتھ اللہ کے سامنے اٹھاؤ‘‘ چنانچہ حضرت یزید نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے تو تھوڑی ہی دیر میں مغرب کی طرف سے زور سے بادل آ گئے اور ہوا انہیں جلدی سے ہمارے اوپر لے آئی اور بارش شروع ہو گئی اور اتنی زیادہ ہوئی کہ لوگوں کا اپنے گھر تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔

[أخرجه ابن سعد ۷/ ۴۴۴]

حضرت ثمامہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دفعہ گرمی کے زمانے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے باغ کے مالی نے آ کر ان سے بارش نہ ہونے اور زمین کے پیاسی ہونے کی شکایت کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر اس سے کہا کیا آسمان میں تمہیں کچھ بادل نظر آ رہا ہے؟ اس نے کہا مجھے تو کچھ نظر نہیں آ رہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اندر گئے اور پھر نماز پڑھی پھر تیسری یا چوتھی دفعہ میں فرمایا باہر جا کر دیکھو۔ اس نے کہا پرندے کے پر کے برابر بادل نظر آ رہا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ پھر نماز پڑھتے رہے اور دعا کرتے رہے یہاں تک کہ باغ کے منتظم نے اندر آ کر کہا سارے آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں اور خوب بارش ہو چکی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا جو گھوڑا بشر بن شغاف نے بھیجا ہے اس پر سوار ہو کر جاؤ اور دیکھو کہاں تک بارش ہوئی ہے؟ وہ اس پر سوار ہو کر گیا اور دیکھ کر آیا اور بتایا کہ بارش مسیرین کے محلات سے

آگے اور غضبان کے محلات سے آگے نہیں ہوئی۔ (یہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زمین ختم ہو جاتی تھی) [اخرجه ابن سعد ۷/ ۲۱]

طبقات ابن سعد میں یہی روایت حضرت ثابت بنانی سے ذرا مختصر منقول ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زمین کے منتظم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بارش نہ ہونے اور زمین کے پیاسا ہونے کی شکایت کی تھی۔ اس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ ان منتظم نے جا کر دیکھا تو بارش صرف ان کی زمین پر ہی ہوئی تھی آگے نہیں ہوئی تھی۔

حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی قید میں) نہانے کی حاجت ہوگئی جو آدمی ان کی نگرانی کے لیے مقرر تھا اس سے انہوں نے کہا پینے والا پانی مجھے دے دو تا کہ میں اس سے غسل کرلوں اور کل مجھے پینے کے لیے کچھ نہ دینا۔ اس نے کہا مجھے ڈر ہے کہ آپ پیاس سے مرجائیں گے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجھے قتل کر دیں گے۔ انہوں نے اللہ سے پانی کے لیے دعا مانگی۔ فوراً ایک بادل آیا جس سے بارش برسنے لگی۔ انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق اس میں سے پانی لیا پھر ان کے ساتھیوں نے ان سے کہا آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں قید سے خلاصی دے۔ انہوں نے یہ دعا کی اے اللہ! جو ہمارے لیے خیر ہو اسے مقدر فرما (قید سے خلاصی یا شہادت) چنانچہ انہیں اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو شہید کر دیا گیا۔ [اخرجه ابراهیم بن الجنید فی کتاب الاولیاء بسند منقطع کذا فی الاصابة ۱/ ۳۱۵]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں انصار کے ایک قبیلہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا حاصل تھی کہ جب بھی ان میں سے کوئی مرے گا تو اس کی قبر پر بادل آ کر ضرور برسے گا۔ ایک دفعہ اس قبیلہ کے ایک آزاد کردہ غلام کا انتقال ہوا تو مسلمانوں نے کہا کہ آج ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو بھی دیکھ لیں گے کہ قوم کا آزاد کردہ غلام قوم والوں میں سے ہی شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ جب اس غلام کو دفن کیا گیا تو ایک بادل آ کر اس کی قبر پر برسا۔ [اخرجه ابن عساکر کذا فی الکنز ۷/ ۱۳۶]

آسمان سے آنے والے ڈول کے ذریعے پانی پلایا جانا

حضرت عثمان بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی تو روحاء سے پہلے ہی منصرف مقام پر انہیں شام ہوگئی۔ یہ روزے سے تھیں اور ان کے پاس پانی بھی نہیں تھا اور

پیاس کے مارے برا حال تھا تو آسمان سے سفید رسی سے بندھا ہوا پانی کا ایک ڈول آیا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے وہ ڈول لے کر اس میں سے خوب پانی پیا یہاں تک کہ اچھی طرح سیراب ہو گئیں۔ وہ فرمایا کرتی تھیں اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی۔ حالانکہ میں سخت گرمیوں میں روزہ رکھا کرتی تھی تاکہ مجھے پیاس لگے لیکن پھر بھی پیاس نہیں لگتی تھی۔

[اخرجه ابن سعد ۸/ ۲۲۴ واخرجه ابن السکن عن القاسم نحوه کما فی الاصابة ۴/ ۴۳۲]

پانی میں برکت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عصر کا وقت ہو گیا تو لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا لیکن پانی بالکل نہ ملا۔ میں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا تھوڑا سا پانی لایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی میں اپنا ہاتھ رکھ دیا اور لوگوں سے فرمایا کہ وہ اس برتن سے پانی لے کر وضو کریں۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے پانی پھوٹ رہا تھا اور اس تھوڑے سے پانی سے تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔ [اخرجه البخاری وقد رواه مسلم والترمذی والنسائی من طریق عن مالك به وقال الترمذی حسن صحیح واخرجه احمد عنه اطول منه]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نماز کے لیے اذان ہوئی تو جن کے گھر مسجد سے قریب تھے وہ تو اٹھ کر اپنے گھر وضو کرنے چلے گئے اور جن کے گھر مسجد سے دور تھے وہ مسجد میں باقی رہ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پتھر کا ایک پیالہ لایا گیا وہ اتنا چھوٹا تھا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پھیل کر نہیں آسکتا تھا آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں سمیٹ کر اس میں ہاتھ ڈالا (تو ان میں سے پانی نکلنے لگا اور) جتنے آدمی باقی رہ گئے تھے ان سب نے اس پانی سے وضو کر لیا۔ حضرت حمید راوی کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ وضو کرنے والے کتنے تھے؟ فرمایا اسی یا اس سے بھی زیادہ تھے۔ یہ روایت بخاری میں ہے۔ بخاری میں اس جیسی ایک اور روایت بھی ہے۔ ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں زوراء نامی جگہ میں تھے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھا تو پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹنے لگا جس سے سب نے وضو کر لیا۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے فرمایا تین سو یا

تین سو کے قریب۔ [اخرجه احمد و مسلم نحوه كذا فی البداية ۱۳۶ واخرجه ابو نعيم فی الدلائل ۱۴۵ عن انس نحوه واخرجه ابن سعد ۱/ ۱۷۸ من طرق عن انس بالفاظ مختلفة]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر ہم لوگ چودہ سو تھے۔ حدیبیہ ایک کنواں ہے ہم نے اس میں سے پانی نکالا اور اتنا نکالا کہ اس میں ایک قطرہ پانی نہ بچا حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کو پتہ چلا کہ کنویں میں پانی ختم ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم) اس کنویں کے ایک کنارے پر بیٹھ گئے اور پانی منگوا کر اس سے کلی کی اور کلی کا پانی کنویں میں پھینک دیا تو تھوڑی ہی دیر میں کنواں پانی سے بھر گیا۔ ہم نے خود بھی پیا اور اپنی سواریوں کو بھی پلایا یہاں تک کہ ہم بھی سیراب ہو گئے اور ہماری سواریاں بھی۔ [اخرجه البخاری تفردبه البخاری اسناد او متنا كذا فی البداية ۶/ ۱۹۷ واخرجه ابن سعد ۱/ ۱۷۹ عن سلمة]

• جلد اول صفحہ ۲۳۴ پر بخاری کے حوالہ سے صلح حدیبیہ کا یہ قصہ حضرت مسور اور حضرت مروان کی روایت سے گزر چکا ہے۔ [اخرجه مسلم عن سلمة بن الاكوع رضی اللہ عنہ كما فی البداية ۶/ ۹۷ واخرجه ابن سعد ۱۷۹ عن سلمة]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ رکھا ہوا تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے۔ لوگ رونی صورت بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آپ لوگوں کو کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا نہ وضو کے لیے پانی ہے اور نہ پینے کے لیے۔ صرف یہی پانی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالہ میں اپنا ہاتھ رکھا تو چشمہ کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی ابلنے لگا۔ چنانچہ ہم نے وہ پانی پیا بھی اور اس سے وضو بھی کیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ لوگ کتنے تھے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم تھے تو پندرہ سو لیکن اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا۔ [اخرجه البخاری واخرجه مسلم كذا فی البداية ۶/ ۹۶ واخرجه ابو نعيم فی الدلائل ۱۴۴ وابن سعد ۲/ ۸۹ عنده نحوه]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ اتنے میں نماز کا وقت ہوا اور ہمارے پاس تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر ایک پیالہ میں ڈالا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالہ میں اپنا ہاتھ ڈالا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی

پھوٹنے لگا پھر حضور ﷺ نے اعلان فرمایا غور سے سنو! آؤ وضو کرلو اور اللہ کی طرف سے آئی ہوئی برکت حاصل کرلو۔ لوگ آ آ کر وضو کرنے لگے اور میں لوگوں سے آگے بڑھ بڑھ کر وہ پانی پینے لگا کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا اللہ کی طرف سے آئی ہوئی برکت حاصل کرلو۔

[اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ۱۴۴ و اخرجه البخارى عنه بنحوه كما فى البداية ۶/ ۹۷]

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں میرے پاس وضو کا برتن ہے جس میں تھوڑا سا پانی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے لاؤ۔ میں وہ برتن حضور ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی لے لو پھر اس برتن میں ایک گھونٹ پانی بچ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو قتادہ! اسے سنبھال کر رکھو عنقریب اس پانی کے ساتھ عجیب و غریب واقعہ پیش آئے گا۔ جب دوپہر کو گرمی سخت ہوئی تو حضور ﷺ اٹھے اور حضور ﷺ پر لوگوں کی نظر پڑی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو پیاس کے مارے ہلاک ہو گئے۔ ہماری گردنیں ٹوٹ گئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم ہلاک نہیں ہو سکتے۔ پھر فرمایا اے ابو قتادہ! وہ وضو کا برتن لے آؤ۔ میں وہ برتن حضور ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرا پیالہ کھول کر لے آؤ میں کھول کر لے آیا۔ حضور ﷺ برتن میں سے اس پیالے میں ڈال کر لوگوں کو پلانے لگے اور حضور ﷺ کے ارد گرد لوگوں کی بہت زیادہ بھیڑ ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اچھے اخلاق اختیار کرو (ایک دوسرے کو دھکے مت دو) تم میں سے ہر ایک سیراب ہو کر ہی واپس جائے گا۔ چنانچہ سب نے پانی پی لیا اور میرے اور حضور ﷺ کے علاوہ کوئی اور نہ بچا۔ آپ ﷺ نے میرے لیے پانی ڈال کر فرمایا اے ابو قتادہ! تم بھی پی لو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نوش فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ لوگوں کو جو پلاتا ہے وہ سب سے آخر میں پیتا ہے۔ چنانچہ میں نے پیا پھر میرے بعد حضور ﷺ نے پیا اور وضو کے برتن میں اتنا پانی بچا ہوا تھا جتنا پہلے تھا اور ان پینے والوں کی تعداد تین سو تھی۔ ابراہیم بن حجاج راوی کی حدیث میں یہ ہے کہ پینے والے سات سو تھے۔ [اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ۱۴۴ و اخرجه احمد و مسلم عن ابى قتادة طويل منه كما فى البداية ۶/ ۹۸]

مسلم میں غزوۂ تبوک کے بارے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث منقول ہے

جس میں پہلے تو دو نمازوں کو جمع کرنے کا ذکر ہے۔ اس کے بعد یہ ہے کہ پھر حضور ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ کل تم لوگ تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے اور وہاں تک پہنچتے پہنچتے چاشت کا وقت ہو ہی جائے گا۔ تم میں سے جو بھی اس چشمہ پر پہنچ جائے وہ میرے آنے تک اس کے پانی کو ہاتھ بالکل نہ لگائے۔ چنانچہ جب ہم چشمہ پر پہنچے تو ہم سے پہلے دو آدمی وہاں پہنچے ہوئے تھے اور چشمہ سے جوتے کے تسمہ کی طرح تھوڑا تھوڑا پانی بہہ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا کیا تم دونوں نے اس چشمے کے پانی کو ہاتھ لگایا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں لگایا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے ان دونوں کو کچھ برا بھلا کہا پھر حضور ﷺ کے فرمانے پر لوگوں نے چلوؤں میں سے تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا پھر حضور ﷺ نے اس برتن میں اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے پھر وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا۔ پانی ڈالتے ہی اس چشمہ میں سے زور و شور سے بہت زیادہ پانی بہنے لگا جسے پی کر سب لوگ سیراب ہو گئے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ یہ ساری جگہ باغوں سے بھری ہوئی ہوگی۔ [کذا فی البدایۃ ۶/ ۱۰۰]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے پھر آگے اور حدیث ذکر کی اس کے بعد حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بہت زیادہ پیاس لگی ہم حضور ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے کہ اتنے میں ہمیں ایک عورت ملی جو دو بڑی مشکوں کے درمیان پاؤں لٹکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھی ہوئی تھی ہم نے اس سے پوچھا پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا یہاں تو کہیں پانی نہیں ہے۔ ہم نے اس سے کہا تمہارے گھر سے پانی کتنے فاصلہ پر ہے؟ اس نے کہا ایک دن ایک رات کی مسافت پر ہے۔ ہم نے کہا اللہ کے رسول (ﷺ) کے پاس چلو اس نے کہا اللہ کے رسول (ﷺ) کون ہوتے ہیں؟ ہم نے اسے نہ کچھ کرنے دیا اور نہ بولنے دیا اور نہ بھاگنے دیا بلکہ اس پر قابو پا کر اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ اس نے حضور ﷺ کے سامنے بھی ویسی باتیں کیں جیسی ہمارے سامنے کی تھیں' البتہ اس نے یہ بھی حضور ﷺ کو بتایا کہ اس کے بچے یتیم ہیں۔ حضور ﷺ کے فرمان پر اس کی دونوں بڑی مشکیں ہم حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ حضور ﷺ نے ان مشکوں کے منہ پر دست مبارک پھیرا ہم چالیس آدمی تھے اور سخت پیاسے تھے پہلے تو ان مشکوں سے ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا پھر ہمارے ساتھ جتنے مشکیزے اور برتن تھے وہ سب بھر لیے اور اتنے زیادہ بھرے کہ بالکل

پھٹنے والے ہو گئے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم لوگوں کے پاس ہے وہ لے آؤ۔ چنانچہ ہم نے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کر کے اس عورت کو دے دیں پھر وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس گئی اور انہیں بتایا کہ میں یا تو سب سے بڑے جادوگر سے مل کر آئی ہوں یا پھر وہ سچ مچ نبی ہیں جیسا کہ ان کے ساتھی کہہ رہے تھے۔ چنانچہ اس عورت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس ڈیرے والوں کو ہدایت عطا فرمائی اور وہ عورت بھی مسلمان ہوگئی اور ڈیرے والے بھی مسلمان ہو گئے۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے ذکر کیا ہے۔ ان دونوں کی دوسری حدیث میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس عورت سے فرمایا۔ یہ کھانے کا سامان اپنے ساتھ اپنے بچوں کے لیے لے جاؤ اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے تمہارے پانی میں سے کچھ نہیں لیا۔ ہمیں تو یہ سارا پانی اللہ نے اپنے غیبی خزانے سے پلایا ہے۔

[کذا فی البدایة ۶/ ۹۸ و اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۱۴۶ مطولا]

حضرت زیاد بن حارث صدائی ﷺ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہے لیکن تھوڑا ہے آپ ﷺ کو کافی نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کسی برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آؤ۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں رکھا میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی ہر دو انگلیوں کے درمیان میں پانی کا چشمہ پھوٹ رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنے رب سے حیا نہ آتی تو ہم یوں ہی پانی پیتے پلاتے رہتے (کیونکہ یوں جسم سے پانی نکلنے میں شان ربوبیت کا شائبہ ہے اس لیے اس معجزہ کا تھوڑی دیر کے لیے ہونا ہی مناسب ہے) جاؤ اور جا کر یہ صحابہ میں اعلان کر دو کہ جو بھی پانی لینا چاہتا ہے وہ جتنا چاہے آ کر چلو بھر بھر کر لے لے۔ حضرت زیاد ﷺ کہتے ہیں میری قوم کا ایک وفد مسلمان ہو کر فرمانبردار بن کر حضور ﷺ کی خدمت میں آیا۔ وفد کے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا ایک کنواں ہے۔ سردیوں میں تو وہ ہمیں کافی ہو جاتا ہے اس لیے سردیوں میں تو ہم اس کنویں کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور گرمیوں میں اس کا پانی کم ہو جاتا ہے تو پھر ہم اپنے اردگرد کے چشموں پر بکھر جاتے ہیں لیکن اب ہم بکھر نہیں سکتے کیونکہ ہمارے اردگرد کے تمام لوگ (اسلام لانے کی وجہ سے) ہمارے دشمن ہو گئے ہیں۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ اس کا پانی ہمیں گرمیوں میں بھی کافی ہو جایا کرے۔ حضور ﷺ نے

سات کنکریاں منگوائیں اور ان کو اپنے ہاتھ پر الگ الگ رکھ کر دعا کی پھر فرمایا۔ جب تم لوگ کنویں کے پاس پہنچو تو کنکریاں ایک ایک کر کے اس میں ڈال دو اور ان پر اللہ کا نام لیتے رہو۔ چنانچہ واپس جا کر انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے اس کنویں کا پانی اتنا زیادہ کر دیا کہ پھر انہیں اس کنویں کی گہرائی کبھی نظر نہیں آئی۔

[اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ۱۴۷ واخرجه البيهقى عن زياد مطولا واصل هذا الحديث فى المسند وسنن ابى داؤد والترمذى وابن ماجه كما فى البداية ٦/ ۱۰۱]

حضرت ابوعون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما مکہ کے ارادے سے مدینہ سے نکلے تو وہ ابن مطیع کے پاس سے گزرے جو اپنا کنواں کھود رہے تھے آگے اور حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ ابن مطیع نے ان سے کہا میں نے اس کنویں کو اس لیے ٹھیک کیا ہے تا کہ اس میں دوبارہ پانی آ جائے لیکن ابھی تک ڈول خالی ہی نکلا ہے اس میں کچھ پانی نہیں آیا۔ اگر آپ ہمارے لیے اس کنویں میں اللہ سے برکت کی دعا کر دیں تو آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کنویں کا تھوڑا سا پانی لاؤ۔ ابن مطیع ڈول میں اس کنویں کا تھوڑا سا پانی لائے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ پانی پیا پھر کلی کی پھر وہ پانی اسی کنویں میں ڈال دیا تو اس کنویں کا پانی میٹھا بھی ہو گیا اور زیادہ بھی ہو گیا۔ [اخرجه بن سعد ۵/ ۱۴۴]

سفر غزوات کے دوران کھانے میں برکت

حضرت ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک غزوے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگوں کو سخت بھوک لگی تو لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اونٹ ذبح کرنے کی اجازت لی اور عرض کیا یہ گوشت کھانے سے اللہ ہمیں اتنی طاقت دے دیں گے جس سے ہم منزل تک پہنچ جائیں گے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دینے کا ارادہ کر لیا ہے تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کل جب ہم بھوکے اور پیدل دشمن کا مقابلہ کریں گے تو ہمارا کیا حال ہوگا۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو لوگوں کے پاس جو توشے بچے ہوئے ہیں وہ منگوا کر جمع کر لیں اور پھر اللہ سے اس میں برکت کی دعا کریں۔ اللہ آپ کی دعا کی برکت سے کھانے میں بھی برکت دے دیں گے اور منزل تک بھی

پہنچادیں گے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے لوگوں سے ان کے بچے ہوئے توشے منگوائے تو لوگ لانے لگے کوئی مٹھی بھر کھانے کی چیز لایا کوئی اس سے زیادہ۔ سب سے زیادہ ایک آدمی ساڑھے تین سیر کھجور لایا۔ حضور ﷺ نے ان تمام چیزوں کو جمع کیا پھر کھڑے ہو کر کچھ دیر دعا کی پھر لشکر والوں سے فرمایا اپنے اپنے برتن لے آؤ اور اس میں سے لپیں بھر بھر کر برتنوں میں ڈال لو چنانچہ لشکر والوں نے اپنے تمام برتن بھر لیے اور کھانے کا جتنا سامان پہلے تھا اتنا پھر بچ گیا اسے دیکھ کر حضور ﷺ اتنا ہنسے کہ دندان مبارک نظر آنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو بندہ ان دونوں گواہیوں پر ایمان رکھتا ہوگا وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ جہنم کے اس سے دور رہنے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔ [اخرجه احمد ورواه النسائی نحوه كذا فی البداية ۶/ ۱۱۳ واخرجه ابن سعد ۱/ ۱۸۰ عن ابی عمرة نحوه واخرجه ابو نعيم فی الدلائل ۱۴۸ عن ابی هريرة وجابر رضی اللہ عنہما واحمد ومسلم والنسائی عن ابی هريرة بنحوه كما فی البداية ۶/ ۱۱۳]

حضرت ابو خنیس غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں غزوۂ تہامہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب ہم عسفان پہنچے تو صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے پاس آئے آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ لیکن حضور ﷺ کے ہنسنے سے لے کر آخر تک کا مضمون ذکر نہیں کیا بلکہ یہ ذکر کیا ہے کہ پھر حضور ﷺ نے وہاں سے کوچ کا حکم دیا۔ جب عسفان سے آگے چلے تو پھر بارش ہوئی اور حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نیچے اترے اور سب نے بارش کا پانی پیا۔ [اخرجه البزار واخرجه ايضاً البيهقی عن ابی خنيس نحوه كما فی البداية ۶/ ۱۱۳ والطبرانی فی الاوسط كما فی المجمع ۸/ ۳۰۳ والحاكم كما فی الاصابة ۴/ ۵۳ وقال سند الحديث حسن]

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں غزوۂ تبوک کے سفر میں لوگوں کو سخت بھوک لگی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کر کے ان کا گوشت کھالیں اور ان کی چربی کا تیل استعمال کر لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کر لو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر آگے حضرت ابو عمرہ رضی اللہ عنہ جیسی حدیث ذکر کی۔

[اخرجه ابو نعيم فی الدلائل ۱۴۹ واخرجه مسلم ويرويه عنهما نحوه كما فی البداية ۶/ ۱۱۳]

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ غزوۂ خیبر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمارے توشوں میں جتنی کھجوریں تھیں حضور ﷺ نے ہمیں انہیں جمع کرنے کا حکم دیا اور چمڑے کا ایک دسترخوان بچھا دیا۔ ہم نے اپنے توشوں کی کھجوریں لا کر اس پر پھیلا دیں پھر میں نے انگڑائی لی اور (مجمع کی زیادتی کی وجہ سے) لمبے ہو کر دیکھا اور اندازہ لگایا تو بیٹھی ہوئی بکری جتنا ڈھیر تھا۔ ہم چودہ سو آدمی تھے ہم نے وہ کھجوریں کھائیں پھر میں نے لمبے ہو کر دیکھا تو اب بھی بیٹھی ہوئی بکری جتنا ڈھیر تھا۔ اس کے بعد میں پانی میں برکت کا قصہ ذکر کیا۔

[اخرجه ابو يعلى عن اياس بن سلمه عن ابيه]

ایک روایت میں ہے کہ ہم نے اتنی کھجوریں کھائیں کہ ہم سیر ہو گئے اور اپنے چمڑے کے تمام تھیلے کھجوروں سے بھر لیے۔ [اخرجه مسلم عن اياس عن ابيه كذا فى البداية ٦/ ١١٥]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے خندق کھودی اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کیا تمہیں ایسا آدمی معلوم ہے جو ہمیں ایک وقت کا کھانا کھلا دے۔ ایک آدمی نے کہا جی ہاں میں جانتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر کوئی اور صورت نہیں ہے تو پھر تم آگے بڑھو اور اس آدمی کے گھر لے چلو۔ چنانچہ یہ حضرات اس آدمی کے گھر تشریف لے گئے تو وہ گھر والا وہاں گھر میں نہیں تھا بلکہ وہ اپنے حصے کی خندق کھود رہا تھا۔ اس کی بیوی نے پیغام بھیجا کہ جلدی سے آؤ کیونکہ حضور ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے ہیں۔ وہ آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اس آدمی کی ایک بکری تھی جس کا ایک بچہ بھی تھا وہ آدمی (ذبح کرنے کے لیے) بکری کی طرف جلدی سے بڑھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بکری کے بعد اس کے بچے کا کیا ہوگا؟ اس لیے بکری ذبح نہ کرو۔ چنانچہ اس نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور اس کی بیوی نے تھوڑا سا آٹا لے کر گوندھا اور اس کی روٹی پکائی اتنے میں ہنڈیا بھی تیار ہو گئی اس کی بیوی نے پیالہ میں ثرید بنا کر حضور ﷺ اور حضور ﷺ کے ساتھیوں کے سامنے پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اپنی انگلی کو اس ثرید میں رکھ کر فرمایا بسم اللہ، بسم اللہ! اس میں برکت عطا فرما (پھر ساتھیوں سے فرمایا) کھاؤ۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس میں سے پیٹ بھر کے کھایا لیکن صرف ایک حصہ کھا سکے اور دو حصے پھر بھی بچ گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ جو دس صحابی تھے آپ ﷺ نے ان

سے فرمایا اب آپ لوگ جاؤ اور اپنے جتنے اور آدمی بھیج دو۔ چنانچہ وہ دس صحابی رضی اللہ عنہم چلے گئے اور دوسرے دس آگئے اور انہوں نے بھی خوب سیر ہو کر کھایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اس گھر والی عورت اور باقی تمام افراد کے لیے برکت کی دعا فرمائی پھر یہ حضرات خندق کی طرف چل پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں سلمان کے پاس لے چلو وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک سخت چٹان ہے جو ان سے ٹوٹ نہیں رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑو میں اسے سب سے پہلے توڑتا ہوں اور بسم اللہ پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چٹان پر زور سے کدال ماری جس سے اس کا ایک تہائی ٹکڑا ٹوٹ کر گر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم! شام کے محلات فتح ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر زور سے کدال ماری تو ایک اور ٹکڑا ٹوٹ کر گر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم! فارس کے محلات فتح ہوں گے۔ اس پر منافقوں نے کہا ہمیں تو اپنی حفاظت کے لیے خندق کھودنی پڑ رہی ہے اور یہ ہم سے فارس اور روم کے محلات کے وعدے کر رہے ہیں۔

[اخرجه الطبرانی كذا فی البداية ۴/ ۱۰۰ قال الهيثمی ۶/ ۱۳۲ رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح غير عبدالله بن احمد بن حنبل ونعيم العنبری وهما ثقتان۔ انتهى]

اور خرچ کرنے کے باب میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ساڑھے تین سیر جو کے آٹے کی روٹی پکائی اور بکری کے بچے کو ذبح کر کے اس کا سالن بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خندق والوں کو کھانے پر بلایا جو کہ ہزار کے قریب تھے سب نے پیٹ بھر کر کھالیا اور کھانا پھر بھی سارے کا سارا ویسے ہی بچ گیا۔

مقام پر رہتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کھانے میں برکت

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثرید کا ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہ ثرید کھایا اور لوگوں نے بھی کھایا اور تقریباً ظہر تک لوگ آکر باری باری کھاتے رہے کچھ لوگ کھا کر چلے جاتے پھر کچھ لوگ اور آتے اور کھا کر چلے جاتے۔ ایک آدمی نے پوچھا کیا اس میں اور ثرید ڈالا جاتا تھا؟ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمین سے لا کر تو نہیں ڈالا جا رہا تھا البتہ آسمان سے ضرور

ڈالا جا رہا تھا۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا کیا اس میں اور ثرید لا کر ڈالا جا رہا تھا؟ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر اس میں تعجب کی کیا بات ہوتی پھر آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا صرف وہاں سے لا کر ڈالا جا رہا تھا۔ [اخرجه احمد وقد رواه الترمذی والنسائی ایضاً کذا فی البدایة ۶/ ۱۱۲ واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۱۵۳ عن سمرة نحوه]

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اصحاب صفہ میں سے تھا ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے روٹی کا ایک ٹکڑا منگوایا اور اس کے ٹکڑے کر کے ایک پیالے میں ڈالے اور اس میں گرم پانی ڈالا پھر چربی ڈالی پھر ان کو اچھی طرح ملایا پھر ان کی ڈھیری بنا کر بیچ میں سے اونچا کر دیا پھر فرمایا جاؤ اپنے سمیت دس آدمی میرے پاس بلا لاؤ۔ میں دس آدمی بلا لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ لیکن نیچے سے کھانا اوپر سے نہ کھانا کیونکہ برکت اوپر یعنی درمیان میں اترتی ہے۔ چنانچہ ان سب نے اس میں سے پیٹ بھر کر کھایا۔

[اخرجه احمد قال الهيثمی ۸/ ۳۰۵ رجاله موثقون وعند ابن ماجه طرف من آخره۔ انتهی]

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اصحاب صفہ میں سے تھا میرے ساتھیوں نے بھوک کی شکایت کی اور مجھ سے کہا اے واثلہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور ہمارے لیے کچھ کھانا مانگ لاؤ۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ساتھی بھوک کی شکایت کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور تو کچھ نہیں البتہ روٹی کے کچھ ریزے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی میرے پاس لے آؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چمڑے کا برتن لے آئیں (جس میں روٹی کے ریزے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوا کر اس میں وہ ریزے ڈالے اور اپنے ہاتھ سے ثرید بنانی شروع کر دی تو وہ روٹی بڑھنے لگی یہاں تک کہ پیالہ بھر گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے واثلہ! جاؤ اور اپنے ساتھیوں میں سے اپنے سمیت دس آدمی بلا لاؤ۔ میں گیا اور اپنے ساتھیوں میں سے اپنے سمیت دس آدمی بلا لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو لیکن پیالے کے کناروں سے کھانا اوپر سے یعنی درمیان میں سے نہ کھانا کیونکہ درمیان میں برکت اترتی ہے۔ چنانچہ ساتھیوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور جب وہ اٹھے تو پیالہ میں اتنا ہی ثرید باقی تھا جتنا پہلے تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر اپنے ہاتھ سے ثرید بنانے لگے اور ثرید

بڑھنے لگا یہاں تک کہ پیالہ بھر گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے واثلہ! جاؤ اور اپنے ساتھیوں میں سے دس آدمی لے آؤ میں دس ساتھیوں کو لے آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ لوگ بیٹھ گئے اور خوب پیٹ بھر کر کھایا پھر اٹھ کر چلے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اپنے دس ساتھی اور لے آؤ میں جا کر دس ساتھی لے آیا۔ انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور چلے گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا کوئی اور باقی رہ گیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں دس ساتھی رہ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور انہیں بھی لے آؤ۔ میں جا کر انہیں لے آیا آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے۔ انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا پھر اٹھ کر چلے گئے اور پیالہ میں اتنا ثرید بچ گیا جتنا پہلے تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے واثلہ! یہ عائشہ کے پاس لے جاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ میں صفہ میں تھا ہم صفہ میں تقریباً بیس آدمی تھے پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔ البتہ اس حدیث میں روٹی کے ٹکڑے اور کچھ دودھ کا ذکر ہے۔ [عند الطبرانی قال الهیثمی ۸/ ۳۰۵ رواہ کلہ الطبرانی باسناد حسن۔ انتھی واخرجہ ابو نعیم فی الدلائل ۱۵۰ عن واثلۃ نحوہ]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کئی دن تک حضور ﷺ کو کھانے کو کچھ نہ ملا۔ جب بھوک نے حضور ﷺ کو بہت ستایا تو آپ ﷺ اپنی تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ لیکن آپ ﷺ کو کسی کے ہاں کھانے کو کچھ نہ ملا۔ پھر آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا! اے بٹیا! کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ کیونکہ مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ اللہ کی قسم! کچھ نہیں ہے۔ جب آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایک پڑوسن نے ان کے ہاں دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے لے کر اپنے ایک پیالے میں رکھ دیا اور اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم! میں یہ کھانا حضور ﷺ کو کھلاؤں گی۔ نہ خود کھاؤں گی اور میرے پاس جو بچے ہیں نہ ان کو کھلاؤں گی۔ حالانکہ یہ سب بھوکے تھے اور پیٹ بھر کھانے کی انہیں بھی ضرورت تھی۔ انہوں نے حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما میں سے ایک کو حضور ﷺ کی خدمت میں بلانے بھیجا۔ حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دوبارہ تشریف لے آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نے کچھ بھیجا ہے جو میں نے آپ ﷺ کے لیے چھپا کر رکھا ہے۔ آپ ﷺ

نے فرمایا بٹیا! لے آؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں وہ پیالہ لے آئی۔ اسے کھولا تو میں دیکھ کر حیران رہ گئی کیونکہ سارا پیالہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا میں سمجھ گئی یہ برکت اللہ کی طرف سے ہوئی ہے۔ میں نے اللہ کی تعریف کی اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور کھانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا دیکھا تو فرمایا الحمد للہ! اے بٹیا! یہ کھانا تمہیں کہاں سے ملا؟ میں نے کہا اے ابا جان! یہ کھانا اللہ کے ہاں سے آیا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اس کو بے حساب اور بے گمان روزی دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی تعریف بیان کی اور فرمایا اے بٹیا! تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تجھے بنو اسرائیل کی عورتوں کی سردار (حضرت مریم علیہا السلام) کے مشابہ بنایا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ انہیں روزی دیتے اور ان سے اس روزے کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتیں یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اسے بے حساب اور بے گمان روزی دیتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی بھیج کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' حضرت حسن رضی اللہ عنہ' حضرت حسین رضی اللہ عنہ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام گھر والوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی سب کے کھا لینے کے بعد کھانا جوں کا توں باقی تھا اور وہ بچا ہوا کھانا تمام پڑوسیوں کو پورا آ گیا اس کھانے میں اللہ نے بڑی خیر و برکت ڈالی۔

[اخرجه الحافظ ابو يعلى كذا في التفسير لابن كثير ۱/ ۳۶۰]

جلد اول صفحہ ۱۷۰ پر اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دینے کے باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم کو بلایا وہ تقریباً چالیس آدمی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مد (۱۴ چھٹانک) کا کھانا پکا کر ان کے سامنے رکھا۔ انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا لیکن جب وہ کھا کر اٹھے تو کھانا اسی طرح بچا ہوا تھا جیسے پہلے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ مشروب انہیں پلایا جسے انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ جب وہ پی چکے تو وہ مشروب بھی اسی طرح بچا ہوا تھا جیسے پہلے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن انہیں ایسے ہی کھلاتے پلاتے رہے پھر انہیں اللہ کی طرف دعوت دی اسی طرح جلد اول صفحہ ۴۰۷ پر سختیاں برداشت کرنے کے باب میں اہل صفہ کے کھانے میں برکت کے قصے گزر چکے ہیں جنہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے اور جلد دوم صفحہ ۳۰۵ اور صفحہ ۳۱۹ پر خرچ کرنے کے باب میں مہمانوں کی مہمانی کے

بعض قصے گزر چکے ہیں ان میں حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی مہمانی میں برکت اور رحمت ظاہر ہونے کے قصے بھی گزر چکے ہیں اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے قصے میں ولیمہ میں برکت کا ظاہر ہونا بھی گزر چکا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غلوں اور پھلوں میں برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قبیلہ دوس کی ایک عورت تھیں جنہیں ام شریک کہا جاتا تھا وہ رمضان میں مسلمان ہوئیں پھر انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی سفر میں ایک یہودی بھی ساتھ تھا انہیں سخت پیاس لگی۔ یہودی کے پاس پانی تھا انہوں نے اس سے پانی مانگا اس نے کہا جب تک تم یہودی نہیں ہو جاؤ گی تمہیں پانی نہیں پلاؤں گا یہ سو گئیں تو خواب میں دیکھا کہ کوئی انہیں پانی پلا رہا ہے جب یہ اٹھیں تو بالکل سیراب ہو چکی تھیں اور پیاس بالکل ختم ہو چکی تھی۔ جب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں تو سارا قصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شادی کا پیغام دیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھا اور عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے علاوہ جس سے چاہیں میری شادی کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے شادی کر دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انہیں تیس صاع (تقریباً اڑھائی من) جو دیا جائے اور فرمایا اسے کھاتے رہو لیکن اسے کسی پیمانے سے مت ناپنا اور ان کے ساتھ گھی کی ایک کپی تھی جسے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدیہ کے طور پر لائی تھیں۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے اپنی باندی سے کہا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ اس باندی نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کپی خالی کر دی اور گھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برتن میں ڈال دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باندی سے کہا اس کپی کو گھر جا کر لٹکا دینا اور اس کا منہ ڈوری سے بند نہ کرنا۔ اس باندی نے ایسے ہی کیا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے اندر آ کر دیکھا تو کپی گھی سے بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے باندی سے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ جا کر یہ کپی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دے آؤ۔ باندی نے کہا میں تو دے آئی ہوں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کپی کا منہ کبھی بند نہیں کرنا چنانچہ بہت عرصہ تک یہ لوگ اس میں سے گھی نکال کر کھاتے رہے۔ آخر ایک دفعہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے اس کپی کا منہ بند کر دیا پھر یہ سلسلہ بند ہوا پھر ان لوگوں نے جو کو پیمانہ سے ناپا تو وہ بھی تیس صاع ہی

تھے کچھ کم نہ ہوئے تھے۔ [اخرجه البیهقی کذا فی البدایة ٦/ ١٠٤]

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی۔ راستہ میں ایک یہودی کا ساتھ ہو گیا۔ یہ روزے سے تھیں اور شام ہو چکی تھی۔ یہودی نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو نے اس عورت کو پانی پلایا تو میں تیری اچھی طرح خبر لوں گا۔ آخر یہ پیاسی ہی سو گئیں۔ رات کے آخری حصہ میں ان کے سینے پر ایک ڈول اور ایک تھیلا (اللہ کی طرف سے) لا کر رکھا گیا۔ انہوں نے اس ڈول میں سے خوب پانی پیا پھر انہوں نے اس یہودی کو اور اس کی بیوی کو اٹھایا تا کہ رات کے آخری حصے میں سفر شروع کر سکیں۔ یہودی نے کہا مجھے اس عورت کی آواز سے لگ رہا ہے کہ جیسے اس نے پانی پی لیا ہو۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا۔ پانی تو میں نے ضرور پیا ہے لیکن اللہ کی قسم! تمہاری بیوی نے مجھے پانی نہیں پلایا ہے۔ راوی کہتے ہیں حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کی ایک گھی کی کپی تھی۔ اس کے بعد گھی میں برکت کا قصہ ذکر کیا۔ [عند ابن سعد ٨/ ١٥٧]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غلہ مانگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آدھا وسق جو دیئے (ایک وسق ۵ من ۱۰ سیر کا ہوتا ہے لہٰذا آدھا وسق ۲ من ۲۵ سیر کا ہوا) وہ آدمی اس کی بیوی اور اس کا خادم بہت عرصے تک یہ جو کھاتے رہے پھر ایک دن اسے پیمانہ سے ناپ لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ اسے نہ ناپتے تو اسے ہمیشہ کھاتے رہتے اور یہ جو ختم نہ ہوتے اور ہمیشہ باقی رہتے۔

[اخرجه احمد واخرجه مسلم عن جابر کما فی البدایة ٦/ ١٠٣]

حضرت نوفل بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی شادی کے بارے میں مدد چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت سے میری شادی کر دی اور مجھے دینے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ دے کر حضرت ابو رافع اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ انہوں نے ایک یہودی کے پاس وہ زرہ رہن رکھی اور اس سے تیس صاع (۲ من ۲۵ سیر) جو ادھار لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جو مجھے دے دیئے۔ ہم یہ جو چھ مہینے تک کھاتے رہے پھر ہم نے وہ پیمانہ سے ناپے تو وہ اتنے ہی نکلے جتنے ہم لے کر آئے تھے کچھ کم نہ ہوئے تھے۔ میں نے اس بات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسے نہ ناپتے تو جب تک زندہ رہتے اس میں

سے کھاتے رہتے۔

[اخرجه الحاكم ۳/ ۲۲۶ واخرجه البيهقي عن نوفل بن الحارث نحوه كما في البداية ۶/ ۱۱۹]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس وقت میرے پاس انسان کے کھانے کے قابل کوئی چیز نہیں تھی بس صرف کچھ جو تھے جو میرے طاق میں رکھے ہوئے تھے جنہیں میں بہت عرصے تک کھاتی رہی پھر ایک دن میں نے انہیں تولا تو اس کے بعد وہ ختم ہو گئے۔[اخرجه الشيخان والترمذي كذا في الترغيب ۵/ ۱۶۵]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد صاحب کا انتقال ہوا تو ان پر قرضہ تھا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرے والد اپنے ذمہ قرض چھوڑ کر گئے ہیں۔ قرض ادا کرنے کے لیے میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے والد صاحب کا کھجوروں کا ایک باغ ہے بس اس کی آمدن ہے اور اس کی آمدن اتنی کم ہے کہ کئی سالوں میں قرض ادا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لے چلیں تا کہ قرض خواہ مجھے برا نہ کہہ سکیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لے گئے اور کھجور کے ایک ڈھیر کے گرد چکر لگایا اور دعا فرمائی پھر دوسرے ڈھیر کے گرد چکر لگایا اور پھر اسکے پاس بیٹھ گئے اور قرض خواہوں سے فرمایا اس میں سے لینا شروع کرو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دینا شروع کیا) اور ان سب کو ان کے قرض کے مطابق پورا پورا دے دیا اور جتنا انہیں دیا اتنا بچ بھی گیا۔[اخرجه البخاري في دلائل النبوة كذا في البداية ۶/ ۱۱۲ واخرجه ابن سعد ۳/ ۵۶۳ عن جابر نحوه واخرجه ابو نعيم في الدلائل ۱۵۶ عنه اطول منه]

ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس ڈھیر کے پاس گئے پھر فرمایا جاؤ اور اپنے قرض مانگنے والے ساتھیوں کو بلا لاؤ۔ میں انہیں بلا لایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تول تول کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا سارا قرض ادا کروا دیا' حالانکہ اللہ کی قسم! میں تو اس بات پر بھی راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کا سارا قرضہ اتروا دیتے اور میں ایک بھی کھجور اپنی بہنوں کے پاس واپس لے کر نہ جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے کھجور کے سارے ڈھیر بچا دیئے بلکہ مجھے تو وہ ڈھیر جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے وہ بھی صحیح سالم نظر آ رہا تھا اور ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی ہو۔

حضرت سعد بن بیناء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی جو کہ حضرت نعمان

بن بشیر رضی اللہ عنہما کی بہن ہیں وہ فرماتی ہیں مجھے میری والدہ حضرت عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے بلایا اور مٹھی بھر کھجوریں میری جھولی میں ڈال کر فرمایا اے بیٹی! اپنے والد اور اپنے ماموں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کا دوپہر کا کھانا لے جاؤ۔ میں وہ کھجوریں لے کر چل پڑی اور اپنے والد اور ماموں کو ڈھونڈتی ہوئی حضور ﷺ کے پاس سے گزری۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے بیٹی! یہاں آؤ یہ تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا یہ کھجوریں ہیں جنہیں دے کر میری والدہ نے میرے والد اور ماموں کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ یہ کھالیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے دے دو۔ میں نے وہ کھجوریں حضور ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں ڈال دیں۔ وہ کھجوریں اتنی تھوڑی تھیں کہ ان سے حضور ﷺ کے دونوں ہاتھ بھر نہ سکے۔ پھر آپ ﷺ کے حکم پر ایک کپڑا بچھایا گیا جس پر آپ ﷺ نے وہ کھجوریں ڈال دیں وہ کھجوریں کپڑے پر بکھر گئیں۔ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا خندق والوں میں اعلان کر دو کہ کھانے کے لیے آجائیں۔ چنانچہ خندق والے سب جمع ہو گئے اور کھجوریں کھانی شروع کر دیں تو کھجوریں بڑھتی جا رہی تھیں۔ یہاں تک کہ سب خندق والے کھا کر واپس چلے گئے اور کھجوریں اتنی زیادہ ہو گئی تھیں کہ کپڑے سے نیچے گر رہی تھیں۔ [اخرجه ابو نعيم في الدلائل ۱۸۰ وذكره في البداية ۶/ ۱۱۶ عن ابن اسحاق عن سعيد نحوه الا ان فيه ثم امر بثوب فبسط لم ثم دعا بالتمر فنبذ فوق الثوب]

حضرت عرباض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سفر میں، حضر میں ہمیشہ حضور ﷺ کے دروازے پر پڑا رہتا تھا ایک مرتبہ ہم تبوک میں تھے ہم رات کو کسی کام سے کہیں گئے جب ہم حضور ﷺ کی خدمت میں واپس آئے تو آپ ﷺ بھی اور آپ ﷺ کے پاس جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے وہ سب بھی رات کا کھانا کھا چکے تھے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا آج رات تم کہاں تھے؟ میں نے آپ ﷺ کو بتایا اتنے میں حضرت جعال بن سراقہ اور حضرت عبداللہ بن معقل مزنی رضی اللہ عنہما بھی آ گئے اور یوں ہم تین ہو گئے اور تینوں کو بھوک لگی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمے میں تشریف لے گئے اور ان سے ہمارے کھانے کے لیے کوئی چیز طلب فرمائی لیکن آپ ﷺ کو کچھ نہ ملا پھر پکار کر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کچھ ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ چمڑے کے تھیلے پکڑ کر جھاڑنے لگے تو ان میں سے سات کھجوریں نکل آئیں۔ حضور ﷺ نے وہ کھجوریں ایک بڑے پیالے میں ڈالیں اور پھر ان پر ہاتھ مبارک رکھا اور اللہ کا نام لیا اور فرمایا اللہ

کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم نے وہ کھجوریں کھائیں۔ میں کھجوریں گنتا جا رہا تھا اور ان کی گٹھلیاں دور سے ہاتھ میں پکڑتا جا رہا تھا۔ میں نے گنا تو میں نے ۵۴ کھجوریں کھائی تھیں میرے دونوں ساتھی بھی میری طرح ہی کر رہے تھے اور کھجوریں گن رہے تھے انہوں نے پچاس پچاس کھجوریں کھائی تھیں۔ جب ہم نے کھانے سے ہاتھ ہٹائے تو ساتوں کھجوریں ویسی کی ویسی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال! ان کو اپنے تھیلے میں رکھ لو۔ جب دوسرا دن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں کھائیں پھر جب ہم نے کھانے سے ہاتھ ہٹائے تو وہ کھجوریں اسی طرح سات تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنے رب سے حیا نہ آتی ہم سب مدینہ پہنچنے تک یہی کھجوریں کھاتے رہتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ پہنچ گئے تو مدینہ کا ایک چھوٹا سا لڑکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کھجوریں اسے دے دیں وہ کھجوریں کھاتا ہوا چلا گیا۔

[اخرجه ابن عساكر كذا في البداية ٦/ ١١٨]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسلام میں مجھ پر تین ایسی بڑی مصیبتیں آئی ہیں کہ ویسی کبھی بھی مجھ پر نہیں آئیں۔ ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا حادثہ کیونکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ ساتھ رہنے والا معمولی سا ساتھی تھا۔ دوسرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثہ۔ تیسرے توشہ دان کا حادثہ۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوہریرہ! توشہ دان کے حادثہ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ! تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لے آؤ۔ میں نے کھجوریں نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ہاتھ پھیرا اور برکت کے لیے دعا فرمائی پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلا کر لاؤ۔ میں دس آدمیوں کو بلا لایا۔ انہوں نے پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں پھر اسی طرح دس دس آدمی آ کر کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ سارے لشکر نے کھایا اور توشہ دان میں پھر بھی کھجوریں بچی رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ! جب تم اس توشہ دان میں سے کھجوریں نکالنا چاہو تو اس میں سے ہاتھ ڈال کر نکالنا اور اسے الٹانا نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں اس سے نکال کر کھاتا رہا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی میں اس سے کھاتا رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا۔ پھر

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو میرا سامان بھی لٹ گیا اور وہ توشہ دان بھی لٹ گیا۔ کیا میں آپ لوگوں کو بتا نہ دوں کہ میں نے اس میں سے کتنی کھجوریں کھائی ہیں؟ میں نے اس میں سے دو سو وسق یعنی ایک ہزار پچاس من سے بھی زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔

[اخرجه البيهقي كذا في البداية ٦/ ١١٧ واخرجه ابو نعيم في الدلائل ص١٥٥ عن ابى هريرة نحوه واحمد والترمذى عنه بمعناه مختصرا]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری والدہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا سا خادم ہے اس کے لیے دعا فرمادیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ فرما اور اس کی عمر لمبی فرما اور اس کے تمام گناہ معاف فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے دو کم سو یعنی ۹۸ بچے دفن کر چکا ہوں یا فرمایا دو اوپر سو یعنی ۱۰۲ بچے دفن کر چکا ہوں اور میرے باغ کا پھل سال میں دو مرتبہ آتا ہے اور میری زندگی اتنی لمبی ہو چکی ہے کہ اب زندگی سے دل بھر چکا ہے۔ (۹۳ ہجری میں ان کا بصرہ میں ۱۰۳ سال کی عمر میں انتقال ہوا) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی دعا کے پورا ہونے کا مجھے یقین ہے یعنی گناہوں کی مغفرت کی دعا۔ [اخرجه ابن سعد ٧/ ١٩]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انس کے لیے دعا فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ فرما اور ان میں برکت عطا فرما تو میں پوتوں کے علاوہ ایک سو پچیس بچے دفن کر چکا ہوں اور میری زمین سال میں دو مرتبہ پھل دیتی ہے اور سارے علاقہ میں اور کوئی زمین سال میں دو دفعہ پھل نہیں دیتی۔ [عند ابى نعيم كذا فى الكنز ٧/ ٩]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دودھ اور گھی میں برکت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ام مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا اپنی کپی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھی ہدیہ بھیجا کرتی تھیں ایک مرتبہ ان کے بیٹوں نے ان سے سالن مانگا اس وقت ان کے پاس کوئی چیز نہیں تھی وہ اپنی اس کپی کے پاس گئیں جس میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی ہدیہ بھیجا کرتی تھیں اس میں سے انہیں گھی مل گیا (حالانکہ اسے خالی کر کے ٹانگا تھا) وہ بہت عرصہ تک

اپنے بیٹوں کو یہ گھی بطور سالن کے دیتی رہیں۔ آخر ایک مرتبہ انہوں نے اس کپی کو نچوڑ لیا (جس کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا) انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اسے نچوڑا تھا؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو اسے اسی طرح رہنے دیتی اور نہ نچوڑتی تو تجھے اس کپی سے ہمیشہ گھی ملتا رہتا۔

[اخرجه احمد كذا فى البداية ٦/ ١٠٤]

حضرت ام مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا گھی کی ایک کپی لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں گئیں۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان سے گھی لینے کا حکم دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نچوڑ کر اس کپی میں سے سارا گھی نکال لیا اور خالی کپی ام مالک رضی اللہ عنہا کو واپس کر دی۔ جب وہ واپس گھر پہنچیں تو دیکھا کہ کپی تو گھی سے بھری ہوئی ہے۔ انہوں نے جا کر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرے بارے میں آسمان سے کوئی وحی نازل ہوئی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اے ام مالک! کیوں؟ کیا بات پیش آئی ہے؟ انہوں نے کہا آپ ﷺ نے میرا ہدیہ کیوں واپس کر دیا؟ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے اس بارے میں پوچھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے تو کپی میں سے سارا گھی نکال لیا تھا بلکہ اسے اتنا نچوڑا تھا کہ مجھے شرم آنے لگی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ام مالک! تمہیں مبارک ہو اللہ نے تمہیں ہدیہ کا بدلہ جلدی دے دیا۔ پھر حضور ﷺ نے انہیں سکھایا کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہا کریں۔ [عند الطبراني قال الهيثمي ٨/ ٣٠٩ وفيه راو لم يسم وعطاء بن السائب اختلط وبقية رجال رجال الصحيح انتهى واخرجه ابو نعيم فى الدلائل ٢٠٤ عن ام مالك الانصاريه نحوه واخرجه ابن ابى عاصم فى الوحدان عن ام مالك الانصاريه نحوه كما فى الاصابة ٤/ ٤٩٤ واخرجه مسلم عن جابر ان ام مالك الانصارية فذكر بمعنى ما رواه احمد كما فى الاصابة ٤/ ٤٩٤]

حضرت ام اوس بہزیہ رضی اللہ عنہا نے گھی پکا کر ایک کپی میں ڈالا پھر حضور ﷺ کو ہدیہ میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اسے قبول فرما لیا اور کپی میں جتنا گھی تھا وہ لے لیا اور ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی اور وہ کپی انہیں واپس فرما دی۔ انہوں نے گھر جا کر دیکھا تو وہ کپی گھی سے بھری ہوئی تھی۔ وہ سمجھیں کہ شاید حضور ﷺ نے ان کا ہدیہ قبول نہیں فرمایا وہ چیختی پکارتیں حضور ﷺ کی

خدمت میں آئیں (اور عرض کیا کہ آپ ﷺ نے میرا ہدیہ قبول نہیں فرمایا؟) حضور ﷺ نے فرمایا انہیں واقعہ تفصیل سے بتاؤ کہ ہم نے تو قبول کر لیا تھا (اب یہ اللہ نے برکت عطا فرمائی ہے) چنانچہ وہ حضور ﷺ کی زندگی میں وہ گھی کھاتی رہیں۔ پھر حضرت ابو بکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلاف میں وہ گھی کھاتی رہیں پھر جب حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما میں اختلافات پیدا ہوئے تو اس وقت تک وہ کھاتی رہیں۔

[اخرجه الطبرانی وابن منده وابن السکن کذا فی الاصابة ۴/ ۴۳۱ قال الهیثمی ۸/ ۳۱۰ رواه الطبرانی وفیه عصمة بن سلیمان ولم اعرفه وبقیةرجاله وثقوا۔ انتهی واخرجه البیهقی عنهما باسناد آخر بمعناه اطول منه کما فی البدایة ۶/ ۱۰۴]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری والدہ کی ایک بکری تھی اور وہ اس کا گھی ایک کپی میں جمع کرتی رہیں۔ جب وہ کپی بھر گئی تو اپنی لے پالک لڑکی کے ہاتھ وہ کپی بھیجی اور اس سے کہا اے بیٹی! یہ کپی حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا دو۔ آپ ﷺ اسے سالن بنا لیا کریں گے۔ وہ لڑکی کپی لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ گھی کی کپی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں بھیجی ہے۔ حضور ﷺ نے گھر والوں سے فرمایا اس کی کپی خالی کر کے دے دو گھر والوں نے خالی کر کے کپی اسے دے دی وہ لے کر چلی گئی اور گھر آ کر اسے ایک کھونٹی پر لٹکا دیا اس وقت حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر میں نہیں تھیں۔ جب وہ گھر واپس آئیں تو دیکھا کہ کپی بھری ہوئی ہے اور اس میں سے گھی ٹپک رہا ہے۔ انہوں نے کہا اے لڑکی! کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ یہ کپی جا کر حضور ﷺ کو دے آؤ۔ اس نے کہا میں تو دے آئی ہوں اگر آپ کو میری بات پر اطمینان نہیں ہے تو آپ خود جا کر حضور ﷺ سے پوچھ لیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اس لڑکی کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس لڑکی کے ہاتھ ایک کپی آپ کی خدمت میں بھیجی تھی جس میں گھی تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں یہ کپی لے کر آئی تھی۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق اور سچا دین دے کر بھیجا ہے۔ وہ کپی تو بھری ہوئی ہے اور اس میں سے گھی ٹپک رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم! کیا تم اس بات پر تعجب کر رہی ہو کہ جس طرح میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو کھلایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہیں کھلا رہے ہیں۔ اس سے تم خود بھی کھاؤ اور دوسروں

کو بھی کھلاؤ۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں گھر واپس آئی اور ایک بڑے پیالہ میں اور دوسرے برتنوں میں ڈال ڈال کر میں نے وہ گھی تقسیم کیا اور کچھ اس میں چھوڑ دیا جسے ہم ایک یا دو مہینے تک سالن بنا کر استعمال کرتے رہے۔

[اخرجه ابو یعلی کذا فی البدایة ٦/ ١٠٣ وقال الهیثمی ٨/ ٣٠٩ رواه ابو یعلی والطبرانی الا انه قال زینب بدل ربیبة وفی اسنادهما محمد بن زیاد البرجمی وهو الیشکری وهو کذاب انتهی اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ٢٠٣ عن انس بن مالك عن امه ام سلیم فذکرت نحوه وفی روایة ایضاً زینب بدل ربیبة قال الحافظ فی الاصابة ٤/ ٣٢٠ وقد عزاه الی الطبرانی وفی حفظی ان قوله زینب تصحیف وانما هی ربیبة فلیحرر هذا۔ انتهی]

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے پاس ایک کپی تھی جس میں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی ہدیہ کیا کرتی تھی۔ ایک دن میرے بچوں نے مجھ سے گھی مانگا اور گھی تھا نہیں۔ میں دیکھنے کے لیے اٹھ کر کپی کی طرف گئی (کہ شاید اس میں سے کچھ بچا ہوا گھی مل جائے) میں نے جا کر دیکھا تو کپی تو گھی سے بھری ہوئی تھی اور اس میں سے گھی بہہ رہا تھا میں نے بچوں کے لیے انڈیل کر اس میں سے کچھ گھی نکالا جسے بچے کچھ دیر تک کھاتے رہے پھر میں دیکھنے گئی کہ کپی میں کتنا گھی باقی رہ گیا ہے۔ میں نے اسے انڈیل کر سارا گھی نکالا جس سے وہ ختم ہو گیا۔ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم نے اسے بالکل الٹا دیا تھا؟ غور سے سنو! اگر تم اسے الٹا نہ کرتیں تو ایک عرصہ تک یہ گھی باقی رہتا۔ [اخرجه ابن سعد ٨/ ١٥٧]

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کی ایک کپی تھی جو ان کے پاس آتا اسے وہ کپی عاریۃً دے دیتیں۔ ایک آدمی نے ان سے اس کپی کا سودا کرنا چاہا تو انہوں نے کہا اس میں کچھ نہیں ہے پھر اس میں پھونک بھر کر اسے دھوپ میں لٹکا دیا (تاکہ گھی پگھل کر ایک جگہ جمع ہو جائے) تو کیا دیکھتی ہیں کہ وہ گھی سے بھری ہوئی ہے اسی وجہ سے کہا جاتا تھا کہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کی کپی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ [عند ابن سعد ایضاً]

اس حدیث کا کچھ حصہ پہلے گزر چکا ہے۔

حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا کھانا مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم باری باری پکا کر لاتے۔ ایک رات یہ لاتے دوسری رات دوسرے صحابی لاتے۔ چنانچہ ایک رات

میری باری آئی۔ میں نے حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا کھانا تیار کیا اور گھی کی مشک کو ایسے ہی چھوڑ دیا اور اس کے منہ کو ڈوری سے باندھا نہیں۔ جب میں کھانا حضور ﷺ کی خدمت میں لے جانے لگا تو مشک ہل گئی اور اس میں سے گھی گرنے لگا تو میں نے کہا کیا حضور ﷺ کے کھانے نے میرے ہی ہاتھوں سے گرنا تھا۔ جب میں کھانا لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو حضور ﷺ نے فرمایا قریب آ جاؤ تم بھی کھاؤ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ گنجائش نہیں (کھانا کم ہے) کھانا کھلا کر میں اپنی جگہ واپس آیا تو دیکھا کہ مشک سے غٹ غٹ گھی کے گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے کہا یہ آواز کیسی ہے؟ جو گھی اس میں بچ گیا تھا وہ گر رہا ہوگا میں اسے دیکھنے گیا تو مشک سینے تک بھری ہوئی تھی میں وہ مشک لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں گیا اور سارا واقعہ آپ ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کو ہاتھ نہ لگاتے اور ویسے ہی رہنے دیتے تو یہ منہ تک بھر جاتی پھر اس کے منہ پر ڈوری باندھی جاتی۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۸/ ۳۱۰ رواه الطبرانی وقد تقدمت له طریق فی غزوة تبوك ورجال الطریق التی هنا وثقوا۔ انتهی]

ایک روایت میں ہے کہ اگر تم اسے ایسے ہی رہنے دیتے تو ساری وادی میں گھی بہنے لگتا۔

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ غزوۂ تبوک میں تشریف لے گئے اور اس سفر میں گھی کی مشک سنبھالنے کی ذمہ داری مجھ پر تھی۔ میں نے اس مشک کو دیکھا تو اس میں تھوڑا سا گھی تھا۔ میں نے حضور ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور اس مشک کو دھوپ میں رکھ دیا اور خود سو گیا پھر (اللہ تعالیٰ نے اس مشک کو گھی سے بھر دیا اور) مشک سے گھی بہنے کی آواز سے میری آنکھ کھلی میں نے اپنے ہاتھ سے اس کے سر کو پکڑا۔ حضور ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کا سر نہ پکڑتے ایسے ہی رہنے دیتے تو ساری وادی میں یہ گھی بہنے لگتا۔ [اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۱۵۵ عن ابی بکر بن محمد بن حمزه بن عمرو الاسلمی عن ابیه عن جده]

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فرماتی ہیں میرے والد ایک غزوے میں تشریف لے گئے اور ہمارے لیے صرف ایک بکری چھوڑ کر گئے اور ہم سے کہہ گئے کہ جب اس کا دودھ نکالنے لگو تو اسے صفہ والوں کے پاس لے جانا وہ دودھ نکال دیں گے۔ چنانچہ ہم وہ بکری صفہ لے گئے تو وہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے اس بکری کو لیا اور اس کی ٹانگ باندھ کر اس کا دودھ نکالنے لگے اور ہم سے فرمایا تمہارے ہاں جو سب سے بڑا برتن ہے وہ لے آؤ

اور تو مجھے کوئی برتن ملا نہیں صرف ایک بڑا پیالہ ملا جس میں ہم آٹا گوندھتے تھے میں وہ لے آئی۔ حضور ﷺ نے اس میں دودھ نکالا تو وہ بھر گیا پھر فرمایا جاؤ خود بھی پیو اور پڑوسیوں کو بھی پلاؤ اور جب اس بکری کا دودھ نکالنا ہو تو اسے میرے پاس لے آیا کرو میں اس کا دودھ نکال دیا کروں گا۔ ہم وہ بکری حضور ﷺ کے پاس لے جاتے رہے اور ہمارے خوب مزے ہو گئے پھر میرے والد آ گئے اور انہوں نے اس بکری کی ٹانگ بندھ کر اس کا دودھ نکالا تو وہ اپنے پہلے دودھ پر آ گئی۔ میری والدہ نے کہا آپ نے تو ہماری بکری خراب کر دی۔ میرے والد نے کہا کیوں؟ والدہ نے کہا یہ تو آپ کے پیچھے اتنا دودھ دیا کرتی تھی جس سے یہ بڑا پیالہ بھر جاتا تھا۔ والد نے کہا اس کا دودھ کون نکالتا تھا؟ والدہ نے کہا حضور ﷺ والد نے کہا تم مجھے حضور ﷺ کے برابر کر رہی ہو؟ اللہ کی قسم! ان کے ہاتھ میں تو میرے ہاتھ سے بہت زیادہ برکت ہے۔ [اخرجه ابن سعد ۸/ ۲۹۱]

جلد اول صفحہ ۴۸۴ پر سختیاں برداشت کرنے کے باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور جلد اول صفحہ ۱۰۶ پر اللہ تعالیٰ کی دعوت دینے کے باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے۔

گوشت میں برکت

حضرت مسعود بن خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں ایک بکری بھیجی اور میں خود کسی کام سے کہیں چلا گیا۔ حضور ﷺ نے میرے گھر بکری کا کچھ گوشت بھیجا۔ میں اپنی بیوی حضرت ام خناس رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے پاس گوشت رکھا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا اے ام خناس! یہ گوشت کہاں سے آیا ہے؟ میری بیوی نے کہا آپ نے اپنے خلیل ﷺ کو جو بکری بھیجی تھی اس میں سے انہوں نے یہ گوشت ہمیں بھیجا ہے۔ میں نے کہا کیا بات ہے تم نے بچوں کو یہ گوشت اب تک کھلایا نہیں؟ میری بیوی نے کہا میں تو سب کو کھلا چکی ہوں یہ تو ان کا بچا ہوا ہے۔ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تھوڑے سے گوشت سے سب گھر والوں نے کھا لیا اور پھر بھی گوشت بچ گیا۔ حالانکہ یہ لوگ دو تین بکریاں ذبح کرتے تھے اور پھر بھی کافی نہیں ہوتی تھیں۔ [اخرجه الطبراني قال الهيثمي ۸/ ۳۱۰ وفيه من لم اعرفهم]

حضرت خالد بن عبد العزیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں ذبح

کرنے کے قابل ایک بکری پیش کی جسے حضور ﷺ نے بھی کھایا اور آپ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کھایا لیکن پھر بھی گوشت بچ گیا جو حضور ﷺ نے مجھے عطا فرمادیا جسے میں نے اور میرے تمام بال بچوں نے کھایا اور پھر بھی بچ گیا۔ حالانکہ میرے بچے بہت سارے تھے۔

[عند یعقوب بن سفیان فی نسخه واخرجه الحسن بن سفیان فی مسنده والنسائی فی الکنی له عن یعقوب به مطولا کذا فی الاصابة ۱/ ۴۰۹]

جہاں سے روزی ملنے کا گمان نہ ہو وہاں سے روزی ملنا

حضرت سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کیا کبھی آپ ﷺ کے لیے آسمان سے بھی کھانا اتارا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا کیا اس میں سے کچھ بچا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا اس کا کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔

[ذکر ابن سعد ۷/ ۴۲۸ فقال روی عن سلمة بن نفیل ایضاً من حدیث اشعث بن شعبة عن ارطاة بن المنذر عن ضمرة بن حبیب عن خالد بن اسد بن حبیب عن سلمة بن نفیل]

حضرت سلمہ بن نفیل سکونی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کیا کبھی آپ کے پاس آسمان سے کھانا آیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں دیگچی میں گرم گرم آیا تھا۔ اس آدمی نے پوچھا کیا آپ کے کھانے کے بعد کچھ کھانا بچا تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا پھر اس بچے ہوئے کھانے کا کیا ہوا تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اسے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا تھا اور وہ چپکے چپکے مجھے یہ کہہ رہا تھا کہ میں آپ لوگوں میں تھوڑا عرصہ ہی رہوں گا اور آپ لوگ بھی میرے بعد تھوڑا عرصہ ہی رہو گے بلکہ زندگی لمبی معلوم ہونے لگے گی اور تم لوگ کہو گے ہم یہاں دنیا میں کب تک پڑے رہیں گے؟ پھر آپ لوگ مختلف جماعتیں بن کر آؤ گے اور ایک دوسرے کو فنا کرو گے اور قیامت سے پہلے بہت زیادہ اموات واقع ہوں گی اور اس کے بعد زلزلے کے سال ہوں گے۔

[اخرجه الحاکم ۴/ ۴۴۷ قال الحاکم هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم

یخرجاه وقال الذهبی والخبر من غرائب الصحاح وقال الحافظ فی الاصابة ۲/ ۶۸ وفی ترجمة سلمة بن نفیل وله فی النسائی حدیث یقال ماله وغیره وهو من روایة ضمرة بن حبیب سمعت سلمة بن نفیل السکونی یقول کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رجل یارسول الله وقداتیت بطعام من الجنة الحدیث انتهی]

ایک لمبی حدیث میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں کھلائیں گے چنانچہ ہم لوگ سمندر کے کنارے پہنچے تو سمندر میں ایک زبردست موج آئی جس سے ایک بہت بڑی مچھلی باہر آ گئی ہم نے اس کا ایک ٹکڑا کاٹا اور آگ جلا کر کچھ گوشت بھونا اور باقی پکا لیا اور خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ وہ مچھلی اتنی بڑی تھی کہ میں اس کی آنکھ کے حلقہ کے اندر داخل ہو گیا اور میرے علاوہ وہاں فلاں اور فلاں پانچ آدمی داخل ہو گئے اور وہ حلقہ اتنا بڑا تھا کہ ہم باہر کے کسی آدمی کو نظر نہیں آ رہے تھے پھر ہم اس میں سے باہر آئے۔ اس کے جسم میں بڑے بڑے کانٹے تھے۔ ہم نے ایک کانٹا لے کر کمان کی طرح کھڑا کیا اور قافلہ کے سب سے لمبے آدمی کو اور سب سے لمبے اونٹ کو اور سب سے اونچی کاٹھی کو منگوایا اور اس کاٹھی کو اس اونٹ پر رکھ کر اس آدمی کو اس پر بٹھایا وہ آدمی اس کانٹے کے نیچے سے گزر گیا لیکن اس کا سر اس کانٹے کو نہ لگا۔ [اخرجه مسلم ۲/ ۴۱۸]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر ساحل سمندر کی طرف بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا چنانچہ ہم مدینہ سے چلے راستہ میں توشہ ختم ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ لشکر کے تمام توشے جمع کیے جائیں چنانچہ تمام توشے جمع کیے گئے تو کھجور کے دو توشے دان بن گئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ان میں سے تھوڑا تھوڑا روز دیتے پھر یہ توشے دان بھی ختم ہو گئے اور ہمیں روزانہ صرف ایک کھجور ملنے لگی۔ راوی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا ایک کھجور سے کیا بنتا ہو گا؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کھجور کا فائدہ ہمیں تب معلوم ہوا جب وہ بھی ملنی بند ہو گئی پھر ہم جب ساحل سمندر پر پہنچے تو وہاں چھوٹے پہاڑ جتنی ایک مچھلی ملی جس کے گوشت کو سارا لشکر اٹھارہ دن تک کھاتا رہا (دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ایک ماہ تک کھاتے رہے) پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے فرمانے پر اس مچھلی کے دو کانٹے کھڑے کیے گئے اور ایک اونٹنی پر کجاوہ رکھا گیا پھر وہ اونٹنی ان کانٹوں کے

نیچے سے گزری اور اس کا سر یا کوہان کانٹوں کو نہ لگا۔

[اخرجه مالك / ۳۷۱ واخرجه الشيخان من حديث مالك بنحوه كما فى البداية ۴/ ۲۷۶]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ہمیں تین سو سواروں کے لشکر میں بھیجا۔ ہمارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم قریش کے ایک تجارتی قافلہ کی گھات میں گئے تھے۔ اس سفر میں ہمیں سخت بھوک لگی اور کھانے کے تمام سامان ختم ہو گئے اور ہمیں درختوں کے گرے ہوئے پتے کھانے پڑے اور اس وجہ سے اس لشکر کا نام پتوں والا لشکر پڑ گیا۔ ایک آدمی نے لشکر کے لیے تین اونٹ ذبح کیے پھر تین اونٹ ذبح کیے پھر تین اونٹ ذبح کیے پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو اور اونٹ ذبح کرنے سے منع کر دیا پھر سمندر کی تیز موج نے ایک بہت بڑی مچھلی کنارے پر لا ڈالی جسے عنبر کہا جاتا ہے۔ آدھے مہینہ تک ہم اس کا گوشت کھاتے رہے اور اس کی چربی کو جسم پر لگاتے رہے جس سے ہمارے جسموں کی کمزوری اور دبلا پن وغیرہ سب جاتا رہا اور جسم پہلے کی طرح ٹھیک ٹھاک ہو گئے اس کے بعد کانٹے کا قصہ ذکر کیا۔ [عند الشيخين ايضاً كذا فى البداية ۴/ ۲۷۶ واخرجه ابو نعيم فى الدلائل ۲۱۴ من طريقه عمرو نحوه]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ہمیں قریش کے ایک تجارتی قافلے پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا اور حضور ﷺ نے کھجوروں کا ایک تھیلہ ہمیں زادِ سفر کے لیے دیا۔ دینے کے لیے آپ ﷺ کو اس کے علاوہ اور کچھ نہ ملا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں روزانہ ایک کھجور دیا کرتے۔ راوی کہتے ہیں۔ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ لوگ ایک کھجور کیا کرتے ہوں گے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم بچے کی طرح اسے چوستے تھے پھر اس کے بعد پانی پی لیتے اور ایک دن ایک رات اسی پر گزارا کر لیتے پھر ہم لاٹھی مار کر درختوں کے پتے جھاڑ لیتے اور انہیں پانی میں بھگو کر کھا لیتے۔ ہم چلتے چلتے سمندر کے کنارے پر پہنچے تو ہمیں دور سے ایک بہت بڑے ٹیلے جیسی کوئی چیز نظر آئی۔ ہم نے وہاں پہنچ کر دیکھا تو وہ عنبر نامی بہت بڑی مچھلی تھی۔ پہلے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مردار ہے اسے مت کھاؤ۔ پھر فرمایا اچھا نہیں ہم تو اللہ کے رسول ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ کے راستے میں ہیں اور تم لوگ حالت اضطرار کو پہنچ چکے ہو (جس میں مردار حلال ہو جاتا ہے) اس لیے اسے کھا لو ہم تین سو آدمی تھے ایک مہینے تک اس کا گوشت کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم موٹے ہو گئے اور

اس کی آنکھ کے حلقہ میں سے بڑے بڑے مٹکے بھر کر چربی نکالتے تھے اور بیل جتنے بڑے اس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی آنکھ کے حلقہ میں چربی نکالنے کے لیے تیرہ آدمی داخل کیے تھے اور اس کا ایک کانٹا لے کر اسے کھڑا کیا اور سب سے لمبے اونٹ پر کجاوہ کس کر اس پر آدمی بٹھا کر اسے اس کانٹے کے نیچے سے گزارا تو وہ گزر گیا اور اس کے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے ہم نے واپسی کے سفر میں اپنے ساتھ رکھ لیے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہم لوگوں نے مچھلی کا سارا واقعہ ذکر کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ روزی ہے جو اللہ نے اپنے غیبی خزانے سے تمہیں عطا فرمائی ہے۔ ہمیں کھلانے کے لیے کیا اس مچھلی کا گوشت تم لوگوں کے پاس ہے؟ اس پر ہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ گوشت بھیجا جسے آپ ﷺ نے نوش فرمایا (آپ ﷺ نے یہ گوشت اس لیے کھایا کہ یہ گوشت برکت والا تھا اور تاکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ مچھلی مردار نہیں تھی بلکہ حلال تھی مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں) [عند البیهقی من طریق ابی الزبیر ورواه مسلم وابو داؤد عن ابی الزبیر عن جابر به کما فی البدایة ۴/ ۲۷۶ واخرجه ابن سعد ۳/ ۴۱۱ عنن ابی الزبیر عنه بمعناه اخصر منه واخرجه الطبرانی عن جابر مختصرا کما فی الکنز ۸/ ۵۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی اپنے گھر میں داخل ہوا۔ جب اس نے گھر میں فقر و فاقہ کی حالت دیکھی تو وہ جنگل کی طرف چلا گیا جب اس کی بیوی نے یہ دیکھا تو وہ اٹھی اور چکی کا اوپر والا پاٹ نیچے والے پر رکھا اور پھر تندور میں آگ جلائی پھر دعا مانگی اے اللہ! ہمیں روزی عطا فرما۔ وہ عورت کیا دیکھتی ہے کہ بڑا پیالہ آٹے سے بھرا ہوا ہے اور پھر جا کر تندور کو دیکھا تو وہ روٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اتنے میں اس کا خاوند بھی واپس آ گیا۔ اس نے پوچھا کیا میرے بعد تمہیں کچھ ملا؟ اس کی بیوی نے کہا ہاں۔ ہمارے رب کی طرف سے کچھ آیا ہے۔ وہ مرد اٹھا اور اس نے چکی کا اوپر والا پاٹ اٹھا لیا (پھر چکی کا چلنا بند ہو گیا) کسی نے جا کر اس بات کا حضور ﷺ سے ذکر کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا غور سے سنو! اگر یہ چکی کا پاٹ نہ اٹھاتا تو یہ چکی قیامت تک چلتی رہتی۔ [اخرجه احمد]

دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس عورت نے یہ دعا مانگی اے اللہ! ہمیں وہ چیز عطا فرما جسے ہم پیسیں اور گوندھیں اور اس کی روٹی پکائیں پھر اس نے دیکھا کہ بڑا پیالہ روٹیوں سے بھرا ہوا

ہے اور چکی آٹا پیس رہی ہے اور تندور بھنی ہوئی چانپوں سے بھرا ہوا ہے پھر اس کے خاوند نے آ کر پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس کی بیوی نے کہا اللہ نے روزی عطا فرمائی ہے۔ خاوند نے چکی کا پاٹ اٹھایا چکی کے اردگرد کی جگہ کو اچھی طرح صاف کیا۔ حضور ﷺ کو جب معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ چکی کو اپنے حال پر رہنے دیتے تو چکی قیامت تک پیستی رہتی۔

[قال الهیثمی ۱۰/ ۲۵۶ رواہ احمد والبزار ورواہ الطبرانی فی الاوسط بنحوہ ورجالهم رجال الصحیح غیر شیخ البزار وشیخ الطبرانی وهماثقتان۔ انتهی واخرجه البیهقی عن ابی هریرة بسیاق البزار]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک انصاری بہت ہی ضرورت مند اور غریب تھا۔ اس کے گھر والوں کے پاس کچھ نہیں تھا وہ گھر سے باہر چلا گیا اس کی بیوی نے اپنے دل میں کہا اگر میں چکی چلاؤں اور تندور میں کھجور کی ٹہنیاں ڈال کر آگ جلاؤں تو میرے پڑوسی چکی کی آواز سنیں گے اور دھواں دیکھیں گے اس سے وہ یہ سمجھیں گے کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ ہے اور ہمارے ہاں فقر و فاقہ نہیں ہے۔ اس نے اٹھ کر تندور میں آگ جلائی اور بیٹھ کر چکی چلانے لگی۔ اتنے میں اس کا خاوند آ گیا اور اس نے باہر سے چکی کی آواز سنی پھر دروازہ کھٹکھٹایا بیوی نے کھڑے ہو کر دروازہ کھولا۔ خاوند نے پوچھا تم کیا پیس رہی ہو؟ بیوی نے ساری کارگزاری سنائی۔ وہ دونوں اندر گئے تو دیکھا کہ چکی خود بخود چل رہی ہے اور اس کے اندر سے آٹا نکل رہا ہے۔ بیوی برتنوں میں آٹا بھرنے لگی تو گھر کے سارے برتن آٹے سے بھر گئے۔ پھر اس نے باہر جا کر تندور کو دیکھا تو وہ روٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔ خاوند نے جا کر حضور ﷺ کو سارا واقعہ سنایا۔ حضور ﷺ نے پوچھا پھر چکی کا کیا ہوا؟ خاوند نے کہا میں نے اسے اٹھا کر جھاڑ دیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم چکی کو اس کے حال پر رہنے دیتے تو وہ میری زندگی تک یونہی چلتی رہتی یا فرمایا تمہاری زندگی تک یونہی چلتی رہتی۔ [عند البیهقی ایضاً بسند آخر وهذا الحدیث غریب سندا ومتنا کذا فی البدایة ۶/ ۱۱۹]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کے ساتھ مکہ سے چلا۔ چلتے چلتے ہم عرب کے ایک قبیلہ کے پاس پہنچے۔ قبیلہ کے کنارے کے ایک گھر پر حضور ﷺ کی نگاہ پڑی۔ حضور ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔ جب ہم وہاں پہنچ کر سواریوں سے نیچے اترے تو وہاں صرف ایک عورت تھی۔ اس عورت نے کہا اے اللہ کے بندے! میں عورت ذات ہوں میرے ساتھ اور

کوئی نہیں ہے اکیلی ہوں آپ لوگ مہمان بننا چاہتے ہیں تو قبیلہ کے سردار کے پاس چلے جائیں۔ حضور ﷺ نے اس کی یہ بات قبول نہ فرمائی بلکہ وہیں ٹھہر گئے۔ شام کا وقت تھا تھوڑی دیر میں اس عورت کا بیٹا اپنی بکریاں ہانکتا ہوا آیا اس عورت نے بیٹے سے کہا اے بیٹے! بکری اور چھری ان دو آدمیوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو میری والدہ کہہ رہی ہیں بکری ذبح کر کے آپ دونوں خود بھی کھائیں اور ہمیں بھی کھلائیں۔ جب وہ لڑکا آیا تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا چھری لے جاؤ اور (دودھ نکالنے کے لیے) پیالہ لے آؤ۔ اس لڑکے نے کہا یہ بکری تو چراگاہ سے دور رہی تھی اور اس کا دودھ بھی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں تم جاؤ وہ جا کر پیالہ لے آیا۔ حضور ﷺ نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیر کر دودھ نکالنا شروع کیا تو اتنا دودھ نکلا کہ سارا پیالہ بھر گیا حضور ﷺ نے فرمایا جا کر اپنی والدہ کو دے آؤ چنانچہ اس کی ماں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ وہ پیالہ لے آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بکری لے جا اور دوسری بکری لے آ وہ دوسری بکری لے آیا۔ حضور ﷺ نے اس کا دودھ نکال کر مجھے پلایا پھر وہ لڑکا تیسری بکری لے آیا اس کا دودھ نکال کر حضور ﷺ نے خود پیا پھر وہ رات ہم نے وہاں گزاری اور صبح وہاں سے آگے چلے۔ اس عورت نے آپ ﷺ کا نام مبارک رکھ دیا تھا۔ پھر اللہ نے اس کی بکریوں میں خوب برکت ڈالی اور وہ بیچنے کے لیے بکریوں کا ریوڑ لے کر مدینہ آئی۔ میرا وہاں سے گزر ہوا تو اس عورت کے بیٹے نے دیکھ کر مجھے پہچان لیا اور کہنے لگا اے اماں جان! یہ آدمی وہی ہے جو اس مبارک ہستی کے ساتھ تھا وہ عورت کھڑی ہو کر میرے پاس آئی اور کہنے لگی اے اللہ کے بندے! وہ مبارک آدمی جو تمہارے ساتھ تھا وہ کون تھا؟ میں نے کہا اچھا! تمہیں معلوم نہیں کہ وہ کون تھا؟ اس عورت نے کہا نہیں میں نے کہا وہ تو نبی کریم ﷺ ہیں۔ اس نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ چنانچہ میں اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ حضور ﷺ نے انہیں کھانا کھلایا اور درہم و دینار دیئے اور ہدیہ میں اسے پنیر اور دیہاتیوں والا سامان دیا' پہننے کے کپڑے بھی دیئے اور وہ مسلمان بھی ہو گئی۔

[اخرجه البيهقى فى الدلائل وابن عساكر قال ابن كثير سنده حسن كذا فى الكنز ۸/ ۲۳۰]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا رہا تھا۔ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے لڑکے! کیا دودھ ہے؟

میں نے کہا ہے لیکن یہ بکریاں اور ان کا دودھ میرے پاس بطور امانت ہے اور میں امانت دار ہوں (مالک کی اجازت کے بغیر دودھ نہیں دے سکتا) حضور ﷺ نے فرمایا کیا ایسی کوئی بکری ہے جو اب تک بیاہی نہ گئی ہو؟ (وہ لے آؤ) میں ایسی بکری حضور ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ حضور ﷺ نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا تو اس کے تھن میں دودھ اتر آیا۔ حضور ﷺ نے ایک برتن میں اس کا دودھ نکالا' خود پیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا اور پھر آپ ﷺ نے تھن کو فرمایا سکڑ جا تو وہ سکڑ گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی یہ کلام سکھا دیں۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو تو سیکھا سکھایا ہے۔ [اخرجه احمد]

بیہقی میں اس جیسی روایت میں یہ ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں بکری کا ایک بچہ لایا جس کی عمر ایک سال سے کم تھی۔ آپ ﷺ نے اس کی ٹانگ کو اپنی ٹانگ سے دبایا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ لائے۔ آپ ﷺ نے اس میں دودھ نکالا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہ دودھ پلایا اس کے بعد آپ ﷺ نے خود پیا۔ [کذا فی البدایة ۶/ ۱۰۲]

حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا اس سفر میں ہمیں بہت سخت پیاس لگی اور ہمارے پاس پانی بالکل نہیں تھا۔ اتنے میں ہمارے ایک ساتھی کی اونٹنی بیٹھ گئی اور اس کے تھن دودھ سے اتنے بھر گئے کہ مشکیزہ کی طرح نظر آنے لگے پھر ہم نے اس کا دودھ خوب پیا۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۶/ ۲۱۰ وفیه ابراهیم بن بشار الرمادی وفیه ضعف وقد وثق انتهیٰ]

حجیر بن اہاب کی باندی حضرت ماویہ رضی اللہ عنہا جو کہ بعد میں مسلمان ہو گئی تھیں وہ فرماتی ہیں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو میرے گھر میں قید کیا گیا تھا ایک دفعہ میں نے دروازے کی درز سے جھانکا تو ان کے ہاتھ میں انسان کے سر کے برابر انگور کا ایک خوشہ تھا جس میں سے وہ کھا رہے تھے میرے علم میں اس وقت روئے زمین پر کہیں بھی کھانے کے لیے انگور نہیں تھے۔

[اخرجه ابن اسحاق واخرجه البخاری قصة الخبیب من غیر هذا الوجه کذا فی الاصابة ۱/ ۴۱۹]

حضرت سالم بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے اپنے کسی کام کے لیے دو آدمی

بھیجے۔ ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس زادِ راہ بالکل نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک مشک ڈھونڈ کر میرے پاس لاؤ۔ وہ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں ایک مشک لے آئے۔ حضور ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اسے (پانی سے) بھر دو۔ ہم نے اسے پانی سے بھر دیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس کے منہ کو رسی سے باندھ دیا اور فرمایا اسے لے جاؤ۔ جب تم چلتے چلتے فلاں جگہ پہنچو تو وہاں تمہیں اللہ غیب سے روزی دیں گے۔ چنانچہ وہ دونوں چل پڑے اور جب چلتے چلتے دونوں حضور ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچے تو مشک کا منہ خود بخود کھل گیا انہوں نے دیکھا تو مشک (پانی کے بجائے) بکری کے دودھ اور مکھن سے بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے پیٹ بھر کر مکھن کھایا اور دودھ پیا۔ [اخرجه ابن سعد ۱/ ۱۷۲]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خواب میں پانی پی کر سیراب ہو جانا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے میں سلام کرنے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اندر گیا تو آپ نے فرمایا خوش آمدید ہو میرے بھائی کو! میں نے آج رات اس کھڑکی میں حضور ﷺ کو دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! ان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں پھر فرمایا انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں پھر حضور ﷺ نے پانی کا ایک ڈول لٹکایا جس میں سے میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور اب بھی میں اس کی ٹھنڈک اپنے سینے اور کندھوں کے درمیان محسوس کر رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو (تو اللہ کی طرف سے) تمہاری مدد کی جائے اور اگر تم چاہو تو تم ہمارے پاس افطار کرلو۔ میں نے ان دونوں باتوں میں سے افطار کو اختیار کر لیا۔ چنانچہ اسی دن آپ کو شہید کر دیا گیا۔ [اخرجه ابن ابی الدنیا كذا فی البداية ۷/ ۱۸۲]

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کا قصہ گزر چکا ہے کہ وہ سوئیں تو خواب میں دیکھا کہ کوئی انہیں پانی پلا رہا ہے جب وہ سو کر اٹھیں تو سیراب تھیں۔

ایسی جگہ سے مال کا مل جانا جہاں سے ملنے کا گمان نہ ہو

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لوگ دو یا تین دن

کے بعد قضائے حاجت کے لیے جاتے تھے (کیونکہ کھانے کو ملتا نہیں تھا اور جو کھانے کو ملتا تھا وہ ایسا خشک ہوتا تھا کہ) اونٹ کی طرح مینگنی کیا کرتے تھے ایک دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ قضائے حاجت کے لیے بقیع الغرقد میں جبجبہ مقام میں ایک بے آباد جگہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھ گئے اتنے میں ایک بڑا سا چوہا ایک دینار اپنے بل میں سے باہر لایا اور ان کے سامنے رکھ کر اپنے بل میں چلا گیا اور ایک ایک دینار لاتا رہا یہاں تک کہ سترہ دینار ہو گئے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ وہ سترہ دینار لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اپنا ہاتھ بل میں داخل کیا تھا؟ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (چونکہ یہ دینار تم نے اپنی محنت سے حاصل نہیں کیے ہیں بلکہ اللہ نے اپنی قدرت سے غیبی خزانے سے دیئے ہیں' اس لیے) ان دیناروں میں خمس دینا تم پر لازم نہیں آتا۔ اللہ تمہیں ان دیناروں میں برکت عطا فرمائے۔ حضرت ضباعہ کہتی ہیں اللہ نے ان دیناروں میں بہت برکت عطا فرمائی اور وہ اس وقت ختم ہوئے جب میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے گھر میں چاندی کے درہموں کی بوریاں دیکھیں۔

[اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ١٦٥]

حضرت سائب بن اقرع رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدائن کا گورنر بنایا ایک مرتبہ وہ کسریٰ کے ایوان میں بیٹھے ہوئے تھے ان کی نظر دیوار پر بنی ہوئی تصویر پر پڑی جو اپنی انگلی سے ایک جگہ کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ کسی خزانے کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ چنانچہ میں نے اس جگہ کو کھودا تو بہت بڑا خزانہ وہاں سے نکل آیا میں نے خط لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خزانہ ملنے کی خبر دی اور یہ بھی لکھا کہ یہ خزانہ اللہ نے میری محنت سے مجھے دیا ہے اس میں کسی مسلمان نے میری مدد نہیں کی ہے (لہٰذا یہ خزانہ میرا ہونا چاہیے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا بے شک یہ خزانہ ہے تو تمہارا لیکن تم ہو مسلمانوں کے امیر' اس لیے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دو۔ [اخرجه الخطيب كذا فى الكنز ٣/ ٣٠٥]

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مہرجان کی فتح میں حضرت سائب رضی اللہ عنہ شریک ہوئے تھے وہ ہرمزان کے محل میں داخل ہوئے تو انہیں پتھر اور چونے کی ہرنی نظر آئی جس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا ہوا تھا وہ کہنے لگے میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ کسی قیمتی خزانے کی طرف اشارہ کر رہی

ہے۔انہوں نے اس جگہ کو دیکھا تو انہیں وہاں ہرمزان کا خزانہ مل گیا جس میں بہت قیمتی جواہرات والی تھیلی بھی تھی۔ [قال فی الاصابة ۲/ ۸ حکاه الهیثم بن عدی وروی ابن ابی شیبة من طریق الشیبانی عن السائب بن الاقرع نحوه۔ انتهیٰ]

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک باندی (جو کہ پہلے عیسائی تھیں انہوں) نے مجھے یہ واقعہ بیان کیا کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو دوسروں پر خرچ کرنا بہت پسند تھا اور وہ اس کے لیے مال جمع کیا کرتے تھے اور کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہیں کرتے تھے اور کچھ نہ ہوتا تو ایک پیاز یا ایک کھجور یا کھانے کی کوئی چیز ہی دے دیتے ایک دن ایک سائل ان کے پاس آیا اس وقت ان کے پاس ان میں سے کوئی چیز نہیں تھی صرف تین دینار تھے اس سائل نے مانگا تو ایک دینار اسے دے دیا پھر دوسرا آیا تو ایک دینار اسے دے دیا پھر تیسرا آیا تو ایک اسے دے دیا۔ جب تینوں دے دیئے تو مجھے غصہ آ گیا میں نے کہا آپ نے ہمارے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا پھر وہ دوپہر کو آرام کرنے لیٹ گئے جب ظہر کی اذان ہوئی تو میں نے انہیں اٹھایا وہ وضو کر کے اپنی مسجد چلے گئے چونکہ ان کا روزہ تھا۔ اس لیے مجھے ان پر ترس آ گیا اور میرا غصہ اتر گیا پھر میں نے قرض لے کر ان کے لیے رات کا کھانا تیار کیا اور شام کو ان کے لیے چراغ بھی جلایا پھر میں چراغ ٹھیک کرنے کے لیے ان کے بستر کے پاس گئی اور بستر اٹھایا تو اس کے نیچے سونے کے دینار رکھے ہوئے تھے اس وجہ سے انہوں نے تین دینار کی سخاوت کی پھر وہ عشاء کے بعد گھر واپس آئے تو دستر خوان اور چراغ دیکھ کر مسکرائے اور کہنے لگے معلوم ہوتا ہے یہ سب کچھ اللہ کے ہاں سے آیا ہے (کیونکہ ان کا خیال یہ تھا کہ گھر میں کچھ بھی نہیں تھا' اس لیے نہ کھانا ہوگا نہ چراغ) میں نے کھڑے ہو کر انہیں کھانا کھلایا۔ پھر میں نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ اتنے سارے دینار یوں ہی چھوڑ گئے جہاں سے ان کے گم ہونے کا خطرہ تھا مجھے بتایا بھی نہیں کہ اٹھا کر رکھ لیتی۔ کہنے لگے کون سے دینار؟ میں تو کچھ بھی نہیں چھوڑ کر گیا پھر میں نے بستر اٹھا کر انہیں وہ دینار دکھائے۔ دیکھ کر وہ خوش بھی ہوئے اور بہت حیران بھی ہوئے (کہ اللہ نے اپنے غیبی خزانے سے عطا فرمائے ہیں) یہ دیکھ کر میں بھی بہت متاثر ہوئی اور میں نے کھڑے ہو کر زنار کاٹ ڈالا (زنار اس دھاگے یا زنجیر کو کہتے ہیں جسے عیسائی کمر میں باندھتے تھے) اور مسلمان ہوگئی۔ حضرت ابن جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس باندی کو حمص کی مسجد میں دیکھا کہ وہ عورتوں کو

قرآن، فرائض اور سنتیں سکھا رہی تھی اور دین کی باتیں سمجھا رہی تھی۔

[اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱۰/ ۱۲۹]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مال میں برکت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ غلام تھے انہیں ان کے مالک نے مکاتب بنا دیا یعنی یہ کہہ دیا کہ اتنا مال کما کر یا کسی اور طرح لا کر دے دو گے تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ وہ بدل کتابت یعنی اتنا مال نہ ادا کر سکے اور اسی دوران وہ مسلمان ہو گئے وہ لمبی حدیث میں اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مال کتابت میرے ذمہ رہ گیا پھر ایک کان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرغی کے انڈے کے برابر سونا آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس فارسی مکاتب کا کیا ہوا؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں یاد کر رہے ہیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سلمان! یہ لے لو اور جتنا مال تمہارے ذمہ ہے وہ اس سے ادا کر دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو تھوڑا سا ہے میرے ذمہ جتنا مال ہے وہ کیسے ادا ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لے لو اللہ تعالیٰ اس سے سارا ادا کر دیں گے میں نے وہ سونا لیا اور اپنے مال کو تول تول کر دینے لگا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے! چالیس اوقیہ میرے ذمہ تھے وہ سارے کے سارے اس سے ادا ہو گئے اور میں آزاد ہو گیا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو تھوڑا سا ہے میرے ذمہ جتنا مال ہے وہ اس سے کیسے ادا ہو سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا لے کر اپنی مبارک زبان پر الٹا پلٹا پھیر کر فرمایا یہ لے لو اور اس سے ان کا حق چالیس اوقیہ سارا ادا کر دو۔

[اخرجه احمد قال الهیثمی ۹/ ۳۳۶ رواه احمد كله والطبرانی فی الكبير بنحوه باسانید واسناد الرواية الاولى عند احمد والطبرانی رجالها رجال الصحيح غير محمد بن اسحاق وقد صرح بالسماع ورجال الرواية الثانية انفردبها احمد ورجالها رجال الصحيح غير عمرو بن ابی قرة الكندی وهو ثقة ورواه البزار۔ انتهى واخرجه ابن سعد ۴/ ۷۵ ايضاً فی الحديث الطويل عن سلمان نحوه الرواية الاولى ثم قال قال ابن اسحق فاخبرنی یزید بن ابی حبیب انه كان فی هذا الحديث ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وضعها يومئذ على لسانه ثم قلبها ثم قال لی اذهب فادها عنك]

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قافلہ ملا جو باہر سے سامان تجارت

لے کر آیا تھا حضور ﷺ نے مجھے ایک دینار دے کر فرمایا اس کی ہمارے لیے ایک بکری خرید لاؤ۔ میں نے جا کر ایک دینار کی دو بکریاں خریدیں پھر مجھے ایک آدمی ملا میں نے اس کے ہاتھ ایک بکری ایک دینار میں بیچ دی پھر ایک دینار اور ایک بکری لا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضور ﷺ نے خوش ہو کر مجھے یہ دعا دی کہ اللہ تیرے ہاتھ کے سودے میں برکت عطا فرمائے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (کوفہ کے مشہور) بازار کناسہ سے میں کاروبار کے لیے اٹھتا ہوں اور گھر جانے سے پہلے چالیس ہزار نفع کما لیتا ہوں (یہ حضور ﷺ کی دعا کی برکت ہے) [اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۱۶۵]

حضرت سعید بن زید کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ کوفہ کے کناسہ بازار میں کھڑا ہوا اور گھر جانے سے پہلے چالیس دینار نفع کما لیا۔

[قال ابو نعیم رواه عفان قال فی الاصابة ۲/ ۴۷۶ والحدیث مشهور فی البخاری وغیره۔ انتهى واخرجه عبدالرزاق وابن ابی شیبة عن عروة بنحوه کما فی الکنز ۷/ ۶۳]

عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے لیے کاروبار میں برکت کی دعا فرمائی چنانچہ وہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی انہیں نفع ہو جاتا۔

حضرت ابو عقیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے میرے دادا حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بازار لے کر جاتے اور غلہ خریدتے حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کی میرے دادا سے ملاقات ہوتی وہ دونوں میرے دادا سے فرماتے اپنے کاروبار میں ہمیں بھی شریک کر لیں کیونکہ حضور ﷺ نے آپ کے لیے برکت کی دعا فرمائی ہے میرے دادا انہیں شریک کر لیتے چنانچہ انہیں اونٹنی جوں کی توں ساری نفع میں مل جاتی جسے وہ گھر بھیج دیتے۔ [اخرجه البخاری کذا فی البدایة ۶/ ۱۶۶]

تکلیفوں اور بیماریوں کا (علاج کے بغیر) دور ہو جانا

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مستنیر بن رزام یہودی نے شوحط درخت کی ٹیڑھی لاٹھی میرے چہرے پر ماری جس سے میرے سر کی ہڈی ٹوٹ کر اپنی جگہ سے ہٹ گئی اور زخم کا اثر دماغ تک پہنچ گیا میں اسی حالت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے کپڑا ہٹا کر اس پر دم فرمایا تو زخم اور ہڈی وغیرہ سب کچھ ایک دم ٹھیک ہو گیا میں نے دیکھا تو وہاں

مجھے کچھ بھی زخم وغیرہ نظر نہ آیا۔

[اخرجه الطبراني قال الهيثمي ٨/ ٢٩٨ وفيه عبدالعزيز بن عمران وهو ضعيف]

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری ہتھیلی میں ایک غدود نکل آئی میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کیا اے اللہ کے نبی! اس غدود کی وجہ سے میرے سارے ہاتھ میں ورم ہو گیا ہے اور میں نہ تلوار کا دستہ پکڑ سکتا ہوں اور نہ سواری کی لگام۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آ جاؤ میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا۔ آپ نے میری ہتھیلی کھول کر اس پر دم فرمایا پھر آپ اپنا ہاتھ اس غدود پر رکھ کر کچھ دیر ملتے رہے جب آپ ﷺ نے ہاتھ ہٹایا تو مجھے غدود کا ذرہ بھی نشان نظر نہ آیا۔

[اخرجه الطبراني عن مخلد بن عقبة بن عبدالرحمن بن شرحبيل عن جده عبدالرحمن عن ابيه قال الهيثمي ٨/ ١٩٨ ومخلد ومن فوقه لم اعرفهم وبقية رجاله الصحيح۔ انتهى]

حضرت ابیض بن حمال مآربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے چہرے پر داد کی بیماری تھی جس نے ناک کو گھیر رکھا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے بلایا اور میرے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو شام تک اس بیماری کا کچھ بھی اثر باقی نہ رہا۔

[اخرجه نعيم في الدلائل ٢٢٣ واخرجه ابن سعد ٥/ ٢٥٤ نحوه]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گیا وہاں ایک ہانڈی میں گوشت پک رہا تھا چربی کا ایک ٹکڑا مجھے بہت اچھا لگا میں نے اسے لیا اور کھا کر نگل گیا اور اس کی وجہ سے میں سال بھر بیمار رہا پھر میں نے اس کا حضور ﷺ سے تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس چربی کو سات انسانوں کی نظر لگی ہوئی تھی پھر آپ ﷺ نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے چربی کا وہ ٹکڑا میرے پیٹ سے نکال دیا اور اس ذات کی قسم جس نے حضور ﷺ کو حق دے کر بھیجا اس کے بعد آج تک میرے پیٹ میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ [اخرجه ابو نعيم في الدلائل ٢٢٣]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں بیمار ہوا نبی کریم ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا اس وقت میں یہ دعا مانگ رہا تھا اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آ گیا ہے تو مجھے موت دے کر راحت عطا فرما اور اگر اس میں دیر ہے تو پھر مجھے شفا فرما اور اگر آزمائش ہی مقصود ہے تو پھر

مجھے صبر کی توفیق عطا فرما۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے کیا کہا؟ میں نے اپنی دعا دہرادی آپ ﷺ نے مجھے اپنا پاؤں مار کر فرمایا اے اللہ! اسے شفا عطا فرما! اس دعا کے بعد یہ بیماری مجھے کبھی نہیں ہوئی۔ [اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ٢١٦]

جلد اول میں صفحہ ۹۳ پر دعوت کے باب میں حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ غزوۂ خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں پر دم فرمایا تو اسی وقت ان کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں اور اس کے بعد کبھی دکھنے نہ آئیں اور نصرت کے باب میں ابو رافع کے قتل کے قصہ میں جلد اول میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں میری ٹانگ ٹوٹ گئی تھی جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے آپ کو بتایا آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ٹانگ پھیلاؤ۔ میں نے ٹانگ پھیلائی۔ آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ ایک دم ایسے ٹھیک ہوگئی کہ گویا اس میں کوئی تکلیف ہی نہیں تھی۔

حضرت حنظلہ بن حذیم بن حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے والد حضرت حذیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک وفد کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے والد نے کہا یا رسول اللہ! میرے چند بیٹے ہیں جن میں سے بعض کی داڑھی ہے اور بعض کی نہیں ہے یہ ان میں سب سے چھوٹا ہے۔ حضور ﷺ نے مجھے اپنے قریب کیا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اللہ تجھ میں برکت فرمائے۔ حضرت ذیال راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس وہ آدمی لایا جاتا جس کے چہرے پر ورم ہوتا' وہ بکری لائی جاتی جس کا تھن سوجا ہوتا تو وہ فرماتے:

((بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَوْضِعِ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ))

یعنی اللہ کے نام سے اور حضور ﷺ نے میرے سر پر جس جگہ ہاتھ پھیرا تھا اس جگہ کی برکت سے۔ پھر اس ورم پر ہاتھ پھیرتے اور وہ ورم اسی وقت ختم ہو جاتا۔

[اخرجه الطبرانى قال الهيثمى ٩/ ٤٠٨ رواه الطبرانى فى الاوسط والكبير بنحوه واحمد فى حديث طويل ورجال احمد ثقات۔ انتهى]

احمد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ذیال کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے بسم اللہ پھر اپنے سر پر اس جگہ ہاتھ پھیرتے جہاں حضور ﷺ نے ہاتھ رکھا تھا پھر اپنے

ہاتھ پر دم فرماتے پھر ورم والی جگہ پر اپنا ہاتھ پھیرتے تو ورم اسی وقت چلا جاتا۔

[قد ذکر الحافظ فی الاصابۃ ۱/ ۳۵۹ عن احمد بطولہ قال الحافظ ورواہ الحسن بن سفیان من وجہ آخر عن الذیال ورواہ الطبرانی بطولہ منقطعا ورواہ ابو یعلی من ھذا الوجہ ولیس بتمامہ وکذا رواہ یعقوب بن سفیان واخرجہ ابن سعد ۷/ ۴۲ ایضاً بطولہ بسیاق احمد]

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میرا ایک اونٹ چلتے چلتے تھک کر کھڑا ہو گیا۔ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ پہلے تو میرا ارادہ ہوا کہ اونٹ کو وہیں چھوڑ دوں لیکن پھر میں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو اسی وقت ٹھیک کر دیا اور میں اس پر سوار ہو کر چل پڑا۔ [اخرجہ الطبرانی قال الھیثمی ۱۰/ ۱۸۵ واسنادہ جید]

زہر کے اثر کا چلے جانا

حضرت ابو سفر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فارس کے ایک گورنر کے ہاں مہمان بنے لوگوں نے ان سے کہا ان عجمی لوگوں سے بچ کر رہنا کہیں یہ آپ کو زہر نہ پلا دیں۔ انہوں نے فرمایا ذرا وہ زہر میرے پاس لاؤ۔ لوگ زہر لے آئے۔ انہوں نے وہ زہر ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ پڑھ کر سارا نگل گئے ان پر زہر کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔

[اخرجہ ابو یعلی قال الھیثمی ۹/ ۳۵۰ رواہ ابو یعلی والطبرانی بنحوہ واحد اسنادی الطبرانی بنحوہ رجالہ رجال الصحیح وھو مرسل ورجالھما ثقات لا ان ابا السفر واابابردۃ بن ابی موسی لم یسمعا من خالد انتھی واخرجہ ابو نعیم فی الدلائل ۱۵۹ عن ابی السفر نحوہ وذکرہ فی الاصابۃ ۱/ ۴۱۴ عن ابی یعلی.]

اصابہ کی روایت میں یہ ہے کہ زہر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے اسے اپنی ہتھیلی پر رکھا اور بسم اللہ پڑھ کر اسے پی گئے ان پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔

[قال الاصابۃ ورواہ ابن سعد من وجھین آخرین۔ انتھی.]

حضرت ذی الجوشن ضبابی رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات فرماتے ہیں (عمرو) ابن بقیلہ کے ساتھ اس کا ایک خادم تھا جس کی پیٹی میں ایک تھیلی لٹکی ہوئی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہ تھیلی لی اور اس میں جو کچھ تھا وہ اپنی ہتھیلی پر ڈالا اور عمرو سے کہا اے عمرو! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! یہ ایسا زہر ہے جو انسان کو فوراً مار دیتا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے زہر اپنے ساتھ کیوں رکھا ہوا

ہے؟اس نے کہا مجھے یہ خطرہ تھا کہ آپ لوگوں کو میری رائے کے خلاف فتح مل جائے گی تو میں اس سے پہلے ہی زہر کھا کر مر جاؤں گا کیونکہ یوں خودکشی کر لینا مجھے اپنی قوم اور اپنے شہر والوں کی ذلت آمیز شکست کا ذریعہ بننے سے زیادہ محبوب ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی انسان اپنے وقت سے پہلے نہیں مر سکتا پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا پڑھی:

((بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ الَّذِيْ لَيْسَ يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ دَاءٌ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ))

''اللہ کا نام لے کر میں یہ زہر پیتا ہوں لفظ اللہ اس کے ناموں میں سب سے بہترین نام ہے جو زمین اور آسمان کا رب ہے اور اس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ نہایت مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے۔''

اس پر لوگ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو روکنے کے لیے آگے بڑھے لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ لوگوں کے آنے سے پہلے ہی جلدی سے وہ زہر پی گئے اور انہیں کچھ بھی نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر عمرو نے کہا اے جماعت عرب! جب تک تم صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی بھی باقی رہے گا اس وقت تک تم جو چاہو گے حاصل کر لو گے پھر عمرو نے حیرہ والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں نے آج جیسا واضح اقبال والا دن نہیں دیکھا۔ [اخرجه ابن جرير فى تاريخه ٢/ ٥٦٧ عن محمد بن ابى السفر]

گرمی اور سردی کا اثر نہ ہونا

حضرت عبداللہ بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سردیوں میں لنگی اور ایک چادر اوڑھ کر باہر نکلا کرتے تھے اور یہ دونوں کپڑے پتلے ہوتے تھے اور گرمیوں میں موٹے کپڑے اور ایسا جبہ پہن کر نکلا کرتے تھے جس میں روئی بھری ہوئی ہوتی تھی لوگوں نے مجھ سے کہا آپ کے ابا جان رات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے باتیں کرتے ہیں آپ اپنے ابا جان سے کہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھیں میں نے اپنے والد سے کہا لوگوں نے امیر المومنین کا ایک کام دیکھا ہے جس سے وہ حیران ہیں میرے والد نے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا وہ سخت گرمی میں روئی والے جبہ میں اور موٹے کپڑوں میں باہر آتے ہیں اور انہیں گرمی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور سخت سردی میں پتلے کپڑوں میں باہر آتے ہیں نہ انہیں سردی کی کوئی پرواہ ہوتی ہے اور نہ وہ سردی سے

بچنے کی کوشش کرتے ہیں تو کیا آپ نے ان سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ لوگوں نے مجھے کہا ہے کہ آپ جب رات کو ان سے باتیں کریں تو یہ بات بھی ان سے پوچھ لیں۔ چنانچہ جب رات کو میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ان سے کہا اے امیر المومنین! لوگ آپ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا ہے؟ میرے والد نے کہا آپ سخت گرمی میں روئی والا جبہ اور موٹے کپڑے پہن کر باہر آتے ہیں اور سخت سردی میں دو پتلے کپڑے پہن کر باہر آتے ہیں' نہ آپ کو سردی کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو لیلیٰ! کیا آپ خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے؟ میرے والد نے کہا اللہ کی قسم! میں آپ لوگوں کے ساتھ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ لوگوں کو لے کر قلعہ پر حملہ آور ہوئے لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا وہ واپس آ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ لوگوں کو لے کر حملہ آور ہوئے لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا وہ بھی واپس آ گئے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا جسے اللہ اور اس کے رسول سے بہت محبت ہے اللہ اس کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائے گا اور وہ بھگوڑا بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی بھیج کر مجھے بلایا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میری آنکھیں دکھ رہی تھیں مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور یہ دعا کی اے اللہ! گرمی اور سردی سے اس کی حفاظت فرما اس کے بعد مجھے نہ کبھی گرمی لگی اور نہ کبھی سردی۔ [اخرجه ابن ابی شیبة واحمد وابن ماجه والبزار وابن جریر وصححه والطبرانی فی الاوسط والحاکم والبیهقی فی الدلائل کذا فی المنتخب ۵/ ۴۴ واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۱۶۲ عن عبدالرحمن مختصرا]

ابو نعیم کی روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیوں پر لعاب لگایا اور پھر دونوں ہتھیلیاں میری آنکھوں پر مل دیں اور یہ دعا فرمائی اے اللہ اس سے گرمی اور سردی دور کر دے اس ذات کی قسم جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے! اس کے بعد سے آج تک گرمی اور سردی نے مجھے کچھ تکلیف نہیں پہنچائی۔

[قال الهیثمی ۹/ ۱۲۲ رواه الطبرانی فی الاوسط واسناده حسن]

طبرانی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہماری

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سردیوں میں ملاقات ہوئی انہوں نے صرف دو کپڑے پہنے ہوئے تھے ہم نے ان سے کہا آپ ہمارے علاقہ سے دھوکہ نہ کھائیں ہمارا علاقہ آپ کے علاقہ جیسا نہیں ہے یہاں سردی بہت زیادہ پڑتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے سردی بہت لگا کرتی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خیبر بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا کہ میری آنکھیں دکھ رہی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں پر لعاب لگایا اور اس کے بعد مجھے نہ کبھی گرمی لگی اور نہ کبھی سردی اور نہ کبھی میری آنکھیں دکھنے آئیں۔ [وقال الهيثمي في موضع آخر ۹/ ۱۲۴ بعد ما ذكر الحديث عن ابي يعلى ورواه البزار وفيه محمد بن عبدالرحمن بن ابي ليلى وهو سيى الحفظ وبقية رجاله رجال الصحيح]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سردی کی ایک رات میں صبح کی اذان دی لیکن کوئی آدمی نہ آیا۔ میں نے پھر اذان دی لیکن پھر بھی کوئی نہ آیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال! لوگوں کو کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں سردی بہت زیادہ ہے اس وجہ سے لوگ ہمت نہیں کر رہے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! لوگوں سے سردی دور کر دے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ لوگ صبح کی نماز میں اور اشراق کی نماز میں بڑے آرام سے آ رہے ہیں انہیں سردی محسوس نہیں ہو رہی بلکہ کچھ لوگ تو پنکھا کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ [اخرجه ابو نعيم في الدلائل ۱۲۶ عن جابر واخرجه البيهقي عن جابر عن ابي بكر عن بلال رضی اللہ عنہ فذكر بمعناه مختصرا كما في البداية ۶/ ۱۲۲ وفي روايته اللهم اذهب عنهم البرد ثم قال البيهقي تفرد به ايوب بن يسار قال ابن كثير ونظير قد مضى في الحديث المشهور عن حذيفة رضی اللہ عنہ في قصة الخندق۔ انتهى]

بھوک کے اثر کا چلے جانا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ گئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ! اور قریب آ جاؤ اور وہ قریب آ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ! اور قریب ہو جاؤ وہ بالکل قریب ہو کر سامنے کھڑی ہو گئیں۔ میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر بھوک اور

کمزوری کی وجہ سے زردی چھائی ہوئی ہے اور خون کا نام ونشان نہیں ہے (اس وقت تک عورتوں کے لیے پردہ کا حکم نہیں آیا تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں پھیلا کر ہاتھ ان کے سینے پر رکھا اور سر اٹھا کر یہ دعا کی اے اللہ! اے بھوکوں کا پیٹ بھرنے والے! اے حاجتوں کو پورا کرنے والے! اور اے گرے پڑے لوگوں کو اونچا کرنے والے! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ کو بھوکا مت رکھ میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چہرے سے وہ زردی چلی گئی اور خون کی سرخی آ گئی پھر میں نے اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا انہوں نے کہا اے عمران! اس کے بعد مجھے کبھی بھوک نہیں لگی۔ [اخرجه الطبرانی فی الاوسط قال الهیثمی ۹/ ۲۰۳ وفیه عتبة بن حمید وثقة ابن حبان وغیره وضعفه جماعة وبقیة ورجاله وثقوا۔ انتهى واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۱۶۲ عن عمران بنحوه]

بڑھاپے کے اثر کا چلے جانا

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میرے قریب آ جاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور یہ دعا فرمائی اے اللہ! اسے خوبصورت بنا دے اور پھر اس کی خوبصورتی کو ہمیشہ باقی رکھ۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ کی عمر سو سال سے زیادہ ہو گئی تھی اور ان کی داڑھی میں تھوڑے سے سفید بال تھے اور ان کا چہرہ کھلا رہتا تھا اور موت تک ان کے چہرے پر جھریاں نہیں پڑی تھیں۔

[اخرجه احمد قال السهیلی اسناد صحیح موصول کذا فی البدایة ۶/ ۱۶۶]

امام احمد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابونہیک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا میں ایک پیالے میں پانی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اس میں ایک بال تھا وہ میں نے پکڑ کر نکال دیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اے اللہ! اسے خوبصورت بنا دے۔ حضرت ابونہیک کہتے ہیں میں نے حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کی عمر چورانوے سال ہو چکی تھی اور ان کی داڑھی میں ایک بھی سفید بال نہیں تھا۔ [قال فی الاصابة ۴/ ۷۸ رواه احمد من وجه آخر وصححه ابن حبان والحاکم۔ انتهى واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۱۶۳ من طریق ابی نهیك بنحوه]

ابو نعیم کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو نہیک کہتے ہیں میں نے انہیں دیکھا کہ ان کی عمر ترانوے سال ہو چکی تھی اور ان کے سر اور داڑھی میں ایک بھی سفید بال نہیں تھا۔

حضرت ابو العلاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کا جس جگہ انتقال ہوا میں اس جگہ ان کے پاس تھا گھر کے پچھلے حصے میں ایک آدمی گزرا اس کا عکس مجھے حضرت قتادہ کے چہرے میں نظر آیا اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا (اس کی برکت سے ہر وقت ایسے لگتا تھا کہ ان کے چہرے پر تیل لگا ہوا ہے) اس سے پہلے جب بھی میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ایسے لگتا تھا کہ ان کے چہرے پر تیل لگا ہوا ہے۔

[اخرجه احمد كذا فى البداية ٦/ ١٦٦]

حضرت حیان بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیرا اس کا اثر یہ ہوا کہ جب وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کے جسم کے ہر حصے پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو گئے تھے تو چہرے پر کوئی اثر نہیں تھا' چنانچہ میں وفات کے وقت ان کے پاس تھا ان کے پاس سے ایک عورت گزری تو مجھے اس عورت کا عکس ان کے چہرے میں اس طرح نظر آیا جیسے کہ شیشے میں نظر آتا ہے۔

[عند ابن شاهين كذا فى الاصابة ٣/ ٢٢٥]

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شعر سنایا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آیا

بَلَغْنَا السَّمَاءَ مَجْدُنَا وَ ثَرَانَا
وَ اِنَّا لَنَرْجُوْا فَوْقَ ذٰلِكَ مَظْهَرًا

"ہماری بزرگی اور بلندی آسمان تک پہنچ گئی اور ہمیں اس سے بھی اور چڑھنے کا یقین ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو لیلیٰ! اور اوپر کہاں چڑھنا ہے؟ میں نے کہا جنت میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے انشاء اللہ اور شعر پڑھو پھر میں نے یہ شعر پڑھے۔

وَ لَا خَيْرَ فِيْ حِلْمٍ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَّهٗ
بَوَادِرُ تَحْمِيْ صَفْوَهٗ اَنْ يُّكَدَّرَا

وَ لَا خَيْرَ فِيْ جَهْلٍ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ
حَلِيْمٌ اِذَا مَا اَوْرَدَ الْاَمْرَ اَصْدَرَا

''بردباری میں اس وقت تک خیر نہیں ہو سکتی جب تک کہ جلدی کیے جانے والے کچھ کام ایسے نہ ہوں جو بردباری کو گدلا ہونے سے بچائیں اور سخت کلامی میں اس وقت تک خیر نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسان بردبار نہ ہو کہ وہ جب کوئی کام شروع کرے تو اسے پورا کر کے چھوڑے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بہت عمدہ شعر کہے ہیں اللہ تمہارے دانتوں کو گرنے نہ دے یعلی راوی کہتے ہیں میں نے حضرت نابغہ کو دیکھا کہ ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہو چکی تھی لیکن ان کا ایک بھی دانت نہیں گرا تھا۔

[اخرجه ابو نعيم فى الدلائل ۱۶۴ واخرجه البيهقى عن النابغة نحوه الا ان فى رواية تراثنا بدل ثرانا واخرجه البزار عنه نحوه الا ان فى روايةعفةوتكرما بدل قوله مجدنا وثرانا ولم يذكر قول يعلى كما فى البداية ۱۶۸/۶ واخرجه ايضاً الحسن بن سفيان فى مسنده وابو نعيم فى تاريخ اصبهان والشيرازى فى الالقاب كلهم من رواية يعلى بن شدق وهو ساقط الحديث لكنه توبع فقد وقعت لنا قصة فى غريب الحديث للخطابى وفى كتاب العلم للمرجى وغيرهما من طريق المهاجر بن سليم و رويناها فى الموتلف والمختلف للدارقطنى وفى الصحابة لابن السكن وفى غيرهما من طريق الرجال بن المنذر حدثنى ابى عن ابيه كريز بن سامه وكانت له وفادة مع النابغة الجعدى فذكرها بنحوه]

حضرت عبداللہ بن جراد کہتے ہیں بنو جعدہ قبیلہ کے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا یہ شعر علونا السماء سنایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا۔ آپ نے فرمایا اے ابو لیلیٰ! چڑھ کر اوپر کہاں جانا ہے؟ میں نے کہا جنت میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے ان شاء اللہ۔ مجھے اپنا اور اشعار سناؤ اس پر میں نے ولا خیر فی حلم والے دونوں شعر سنائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم نے بہت اچھے شعر کہے ہیں اللہ تمہارے دانتوں کو گرنے نہ دے حضرت عبداللہ کہتے ہیں میں نے دیکھا تو مجھے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کے دانت مسلسل گرنے والے اولوں کی طرح چمکدار نظر آئے اور نہ کوئی دانت ٹوٹا ہوا تھا اور نہ کوئی مڑا ہوا۔ عاصم لیثیؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کے دانت عمر بھر بڑے خوبصورت رہے جب بھی

ان کا کوئی دانت گر جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نکل آتا اور ان کی عمر بہت زیادہ ہوئی تھی۔

[اخرجه السلفی فی الاربعین من طریق نصر بن عاصم اللیثی عن ابیه عن النابغة فذکر الحدیث کذا فی الاصابه ۳/ ۵۳۹ مختصرا]

صدمہ کے اثر کا چلے جانا

حضرت ام اسحٰق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ منورہ حضور ﷺ کی خدمت میں ہجرت کے لیے چلی راستہ میں ایک جگہ پہنچ کر میرے بھائی نے مجھ سے کہا اے ام اسحٰق! تم ذرا یہاں بیٹھو میں اپنا خرچہ مکہ میں بھول آیا ہوں جا کر لے آتا ہوں۔ میں نے اپنے خاوند کے بارے میں کہا مجھے تم پر اس غنڈے سے خطرہ ہے تمہیں وہ کہیں قتل نہ کر دے اس نے کہا نہیں انشاء اللہ ایسے نہیں ہوگا میں چند دن وہاں ٹھہری رہی پھر ایک آدمی میرے پاس سے گزرا جسے میں نے پہچان لیا اب میں اس کا نام نہیں لیتی اس نے کہا اے ام اسحٰق! تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ میں نے کہا میں اپنے بھائی کا انتظار کر رہی ہوں۔ اس نے کہا آج کے بعد سے تمہارا کوئی بھائی نہیں۔ اسے تمہارے خاوند نے قتل کر دیا ہے۔ میں نے صبر سے کام لیا اور وہاں سے چل دی اور مدینہ پہنچ گئی۔ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچی تو آپ ﷺ وضو کر رہے تھے میں جا کر آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا بھائی اسحٰق قتل ہو گیا ہے جب بھی میں حضور ﷺ کو دیکھتی تو آپ ﷺ وضو کے پانی کی طرف سر جھکا لیتے پھر آپ ﷺ نے پانی لے کر میرے چہرے پر چھڑکا بشار راوی کہتے ہیں میری دادی نے بتایا کہ (حضور ﷺ کے پانی چھڑکنے کی برکت یہ ہوئی کہ) حضرت ام اسحٰق رضی اللہ عنہا پر جب بھی کوئی مصیبت آتی تو ان کی آنکھوں میں تو آنسو نظر آتے لیکن رخساروں پر نہ گرتے۔ [اخرجه ابو نعیم فی دلائل ۱۶۸ واخرجه البخاری فی تاریخه وسمویه وابو یعلی وغیرهم من طریقه بشار بن عبدالملك المزنی عن جدته ام حکیم بنت دینار المزنیة عن مولاتها ام اسحق الغنویة بمعناه کما فی الاصابة ۱/ ۳۲]

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام اسحٰق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے روتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! (میرا بھائی) اسحٰق قتل ہو گیا ہے تو حضور ﷺ نے ایک چلو پانی لے کر میرے چہرے پر چھڑکا حضرت ام حکیم کہتی ہیں حضرت ام اسحٰق پر بڑی سے بڑی مصیبت بھی آتی تو آنسو ان کی

آنکھوں میں تو نظر آتے لیکن رخسار پر نہ گرتے۔

[کما فی الاصابۃ ۳/ ۴۳۰ وبشار ضعفہ ابن معین کما فی الاصابۃ ۱/ ۳۲]

دعا کے ذریعہ بارش سے حفاظت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا آؤ اپنی قوم کی زمین پر چلتے ہیں یعنی ذرا اپنے دیہات دیکھ لیتے ہیں' چنانچہ ہم لوگ چل پڑے۔ میں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جماعت سے کچھ پیچھے رہ گئے تھے اتنے میں ایک بادل تیزی سے آیا اور برسنے لگا۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے اللہ! اس بارش کی تکلیف کو ہم سے دور فرما دے (چنانچہ ہم بارش میں چلتے رہے لیکن کوئی چیز بارش سے نہ بھیگی) جب ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور باقی ساتھیوں کے پاس پہنچے تو ان کے جانور' کجاوے اور سامان وغیرہ سب کچھ بھیگا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں تو راستہ میں بہت بارش ملی تو کیا آپ لوگوں کو نہیں ملی؟ میں نے کہا ابوالمنذر ریعنی حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ اس بارش کی تکلیف ہم سے دور فرما دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں نے اپنے ساتھ ہمارے لیے دعا کیوں نہیں کی؟

[اخرجہ ابن ابی الدنیا فی کتاب مجابی الدعوۃ وابن عساکر کذا فی المنتخب ۵/ ۱۳۲]

ٹہنی کا تلوار بن جانا

حضرت زید بن اسلم وغیرہ حضرات فرماتے ہیں جنگ بدر کے دن حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو درخت کی ایک ٹہنی دی جو ان کے ہاتھ میں جاتے ہی کاٹنے والی تلوار بن گئی جس کا لوہا بڑا صاف اور مضبوط تھا۔ [اخرجہ ابن سعد ۱/ ۱۸۸]

دعا سے شراب کا سرکہ بن جانا

حضرت خثیمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اس کے پاس شراب کی ایک مشک تھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے اللہ! اسے شہد بنا دے' چنانچہ وہ شراب اسی وقت شہد بن گئی دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی

گزرا جس کے پاس شراب کی ایک مشک تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا سرکہ ہے حضرت خالد نے کہا اللہ اسے سرکہ ہی بنادے۔ لوگوں نے اسے دیکھا تو وہ واقعی سرکہ ہی تھا' حالانکہ اس سے پہلے وہ شراب تھی۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا باسناد صحیح كذافی الاصابة ۱/ ۴۱۴ قال ابن كثیر فی البدایة ۷/ ۱۱۴ وله طرق]

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس کے پاس شراب کی مشک تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا شہد ہے حضرت خالد نے دعا کی اے اللہ! اسے سرکہ بنادے وہ آدمی جب اپنے ساتھیوں کے پاس واپس پہنچا تو اس نے کہا میں آپ لوگوں کے پاس ایسی شراب لے کر آیا ہوں کہ اس جیسی شراب عربوں نے کبھی نہیں پی ہوگی پھر اس نے مشک کھولی تو اس میں سرکہ تھا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دعا لگی ہے۔

قیدی کا قید سے رہا ہو جانا

حضرت محمد بن اسحٰق کہتے ہیں حضرت مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا بیٹا عوف قید ہو گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے پاس یہ پیغام بھیج دو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرما رہے ہیں کہ وہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھے' چنانچہ قاصد نے جا کر حضرت عوف رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دیا حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ خوب کثرت سے پڑھنا شروع کر دیا کافروں نے حضرت عوف رضی اللہ عنہ کو تانت سے باندھا ہوا تھا ایک دن وہ تانت ٹوٹ کر گر گئی تو حضرت عوف رضی اللہ عنہ قید سے باہر نکل آئے۔ باہر آ کر انہوں نے دیکھا کہ ان لوگوں کی اونٹنی وہاں موجود ہے حضرت عوف رضی اللہ عنہ اس پر سوار ہو گئے آگے گئے تو دیکھا کہ ان کافروں کے سارے جانور ایک جگہ جمع ہیں انہوں نے ان جانوروں کو ایک آواز لگائی تو سارے جانور ان کے پیچھے چل پڑے اور انہوں نے اچانک اپنے ماں باپ کے گھر کے دروازے پر جا کر آواز لگائی تو ان کے والد نے کہا رب کعبہ کی قسم! یہ تو عوف ہے۔ ان کی والدہ نے کہا ہائے یہ عوف کیسے ہو سکتا ہے؟ عوف تو تانت کی تکلیف میں گرفتار ہے بہر حال والد اور خادم دوڑ کر دروازے پر گئے تو دیکھا کہ واقعی حضرت عوف رضی اللہ عنہ موجود ہیں اور

سارا میدان اونٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو اپنا اور اونٹوں کا سارا قصہ سنایا ان کے والد نے جا کر حضور ﷺ کو یہ سب کچھ بتایا۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا ان اونٹوں کے ساتھ تم جو چاہے کرو (یہ اونٹ تمہارے ہیں اس لیے) اپنے اونٹوں کے ساتھ جو کچھ تم کرتے ہو وہی ان کے ساتھ کرو پھر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ [سورة طلاق: ۲-۳]

”جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے (مضرتوں سے) نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس (کی اصلاح مہمات) کے لیے کافی ہے۔“

[اخرجه آدم بن ابی ایاس فی تفسیره كذا فی الترغیب ۳/ ۱۰۵ وقال ومحمد بن اسحق لم یدرك مالكاو هو اخرجه ابن ابی حاتم عن محمد بن اسحق نحوه كما فی التفسیر لابن كثیر ۴/ ۳۸۰ واخرجه ابن جریر فی تفسیره ۲۸/ ۸۹ عن السدی بمعناه مختصرا ولم یذكر امر الحوقلة واخرجه ابن جریر ایضاً عن سالم بن ابی الجعد مختصرا]

ابن جریر کی روایت میں یہ بھی ہے کہ عوف کے والد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنے بیٹے کے قید ہونے اور اس کی پریشانی کی شکایت کرتے حضور ﷺ انہیں صبر کی تلقین فرماتے اور ارشاد فرماتے اللہ تعالیٰ عنقریب اس کے لیے اس پریشانی سے نکلنے کا راستہ بنائیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکلیفیں پہنچانے کی وجہ سے نافرمانوں پر کیا کیا مصیبتیں آئیں

حضرت عباس بن سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما یا حضرت عباس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ (حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کے علاقے) حجر کے پاس سے گزرے اور وہاں پڑاؤ ڈالا تو لوگوں نے وہاں کے کنویں سے پانی نکال کر برتنوں میں بھر لیا۔ جب وہاں سے آگے

روانہ ہوئے تو حضور ﷺ نے لوگوں سے فرمایا اس کنویں کا پانی نہ پیو اور نہ اس سے نماز کے لیے وضو کرو اور اس کے پانی سے جو آٹا گوندھا ہے وہ اونٹوں کو کھلا دو خود اسے بالکل نہ کھاؤ۔ آج رات جو بھی باہر نکلے وہ اپنے کسی ساتھی کو ضرور لے کر جائے اکیلا نہ جائے۔ تمام لوگوں نے حضور ﷺ کی تمام باتوں پر عمل کیا' البتہ بنو ساعدہ کے دو آدمی اکیلے باہر نکل گئے' ایک قضائے حاجت کے لیے گیا تھا دوسرا اپنا اونٹ ڈھونڈنے گیا تھا۔ جو قضائے حاجت کے لیے گیا تھا راستہ میں اس کا کسی (جن) نے گلا گھونٹ دیا اور جو اپنے اونٹ ڈھونڈنے گیا تھا اسے آندھی نے اٹھا کر قبیلہ طے کے دو پہاڑوں کے درمیان (یمن میں) جا پھینکا۔ جب حضور ﷺ کو ان دونوں کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے فرمایا ساتھی کے بغیر اکیلے باہر نکلنے سے کیا تم لوگوں کو منع نہیں کیا تھا؟ پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی جس کا راستہ میں کسی نے گلا گھونٹا وہ ٹھیک ہو گیا اور دوسرا آدمی تبوک سے حضور ﷺ کے پاس پہنچا۔

[اخرجه ابن اسحق عن عبدالله بن ابی بکر بن حزم]

ابن اسحق سے زیاد نے جو روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ واپس پہنچے تو قبیلہ طے والوں نے اس آدمی کو حضور ﷺ کے پاس بھیجا۔

[كذا فی البداية ٥/ ١١ واخرجه ابو نعيم فی الدلائل ١٩٠ من طريق ابراهيم بن سعد عن ابن اسحاق عن الزهری ويزيد بن رومان وعبدالله بن ابی بكر وعاصم بن عمر بن قتادة نحوه]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر بیان فرما رہے تھے حضرت جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لاٹھی لی اور اس زور سے ان کے گھٹنے پر ماری کہ گھٹنا پھٹ گیا اور لاٹھی بھی ٹوٹ گئی۔ ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جہجاہ کے ہاتھ پر جسم کو کھا جانے والی بیماری لگا دی جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔

[اخرجه ابو نعيم فی الدلائل ٢١١ واخرجه الباوردی وابن السكن عنه بمعناه كما فی الاصابة ١/ ٢٥٣ قال ورويناه فی المحامليات من طريق سليمان بن يسار ونحوه ورواه ابن السكن من طريق فليح بن سليمان عن عمر وابيها وعمها انهما حضرا عثمان]

ابن سکن کی روایت میں ہے کہ حضرت جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ اٹھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ان کے ہاتھ سے چھڑی لے لی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر اس زور سے

ماری کہ وہ ٹوٹ گئی اس پر لوگوں نے شور مچایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اتر کر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت غفاری رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں بیماری پیدا کر دی اور سال گزرنے سے پہلے ہی اسی بیماری میں ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مسلمانوں میں سے ایک آدمی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے یہ شعر پڑھے (حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیماری کی وجہ سے قادسیہ کی لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے تھے جس پر اس نے یہ اشعار طنزاً پڑھے)

نُقَاتِلُ حَتّٰی یُنْزِلَ اللّٰہُ نَصْرَہٗ

وَ سَعْدٌ بِبَابِ الْقَادِسِیَّۃِ مُعْصَمُ

فَاُبْنَا وَ قَدْ اَمَتْ نِسَاءٌ کَثِیْرَۃٌ

وَ نِسْوَۃُ سَعْدٍ لَیْسَ فِیْھِنَّ اَیِّمُ

''ہم تو اس لیے جنگ کر رہے تھے تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مدد نازل کر دے اور (حضرت) سعد قادسیہ کے دروازے سے چمٹے کھڑے رہے جب ہم واپس آئے تو بہت سی عورتیں بیوہ ہو چکی تھیں لیکن (حضرت) سعد کی بیویوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہیں ہوئی۔''

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان شعروں کا پتہ چلا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی اے اللہ! ان کی زبان اور ہاتھ مجھ سے تو جس طرح چاہے روک دے' چنانچہ جنگ قادسیہ کے دن اسے ایک تیر لگا جس سے اس کی زبان بھی کٹ گئی اور ہاتھ بھی کٹ گیا اور وہ قتل بھی ہو گیا۔

[اخرجه ابو نعيم في الدلائل ۲۰۷]

حضرت قبیصہ بن جابر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے ایک چچا زاد بھائی نے جنگ قادسیہ کے موقع پر (حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر طنز کرنے کے لیے) یہ دو شعر کہے جو گزر گئے' البتہ پہلے شعر میں الفاظ دوسرے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اپنی مدد کو کیسے اتارا؟ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان اشعار کا پتہ چلا تو انہوں نے فرمایا خدا کرے اس کی زبان اور ہاتھ بیکار ہو جائیں' چنانچہ ایک تیر اس کے منہ پر لگا جس سے وہ گونگا ہو گیا پھر جنگ میں اس کا ہاتھ بھی کٹ گیا۔ اپنا عذر لوگوں کو بتانے کے لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اٹھا کر دروازے کے پاس

لے چلو چنانچہ لوگ انہیں اٹھا کر باہر لائے پھر انہوں نے اپنی پشت سے کپڑا ہٹایا تو اس پر بہت سے زخم تھے جنہیں دیکھ کر تمام لوگوں کو پورا یقین ہو گیا کہ یہ واقعی معذور تھے اور کوئی بھی انہیں بزدل نہیں سمجھتا تھا۔ [وفی روایة یقاتل حتی ینزل الله نصره وقال وقطعت یدیه وقتل قال الهیثمی ۹/ ۱۵۴ رواه الطبرانی باسناد رجال احدهما ثقات۔ انتهی]

اپنے بڑوں کی وجہ سے ناراض ہونے کے باب میں (طبرانی والی) حضرت عامر بن سعد کی روایت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حضرت علی حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنے والے کے لیے بددعا کرنا بھی گزر چکا ہے جس میں یہ بھی ہے کہ ایک بختی اونٹنی تیزی سے آئی اور لوگ اسے دیکھ کر ادھر ادھر ہٹ گئے اس اونٹنی نے اس آدمی کو روند ڈالا اور حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے والے کے لیے بددعا کرنا بھی گزر چکا ہے جس میں یہ بھی ہے کہ ہمارے بکھرنے سے پہلے ہی اللہ کی قدرت ظاہر ہوئی اور اس کے سواری کے پاؤں زمین میں دھنسنے لگے جس سے وہ سر کے بل ان پتھروں پر زور سے گرا جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور اس کا بھیجا باہر نکل آیا اور وہ وہیں مر گیا۔ ابونعیم کی روایت میں ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بھڑکا ہوا اونٹ آیا اور لوگوں کے درمیان میں سے گزرتا ہوا اس آدمی کے پاس پہنچا اور اسے مار کر نیچے گرایا اور پھر اس پر بیٹھ کر اپنے سینے سے اسے زمین پر رگڑتا رہا یہاں تک کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دوڑتے ہوئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آپ کو دعا کا قبول ہونا مبارک ہو۔ [عند ابی نعیم فی الدلائل ۲۰۶]

حضرت ابن شوذب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ خبر ملی کہ زیاد حجاز مقدس کا بھی والی بننا چاہتا ہے انہیں اس کی بادشاہت میں رہنا پسند نہ آیا تو انہوں نے یہ دعا کی اے اللہ! تو اپنی مخلوق میں سے جس کے بارے میں چاہتا ہے اسے قتل کروا کر اس کے گناہوں کے کفارے کی صورت بنا دیتا ہے (زیاد) ابن سمیہ اپنی موت مرے قتل نہ ہو چنانچہ زیاد کے انگوٹھے میں اسی وقت طاعون کی گلٹی نکل آئی اور جمعہ آنے سے پہلے ہی مر گیا۔

[اخرجه ابن عساکر کذا فی المنتخب ۵/ ۲۳۱]

حضرت عبدالجبار بن وائل یا حضرت علقمہ بن وائل کہتے ہیں جو کچھ وہاں (کربلا میں) ہوا

تھا میں اس موقع پر وہاں موجود تھا چنانچہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا کیا آپ لوگوں میں حسین (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں ہیں اس آدمی نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گستاخی کے انداز میں کہا آپ کو جہنم کی بشارت ہو۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے دو بشارتیں حاصل ہیں ایک تو نہایت مہربان رب وہاں ہوں گے دوسرے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہوں گے جو سفارش کریں گے اور ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔ لوگوں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ابن جویرہ یا ابن جویزہ ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی اے اللہ! اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے جہنم میں ڈال دے چنانچہ اس کی سواری زور سے بدکی جس سے وہ سواری سے اس طرح نیچے گرا کہ اس کا پاؤں رکاب میں پھنسا رہ گیا اور سواری تیز بھاگتی رہی اور اس کا جسم اور سر زمین پر گھسٹتا رہا جس سے اس کے جسم کے ٹکڑے گرتے رہے۔ اللہ کی قسم! آخر میں صرف اس کی ٹانگ رکاب میں لٹکی رہ گئی۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۱۹۳ وفیه عطاء بن السائب وهو ثقة ولكنه اختلط]

حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ پانی پی رہے تھے ایک آدمی نے ان کو تیر مارا جس سے ان کے دونوں جبڑے شل ہو گئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تجھے کبھی سیراب نہ کرے چنانچہ اس نے پانی پیا لیکن پیاس نہ بجھی آخر اتنا پانی پیا کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا۔

[اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۱۹۳ رجاله الی قائل ثقات]

عبید اللہ بن زیاد کا دربان بیان کرتا ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے آیا تو میں اس کے پیچھے محل میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ محل میں ایک دم آگ بھڑک اٹھی جو اس کے چہرے کی طرف بڑھی اس نے فوراً اپنی آستین چہرے کے سامنے کر دی اور مجھ سے پوچھا تم نے بھی یہ آگ دیکھی ہے میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اسے چھپا کر رکھنا کسی کو مت بتانا۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۱۹۶ وحاجب عبیدالله لم اعرفه وبقیة رجال ثقات]

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میری دادی نے مجھے بتایا کہ قبیلہ جعفی کے دو آدمی حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھے ان میں سے ایک کی شرمگاہ اتنی لمبی ہو گئی تھی کہ وہ اسے لپیٹا کرتا تھا اور دوسرے کو اتنی زیادہ پیاس لگتی تھی کہ مشک کو منہ لگا کر ساری پی جایا کرتا تھا حضرت سفیان کہتے میں نے ان دونوں میں سے ایک کا بیٹا دیکھا وہ بالکل پاگل نظر آ رہا تھا۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۱۹۶ رجاله الی جدة سفیان ثقات]

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر پاخانہ کرنے کی گستاخی کی تو اس سے اس کے گھر والوں میں پاگل پن، کوڑھ اور خارش کی وجہ سے کھال سفید ہو جانے کی بیماریاں پیدا ہو گئیں اور سارے گھر والے فقیر ہو گئے۔

[عند الطبرانی ایضاً ورجالہ رجال الصحیح کما قال الھیثمی ۹/ ۱۹۷]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قتل ہونے کی وجہ سے پوری دنیا کے نظام میں کیا کیا تبدیلیاں آئیں

حضرت ربیعہ بن لقیط رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس سال حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی جماعتوں میں جنگ ہوئی اس سال میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا ان کی جماعت واپس جا رہی تھی راستہ میں تازہ خون کی بارش ہوئی۔ میں برتن بارش میں رکھتا تھا تو وہ تازہ خون سے بھر جاتا تھا لوگ سمجھ گئے کہ لوگوں نے جو ایک دوسرے کا خون بہایا ہے اس کی وجہ سے یہ بارش ہوئی ہے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرنے کے لیے کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی شایان شان حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اگر تم اپنے اور اللہ کے درمیان کا تعلق ٹھیک کرلو گے (ہر حال میں اس کا حکم پورا کرو گے) تو اگر یہ دو پہاڑ بھی آپس میں ٹکرا جائیں گے تو بھی تمہارا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔

[اخرجہ ابن عساکر کذا فی الکنز ۴/ ۲۹۱ وقال سندہ صحیح]

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں عبدالملک نے مجھ سے کہا اگر آپ مجھے یہ بتا دیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن کون سی نشانی پائی گئی تھی تو پھر آپ واقعی بہت بڑے عالم ہیں میں نے کہا اس دن بیت المقدس میں جو بھی کنکری اٹھائی جاتی اس کے نیچے تازہ خون ملتا عبدالملک نے کہا اس بات کو روایت کرنے میں میں اور آپ دونوں برابر ہیں (مجھے بھی یہ بات معلوم ہے)

[اخرجہ الطبرانی قال الھیثمی ۹/ ۱۹۶ رجالہ ثقات]

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس دن حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کیا گیا اس دن شام میں جو بھی پتھر اٹھایا جاتا اس کے نیچے خون ہوتا۔

[عند الطبرانی ایضاً قال الھیثمی ۹/ ۱۹۶ رجالہ الصحیح]

حضرت ام حکیم رحمہا اللہ کہتی ہیں جس دن حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اس دن میں کم عمر لڑکی تھی تو کئی دن تک آسمان خون کی طرح سرخ رہا۔

[عند الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۱۹۷ رجاله الی ام حکیم رجال الصحیح]

حضرت ابو قبیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کیا گیا تو اسی وقت سورج کو اتنا زیادہ گرہن لگا کہ عین دوپہر کے وقت ستارے نظر آنے لگے اور ہم لوگ سمجھے کہ قیامت آ گئی۔ [عند الطبرانی ایضاً قال الهیثمی ۹/ ۱۹۷ اسناده حسن وقد ضعف ابن کثیر فی البدایة ۸/ ۲۰۱ تلك الاحادیث کلها سوی الحدیث الاول وجعلها من وضع الشیعة۔ والله اعلم]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قتل ہونے پر جنات کا نوحہ کرنا

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو یمن کے تبالہ پہاڑ پر ایک آواز سنی گئی کہ کسی نے یہ دو شعر پڑھے

لِیَبْكِ عَلَی الْاِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا
فَقَدْ اَوْ شَكُوْا هَلْكٰی وَ مَا قَدُمَ الْعَهْدُ
وَ اَدْبَرَتِ الدُّنْيَا وَ اَدْبَرَ خَيْرُهَا
وَ قَدْ مَلَّهَا مَنْ كَانَ يُوْقِنُ بِالْوَعْدِ

''اسلام پر جس نے رونا ہے وہ رو لے کیونکہ سب لوگ ہلاک ہو گئے' حالانکہ ابھی اسلام کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا اور دنیا اور دنیا کی خیر نے پیٹھ پھیر لی ہے اور جو آخرت کے وعدوں پر یقین رکھتا ہے اس کا دل دنیا سے اکتا گیا ہے۔''

لوگوں نے ادھر ادھر بہت دیکھا لیکن انہیں پہاڑ پر کوئی بولنے والا نظر نہ آیا (کیونکہ یہ اشعار جن نے پڑھے تھے)

[اخرجه الحاکم ۳/ ۹۴ واخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۲۱۰ عن معروف الموصلی قال اصیب عمر رضی اللہ عنہ سمعت صوتا فذکر البیتین وهکذا اخرجه الطبرانی عن معروف کما فی المجمع ۹/ ۷۹]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رات کے وقت کسی کو ان اشعار کے ذریعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دیتے ہوئے سنا اور مجھے یقین ہے کہ وہ خبر دینے والا انسان نہیں تھا

(بلکہ جن تھا)

جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْ اَمِيْرٍ وَّ بَارَكَتْ
يَدُ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْاَدِيْمِ الْمُمَزَّقِ
فَمَنْ يَّمْشِ اَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَىْ نَعَامَةٍ
لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْاَمْسِ يُسْبَقِ
قَضَيْتَ اُمُوْرًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا
بَوَائِقَ فِيْ اَكْمَامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ

''اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ اپنی قدرت سے اس کھال میں برکت عطا فرمائے جس کو ٹکڑے کر دیا گیا (اے امیر المومنین!) آپ جو کارنامے سر انجام دے گئے ہیں ان تک پہنچنے کے لیے کوئی تھوڑی محنت کرے یا زیادہ وہ کبھی بھی ان تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ پیچھے رہ جائے گا بہت بڑے کام تو آپ پورے کر گئے' لیکن ان کے بعد ایسی مصیبتیں چھوڑ گئے جو ایسی کلیوں میں ہیں جو ابھی پھوٹی نہیں۔''

[اخرجه ابن سعد ۳/ ۳۷۴]

حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک جن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے

عَلَيْكَ سَلَامٌ مِّنْ اَمِيْرٍ وَّ بَارَكَتْ
يَدُ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْاَدِيْمِ الْمُخَرَّقِ

''اے امیر المومنین! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ اپنی قدرت سے اس کھال میں برکت عطا فرمائے جس کو پھاڑ دیا گیا۔''

قَضَيْتَ اُمُوْرًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا
بَوَائِقَ فِيْ اَكْمَامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ
فَمَنْ يَّسْعَ اَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَىْ نَعَامَةٍ
لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْاَمْسِ يُسْبَقِ

ان دونوں شعروں کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

اَبَعْدَ قَتِيْلٍ بِالْمَدِيْنَةِ اَظْلَمَتْ
لَهُ الْاَرْضُ تَهْتَزُّ الْعِضَاهُ بِاَسْوُقٍ

"وہ شخص جن کے قتل ہونے کی وجہ سے ساری زمین تاریک ہوگئی ہے کیا ان کے قتل ہونے کے بعد کیکر کے درخت اپنے تنوں پر لہلہا رہے ہیں؟ یعنی نہیں بلکہ یہ درخت بھی ان کی شہادت پر افسردہ ہیں اور انہوں نے لہلہانا چھوڑ دیا ہے۔" [عند ابن سعد ایضاً]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے انتقال کے تین دن بعد جنات نے یہ اشعار پڑھ کر ان کی شہادت پر نوحہ کیا اور پھر یہی پچھلے چار شعر دوسری ترتیب سے ذکر کیے اور پھر پانچواں شعر یہ ذکر کیا

فَلَقَّاكَ رَبِّىْ فِى الْجِنَانِ تَحِيَّةً
وَ مِنْ كِسْوَةِ الْفِرْدَوْسِ مَا لَمْ يُمَزَّقِ

"میرا رب آپ کو جنتوں میں سلام پہنچائے اور آپ کو جنت الفردوس کے ایسے کپڑے پہنائے جو کبھی نہیں پھٹیں گے۔" [اخرجه ابو نعیم فی الدلائل ۲۱۰]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے جنات کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے ہوئے سنا ہے۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۱۹۹ رجاله رجال الصحیح]

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا ہے میں نے کبھی بھی جن کو کسی کے مرنے پر نوحہ کرتے ہوئے نہیں سنا لیکن آج رات میں نے سنا ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ میرا بیٹا (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) فوت ہوگیا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی باندی سے کہا باہر جا اور پتہ کر کے آ' چنانچہ باندی نے آ کر بتایا کہ واقعی حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ایک جنی یہ شعر پڑھ کر نوحہ کر رہی تھی

اَلَا يَا عَيْنُ فَاحْتَفِلِىْ بِجَهْدِىْ
وَ مَنْ يَّبْكِىْ عَلَى الشُّهَدَاءِ بَعْدِىْ
عَلٰى رَهْطٍ تَقُوْدُهُمُ الْمَنَايَا
اِلٰى مُتَجَبِّرٍ فِىْ مُلْكِ عَبْدٍ

"اے آنکھ! غور سے سن اور میں جو رونے کی کوشش اور محنت کر رہی ہوں اس کا اہتمام

کر میں اگر نہیں روؤں گی تو میرے بعد شہداء پر کون روئے گا؟ شہداء کی وہ جماعت جن کو موت کھینچ کر ایسے ظالم اور جابر انسان کے پاس لے گئی (یعنی عبید اللہ بن زیاد) جو کہ ایک غلام یعنی یزید کی بادشاہت میں فوج کا سپہ سالار ہے۔"

[عند الطبرانی ایضاً قال الهیثمی ۹/ ۱۹۹ وفیہ عمرو بن ثابت بن هرمز وهو ضعیف۔ انتهی]

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے جنات کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر نوحہ کرتے ہوئے سنا۔ [عند الطبرانی ایضاً قال الهیثمی ۹/ ۱۹۹ رجاله رجال الصحیح۔ انتهی]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا

(حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک ایسی جگہ ہوں جہاں بہت سے راستے ہیں پھر سارے راستے ختم ہو گئے اور صرف ایک راستہ رہ گیا میں نے اس پر چلنا شروع کر دیا اور چلتے چلتے ایک پہاڑ پر پہنچ گیا جس کے اوپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ان کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اشارہ فرما رہے تھے کہ یہاں آ جاؤ۔ یہ خواب دیکھ کر میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ کی قسم! امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے انتقال کا وقت آ گیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا آپ یہ خواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیوں نہیں لکھ دیتے؟ انہوں نے فرمایا میں خود ان کو ان کی موت کی خبر کیوں دوں۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۳۳۲]

حضرت کثیر بن صلت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس دن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس دن وہ سوئے اور اٹھنے کے بعد فرمایا اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عثمان فتنہ پیدا کرنا چاہتا ہے تو میں آپ لوگوں کو ایک بات بتاؤں ہم نے کہا آپ ہمیں بتا دیں ہم وہ بات نہیں کہیں گے جس کا دوسرے لوگوں سے خطرہ ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے ابھی خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم اس جمعہ میں ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے ابن سعد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ یہی جمعہ کا دن تھا۔ [اخرجه الحاکم ۳/ ۹۹ قال الحاکم هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه وقال الذهبی صحیح واخرجه ابن سعد ۳/ ۷۵ عن کثیر بن الصلت نحوه وهکذا اخرجه

ابو یعلی قال الھیثمی ۷/ ۲۳۲ وفیه ابو علقمه مولی عبدالرحمن بن عوف ولم اعرفه وبقیة رجاله ثقات۔ انتھی]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں صبح کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج رات میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! ہمارے پاس افطاری کرنا' چنانچہ اس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا اور اسی دن ان کو شہید کر دیا گیا۔

[عند الحاکم ۳/ ۱۰۳ قال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذھبی صحیح واخرجه ابو یعلی والبزار نحوہ کما فی المجمع ۷/ ۲۳۲ واخرجه ابن سعد ۳/ ۷۴ عن نافع نحوہ]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت مسلم ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس غلام آزاد کیے اور شلوار منگوا کر اسے پہنا اور اسے اچھی طرح باندھ لیا' حالانکہ انہوں نے اس سے پہلے نہ جاہلیت میں شلوار پہنی تھی اور نہ اسلام میں اور فرمایا گزشتہ رات میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا۔ ان حضرات نے مجھ سے فرمایا صبر کرو کیونکہ تم کل رات ہمارے پاس آ کر افطار کرو گے پھر قرآن شریف منگوایا اور کھول کر اپنے سامنے رکھ لیا' چنانچہ جب وہ شہید ہوئے تو قرآن اسی طرح ان کے سامنے تھا۔

[عند عبدالله وابی یعلی قال الھیثمی ۷/ ۲۳۲ ورجالھما ثقات وللحدیث طرق اخری ذکرھا فی المجمع والبدایة وغیرھما]

حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خواب میں مجھے میرے محبوب یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بعد عراق والوں کی طرف سے پیش آنے والی تکلیفوں کی شکایت کی تو آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ عنقریب تمہیں ان سے راحت مل جائے گی' چنانچہ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف تین دن ہی زندہ رہے۔

[اخرجه العدنی]

حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی شکایت کی کہ وہ مجھے

جھٹلاتے ہیں اور تکلیف پہنچاتے ہیں پھر میں رونے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مت روؤ اور ادھر دیکھو میں نے ادھر دیکھا تو مجھے دو آدمی نظر آئے جو بیڑیوں میں بندھے ہوئے تھے۔ (بظاہر یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل ابن ملجم اور اس کا ساتھی ہوگا) اور بڑے بڑے پتھر ان دونوں کے سر پر مارے جارہے تھے جس سے ان کے سر ریزہ ریزہ ہو جاتے پھر سر ٹھیک ہو جاتے۔ (یوں ہی ان دونوں کو مسلسل عذاب دیا جارہا تھا) حضرت ابو صالح کہتے ہیں میں اگلے دن اپنے روزانہ کے معمول کے مطابق صبح کے وقت گھر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف چلا جب میں قصائیوں کے محلے میں پہنچا تو مجھے کچھ لوگ ملے جنہوں نے بتایا کہ امیر المومنین کو شہید کر دیا گیا ہے۔

[عند ابی یعلی کذا فی المنتخب ۵/ ۶۱]

حضرت فلفلہ جعفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ عرش سے چمٹے ہوئے ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی کمر کو پکڑے ہوئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کمر کو پکڑے ہوئے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کمر کو پکڑے ہوئے ہیں اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے زمین پر خون گر رہا ہے۔ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ خواب سنایا تو وہاں کچھ شیعہ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے پوچھا کیا آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خواب میں نہیں دیکھا؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے سب سے زیادہ تو یہی پسند ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی کمر پکڑے ہوئے دیکھتا لیکن کیا کروں میں نے خواب میں دیکھا ہی وہی ہے جو میں نے آپ لوگوں کو سنایا ہے آگے اور بھی حدیث ہے۔

[اخرجہ الطبرانی قال الهیثمی ۹/ ۹۶ رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر باختصار واسنادہ حسن]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! میں نے آج رات عجیب خواب دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہیں اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے اور آکر عرش کے ایک پائے کے پاس کھڑے ہو گئے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور آکر حضور ﷺ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کر کے عرض کیا اے

میرے رب! اپنے بندوں سے پوچھ انہوں نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا؟ اس کے بعد آسمان سے زمین کی طرف خون کے دو پرنالے بہنے لگے۔ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ خواب بیان کر چکے تو کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کیا بیان کر رہے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو انہوں نے خواب میں دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس خواب کو دیکھنے کے بعد اب میں کسی جنگ میں شرکت نہیں کروں گا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا میں نے ان حضرات کے پیچھے بہت سا خون دیکھا میں نے پوچھا یہ خون کیا ہے؟ کسی نے جواب میں کہا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ہے جس کا وہ اللہ سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ [عند ابی یعلی قال الهیثمی ۹/ ۹۶ رواہ کله ابو یعلی باسنادین وفی احدهما من لم اعرفه وفی الاخر سفیان بن وکیع وهو ضعیف۔ انتهی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے دوپہر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گرد و غبار پڑا ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے میں نے پوچھا یہ شیشی کیسی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں حسین رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں صبح سے جمع کر رہا ہوں پھر ہم نے دیکھا تو واقعی حضرت حسین رضی اللہ عنہ اسی دن شہید ہوئے تھے۔ [اخرجه الخطیب فی تاریخه ۱/ ۱۴۲ واخرجه ابن عبدالبر فی الاستیعاب ۱/ ۳۸۱ عن ابن عباس نحوہ]

ابن عبدالبر کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک دوسرے کو خواب میں دیکھنا

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا پڑوسی تھا۔ میں نے ان سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ رات بھر نماز پڑھتے اور دن بھر روزہ رکھتے اور لوگوں کے کاموں میں لگے رہتے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے

خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت کرادے چنانچہ میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ کندھے پر چادر ڈالے ہوئے مدینہ کے بازار سے آرہے ہیں۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے؟ فرمایا خیریت ہے پھر میں نے پوچھا آپ نے کیا پایا؟ فرمایا اب حساب سے فارغ ہوا ہوں۔ اگر میں رحم کرنے والے رب کو نہ پاتا تو میرا وقار گر جاتا۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیه ۱/ ۵۴]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے بڑے گہرے دوست تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو میں سال بھر اللہ سے دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت کرادے۔ آخر سال گزرنے کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا اب میں (حساب سے) فارغ ہوا ہوں اگر میرا رب شفقت اور مہربانی کا معاملہ نہ کرتا تو میری عزت اور وقار سب گر جاتا۔ [اخرجه ابن سعد ۳۷۵]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے ایک سال اللہ سے دعا کی کہ مجھے خواب میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زیارت کرادے چنانچہ میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ فرمایا بڑے شفیق اور نہایت مہربان رب سے واسطہ پڑا۔ اگر میرے رب کی رحمت نہ ہوتی تو میری عزت خاک میں مل جاتی۔ [اخرجه ابن سعد ۳/ ۳۷۵]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے اس بات کا بہت شوق تھا کہ مجھے کسی طرح یہ پتہ چل جائے کہ مرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہوا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور میں نے خواب میں ایک محل دیکھا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ محل سے باہر تشریف لائے۔ انہوں نے چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ ابھی غسل کر کے آئے ہوں۔ میں نے پوچھا آپ کے ساتھ کیسا معاملہ ہوا؟ فرمایا اچھا معاملہ ہوا اگر میرا رب بخشنے والا نہ ہوتا تو میری عزت خاک میں مل جاتی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ لوگوں سے جدا ہوئے مجھے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟ میں نے کہا بارہ سال۔ فرمایا اب میں حساب سے چھوٹا ہوں۔ [اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ۱/ ۵۴]

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک انصاری صحابی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت کرادے میں نے دس سال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کا کیا بنا؟ فرمایا اب میں حساب سے فارغ ہوا ہوں۔ اگر میرے رب کی مہربانی نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔ [اخرجہ ابن سعد ۳/ ۳۷۶]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حج سے واپسی پر میں (مکہ اور مدینہ کے درمیان) سقیا مقام پر سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ چلتے ہوئے میرے پاس آئے اور (میری بیوی) حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا میرے پہلو میں سو رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر اسے پاؤں سے ہلا کر جگایا پھر وہ پیٹھ پھیر کر چل دیئے۔ لوگ ان کی تلاش میں چل پڑے۔ میں نے اپنے کپڑے منگوا کر پہنے اور میں بھی لوگوں کے ساتھ انہیں ڈھونڈنے لگا اور سب سے پہلے میں ان تک پہنچا لیکن اللہ کی قسم! انہیں ڈھونڈنے میں بے حد تھک گیا میں نے کہا اللہ کی قسم! اے امیر المومنین!! آپ نے تو لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا۔ جب تک تھک نہ جائے اس وقت تک وہ آپ کو ڈھونڈ نہیں سکتا۔ اللہ کی قسم! جب میں اچھی طرح تھک گیا تب آپ مجھے ملے۔ انہوں نے فرمایا میرے خیال میں تو کوئی خاص تیز نہیں چلا (یہاں تک تو خواب ہے اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سب سے آگے نکل جانا ان کے اعمال کی وجہ سے ہے۔

[اخرجہ ابن سعد ۳/ ۳۷۶]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اے میرے بھائی! ہم دونوں میں سے جو پہلے مر جائے وہ اس بات کی کوشش کرے کہ جو ساتھی دنیا میں رہ گیا ہے وہ جانے والا اسے خواب میں نظر آئے۔ میں نے کہا کیا ایسے ہو سکتا ہے؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں کیونکہ مومن کی روح آزاد رہتی ہے زمین پر جہاں چاہے چلی جاتی ہے۔ اور کافر کی روح قید میں ہوتی ہے چنانچہ حضرت سلمان کا پہلے انتقال ہو گیا۔ ایک دن دوپہر کو میں اپنی چارپائی پر سونے کے لیے لیٹا ابھی مجھے ہلکی سی نیند آئی تھی کہ ایک دم خواب میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ

آ گئے۔ انہوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ میں نے کہا اے ابو عبداللہ! السلام علیک ورحمۃ اللہ آپ کو کیسا ٹھکانہ ملا؟ فرمایا بہت عمدہ۔ اور توکل کو لازم پکڑے رہنا کیونکہ توکل بہت عمدہ چیز ہے۔ توکل کو لازم پکڑے رہنا کیونکہ توکل بہت عمدہ چیز ہے۔ توکل کو لازم پکڑے رہنا کیونکہ توکل بہت عمدہ چیز ہے۔ [اخرجه ابن سعد ۴/ ۹۳ واخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۲۰۵ عن المغيره بن عبدالرحمن مختصرا]

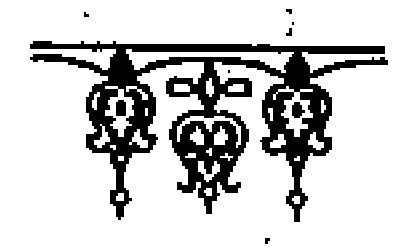
ابو نعیم کی روایت میں اس طرح ہے کہ پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا پہلے انتقال ہو گیا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے انہیں خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا اے ابو عبداللہ! آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا خیریت ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ نے کون سے عمل کو سب سے افضل پایا؟ حضرت سلمان نے فرمایا میں نے توکل کو عجیب چیز پایا۔

[اخرجه ابن سعد ۴/ ۹۳ عن المغيره نحوه]

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں کھال کا خیمہ اور سبز چراگاہ دیکھی اور خیمے کے اردگرد بکریاں بیٹھی ہوئی تھیں جو جگالی کر رہی تھیں اور مینگنی کی جگہ عجوہ کھجوریں نکل رہی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ خیمہ کس کا ہے کسی نے بتایا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہے چنانچہ ہم لوگوں نے کچھ دیر انتظار کیا پھر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ خیمہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ سب کچھ ہم کو اللہ نے قرآن کی وجہ سے دیا ہے لیکن اگر تم اس گھاٹی سے پرلی طرف جھانکو تو تمہیں ایسی نعمتیں نظر آئیں گی جنہیں تمہاری آنکھ نے کبھی دیکھا نہیں اور تمہارے کان نے کبھی سنا نہیں اور جن کا خیال بھی تمہارے دل میں نہیں آیا ہوگا۔ یہ نعمتیں اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے لیے تیار کی ہیں کیونکہ وہ دونوں ہاتھوں اور سینے سے دنیا کو دھکے دیا کرتے تھے (بڑے زاہد تھے) [اخرجه ابو نعيم فى الحلية ۱/ ۲۱۰]

امام واقدی کے اساتذہ حضرات فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جنگ احد سے پہلے خواب میں حضرت مبشر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں تم چند دنوں میں ہمارے پاس آنے والے ہو۔ میں نے پوچھا آپ کہاں ہیں؟ فرمایا ہم جنت میں ہیں اور جہاں چاہتے ہیں جا کر چر لیتے ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ جنگ بدر

کے دن قتل نہیں ہوئے تھے؟ فرمایا ہاں قتل تو ہوا تھا لیکن پھر زندہ ہو گیا۔ میں نے جا کر یہ خواب حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا اے ابو جابر! اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں (جنگ احد میں) شہادت کا درجہ ملے گا۔ [اخرجہ الحاکم ۳/ ۲۰۴]



کن اسباب کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غیبی مدد ہوا کرتی تھی اور وہ کس طرح ان اسباب کے ساتھ چمٹے رہتے تھے اور ان حضرات نے کس طرح اپنی نگاہ مادی اسباب اور فانی سامان سے ہٹا رکھی تھی۔

ناگواریوں اور سختیوں کو برداشت کرنا

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسلام ناگواریوں اور سختیوں کو لے کر اترا ہے یعنی ناگواریاں اور سختیاں برداشت کرنے سے اسلام کو ترقی ملتی ہے ہم نے سب سے زیادہ بھلائی ناگواری میں پائی' چنانچہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے (ہجرت کر کے بڑی ناگواری کے ساتھ) نکلے لیکن اللہ نے اسی ہجرت کی وجہ سے ہمیں بلندی اور کامیابی عطا فرمائی۔ اسی طرح ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں گئے تھے اس وقت ہمارا حال وہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ○ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ○ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ﴾

[سورۃ انفال:۵-۷]

''اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو گراں سمجھتی تھی (اور) وہ اس مصلحت (کے کام) میں' بعد اس کے کہ اس کا ظہور ہو گیا تھا (اپنے بچاؤ کے لیے) آپ سے (بطور مشورہ) اس طرح جھگڑ رہے تھے کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہانکے لیے جاتا ہے' اور وہ دیکھ رہے ہیں اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتے تھے کہ وہ تمہارے ہاتھ آ جائے گی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت (یعنی قافلہ) تمہارے ہاتھ آ جائے۔''

اور مسلح جماعت قریش کی تھی' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سفر میں بھی ہمارے لیے بلندی اور کامیابی رکھ دی (حالانکہ یہ غزوہ ہماری مرضی کے بالکل خلاف ہوا تھا) خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے بھلائی کی بھلائی ناگواری میں پائی۔

[اخرجه البزار قال الهيثمی ۷/ ۲۷ وفيه عبدالعزيز بن عمران وهو ضعيف]

حضرت محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قصہ ذکر کیا ہے کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ یمامہ سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں یمامہ یہ خط لکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور اللہ کے بندے ابو بکر صدیق کی طرف سے (حضرت) خالد بن ولید کے نام اور ان مہاجرین انصار اور اخلاص کے ساتھ ان کا اتباع کرنے والوں کے نام جو حضرت خالد کے ساتھ ہیں، سلام علیکم میں آپ لوگوں کے سامنے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ امابعد تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور بندے کی مدد کی اور اپنے دوست کو عزت دی اور اپنے دشمن کو ذلیل کیا اور تمام گروہوں پر اکیلا غالب آ گیا اور وہ اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے یہ فرمایا ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ﴾

[سورۃ نور: ۵۵]

"(اے مجموعہ امت) تم میں سے جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو (اللہ تعالیٰ نے) ان کے لیے پسند فرمایا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان کے (نفع آخرت کے) لیے قوت دے گا۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ پوری آیت لکھی اس کے بعد لکھا یہ اللہ کا وعدہ ہے جس کے خلاف کبھی نہیں ہو سکتا اور اللہ کا فرمان ایسا ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا ہے اور قرآن میں فرمایا ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ "جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعاً) گراں (معلوم ہوتا) ہے۔" [سورۃ بقرۃ: ۲۱۶]

آیات لکھنے کے بعد لکھا اللہ نے تم سے جو عدے کیے ہیں وہ سارے اللہ سے پورے کراؤ (جس کی صورت یہ ہے کہ اللہ نے ان وعدوں کے لیے جو شرطیں لگائی ہیں تم وہ شرطیں پوری کر دو) اور اللہ نے جو کام تم پر فرض کیے ہیں ان میں اللہ کی اطاعت کرو چاہے اس میں کتنی مشقت اٹھانی پڑے اور کتنی زیادہ مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں کیونکہ اللہ کے اجر عظیم کے مقابلے میں یہ

سب کچھ بھی نہیں۔ اللہ تم پر رحم کرے تم ہلکے ہو یا بھاری ہر حال میں اللہ کے راستے میں نکلو اور مال و جان لے کر خوب جہاد کرو پھر اس کے متعلق آیات لکھیں پھر لکھا غور سے سنو! میں نے حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کو عراق جانے کا حکم دیا اور کہا ہے کہ وہاں جا کر میرے دوسرے حکم کا انتظار کرے لہٰذا آپ لوگ سب ان کے ساتھ جاؤ اور ان کا ساتھ چھوڑ کر زمین سے مت چمٹو کیونکہ یہ ایسا راستہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ آدمی کو بہت بڑا اجر عطا فرماتے ہیں جس کی نیت اچھی ہو اور جسے خیر کے کاموں کا بہت زیادہ شوق ہو۔ جب آپ لوگ عراق پہنچ جاؤ تو میرے حکم کے آنے تک وہیں رہو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری دنیا اور آخرت کے تمام ضروری کاموں کی کفایت فرمائے گا۔

((وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ)) [اخرجه البيهقي في سننه ۹/ ۱۷۹]

اور سختیاں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے باب میں' ہجرت کے باب میں' اور جہاد کے باب وغیرہ میں صحابہ کے سختیاں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے قصے تفصیل سے گزر چکے ہیں۔

ظاہر کے خلاف اللہ کے حکم کو پورا کرنا

حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا اٹھو اور (ان کافروں سے) جنگ کرو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور۔ ہم بالکل تیار ہیں اور ہم وہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ جائیں اور آپ کا رب جائے اور دونوں جنگ کریں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم تو یہ عرض کریں گے کہ اے محمد! آپ جائیں اور آپ کا رب جائے' ہم بھی آپ کے ساتھ رہ کر جنگ کریں گے۔

[اخرجه قال الهيثمي ۶/ ۷۵ رجاله ثقات]

جہاد کے باب میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا اسی جیسا قول گزر چکا ہے جسے ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی جلد اول صفحہ نمبر ۶۳۲ پر گزر چکا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر آپ ہمیں اپنی سواریاں سمندروں میں ڈالنے کا حکم دیں تو ہم ڈال دیں گے اور اگر آپ ہمیں اس بات کا حکم دیں کہ ہم برک الغماد تک اپنی سواریوں پر سفر کریں تو ہم ایسا ضرور کریں گے اور اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مسند احمد اور حضرت علقمہ بن وقاص لیثی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ابن مردویہ

کی کتاب میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول گزر چکا ہے کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو یہ شرف بخشا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی نہ تو میں کبھی اس راستہ پر چلا ہوں اور نہ مجھے اس کا کچھ علم ہے لیکن آپ اگر یمن کے برک الغماد تک جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ وہاں تک ضرور جائیں گے اور ہم ان لوگوں کی طرح نہیں ہوں گے جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا:

﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ﴾

''آپ جائیں اور آپ کا رب جائے آپ دونوں لڑائی کریں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔''

بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں:

﴿اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَّبِعُوْنَ﴾

''آپ بھی جائیں اور آپ کا رب بھی جائے آپ دونوں لڑائی کریں اور ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ ہیں۔''

ہوسکتا ہے کہ آپ تو کسی اور کام کے ارادے سے چلے ہوں اور اب اللہ تعالیٰ کچھ اور کام کروانا چاہتے ہوں یعنی آپ تو قافلہ ابوسفیان کے مقابلے کے ارادے سے چلے تھے لیکن اب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ کافروں کے اس لشکر سے لڑائے تو جو اللہ تعالیٰ کروانا چاہتے ہیں آپ اس کو دیکھیں اور اسے کریں اس لیے اب (ہماری طرف سے آپ کو ہر طرح کا پورا اختیار ہے) آپ جس سے چاہیں تعلقات بنائیں اور جس سے چاہیں تعلقات ختم کر دیں اور جس سے چاہیں دشمنی رکھیں اور جس سے چاہیں صلح کر لیں اور ہمارا مال جتنا چاہیں لے لیں' چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اس جواب پر یہ قرآن نازل ہوا:

﴿كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ﴾

[انفال: آیت ۵]

''جیسا کہ آپ کے رب نے آپ کے گھر (اور بستی) سے مصلحت کے ساتھ آپ کو (بدر کی طرف) روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو گراں سمجھتی تھی۔''

اموی نے اپنی مغازی میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس میں یہ مضمون مزید ہے کہ آپ ہمارا جتنا مال چاہیں لے لیں اور جتنا چاہیں ہمیں دے دیں اور جو مال آپ ہم سے لیں گے وہ ہمیں اس سے زیادہ محبوب ہوگا جو آپ ہمارے پاس چھوڑ دیں گے اور آپ جو حکم دیں گے ہمارا

معاملہ اس حکم کے تابع ہوگا۔

اللہ پر توکل کرنا اور باطل والوں کو جھوٹا سمجھنا

حضرت عبداللہ بن عوف بن احمرؒ کہتے ہیں جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انبار شہر سے نہروان والوں کی طرف جانے لگے تو مسافر بن عوف بن احمر نے ان سے کہا اے امیر المومنین! آپ اس گھڑی میں نہ چلیں بلکہ جب دن چڑھے کو تین گھڑیاں گزر جائیں تو پھر یہاں سے چلیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا اگر آپ اس گھڑی میں چلیں گے تو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو بہت تکلیفیں آئیں گی اور سخت نقصان ہوگا اور اگر آپ اس گھڑی میں سفر شروع کریں جو میں نے بتائی ہے تو آپ کامیاب ہوں گے اور دشمن پر غلبہ پائیں گے اور آپ کو مقصد حاصل ہو جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نجومی تھا اور نہ ان کے بعد ہمارے ہاں اب تک کوئی تھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میری اس گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟ اس نے کہا اگر میں حساب لگاؤں تو پتا چلا سکتا ہوں۔ حضرت علی نے فرمایا جو تمہاری اس بات کو سچا مانے گا وہ قرآن کو جھٹلانے والا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾

[سورۃ لقمان: ۳۴]

''بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے۔''

جس چیز کے جاننے کا تم نے دعویٰ کیا ہے اس کے جاننے کا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دعویٰ نہیں کیا تھا اور کیا تم یہ بھی کہتے ہو کہ تم اس گھڑی کو بھی جانتے ہو جس میں سفر شروع کرنے والے کو نقصان ہوگا؟ اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تمہاری اس بات کو سچا مان لے گا اسے تو ناگواریوں اور پریشانیوں کو دور کرنے میں اللہ کی ضرورت نہیں رہے گی اور جو تمہاری اس بات کو مان لے گا وہ تو اپنے رب اللہ کو چھوڑ کر اپنا ہر کام تمہارے سپرد کر دے گا کیونکہ تم دعویٰ کر رہے ہو کہ وہ گھڑی جانتے ہو جس میں سفر شروع کرنے والا ہر شر اور تکلیف سے محفوظ رہے گا لہٰذا اس بات پر جو ایمان لے آئے گا مجھے تو اس کے بارے میں یہی خطرہ ہے کہ

وہ اس آدمی کی طرح ہو جائے گا جو اللہ کے علاوہ کسی اور کو اللہ کا مقابل اور ہمسر بنالے۔ اے اللہ! اچھا اور بدشگون وہی ہے جو تو نے مقدر فرمایا ہے اور خیر وہی ہے جو تو نے عطا فرمائی ہے اور تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں (اے مسافر!) ہم تجھے جھٹلاتے ہیں لہٰذا ہم تیری مخالفت کریں گے اور ہم اسی گھڑی میں سفر شروع کریں گے جس میں سفر کرنے سے تو منع کر رہا ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے لوگو! ان ستاروں کا علم سیکھنے سے بچو البتہ ستاروں کا صرف اتنا علم سیکھو جس میں خشکی اور سمندر کی تاریکی میں راستہ معلوم ہو سکے۔ نجومی تو کافر کی طرح ہے اور کافر جہنم میں جائے گا (پھر مسافر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا) اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ خبر ملی کہ تو ستاروں کو دیکھ کر ان کے مطابق عمل کرتا ہے تو جب تک تو زندہ رہا اور میں زندہ رہا اس وقت تک میں تجھے قید میں رکھوں گا اور جب تک میری خلافت رہے گی تجھے وظیفہ نہیں دوں گا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی گھڑی میں شروع کیا جس سے مسافر نے منع کیا تھا اور جا کر نہروان والوں پر غلبہ پا کر انہیں قتل کیا پھر فرمایا اگر ہم اس گھڑی میں سفر شروع کرتے جس کا مسافر کہہ رہا تھا اور پھر ہم کامیاب ہوتے اور دشمن پر غالب آتے تو لوگ یہی کہتے کہ نجومی نے جس گھڑی میں سفر شروع کرنے کو کہا تھا اس گھڑی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سفر شروع کیا تھا اس وجہ سے دشمن پر غالب آ گئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کوئی نجومی نہیں تھا اور ان کے بعد ہمارے ہاں بھی کوئی نہیں ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے کسریٰ اور قیصر کے ملکوں اور دوسروں ملکوں پر ہمیں فتح عطا فرمائی۔ اے لوگو! اللہ پر توکل کرو اور اسی پر اعتماد کرو کیونکہ اللہ جس کے کام بنائے گا اسے کسی اور کی ضرورت نہیں رہے گی۔ [اخرجہ الحارث والخطیب فی کتاب النجوم کذا فی الکنز ۵/ ۲۳۵]

اللہ نے جن اعمال سے عزت دی ہے ان اعمال سے عزت تلاش کرنا

حضرت طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ ملک شام میں تھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی چل رہے تھے۔ چلتے چلتے راستہ میں پانی کا ایک گھاٹ آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی

اونٹنی پر سوار تھے وہ اونٹنی سے نیچے اترے اور موزے اُتار کر کندھے پر رکھ لیے اور اپنی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر اس گھاٹ میں سے گزرنے لگے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ یہ کیا کر رہے ہیں کہ موزے اتار کر کندھے پر رکھ لیے ہیں اور اونٹنی کی نکیل پکڑ کر اس گھاٹ میں سے گزرنے لگے ہیں؟ مجھے اس بات سے بالکل خوشی نہیں ہوگی کہ اس شہر والے آپ کو (اس حال میں) دیکھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اوہو اے ابو عبیدہ! اگر آپ کے علاوہ کوئی اور یہ بات کہتا تو میں اسے ایسی سخت سزا دیتا جس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کو عبرت ہوتی۔ ہم تو سب سے زیادہ ذلیل قوم تھے' اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت عطا فرمائی ہم جب بھی اس کے علاوہ کسی اور چیز سے عزت حاصل کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کر دیں گے۔

[اخرجه الحاکم ۱/ ٦١ قال الحاکم هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه ووافقه الذهبی فقال علی شرطهما]

حضرت طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام پہنچے تو (شام کے) لشکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملنے کے لیے آئے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چادر باندھی ہوئی تھی اور موزے پہنے ہوئے تھے اور پگڑی باندھی ہوئی تھی اور اپنے اونٹ کی نکیل پکڑ کر پانی میں سے گزر رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے کہا اے امیر المومنین! (شام کے) لشکر اور شام کے جرنیل آپ سے ملنے کے لیے آئے ہیں اور آپ کا یہ حال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے عزت دی ہے' لہٰذا ہم اسلام کے علاوہ کسی اور چیز میں عزت تلاش نہیں کر سکتے۔ [عند الحاکم ایضاً ۱/ ٦٢]

حضرت طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا اے امیر المومنین! آپ نے تو ایسا کام کر دیا ہے جو اس علاقہ والوں کے نزدیک بہت بڑا (یعنی بڑے عیب والا) کام ہے آپ نے اپنے موزے اتار دیئے ہیں اور اپنی سواری (سے نیچے اتر کر اس) کی نکیل پکڑ رکھی ہے اور بے تکلف گھاٹ میں گھس گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اوہو۔ اے ابو عبیدہ! کاش یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا تمہاری تعداد لوگوں میں سب سے کم تھی اور تم لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل تھے اللہ نے اسلام کے ذریعہ تمہیں عزت عطا فرمائی تو اب جب تم بھی

اسلام کے علاوہ کسی اور چیز میں عزت تلاش کرو گے تو اللہ تمہیں ذلیل کر دیں گے۔

[عند الحاكم ايضا ٣/ ٨٢ واخرجه ابو نعيم فى الحلية ١/ ٤٧ وعن طارق نحوه وابن المبارك وهناد والبيهقى فى شعب الايمان عنه نحوه كما فى منتخب الكنز ٤/ ٤٠٠]

حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو وہ اونٹ پر سوار تھے تمام لوگ ان کے استقبال کے لیے باہر آئے لوگوں نے کہا یہاں کے بڑے اور ممتاز لوگ آپ سے ملنے آئیں گے، اس لیے اچھا یہ ہے کہ آپ ترکی گھوڑے پر سوار ہو جائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بالکل نہیں۔ پھر آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تم لوگ عزت یہاں سے یعنی زمین کے سامان سے سمجھتے ہو، حالانکہ عزت تو وہاں سے (یعنی اللہ کے دینے سے) ملتی ہے میرے اونٹ کا راستہ چھوڑ دو۔ [عند ابى نعيم ايضاً فى الحلية ١/ ٤٧]

حضرت ابو الغالیہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیت المقدس کے راستے میں جابیہ شہر میں پہنچے تو وہ ایک خاکی اونٹ پر سوار تھے اور ان کے سر کا وہ حصہ دھوپ میں چمک رہا تھا جہاں سے بال اتر گئے تھے۔ ان کے سر پر نہ ٹوپی تھی اور نہ پگڑی۔ اور رکاب نہ ہونے کی وجہ سے ان کے دونوں پاؤں کجاوے کے دونوں طرف ہل رہے تھے انبجان شہر کی اونی چادر اونٹ پر ڈالی ہوئی تھی جب اونٹ پر سوار ہوتے تو اسے اونٹ پر ڈال لیتے اور جب نیچے اترتے تو اسے بچھونا بنا لیتے اور ان کا تھیلا ایک دھاری دار چادر تھی جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی جب سوار ہوتے تو اسے تھیلہ بنا لیتے اور جب سواری سے اترتے تو اسے تکیہ بنا لیتے اور انہوں نے دھاری دار کھدر کا کرتا پہنا ہوا تھا جس کا ایک پہلو پھٹا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس قوم کے سردار کو بلا کر لاؤ۔ لوگ وہاں کے پادریوں کے سردار کو بلا کر لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے اس کرتے کو سی کر دھو دو اور اتنی دیر کے لیے کوئی کپڑا یا کرتہ عاریۃً دے دو وہ پادری کتان کپڑے کا کرتہ لے آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کونسا کپڑا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ کتان ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کتان کپڑا کیا ہوتا ہے؟ لوگوں نے اس کپڑے کی تفصیل بتائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا کرتہ اتار کر اسے دیا اس نے اس میں پیوند لگایا اور دھو کر لے آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا جو کرتہ پہن رکھا تھا وہ اتار کر انہیں دے دیا اور اپنا کرتہ پہن لیا اس پادری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ عربوں کے بادشاہ ہیں ہمارے اس علاقہ میں اونٹ کی سواری

ٹھیک نہیں (اور نہ آپ کا یہ کرتہ ٹھیک ہے) اس لیے اگر آپ کسی اور اچھے کپڑے کا کرتہ پہن لیں اور ترکی گھوڑے کی سواری کریں تو اس سے رومیوں کی نگاہ میں آپ کی قدر و منزلت بڑھ جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم لوگوں کو اللہ نے اسلام کے ذریعے عزت عطا فرمائی ہے لہٰذا اللہ کے (دین کے) علاوہ کسی اور کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے اس کے بعد ان کی خدمت میں ایک ترکی گھوڑا لایا گیا اس پر کاٹھی اور کجاوے کے بغیر ہی ایک موٹی چادر ڈال دی گئی وہ اس پر سوار ہوئے (وہ گھوڑا اکڑ کر چلنے لگا تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے روکو' اسے روکو (کیونکہ یہ شیطان کی طرح چل رہا ہے) اس سے پہلے میں نے لوگوں کو شیطان پر سوار ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا پھر ان کا اونٹ لایا گیا اور وہ گھوڑے سے اتر کر اسی پر سوار ہو گئے۔

[اخرجه ابن ابی الدنیا کذا فی البدایة ۷/ ۶۰]

غلبہ وعزت کی حالت میں بھی ذمیوں کی رعایت کرنا

حضرت ابو نہیک اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں ہم ایک لشکر میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ایک آدمی نے سورۃ مریم پڑھی تو دوسرے آدمی نے حضرت مریم اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰ) علیہما السلام کو برا بھلا کہا (بظاہر یہ آدمی یہودی ہوگا) ہم نے اسے مار مار کر لہولہان کر دیا۔ جس انسان پر ظلم ہوتا تھا وہ جا کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے شکایت کرتا تھا' چنانچہ اس آدمی نے بھی جا کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے شکایت کر دی اس سے پہلے اس نے کبھی ان سے کوئی شکایت نہیں کی تھی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے اس آدمی کو کیوں مارا ہے؟ ہم نے کہا ہم نے سورۃ مریم پڑھی تھی اس نے حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے کو برا بھلا کہا۔ انہوں نے فرمایا تم لوگوں نے اسے سورۃ مریم کیوں سنائی کیا آپ لوگوں نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا؟

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾

[الانعام: ۱۰۸]

''اور دشنام مت دو ان کو جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔''

اے جماعت عرب! کیا آپ لوگوں کا مذہب سب سے زیادہ برا نہیں تھا؟ آپ لوگوں کا علاقہ سب سے برا نہیں تھا؟ کیا آپ لوگوں کی زندگی سب سے زیادہ بری نہیں تھی؟ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو عزت دی اور آپ لوگوں کو سب کچھ دیا کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہو کہ اللہ کی دی ہوئی عزت کی وجہ سے لوگوں کی پکڑ کرتے رہو؟ اللہ کی قسم! یا تو آپ لوگ اس کام سے باز آ جاؤ ورنہ جو کچھ آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ اسے تم سے لے کر دوسروں کو دے دیں گے پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ہمیں سکھانے لگے اور فرمایا مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھا کرو کیونکہ ان نوافل میں بہت سا قرآن پڑھ لینے کی وجہ سے تمہارے روز کے قرآن پڑھنے کی مقررہ مقدار میں کمی ہو جائے گی اور اس طرح رات کا شروع حصہ بے کار ہونے سے بچ جائے گا کیونکہ جس کا رات کا شروع کا حصہ بے کار گزر جائے گا تو اس کی رات کا آخری حصہ یعنی تہجد کا وقت بھی بے کار گزرے گا۔ [اخرجه ابو نعيم في الحلية ۱/ ۲۰۱]

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم چھوڑ دیں ان کی بری حالت سے عبرت حاصل کرنا

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب قبرص جزیرہ فتح ہوا تو وہاں کے رہنے والے سارے غلام بنا لیے گئے اور انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا وہ ایک دوسرے کی جدائی پر رو رہے تھے میں نے دیکھا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اکیلے بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں میں نے پوچھا اے ابوالدرداء! آج تو اللہ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت عطا فرمائی ہے تو آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا اے جبیر! تیرا بھلا ہو اس مخلوق نے جب اللہ کے حکم کو چھوڑ دیا تو یہ اللہ کے ہاں کتنی بے قیمت ہو گئی۔ پہلے تو یہ زبردست اور غالب قوم تھی اور انہیں بادشاہت حاصل تھی لیکن انہوں نے اللہ کا حکم چھوڑ دیا تو ان کا وہ برا حال ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ [اخرجه ابو نعيم في الحلية ۱/ ۲۱۶]

ابن جریر کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اب تو ان کا وہ برا حال ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو کہ ان پر اللہ نے غلامی مسلط کر دی اور جب کسی قوم پر اللہ غلامی مسلط کر دیں تو سمجھ لو کہ اللہ

کو ان کی کوئی ضرورت نہیں (کیونکہ ان کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں رہی)

[اخرجه ابن جرير فی تاريخه ۳/ ۳۱۸ عن جبير نحوه]

نیت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنا اور آخرت کو مقصود بنانا

حضرت ابن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ اعمال کون سے ہیں جس سے اس امت کے سارے کام ٹھیک رہتے ہیں؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا تین اعمال ہیں اور تینوں نجات دلانے والے ہیں ایک اخلاص ہے اور اخلاص وہ عمل فطرت ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اور دوسرا عمل نماز ہے اور وہ مذہب کا اہم شعبہ ہے اور تیسرا عمل (امیر کی) اطاعت ہے اور اطاعت ہی بچاؤ کا سامان ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے ٹھیک کہا ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے آگے چلے گئے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے فرمایا غور سے سنو! (اے عمر!) آپ کا زمانہ بعد والوں کے زمانے سے بہتر ہے کیونکہ آپ کے بعد امت میں اختلاف ہو جائے گا (اور سنو) اب یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی دنیا میں تھوڑا عرصہ ہی رہیں گے۔

[اخرجه ابن جرير كذا فی الكنز ۸/ ۲۲۶]

حضرت ابو عبیدہ العنبری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب مسلمان مدائن فتح کر کے اس میں داخل ہوئے اور مال غنیمت جمع کرنے لگے تو ایک آدمی اپنے ساتھ ایک ڈبہ لایا اور لا کر مال غنیمت جمع کرنے والے ذمہ دار کو دے دیا۔ اس ذمہ دار کے ساتھیوں نے کہا اس ڈبے جیسا قیمتی سامان تو ہم نے کبھی دیکھا نہیں (کیونکہ اس میں بادشاہ نے سب سے زیادہ قیمتی ہیرے جواہرات رکھے ہوئے تھے) اور ہمارے پاس جتنا مال غنیمت آچکا ہے اس سب کی قیمت اس کے برابر تو کیا اس کے قریب بھی نہیں ہو سکتی۔ پھر ان لوگوں نے لانے والے سے پوچھا کیا آپ نے اس میں سے کچھ لیا ہے؟ اس نے کہا غور سے سنو اللہ کی قسم! اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو میں اسے آپ لوگوں کے پاس کبھی نہ لاتا اس جواب سے وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ آدمی بڑی شان والا ہے۔ انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا نہیں اللہ کی قسم! نہیں۔ اپنے بارے میں میں نہ تو آپ لوگوں کو بتاؤں گا

کیونکہ آپ لوگ میری تعریف کرنے لگ جائیں گے اور نہ کسی اور کو بتاؤں گا کیونکہ پھر لوگ میری سچی جھوٹی تعریف کرنے لگ جائیں گے بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتا ہوں اور اس کے ثواب پر راضی ہوں (پھر وہ آدمی چلا گیا) تو ان لوگوں نے ایک آدمی اس کے پیچھے بھیجا۔ وہ آدمی (اس کے پیچھے چلتے چلتے) اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا پھر اس نے اس کے ساتھیوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نکلے۔

[اخرجه ابن جرير فی تاریخه ۳/ ۱۲۸]

حضرت محمد' حضرت طلحہ اور حضرت مہلب وغیرہ حضرات کہتے ہیں (قادسیہ کی جنگ کے موقع پر) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ لشکر بڑا امانت دار ہے۔ اگر بدر والوں کو پہلے فضیلت نہ ملی ہوتی تو اللہ کی قسم! میں کہتا اس لشکر کی بھی بدر والوں جیسی فضیلت ہے۔ بہت سی قوموں کو میں نے غور سے دیکھا۔ ان میں مال غنیمت جمع کرنے کے بارے میں بہت سی کمزوریاں نظر آئیں لیکن میرے خیال میں اس لشکر والوں میں ایسی کوئی کمزوری نہیں اور نہ میں نے ان کی کسی کمزوری کے بارے میں کسی سے کچھ سنا ہے۔

[اخرجه ابن جرير فی تاریخه ۳/ ۱۲۸ من طريق سيف]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! قادسیہ والوں میں سے کسی کے بارے میں ہمیں یہ اطلاع نہیں ملی کہ وہ آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا بھی چاہتا ہو البتہ ہمیں (ہزاروں کے لشکر میں سے) صرف تین آدمیوں کے بارے میں شبہ ہوا (کہ شاید یہ دنیا بھی چاہتے ہوں) لیکن تحقیق کرنے پر وہ بھی امانتدار اور بڑے زاہد نکلے۔ وہ تین حضرات یہ ہیں۔ حضرت طلیحہ بن خویلد' حضرت عمرو بن معدیکرب اور حضرت قیس بن مکشوح رضی اللہ عنہم۔

[اخرجه ابن جرير فی تاریخه ۳/ ۱۲۸]

حضرت قیس عجلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کی تلوار' کمر کی پٹی اور زیب و زینت کا سامان لایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جن لوگوں نے یہ سارا کا سارا مال غنیمت یہاں پہنچا دیا ہے وہ واقعی بڑے امانتدار ہیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا چونکہ آپ خود پاک دامن ہیں' اس لیے رعایا بھی پاک دامن ہو گئی۔ [اخرجه ابن جرير فی تاریخه ۳/ ۱۲۸]

اللہ تعالیٰ سے قرآن مجید اور اذکار کے ذریعہ مدد چاہنا

حضرت زید بن اسلمؒ کہتے ہیں جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مصر فتح ہونے میں دیر لگ رہی ہے تو انہوں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا:

''امابعد! مجھے اس بات پر بہت تعجب ہے کہ مصر کی فتح میں آپ لوگوں کو دیر لگ رہی ہے آپ ان سے کئی سالوں سے لڑ رہے ہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ لوگوں نے نئے نئے کام شروع کر دیئے ہیں اور جیسے آپ لوگوں کے دشمن کو دنیا سے محبت ہے ایسے ہی آپ لوگوں کے دلوں میں بھی دنیا کی محبت آ گئی ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کی مدد صرف ان کی سچی نیت کی وجہ ہی سے کرتے ہیں اور میں نے آپ کے پاس چار آدمی بھیجے ہیں اور آپ کو بتا رہا ہوں کہ میرے علم کے مطابق ان میں سے ہر آدمی ہزار آدمیوں کے برابر ہے ہاں دنیا کی محبت جس نے دوسروں کو بدلا ہے وہ ان کو بھی بدل دے تو اور بات ہے۔ جب میرا یہ خط آپ کو ملے تو آپ لوگوں میں بیان کریں اور ان کو دشمن سے لڑنے کے لیے ابھاریں اور ان کو صبر کی اور نیت خالص کرنے کی ترغیب دیں اور ان چاروں کو سب لوگوں سے آگے رکھیں اور لوگوں سے کہیں کہ وہ سب اکٹھے مل کر ایک دم دشمن پر حملہ کریں اور یہ حملہ جمعہ کے دن زوال کے وقت کریں کیونکہ یہ ایسی گھڑی ہے جس میں رحمت نازل ہوتی ہے اور دعا قبول ہوتی ہے اور سب اللہ کے سامنے خوب گڑگڑائیں اور اس سے اپنے دشمن کے خلاف مدد مانگیں۔''

جب یہ خط حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے یہ خط سنایا پھر چار آدمیوں کو بلا کر لوگوں کے آگے کیا اور پھر لوگوں سے کہا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں اور پھر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مدد مانگیں' چنانچہ ایسا کرنے سے اللہ نے ان کے لیے مصر فتح کر دیا۔ [اخرجہ ابن عبدالحکم]

حضرت عبداللہ بن جعفر اور عیاش بن عباس وغیرہ حضرات کچھ کمی بیشی کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر فتح کرنے میں دیر لگی تو انہوں نے مدد طلب کرنے کے لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی مدد کے لیے چار

ہزار آدمی بھیجے اور ہر ہزار آدمی پر ایک آدمی کو امیر بنایا اور ان کو حضرت عمر بن خطاب نے یہ خط لکھا کہ میں آپ کی مدد کے لیے چار ہزار آدمی بھیج رہا ہوں۔ ہر ہزار پر ایک ایسا آدمی امیر مقرر کیا ہے جو ہزار کے برابر ہے وہ چار حضرات یہ ہیں حضرت زبیر بن عوام' حضرت مقداد بن اسود بن عمرو' حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہم اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہیں اور بارہ ہزار کا لشکر تعداد کی کمی کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوسکتا (کسی گناہ کی وجہ سے ہوسکتا ہے) [عند ابن عبدالحکم ایضاً کذا فی الکنز ۳/ ۱۵۱]

حضرت عیاض اشعری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں جنگ یرموک میں شریک تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے لشکر کے پانچ امیر تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ' حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ' حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ' اور حضرت عیاض رضی اللہ عنہ۔ (یہ حضرت عیاض دوسرے صاحب ہیں اس حدیث کے راوی نہیں ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب جنگ ہو تو آپ لوگوں کے امیر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہولہ کریں گے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدد طلب کرنے کے لیے خط میں یہ لکھا کہ موت بڑے جوش و خروش سے ہماری طرف بڑھ رہی ہے۔ انہوں نے ہمیں جواب میں یہ لکھا کہ مدد طلب کرنے کے لیے آپ لوگوں کا خط میرے پاس آیا۔ میں آپ لوگوں کو ایسی ذات بتاتا ہوں جس کی مدد بڑی زوردار ہے اور جس کا لشکر ہر جگہ موجود ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' لہٰذا اسی سے مدد مانگو کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ بدر میں مدد ہوئی حالانکہ ان کی تعداد کم تھی۔ [ذکرہ فی الکنز ۳/ ۱۴۵ فی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ وسقط عنہ ذکر مخرجہ قلت عن عیاض الاشعری فذکر نحوہ الا انہ قال وقال عمر اذا کان علیکم القتال]

احمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جب آپ لوگوں کو میرا خط ملے تو آپ لوگ ان سے جنگ کریں اور مجھ سے دوبارہ مدد طلب نہ کریں۔ راوی کہتے ہیں ہم نے ان سے جنگ کی اور انہیں خوب قتل کیا اور انہیں چار فرسخ یعنی بارہ میل تک شکست دی اور ہمیں بہت سا مال غنیمت ملا پھر ہم نے مشورہ کیا تو حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے ہمیں مشورہ دیا کہ ہر مسلمان کے چھڑوانے کے بدلے دس کافر دیں۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا گھوڑا دوڑانے میں کون مجھ سے بازی لگاتا ہے؟ اس پر ایک نوجوان نے کہا اگر آپ خفا نہ ہوں تو میں' چنانچہ یہ نوجوان دوڑ میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے آگے نکل گیا میں نے دیکھا کہ حضرت ابوعبیدہ بغیر زین کے گھوڑے

پر سوار ہیں اور اس نوجوان کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور ان کے بالوں کی دونوں مینڈھیاں زور زور سے ہل رہی ہیں۔ [قال الھیثمی ۶/ ۲۱۳ رجالہ رجال الصحیح انتھی وقال ابن کثیر فی تفسیر ۱/ ۴۰۰ وھذا اسناد صحیح وقد اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ واختارہ الحافظ الضیاء المقدسی فی کتابہ انتھی]

حضرت محمد، حضرت طلحہ اور حضرت زیاد رحمہم اللہ اپنی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ مستقل لگا رکھا تھا جو کہ قاریوں میں سے تھا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نماز پڑھا چکے تو اس نوجوان کو حکم دیا کہ وہ سورت جہاد یعنی انفال پڑھے اور تمام مسلمان یہ سورت سیکھے ہوئے تھے چنانچہ لشکر کا جو حصہ قریب تھا اس نوجوان نے ان کے سامنے وہ سورۃ جہاد پڑھی پھر وہ سورت لشکر کے ہر دستے میں پڑھی گئی جس سے تمام لوگوں کے دلوں میں ذوق شوق بڑھ گیا اور سب نے اس کے پڑھتے ہی سکون محسوس کیا۔

[اخرجہ ابن جریر فی تاریخہ ۳/ ۴۷ من طریق سیف]

حضرت مسعود بن خراش کی روایت میں یہ ہے کہ لوگ سورۃ جہاد سیکھے ہوئے تھے اس لیے حضرت سعد نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ایک دوسرے کے سامنے اسے پڑھیں۔

[اخرجہ ابن جریر ایضاً من طریق سیف عن حلام]

حضرت ابراہیم بن حارث تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم صبح اور شام پڑھا کریں:

﴿اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا﴾ [سورۃ مومنین:۱۱۵]

چنانچہ یہ آیت پڑھتے رہے جس سے ہم خود صحیح سالم رہے اور ہمیں مال غنیمت بھی ملا۔

[اخرجہ ابو نعیم فی المعرفۃ وابن مندہ کذا فی الکنز ۲/ ۳۷۲ قال فی الاصابۃ ۱/ ۵ الطریق ابن مندہ لاباس بھا]

حضرت محمد، حضرت طلحہ اور حضرت زیاد رحمہم اللہ اپنی اپنی سند سے یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ سب لوگ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں اور ظہر کی نماز پڑھنے تک کچھ حرکت نہ کریں آپ لوگ جب ظہر پڑھ لیں گے تو میں زور سے اللہ اکبر کہوں گا اس وقت آپ لوگ بھی اللہ اکبر کہیں اور تیاری شروع کر دیں اور آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ زور سے اللہ اکبر کہنا

آپ لوگوں سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا اور یہ آپ لوگوں کو مضبوط اور طاقتور بنانے کے لیے دیا گیا ہے پھر جب آپ لوگ دوسری مرتبہ اللہ اکبر سنیں تو آپ لوگ بھی اللہ اکبر کہیں اور اپنی تیاری مکمل کر لیں پھر جب میں تیسری مرتبہ اللہ اکبر کہوں تو آپ لوگ بھی اللہ اکبر کہیں اور آپ لوگوں میں جو گھڑ سوار ہیں وہ میدان جنگ میں اترنے اور دشمن پر حملہ کرنے کے لیے پیدل ساتھیوں کا حوصلہ بڑھائیں پھر جب میں چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہوں تو آپ سب لوگ اکٹھے چل پڑیں اور دشمن میں گھس جائیں اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتے رہیں۔

[اخرجه ابن جرير في تاريخه ۴/ ۴۷ من طريق سيف واخرجه سيف واخرجه ايضاً من طريق سيف عن عمرو بن الريان عن مصعب بن سعد مثله]

حضرت محمد، حضرت طلحہ اور حضرت زیاد رحمہم اللہ اپنی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ جب قاری حضرات آیات جہاد کی تلاوت سے فارغ ہو گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے زور سے اللہ اکبر کہا اسے سن کر ان کے قریب والوں نے اللہ اکبر کہا اس طرح ایک دوسرے سے سن کر ساتھ کے لوگوں نے اللہ اکبر کہا اس سے لوگوں میں حملہ کی تیاری کے لیے حرکت شروع ہو گئی پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اللہ اکبر کہا تو لوگوں نے تیاری مکمل کر لی پھر انہوں نے تیسری مرتبہ اللہ اکبر کہا تو بہادران لشکر آگے بڑھے اور انہوں نے گھمسان کی لڑائی شروع کر دی۔ آگے اور بھی حدیث ذکر کی ہے۔ [عند ابن جرير ايضاً من طريق سيف]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کے ذریعہ مدد طلب کرنا

حضرت جعفر بن عبداللہ بن حکم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ یرموک کے دن اپنی ایک ٹوپی نہ پائی تو ساتھیوں سے فرمایا اسے تلاش کرو۔ انہوں نے تلاش کیا تو انہیں نہ ملی فرمایا اسے تلاش کرو اور تلاش کیا تو مل گئی۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ بالکل پرانی ٹوپی تھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا پھر بال منڈوائے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال پر جھپٹ پڑے۔ میں نے بھی آگے بڑھ کر آپ کی پیشانی کے بال اٹھا لیے اور اس ٹوپی میں رکھ لیے جب میں کسی لڑائی میں شریک ہوتا ہوں اور یہ ٹوپی میرے پاس ہوتی ہے تو مجھے اللہ کی غیبی نصرت ضرور نصیب ہوتی ہے۔ [اخرجه الطبراني قال الهيثمي ۹/ ۳۴۹ رواه الطبراني وابو يعلى

نحوہ ورجالھما رجال الصحیح وجعفر سمع من جماعۃ من الصحابہ فلا ادری سمع من خالد ام لا انتھی واخرجہ الحاکم ۳/ ۲۹۹ عن عبدالحمید بن جعفر عن ابیہ مثلہ قال الذھبی منقطع واخرجہ ابو نعیم فی الدلائل ۱۵۹ عن عبدالحمید بن جعفر عن ابیہ مثلہ]

حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بال مبارک رکھے ہوئے تھے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب بھی میرا کسی لشکر سے مقابلہ ہوتا ہے اور یہ ٹوپی میرے سر پر ہوتی ہے تو مجھے فتح ضرور عطا ہوتی ہے۔

[ذکرہ فی الکنز ۷/ ۳۱ عن عبدالحمید بن جعفر رواہ ابو نعیم]

فضیلت والے اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا شوق

حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم نے دن کے شروع میں جنگ قادسیہ میں لڑائی شروع کی۔ جب ہم واپس آئے تو نماز کا وقت ہو چکا تھا اور مؤذن صاحب زخمی ہو چکے تھے' اس لیے ہر مسلمان یہ چاہنے لگا کہ اذان کی سعادت اسے ہی نصیب ہو اور اتنا تقاضا بڑھا کہ قریب تھا کہ آپس میں تلواروں سے لڑ پڑیں آخر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان میں اذان کے لیے قرعہ اندازی کی اور ایک آدمی کا نام قرعہ میں نکلا اور اس نے اذان دی۔

[اخرجہ ابن جریر فی تاریخہ ۴/ ۷۰ من طریق سیف عن عبداللہ بن شبرمۃ]

دنیا کی زیب وزینت کو بے قیمت سمجھنا

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی امارت میں اصفہان کے فتح ہونے کے بارے میں لمبی حدیث ذکر کرتے ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ لشکر لے کر اصفہان کے قریب پہنچے تو ان کے اور اصفہان کے درمیان دریا تھا۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو قاصد بنا کر اصفہان بھیجنا چاہا ان دنوں اصفہان میں ذوالحاجبین بادشاہ تھا اس نے آنے والے صحابی کو مرعوب کرنے کے لیے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ کیا میں اپنا دربار فوجی

انداز سے سجا کر بیٹھوں یا شاہانہ شان و شوکت سے سجاؤں۔ اس کے ساتھیوں نے شاہانہ شان و شوکت کا مشورہ دیا' چنانچہ اس نے شاہی طریقہ سے اپنا دربار سجایا۔ خود شاہی تخت پر بیٹھا اور سر پر تاج شاہی رکھا اور درباری اس کے گرد دو صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے ان لوگوں نے دیباج کے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے ان کے کانوں میں بالیاں اور ہاتھوں میں کنگن تھے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ دربار میں آئے وہ سر جھکائے تیزی سے چل رہے تھے۔ ان کے ہاتھ میں نیزہ اور ڈھال تھی اور لوگ دو صفیں بنائے بادشاہ کے گرد قالین پر کھڑے تھے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نیزہ پر ٹیک لے کر چل رہے تھے جس سے وہ قالین پھٹ گیا۔ ایسا انہوں نے قصداً کیا تا کہ یہ ان لوگوں کے لیے بدفالی ہو۔ ذوالحاجبین نے ان سے کہا اے جماعت عرب! تم لوگ سخت فاقہ اور مشقت میں مبتلا ہو اس لیے اپنے ملک سے نکل کر ہمارے ہاں آ گئے ہو۔ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں غلہ دے دیتے ہیں' اسے لے کر تم اپنے ملک واپس چلے جاؤ پھر حضرت مغیرہ نے گفتگو شروع فرمائی' پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا ہم عرب لوگ واقعی بہت برے تھے مردار جانور کھایا کرتے تھے اور بڑے کمزور تھے تمام لوگوں کا ہم پر زور چلتا تھا۔ ہمارا زور کسی پر نہیں چلتا تھا پھر اللہ نے ہم میں ایک رسول بھیجا جو ہمارے شریف خاندان کا تھا جس کا حسب ہم میں سب سے اعلیٰ تھا جس کی بات سب سے زیادہ سچی تھی انہوں نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ یہ جگہ فتح ہو کر ہمیں ملے گی اور اب تک ہم ان کے تمام وعدوں کو سچا پا چکے ہیں اور میں یہاں بڑے شاندار کپڑے اور قیمتی سامان دیکھ رہا ہوں مجھے یقین ہے کہ میرے ساتھی انہیں لیے بغیر یہاں سے نہیں جائیں گے۔ آگے اور بھی حدیث ہے۔ [اخرجه الحاكم ٣/ ٢٩٣ واخرجه الطبرانى عن معقل نحوه بطوله قال الهيثمى ٦/ ٢١٧ رجاله رجال الصحيح غير علقمة بن عبدالله المزنى وهو ثقة]

حضرت محمد' حضرت طلحہ' حضرت عمرو اور حضرت زیاد رحمۃ اللہ علیہم اپنی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کی ایک جماعت کو بلایا اور فرمایا میں آپ لوگوں کو ان لوگوں (رستم وغیرہ) کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں اس بارے میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ ان سب حضرات نے کہا آپ جو حکم فرمائیں گے ہم تابعدار ہیں اور اس پر پکے رہیں گے (یعنی ہم جانے کے لیے تیار ہیں) اور وہاں جا کر جب کوئی ایسا مسئلہ پیش ہو گا جس میں آپ کی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہو گا تو ہم اس چیز کے بارے میں غور کریں گے جو

زیادہ مناسب اور لوگوں کے لیے زیادہ مفید ہے اور جو سمجھ میں آئے گا وہ ہم ان لوگوں کو بتائیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا عقل مند اور تجربہ کار لوگ ایسے ہی کیا کرتے ہیں اب آپ لوگ جائیں اور جانے کی تیاری کریں۔ حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا عجمی لوگوں کے اپنے طور طریقے اور آداب ہیں۔ جب ہم سب ان کے پاس جائیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ ہم نے ان کا بڑا اہتمام کیا ہے لہٰذا آپ ان کے پاس ایک سے زیادہ آدمی نہ بھیجیں۔ باقی تمام حضرات نے بھی اس بات میں حضرت ربع رضی اللہ عنہ کی تائید کی۔ اس کے بعد حضرت ربعی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ سب مجھے بھیج دیں اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں بھیجنے کا فیصلہ کر دیا چنانچہ حضرت ربعی رضی اللہ عنہ رستم کے لشکر گاہ میں اس سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ پل پر جو سپاہی مقرر تھے انہوں نے حضرت ربعی رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور ان کے آنے کی اطلاع دینے کے لیے آدمی رستم کے پاس بھیجا۔ رستم نے فارس کے بڑے سرداروں سے مشورہ کیا اور یہ سوال کیا کہ ہم کیا صرف اپنی تعداد کے زیادہ ہونے پر فخر کریں یا شاہی اور قیمتی سامان دکھا کر عربوں کا بے حیثیت ہونا ظاہر کریں اور اس طرح انہیں مرعوب کریں۔ سب کا اسی پر اتفاق ہوا کہ شاہی اور قیمتی سامان کا مظاہرہ کیا جائے چنانچہ خزانے سے نکال کر انہوں نے زیب و زینت کا سارا سامان سجا ڈالا اور ہر طرف قیمتی گدے، بچھونے اور قالین بچھا دیئے اور خزانے میں کوئی چیز نہ رہنے دی۔ رستم کے لیے سونے کا تخت رکھا گیا اس کو بیش قیمت شاندار کپڑے پہنائے گئے اور قیمتی قالین بچھائے گئے اور ایسے تکیے رکھے گئے جو سونے کی تاروں سے بنے ہوئے تھے (حضرت ربعی کو پل کے سپاہیوں نے آگے جانے کی اجازت دے دی تو) حضرت ربعی رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر چل پڑے گھوڑے کے بال زیادہ اور قد چھوٹا تھا۔ ان کے پاس ایک چمکدار تلوار تھی اور اسے پرانے کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا ان کے نیزے پر چمڑے کے تسمے بندھے ہوئے تھے اور ان کے پاس گائے کی کھال کی بنی ہوئی ڈھال تھی جس پر روٹی کے مانند گول سرخ چمڑا لگا ہوا تھا اور ان کے ساتھ ان کی کمان اور تیر بھی تھے۔ جب اس شاہی دربار کے قریب پہنچے اور سب سے پہلا بچھا ہوا قالین آ گیا تو ان لوگوں نے ان سے کہا نیچے اتر جائیں لیکن یہ اپنے گھوڑے کو اس قالین پر لے گئے۔ جب وہ پوری طرح قالین پر چڑھ گیا تب یہ اس سے نیچے اترے اور پھر دو تکیوں کو لے کر انہیں پھاڑا اور گھوڑے کی لگام کی رسی اس میں گزار کر گھوڑے کو اس سے باندھ دیا وہ لوگ انہیں ایسا کرنے سے نہ روک سکے حضرت ربعی رضی اللہ عنہ دیکھتے

ہی سمجھ گئے تھے کہ یہ لوگ اپنا شاہی ٹھاٹھ باٹھ دکھا کر ہمیں مرعوب کرنا چاہتے ہیں‘ اس لیے انہوں نے یہ کام قصداً کیا تا کہ ان لوگوں کو پتہ چلے کہ انہوں نے اس سب کچھ سے کوئی اثر نہیں لیا اور انہوں نے زرہ پہنی ہوئی تھی جو حوض کی طرح لمبی چوڑی تھی اور اونٹ کے گدے کو بیچ میں سے کاٹ کر بطور قبا کے اسے پہن رکھا تھا اور سن کی رسی سے اسے درمیان میں باندھ رکھا تھا اور یہ عربوں میں سب سے زیادہ بالوں والے تھے انہوں نے اونٹ کے چمڑے والے لگام سے اپنے بالوں کو باندھا ہوا تھا اور ان کے سر کے بالوں کی چار مینڈھیاں تھیں جو پہاڑی بکری کے سینگوں کی طرح کھڑی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے کہا آپ اپنے ہتھیار اتار کر یہاں رکھ دیں۔ انہوں نے کہا میں آپ لوگوں کے پاس خود نہیں آیا ہوں جو میں آپ کے کہنے پر اپنے ہتھیار اتار دوں آپ لوگوں نے مجھے بلایا ہے جیسے میں چاہتا ہوں ویسے مجھے آنے دیتے ہیں تو پھر تو ٹھیک ہے ورنہ میں واپس چلا جاتا ہوں۔ ان لوگوں نے رستم کو بتایا رستم نے کہا اسے ایسے ہی آنے دو وہ ایک ہی تو آدمی ہے ان کے نیزے کے آگے نوکدار تیز پھل لگا ہوا تھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم رکھ کر اس نیزے پر ٹیک لگا کر چلنے لگے اور وہ یوں قالینوں اور بچھونوں میں سوراخ کرتے جا رہے تھے اور اس طرح انہوں نے ان کے تمام قالین پھاڑ دیئے اور خراب کر دیئے جب یہ رستم کے قریب پہنچے تو پہرے داروں نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور یہ بچھونے میں نیزہ گاڑ کر خود زمین پر بیٹھ گئے اور ان لوگوں نے کہا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا ہم تمہاری زینت کے اس سامان پر بیٹھنا نہیں چاہتے پھر رستم نے ان سے بات شروع کی اور کہا آپ لوگ ملک عرب سے کیوں آئے ہیں؟ فرمایا اللہ نے ہمیں بھیجا ہے اور وہی ہمیں یہاں اس لیے لے کر آیا ہے تا کہ ہم جسے وہ چاہے اسے بندوں کی عبادت سے نکال کر اللہ کی عبادت کی طرف اور دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت کی طرف اور ظلم والے ادیان سے نکال کر عدل والے دین اسلام کی طرف لے آئیں‘ اس کے بعد آگے ویسے حدیث ذکر کی ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے دعوت دینے کے باب میں گزر چکی ہے۔ آگے حدیث میں یہ ہے کہ رستم نے اپنی قوم کے سرداروں سے کہا تمہارا ناس ہو کپڑوں کو مت دیکھو سمجھداری‘ گفتگو اور سیرت کو دیکھو۔ عرب کے لوگ کپڑے اور کھانے کا خاص اہتمام نہیں کرتے ہاں خاندانی صفات کی بڑی حفاظت کرتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر وہ لوگ حضرت ربعی رضی اللہ عنہ کے ہتھیاروں پر اعتراض کرنے لگے اور ان

کے ہتھیاروں کو معمولی اور گھٹیا بتانے لگے اس پر انہوں نے ان سے کہا تم اپنی جنگی مہارت مجھے دکھاؤ میں تمہیں اپنی جنگی مہارت دکھاتا ہوں۔ یہ کہہ کر چیتھڑے میں سے اپنی تلوار باہر نکالی تو وہ آگ کے شعلے کے طرح چمک رہی تھی ان لوگوں نے کہا بس کریں اور اسے نیام میں رکھ لیں چنانچہ انہوں نے اسے نیام میں رکھ لیا پھر حضرت ربعی رضی اللہ عنہ نے ان کی ڈھال پر تیر مارا تو وہ پھٹ گئی اور ان لوگوں نے حضرت ربعی رضی اللہ عنہ کی ڈھال پر تیر مارا تو وہ نہ پھٹی بلکہ صحیح سالم رہی پھر فرمایا اے فارس والو! تم لوگوں نے کھانے پینے اور لباس کو بڑا کام بنا رکھا ہے ہم انہیں چھوٹے کام سمجھتے ہیں۔ پھر حضرت ربعی رضی اللہ عنہ انہیں غور کرنے کے لیے (تین دن کی) مہلت دے کر واپس چلے گئے۔

اگلے دن رستم نے پیغام بھیجا کہ اسی آدمی کو پھر بھیج دیں اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ بھی حضرت ربعی رضی اللہ عنہ کی طرح معمولی کپڑوں میں اور سیدھی سادھی حالت میں چلے۔ جب پہلے قالین کے پاس پہنچے تو وہاں والوں نے کہا اب آپ سواری سے نیچے اتر جائیں۔ انہوں نے فرمایا میں تب اترتا اگر میں اپنی ضرورت کے لیے آتا تم جا کر اپنے بادشاہ سے پوچھو کہ میں اس کی ضرورت کی وجہ سے آیا ہوں یا اپنی ضرورت کی وجہ سے۔ اگر وہ کہے میں اپنی ضرورت کی وجہ سے آیا ہوں تو بالکل غلط کہتا ہے اور میں تمہیں چھوڑ کر واپس چلا جاؤں گا اور اگر وہ کہے میں اس کی ضرورت کی وجہ سے آیا ہوں تو پھر تم لوگوں کے پاس ویسے آؤں گا جسے میں چاہوں گا اس پر رستم نے کہا اسے اپنے حال پر چھوڑ دو جیسے آتا ہے آنے دو چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ وہاں سے آگے چلے اور رستم کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ رستم اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا نیچے اتر جائیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں اتروں گا۔ جب انہوں نے اترنے سے انکار کر دیا تو رستم نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے آج آپ آئے ہیں ہمارے کل والے ساتھی نہیں آئے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارا امیر سختی نرمی ہر حال میں ہمارے درمیان برابری کرنا چاہتے ہیں؟ کل وہ آئے تھے آج میری باری ہے رستم نے کہا آپ لوگ کیوں آئے ہیں؟ فرمایا اللہ نے ہمیں اپنا دین عطا فرما کر ہم پر بڑا احسان فرمایا ہمیں اپنی نشانیاں دکھائیں یہاں تک کہ ہم نے اسے پہچان لیا حالانکہ ہم ان سے پہلے اسے بالکل نہیں جانتے تھے پھر اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تمام لوگوں کو تین باتوں میں سے ایک بات کی دعوت

دیں۔ان باتوں میں سے جسے بھی وہ مان لیں گے اسے ہم قبول کرلیں گے۔پہلی بات یہ ہے کہ اسلام لے آؤ اگر اسلام لے آؤ گے تو ہم تمہیں چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے دوسری بات یہ ہے کہ اگر اسلام نہیں لاتے تو پھر جزیہ ادا کرو اگر جزیہ ادا کرو گے اور تمہیں ضرورت پڑی تو ہم تمہاری دشمن سے حفاظت کریں گے۔تیسری بات یہ ہے کہ یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو پھر لڑائی اور مقابلہ۔رستم نے کہا کیا چند دن تک کے لیے صلح ہوسکتی ہے؟ فرمایا ہاں تین دن تک کے لیے ہوسکتی ہے لیکن وہ تین دن کل گزشتہ سے شمار ہوں گے جب رستم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی وہی جواب پایا جو حضرت ربعی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا تو اس نے حضرت حذیفہ کو واپس کردیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا تمہیں میری رائے سمجھ میں کیوں نہیں آرہی؟ کل ہمارے پاس پہلا آدمی آیا وہ ہم پر غالب آگیا اور ہمارے قالین پر نہ بیٹھا (بلکہ ہمارے انتظامات چھوڑ کر) ہماری زمین پر بیٹھ گیا اور اس نے اپنا گھوڑا ہماری زینت کے سامان کے اوپر کھڑا کیا اور ہم نے زینت کے لیے جو تکیے رکھے تھے ان کے ساتھ اپنا گھوڑا باندھ دیا اسے اچھی فال لینے کا موقع مل گیا کیونکہ وہ ہماری زمین کو بھی اپنے ساتھیوں کے پاس لے گیا اور زمین میں جو کچھ تھا اسے بھی لے گیا ان تمام باتوں کے باوجود وہ عقل مند بھی بہت تھا۔آج یہ دوسرا آدمی ہمارے پاس آیا تو یہ آکر ہمارے سر پر کھڑا ہوگیا یہ بھی اچھی فال لے کر گیا ہے یہ تو ہمیں نکال کر ہماری زمین پر قبضہ کرے گا (رستم کے ساتھیوں نے رستم کی باتوں کا سخت جواب دیا) اور ان میں بات چیت اتنی بڑھی کہ رستم کو بھی غصہ آگیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی۔اگلے دن رستم نے پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس ایک آدمی بھیجو چنانچہ مسلمانوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

[اخرجه ابن جرير في تاريخه ٣/ ٣٣ من طريق سيف]

حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ پل پر پہنچے اور پل پار کر کے فارس والوں کے پاس جانا چاہا تو انہیں پہرے داروں نے روکا اور رستم سے ان کے بارے میں اجازت طلب کی اور انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مرعوب کرنے کے لیے جو شاہی انتظامات کر رکھے تھے وہ سارے اسی طرح سے تھے۔انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی تھی۔ان لوگوں نے تاج اور قیمتی کپڑے جو کہ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تھے اور پہنے ہوئے تھے اور تیر پھینکنے سے تیر جتنی دور جاتا ہے اتنی دور تک قالین بچھائے ہوئے تھے ان پر چل کر ہی آدمی ان کے بادشاہ

تک پہنچ سکتا تھا۔ بہرحال رستم کے اجازت دینے پر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ وہاں سے آگے چلے ان کے سر کے بالوں کی چار مینڈھیاں بنی ہوئی تھیں۔ وہ چلتے چلتے جا کر رستم کے ساتھ اس کے تخت اور گدے پر بیٹھ گئے اس پر وہ سب لوگ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ پر جھپٹے اور بڑبڑائے اور جھنجھوڑ کر انہیں تخت سے اتار دیا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں تو یہ خبر پہنچی تھی کہ آپ لوگ بڑے سمجھدار ہیں لیکن میں نے آپ لوگوں سے زیادہ بے وقوف قوم کوئی نہیں دیکھی۔ ہم تمام عرب لوگ آپس میں برابر ہیں۔ ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا غلام نہیں بناتا ہاں کسی سے جنگ ہو تو پھر اور بات ہے۔ میرا خیال تھا کہ آپ لوگ بھی آپس میں ہماری طرح رہتے ہوں گے اور آپ لوگوں نے جو کچھ کیا اس سے تو اچھا تھا کہ مجھے پہلے ہی بتا دیتے کہ آپ لوگ آپس میں برابر نہیں بلکہ ایک دوسرے کے رب ہیں۔ اگر رستم کے ساتھ بیٹھنا آپ لوگوں کے خیال میں ٹھیک نہیں ہے تو آئندہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ آپ لوگوں کے پاس میں خود نہیں آیا ہوں۔ آپ لوگوں نے بلایا تو میں آیا ہوں۔ آج مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارا نظام ڈھیلا پڑ چکا ہے اور تم لوگ مغلوب ہونے والے ہو اور اس طور طریقہ پر اور اس سمجھ پر ملک باقی نہیں رہ سکتا یہ باتیں سن کر عام لوگ کہنے لگے اللہ کی قسم! یہ عربی بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے ان کے چودھری کہنے لگے اللہ کی قسم! اس نے تو ایسی بات کہی ہے کہ ہمارے غلام ہمیں ہمیشہ اس کی طرف کھینچتے رہیں گے۔ اللہ ہمارے پہلوں کو غارت کرے کس قدر احمق تھے کہ ان عربوں کی بات کو معمولی سمجھتے رہے (آج یہ اتنے زوروں پر آ گئے ہیں انہیں چاہیے تھا کہ ان عربوں کو شروع میں ہی کچل دیتے) اس کے بعد راوی نے باقی حدیث ذکر کی ہے جس میں رستم کے حالات اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے جوابات کا ذکر ہے۔

[اخرجه ابن جرير ۳/ ۳۶ من طريق سيف]

دشمن کی تعداد اور ان کے سامان کے زیادہ ہونے کی طرف توجہ نہ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں غزوہ موتہ میں شریک ہوا۔ جب مشرکین ہمارے قریب پہنچے تو ہمیں بہت زیادہ سامان، ہتھیار، گھوڑے، ریشمی کپڑے اور سونا نظر آیا اور یہ سب کچھ

اتنا زیادہ تھا کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا تھا اسے دیکھ کر میری تو آنکھیں چندھیا گئیں مجھے یوں متاثر ہوتا ہوا دیکھ کر حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! ایسے نظر آرہا ہے کہ تم بہت زیادہ لشکر دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں انہوں نے فرمایا تم ہمارے ساتھ غزوہ بدر میں نہیں تھے تعداد یا سامان کی کثرت کی وجہ سے ہماری مدد نہیں ہوئی تھی۔ [اخرجه البيهقى من طريق الواقدى كذا فى البداية ۴/ ۳۴۴ وذكره فى الاصابة ۱/ ۱۹۰ عن الواقدى مقتصرا على قول ثابت]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا:

''سلام علیک! امابعد! آپ کا خط میرے پاس آیا جس میں آپ نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ رومیوں نے بہت زیادہ لشکر جمع کر لیے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہماری مدد سامان یا لشکر کی کثرت کی وجہ سے نہیں کی تھی ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں جایا کرتے تھے اور ہمارے پاس صرف دو گھوڑے ہوتے تھے اور اونٹ بھی ضرورت سے کم ہوتے تھے' اس لیے ان پر باری باری سوار ہوتے تھے اور جنگ احد کے دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہمارے پاس صرف ایک گھوڑا تھا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے۔ اس بے سروسامانی میں اللہ تعالیٰ مخالفوں کے خلاف ہماری مدد کرتے تھے۔ اے عمرو! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کی سب سے زیادہ ماننے والا وہ ہے جو گناہوں اور معاصی سے سب سے زیادہ نفرت کرنے والا ہے' لہٰذا! آپ اللہ کی اطاعت کرو اور اپنے ساتھیوں کو اس کی اطاعت کا حکم کرو۔''

[اخرجه الطيالسى من طريق الواقدى كذا فى الكنز ۳/ ۱۳۵ واخرجه الطبرانى فى الاوسط عن عبدالله بن عمرو بن العاص نحوه قال الهيثمى ۶/ ۱۷۷ وفيه الشاذ كوفى والواقدى وكلاهما ضعيف۔ انتهى]

حضرت عبادہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا رومی کتنے زیادہ ہیں اور مسلمان کتنے کم ہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں رومی کتنے کم ہیں اور مسلمان کتنے زیادہ ہیں لشکر کا کم زیادہ ہونا آدمیوں کی تعداد سے نہیں ہوتا بلکہ جس لشکر کو اللہ کی مدد حاصل ہو وہ زیادہ ہے اور جو اللہ کی مدد سے محروم ہو وہ کم ہے (میں عراق سے شام تک کا سفر بڑی

تیزی سے کر کے آیا ہوں' اس لیے) زیادہ چلنے کی وجہ سے میرے گھوڑے اشقر کے کھر گھس گئے ہیں اور اس کے کھروں میں درد ہو رہا ہے۔ کاش میرا گھوڑا ٹھیک ہوتا اور ان رومیوں کی تعداد دگنی ہوتی تو پھر مزہ آتا۔ [اخرجه ابن جرير في تاريخه ۲/ ۵۹۴]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غالب آنے کے بارے میں دشمنوں نے کیا کہا؟

حضرت زبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا اور عرب کے بہت سے لوگ مرتد ہو کر اسلام سے خارج ہو گئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لیے مدینہ سے چلے۔ جب بقیع کی طرف ایک پانی پر پہنچے تو انہیں مدینہ کے بارے میں خطرہ محسوس ہوا اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آ گئے (اور دوسروں کو بھیجنے کا ارادہ کیا) اور حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرما کر لوگوں کو ان کے ساتھ جانے کی دعوت دی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ قبیلہ مضر کے علاقہ میں جائیں اور وہاں جتنے لوگ مرتد ہو چکے ہیں ان سے جنگ کریں پھر وہاں سے یمامہ جا کر مسیلمہ کذاب سے جنگ کریں' چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وہاں سے لشکر لے کر چلے اور پہلے طلیحہ کذاب اسدی سے جنگ کی اللہ نے طلیحہ کو شکست دی عیینہ بن حصن بن حذیفہ فزاری بھی طلیحہ کذاب کے پیچھے لگ گیا تھا۔ جب طلیحہ نے دیکھا کہ اس کے ساتھیوں کو بہت شکست ہو رہی ہے تو اس نے کہا تمہارا ناس ہو تم لوگوں کو شکست کیوں ہو جاتی ہے؟ اس پر اس کے ساتھی نے کہا میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہمیں شکست کیوں جاتی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر آدمی چاہتا ہے اس کا ساتھی اس سے پہلے مر جائے اور ہمارا مقابلہ ایسے لوگوں سے ہے جن میں سے ہر آدمی اپنے ساتھی سے پہلے مرنا چاہتا ہے طلیحہ لڑنے میں سخت حملہ آور تھا' چنانچہ اس نے حضرت عکاشہ بن محصن اور حضرت ابن اقرم رضی اللہ عنہما کو شہید کیا جب طلیحہ نے حق کو غالب آتے دیکھا تو پہلے تو پیدل بھاگا پھر بعد میں اسلام لے آیا اور عمرے کا احرام باندھا اس کے بعد باقی حدیث ذکر کی۔ [اخرجه البيهقي ۱۷۵]

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوا میں ان کا امیر تھا

چلتے چلتے ہم اسکندریہ پہنچے تو وہاں کے بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ اپنا ایک آدمی میرے پاس بھیجو تاکہ میں اس سے بات کروں اور وہ مجھ سے بات کرے۔ میں نے ساتھیوں سے کہا میں خود ہی اس کے پاس جاؤں گا' چنانچہ میں ترجمان لے کر گیا اس کے پاس بھی ترجمان تھا۔ ہمارے لیے دو منبر رکھے گئے اس نے پوچھا آپ لوگ کون ہیں؟ میں نے کہا ہم عرب ہیں۔ ہمارے ہاں کانٹے دار درخت اور کیکر ہوتے ہیں (کھیتیاں اور باغات نہیں ہوتے) البتہ ہمارے ہاں بیت اللہ ہے۔ ہمارا علاقہ سب سے زیادہ تنگ تھا اور ہمارے معاشی حالات سب سے زیادہ سخت تھے۔ ہم مردار کھالیتے تھے ایک دوسرے کا مال لوٹ لیتے تھے غرض یہ کہ ہماری زندگی سب سے زیادہ بری تھی پھر ایک آدمی ہمارے اندر ظاہر ہوا جو ہمارا سب سے بڑا سردار نہیں تھا اور ہم میں سب سے زیادہ مالدار نہیں تھا اس نے کہا میں اللہ کا رسول ہوں وہ ہمیں ان کاموں کا حکم کرتے جنہیں ہم جانتے نہیں تھے اور جن کاموں پر ہم اور ہمارے آباؤ اجداد پڑے ہوئے تھے ان سے ہمیں روکتے تھے ہم نے ان کی مخالفت کی اور انہیں جھٹلایا اور ان کی بات کو رد کر دیا یہاں تک کہ ان کے پاس دوسری قوم کے لوگ آ گئے اور انہوں نے کہا ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں' آپ پر ایمان لاتے ہیں' آپ کا اتباع کرتے ہیں اور جو آپ سے جنگ کرے گا ہم اس سے جنگ کریں گے وہ ہمیں چھوڑ کر ان کے پاس چلے گئے ہم نے وہاں جا کر ان سے کئی مرتبہ جنگ کی۔ انہوں نے ہمارے بہت سے آدمی قتل کر دیئے اور ہم پر غالب آ گئے پھر وہ آس پاس کے عربوں کی طرف متوجہ ہوئے اور جنگ کر کے ان پر بھی غالب آ گئے اب جو میرے پیچھے ہیں اگر ان کو آپ لوگوں کی اس عیش وعشرت کا پتہ چل جائے تو وہ سب آ کر اس عیش وعشرت میں آپ کے شریک ہو جائیں۔ یہ بات سن کر وہ بادشاہ ہنسا اور اس نے کہا آپ کے رسول نے سچ کہا ہے اور ہمارے پاس ہمارے رسول بھی وہی چیزیں لاتے رہے ہیں جو آپ کے رسول آپ کے پاس لائے ہیں۔ ہم ان رسولوں کی باتوں پر عمل کرتے رہے پھر ہم میں کچھ بادشاہ ظاہر ہوئے جو ان نبیوں کی باتوں کو چھوڑ کر ہمیں اپنی خواہشات پر چلاتے رہے۔ اگر آپ لوگ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کو مضبوطی سے پکڑے رہیں گے تو جو بھی آپ لوگوں سے لڑے گا آپ لوگ اس پر ضرور غالب آ جائیں گے اور جو بھی آپ لوگوں کی طرف ہاتھ بڑھائے گا آپ لوگ اس پر ضرور حاوی ہو جائیں گے۔ پھر جب آپ لوگ اس طرح کریں گے جس طرح ہم نے کیا اور نبیوں کی بات چھوڑ کر ہمارے بادشاہوں

کی طرح خواہشات پر عمل کریں گے تو پھر آپ اور ہم برابر ہو جائیں گے یعنی آپ لوگ بھی ہماری طرح اللہ کی مدد سے محروم ہو جائیں گے پھر نہ آپ کی تعداد ہم سے زیادہ ہوگی اور نہ طاقت (لہٰذا ہم آپ پر غالب آئیں گے) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کبھی کسی ایسے آدمی سے بات نہیں کی جو اس سے زیادہ نصیحت کرنے والا ہو۔ [اخرجه الطبرانی قال الهیثمی ۶/ ۲۱۸ وفیه محمد بن عمر علقمه وهو ابن علقمه وهو حسن الحدیث وبقیة رجال ثقات انتهی واخرجه ابو یعلی عن علقمه بن وقاص قال قال عمرو بن العاص فذکر نحوه قال الهیثمی ۸/ ۲۳۸ رجاله رجال الصحیح غیر عمرو بن علقمة وهو ثقة۔ انتهی]

حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے دشمن مقابلہ کے وقت اتنی دیر نہیں ٹھہر پاتا تھا جتنا وقفہ اونٹنی کے دو مرتبہ دودھ نکالنے کے درمیان ہوتا ہے (اونٹنی کے دودھ نکالنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اس کا دودھ اوپر چڑھا ہوا ہوتا ہے تھنوں میں کم ہوتا ہے پہلے اونٹنی کے بچے کو دودھ پینے کے لیے لایا جاتا ہے وہ دودھ پیتا ہے تو دودھ نیچے اتر آتا ہے بچے کو ہٹا کر آدمی دودھ نکالنے لگتا ہے تو اونٹنی اپنا دودھ اوپر چڑھا لیتی ہے اس لیے دوبارہ بچہ لایا جاتا ہے وہ پینے لگتا ہے تو دودھ پھر نیچے اتر آتا ہے تو بچے کو ہٹا کر پھر دوبارہ دودھ نکالا جاتا ہے اس طرح ایک وقت میں اونٹنی کا سارا دودھ دو دفعہ نکالنے سے حاصل ہوتا ہے تو ان دو دفعہ دودھ نکالنے کے درمیانی وقفہ چند منٹ کا ہوتا ہے دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جب اونٹنی کا دودھ نکالتے ہیں اس وقت وہ کھڑی ہوتی ہے تو نکالنے والا ایک ٹانگ پر کھڑا ہوتا ہے اور دوسری ٹانگ اٹھا کر اپنا پاؤں پہلی ٹانگ کے گھٹنے پر رکھ لیتا ہے اور دوسری ٹانگ کے گھٹنے پر برتن رکھ کر اس میں دودھ نکالتا ہے اس طرح نکالنے والا تھک جاتا ہے اور ایک ٹانگ پر کھڑے ہونے کی وجہ سے گرنے والا ہو جاتا ہے تو وہ برتن نیچے رکھ کر اور دونوں ٹانگیں سیدھی زمین پر ٹکا کر کچھ دیر آرام کرتا ہے پھر اسی طرح ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر دوبارہ دودھ نکالتا ہے تو یہ آرام کا درمیانی وقفہ یہاں مراد ہے یہ وقفہ بھی چند منٹ کا ہوتا ہے) روم کا بادشاہ ہرقل انطاکیہ میں قیام پذیر تھا جب وہ رومی فوج مسلمانوں سے شکست کھا کر وہاں پہنچی تو اس نے فوج سے کہا تمہارا ناس ہو! تم مجھے ان لوگوں کے بارے میں بتاؤ جو تم سے جنگ کر رہے ہیں کیا یہ تمہارے جیسے انسان نہیں ہیں؟ ان سب جرنیلوں نے کہا ہیں۔ ہرقل نے کہا تمہاری تعداد زیادہ ہے یا ان کی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہر

معرکہ میں ہماری تعداد ان سے کئی گنا زیادہ تھی ہرقل نے کہا پھر کیا بات ہے تمہیں شکست کیوں ہو جاتی ہے؟ اس پر ایک بوڑھے جرنیل نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ رات کو عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں اور معاہدہ کو پورا کرتے ہیں اور نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور آپس میں انصاف کرتے ہیں اور اس کے برعکس ہم لوگ شراب پیتے ہیں' زنا کرتے ہیں' ہر حرام کا ارتکاب کرتے ہیں' معاہدہ توڑ دیتے ہیں ایک دوسرے کا مال چھین لیتے ہیں اور ظلم کرتے ہیں اور ان کاموں کا حکم کرتے ہیں جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے اور جن کاموں سے اللہ راضی ہوتا ہے ان سے ہم روکتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ ہرقل نے کہا تم نے مجھے سچی بات کہی ہے۔ [اخرجه ابن مروان المالكی فی المجالسة كذا فی البداية ۷/ ۱۵ واخرجه ابن عساكر ۱/ ۱۴۳ عن ابی اسحاق بنحوه]

یحییٰ بن یحییٰ غسانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قوم کے دو آدمیوں سے نقل کرتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے اردن کے کنارے پر پڑاؤ ڈالا تو ہم نے آپس میں کہا دمشق کا عنقریب محاصرہ ہونے والا ہے اس لیے ہم دمشق گئے تاکہ محاصرہ شروع ہونے سے پہلے ہی وہاں سے خرید و فروخت کر لیں ہم ابھی دمشق میں تھے کہ دمشق کے کمانڈر نے ہمارے پاس بلانے کے لیے قاصد بھیجا ہم اس کے پاس گئے اس نے کہا کیا تم دونوں عرب ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں! اس نے کہا کیا تمہارا مذہب نصرانیت ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں اس نے کہا تم دونوں میں سے ایک جا کر ان مسلمانوں کے حالات معلوم کر کے آئے اور دوسرا اس کے سامان کے پاس ٹھہر جائے چنانچہ ہم دونوں میں سے ایک گیا اور مسلمانوں میں کچھ دیر ٹھہر کر واپس آیا اور اس نے کہا میں ایسے لوگوں کے پاس سے آ رہا ہوں جو دبلے پتلے ہیں' عمدہ اور اصیل گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں' رات کے عبادت گزار اور دن کے شہسوار ہیں' تیر میں پر لگاتے ہیں' اسے تراشتے ہیں' نیزے کو بالکل سیدھا کرتے ہیں' وہ اتنی اونچی آواز سے قرآن پڑھتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں کہ اگر آپ ان میں بیٹھ کر اپنے ہم نشین سے کوئی بات کریں تو شور کی وجہ سے آپ کی بات کوئی سمجھ نہیں سکے گا اس پر دمشق کے کمانڈر نے اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا مسلمانوں کے ان حالات کے معلوم ہو جانے کے بعد اب تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ [قال الوليد بن مسلم اخبرنی من سمع يحيى بن يحيى الغسانی يحدث عن رجلين من قومه كذا فی البداية ۷/ ۱۵ واخرجه ابن عساكر ۱/ ۱۴۳ عن يحيى بن يحيى الغسانی

بنحوہ فی روایۃ مشاقا بدل عتاق ویقومون القنا بدل یثقفون]

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں (جب جنگ یرموک کے دن) دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تو (رومی جرنیل) قبقلار نے جاسوسی کے لیے مسلمانوں میں ایک آدمی بھیجا اور اس سے کہا ان لوگوں میں داخل ہو جاؤ اور ان میں ایک دن اور ایک رات رہو اور پھر آ کر مجھے ان کے حالات بتاؤ۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے بتایا گیا کہ یہ عربی آدمی قبیلہ قضاعہ کی شاخ تزید بن حیدان میں سے تھا جسے ابن ہزارف کہا جاتا تھا' چنانچہ وہ مسلمانوں میں داخل ہو گیا اور عربی ہونے کی وجہ سے عجمی معلوم نہیں ہو رہا تھا اور ایک دن ایک رات ان میں رہا پھر قبقلار کے پاس واپس آیا تو قبقلار نے اس سے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ اس نے کہا یہ لوگ رات کو عبادت کرتے ہیں اور دن گھوڑوں کی پشتوں پر گزارتے ہیں۔ اگر ان کے بادشاہ کا بیٹا چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتے ہیں اور اگر زنا کرے تو اسے بھی سنگسار کر دیتے ہیں۔ یہ اپنے معاشرے میں حق کو قائم کرتے ہیں۔ اس پر قبقلار نے اس سے کہا اگر تم نے مجھ سے سچ کہا ہے تو پھر زمین کے اندر دفن ہو جانا روئے زمین پر رہ کر ان کا مقابلہ کرنے سے بہتر ہے اور میں دل سے چاہتا ہوں کہ اللہ میری اتنی بات مان لے کہ میدان میں مجھے اور ان مسلمانوں کو رہنے دے' خود میدان میں نہ آئے نہ میری مدد کرے اور نہ ان کی (کیونکہ اس طرح میں جیت ہو جاؤں گا اس لیے اس طرح فتح اور شکست کا فیصلہ تعداد اور سامان جنگ پر ہو گا اور وہ میرے پاس ان سے بہت زیادہ ہے)

[اخرجہ ابن جریر فی تاریخہ ۲/ ۶۱۰]

حضرت ابن رافیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب رستم نے نجف میں پڑاؤ ڈالا تو اس نے نجف سے ایک جاسوس مسلمانوں میں بھیجا جو قادسیہ جا کر مسلمانوں میں ایسے گھس گیا جیسے کہ ان ہی میں سے گیا تھا اور اب واپس آیا ہے۔ اس نے دیکھا کہ مسلمان ہر نماز کے وقت مسواک کرتے ہیں پھر سب مل کر نماز پڑھتے ہیں اور نماز کے بعد اپنی قیام گاہوں میں چلے جاتے ہیں۔ پھر اس جاسوس نے واپس آ کر سارے حالات رستم اور اس کے ساتھیوں کو بتائے اور رستم نے بھی اس سے بہت سوالات کیے یہاں تک کہ یہ بھی پوچھا کہ یہ لوگ کیا کھاتے ہیں؟ اس جاسوس نے کہا میں نے مسلمانوں میں صرف ایک رات گزاری ہے اللہ کی قسم! میں نے تو ان میں سے کسی کو کچھ بھی کھاتے نہیں دیکھا' البتہ میں نے انہیں شام کو سوتے وقت اور صبح سے کچھ دیر پہلے کچھ لکڑیاں

چوستے ہوئے دیکھا ہے رستم وہاں سے چل کر جب مقام حصن اور مقام عتیق کے درمیان پہنچا تو وہ صبح کی نماز کا وقت تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مؤذن نے صبح کی اذان دی۔ رستم نے دیکھا کہ اذان سنتے ہی سارے مسلمان حرکت میں آ گئے۔ رستم نے حکم دیا کہ اہل فارس میں اعلان کر دیا جائے کہ سب سوار ہو جائیں۔ ساتھیوں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ اعلان ہوتے ہی تمہارا دشمن تم پر حملہ کرنے کے لیے حرکت میں آ گیا ہے؟ اس کے اس جاسوس نے کہا یہ لوگ تو اس وقت نماز کے لیے حرکت میں آئے ہیں۔ اس پر رستم نے فارسی زبان میں کہا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آج صبح میں نے ایک غیبی آواز سنی اور وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہی کی آواز تھی جو کہ کتوں سے یعنی عربوں سے باتیں کرتا ہے اور انہیں دانائی اور سمجھ سکھاتا ہے۔ جب رستم کے لشکر نے دریا پار کر لیا تو وہ آ کر وہاں ٹھہر گیا اتنے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مؤذن نے نماز کے لیے اذان دی پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور رستم نے کہا عمر (رضی اللہ عنہ) نے میرا جگر کھا لیا۔

[اخرجه ابن جرير في تاريخه ۳/ ۴۵]

قبیلہ بنو قشیر کے ایک صاحب بیان کرتے ہیں جب (شاہ روم) ہرقل قسطنطنیہ (جسے آج کل استنبول کہا جاتا ہے) کی طرف روانہ ہوا تو ایک رومی آدمی پیچھے سے آ کر اسے ملا جو کہ مسلمانوں کے ہاں قید تھا اور وہاں سے چھوٹ کر آیا تھا۔ ہرقل نے اس سے کہا مجھے ان مسلمان لوگوں کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ اس نے کہا میں ان کے حالات اس طرح تفصیل سے بتاتا ہوں کہ گویا آپ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ دن کے شہسوار اور رات کے عبادت گزار ہیں اور اپنے ماتحت ذمیوں سے کھانے کی چیز قیمت دے کر ہی لیتے ہیں' جب بھی کسی کے پاس جاتے ہیں تو سلام ضرور کرتے ہیں اور جو ان سے جنگ کرے تو جب تک اس کا کام تمام نہ کر لیں مقابلہ پر ڈٹے رہتے ہیں۔ ہرقل نے کہا اگر تم نے مجھ سے سچ کہا ہے تو وہ لوگ میرے ان قدموں کے نیچے کی زمین کے ضرور مالک بنیں گے۔

[قال ابن جرير ايضاً ۳/ ۹۹ ذكره سيف عن ابى الزهرا القشيرى]

(ایران کے بادشاہ) یزدجرد نے مدد حاصل کرنے کے لیے چین کے بادشاہ کو خط لکھا۔ شاہ چین نے خط لانے والے قاصد سے کہا مجھے معلوم ہے کہ جب کسی بادشاہ پر دشمن غالب آ جائے اور وہ دوسرے بادشاہ سے مدد طلب کرے تو اس کا حق ہے کہ وہ دوسرا بادشاہ اس کی مدد کرے لیکن

پہلے تم مجھے ان لوگوں کی صفات اور حالات بتاؤ جنہوں نے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیا ہے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے ان کی تعداد کی کمی اور اپنی تعداد کی کثرت کا ذکر کیا ہے اور میں نے بھی سنا ہے کہ تم لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اس کے باوجود یہ تھوڑی تعداد والے لوگ تم پر غالب آ رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم میں کچھ خرابیاں ہیں اور ان میں کچھ اچھائیاں ہیں۔ قاصد کہتا ہے میں نے شاہ چین سے کہا آپ ان کے بارے میں مجھ سے جو چاہیں پوچھیں۔ اس نے کہا کیا وہ عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا وہ لوگ جنگ کرنے سے پہلے تمہیں کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا وہ ہمیں تین باتوں میں سے ایک بات کی دعوت دیتے ہیں اگر ہم اسے قبول کرلیں تو وہ ہمارے ساتھ وہی سلوک کرتے ہیں جو وہ اپنے ساتھ کرتے ہیں پھر وہ ہمیں اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ ہم جزیہ ادا کریں وہ ہماری حفاظت کریں گے ہم اگر ان دو باتوں کو نہ مانیں تو پھر وہ ہم سے جنگ کریں گے پھر اس نے پوچھا وہ اپنے امیروں کی اطاعت کرنے میں کیسے ہیں؟ میں نے کہا وہ اپنے امیر کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والے لوگ ہیں پھر اس نے پوچھا وہ کن چیزوں کو حلال سمجھتے ہیں اور کن چیزوں کو حرام؟ میں نے اسے مسلمانوں کے حلال اور حرام کی تفصیل بتائی اس نے پوچھا کیا وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر لیتے ہیں! میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا جب تک یہ لوگ حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کریں گے اس وقت تک یہ ہلاک نہیں ہوں گے۔ مجھے ان کے لباس کے بارے میں بتاؤ؟ میں نے ان کے لباس کی تفصیل بتائی پھر میں نے عربی گھوڑوں کی صفات ذکر کیں۔ اس نے کہا یہ تو بہت اچھے قلعے ہیں پھر میں نے کہا ان کی سواریاں اونٹ بھی ہیں اور اونٹ کے بیٹھنے اور بوجھ اٹھا کر کھڑے ہونے کا سارا انداز بتایا اس نے کہا یہ تمام باتیں لمبی گردن والے جانور میں ہوا کرتی ہیں (غالباً شاہ چین نے اونٹ دیکھا نہ ہوگا) پھر اس نے یزدجرد کو جواب میں لکھا کہ میرے پاس اتنا بڑا لشکر ہے کہ اگر میں اسے آپ کی مدد کے لیے بھیجوں تو اس کا پہلا حصہ ایران کے شہر مرو میں ہوگا اور آخری چین میں، لیکن میں اسے نہیں بھیجوں گا اور اسے نہ بھیجنے کی وجہ سے یہ نہیں ہے کہ آپ کا جو مجھ پر حق ہے میں اسے نہیں جانتا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا جن لوگوں سے مقابلہ ہوا ہے آپ کے قاصد نے ان کے تمام حالات مجھے تفصیل سے بتائے ہیں یہ ایسے زبردست لوگ ہیں کہ اگر یہ پہاڑوں سے ٹکرا جائیں تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اگر یہ اپنی

صفات پر باقی رہے اور یونہی بڑھتے رہے تو ایک دن مجھے بھی میری سلطنت سے ہٹا دیں گے اس لیے آپ ان سے صلح کرلیں اور صلح صفائی کے ساتھ ان کے ساتھ رہنے پر راضی ہو جائیں اور جب تک وہ آپ کو نہ چھیڑیں آپ انہیں کچھ نہ کہیں۔[ذکرہ ابن جریر ایضاً فی تاریخہ ۳/ ۲۴۹]

ہم اس کتاب میں جو کچھ لکھنا چاہتے ہیں یہ اس کا آخری مضمون ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اس خیر کی ہدایت دی جس کی ہدایت نہ دیتے تو ہم ازخود ہدایت نہ پاسکتے۔''

اَللّٰھُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا
وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّیْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا

''اے اللہ! اگر تیری مہربانی شامل حال نہ ہوتی تو ہمیں ہدایت نہ ملتی اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ ہم نماز پڑھتے تو ہم پر اطمینان اور سکینہ نازل فرما جب مشرک لوگ ہم سے فتنہ والا کام کرانا چاہتے ہیں تو ہم انکار کردیتے ہیں۔''

آج بروز بدھ محرم الحرام کے مہینے میں ہجرت نبوی (علی صاحبہا الف الف صلاۃ وتحیۃ) کے تیرہ سو اناسی والے سال میں عبد ضعیف محمد یوسف سلمہ اللہ تعالیٰ عن التلہف والتاسف کے ہاتھوں کتاب ''حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم ''مکمل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کتاب کی تیسری جلد کی طباعت منگل ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۶۵ء کو پوری ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج بروز بدھ ۲۷ شوال ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۹۵ء کو ترجمہ مکمل ہوا۔

محمد احسان الحق......مدرسہ عربیہ رائے ونڈ لاہور۔ پاکستان



عرب کے دورِ جاہلیت و دورِ اسلام کا تعارف

تاریخِ عرب

مصنف

موسیو سیدیو فرانسیسی

ترجمہ جناب عبدالغفور خان صاحب انجوری

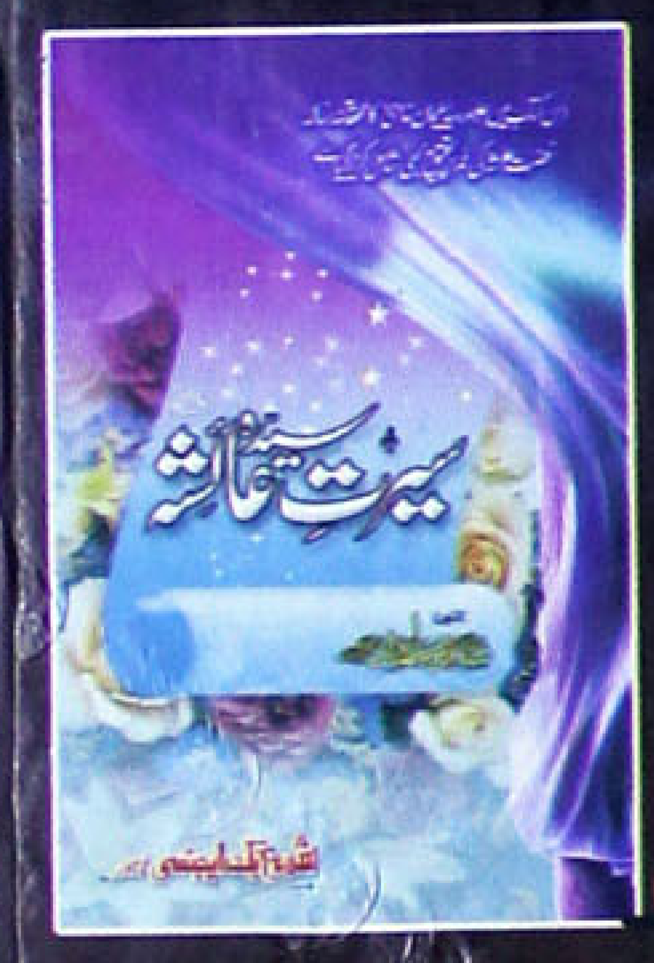
محمد حلیم انصاری

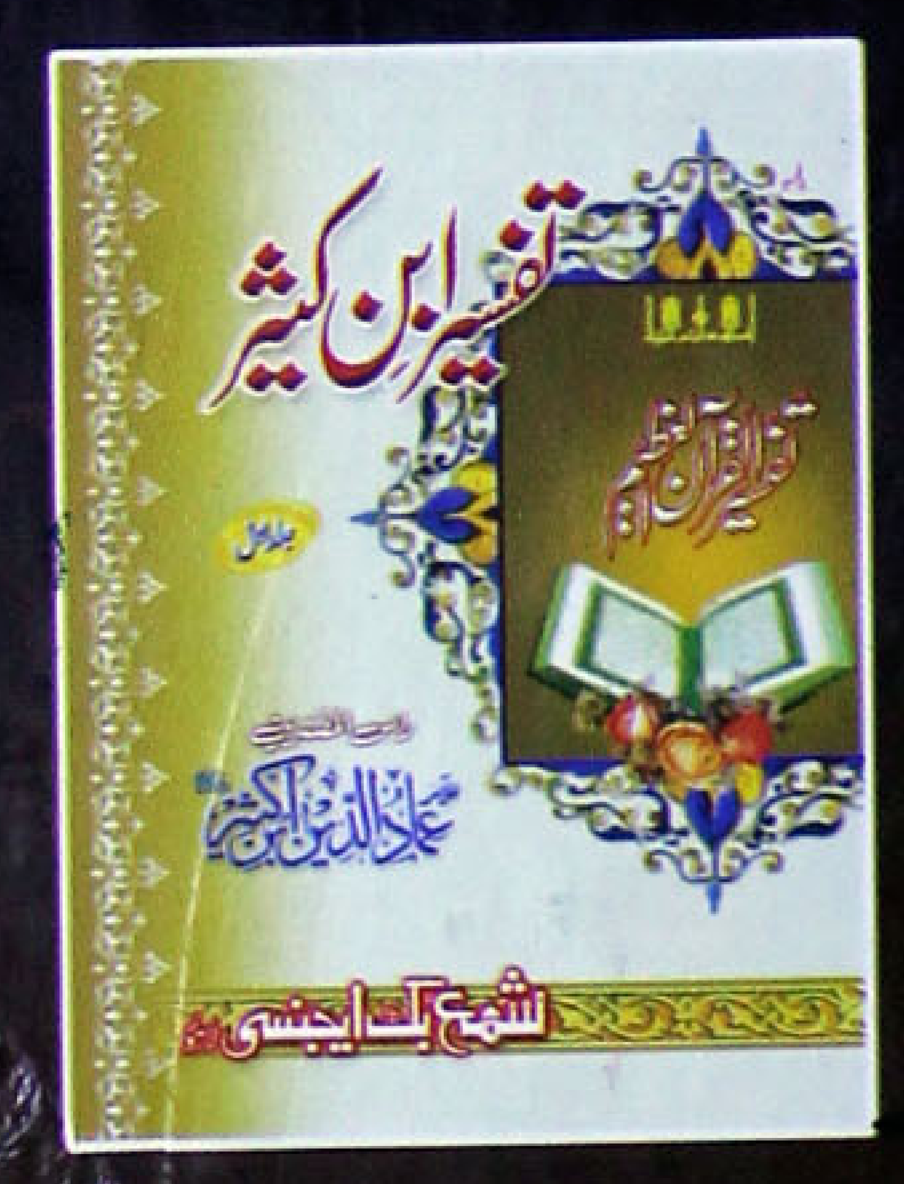
جدید نظرِ ثانی و اصلاح ۰ ابو رشیق قمر

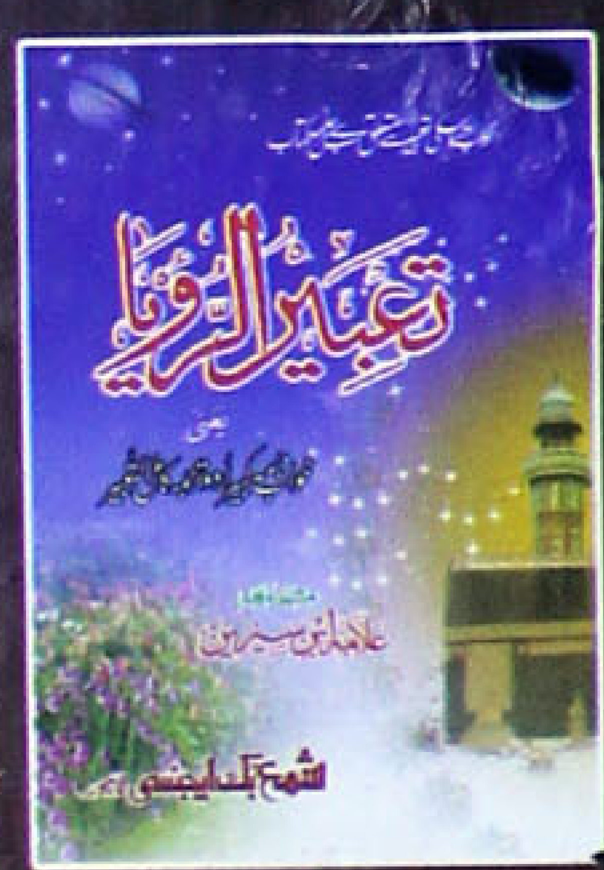


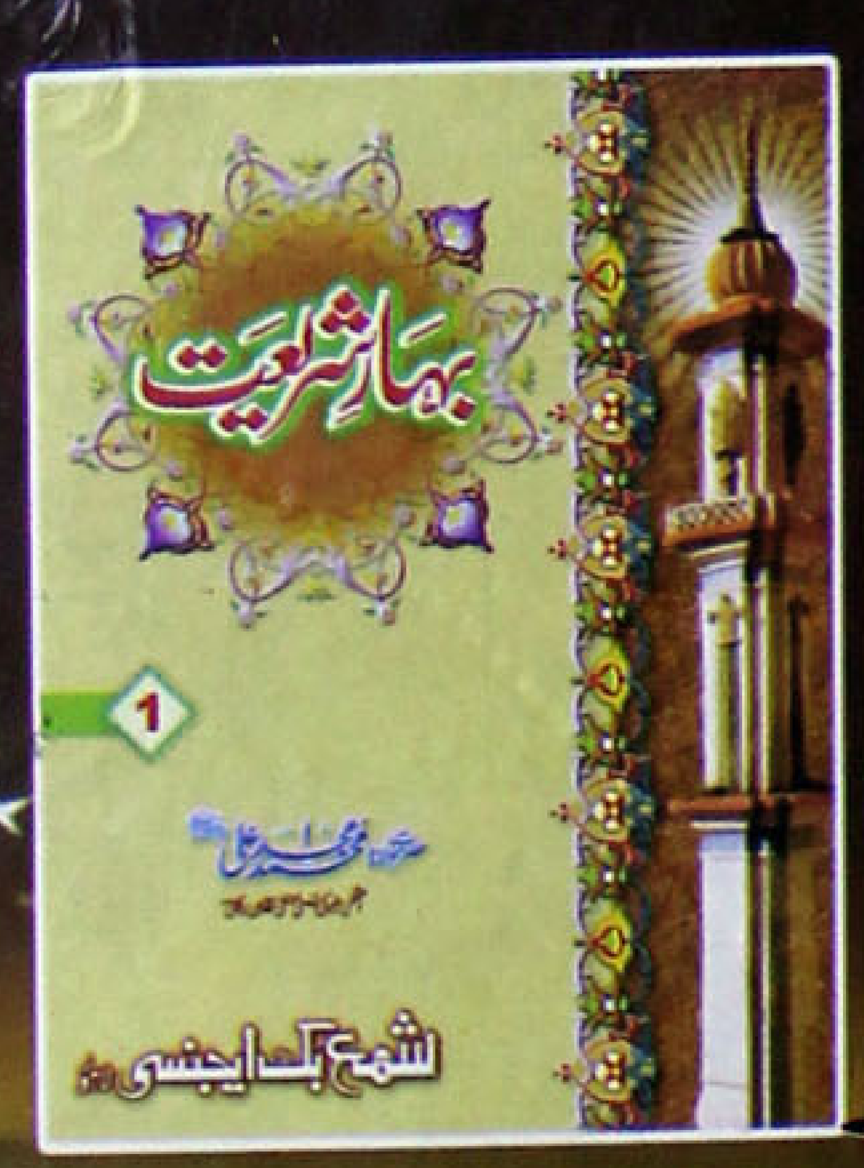
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ ۰ اُردو بازار ۰ لاہور

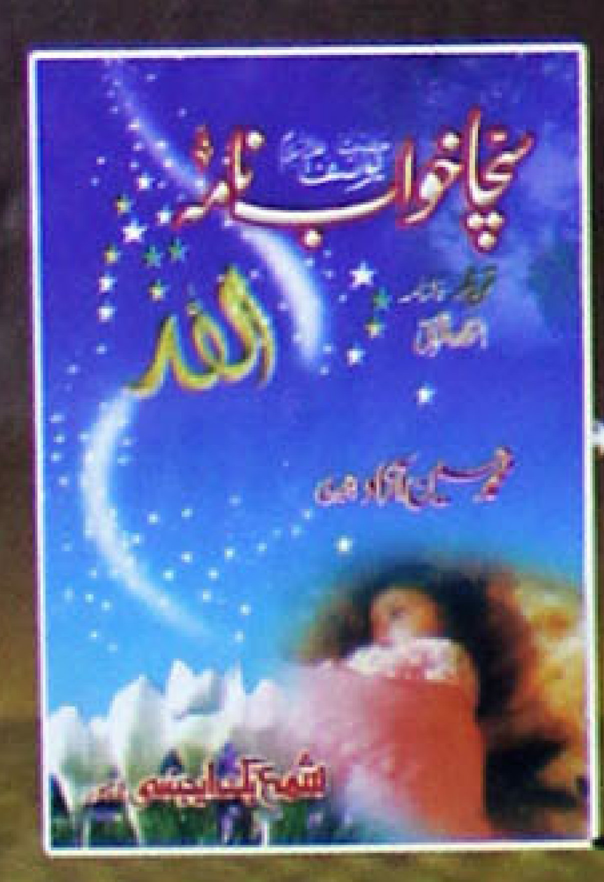
Ph: 042-7232132













ہماری دیگر ادبی
و
معلوماتی کتب



یوسف مارکیٹ ۔ غزنی سٹریٹ ۔ اردو بازار ۔ لاہور

Ph: 042-7232132